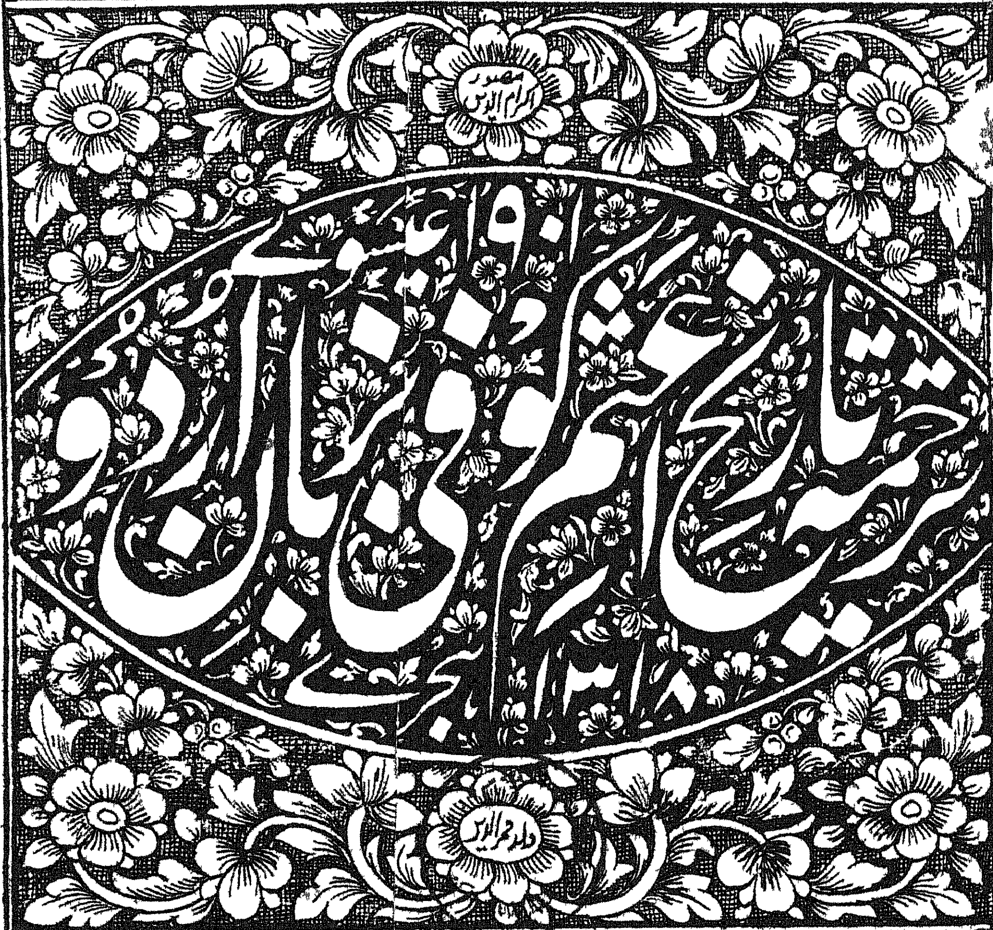
ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

الحمد للہ کہ بعہد عدالت مہد درین زمان میمنت اقتران بلہ از دوران نوشیروان کتاب مستنطات متضمن حالات تاریخی الموسوم بہ



من تصنیفات فاضل جلیل و عالم نبیل پیشوائے متقدمین اہل سیر و تواریخ فرق اہلسنت الجماعت خواجہ احمد بن اعثم کوفی رحمۃ اللہ

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسن طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواجہ احمد بن اعثم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت سرور کائنات افضل موجودات محرم قاب قوسین رسول الثقلین ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب
بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس
بن مضر بن معد بن عدنان حب لو معرفت خدائے واحد سے دنیا کو معمور اور راہ ہدایت سے حق رسالت کو ادا کر چکے اور تمام عالم نے ... گیا اور
راہ شرع اختیار کر لی تو بارگاہ باریتعالی سے آیہ شریفہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ یعنی میں نے تمہارے واسطے تمہارا دین کامل کیا
اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کریں نازل ہوئی اور سرور کائنات صلعم نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی انتقال فرمایا اسوقت بہ تقاضائے بشریت تمام اصحاب
نہایت مغموم اور ہراساں ہوئے۔ بے دین اور کم اعتقاد والے ہر طرف سے اٹھ کھڑے ہوئے طرح طرح کی صلاحیں اور مشورے کرنے لگے موقع
پا ہوا لے اور بدگو اپنے اپنے فائدہ کی تدبیروں میں مصروف ہوئے جب جلسہ میں مہاجر اور انصار جمع ہوئے تھے اوسمیں ابو الہیثم بن التیہان نے کھڑے
ہو کر اس مضمون کے شعر پڑھے کہ انسان ہمیشہ دنیا میں نہیں رہتا موت ہر ذی حیات کے دم کے ساتھ ہے۔ اب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے صدمہ سے ہمارے حواس پریشان ہیں عقل ٹھکانے نہیں ہے جن کافروں کی گردنیں توڑ ڈالی تھیں وہ سر اٹھا کر بدلہ لینے پر آمادہ ہو رہے خصوصاً
ان تین گروہوں یہودیوں ترساؤں اور منافقوں میں سے مسیلمہ کذاب کی جماعت سب سے زیادہ غل و شور مچا رہی ہے جنگ و جدل کی تیاریاں ہو رہی ہیں
جہانتک اونسے ہو سکتا ہے ہاتھ پاؤں اور زبان دونوں سے کام لے رہے ہیں طلیحہ بن خویلد اوسکا شور و بے جٹ بنا ہوا ہے اور اسکے ساتھ ایک
تماشا بن رہا ہے اب ہمیں اپنی فکر لازم ہے کل کے انجام کو آج ہی سمجھ لینا بہتر ہے لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا شاید اللہ تعالے اسکے بعد
کوئی امر ظاہر فرمائے اے مہاجر اور انصار تم اس بات کو خوب سمجھ لو کہ خلافت کے عہدہ کو کسی سر آوردہ قریش نے قبول نہ کیا تو اس امت کی
بعینہ یہ حال ہوگا جیسے جنگل میں آندھی اور مینہہ کے طوفان کیوقت گڈریے کی غیر حاضری سے غریب بھیڑوں کا حال ہوتا ہے میں چاہتا ہوں
کہ حضرت علی مرتضے یا ابوبکر یا انصار و اصحاب میں سے کوئی اور اس کام کو سر انجام دے اگر ایسا نہ ہو تو مسیلمہ کذاب کی مخالفت سے سخت اندیشہ ہے
ابو الہیثم کے اس مضمون کے شعروں سے صحابہ کے دلوں پر بہت بڑا اثر ہوا ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا اے نیک اور برگزیدہ لوگو اگر تم حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہو تو وہ خدا سے جا ملے اور اگر زمین اور آسمان کے پیدا کرنیوالے اللہ کی عبادت کرتے ہو تو وہ ہمیشہ موجود ہے اوس نے
قرآن شریف میں کئی جگہ آنحضرت کی وفات سے مطلع کیا ہے اور سب سن چکے ہیں اب آنحضرت تو وفات پا چکے ہیں اور کل کی کسیکو کچھ خبر نہیں
... اگر اس امت کے کاموں کی درستی نہ کی گئی تو وہ ہلاک ہو جائیگی بہتر ہے کہ ہم غور کریں ... تو کوہ ماریں اور جس کو ...

کچھ بہتر نظر آتے کہہ گذرے پھر تو ہر ایک اپنی اپنی سے کہنے لگا۔ انصار نے کہا کہ ہم نے دین پاک کی مدد کی ہے اور اللہ تعالے نے قرآن مجید میں ہماری تعریف و توصیف کی ہے جب حضرت رسالت پناہی بحکم الٰہی مکہ سے ہجرت کر کے ہمارے شہر میں تشریف لائے تو ہم نے اپنا مال اسپر نثار کیا اپنے گھر اون کے اور ان کے دوستوں کے لئے چھوڑ دیئے اپنی جانوں کو خدمت گذاری کے لئے ہتھیلیوں پر رکھ لیا یہ وہ حالات ہیں جنسے کوئی بے خبر نہیں نہ ان فضیلتوں سے کسکو انکار ہو سکتا ہے مناسب ہے کہ ہم میں سے خلیفہ مقرر کیا جاوے۔ ہجرت کرنیوالوں میں سے ایک شخص بول اُٹھا کہ اے انصار تمنے اپنی اور اپنی قوم کی نسبت جسقدر بزرگی اور شرف کا اظہار کیا بالکل سچ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ لیکن ہجرت کرنیوالے وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت ساتھ دیا ہے اور اپنی جائیں وہاں کی ہیں اللہ تعالے نے قرآن شریف میں اون کی تعریف بھی کی اور بزرگی عطا فرمائی ہے خلیفہ اسی گروہ میں سے ہونا چاہئے پھر نامور اصحاب کا ایک گروہ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ رسول مقبول کے دوستو خلافت کے لئے نہ جھگڑو عبث کوشش سے باز رہو باہم صلح رکھو انصار میں سے کسیکو امیر بنا لینا چاہئے اور مہاجرین میں سے وزیر کیونکہ اسمیں فساد نہ ہونے پائے بلکہ باہمی ربط ضبط کو ترقی ہو تمام اہل جلسہ نے دعا گوئی کے ساتھ اس رائے کو پسند کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے پیغمبر کے دوستو یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے ایک محل میں دو تخت ایک شہر میں دو بادشاہ اور ایک غلاف میں دو تلواریں کب رہی ہیں ایک غلاف کے لئے ایک ہی تلوار موزوں ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر کونین میں کئی خدا ہوتے تو ضرور فساد پڑتا سب نے ایک زبان ہو کر کہا ... نے ٹھیک بات کہی اور تم ہی سب سے اچھے شخص ہو اے ابی قحافہ کے بیٹے خلافت کے لئے تم سے بہتر اور زیادہ لائق کوئی دوسرا شخص نہیں ہے اسلام کی ... رونق اور مسلمانوں کی مرضی اسی بات میں ہے کہ تم ہی خلیفہ ہو کیونکہ جناب رسول مقبول صلعم کی زندگی میں بھی تم امت کے پیشرو تھے اور سب سے پہلے صحابی ... وفادار رازداں دوست اب بھی تم ہی اس عظیم الشان کام کے لئے سزاوار ہو کوئی اور اس منصب جلیلہ کے لائق نہیں

بیعت کرنا صحابہ کا ابو بکر سے

پھر تو سب نے متفق ہو کر صدیق اکبر ... رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنی چاہی ہر شخص بیعت کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا۔ تمام مہاجرین اور انصار نے کسی کراہت اور عذر کے بغیر بیعت کر کے ... کو خلیفہ مان لیا اور اپنا ہاتھ اونکے ہاتھ پر رکھ دیا جب تمام حاضرین جلسہ بیعت کر چکے صدیق اکبر نے حضرت علیؓ ابو طالب رضی اللہ تعالے عنہ کے بلانے کا بندوبست ... آپ نے قبول کیا اور جسوقت مجمع میں تشریف لائے رسم سلام ادا کر کے اپنے مرتبہ سے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ مجھے کس لئے بلایا ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ... آپکو ان سب مہاجرین اور انصار نے اسلئے بلایا ہے کہ آپ بھی ہم سے متفق ہو جائیں اور جسطرح جملہ اصحاب نے ابو بکرؓ کو خلیفہ بنا کر بیعت کر لی ہے آپ بھی بیعت ... میں حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا تم نے اس منصب کو ہمارے ہاتھ سے بہانہ کر کے چھینا ہے اور حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کے ... سے اپنے آپکو برتر بنایا ہے میں تمہاری حجت کو تم ہی پر تمام کرتا ہوں اور مدلل دعوے تمہارے روبرو پیش کرتا ہوں مجھ سے وہ بات سنو جو حال سے ... یاب ہے اور تمکو لازم تھا کہ اسے بیان کرتے اے رسولؐ کے دوستو دیکھو دنیا میں حضرت محمد صلعم کا کون زیادہ قریبی رشتہ دار ہے خدا سے ڈرو اور بہانہ ... انصاف پر قادر ہو کر انصاف کی بات کہو۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا اے ابو الحسن تم ہی اس کام کے لائق ہو بلکہ سب سے پہلے اسلام لانے اور قرابت ... پر فضیلت رکھنے کے سبب اس سے بھی زیادہ منصب کے سزاوار ہو لیکن اب رسولؐ کے اصحاب نے اتفاق کر لیا ہے اور ایک کام پورا ہو چکا ہے تم بھی اصحاب کی خوشی کے لئے رضامند ہو جاؤ اور جھگڑا کر کے اس مصلحت کو درہم برہم نکرو علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبیدہ تم نبی صلعم کے پیارے اور امین ہو اور اس امت کے معتمد اپنے حال پر رحم کھاؤ اور جو سچ بات ہو اوسے ظاہر کرو رب العزت نے جو بزرگی خاندان نبوت کو عطا کی ہے اوسے اپنے گھروں کیطرف منتقل نکرو ہمارے ہی گھر میں قرآن نازل ہوا ہے ہمارے ہی مکانوں میں جبریل وحی لیکر آتے ہیں علم اور فقہ اور دین اور سنت اور فریضہ کے معدن ہم ہی ہیں خلق اللہ کی بھلائی کو ہم ہی خوب جانتے ہیں تم لالچ خور نہ بنو اور اپنے آپکو ہلاکت کے بھنور میں نہ ڈالو اس میں تمہارا ہی نقصان ہے بشیر بن البراء نے کہا اے ابو الحسن خدا کی قسم اگر تمہاری یہ باتیں بیعت سے پہلے لوگوں کے کان تک پہنچتیں تو کوئی صحابی

آپ کی مرضی کے خلاف نہ کرتا اور سب یکدل و یک زبان ہو کر آپ کی بیعت اختیار کر لیتے لیکن تم تو اپنے گھر میں ہو بیٹھے اور ہم سے علیحدگی اختیار کی لوگوں نے جانا کہ تم بہانہ کر کے اس کام سے الگ تھلگ رہنا چاہتے ہو جب بات طے ہو گئی تو آپ تشریف لائے حضرت علیؑ نے کہا اے بشیر کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میں رسول خدا صلعم کی نعش مطہر کو گھر میں پڑی رکھتا اور کفن و دفن کی تدبیر سرسری طور پر کر کے جھگڑے کے لئے کمربستہ ہو جاتا اور خلافت لینے پر اڑ بیٹھتا صدیق نے کہا اے ابوالحسن اگر میں جانتا کہ تم اس کام میں جھگڑا کرو گے تو میں ہرگز قبول نہ کرتا تو لوگوں نے بیعت کر لی ہے اگر تم بھی ساتھ ہو جاؤ تو ہماری غلطی نیکی کے درجہ پر پہنچ جائے اگر تم اس بات کو قبول نہیں کر سکتے اور کچھ فکر و تامل ہے تو تم سے کچھ تعرض نہیں اوسوقت حضرت علی علیہ السلام نے بغیر بیعت اس جلسہ سے مراجعت فرمائی بعض کا قول ہے کہ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے ڈھائی مہینے بعد آپ نے بیعت کی اور عائشہؓ سے روایت ہے کہ چھ مہینے بعد بیعت کی باقی حال اللہ تعالے کو معلوم ہے اس بات میں بہت سے قول ہیں جو رافضیوں اور اونکے مخالفوں نے مبالغہ اور غلو کی راہ سے بیان کئے ہیں جنکے لکھنے سے تعرض ہمت کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اللہ تعالے لکھنے اور پڑھنے والوں کو اپنی مرضی کے خلاف باتوں سے بچائے رکھے تاریخ دان عالموں کا بیان ہے کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت مل گئی تو انہوں نے ایکدن ممبر پر جا کر ایک اچھا خطبہ پڑھا جسکا مطلب یہ تھا کہ اے لوگو حق سبحانہ تعالے کی حمد و سپاس کے بعد معلوم ہو کہ تم پر سردار ہونا مجھ پر لازم ہو گیا ہے۔ تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں نیک زندگی بسر کروں تو تم سب اصلاح اور کوشش سے میری مدد کرتے رہنا اور اگر مجھ سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو بالضرور تنبیہ کرنا سستی اور چشم پوشی کو ذرا کام نہ فرمانا کیونکہ میرے نزدیک راستی سب سے اچھی چیز ہے میں امین رہونگا جھوٹ بولنا خیانت کرنا ہے تمکو یقین رکھنا چاہئے کہ میری نگاہ میں کمزور اور طاقتور یکساں ہیں اور یہ امر بھی پوشیدہ نہیں کہ جو گروہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر لڑائی میں سستی کرتا ہے وہ اپنے آپ کو ذلیل اور برباد کرتا ہے اور جو لوگ فساد کی حرکت کرتے ہیں وہ آفتوں میں پھنستے ہیں جب تک میں خداوند تعالے کے حکم پر چلوں تم میرے کہنے کو مانتے رہنا جسوقت مجھے اسکے حکم کے برخلاف پاؤ فوراً مجھ سے علیحدہ ہو جانا اس خطبہ کے بعد صدیق اکبر ممبر سے اتر آئے اور امام بنکر لوگوں کو نماز پڑھائی پھر اپنے مکان کو تشریف لیگئے عرصہ دراز تک اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ رہا پھر اطراف و جوانب سے خبریں آنے لگیں کہ عرب کے لوگ دین اسلام سے پھر گئے ہیں بعضوں نے شرع نبوی کو ترک کر دیا ہے کئی شخصوں نے پیغمبری کا دعوے کیا ہے کتنے ہی لوگوں نے بیت المال کے حقوق روک رکھے ہیں ایک فرقہ نے روزہ نماز کو ترک کر دیا ہے اسد کے قبیلہ نے مکاری کا پیشہ اختیار کر لیا ہے اور طلیحہ بن خویلد کی جھوٹی باتوں کو سچ سمجھتا ہے بنی فزارہ نے عیینہ بن حصین کو اپنا پیغمبر مان کر کفر کا جھنڈا بلند کیا ہے بنو سلیم فجاۃ دھاڑی چور کو پیشوا اقرار دیکر دین محمدی سے پھر گیا ہے بنو تمیم نے مالک بن نویرہ کے ساتھ ہو کر منادی کی ہے کہ زکوٰۃ نہ دیں ایک اور گروہ نے ایک عورت کو پیغمبر بنا لیا ہے اور بنت المنذر کے فریب اور فساد میں شامل ہو گئے ہیں اشعث بن قیس نے بنی کندہ کو مبتلائے غرور کر کے بہت سا نقصان جان و مال کیا ہے بحرین کے لوگوں نے حطم بن زید کو سردار بنا کر قاعدہ محمدی توڑ ڈالا ہے یمامہ کے عوام الناس مسیلمہ کذاب کے گرد جمع ہو کر اسے نبی سمجھنے لگے ہیں جب صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو یہ خبریں تصدیق ہو گئیں تو مرتد لوگوں کے دفعیہ اور روک تھام کا مصمم ارادہ کیا امیر المومنین عمر نے کہا اے خلیفہ پیغمبر اگر تم اب کے برس ٹال جاؤ اور چشم پوشی کرو اور اہل عرب کو زکوٰۃ کے مواخذہ میں نہ ستاؤ تو ممکن ہے سال وہ آپ ہی سیدھے ہو جائیں اور راستی پر آ جائیں کیونکہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ کلمہ گویوں کے ساتھ خونریزی کی اجازت نہیں اور کسی کلمہ گو کا خون اور مال کہانا استحقاق اور محاسبہ کے سوا جائز نہیں صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا اے عمر خدا کی قسم اگر میری حفاظت میں بکری کا بچہ چھ مہینے کا بھی ہو اور اسے لینا چاہیں تو میں ہرگز نہ دوں گا بلکہ جہاں تک ممکن ہوگا اسے جنگ کرونگا اور کسی مشرک کی بات نہ سنونگا عمرؓ نے کہا اے خلیفہ اگر مشرکوں سے لڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تو ہم سب فرمانبردار ہیں جو کچھ حکم دو بجا لائیں صدیق رضا اسامہ بن زید کے لشکرگاہ میں گئے جسے حضرت

رسول خدا صلعم نے اپنی زندگی میں شام کیطرف جانیکا حکم دیا تھا مگر وہ آپ کی وفات کے وقوعہ کے سبب ٹھہر گیا تھا کہا اے اسامہ اگرچہ یہ دنوں تیری بہتری ضرور ہے لیکن پیغمبر کے فرمان کے خلاف کرنا خطا ہے انکے حکم کی پیروی کرو اور جسطرف کا ارشاد ہو چکا ہے جا۔ لڑائی کے لئے زرہ پہن لے اور جسقدر ہو سکے کوشش کر اسامہ نے خلیفہ کے کہنے سے شام کیطرف لشکر کشی کی اور صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی سرکشوں سے لڑنے کا مصمم ارادہ کر کے چاہا کہ بذات خود روانہ ہوں مگر صحابہ رسول نے اس رائے کو مناسب نہ سمجھا کہا اے نائب رسول خدا کیلئے تم خود نہ جاؤ تم زمانہ کا حال دیکھ رہے ہو اگر تمہارا ایک بال بھی بیکا ہوا تو ہم سب ہلاک ہو جائینگے یہی بہتر ہے کہ تم مدینے میں رہو مگر چہار طرف خط لکھکر روانہ کرو سرداروں اور عاملوں کو انکے علاقوں پر سے طلب کر لو لشکر فراہم کرو بزرگان قریش اور جانثار انصار میں سے کسیکو سپہ سالار بناؤ کہ وہ مرتد اور کافروں کی بیخکنی کرے اور انکو خوب ہی سزا دے صدیق نے خط بھیجکر عمان سے عمرو بن العاص کو بلایا وہ حکم بجالایا اور عمان کے بہادروں میں سے ستر سوار اور اس علاقہ کا زر محصول ہمراہ لیکر مدینہ میں حاضر خدمت ہوا اور شرف سعادت حاصل کیا صدیق اور جملہ اصحاب اسکے آنے اور خدمت گذاری سے بہت خوش ہوئے عمان والوں کے حق میں دعائے خیر کی بعد ازاں خلیفہ نے حاکمانہ تحریر لکھکر علاقہ بحرین سے ابان بن سعید کو طلب کیا ابان حسب الحکم اپنے قبیلہ کے سرداروں اور عبد القیس کے ناموروں اور تیس سوار کارآزمودہ کو ساتھ لیکر داخل مدینہ ہوا اور صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا صدیق نے انکی تعظیم کی اور بہت مہربانی فرمائی اسی طرح اور اور علاقوں اور شہروں سے بھی جرار فوجیں اور مشہور مشہور بہادر خلیفہ کے حضور میں حاضر ہونے لگے سب نے مرتد اور بدعہد لوگوں کی خونریزی پر اتفاق کیا اور طے قبیلہ کی ایک جماعت نے جبکو ان باتوں کے فیصلہ اور اجرا کی کچھ خبر نہ تھی بڑا کام کیا عدی بن حاتم طائی جسکے سینہ میں اسکے باپ کی مہر و مروت کے سبب سے اسلام جاگزین ہو چکا تھا مستعد ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے قبائل طے ایاکم و عوائل الحی یعنی تم اور حی کے گروہ اگر پاک دین پر رہوگے اور وفا شعاری اختیار کروگے تو دیندار ہوگے اور اگر نیت پھیروگے تو مردانگی اور مرکب دونوں سے خالی رہجاؤگے بدنصیبی اور خودرائی کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالے کو ہماری احتیاج نہیں اوسنے اپنے پیارے پیغمبر کو اپنی بارگاہ میں بلا لیا ہے اور صدیق خلیفہ بنگیا ہے مال و متاع اوسکے پاس بھیجدو اوسکے دینے سے انکار نکرو کیونکہ زکواۃ کے نہ دینے سے برکت جاتی رہتی ہے اور محنت دامنگیر ہو جاتی ہے مرتد لوگوں سے لڑنے کی تیاریاں کرو خصوصاً تین قبیلوں اسد غطفان فزارہ کے خلاف جنگ کرو جو زمانہ جاہلیت میں تمہارے دشمن تھے اور اسلام میں حاسد تمہارا کام کل کی نسبت آج خوب سا ہوا ہے اور اسوقت صدیق اکبر اپنے جہاد کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں خالد بن ولید کو مہاجرین و انصار کے لشکر جرار کا سردار بنایا ہے تم اسکی فوج کا بہترین حصہ بنو طے کے تمام قبیلوں نے اس تجویز کو پسند کیا۔

ہر طرف سے شور بلند ہوا کہ جو کچھ کہا ہمنے سنا اور دل سے منظور کیا پھر تو عدی بن حاتم اور زید الخیل نے اپنی قوم کا زر زکواۃ جمع کیا اور مدینہ میں آئے اہل مدینہ کثرت لشکر اور اس قدر فراوانی اسپ و شتر و ساز و سامان کو دیکھکر ڈر گئے انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ زکواۃ اور خیرات کا ذخیرہ ہے خیال گذرا کہ کسی غنیم کی فوج ہے عدی اور زید الخیل نے آگے بڑھکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام کیا خلافت کی مبارکبادی پھر عدی نے پوچھا کیا خلیفہ پیغمبر مجھکو پہچانتے ہیں خلیفہ نے کہا ہاں تو عدی بن حاتم ہے اور ایسے وقت میں تو نے ہمارا اقرار کیا ہے جب کہ اور لوگ انکار کر رہے ہیں اور ایسے وقت میں مدد کو آیا ہے جبکہ دوسرے علیحدہ ہو رہے ہیں تو نے وفا کی ہے جبکہ اور جفا سے پیش آرہے ہیں میں تیرے دوست زید الخیل کو بھی جانتا ہوں جو تیرا معتمد محرم راز اور سچا دوست ہے پھر آپنے اُنکے لئے تعریفیہ اور دعائیہ کلمے کہے سب کے سامنے بیحد نوازش فرمائی زبرقان بن بدر التمیمی نے بھی اپنے عزیزان بنی سعد کو جمع کیا اور کہا اے زید بن مناة کی اولاد تمہیں معلوم ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم خدا تعالے کے پاس پہنچگئے اور صدیق کو امت کی حفاظت سونپی گئی ہے اور خالد بن ولید اہل ردہ پر جہاد کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں تمنے سنا ہوگا کہ بنی طے نے اپنی بہبودی کس بات میں دیکھی ہے اور اپنی بھلائی کیلئے کیسی کوشش کی ہے تم بھی اپنے حال کیطرف توجہ کرو اور آفتوں میں نہ پھنسو میری بے لاگ بات کو تاڑو میں تمہاری ہی بھلائی کی کہتا ہوں اس گروہ میں سے ایک آدمی نے اٹھکر جواب دیا کہ ابوبکر کی نسبت ہم اپنے مال کے زیادہ حقدار ہیں ہمارے دولتمندوں کی زکواۃ کا روپیہ ہمارے غریبوں پر خرچ ہونا چاہئے اب صاحب شریعت موجود نہیں اور اس حکم کے لئے مدعی پیدا ہو گیا ہے زبرقان

نے کہا تمہارا یہ خیال لغو اور غلط ہے تم یہ گمان نکرو کہ میں اس روپیہ میں سے کچھ تم لوگوں کو واپس دیدونگا یہ خدا کا مال ہے جسمیں بال برابر بھی کسی کا دخل نہیں یہ
باتیں میرے نزدیک کچھ حقیقت نہیں رکھتیں میں تمہاری کوئی بات سن سکتا ہوں میں ضرور اس دولت کو صدیق کے پاس پہنچاؤنگا یہ کہکر سب مال متاع
سمیت مدینہ کیطرف چلدیا جب صدیق اکبر کی سعادت دیدار سے مشرف ہوکر زر زکواۃ حوالہ کرچکا تو صدیق رضہ نے اسکے آنے کے شکریہ میں دعائیہ کلمے کہے اور بہت
تعریف کی قاعدہ تھا کہ عرب کے سرداروں میں سے جو شخص آتا اور اپنے ذمہ کے حقوق ادا کرتا اوسے خالد بن ولید کے لشکر میں شامل کردیتے تھے اسلئے اب خالد کے
لشکر کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی صدیق نے اوسے اپنے سامنے بٹھاکر احکام اور پند و نصائح سنائے کہا سب سے پہلے طلیحہ بن خویلد الاسدی کی خبر لے اوسکے بعد دو
اور گمراہ دوستوں یعنی قبیلہ اسد اور غطفان اور فزارہ کے شر کو دفع کر اگر تو ان کے شہروں کے پاس پہنچکر اذان کی آواز سنے تو صبح تک اونکو اچھی طرح یہ سمجھانے
اور جنگ کرنا لازم نہو جائے تلوار نہ کھینچنا اور نہ قتل و غارتگری کرنا ہر ایک قبیلہ کے امیروں اور سرداروں کے پاس جاسوسوں کو بھیجکر اچھے وعدوں سے
مطمئن کرنا جس شخص کو جس رتبہ کا پائے اسی درجہ تک اوسکی دلجوئی واجب سمجھنا جہانتک ہوسکے ڈرا دھمکا کر تحریص و ترغیب سے کام لینا کہ انکے دلوں میں
ہیبت اور رعب اچھی طرح اثر کر جائے۔ خالد نے کہا میں انکو کس خصلت کے اختیار کرنے اور کس رسم سے باز رہنے کی تاکید کروں صدیق نے کہا انکو دس باتوں
کے اختیار کرنے پر مجبور کرنا اور انکے خلاف سے روکنا اور وہ یہ ہیں کلمہ شہادت۔ صاحب شریعت کے حکم کی متابعت۔ نماز پنجگانہ ادا کرنا ماہ رمضان کے روزے
رکھنا حج اور زکواۃ ادا کرنا جملہ ارکان اور شرائط کے ساتھ خانہ کعبہ کی زیارت کرنا۔ نیک کام کرنا بری اور فحش باتوں سے بچنا امام کا حکم ماننا اہل اسلام کیساتھ
ملکر بیٹھنا پھر حکم دیا کہ باشندگان ردہ کے نام خط لکھیں جسکا مطلب یہ تھا بخشنے والے خدا کیواسطے یہ خط عبداللہ بن عثمان خلیفہ رسول خدا صلعم کیطرف سے
اہل عرب کے خاص و عام کے نام روانہ کرتا ہے اس شخص پر اوس ہے جسنے اطاعت اختیار کی ہے اور دین پر چلتا ہے حق اور یقین کا دوستدار ہے خدا کی
وحدانیت کا قائل ہے اور حضرت محمد صلعم کی سچائی کا معترف ہے جو شخص اللہ کیطرف رجوع کرے گا وہی سیدھا راستہ پائیگا اور جو حرص و ہوس میں مبتلا ہوگا
وہ بدنصیب دین و دنیا سے محروم رہیگا۔ آگاہ ہوجاؤ کہ میں تمکو خدا کیطرف متوجہ کرتا ہوں اسکے عذاب سے ڈراتا ہوں اور شریعت محمدی کیطرف ترغیب
دلاتا ہوں جسے اللہ تعالے راستہ نہ دکھائے وہی گمراہ اور بے سامان ہے جس کی وہ حفاظت نکرے وہی خوف زدہ اور ٹوٹے میں ہے جسے سچ بولنے کی
توفیق ندے وہی جھوٹا بکواسی ہے جسے صاحب اقبال نہ بنادے وہی ذلیل و خوار ہے جسے روزی ندے نادار و بیکار ہے جسے فتح نہ بخشے وہی خراب خستہ
ہے اللہ جل شانہ کا قرب اختیار کرو حضرت رسالت پناہ پیغمبر آخر الزمان کے پیرو ہو جسے خدا رہنمائی کرتا ہے اسے کسی بات کا غم نہیں رہتا اور جسے گمراہ کرتا
ہے پھر اوسے کوئی راستہ پر نہیں لا سکتا دربار خلافت میں یہ خبر پہنچ گئی ہے کہ کچھ لوگ طریقہ اسلام کو قبول کرکے اور نیک کاموں کے عادی بننے کے بعد
دین سے پھر گئے ہیں اور اللہ تعالے کی مہربانی پر نازاں ہوکر اسکی طاعت گزاری سے غفلت کرنے لگے ہیں۔ شیطان نے انکے دماغوں میں گھر کرلیا ہے
انہوں نے یہ نہ جانا کہ شیطان اونکا قدیمی دشمن ہے مردہ سے زندہ ہوجانا ممکن ہے لیکن قدیمی دشمنوں میں سے دوست بنانا ناممکن ہے ہرگز نفس امارہ کی
باتوں پر نہ جاؤ اور شیطان مردود کا کہنا نہ مانو جسکا خرمن جلچکا ہے وہ دوسروں کو بھی اپنے ہی جیسا نقصان زدہ دیکھنا چاہتا ہے شیطان نے ہمیشگی
کا عذاب خرید کر دوزخ میں گھر بنالیا ہے جب کہ اوسنے اپنے ہی حال پر رحم نہیں کھایا تو تمہیں کب چھوڑے گا اب میں خالد بن ولید کو مہاجرین اور انصار
کے لشکر جرار کے ساتھ تمہارے شہروں کیطرف بھیجتا ہوں اور اسے تمام باتیں سمجھادیں ہیں کہ جب تک برائی اور بھلائی کو واضح طور سے پیش نکر چکے
تلوار نہ کھینچے اور کسی مجرم کو نہ مارے جو شخص اپنی بہبودی سمجھ کر راہ راست پر آجائے اور ناشائستہ افعال گزشتہ سے شرمندہ ہوکر ایمانداری اور طاعت الٰہی
کی پیروی اختیار کرے اسکا عذر قبول کرلے اور کچھ مواخذہ نہ کرے میں امید کرتا ہوں کہ خدائے عزوجل اُن لوگوں کو بخشدیگا جو اپنے کئے پر شرمندہ ہونگے لیکن
جو دین پاک سے منکر ہوکر جہالت اور گمراہی پر اڑ بیٹھینگے انکی نسبت خالد کو اجازت ہے کہ اونکے شہروں گھروں اور انکے جملہ دوستوں کی بیخ کنی کرڈالے

اور جو شخص لڑائی میں پکڑے جاویں انمیں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے اُنکے بچوں کو غلام بناوے اور تمام نقد و جنس لوٹ لے ان لوگوں پر سلامتی ہو جو ہدایت پر ایمان لائے ہیں اور پیغمبر صلعم کے ساتھ عہد کئے ہوئے ہیں کوئی شخص اللہ تعالے کی مدد اور مہربانیوں کے بغیر نہ گناہوں سے ہٹ سکتا ہے نہ اسکی عبادت کی طاقت رکھتا ہے۔ جب یہ خط لکھا گیا لپیٹ کر خالد بن ولید کو دیدیا اور کہا یہ خط عام و خاص کے لئے نصیحت اور تیرے لئے دستور العمل ہے فقط والسلام خالد بن ولید صدیق سے خط لیکر اپنے ساتھیوں سمیت جانب علاقہ بنی اسد روانہ ہوا جب بنی اسد کو یہ خبر پہونچی کہ خالد بن ولید انکے علاقہ کیطرف آرہا ہے تو چند آدمی طلیحہ کے پاس گئے جسنے اپنا پیغمبر نام رکھا تھا اور پوچھا کیا جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر تجھے خالد کے آنے کی خبر دی ہے اسنے کہا نہیں لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ کسی ایسے شخص کو بھیج جو خالد کے اور اسکی فوج کی ٹھیک ٹھیک خبر لائے کہا بہت خوب ان استم تعتمدوا فرسین لطلبن علے فرسین اعتقان محجلان دھمان اعرابی من بنی نصر بن قعرا تاکم من القوم نعس یعنی تم فلاں قبیلہ کے دو سوار جرار اسپان برق کردار تیز رفتار کالے گلدار تیز پر سوار کرا کر روانہ کرو تو وہ اسکی خبر لا سکینگے اس قوم گمراہ میں سے ایک شخص نے یہ کلام سنکر گواہی دی کہ فی الحقیقت تو پیغمبر ہے اور یہ گفتگو ٹھیک نبی کی گفتگو ہے پھر اس قبیلہ کے دو سوار جیسے بتائے تھے ویسے ہی روانہ کئے وہ اولٹے پاؤں بھاگے آئے کہ خالد آپہنچا۔ اس واقعہ سے اس گروہ کی گمراہی اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔ اور پہلے سے بھی سوا مغرور ہوگئے طلیحہ اپنی قوم اور تابعین کا دل بڑھاتا تھا اور تاکید کرتا تھا کہ خالد اور اسکی لشکر سے ذرا بھی نہ ڈرو وہ سب گمراہ ہیں اونکے خط کا لکھا محال ہے اور تم خبردار ہو کہ وہ ایک امر اہم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور جبرئیل میرے پاس خبر لایا ہے کہ اللہ تعالے نہیں چاہتا کہ اسکے بندے خاک پر منہ رکھیں اور جو تڑ اوپچے کریں وہ حکم دیتا ہے کہ ہر حال میں مجھے یاد رکھو خواہ بیٹھے ہو یا کھڑے گھر میں ہو یا جنگل میں اپنے مال و اسباب کو زمانہ جاہلیت کیطرح محفوظ رکھو جبرئیل نے مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ عیینہ بن حصین جو کچھ کہتا ہے اصحاب محمدی کے ڈر سے کہتا ہے اور اسمیں شبہ نہیں اگر وہ اس دین پر سچا اعتقاد رکھتا تو تمام دشمنوں کو عاجز اور حقیر نہ سمجھتا اسی مطلب کا ایک قطعہ بھی گھڑکر پڑھ دیا جب آخری شعر پڑھ چکا تو اسکی قوم کے کچھ آدمیوں نے کھڑے ہوکر فریاد کی کہ ہم پیاس سے نیم جان ہوگئے ہیں اور ہمارے مویشی مر رہے ہیں ہم کیا تدبیر کریں اوسوقت ایک شعر کہا جسکا مطلب یہ تھا خاص میری سواری کے گھوڑے علال نامی پر سوار ہوکر کوئی شخص جائے پہاڑوں اور پشتوں میں تلاش کرو وہاں صاف پانی پاؤ گے اوسکی قوم کا ایک آدمی فوراً چل کھڑا ہوا اور جب بالائے کوہ پہونچا تو صاف پانی کا ایک چشمہ پایا خود پیا اور ایک مشک بھر لایا تمام لوگوں کو اوسجگہ کا پتا دیا اوسیوقت سب کے سب وہاں گئے آپ پانی پیا جانوروں کو پلایا اور حسبقدر ضرورت سبھی مشکوں اور پکھالوں میں بھر لائے اور سبنے اس بات کو اسکا معجزہ تصور کیا ادہر خالد طلیحہ سے جنگ کرنے میں تامل اور تاخیر کر رہا تھا قاصد بھیج بھیج کر اسکو اور اوسکی قوم والونکو سمجھاتا تھا اور ترغیب دیتا تھا کہ لڑائی اور خونریزی سے باز رہو مگر طلیحہ سختی اور سرکشی پر اڑ رہا تھا اور زیادہ زیادہ کفر اور نافرمانی کی باتیں کرتا تھا اسیطرح جب اسکی شوخی حد سے زیادہ گذر گئی خالد نے لڑائی کی ٹھان لی صف جنگ آراستہ کرکے اوسکے مقابلہ پر بڑھا عدی بن حاتم طائی کو داہنے بازو پر اور زید الخیل کو بائیں طرف مقرر کیا زبرقان بن بدر کو آگے رکھا اور خود قلب میں کھڑا ہوا دوسری طرف بھی طلیحہ نے اسد اور غطفان اور فزارہ کے قبیلوں کو آراستہ کرکے جنگ شروع کردی عدی بن حاتم اور زید الخیل نے معہ قبائل طے عوث کے مرتدوں سے خوب جنگ کی اور ایسی بہادری دکھائی کہ کبھی پہلے کسی جنگ میں ظاہر نہوئی تھی خالد نے انکو دعا دی اور بڑی تعریف و توصیف کی اسدن نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی دونوں لشکر گتھ پٹ ہوگئے ایکدوسرے کو قتل کر رہا تھا خون کی نہریں رواں تھیں اس قیامت خیز ہنگامہ میں عیینہ بار بار طلیحہ کے پاس آتا اور جبرئیلؑ کے نازل ہونے وحی کے آنے کا حال پوچھتا طلیحہ نے کہا جبرئیل خبر لایا ہے کہ تمہاری امیدیں خالد کی امیدوں کے ہم پہلو ہونگی اور انکے اور تمہارے مابین وہ کیفیت گذریگی جو کبھی نہ بھولیگی عیینہ نے کہا تیرے ساتھ وہ جھگڑا ہوگا جسے خلقت ہمیشہ یاد رکھے گی پھر کہا اے عزیزو اور بھائی بندو یقین جانو کہ یہ شخص عورت سے بھی کم عقل ہے اور نہایت ہی جھوٹا اب اسکا فریب کھل گیا ہے بھاگنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں یہ کہتے ہی پشت موڑی اور بھاگ نکلا عیینہ کے بھاگتے ہی خالد نے اسد اور غطفان کی صفوں کو پریشان کردیا اور وہ بیابان کی

طرف منہ اٹھا کر بھاگے اسوقت انپر عجب مصیبت نازل تھی سب کے سب موت کے پنجہ میں گرفتار تھے دلوں پر خوف چھایا ہوا تھا اور گردنوں پر تلواریں پڑ رہی تھیں
سامنے مردم خوار درندے تھے اور پس پشت برق شمشیر شعلہ بار طلیحہ چیخ رہا تھا ارے بے شرمو مجھے تنہا چھوڑ چلے ایک بھگوڑے نے بھاگتے ہوئے کہا ہم تجھے دکھانا
چاہتے ہیں کہ ہم کیوں بھاگے جاتے ہیں ہمارے دشمن وہ لوگ ہیں جو موت کے ایسے ہی شائق ہیں جیسے ہم زندہ رہنے کے اور وہ سختیوں اور کوششوں کے
اسیقدر دلدادہ ہیں جسقدر تم عیش وراحت کے طلیحہ کی زوجہ نوار بولی اگر تم میں کوئی شخص بھی اس دین پر ثابت قدم ہوتا تو اپنے پیغمبر کو تنہا نہ چھوڑتا کیسے
جواب دیا اگر تیرا خاوند پیغمبر ہوتا تو اللہ تعالے اسکے حال پر ایسا مہربان نہ ہوتا طلیحہ نے اپنی زوجہ سے کہا اے نوار ہلاک سے بچ خود علال پر بیٹھا اور اپنی زوجہ کو پیچھے بٹھا کر بھگوڑوں
کے نشان قدم پر پڑ لیا خالد لڑائی کے بعد مال واسباب کے لوٹنے میں مشغول ہوا زن و فرزند عزیز و قریب کسیکو باقی نچھوڑا تمام مال ومتاع لوٹ لیا سارا علاقہ
صاف کر دیا۔ ایک انصاری نے اس مضمون کا ایک شعر بھی کہا ہے جب خالد مال غنیمت کے فراہم کرنے سے فارغ ہوا اور مخالفوں کو برباد کر چکا تو تمام مال
واسباب ایک باکمال جماعت کی تحویل میں دیکر خود طلیحہ اور اسکی قوم کے تعاقب میں گیا اور وادی الاخراب میں خالد کی خفیف سی لڑائی ہوئی اور یہاں بھی مرتد تاب
مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے عیینہ بن حصن اور قرۃ بن مسلمہ گرفتار ہوئے طلیحہ شام کیطرف بھاگ گیا اور غسان کے حاکموں سے پناہ چاہی خالد یہاں سے پھر آیا اور
قیدیوں کی گردنوں میں طوق ڈالکر جانب مدینہ روانہ ہوا نزدیک شہر پہنچا تو لوگ قیدیوں کے دیکھنے کے لئے نکل پڑے جب قیدی صدیق کے سامنے لائے گئے
تو آپ عیینہ کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے دشمن خدا تو نے مسلمان ہوکر اور قرآن شریف سے واقف ہوکر دین کو دنیا سے بدل ڈالا عیینہ نے کہا اے صدیق اکبر خلیفہ پیغمبر
جناب رسالت پناہ تمہاری نسبت میرے حال سے زیادہ واقف تھے تاہم انہوں نے مجھے اسی منافقانہ حالت پر رہنے دیا تھا خدا کی قسم اب میں نے گذری ہوئی
باتوں کو چھوڑ دیا ہے اور اس مذہب سے پھر گیا ہوں مجھے معاف کرو خدا تمکو معاف کرے گا صدیق کا دل معافی کیطرف مائل ہوا فوراً بند بیس کھلوا کر آزاد کیا اور اسکے
چچازاد بھائیوں پر مہربانی فرمائی پھر قرۃ بن مسلمہ نے کہا اے خلیفہ میں مسلمان ہوں اور دین کی حفاظت میں ہوں میرے لئے اسقدر بس کافی ہے اور میرا قتل
کر دینا ہر طرح سے حرام ہے عمر نے کہا اے امیر المومنین قرۃ خود بھی کریم ہے اور کریم کا بیٹا ہے سردار اور آزاد شخص ہے اگرچہ اسنے گناہ کیا ہے مگر اب بہت شرمندہ
ہے اگر امیر المومنین اسکی گذشتہ خطائیں معاف فرما کر چھوڑ دیں تو مروت اور رعایت سے بعید نہو گا صدیق اکبر نے اسپر بھی مہربانی فرمائی اور رہا کر دیا اوسکو اور
اسکے بھائیوں اور چچا کو خلعت عطا کیا اور گھر جانے کی اجازت دیدی وہ صدیق کے بہت ثنا خواں ہوئے جب طلیحہ نے سُنا کہ عیینہ اور قرۃ کو معافی دیکر اونکے ساتھ
ایسا احسان کیا گیا ہے اپنے فعل پر بہت نادم ہوا اپنے خطاؤں کی عذر خواہی و شرمندگی اور اپنی حالت کی بے سروسامانی کے مضمون کا ایک قطعہ تصنیف کرکے
صدیق اکبر کی خدمت میں بھیجدیا وہ قطعہ صدیق اکبر کے روبرو پیش ہوا تو آپ کو اسکے اظہار ندامت اور خستہ حالی پر بہت رونا آیا طلیحہ ابھی حق سبحانہ تعالے
کیطرف متوجہ ہونے اور مدینہ آنے کی فکر کر رہا تھا کہ صدیق اکبر نے وفات پائی اور فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے اسلئے فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں
حاضر ہوکر سچے ارادہ سے مسلمان ہو گیا خالد اس مہم سے فارغ ہوکر تمیم کے شہروں کی طرف متوجہ ہوا البطاح کی سرزمین پر قیام کرکے انتظار کرنے لگا کہ بارگاہ
صدیقی سے کیا حکم صادر ہوتا ہے تاکہ اسکے بعد مسیلمہ کذاب پر حملہ کرکے اوسکے فساد کو مٹائے مسیلمہ کا کام ترقی پر تھا وہ یمامہ کے آدمیوں کو بہکاتا تھا کہ بھلا
کوئی یہ تو بتائے کہ قریش نبوت اور امامت میں کس سبب سے ہمسے زیادہ مستحق ہیں وہ ہمسے شمار میں زیادہ ہیں نہ قدامت اور شوکت میں برتر تمہارے شہر بھی اسکے شہروں سے زیادہ
آباد ہیں اور تمہاری دولت بھی اون کی دولت سے بڑھی ہوئی ہے میرے پاس بھی اسیطرح ہر وقت جبریل آتا ہے جسطرح حضرت محمد صلعم کے پاس آتا اور وحی
لاتا تھا۔ رحال بن ہسل و محکم بن طفیل جو یمامہ کے مامور سردار ہیں اس امر کی گواہی دے سکتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبداللہ صلعم نے اپنی زندگی میں اقرار کیا
تھا کہ میں نبوت میں انکا شریک حال ہوں اب یہ خبر جابجا پھیل گئی کہ یمامہ کے باشندوں نے مسیلمہ کذاب پر ایمان لاکر اسکو اپنا پیغمبر مان لیا ہے اور کچھ
لوگ جنکے دماغ عقل سے معمور اور دل علم سے روشن ہیں اوسے جھوٹا سمجھتے اور اسکی باتوں کو لغو جانتے ہیں علاوہ ازیں منذر تمیمی کی لڑکی سجاح نے

بھی نبوت کا دعوے کرکے ایک مذہب جاری کیا اور یہ خبر سنکر کہ سرزمین یمامہ میں مسیلمہ نے نبوت کا دعوے کیا ہے اور مجھے بلاتا ہے اسنے کسقدر ملت والوں کی بھاری جماعت کے ساتھ چل کھڑی ہوئی اس عورت کا مؤذن اذان میں یہ لفظ کہا کرتا تھا اشہد ان سجاح نبی اللہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ سجاح اللہ کی نبی ہے اوس عورت نے مسیلمہ کے پاس پہنچکر اسکی پیغمبری کو قبول کرلیا اور کہا میں نے تیری بڑی تعریفیں سُنی ہیں اس میں تجھکو قبول کرتی ہوں اور میرا حکم بجالاؤگی تاکہ میاں بیوی دونوں پیغمبر کہلائیں اور باہمی اتفاق سے لوگوں کو مار دار سائیں اب تو مجھے وحی کے آنے اور قرآن کے نازل ہونے سے ماہر کر مسیلمہ نے کہا جو کچھ مجھپر نازل ہوا ہے اسکی ایک سورت یہ ہے لا اقسم بھذا البلد لا ادرح ھذا البلد حتی یکون ذا مال فی ولد وفرد وسفر وحل وعد دعلی دعم من حسد سجاح نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ تو سچا پیغمبر ہے اس میں نے اپنے آپ کو تجھپر حلال کیا مجھے تیری صحبت کی آرزو ہے لیکن مہر کی نسبت چاہتی ہوں کہ میرے حسب حال ہو مسیلمہ نے کہا میں نے مہر کے عوض عشاء اور صبح کی نماز تیری اُمت کیلئے معاف کردی اسوقت مؤذن کو بلاکر کہا کہ اوس سردارنی کی قوم میں جاکر منادی کردے کہ پیغمبر خدا مسیلمہ نے صبح اور عشا کی نماز تمہارے لئے معاف کردی ہے اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو اس کتاب میں نہیں سما سکتیں میں اونہیں طوالت کے خیال سے چھوڑے دیتا ہوں اس دروغگو بدبر اور بدترہ کی بہت سی گفتگو نسبت ورجاست کے متعلق اسیطرح کی ہے جسمیں سے ایک یہ ہے کہ الا قومی الی البیت فقد ھیئ لک المضجع فان شئت فالقیت وان شئت فی المخدع وان شئت سلقناک وان شئت علی اربع وان شئت بثلثیہ وان شئت بہ اجمع یعنی اٹھو اور ہمبستری کے لئے مستعد ہو جاؤ کیونکہ تیری سیج سجی ہوئی ہے جس میں تیری خواہش پوری کرونگا اگر تو چاہے تو سیدھی طرح نہیں تو اوندھا لٹا کر ہمبستر ہونگا اور یہ بھی تیرا حکم بجالاؤنگا کہ اگر تو چاہے تو چہار قائمہ پر بیٹھ اور میں تیری خوشی کے لئے دو حصہ داخل کرونگا اور تو پسند کرے گی تو سب ہی سجاح نے کہا ہاں اجمع یعنے سب کا سب کام میں لا کیونکہ اولاد کے لئے باعث برکت اور بہت مفید ہے اور مجھپر بھی وحی نازل ہوئی ہے غرض مسیلمہ کی یہ حرکتیں اور کیفیتیں صدیق کے سامنے بیان کی گئیں آپ نے فرمایا کہ جلدی نکر واللہ جل شانہ بدکار کو سزا دے گا اور زمانہ اسکے فساد کو ختم کریگا پھر اصحاب کی رائے کے اتفاق کیساتھ خالد بن ولید کے نام اس مضمون کا خط لکھا عبداللہ بن عثمان خلیفہ رسولخدا کیطرف سے یہ خط حلال عالم خدائے اکرم کے واسطے خالد بن ولید اور اسکے ہمراہیوں مہاجرین وانصار کے نام روانہ کرتا ہے ان سب پر سلامتی ہو اور برکت اسے خالد آگاہ ہو کہ میں نے تجھے اون لوگوں پر جہاد کرنے کے لئے خودمختار سردار بنایا ہے جو دین اسلام سے پھر گئے ہیں اور کافر و گمراہ ہوگئے ہیں میں تجھپر خدا اور اوسکے رسول کو شاہد ٹھہراکر کہتا ہوں کہ تو خدا سے ڈرنا اپنے آپ کو امانت شعار بنانا ڈھیل اور سُستی کو اختیار نکرنا اپنے قبیلوں کے غرور سے جو انکے دلوں میں موجود ہے باز رہنا مرضی الٰہی کے مطابق میری نصیحت کو ماننا جب تجھے میرا یہ خط ملجائے تو حنیفہ کے علاقہ پر لشکرکشی کرکے مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنا خبردار رہ کہ یمامہ اور بنی حنیفہ کے لوگوں کو اور لوگوں جیسا سمجھنا یہ لوگ دوسروں سے بہت زیادہ قوت دار اور صاحب شوکت ہیں انکے شہروں میں پہنچکر جلدی جنگ نکرنا جہانتک ہوسکے دلجوئی اور مہربانی سے راہ راست پر لانا اگر وہ کہا مان جائیں اور اپنے کئے سے پشیمان ہوکر پھر اسلامی طریقہ کو اختیار کرلیں تو اُن کی توبہ اور عذر کو قبول کرلینا اور جو شخص نافرمانی اور کفر و سرکشی پر اڑا رہے اور فساد کرنا چاہے اسکا سر اوتار لینا صرف اُن ہی لوگوں سے لڑنا جو خدا سے پھرے ہوئے ہوں اور رسول مقبول پر ایمان نہیں رکھتے ہیں جب لڑائی کا پیغام بھیجے تو اپنے خدا پر بھروسا کرنا خود مستعد رہنا اور کسی دوسرے پر انحصار نرکھنا لشکر کی صفوں کو درست کرکے دائیں بائیں اور پیش کے دستوں پر مہاجرین انصار میں سے چیدہ چیدہ کارآزمودہ بہادر مقرر کرنا اُمت کے سن رسیدہ اور سمجھ والے شخصوں سے مشورہ لیا کیونکہ لوگوں کا ارشاد موجب خیر و برکت ہوگا اون کے حقوق و مرتبہ کا لحاظ رکھنا اونکو عزت اور لائق احترام سمجھنا سُست اور شکستہ دل نہونا شمشیر بازونکو شمشیر بازوں کے مقابلہ پر بھیجنا نیزہ داروں کو نیزہ داروں کے سامنے رکھنا اور اسیطرح دوسری قسم کے ہتھیار والونکو اُنہی جیسے مسلح لوگوں سے لڑانا اپنی فوج سے لطف آمیز گفتگو کرنا اہل عالم خصوصاً انصار کے ساتھ اچھے برتاؤ رکھنا کیونکہ تو نے ان کے حق میں حضرت پیغمبر صلعم کی وصیت سُن لی ہے انکو اچھی خدمتوں کا نیک صلہ دینا اون کی خطاؤں کی سزا رضامندی کے ساتھ دینا ہر ایک بات پر اللہ تعالٰے کے فضل پر بھروسہ رکھنا زیادہ سلام جب خالد

کے پاس یہ خط پہنچا لشکر کے سرداروں کو بلایا خط پڑھکر سنایا مشورہ چاہا سب نے کہا جو تیری رائے ہے وہی ہماری رائے ہے ہم میں سے کوئی تجھسے مخالفت نہ کرے گا۔ خالد نے ہمراہیوں کی بات سنکر یمامہ پر لشکر کشی کی اس علاقہ میں خالد کے پہنچنے کی خبر سنتے ہی محکم بن طفیل نے یمامہ کے ناموروں کو طلب کیا اور کہا اے حنیفہ کے قبیلو آگاہ ہو کہ خالد تمہارے شہروں کی طرف آرہا ہے اب تم کو ایسے لوگوں سے لڑنا پڑے گا جو اپنی جانوں کو سپہ سالار کے حکم کے سامنے ہیچ سمجھتے ہیں اور موت کو رضاء الٰہی کے مقابل حقیر تصور کرتے ہیں تم بھی استقلال کا جامہ پہن لو اور دل کھولکر جنگ کرو سب نے ایک زبان ہو کر کہا جب وقت آئیگا اور لڑائی سے پالا پڑے گا تو ہم خالد پر اوسکی غلطی ثابت کر دینگے دشمنوں کے خون سے ندی نالے بہا دینگے پھر بنو حنیفہ کو معلوم ہوا کہ خالد انکے قریب آپہنچا اور لشکر ساتھ ہے ناموراشخاص اپنے سردار کے پاس جسکا نام ثمامہ بن اثال تھا آئے وہ بہت ہی سمجھدار اور عقلمند مشہور تھا۔ بولے ہم تیری بات کو سچا اور متبرک جانتے ہیں آج ولید جیسے دشمن نے ہماری بیخکنی کا ارادہ کیا ہے اور مسیلمہ نبوت کا دعوے کرکے ہمیں سرکش بنا رہا ہے ہم سخت حیران اور پریشان ہیں تو بتا تیری کیا رائے ہے کون سچا اور کون جھوٹا ہے ثمامہ نے کہا اے لوگو سچ جانو کہ محمد بن عبداللہ اللہ تعالے کے سچے پیغمبر تھے اور ان کا دین برحق ہے اور ان کے پیرو راہ راست پر ہیں یقیناً مسیلمہ جھوٹا مکار دغاباز ہے اوسکی باتیں سب کی سب دھوکہ اور فریب آمیز ہیں مسیلمہ کی خرافات بھی تم نے سنی ہے اور محمد رسول اللہ کا قرآن بھی سنا ہے خود ہی انصاف کر سکتے ہو کہ اوسکی باتوں کو کلام الٰہی سے کیا نسبت ہے پھر یہ آیہ پڑھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ اور کہا اپنی درستی کا خیال رکھو اور اسلام کو حقیر نہ جانو میں نے اپنی بھلائی تو اسی بات میں سمجھی ہے کہ آج رات کو متعلقین سمیت خالد سے جا ملونگا اور اس سے پناہ مانگونگا کہ میری جان و مال اور متعلقین کو اپنی حفاظت میں لے سب نے کہا ہم تیری رائے کے ساتھی ہیں جہاں تو جائیگا ہم تیرے ساتھ جائینگے پھر جب کچھ رات گذر گئی ثمامہ بن اثال معہ زن و فرزند و عزیز و اقربا سوار ہو کر خالد کی خدمت میں آیا عذر کیا اور پناہ مانگی خالد نے اسپر بہت عنایت فرمائی جان و مال اہل و عیال سب کو امان دی اور انکے حال پر اظہار شفقت و محبت فرمایا مسیلمہ خالد کے آنے کی خبر سنتے ہی لشکر یمامہ سمیت لڑنے پر آمادہ ہو گیا دونوں لشکر مقابل اتر پڑے دوسرے دن مسیلمہ نے فوج کے دائیں بائیں اور قلب و جناح کی صفیں آراستہ کرکے ہر ایک کو قرینہ سے کھڑا کیا اور خود قلب لشکر میں جاکر جھنڈا گاڑا خالد نے اسکی جرأت کو ملاحظہ کرکے زید بن خطاب کو دست راست کی فوج حوالہ کی ساحتہ بن زید کو دست چپ کے لشکر پر مقرر کیا اور اسکے بھائیوں کو جناح میں رکھا اور خود قلب لشکر میں جاگزین ہوا دونوں طرف سے بہادروں نے جوش خروش دکھایا جنگ و جدل شروع ہوا خونریزی کی آگ بھڑک اٹھی دونوں فوجیں غت پٹ ہو گئیں اسلامی لشکر میں سے تقریباً تین سو بہادر شہید ہوئے اور مخالفوں میں سے بیشمار مالک داروغہ دوزخ کے حوالہ ہو گئے چنانچہ محکم بن طفیل جو مسیلمہ کا وزیر تھا ثابت بن قیس انصاری کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تاہم مسیلمہ کے لشکر نے بد دل نہ ہو کر ایک ایسا استقامہ حملہ کیا کہ غالب آ گئے اور اسلامی فوج کو پیچھے ہٹا دیا کیسی بنش بجائے دی اس حملہ میں ۲۰ مسلمان شہید ہو گئے پھر تو لشکر اسلام نے بھی جوش خروش کے ساتھ حملہ کیا اور مردانہ جنگ کی یہانتک کہ مسیلمہ کی فوج کو ہٹنا پڑا اسوقت مسیلمہ نگاسر کئے اپنے سپاہیوں کے حوصلہ بڑھا رہا تھا کہ میں خدا کا پسندیدہ رسول ہوں خالد جیسا فاسق اور فاجر نہیں وہ حملہ پر حملہ کرتا تھا اور کافروں نے اوسکا ساتھ دیکر مسلمانوں کی جمعیت کو ایک طرف سے دبایا مگر خالد قدم جمائے رہا دشمن کو اپنی جگہہ نہ آنے دیا پھر اپنے لوگوں کو پکارا کہ اے قرآن پڑھنے والو خدا سے ڈرو دین کے بدخواہوں سے منہہ نہ موڑو مبادا خدا تمسے ناراض ہو جائے اور توبہ قبول نکرے مسلمان یہ سنتے ہی پلٹ پڑے بھوکے شیر کیطرح جھپٹے ابو دجانہ بھرے ہوئے شیر اور ہاتھی مست کیطرح رجز پڑھتا برچھا ہلاتا صفوں سے آگے نکل آیا اور ایسی جنگ کی کہ دیکھنے والے حیران تھے میدان میں خون کا دریا بہا دیا رافع بن خدیج الانصاری بیان کرتا ہے کہ میں نے بنی حنیفہ کی لڑائی کا مقابلہ کیا ہے انہوں نے بیس دفعہ سے بھی زیادہ مسلمانوں کو پیچھے ہٹایا بہت سے مشہور بہادروں کو شہید کیا اور قریب تھا کہ خدا کو دین محمدی کی عزت منظور ہوتی تو تمام ذلت و خواری فوج اسلام کو ہی نصیب ہوتی مگر مسلمانوں نے جمع ہو کر پھر صفیں باندھیں اور شیر غران کی طرح مسیلمہ کی صفوں کو ابتر کر دیا تمام

لشکر بھاگ نکلا اور مسیلمہ کے باغ میں پناہ لی ابودجانہ نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے ایک ڈھال پر بٹھا کر اور نیزوں کے ذریعہ سے اوپر اٹھا کر باغ کی دیوار پر سے اندر ڈال دو انہوں نے ایسا ہی کیا ابودجانہ نے باغ کے اندر جاتے ہی جبت کی تلوار کھینچکر تن تنہا حملہ کیا قتل کرتے کرتے شربت رحمت الٰہی کا جام نوش کیا اور رسول مقبول سے جا ملا خالد ابودجانہ کا یہ حال دیکھکر باغ کی گرد پھرا ایک جگہ رخنہ پایا اسمیں سے اندر کو کود پڑا اور داخل باغ ہو کر اس زور سے شمشیر باری کی کہ سنگ خارا بھی ہاتھ پڑتا تو دو ٹکڑے کر دیتا مسیلمہ کذّاب کا ایک ہوا خواہ اسکی طرف آیا بدزبانی شروع کی دونوں الجھ پڑے خالد اوسے گھوڑے پر سے گرا کر اوسپر آپ بھی آ رہا اس ملعون نے اپنے ہاتھ کے حربے سے اسی گرما گرمی میں خالد کو پے در پے سات زخم لگائے خالد زخمی ہو کر الگ ہوا اور چاہا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو مگر اس غل اور شور میں اسکا گھوڑا بھاگ کر باغ سے نکل گیا تھا خالد نے منہ دشمنوں کی طرف کر لیا اور پیٹ باغ کے دروازہ کیطرف کر کے لڑتا بھڑتا اولٹے قدموں ہٹتا باغ میں سے نکل آیا اوسوقت بہت ہی زخمی اور کمزور ہو گیا تھا عباد بن بشر انصاری نے باغ کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی کہ اے انصار اور نیک دل لوگو جان اور زندگی سے ہاتھ دھو کر تلواریں سنبھال لو اور باغ میں گھس جاؤ کافروں کا خون بہا کر دنیا کو نیک نامی کے ساتھ خیرباد کہہ جاؤ تمام مسلمانوں نے تلواریں کھینچ کر باغ کے دروازے پر حملہ کیا اور تکبیر کا نعرہ مارتے ہوئے باغ میں گھس پڑے یہ سب ایکسو بیس آدمی تھے خوب ہی لڑے صرف چار شخص بہت ہی زخمی ہو گئے تھے باہر واپس آئے باقی سب کے سب غریق رحمت خدا ہوئے اب طرفین کا حال ابتر ہو گیا تھا سب کی آنکھوں میں دنیا اندھیر تھی کچھ لوگوں نے مسیلمہ سے کہا تو دیکھتا ہے کہ خلق خدا پر کیا حال گذر رہا ہے اوسنے جواب دیا کہ میرے پاس اس واقعہ کی اسی کیفیت کی وحی نازل ہوئی تھی پھر ان لوگوں نے کہا کہ تو نے جو وعدے کئے تھے وہ کہاں ہیں اب ہمیں فتح نصیب نہیں ہوئی تو کسکی فتح سمجھنی چاہیئے کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ ہمارا دین سچا ہے اور ہماری ہی سرزمین جائے نزول وحی ہے مسیلمہ نے سر جھکا لیا اور کہا کیسا دین کیسا طریق تم مرد بنکر جنگ کرو ناموری اور آبرو کا خیال رکھو تم بھی انکو گمراہ اور اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اگر ایسا ہی ہوتا تو تمہارا کام اس سے زیادہ عمدہ ہوتا حیرت زدہ حالت میں ملامت کر رہا تھا لوگ اسکی گمراہی اور روسیاہی سے واقف ہو گئے اوسکے مکر و فریب اور جھوٹ میں جائے شبہ باقی نہ رہی سب اپنی غلطی اور بھول چوک سے آگاہ ہو کر باغ کی دیوار سے سر ٹکرانے لگے مسلمانوں کے لشکر نے اونکی پریشانی اور گھبراہٹ کی یہ حالت دیکھکر ایک دفعہ ہی اس دیوار پر سے جست کی اور کافروں کے زندگانی کے چمن کو چھانٹ ڈالا ندی نالوں میں پانی کی جگہ خون بہ نکلا اور فریاد و نالہ کا شور آسمان تک پہنچا مسیلمہ نے فوج میں گھس کر چاہا کہ باغ کے دروازے سے نکل جائے اور حصار میں پناہ لے وحشی باغ کے دروازے پر کھڑا تھا ایک انصاری نے مسیلمہ کو پہچان کر غل مچایا کہ مسیلمہ جان بچا کر بھاگا جاتا ہے وحشی نے لپک کر وہی حربہ جس سے حضرت رسول صلعم کے چچا حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا مسیلمہ کے پیٹ پر مارا حربہ مذکور دوہری زرہ کو چیرتا ہوا کمر کیطرف نکل آیا مسیلمہ زمین پر گر پڑا وحشی نے آواز دی کہ میں ہی جبیر بن مطعم کا غلام وحشی ہوں جسنے زمانہ کفر میں بہترین شخص کو قتل کر کے بہشت میں پہنچایا تھا اور اب مسلمان ہو کر بدترین خلایق مسیلمہ کو مار کر واصل جہنم کیا اس جنگ میں باقی بنی حنیفہ جان بچا کر باغ کے دروازے سے نکل گئے اب خالد نے مسیلمہ کو باغ کے دروازہ پر مردہ پڑا پایا کالا رنگ نڈھال بدصورت شکل [illegible] سال کہا مجاعہ بن مرار کو بلاؤ مجاعہ آیا کہ میں حاضر ہوں خالد نے پوچھا اس روسیاہ نے تم کو اس مصیبت میں پھنسایا تھا اور تمہارے شہروں میں فساد پھیلایا مجاعہ نے جواب دیا کہ اے امیر بہتر ہے کہ تم بنی حنیفہ سے صلح کر لو کیونکہ صرف جلد باز لوگ لڑنے کے لئے نکل آئے تھے ورنہ جنگجو بہادر اور تجربہ کار لوگ سب موجود ہیں تمام قلعے اُنسے اور سامان جنگ سے بھرے ہوئے ہیں خالد نے تامل کیا اور سوچا کیا مجاعہ ٹھیک کہتا ہے ابھی وہ اپنے ارادہ کا فیصلہ کر چکا تھا کہ خود بھی اوسنے دیکھ پایا کہ تمام حصار دلیروں سے پر اور سب ہتھیار بند ہیں اگر اونسے لڑائی ہوئی تو اونکا فتح کرنا اس تھکے اور زخمی لشکر کے ہاتھوں بہت مشکل کام ہے مجاعہ کی بات کو پسند کیا اور اس شرط پر صلح کی اجازت دی کہ تمام زر و دینار اور مال و متاع جو ان قلعوں کے اندر ہیں بیت المال میں داخل کریں اور تین میں سے ایک مویشی اور چار میں سے ایک بردہ حوالہ کریں اسکے بعد خالد واپس چلا گیا اور پختہ صلح ہو گئی پھر لشکر کا حال دریافت

کیا تو معلوم ہوا کہ اسلامی فوج کے ایک ہزار دو سو آدمی جن میں سات سو حافظ قرآن تھے شہید ہوئے اہل مدینہ اور صدیق اکبر اس خبر کو سنکر رو دیئے جب قاصد لوٹ کا
پانچواں حصہ لیکر حاضر ہوئے تو صدیق اکبر نے جواب سلام کے بعد کہا اے بنی حنیفہ یہ کیا بات تھی جو تم نے مسیلمہ کے ساتھ اختیار کی تھی انمیں سے ایک شخص
عمر بن سخر نام اٹھ کھڑا ہوا اور بولا اے رسولخدا کے خلیفہ ہم میں سے ایک جمعیت نے علیحدہ ہوکر شیطان سے لو لگائی تھی اور عقل وفہم سب اوسکے غرور میں
گنوا دی تھی شیطان نے اسکے بعض کاموں کو رونق دی اور اسکے بھائی بندوں میں سے کچھ لوگ پیرو بن بیٹھے اللہ تعالے نے اونکے افعال کی سزا اونہیں دی
اور انکا بھیجا انکا لٹا الا صدیق اکبر نے کہا اپنے کیئے کا کچھ علاج نہیں اور نیک کام کرنیوالا کبھی شرمندہ نہیں ہوتا خداوند کریم کسی پر ظلم نہیں کرتا اپنے بھی تمہاری
خطا معاف کر دی اور تمہارے فعلوں کو دلسے محو کر دیا تم بھی پھر راہ راست سے نہ پھرنا سرکشی اور خطاکاریوں سے باز رہنا والسلام اسی اثنا میں خبر آئی کہ بحرین
کے باشندے پھر گئے ہیں یعنی بنی بکر وایل کے ایک گروہ نے بنی عبد القیس کی دشمنی کے سبب کہ وہ مسلمان تھے بحرین والوں سے کہا آؤ ہم اونسے جنگ کریں اور
اس علاقہ کو نعمان بن المنذر کے خاندان میں واپس لائیں کیونکہ وہ ابو قحافہ کی بنسبت زیادہ حقدار ہیں پھر اوٹھ کھڑے ہوئے اور کسرے بادشاہ فارس کے پاس
آئے اور عرض کی کہ وہ شخص جو قریش کے قبیلوں اور مصری باشندوں کو ناز تھا دنیا سے اٹھ گیا ایک نالایق بوڑھا کمزور شخص اوسکی جگہ خلیفہ بنکر بیٹھا ہے
اوسکا عامل ہمارے علاقہ سے نکل گیا ہے اب یہ ملک خراب اور بے سر پڑا ہوا ہے عبد القیس کے کچھ لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں رہا ہے ہم شمار اور قوت اور رعب و
داب میں اونسے زیادہ ہیں اگر بادشاہ کسی عامل کو وہاں بھیجے تو کوئی اسکا مزاحم نہو گا کسرے نے پوچھا تم اس علاقہ کی سرداری کے لئے کسکو زیادہ حقدار اور
لایق سمجھتے ہو جسے ہمارے واسطے بھیجوں انہوں نے جواب دیا کہ ہم منذر بن نعمان بن المنذر کو پسند کرتے ہیں کیونکہ وہی اس ملک کا وارث ہے کسرے نے آدمی
بھیجکر منذر کو بلایا اور خلعت گراں بہا دیکر اور تاج سر پر رکھکر دو سو تازی گھوڑے اور سات ہزار عجمی سوار حوالہ کر اور وزیروں سے مشورہ کیا کہ منذر ابھی بچہ اور
نو عمر ہے اسے ابھی کچھ تجربہ حاصل نہیں ہوا ہم چاہتے ہیں کہ اسے عرب کی بادشاہت عطا کریں مگر اندیشہ ہے کہ وہ اسکام کو انجام نہ دے سکے منذر نے
سنا ایک قصیدہ جسمیں اپنی قابلیت وصلاحیت اور امور سلطنت کی واقفیت نیز شاہی انعاموں کے شکریہ اور حکمرانی و ملک داری کے کام میں معذور سمجھے
جانے اور اطاعت و فرمانبرداری بادشاہ کے مضامین انشا تھے تصنیف کر کے کسرے کے حضور میں پیش کیئے کسرے نے تعریف کر کے رخصت کیا بنی بکر بن
وائل کا گروہ اوسکے ساتھ ہوا جنمیں سے مشہور لوگ حطیم بن ضبیعہ اور ظبیان بن عمرو اور مسمع بن مالک تھے جب بحرین کے علاقہ میں داخل ہوئے
اور عبد القیس کو خبر ہوئی چار ہزار سپاہی اور ایک سردار مسمی جارود بن المعلی جمع ہوئے اونکے پیرو اور غلام انکے ساتھ تھے منذر کے ساتھ سات ہزار ایرانی
لشکر اور تین ہزار بنی بکر تھے دونوں میں بڑی سخت لڑائی ہوئی پہلے منذر کی فوج بھاگ نکلی بنی بکر اور عجمی لشکر کے بہت سے لوگ مارے گئے مگر وہ پھر
جمع ہوکر پلٹے اور شدید حملہ کیا جسکی تاب نہ لا کر عبد القیس کے لشکر نے شکست فاش اوٹھائی اور دیار ہجر کیطرف بھاگے آدھے لوگوں نے جواثا حصار میں اور
آدھوں نے حصار دارین میں پناہ لی حطیم بن ضبیعہ اور بنی بکر کے لشکر نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے تمام راستے بند کر دیئے جب مدد کی ضرورت پڑی تو عبد اللہ
بن عوف نے ایک شعر لکھکر صدیق اکبر کے پاس بھیجا اور صدیق بھی اس خبر کو سنکر بہت غمگین ہوئے اور غم وغصہ نے سخت غلبہ کیا علاء بن حضرمی کو بلا کر
علم دیا اور دو ہزار مہاجرین وانصار کو اسکے ہمراہ کر کے عجمی اور بنی بکر کی فوجوں سے جنگ کرنیکے واسطے روانہ کیا اور کہا اے علاء تو جس عربی قبیلہ سے
ملے اوسے بنی بکر کی لڑائی پر آمادہ کر کیونکہ انہوں نے بحرین کی بادشاہی کے واسطے منذر بن نعمان کو بلایا ہے اوسکے سر پر تاج شاہی رکھا ہے اور ارادہ
رکھتے ہیں کہ دین محمدی کو برباد کر کے پھر اپنا مطلب پورا کریں علاء روانہ ہوا اور جب سرزمین یمامہ پر پہنچا تو پہلے ثمامہ بن اثال سے ملا یہ شخص بڑا خوش
عقیدہ اور نیک نیت دیندار تھا علاء نے کہا اے ثمامہ تیرے چچا کی اولاد بنی بکر کے ساتھ ہوکر راہ راست سے پھر گئی ہے صلاحیت کو کھو دیا ہے عبد القیس
کے درپے ہو رہے ہیں صدیق اکبر نے مجھے انسے جنگ کرنے کو بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ جس عربی قبیلے سے ملتا جاؤں اوسے پیغام دوں کہ بنی بکر سے لڑیں کیا

اچھا ہو کہ سب سے پہلا مددگار تو ہو اور اپنی قوم سے لڑنے میں میرا ساتھ دے ثمامہ نے جواب دیا کہ تو جانتا ہی ہے کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گذرا کہ میری قوم کے لوگ مسلمہ کے فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ وہ میری بات نہ مانینگے نہ ساتھ دینگے اگر تو کہے تو میں انکا امتحان کروں اور اس مدعا کو ان سے بیان کروں علاء نے کہا بہت اچھی بات ہے ثمامہ نے یمامہ کے سرداروں کو طلب کیا اور انسے بنی بکر کے جنگ کرنے کا حال کہکر پوچھا کہ اگر تم میرا ساتھ دو گے تو جو دھبے لگا ہونگے آلودگی دھوئی جاوے گی یہ جنگ بنی بکر کے مرتد اور عجم کے کافروں کے ساتھ ہے یمامہ کے امیروں نے کہا اے ثمامہ مسلمہ کا ساتھ دینے سے جو کچھ ہمارا حال ہوا ہے کہ مال و دولت غارت ہوا نسلیں قطع ہوگئیں تجھے خوب معلوم ہے کچھ دنوں کے لئے ٹھہر جا کہ ہم سنبھل جائیں پھر جس خدمت کے لئے حکم دے گا اوسے بجا لائینگے ثمامہ کا کہنا مؤثر نہ ہوا تو وہ اپنے چچا کی اولاد سمیت بہ ارادہ جہاد علاء کے ہمراہ ہو لیا علاء ہنوز بنی تمیم کے علاقہ میں پہنچا ہی تھا کہ قیس بن عاصم استقبال سے پیش آیا اور رسم سلام ادا کی علاء نے اس سے بنی بکر کے ساتھ جنگ کرنے کی درخواست کی اوسنے جواب دیا کہ میں اس قصد سے تیرے پاس آیا ہوں کہ تیرا ہمسفر بنکر اور علاقہ بنی سعد سے گزر کر مقدمۃ الجیش ہونیکا حق ادا کروں پھر قیس بنی علاء کے ساتھ ہو لیا اور جب بنی سعد کے ملک سے آگے نکل گئے تو قیس نے مناسب سمجھا کہ علاء کا اور بھی ساتھ دے اب علاء کے جھنڈے کے نیچے دو ہزار جوان تھے یہ سب ہجرت کرنے والے انصار ثمامہ بن اثال اور اسکا خاندان اور قیس بن عاصم معہ عزیز و اقربا تھے بحرین کے علاقہ میں داخل ہوتے ہی جاثا قلعہ کے محصور مسلمانوں کو انکے آنے کی خبر مل گئی جس سے وہ نہایت ہی شاد ہوئے اور علاء کو دشمنوں کی فوج کی کثرت سے مطلع کیا علاء نے یہی مناسب سمجھا کہ دشمنوں پر چھاپہ مارے اہل قلعہ کو بھی اس ارادہ سے آگاہ کر دیا کہ وہ بھی ہوشیار رہیں اور جس وقت ہم محاصرہ کرنے والوں سے جنگ کریں اور تم شور و غل سنو فوراً قلعہ سے نکلکر حملہ کر دینا پھر پہر رات گذرنے پر علاء نے لشکر کو کمربندی کا حکم دیا اور دبے پاؤں روانہ ہوئے جب دشمنوں کی فوج قریب رہ گئی تو یکبارگی حملہ کر دیا اور شور و غل سے آسمان سر پر اٹھا لیا قلعہ کی سپاہ بھی اس ہنگامہ آرائی کا شور سنتے ہی دروازے کھول باہر نکل پڑی اور ہر طرف سے دشمنوں کو نرغہ میں کر کے قتل کرنا شروع کر دیا کفار خواب غفلت میں تھے بھاگ نکلے اور قلعہ ہجر میں پناہ گیر ہوئے اگرچہ اس لڑائی میں بہت سے مسلمان بھی شہید ہوئے لیکن مخالفوں میں سے اسقدر مارے گئے کہ میدانوں میں جابجا اونکی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے جملہ مال و اسباب اور مویشی لوٹ میں ہاتھ آئے علاء نے عبدالقیس کی جماعت سے کہا اس جنگ میں تمہیں اسقدر ثواب حاصل کیا ہے جسقدر حضرت رسول خدا صلعم کے سامنے معرکہ ہائے بدر و احد اور دوسری لڑائیوں میں جنگ کرنے اور شہید ہونے والوں کو ملا ہے اب مضبوط ارادہ کے ساتھ فتح و ظفر حاصل کرنے کی بیعت کر لو اور جہاد کے لئے مستعد ہو جاؤ بنی عبدالقیس نے جواب دیا کہ اے امیر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ فتح تیرے قدموں کی برکت سے دی ہے اور کافروں کو ذلیل و خوار کیا ہے لیکن قریب ہی ایک جزیرہ ہے جسکے باشندوں کی دشمنی ہمارے ساتھ دوسرے دشمنوں کے ارادوں سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے اگر امیر اپنی فوج کو اسپر حملہ کا حکم دے تو ہم پہلے انکا کام تمام کر دیں پھر اور کوئی خدمت بجا لائیں علاء نے جزیرہ دارین پر لشکر کشی کر دی یہاں بیشمار کافر آباد تھے اور بایں وجہ کہ راستہ نہ تھا مسلمانوں کو انتہا درجہ کی کوشش اور بہادری عمل میں لانی پڑی آخرکار وہ قلعہ بھی فتح ہو گیا اکثر کفار مارے گئے انکی عورتیں اور بچے گرفتار ہو کر غلامی میں آئے تمام مال و اسباب اور مویشی لوٹ لئے گئے اس کے بعد لشکر اسلام مراجعت کر کے اپنی پہلی ہی قیامگاہ پر چلا آیا جزیرہ دارین کی فتح سے فارغ ہو کر فارس کے کافروں اور بنی بکر کے لوگوں کی طرف رخ کیا جنہوں نے قلعہ ازدم کے پاس صفیں آراستہ کر کے جنگ کی دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے اور طرفین سے بیشمار آدمی مارے گئے انجام کار اسلامی فوج نے ایک پرجوش حملہ کیا کفار تاب مقابلہ نہ لائے جدھر کو منہ اٹھا سب بھاگ نکلے عجمی کافر اور بنی بکر کے مرتد آگے دھر لئے گئے مسلمانوں نے یہانتک پیچھا کیا کہ وہ لب آب دجلہ ہو کر جنگلوں میں پریشان و سرگرداں ہو گئے منذر نے آل حنیفہ کے پاس پناہ لی اور فارس کی فوج میں سے کچھ تو موضع دارنطیف میں چلے گئے اور کچھ کسریٰ کی بارگاہ میں واپس گئے علاء نے لوٹ کا جمع کیا اسکا پانچواں حصہ صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور باقی کو مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیا صدیق نے فرمان بھیجا کہ تجھے اسی علاقہ میں ٹھہر جانا چاہئے

حضرموت اور کندہ کے باشندوں اور قبیلوں کے مرتد ہونیکا حال اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے حضرموت اور کندہ کی امامت اور انکی زکواۃ کی وصولیت کی خدمت زیاد بن لبید انصاری کو عطا فرمارکھی تھی اور وہ آن حضرت کے زمانہ زندگی میں وہاں رہاکرتا تھا جب رسول مقبول کی وفات اور ابوبکر کی خلافت کی خبریں وہاں پہنچیں تو زیاد نے اس علاقہ کے بزرگ اور سربرآوردہ لوگوں کو جمع کرکے تمام حال بیان کیا اور چاہا کہ صدیق اکبر کیطرف سے انکی بیعت لے اشعث بن قیس نے جوان قبیلوں میں سب سے زیادہ معزز تھا جواب دیا کہ اے زیاد ہمنے تیری باتیں سن لیں اور جس بات کی تو خواہش رکھتا ہے وہ بھی معلوم ہو گئی لیکن جب سب لوگ صدیق کی خلافت کو قبول کر لینگے تو ہم بھی شریک حال ہو جاوینگے زیاد نے کہا مہاجرین اور انصار کا اتفاق کافی اور معتبر ہے اشعث نے کہا اسوقت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آئیندہ کیا ہونا ہے پھر امرالقیس بن عباس بولنے لگا اور کہا اے اشعث میں تیرے سامنے خدا و رسول اور ایمان و قرآن کو از روے شفاعت پیش کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی مخالفت کا سوال نہ کر اور اسلام سے نہ پھر۔ اگر تو ایسا کام کرے گا اور یہ قبیلے تیرا ساتھ دینگے تو جسوقت اللہ تعالے دین محمدی کی مدد کرے گا اور کوئی جانشین قرار پائیگا تو اسوقت اندیشہ ہے کہ تو خلقت کی ہلاکت کا باعث ہو تو نے ابھی سا ہو گا کہ بعض کم عقل ناسمجھ اور بداندیش لوگوں کا کیا حال ہوا ہے اشعث نے کہا ابن عباس محمد صلعم نے رحلت کی اور اہل عرب اپنے باپ دادا کے معبودوں کو پوجنے لگے ہم عرب کے ایک کنارے پر آباد ہیں ابوبکر کی فوجیں ہم تک نہ آسکیں گی نہ وہ ہم سے جنگ کرے گا۔ امرالقیس نے کہا اے اشعث تو یقین جان کہ ابوبکر نے جسطرح اور دشمنوں پر لشکر کشی کی ہے اسطرح ہمارے خلاف بھی فوجیں بھیجیگا۔ اور ابن زیاد بن ولید جو اسوقت ہم میں موجود ہے کسی ایک شخص کو بھی برخلاف نہ ہونے دیگا۔ اشعث نے ہنس کر کہا کیا زیاد اس بات کو غنیمت نہ سمجھیگا کہ ہم اسے نہیں ستاتے اور وہ ہم میں اپنی جان صحیح سلامت رکھتا ہے امرالقیس یہ کہتا ہوا ہے دوستوں کا کام سمجھانا ہے ہم سمجھا چلے وہ خوش نصیب اسکو سمجھئے جو نصیحت مان لے۔ چلدیا اور کندہ کے قبیلوں اور حضرموت کے باشندوں کے دو فریق ہو گئے ایک فریق نیک نیتی اور سچے عقیدہ سے ادائے نماز و زکواۃ میں مصروف ہو گیا اور دوسرے فریق نے سرکشی اور گمراہی کا طریق اختیار کیا زیاد یہ حال دیکھکر گھبرایا مگر اپنی جان کی سلامتی سے خوش تھا جب کچھ دن گذر گئے اسنے منادی کرادی کہ اے مسلمانوں زکواۃ کا روپیہ جمع کرو کہ صدیق کے پاس روانہ کروں کیونکہ فوجیں بکثرت جمع ہو رہی ہیں اور خرچ بڑھا ہوا ہے اور خدا تعالے نے اہل ردّہ کی شر کو مٹا دیا ہے لوگوں نے روپیہ داخل کرنا شروع کر دیا ہے بعض نے بکمال آرزومندی و جوش قلبی ادا کیا بعض نے دباؤ اور مجبوری سے دیا۔ زیاد نرمی اور گرمی جس طریقہ سے مناسب سمجھتا روپیہ وصول کرتا تھا ایک دن جبکہ ایک جوان کے اونٹ کو زکواۃ کے نشان سے داغ کر بیت المال کے گلہ میں داخل کیا ہی تھا کہ وہ جوان آیا اور بولا کہ میں اس اونٹ کو بہت عزیز رکھتا ہوں اسے نہ لو اور اس سے بھی اچھا کوئی اور اونٹ مجھ سے لیلو زیاد نے اس بات کو نہ مانا یہ جوان جسکا نام زید بن معویہ القرے تھا حارث بن سراقہ کے پاس جو اس علاقہ کے سرداروں میں سے تھا گیا اور کہا زیاد نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا میں چاہتا ہوں کہ تو اس سے میری سفارش کر کہ وہ اونٹ مجھے دیدے اور دوسرا لیلے کیونکہ مجھے اس اونٹ سے خاص اُنس ہے حارث زیاد بن لبید کے پاس آیا اور اس سے اس بات کا ذکر کیا کہ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے یہ اونٹ اوسے دیدو اور اسکے عوض کوئی اور لے لو زیاد نے اسکے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ اس اونٹ کو زکواۃ کے نشان سے داغ دیا ہے اب اسکا واپس دینا جائز نہیں یہ سنکر سراقہ کے بیٹے کو غصہ آیا اونٹوں کے گلہ کے پاس پہنچکر اس جوان سے کہا اپنا اونٹ نکال لیجا اور میرے سامنے سلامتی سے اپنے گھر پہنچ جا اگر تجھ سے کوئی شخص کچھ بولیگا تو میں زور بازو سے اوسکا بھیجا نکال ڈالوں گا ہم اوسیوقت تک خدا و رسول کے حکم کے تابع تھے۔

جب تک صاحب شریعت ہم میں موجود تھا اب کہ اسکی طلبی میں فرمان الٰہی پہنچ چکا ہے اگر اوسکے اہل بیت میں سے کوئی اسکی جگہہ مقرر ہوا تو ہم اسکی اطاعت کرینگے بوقحافہ کے بیٹے کی حکمرانی کیسی اور ہمپر اسکا کیا حق اس مضمون کا ایک شعر بھی تصنیف کرکے جس سے خاندان مصطفوی کیطرف سے اتہائے التجا اور ابوبکر سے بیزاری ظاہر ہوتی تھی زیاد کے پاس بھیجدیا زیاد اس شعر کو پڑھتے ہی کانپ اٹھا اور اپنے دوستوں کو ساتھ لیکر جانب

مدینہ روانہ ہوگیا دو منزل طے کرکے ایک شعر تاکیداً و تنبیہاً اشعث کے پاس بھیجا اشعث بن قیس اور اسکے تمام قبیلہ پر پورا اثر پڑا اشعث نے کہا اگر اسی امر پر یہ آئے مستقل ہوگئی ہے تو لازم ہے کہ ہم ہر طرف سے پختہ سد و لب کریں اور بہ احتیاط تمام اپنے ملک کو دشمنوں سے بچائیں مجھے یقین ہے کہ اہل عرب اولاد کے معاداں یعنے تیم بن مرہ کی اطاعت اختیار نہ کرینگے اور بطحا کے سرداروں یعنے بنی ہاشم کا ساتھ نہ چھوڑینگے کیونکہ یہی لوگ معدن رسالت اور لائق امامت ہیں اور اگر بنی ہاشم کے علاوہ کسی اور شخص کے لئے خلافت جائز ہے تو ہم سے زیادہ اور کوئی اسکا مستحق نہیں ہے ہمارے باپ دادا اس سرزمین کے بادشاہ ہوگذرے ہیں اسوقت دنیا میں نہ قریشی تھے نہ بطحا والے پھر اسی مضمون کا ایک شعر کہکر مخالفت پر مستقل مزاج ہو بیٹھے زیاد بن لبید قبائل کندہ میں سے بنی زہد کے پاس گیا اور بنی کندہ کی شکایت کرکے اونکو ابوبکر کی اطاعت کی ترغیب دی انہوں نے بھی جواب دیا کہ ہمسے ایسے شخص کی اطاعت کیوں چاہتا ہے جسکی اطاعت کے لئے رسول صلعم نے کسی فرد بشر کو حکم نہیں دیا اور اسکے لئے کوئی ایسی مثال قائم کی ہے زیاد نے کہا یہ سب سچ ہے مگر تمام مسلمانوں نے متفق ہوکر اسے خلیفہ بنالیا ہے اونہوں نے جواب دیا کہ اجتہاد ہی کو اختیار کیا تھا تو رسول پاک کی اہل بیت کو کسلئے چھوڑ دیا یہ حق انہیں کے لئے سزاوار تھا جیسا کہ خداوند تعالے نے فرمایا ہے أُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ یعنی زیاد نے کہا کہ مہاجرین اور انصار اسلام کے حقائق ہم تمسے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں اونسے کہا خدا کی قسم انہوں نے حسد کیا اور حقدار سے حق چھین لیا ہمکو پورا یقین ہے کہ جبتک رسول مقبول نے اپنی اہل بیت میں سے ایک شخص کو امامت کا پیشرو قرار نہیں دے لیا اسوقت تک دنیا سے رحلت نہیں فرمائی ہے اے زیاد تو ہمارے قبیلہ سے دور ہو تیری التجا ٹھیک نہیں اور ہم تیری باتوں کو ہرگز نہ مانینگے پھر ایک شخص عدی بن عوف نامی نے اٹھکر کہا اے بھائی نیند غفلت کی نیندیں چھوڑ دو اور ان باتوں کا خیال جانے دو جسکو بعض آدمی اسلئے بیان کرتے ہیں کہ تمکو ایمانی طریقہ سے پھیر دیں اور دوزخ میں پہنچا دیں خدا اور اوسکے رسول کیطرف متوجہ رہو اور زیاد بن لبید کی بات کو مانو جس بات کو مہاجرین اور انصار نے اختیار کرلیا ہے اسکو تم بھی اختیار کرو کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کی بھلائی برائی کو ہم تم سے بہت اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں اس معاملہ میں وہ ہمسے زیادہ باخبر اور رازدان ہیں عدی کہنے کو تو یہ باتیں کہ گذرا لیکن اسکے عزیز یہ باتیں سنتے ہی غیظ و غضب سے بھڑک اوٹھے عدی کو گالیاں دینے لگے اور زیاد سمیت قتل کردینے کا ارادہ کیا زیاد یہ رنگ دیکھتے ہی بھاگ نکلا اور ایک اور قبیلہ سے پناہ گیر ہوا لیکن جہاں جاتا تھا اسیطرح لوگ انکار کردیتے تھے آخر مجبور و لاچار ہوکر صدیق اکبر کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا صدیق اکبر کو سنتے ہی اضطراب پیدا ہوا اور اس واقعہ کے تدارک کے لئے متفکر ہوئے کہ اس مہم پر کس شخص کو مقرر کریں کہ فساد دور ہو خاطر مبارک میں آیا کہ خالد بن ولید اگرچہ اس کام کے لائق ہے مگر وہ سرزمین یمامہ کو گیا ہوا ہے اور زیاد بن لبید کا ان لوگوں کے معاملہ میں علم و تجربہ بڑھا ہوا ہے اسلئے اسکو بھیجنا چاہیے مہاجر و انصار میں سے چار ہزار سوار نامزد کرکے زیاد کو حکم دیا کہ باشندگان حضر موت اور اہل کندہ کی سرکشی مٹانے کے لئے جائے زیاد صدیق کا حکم سنتے ہی معہ لشکر چل پڑا لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ اسلامی فوجیں نزدیک آپہنچی ہیں اور نواح میں ٹھہر کر مخالفوں کو تہ تیغ کرڈالا ہے اور اونکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا ہے سکال اور بحون کے قبیلے ان باتوں کے سنتے ہی کانپ اوٹھے اور جان بچانے سے مایوس ہوکر رات کے وقت زیاد کے پاس آئے اور مل بیٹھے زیاد نے انکو امان دی اور مسلمانوں کی امداد کے لئے کہا پھر قبیلہ بنی ہند کے پاس آیا اون کے سر پر قضا کھیل رہی تھی کافر مردوں کو قتل کرڈالا عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا غرضکہ جس قبیلہ پر پہنچا دشمنوں کو قتل کرڈالتا اور اطاعت قبول کرنے والوں کو امان دیتا یہانتک کہ قبیلہ بنی حجر کی باری آئی جو حضر موت کے جلیل القدر لوگ تھے زیاد نے انپر رات کے وقت چھاپہ مارا کچھ دیر تو یہ لوگ لڑتے رہے آخر کار بھاگ نکلے اسلامی فوج کو لوٹ میں بہت سا مال ہاتھ آیا اور انکے تمام اہل و عیال پکڑ لئے گئے پھر بنی حمر کیطرف رخ کیا یہ لوگ بھی بڑے بہادر اور دلیر مشہور تھے زیاد کے آنے کی خبر سنتے ہی اسلحہ اوٹھائے اور بڑے جوش و خروش سے شیروں کیطرح غراتے ہوئے حملہ کیا لمحہ بھر میں بعض مسلمانوں کو شہید کیا اور انکے بھی بہت سے مارے گئے انجام یہ ہوا کہ زیادہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ نکلے تمام مال و اسباب اور زن و فرزند کو چھوڑ گئے لشکر اسلام نے تمام لوٹ کو جمع کیا اور اس فتح سے بہت ہی شاد ہوئے

شکر الٰہی بجالائے۔ جب اشعث بن قیس نے سنا کہ زیاد نے ان قبیلوں کا ایسا حال کیا ہے منہ میں جھاگ بھر لایا اور کہا کہ اے میرے چچا کی اولاد جنگ کیلئے مستعد ہوجاؤ اپنے عزیزوں میں بنی مُرہ وجبلہ کو جمع کیا ایک ہزار آدمی اسکے جھنڈے کے نیچے آئے اور زیاد کے ساتھ چار ہزار مہاجر وانصار موجود تھے اور پانچسو سکال اور بحوں والے علاقہ حضرموت کے نامور شہر برہم کے دروازے پر جنگ ہوئی پھر بھر مقابلہ ہوا تھا کہ اسلامی فوجیں بھاگ نکلیں تین سو نو آدمی شہید ہوئے اور باقی بچ نکلے اور برہم کے قلعے میں جا چھپے۔ اشعث نے تمام مال وغنیمت اور قیدیوں پر قبضہ کرلیا اور جسقدر سامان دوسرے قبیلوں کا لوٹا برآمد ہوا سب اوسکے مالکوں کے حوالہ کردیا باقی کو اپنے لشکر اور قبیلوں میں تقسیم کردیا زیاد نے قلعہ برہم میں محصور ہونے کے بعد کسی بہانے سے مہاجر بن ابی امیہ کو خط لکھکر روانہ کیا اور تمام کیفیت سے اطلاع دی مہاجر لشکر لیکر زیاد کی مدد کیواسطے جانب قلعہ برہم روانہ ہوا اشعث کو بھی خبر ملگئی وہ قلعہ کے دروازے سے دو فرسنگ پرے چلا گیا اور جب مہاجر زیاد سے آملا تو پھر قلعہ کے دروازے پر آموجود ہوا اور بنی کندہ کے پاس قاصد بھیجکر مدد طلب کی بنی ارقم وبنی حجر وبنی حمر وبنی منبہ کے لوگ آئے اور اشعث کے عزیزوں اور دوستوں کا لشکر کثیر فراہم ہوگیا اب تو زیاد اور مہاجر کی جان پر آبنی اور سخت مصیبت واقع ہوئی زیاد نے بذریعہ خط صدیق کو تمام حال سے مطلع کیا صدیق کو سخت اندیشہ ہوا اشعث بن قیس اور قبائل کندہ کے مشہور سرداروں کے نام نہایت ہی مہربانی اور نرمی کا خط روانہ کیا اسمیں کچھ ڈرایا دھمکایا کچھ انعام واکرام کی امیدیں دلائیں اور خاتمہ پر لکھا کہ میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ دین اسلام پر ثابت قدم رہو اور دشمن دین شیطان کی باتوں سے علیحدگی اختیار کرو اور اگر یہ جنگ اور خرابی جو تمہارے اعتقاد میں واقع ہوئی ہے زیاد بن لبید کی حرکات سے ہو تو میں اسکو تمہاری سرداری سے معزول کردونگا اور تمہارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجونگا جو تمہارے ساتھ نیکی سے زندگی بسر کرے اور میں نے اس قاصد کو بھی فہمائش کردی ہے کہ تم لوگ فرمانبرداری اختیار کرو اور راہ راست پر آجاؤ تو وہ زیاد کو ہمارے پاس پھیر لائے تم توبہ اور استغفار کرو اور گزشتہ فعلوں سے باز آجاؤ وَاِنَّہٗ ھُوَالتَّوَّابُ الرَّحِیْمُ یعنی اللہ توبہ کو قبول کرنے والا اور رحیم ہے قاصد نے یہ خط اشعث کو دیا تو پڑھکر بہت ہی برہم ہوا خوب پیچ وتاب کھایا اور صدیق کے فرمان کو نہ مانا۔ قاصد نے بھی اشعث اور اسکے دوستوں کو سمجھانے کے طریق پر چند نصیحت آمیز کلمے کہے اشعث کے ایک عزیز نے اُٹھتے ہی تلوار کا ایک ہاتھ قاصد کے سر پر مارا ادھر قاصد زخمی ہوا ادھر تمام مجلس میں شور مچگیا اور اشعث نے اس شخص کی تعریف کرتے ہوئے کہا خدا تجھکو بخشے ان نالائقوں کا جواب اس سے بہتر نہیں ہوسکتا ابو قرۃ بنی حجر نے کہا اے اشعث تجھے شرم نہیں آتی کہ پیغام جواب اس طریق سے دیا جائے خدا کی قسم تجھسے زیادہ بے عقل کوئی اور دنیا بھر میں نہیں ہوگا اور ایسی بے انصافی دیکھکر ہم میں سے کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دیگا اگر ہم تیرے ساتھ رہینگے نامرد کہلائینگے۔ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے چچا کی اولاد اور دوستوں وغیرہ سے بولا کہ اس بیوفا شخص سے الگ ہوجاؤ اور اسکی محبت کو چھوڑدو ورنہ تو عذاب کی امیدوار ہو ہو اتنا کہکر اپنا راستہ لیا بنی حجر میں سے ابو الشمر نے بھی اس قسم کی گفتگو کی اور اشعث کو چھوڑ گیا اور اسطرح اور لوگ بھی گروہ گروہ اسکے پاس سے چلے گئے اور اشعث صرف دو ہزار سواروں کے ساتھ جو اسکے بھائی بند تھے رہگیا سکالک اور بحون کے پاپھر ارجان بادین لبید اور مہاجر بن ابی امیہ جا ملے اور بابِ ارتمان پر جنگ ہوئی طرفین سے بیشمار آدمی ہلاک ہوئے اور مہاجر بن ابی امیہ اشعث کی تلوار سر پر کھاکر زخمی ہوا پھر بھی اسلامی لشکر نے شکست کھائی اور بھاگ کر قلعہ برہم میں پناہ لی اشعث دروازے پر آپڑا اور ہر طرف سے مضبوطی کرکے مسلمانوں کو سخت تنگ کیا زیاد نے جسطرح بن پڑا صدیق اکبر کو صورت حال سے آگاہ کیا صدیق نے خط پڑھکر مہاجرین اور انصار کے سرداروں کو طلب کیا اور زیاد اور مہاجر کا سارا حال کہہ سنایا ابو ایوب انصاری نے کہا اے خلیفہ رسول بنی کندہ کی جماعت بہت بڑی زور آور اور انکی فوجیں بڑی مضبوط ہیں مجتمع ہوئے پر انکی تعداد شمار سے باہر ہوسکتی ہے مناسب ہے کہ غصہ کو ضبط کرکے اس سال کے محصولات سے چشم پوشی کیجائے بعد وہ خود شرمندہ ہوکر مطیع ہوجائینگے اور بیت المال کے حقوق ادا کردینگے وہ جہان کے بادشاہ ہوئے ہیں اور دنیا کے سرداروں میں سے ہیں ان جیسا کوئی سپاہی ہے ان سے مقابلہ نکرنا ہی بہتر ہے صدیق نے سنکر کہا اے ابو ایوب میں نے عہد کرلیا ہے کہ بیت المال کے حقوق میں سے کسی پر بکری کا چہ بھنے کا بچہ تک باقی نہ چھوڑونگا اور اگر کوئی اس سے بھی انکار کرے گا تو حتی الامکان اوس سے لڑونگا پھر سب کو رخصت کرکے اپنے گھر چلے آئے اور فاروق رضی اللہ عنہ کو

بلایا اور سب حال سنا کر کہا میری یہ رائے ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اشعث کے مقابلہ کے لئے روانہ کروں کیونکہ وہ عقل اور سمجھ اور فضیلت اور شجاعت اور علم اور رفتار و گفتار اور ہدایت کرنے میں سب سے ممتاز ہیں یہ مہم اُنہی سے کھلیگی اور اسی کے ہاتھ سے کام انجام پائیگا فاروق نے کہا آپکا فرمانا درست ہے علی ان صفات سے آراستہ ہے لیکن میں ایک بات سے ڈرتا ہوں اور اسکا کچھ علاج نہیں جانتا اور وہ یہ ہے کہ میں جانتا ہوں علیؓ اس امر میں پوری احتیاط کو کام میں لائیگا اگر خدانخواستہ اسنے ان لوگوں کے مقابلہ پر جانا گوارا نہ کیا اور پھر اسلام میں کسیقدر تامل واقع ہوا تو پھر کوئی ایک آدمی بھی اس قسم سے جنگ کرنے کو اچھا نہ سمجھے گا بہتر یہی ہے کہ علیؓ تیرے ساتھ مدینہ ہی میں رہے اور تو انکی صحبت اور مشورہ سے فائدہ حاصل کرتا رہے اور عکرمہ بن ابی جہل کو اشعث سے لڑنے کے لئے بھیجے کیونکہ وہ بھی بڑا بہادر اور نامور شخص ہے صدیق نے فاروق کی رائے کو پسند کیا اور خط لکھکر بن ابی جہل کو مطلع کیا کہ آگاہ ہو قبیلہ بنی کندہ نے علانیہ گنہگاری کا راستہ اختیار کیا ہے اور زیاد بن لبید اور مہاجر بن ابی امیہ کا قافیہ تنگ کر رکھا ہے اس خط کے پڑھتے ہی لشکر سمیت جانب قلعہ بریم علاقہ حضر موت روانہ ہو اور ان بدمعاش گنہگاروں کو سزا دے اور اثنائے راہ میں اہل مکہ اور دوسرے عربی قبیلوں میں سے جو کوئی تیرا ساتھ دے اسے اپنے ہمراہ لے جا خط کے دیکھتے ہی عکرمہ نے ملازموں اور جاسوسوں وغیرہ کو طلب کیا کل کیفیت سنادی سب نے اس امر کو قبول کیا تقریباً دو ہزار سواروں کی جمعیت سے چل نکلا علاقہ صنعا میں پہنچکر لوگوں کو بنی کندہ کے جنگ پر آمادہ کیا وہ بھی اس درخواست کو منظور کرکے عکرمہ کے ساتھ ہوتے جب مارب میں پہنچے اور قیام کیا تو اہل دبا کو اطلاع ہوئی کہ عکرمہ بنی کندہ سے لڑنے جاتا ہے بہت ہی برافروختہ ہوتے اور کہا کہ ہم عکرمہ کی ایسی گوشمالی کرینگے کہ وہ بنی کندہ سے لڑنا بھول جائے گا اس ارادہ پر مستقل ہو صدیق کے عامل کو اپنے علاقہ سے نکالدیا اور جو دسرن بیٹھے حذیفہ بن عمرے جو دبا کا عامل تھا صدیق کو اہل دبا کی بغاوت سے مطلع کیا صدیق اس اطلاع پانے سے سخت متردد ہوا اور عکرمہ کو لکھا کہ دبا والوں نے شرارت اور سرکشی کی ہے پہلے انہی کو واجبی سزا دے اور ذرا سستی نہ کر جب فتح پائے اور تمام کام حسب مراد ٹھیک ہو جائے تو باتشنگان دبا کو قید کرکے میرے پاس بھیجدے پھر زیاد بن لبید کے پاس جانا اور اسکے ساتھ ہوکر مخالفوں کی سرکوبی کرنا اور کوشش بلیغ سے کام لینا شاید اللہ تعالے حضر موت کے علاقہ کو تمہارے ہاتھ سے فتح کرادے اور یہ فساد مٹ جائے عکرمہ نے صدیق کا خط پڑھتے ہی اہل دبا کی طرف کوچ کیا ادھر دوسری طرف سے لقیط بن مالک نے فوج جمع کرکے عکرمہ کی سمت کوچ کیا دونوں فوجوں میں سخت جنگ ہوئی لقیط نے شکست کھائی اور عکرمہ نے تعاقب کرکے بہتوں کو قتل کیا اور بھگوڑوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لیکر دروازہ بند کر لیا۔ عکرمہ نے زور آور حملہ سے قلعہ فتح کرکے اکثر سرداروں کو قتل کیا اور بعض کو قیدی بنایا تمام عورتیں اور بچے پکڑ لئے مال غنیمت کے تین سو اونٹ لاد کر صدیق کے پاس مدینہ کو روانہ کئے صدیق اس فتح سے بہت خوش ہوا اور چاہا کہ قیدیوں کو سزا دے فاروق نے سفارش کی اور کہا کہ وہ کلمہ گو ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اگر انکے قتل میں توقف کرے تو مصلحت سے بعید ہوگا۔ اسلئے حکم دیا کہ انکو قید میں رکھیں یہ لوگ صدیق کی خلافت کے زمانہ میں قید رہے اور فاروق کے عہد میں آزاد کئے گئے کچھ تو اپنے وطن کو چلے گئے اور کچھ بصرہ میں رہنے لگے الغرض عکرمہ اہل دبا سے فارغ ہوکر حضر موت کے شہروں کی طرف چلا اشعث کو بھی خبر لگی اسکے قبضہ میں بخیر نام قلعہ تھا خوب مضبوط کرکے اپنے اہل و عیال اور نوکروں چاکروں کو مال و دولت سمیت اسمیں لے گیا اور لڑائی کے ارادہ سے مستعد ہو بیٹھا زیاد نے عکرمہ کے آنے کی خبر سنکر اپنی فوج میں منادی کردی کہ ان دشمنوں سے جنہوں نے کفر کا طریق اختیار کر لیا ہے اگرچہ مقابلہ کرنا ناممکن ہے لیکن میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ان سے جنگ کروں اور عکرمہ کے پہنچنے سے پہلے جو ہماری امداد کے واسطے بڑی بھاری فوج لے کے ساتھ آرہا ہے فتح حاصل کروں جس سے ہمارا اور تمہارا نام دنیا بھر میں نیکی اور دلیری کیساتھ مشہور ہو جائے اشعث نے بھی اس معاملہ کو سنکر اپنی فوج سے اسی قسم کی گفتگو کی اور کہا کہ دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرو تلواریں کھینچ لو اور جسقدر ہوسکے خوب کوشش کرو کہ دنیا میں شہرت ہو جائے اسکے ساتھیوں نے بطیب خاطر اسکی بات کو سنا اور اسکا ساتھ دینے اور لڑنے پر آمادہ ہوگئے زیاد نے صبح کے وقت فوجکو ترتیب دیکر دائیں بائیں اور سامنے کی دستونکو قائم کیا اور خود میدان میں نکلکر جنگ کی خواہش ظاہر کی اشعث نے بھی میمنہ اور میسرہ اور جناح کی فوجونکو قائم کرکے آپ

قلب لشکر میں جا گریں ہوا پھر تو دونوں فوجیں غت بیٹ ہو گئیں خوب ہی جنگ ہوئی طرفین سے بیشمار آدمی مارے گئے زیاد بن لبید کا بازو اشعث کی تلوار سے زخمی ہوا آخر اسکا لشکر بھاگ نکلا اور اپنی جگہہ دشمنوں کے قبضے کے لئے چھوڑ کر خود قلعہ بریم میں جا چھپے دوسرے دن عکرمہ فوج کو درست کرکے آگے بڑھا زیاد بن لبید اور مہاجر بن ابی امیہ سے آملا مسلمانوں کو اسکے آنیسے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی مخالفوں پر دہشت طاری ہوئی اشعث اپنی فوج کا دل بڑھاتا تھا کہ دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرو اور دلونکو پژمردہ نہ ہونے دو شیر کو بکریوں کی کثرت کا ڈر کیا اور چیتے کو گیدڑوں کے انبوہ کا خطر کیا۔ عکرمہ نے بھی اپنی فوجکو مردانہ حملہ کرنے کی ہدایت کی اور کہا کہ انکی صفوں کو سامنے سے ہٹا دو عکرمہ کی فوجوں نے یکلخت گھوڑے دوڑائے اشعث کے جھنڈے تک جا پہنچے اور شیر مرد نے دشمنونکو شغال روباہ تصور کرکے سامنے سے ہٹا دیا اشعث نے اپنی فوج کیساتھ مضبوطی سے قدم جمائے رکھے اور اس حملہ میں اپنی جگہہ پر قبضہ نہونے دیا اسقدر گرد و غبار بلند ہوا کہ گویا قیامت آگئی بیشمار آدمی قتل اور زخمی ہو گئے ظہر کے وقت سے نماز عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی جب شاہ مشرق سورج کی سواری افق مغرب میں پہنچی عکرمہ اور زیاد نے اپنی فوجونکو سنایا کہ اے دوستو۔ دشمن شکستہ دل ہو گیا ہے اور اسکے بہت سے آدمی زخمی ہو چکے ہیں ملکر ایک حملہ کر دو اور تلواروں سے کام لو ممکن ہے کہ فتحیاب ہو جاؤ پھر تو عکرمہ اور زیاد نے ایک ساتھ حملہ کرکے ان فاجروں کا کام تمام کر دیا اور انکا پیچھا کرکے قلعہ کے اندر داخل کر دیا خود قلعہ کے گرد آ پڑے اور لشکرگاہ قائم کیا ہر طرف سے راستے بند کر دیئے اور خوب مضبوطی کر لی جب محصورین تنگ ہوئے تو اشعث نے کہا اے چچا کی اولاد اور خوشی و غمی کے ساتھیو اس مہم دشوار کی اب کیا تدبیر کیجائے اور اس مشکل کے حل کرنے کے لئے تمہاری کیا رائے ہے سبنے ایک زبان ہو کر کہا ہمکو خوشدل دشمن کے زندہ رہنے کے سبب عزت و آبرو کے ساتھ مرجانا دل سے قبول ہے تو مطمئن رہ کہ جب تک ہمارے تن میں رمق جان باقی ہے تجھے تنہا نہ چھوڑینگے اور جن دوستوں اور عزیزوں نے بسبب رنجش سابقہ اسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا اسے مبتلائے مصیبت دیکھکر حمایت کے لئے دوڑے آئے اور مدد کی اور کہا دلکو مضبوط رکھ اور قلعہ دشمن کے حوالہ نہ کر اشعث انکے آنے سے بہت خوش ہوا اور لڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا دوسرے دن فوج کو درست کرکے زیاد پر حملہ کیا ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی بہت سے جوان مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے عکرمہ کے سر پر تلوار لگی اور مسلمانوں کے دل چھوٹ گئے زیاد نے لشکر اور عکرمہ کا یہ حال دیکھکر کہا اے مہاجر اور انصار اور اے یاران وفادار ہمارے دشمن خستہ اور مغلوب ہو چلے ہیں صبر اور استقلال ہی سے راحت ملتی ہے ذرا دل کڑا کرکے ایک دو دن مردانگی کی داد دو اور قدم مضبوطی سے جمائے رہو دشمنونکو کھانے پینے تک کی مہلت نہ دو ممکن ہے پردہ غیب سے ہماری فتح ظاہر ہو اور یہ مشکل کام آسان ہو جائے ساتھیوں نے جواب دیا جسقدر ہم میں قوت ہے اور جبتک رمق جان بدن میں موجود ہے دشمنوں کے دفع کرنے میں ذرا سستی نہ کرینگے باقی امید ہیں اللہ تعالے کے فضل کے ساتھ ہیں یہ کہا اور اپنے قیامگاہ میں چلے آئے زیاد بن لبید اور تمام مسلمانوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور خدا کے فضل پر بھروسہ کیا۔ اللہ تعالے نے اپنی عنایت سے مسلمانوں کا رعب مخالفوں کے دل میں ڈالدیا زیاد نے تمام راستے بند کر دیئے محصورین آب و دانہ کی قلت سے عاجز ہو گئے اشعث نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ لوگ لڑائی سے ذرا نہیں اکتاتے مناسب ہے کہ ان سے صلح اور صفائی کر لیں اور امان طلب کریں جب دن ہوا اور اشعث اور اسکے لوگوں پر سخت تنگی واقع ہوئی اور آدمی بھوک اور پیاس کے صدموں سے بے طاقت ہونے لگے تو ایک قاصد زیاد کے پاس بھیجا اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے امان چاہی زیاد نے منظور کیا اور امان نامہ لکھا گیا بنی کندہ نے جانا کہ اس نے سب کے لئے امان طلب کی ہے کسی نے بھی کچھ نہ کہا اشعث قلعہ سے باہر نکل آیا زیاد نے پوچھا اے اشعث کیا تو نے اپنے چچازادوں کے لئے امان نہیں چاہی ہے اور اسی اقرار پر میں نے عہد نامہ لکھا ہے اشعث نے کہا ہاں زیاد نے کہا خدا تعالے نے تیری عقل محو کر دی ہے کہ تو نے عہد نامے میں اپنا نام نہیں لکھا ہے اور اپنے لئے امان حاصل نہیں کی ہے خدا کی قسم میں تجھکو تیرے کئے کی سزا دونگا اور تیرے شر سے دنیا کو پاک کر دونگا اشعث نے کہا اے زیاد تو مجھے ایسا نا سمجھ سمجھتا ہے کہ سب کے لئے تو امان لوں اور اپنے آپ کو ہلاک کروں اگر تو مجھے قتل کریگا تو تمام یمن کو اپنے اور اپنے آقا کے خلاف غضبناک بنائیگا اور تیرے مقابلہ کے لئے اسقدر سوار اور پیادے امنڈ آئینگے کہ تو اپنے پچھلے دن بھول جائیگا زیاد نے اشعث اور اسکے دوستوں

کو خوب طرح سے قبضے میں کر لیا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا ایک ایک جنگجو جواں کو سامنے بلاتا تھا اور جلاد کو حکم دیتا تھا کہ اسکا سر اڑا دے جب کچھ آدمی قتل ہو چکے تو باقیوں کو امان دی ہیل بن اوس الانصاری کا بیان ہے کہ میں نے اون کشتوں کی طرف نظر کی تو انکو بنی قریظہ کے اون کے کشتوں کی مانند پایا کہ جبکہ رسول مقبول انکو دوزخ میں داخل کر رہے تھے پھر زیاد نے کندہ کے بقیۃ السیف شرفا کی گنتی کا حکم دیا وہ اسی آدمی تھے سب قید کر کے اشعث سمیت صدیق کے پاس روانہ کیئے گئے جب سامنے آئے تو صدیق نے کہا اے اپنی جان کے دشمن اشعث خدا کا شکر ہے کہ اوسنے تجھکو میرے حوالہ کر دیا اشعث بولا ہاں اے صدیق خدانے تجھکو ہمیر فتحیاب کیا کیونکہ میری قوم نے میرا ساتھ نہ دیا اور جو کچھ مجھسے ظہور میں آیا وہ زیاد کا قصور تھا۔ وہ میرے ہم قوم لوگوں کو ظلم و ستم سے قتل اور بے عزت کرتا تھا مجھسے بھی جو کچھ بن پڑا کر گیا پھر قسم کھائی کہ میں دین اسلام پر ثابت قدم ہوں نہ مذہب بدلا ہے نہ مال سے بخیلی کی ہے لیکن زیاد ہمپر ظلم کرتا تھا اور بے گناہوں کو مارتا تھا مجھ سے اس ذلت کی عار نہ اٹھائی گئی سا اپنی قوم کو مصیبت میں چھوڑ سکا اب تو جو کچھ گذرا گذر گیا خدا کی قسم میں اب باز آیا اپنی زندگی کو بادشاہوں کی جانوں کے عوض خریدتا ہوں میں کے تمام قیدی رہا کر دونگا اور اسلام کی مدد اظہر من الشمس کر دونگا صدیق نے اسکو اور اسکے چچازاد بھائیوں کو چھوڑ دیا اور سب کو خلعت عطا کیئے اشعث کو اپنا داماد بنایا یعنے ام فروہ سے اسکا نکاح پڑھ دیا اور بھی بیشمار احسان و اکرام کیئے اشعث نے صدیق کے نزدیک بہت بڑی عزت و آبرو پائی ام فروہ سے اشعث کی چار اولادیں پیدا ہوئیں۔ محمد۔ اسمٰعیل۔ اسحاق اور جعدہ۔ محمد عمر و عثمان و علی کے ہوا خواہوں میں سے گذرا ہے۔ جناب امیر المؤمنین حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شہادت کے وقت میدان کربلا میں حاضر تھا۔ اسمٰعیل اور اسحاق عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت میں قتل کیئے گئے اہل ردہ کا مجمل حال یہی ہے فتوحات ذیل کے بعد انشاء اللہ بیان کیا جاوے گا۔

صدیق رضی اللہ عنہ کی عہد کی اُن فتحمندیوں کا ذکر جو مسلمانوں کو حاصل ہوئین

مورخ لکھتے ہیں کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ مرتد لوگوں کی درستی اور اصلاح سے فارغ ہو چکے تو روم اور عجم کے قبضہ میں لائے اور ان اطراف ممالک میں دین اسلام کو پھیلانے کا مصمم ارادہ کر لیا سب سے پہلے جس شخص نے عرب او عجم میں جنگ شروع کی اور مخاصمت پھیلائی وہ مثنیٰ بن حارث شیبانی تھا اس واقعہ کی بنا یہ ہے کہ قبائل ربیعہ بوجہ قحط سالی تہامہ اور حجاز سے نقل مکان کرکے عراق میں داخل ہوئے۔ جزیرہ اور یمامہ کی سرزمین مین قیام کیا نوشیروان نے بلاکر دریافت کیا کہ تم یہاں کیوں آئے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے شہروں اور میدانوں میں قحط سالی واقع ہوئی اور ہم مجبور ہوئے کہ حضور عالیجاہ کی دولت و حشمت کے زیر سایہ پناہ لیں اگر اجازت ہو تو ہم یہاں ٹھہر جائیں ورنہ اور کسی طرف کو نکل جائینگے کسریٰ نے اس شرط پر ٹھہرنے کی اجازت دی کہ وہ فساد اور شورش برپا نہ کرین اور نیک طریقے سے بسر اوقات کرین انہوں نے بھی اس امر کو قبول کر لیا اور عرصہ دراز تک وہاں رہے نہایت نیک چلنی سے بسر کی اور ایرانیوں نے بھی اُنسے کچھ مخالفت نہ کی نہ اُنہوں ہی نے انکی کسی چیز سے کچھ واسطہ رکھا آخر کار اُدہر ایرانی فوج کی بُری نگاہیں پڑنے لگیں اور طمع دامنگیر ہوئی پھر تو اُنہوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے اور مخالفت اختیار کی اس خاندان کا ایک سردار مثنیٰ بن حارث شیبانی نام تھا لوٹ مار کرنے لگا کوفہ اور اُسکے نواح میں ڈاکے ڈالتا زمینداروں کو لوٹتا اور دین اسلام کے قبول کرنے کی درخواست کرتا لوگوں نے صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اسکا حال بیان کیا اور ایرانیوں کے ساتھ اسکے فتنہ و فساد کا سب حال کہہ سنایا صدیق نے پوچھا جس شخص کا ایسا حال سنا جاتا ہے وہ کون ہے لوگوں نے جواب دیا اے خلیفہ رسول خدا حسب اور نسب کے لحاظ سے یہ شخص بڑا معزز و دانشمند۔ صاحب دولت و حشمت اور باشوکت ہے مثنیٰ بن حارث شیبانی نام ہے صدیق نے اُسکے لئے خلعت اور جھنڈا تجویز کیا اور ایرانیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی اور بڑی دلجوئی کی مثنیٰ بھی زیادہ شیر دل بنگیا کوفہ اور اسکے نواح پر حملہ آور ہوا اور لوٹ سے ایک چوپایہ باقی نہ چھوڑا ایک برس تک ایسا ہی کرتا رہا پھر اپنے چچازاد بھائی سوید ابن قطبہ کو بلا لیا اور فوج دیکر بصرہ کیطرف

بھیجا کہ پارسیوں پر حملہ کرے اور خود کوفہ کیطرف رجوع رہا اور سوید کو بصرہ کی دھن لگ گئی مثنیٰ کے ہمراہ اوسکے چچا کی اولاد تھی اور سوید کے ساتھ خاص عام لوگوں کی جمعیت آخر کار انکی دست درازیوں کی فریاد ایران تک پہنچی کرنے انکے دفعیہ کا حکم دے دیا تمام اطراف کی فوجیں اُمنڈ پڑیں صدیق کو بھی اس حال کی اطلاع ملی سخت فکرمند ہوئے فاروق نے کہا اے خلیفہ رسول مجھے ایک بات سوجھی ہے اگر حکم ہو تو عرض کروں صدیق نے کہا ضرور بیان کرنا چاہئے فاروق نے کہا خالد بن ولید علاقہ یمامہ کو فتح کر چکا ہے اور ابھی طرف مشغول ہے اور مہم سے فارغ ہو کر ان لوگوں سے رشتہ داری پیدا کر لی ہے اُسے حکم دے کہ عراق کیطرف متوجہ ہو اور مثنیٰ کی ہمراہ ہو کر ایرانیوں سے جنگ کرے شاید اللہ تعالے ایران کو بھی اونکے ہاتھوں فتح کرا دے اور مسلمانوں کی آرزوئے دلی بر آئے صدیق نے کہا بہت اچھی رائے ہے فوراً خالد کو اس مضمون کا خط لکھا کہ حمد و ثنا باری تعالے اور جناب رسالت مآب پر درود و سلام کے بعد خالد کو دعا اور سلام پہنچے اور تمام گروہ صحابہ اور مہاجرین و انصار اور ان اشخاص کو جو اسکی خدمت میں موجود ہیں معلوم ہو کہ خدائے عزوجل نے اپنی کلام پاک میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کو واجب ٹھہرایا ہے اور رسول صلعم نے بھی بہت ترغیب دلائی ہے اے بندگان خدا اسکے عہد پر ثابت قدم رہو اور فرمانبرداری میں کوشش کرو اور اپنا آپا بچاؤ نہ سختیوں اور دقتوں سے کچھ اندیشہ کرو ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون تمہارے حق میں ایسا کرنا بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو اے خالد اس خط کو پڑھتے ہی عراق کیطرف جا اور مثنیٰ بن حارث سے مل کر اسکا معین و مددگار بن اور تمام مسلمانوں کے لئے یہی حکم ہے کہ تیرے ہمرکاب جائیں اور اللہ تعالے کیطرف سے دونوں جہان کی نیکیاں پائیں پھر ابوسعید خدری کو طلب کیا اور خط دیکر کہا خالد کے پاس لیجا اور جبتک وہ عراق کیطرف نہ چل کھڑا ہو تو اُسکے پاس سے نہ ٹلنا اوسے خلوت میں سمجھا دینا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت ایرانیوں سے جنگ کر رہی ہے تو پہنچ کر اُن کو مدد دے اللہ تعالے ایران کو تیرے ہاتھ سے فتح کرے گا اور اگر تجھسے کوئی اور کام آپڑا تو واپس بلا لونگا تو جس کسی جگہہ ہو اپنے لشکر کا سردار ہے میرے سوا اور کوئی تیرا امیر نہیں ابوسعید خالد کے پاس گیا خط دیا خالد نے کہا اے ابوسعید یہ تجویز تو خلیفہ کی نہیں معلوم ہوتی محض عمر کی کارستانی ہے کیونکہ اس نے سن لیا ہے کہ میں نے بنی حنیفہ سے رشتہ داری جوڑ لی ہے اوسوقت سے پیچ و تاب میں ہے غرض خالد نے لشکر جمع کیا اور جہاد کی خوب طرح سے تیاری کی ہر سب کو صدیق کا حکم سنایا اُنہوں نے کہا ہم سبکو منظور ہے خالد دوسرے دن چل پڑا اور زبرقان بن بدر کو فوج کا ہراول بنایا صدیق نے مثنیٰ بن حارث کو بھی خط لکھا کہ میں نے خالد بن ولید کو لکھ بھیجا ہے وہ بھی تیری امداد کو پہنچا چاہتا ہے اوسکا استقبال و احترام کیجو کیونکہ یہ آیت شریف اسکے حسب حال ہے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا یعنی جبتک خالد عراق میں رہیگا وہ امیر اور تو وزیر سمجھا جائیگا اور جب میں اوسے بلا لونگا تو اپنے علاقہ کا امیر ہوگا مثنیٰ نے خط پاتے ہی اپنے ہمراہیوں کو بلایا اور کہا صدیق نے ہماری بڑی تعظیم و توقیر کی ہے اور خالد کے آنے کی خوشخبری دی ہے ہمکو انتظار کرنا چاہئے کہ خالد آ پہنچے خالد بھی منزل در منزل چلا آرہا تھا جب بصرہ کی حد پر پہنچا سوید مع فوج ہمراہ کے خوشی سے استقبال کے لئے آیا خالد نے بھی اظہار مسرت کیا اور پوچھا کہ اس علاقہ میں کون قوم زیادہ ہے اور اسلحہ اور سامان حرب میں کون بڑھ کر ہے شجاعت میں کون مشہور ہے سوید نے کہا اے امیر ابلہ قوم کے لوگ بہت اور بہادری میں مشہور اور سرکش ہیں خالد نے کہا پہلے انہی کو ایسی سزا دینی چاہئے کہ عربوں کا خوف اور رعب انکے دلوں میں بیٹھ جائے اور پھر سرکشی نہ کریں۔

سوید نے کہا امیر کی رائے عین صواب ہے خالد نے سوید کو حکم دیا کہ تو فوج لیکر انکے مقابل ہو اور میں انکی پس پشت سے حملہ کرونگا سوید نے فوج کو متعین کیا ابلہ کیطرف روانہ ہوا وہ لوگ بھی اس سے لڑنے کے لئے نکلے جب دونوں میں جنگ ہونے لگی خالد کمین گاہ سے نکل آیا مہاجر اور انصار کے لشکر نے باہم ملکر اہل ابلہ کو شکست دی ایرانیوں نے دشمن کیطرف پشت کی اور جانب حصار منہ اٹھایا سامنے دریا تھا اور پس پشت تلوار چار ہزار جوان مارے گئے اور اسیقدر دریا میں ہلاک ہوئے باقی ماندہ حصار میں پناہ گیر ہوئے خالد آگے کیطرف روانہ ہوا منزل در منزل کوچ کرتا تابلج کے علاقہ میں داخل ہوا بنی بکر کی جماعت کے پاس قیام کیا مثنیٰ بن حارث بھی اپنے چچازاد بھائیوں اور فوج کو ساتھ لیکر خالد کے پاس آیا اور اسکے آنیکا شکریہ ادا کیا خالد نے بھی تعظیم و

تکریم اور دلجوئی کی پھر سوار ہو کر نواح کوفہ کیطرف فوج کشی کی عجمیوں کے دلوں پر اسقدر خوف چھا گیا تھا کہ خالدؓ اور مثنیؓ جسطرف جاتے تھے وہ راستہ چھوڑ دیتے تھے اور کسی اور موضع کیطرف بھاگ جاتے تھے۔ خالد نے کوفہ میں پہنچکر شہر کے باہر خیمہ نصب کیا اور چھاؤنی ڈالدی پھر عجمیوں کو لکھا مطیعان اہل ہدایت پر درود وثنا اور اس خدائے عزوجل کی حمد وشکر کے بعد جسنے تمہاری جمعیت کو انتشار اور تمہاری عزت کے پودے کو جڑ اور تمہارے ارادون کو سست کر دیا ہے اور تمہاری گھڑی اختتام کو پہنچا دی ہے۔ تم میں اختلاف ڈالدیا ہے۔ اور تمہاری دلیری کو خوف اور گریہ وزاری سے بدل دیا ہے معلوم ہو کہ جو شخص گمراہی کا راستہ چھوڑ کر ہمارے قبلہ کیطرف جھکیگا اور خدا اور اسکے رسول کا حکم مانے گا اور جس امر کی ہم گواہی دیتے ہیں اوسکی گواہی دیگا اور ہماری دشمنی سے باز آئیگا وہ ہم میں سے ہے اور ہم اوسکے ہیں اور جو شخص ہماری پناہ میں آئیگا اور جزیہ دینا قبول کرے گا وہ بے خوف رہیگا۔ اور جو شخص مخالفت پر مستعد ہوگا اور میدان میں قدم نکالیگا وہ یاد رکھے کہ ہم بھی آیا ہی چاہتے ہیں ہم سب شمشیر زن ہیں تلوار اور موت سے اسی قدر مانوس ہیں جسقدر تم عیش اور زندگی سے اور ہم تنگی میں اسیطرح بسر کرتے ہیں جسطرح تم فارغ البالی میں فقط والسلام۔ جب خط ایرانی حاکموں کے پاس پہنچا بہت ہی جوش وخروش میں آئے مگر جواب میں کچھ دم نہ مارا خالد دستہ دستہ فوج چارطرف کو بھیجتا اور لوٹ مار کا حکم دیتا۔ یہانتک کہ وہ علاقہ مویشیوں سے خالی کر دیا اور خالد کے پاس لائے پھر خالد نے وہاں سے حیرہ کیطرف لشکرکشی کی ان اطراف میں بڑے مضبوط قلعے دیکھے عمدہ سپاہی اور اسلحہ وافر پائے جب خالد اس علاقہ میں ٹھہرا وہ لوگ زیادتی کرنے لگے اور گالیاں دیتے تھے خالد نے چاہا کہ معرکہ آرا ہو ضرار بن الازور اسدی نے کہا اے امیر یہ لوگ بہت بے وقوف اور اپنے آپ دشمن ہیں اگر تمہاری رائے ہو تو انمیں سے کسیکو طلب کرو اور سمجھاؤ شاید بغیر بدلہ لئے کام بن جائے اور یہ مشکل حل ہو جائے پھر اس تجویز کے مطابق ایک آدمی کو قلعہ کیطرف بھیجا اوسے کہا تم اپنی جماعت میں سے کسی ایسے شخص کو بھیجو جو عقل اور سمجھ میں مشہور ہو تاکہ ہماری باتیں سنے اور تم سے بیان کرے اور پھر اونکا جواب ہم تک پہنچادے انہوں نے عبد المسیح بن بقیلہ الغسانی کو منتخب کر کے بھیجا اور یہ بات قرار دی کہ اگر صلح ہو سکے تو تمام اسلامی فوج کو واپس ہٹا آئے یہ شخص عبد المسیح نام بڑے رعب وداب اور نورانی چہرہ کا بوڑھا تھا دو سو کئی سال کی عمر تھی خالد کے پاس پہنچکر اوس نے شعر پڑھے جنمیں آل غسان کی تعریف اور انکے ملک کی خوبی بیان کی کہ منذر اور آل نعمان کے بعد یہ ہیں اور کہاں چراگاہوں میں کبھی شیروں نے بھی شکار نہیں کیا اور اسجگہ درندوں نے پرہیزگاری کا جام پیا ہے۔ بھیڑوں کے گلے حیرہ کی چراگاہوں میں چرتے تھے اور چڑیاں تخت خورنق کے سایہ میں اُڑتی تھیں اب یونہی بے فائدہ خراب خستہ اور غیر آباد بیکار پڑے ہیں ہاں سچ ہے اسی لئے دنیا گردوں کا نام جہان ہوا ہے۔ جب وہ بوڑھا اس خطبہ سے فارغ ہوا خالد نے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا خدا کا بندہ پوچھا کہاں کا باشندہ ہے کہا دنیا کا پھر پوچھا کہاں سے آیا ہے کہا باپ کی پشت سے پوچھا کس مقام سے آیا ہے بولا ماں کے پیٹ سے کہا کس حال میں ہے کہا کپڑوں میں پھر پوچھا کس شئے پر ہے کہا زمین پر خالد نے کہا مجھے تیری باتوں سے گمراہی کے سوا اور کسی بات کا پتہ نہیں ملتا۔ سچ بتا تجھ میں کچھ عقل ہے یا نہیں اور تو نے اونٹ کا گھٹنہ بھی باندھ دیا ہے یا نہیں اوسنے آخری بات کو سمجھا اور کہا میں نے اونٹ کا گھٹنہ باندھ دیا ہے اور خوب مضبوط کر رکھا ہے خالد نے کہا میں تجھسے آدمیوں کی باتیں کرتا ہوں بڈھے نے جواب دیا کہ میں بھی آدمیوں ہی کا جواب دیتا ہوں خالد نے پھر پوچھا تم کون لوگ ہو جواب دیا ہم آدم کی اولاد ہیں خالد نے پوچھا تم لڑنے کے لئے آئے ہو یا صلح کے لئے کہا صلح کے واسطے خالد نے کہا تم عرب ہو یا ایرانی بڈھے نے کہا ہم عربی تھے ایرانی بنگئے اور ایرانی تھے عربی ہو گئے خالد نے کہا اللہ اکبر میں اب تیری بات سمجھا اب بتا کہ یہ دیواریں کس کام کے لئے بنائی ہیں کہا بیوقوفوں کے لئے اسقدر آڑ ہے کہ عقلمند ہی ہماری بات سن سکیں اور انکو ہم پر ظلم کرنے سے روکیں خالد نے کہا میں تیرے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھتا ہوں وہ کیا ہے کہا زہر قاتل ہے خالد نے کہا یہ زہر مٹھی میں کیوں لے رکھا ہے۔ کہا اس احتیاط کے لئے کہ اگر تمہاری طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو میری قوم کے لائق ہو تو خیر ورنہ یہ

زہر کھا کر مر جاؤں کیونکہ میری عمر انتہا کے درجہ کو پہنچ چکی ہے اور آخری دن آپہنچا ہے۔ خالد نے کہا زہر مجھے دے کہ اوسے دیکھوں اس بڈھے نے وہ زہر خالد کو دیدیا خالد نے اوسے ہتھیلی پر رکھا اور کہا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یعنی میں اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں اور زمین اور آسمان کے بنانیوالے خدا کی قسم ہے کہ اوسکے نام لینے کے سبب سے دنیا اور عقبیٰ کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی پھر اوس زہر کو منہ میں ڈالا اور نگل گیا اللہ تعالےٰ نے اُسیوقت پسینے کے راہ سے اوسکے ضرر کو خارج کر دیا خالد نے کہا اے بڈھے خدا سے ڈرو اور محمدی دین کو اختیار کرو میں تمہاری جنگ کے لئے ایسے شخصوں کو لایا ہوں جنکی نظر میں موت کوئی چیز نہیں اور زندگی بے حقیقت شئے ہے بڈھے نے کہا مجھے اسقدر اجازت دو کہ میں اپنی قوم کے پاس ہو آؤں اور حال سنادوں خالد نے کہا جا بڈھے نے اپنی قوم کے پاس جا کر تمام حال سچ سچ کہہ سنایا اور کہا یہ وہ لوگ ہیں جنکو زہر کچھ اثر نہیں کرتا اور وہ موت سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے ہم زندگی سے غرض عبد المسیح کے ایما کے مطابق وہ لوگ صلح کے لئے رضامند ہو گئے اور ایک لاکھ درم اور شیرویہ بن کسرےٰ کی طیلسان یعنی چادر کے عوض صلح قرار پائی اس چادر کی قیمت تیس ہزار درم تھی عبد المسیح نے وہ نقد و جنس خالد کے حوالہ کر دی خالد نے سب کا سب صدیق کے پاس پہنچا دیا اور یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایران سے مدینہ رسول کو روپیہ پہنچا پایا گیا پھر خالد بن ولید نے اس صلح پر عہد نامہ لکھکر اُن لوگوں کے حوالہ کر دیا اور مراجعت کی جریر بن عبد اللہ البجلی کو ایک ہزار آزمودہ کار جوانان مہاجر و انصار دیکر موضع مالقیا کیطرف بھیجا جہاں داویہ بن فرخان موجود تھا جب جریر کا لشکر دریا کے کنارے پر پہنچا اور چاہا کہ عبور کریں مالقیا کی طرف سے ایک قاصد آپہنچا اور ایک لاکھ درم دیکر جریر بن عبد اللہ سے صلح کر لی جریر نے عہد نامہ لکھکر اونکے حوالہ کیا داویہ بھاگ کر یزدجرد کے پاس پہنچا تمام حال کہہ سنایا یزدجرد بہت غمگین ہوا اسی اثنا میں خالد نے اپنی جگہ سے کوچ کر کے موضع عین التمر کا محاصرہ کر لیا اور تمام باشندوں کو پکڑ کر مال مویشی سب کچھ لوٹ لیا اسیطرح عراق کے اور بھی کئی شہر اور قریبی علاقہ لیلئے اور جس جس موضع کو لیتا اُسکے مال غنیمت میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ علیحدہ کرتا اور صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیتا باقی فوج میں بانٹ دیتا۔

صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شام و روم کی ولائتوں کا فتح ہونا

راویوں کا بیان ہے کہ جب شام کیطرف سے پیہم خبریں پہنچیں کہ کافروں کے لشکروں نے روم اور شام پر تسلط کر کے فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے تو صدیق کا ارادہ ہوا کہ اونکے مقابلے کے لئے اسلامی فوجیں روانہ کیجائیں اور وہ فساد کو دفع کریں مگر اس ارادہ کو دلمیں پوشیدہ ہی رکھا اور ایک دن عشرہ مبشرہ اور مشہور و معروف صحابیوں رضوان اللہ علیہم کو جمع کر کے کہا اے رفیقو تم جانتے ہو کہ خلاق عالم کی نعمتیں ہم پر احاطہ کئے ہوئے ہیں شکر خدا عز و جل کہ اوسنے ہم سب کے ظاہر و باطن کو باہمی الفت سے آراستہ کیا اور مخالفت اور دشمنی کو ہمسے نکال ڈالا ہمیں کلمہ گو بنایا ہمارے گرد سے شیطان کو بھگا دیا نجاست اور شرک سے پاک کیا ہم خالص دوست بنگئے تم اسبات سے واقف ہی ہو کہ ہم سب عرب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ عربی لشکروں کو شام کیطرف بھیجوں اور رومیوں سے جنگ کر کے اُن اطراف کے ملعونوں کو ہلاک کروں تم میں سے جو شخص فتح پائے گا دولتمند اور مشہور ہو جائیگا اور جس کی موت آجائیگی وہ اپنا جھنڈا جنت میں جا گاڑے گا اور اس فعل کا اجر جو خدا کی طرف سے ملیگا وہ بے شمار ہے اوسے کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا اب میں نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہے اور تمہاری رائے کا منتظر ہوں امیر المومنین عمر و عثمان و طلحہ و زبیر و سعد و ابو عبیدہ میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا خیال ظاہر کیا پھر صدیق نے امیر المومنین علی رضہ کیطرف متوجہ ہو کر کہا اے ابو الحسن تمہاری کیا رائے ہے کچھ آپ بھی فرمائیے علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو لشکر روانہ کرے گا تب بھی کامل فتح پاے گا اور اگر خود اس مہم پر روانہ ہوگا اور اللہ تعالےٰ کی مدد پر بھروسہ رکھے گا تب

بھی کامیاب ہوگا اور سب کام درست ہو جائینگے۔ صدیق نے کہا اے ابوالحسن خدا تمکو شاد رکھے تم یہ بات کسطرح کہتے ہو جواب دیا کہ میں نے کئی دفعہ جناب رسول خدا صلعم سے سُنا ہے کہ قیامت تک ہمیشہ دین اسلام تمام دینوں پر غالب رہیگا۔ اے خلیفہ جلدی کر اور اس کام میں ثابت قدمی اختیار کر خدا تعالے نے تجھکو عرب کے مرتد لوگوں پر فتح دی اب روم وغیرہ کے کافروں پر بھی فتح نصیب کرے۔ صدیق نے کہا اے ابوالحسن تم نے مجھے یہ بات سنا کر دل شاد کردیا اللہ تعالے تم کو جنت کے اعلے مدارج عطا کرکے دلشاد فرمائے پھر دوستوں کی طرف منہہ کرکے کہا اے مسلمانوں یہ شخص علم پیغمبر کا وارث ہے۔ جو شخص اسکے صدق کلام میں شبہ کرے گا بے شک وہ منافق ہے۔ انکی باتوں نے مجھے جنگ روم کا زیادہ ساعی و مشتاق بنادیا اور مجھ کو بہت ہی بڑی خوشی حاصل ہوئی اب تم سب اس کام میں کوشش کرو۔ پھر بلال سے کہا کہ صحابہ کو حاضر ہونے کے لئے کہو۔ جب اہل مدینہ حاضر ہوئے صدیق نے اٹھکر جنگ کا خطبہ پڑھا مضمون یہ تھا۔ خلاق عالم کے حمد و شکر اور رسول مقبول صلعم پر درود و سلام کے بعد تمام بھائیوں اور دوستوں کو معلوم ہو اللہ تعالے نے تم سب لوگوں کو بطور انعام ایمان کرامت فرمایا اور تم کو قرآن شریف نازل کرکے سب سے زیادہ عزیز بنایا اور تمہارے دین کو اور سب دینوں پر فضیلت بخشی۔ لازم ہے کہ تم بھی اس نعمت و بخشش کی قدر کرو اور اس عطیہ کا شکریہ بجا لاؤ اور جنگ روم کا ارادہ مصمم کرلو میں کچھ شخصوں کو تم پر امیر مقرر کرونگا تم اُن کی فرمانبرداری کرنا اور نیک نیتی اور ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کیطرف متوجہ ہونا عمرو بن عاص کا بھائی خالد اُٹھا اور کہا اے رسول کے خلیفہ ہم سب تیری رعیت ہیں اور تو ہمارا امیر ہے تیرا کام حکم دینا اور اُسکو بجا لانا ہمارا کام ہے۔ جو کچھ تو حکم دیگا ہم اسکو بجا لائینگے اور جسطرف بھیجے گا ادھر ہی جائینگے صدیق نے کہا خدا تجھپر رحمت نازل کرے اور نیک بدلا دے اب تو اپنی تیاری کرلے کہ میں تجھے اس لشکر کا سردار مقرر کرونگا۔ خالد نے قبول کیا اور کہا کہ اب میں اور میرے بھائی اور چچا کی اولاد نے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں جہاد کے لئے وقف کردیا ہے اور جہانتک ہوسکے گا کافروں کے ساتھ جنگ کرنے میں سعی بلیغ کی جاوے گی کہ یا تو خداوند تعالے ہمارا کام بنا دیگا یا ہماری عمریں تمام ہوگئیں اور میں اس اقرار پر تجھکو اور تمام حاضرین کو اسقدر گواہ کرتا ہوں اور اس خدمت کے لئے لوگوں سے تعریف کا خواستگار و امیدوار نہیں ہوں پھر صدیق نے اسکی تعریف کی اور یہی خالد تھا جس نے بحکم جناب رسول صلعم ولایت یمن کا انتظام کیا تھا فاروق نے کہا اے خلیفہ رسول خالد بن سعید جسے تو نے اس لشکر کی سرداری عطا کی ہے اس کام کے لائق اور مناسب ہے اور تیرے پاس بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اس سے محبت رکھتے ہیں بایں وجہ کہ یہ بہت ہی بڑا کام ہے اگر ابو عبیدہؓ کو جو بڑا تجربہ کار سخت کوش موقع و محل سے واقف زمانہ کی اونچ نیچ کو دیکھے ہوئے ہے اور معاذ بن جبل اور شرجیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان جیسے سرآوردہ اور لائق لوگوں کو بھی خالد بن سعید کے ساتھ کردے اور یہ لوگ باہمی اتفاق سے کام کریں تو بہت مناسب ہو۔ صدیق نے اس بات کو بہت ہی پسند کیا پھر اُنکو بلا کر کہا اے ابو عبیدہ اے معاذ اے شرجیل اے یزید تم دین رسول کے حامی ہو اور بے دین کافروں کے آئین کے مٹانے والے اس جنگ میں جو رونق دین کی باعث ہے میں تمکو ان لشکروں کا سردار بناتا ہوں خوب کوشش کرنا اور جاکر قدم رکھنا اگر دشمن تم سے لڑنا چاہے تو تم بھی متفق رہکر جنگ کرنا عمر نے کہا اے خلیفہ رسول یہ لشکر بہت تھوڑا ہے بہتر ہے کہ ایک فرمان لکھکر اہل یمن کو اس جہاد کے لئے بلایا جاے خلیفہ نے اس مشورہ کو پسند کیا اور اہل یمن کو خط لکھکر روم کے ساتھ جہاد کرنے کے واسطے بلایا خط پہنچتے ہی تمام اہل یمن راضی ہوگئے چار ہزار سوار مدینہ میں آپہنچے اُنکا سردار قیس بن ہبیرۃ المرادی تھا۔ صدیق نے تعریف کی اور قیس مع اہل یمن ابوعبیدہ و خالد و شرجیل و یزید بن ابی سفیان اور لشکر مہاجر و انصار کے ساتھ ہولیا صدیق کچھ دور بطور مشایعت پاپیادہ ساتھ گئے یزید نے کہا اے خلیفہ ہم خدا کے غضب سے ڈرتے ہیں یا تو آپ بھی سوار ہوجائیں یا ہمکو اجازت دیں کہ ہم بھی گھوڑوں پر سے اُتر پڑیں ابوبکر نے کہا میں یہ قدم خدا کی راہ میں رکھ رہا ہوں غرض اسیطرح ثنیۃ الوداع تک پاپیادہ گئے پھر کہا اے یزید لڑائیوں میں بہت کوشش کرنا اور گھبرانا نہیں مطلع رہو کہ تم ایسے ملک

میں جاتے ہو جہاں دشمن بھی بہت ہیں اور دولت بھی بیشمار ہے کسی وقت بھی یاد خدا سے غافل نہ رہنا دل کو اسکی درگاہ کی طرف رجوع رکھنا عورتوں اور بچوں کے قتل کا ارادہ نہ کرنا باغوں اور میوہ دار درختوں کو نہ کاٹنا بوڑھوں اور بچوں کو ہلاک نہ کرنا اور کسی شخص کو فضول طور سے نہ مارنا بستیوں کو نہ اجاڑنا اللہ تعالے تمہاری مدد کرے گا وہی سب پر غالب اور سب سے زیادہ طاقتور ہے پھر صدیق نے ہاتھ اوٹھائے اور قبلہ رو ہو کر دعا مانگی کہ ای خدا تو نے ہمکو پیدا کیا اور اپنا پیغام حضرت محمد صلعم کی زبانی ہم پر نازل کیا اور ہم کو دین کی لازمی تعلیم دی بہشت کا امیدوار کیا دوزخ سے ڈرایا گمراہی سے نکالا جبکہ ہم کافر تھے ہدایت کے ذریعہ ایمان بخشا ہم کم تھے تیرے فضل سے زیادہ ہو گئے پریشان تھے اور تیرے لطف سے متفق ہو گئے تو نے ہی ہمکو حکم دیا کہ دین کو نہ چھپاؤ اور کلمہ کے ظاہر کرنے میں ایسی کوشش کرو کہ مخالف بھی ایمان لائیں یا ذلت سے جزیہ دینا قبول کریں اب ہم تیرے راستے میں چلتے ہیں تیری رضامندی چاہیے ہیں اُن لوگوں سے لڑتے ہیں جو تجھے نہیں جانتے اور ان آدمیوں سے دشمنی کرتے ہیں جو تیرا شریک اور ہمسر بتاتے ہیں اے خدا اپنے دوستوں کی مدد کر مشرکوں کی پیشانیوں کو ہلاکت کے داغوں سے داغدار کر امت محمدی کو اُن پر برتری بخش مجاہدین کے قدموں کو قائم رکھ دشمنوں کے پاؤں اُکھاڑ ان کے دلوں میں خوف اور دہشت ڈال انکی امیدوں کو خاک میں ملا ان کے ملک مومنوں کو نصیب کر اسکے بعد ان سب کو رعیت کے ساتھ رعایت سے پیش آنے باہم لشکروں میں موافقت رکھنے اور ایک دوسرے سے اتحاد و محبت برتنے کی نصیحت کی اور سب کو خدا کے حوالہ کیا اسلامی فوجیں ایک دوسرے سے رخصت ہو بہ ارادہ جنگ روم شام کیطرف روانہ ہوئیں ہرقل بادشاہ روم کو بھی پرچا لگا اسوقت وہ فلسطین میں تھا یہ سنتے ہی کہ اہل عرب معہ زن و بچہ آتے ہیں اور اپنے مذہبی طریق پر قسم کھا بیٹھے ہیں کہ جنگ و جدال میں یہانتک ثابت قدمی کرینگے کہ جب تک ایک بھی زندہ رہے گا پیچھے نہ ہٹیگا اور جب تک فلسطین کو فتح نہ کرینگے دل میں واپس جانے کا خیال تک نہ لائینگے پھر ہرقل نے اپنی فوج کو طلب کیا اور عربوں کے آنے کا حال کہہ سنایا اور کہا کہ عربوں نے بہت ہی بڑی بات کا ارادہ کیا ہے اور یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہمکو ہمارے پیغمبر نے خبر دی ہے کہ اس مُلک کو فتح کر لینگے آج اسی خوشخبری کے سبب چڑھ کر آئے ہیں وہ اپنے پیغمبر کے بیان میں کسی طرح کا شک اور شبہہ نہیں رکھتے اللہ تعالے نے تمہارے دین کو بہت اچھا بنایا ہے اور دینوں یہود و مجوس وغیرہ پر ترجیح دی اور بزرگی بخشی ہے کیونکہ وہ خدا کے سوا اور چیزوں کو پوجتے ہیں اور تم حضرت عیسیٰ روح اللہ کی نورانی کتاب کے مطابق ہمیشہ حق سبحانہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو اور اسکی قدرت و عظمت اور یکتائی کا اقرار رکھتے ہو اور تم حضرت عیسٰے کو جو اللہ کی روح ہے اور جنکا علم خلق خدا کا رہنما ہے اور راستہ درست اور سیدھا ہے برابر مانتے ہو۔ لازم ہے کہ مستعد اور آمادہ ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں کو درست کر لو اور ہر طرح سے ہوشیار اور حاضر رہو اور اپنے زن و بچہ اور عزیزوں قریبوں ملک و مال کے لئے ہمت مردانہ کو کام میں لاؤ اور ہماری طرف سے مطمئن اور قوی دل رہو ہم بے شمار بہادر سپاہیوں کار آزمودہ سواروں سے برابر مدد دیتے رہیں گے او بڑے بڑے نامور اور جانباز بہادر اور جنگجو سرداروں اور امیروں کو سر لشکر مقرر کرینگے تمکو لازم ہے کہ اونکے حکم سے سرتابی نہ کرو اور اُنکے خلاف نہ چلو۔ پھر ہرقل نے شام کے شہروں کیطرف خط روانہ کئے دمشق حمص انطاکیہ حلب وغیرہ سے لشکر طلب کئے بے شمار جمعیت فراہم ہو گئی ابو عبیدہ اور اسلامی فوجیں وادی القریٰ میں داخل ہوئیں وہاں سے موضع قرعہ علاقہ ملک حجر میں جو حضرت صالح پیغمبر کا ملک ہے آئے پھر وہاں سے منزل در منزل سفر کرتے ہوئے شام کے ملک میں آپہنچے ہرقل بادشاہ روم نے بھی بے شمار فوجوں کے ساتھ حرکت کی اور انطاکیہ میں فوجیں لا ڈالیں ابو عبیدہ کو بھی خبر ملی اور اسنے امیر المومنین ابو بکر صدیق کو خط لکھا کہ یہ خط عامر جراح خلیفہ رسول عبد اللہ ابو بکر کے نام لکھتا ہے۔

اور خداوند سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد خلیفۂ رسول خدا کو اطلاع دیتا ہے کہ ہرقل نے ہم سے پہلے پہنچکر بہت جمعیت بے تعداد شہر انطاکیہ میں قیام کیا ہے اسکے پاس ان غلاموں اور خواصوں اور شاہی ملازموں اور سواروں کے علاوہ جو خاص درگاہ شاہی کے ملازم ہیں اسّی ہزار جوانوں سے بھی زیادہ لشکر ہے اطلاعاً لکھتا ہوں کہ خلیفہ رسول اس امر میں غور فرما کر حکم صادر کرے کہ ہمکو کیا کرنا چاہیے جس پر ہم عمل کرینگے فقط والسلام

امیر المومنین صدیق نے جواب میں لکھا خط پہنچا حال معلوم ہوا تو نے جو لکھا ہے کہ ہرقل فلسطین سے انطاکیہ میں آگیا ہے اُسکا یہ فعل اس بات کی دلیل ہے کہ اسکا لشکر شکست کھائیگا اور انطاکیہ تمہارے قبضہ میں آئیگا اگرچہ اسکے پاس بے شمار جمعیت فراہم ہوگئی ہے مگر یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ اسے جنگ سے بھگائے جائیں گے خدا کا شکر ہے کہ تیرے ساتھ جو تھوڑے سے آدمی ہیں وہ ایسے ہیں کہ لڑائی کے وقت موت کو زندگی سے زیادہ اچھا سمجھتے ہیں اور خدا کے راستے میں کوشش کرنے کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں مجھے امید ہے کہ تم کافروں سے جنگ کرکے ثواب عظیم پاؤگے دل کو مضبوط رکھ اور اپنی لوگوں کو لیکر جنگ کر کمی سے نہ گھبرا ایک مسلمان مرد لڑائی کے وقت ہزار مشرکوں پر غالب ہے اس مقولہ کو سچا جان اور یقین کامل رکھ کہ اللہ تیرے ساتھ ہے وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا علاوہ ازیں پے در پے فوجیں روانہ کی جائیں گی اور وہ ایک کے بعد ایک ایک کرکے تیرے پاس پہنچیں گی یہاں تک کہ تو اس مہم کو سر کرے گا اسی طرح کا ایک خط معاذ بن جبل و شرجیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان اور اُن امیروں کے نام جو اس لشکر میں سردار مقرر کئے گئے تھے روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ ہم جب جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر رہکر دشمنوں کے مقابلہ پر صف بستہ ہوئے اور سچی نیت اور یقین کامل کے ساتھ جنگ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجتا تھا اور فتح دیتا تھا یہ دین وہی دین ہے جس پر آج اپنا عقیدہ رکھتے ہیں اور آج بھی ہمارا خدا وہی خدا ہے جو کل تھا۔ اُسی خدا کی قسم جسکی طرف بندے رجوع کرتے ہیں کہ مشرک کسی حالت میں بھی موحدوں کی برابری نہیں کر سکتے اور خدا کی عبادت کرنے والوں سے صلیب پوجنے والے ہمسری نہیں کر سکتے اے خدا کے دوستو آپس میں محبت اور اتحاد پورا پورا رکھو اور جب کافروں سے مقابلہ ہو تو سنجیدہ ارادوں مضبوط دلوں اور نیک نیتوں اور ثابت قدمیوں کے ساتھ مردانہ جنگ کرو۔ اور یقین رکھو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور اُسنے کلام مجید میں خبر دی ہے کہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين یعنے اکثر حکم خدا سے چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑے بڑے گروہوں پر غالب ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے پھر صدیق نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو بلا کر کہا اے ہاشم خوش نصیبی سے تو وہ شخص ہے جسے اللہ تعالےٰ نے اس گروہ میں سے پیدا کیا ہے کہ جس سے امت دشمنان دین کے دفعیہ کے لئے مدد کی خواستگار ہوتی ہے۔ ابو عبیدہ جراح نے مجھے خبر دی ہے کہ روم کے سب کافر امنڈ آئے ہیں اور اس سے لڑنا چاہتے ہیں تجھے اسوقت اسکی مدد کرنی چاہیئے ابھی شہر سے باہر نکل کر قیام کر تاکہ جو لوگ تیرا ساتھ دینا چاہتے ہوں وہ تجھ سے آملیں ہاشم نے خلیفہ کے حکم کو مان لیا فوراً روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں پھر خلیفہ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے دوستو میں نے ہاشم بن عتبہ کو ابو عبیدہ و معاذ بن جبل کی مدد کے لئے مقرر کیا ہے اور وہ شہر سے باہر چلا گیا ہے اور خیمہ لگا کر مقیم ہے تم میں سے جو جو بہادر ہو اور اسکا ساتھ دینا چاہتا ہو وہ اس جہاد میں شریک ہو جائے یہ بہت ہی بڑا کام ہے اور اس جنگ میں دو سعادتیں ہیں فتح اور لوٹ یا جنگ اور شہادت اس بات کو سنکر قبیلہ ہمدان و اسلم غفار مزینہ ازد و مواد اور جہینہ کے بہت سے آدمی مستعد ہوگئے اور ہاشم سے جا ملے ازد قبیلہ میں سے ایک شخص بنام حرث بن معمر عکی ازدی بڑا زیرک اور نہایت ہی بہادر اور جری تھا ہزار سواروں کے برابر اکیلا سمجھا جاتا تھا زمانہ جاہلیت میں بڑے بڑے مشہور اور جنگ جو تجربہ کار مردوں سے برسر مقابلہ رہ چکا تھا اور تمام عرب میں شہرت پا گیا تھا اور صدیق کے عہد میں سعادت اسلام سے بہرہ مند ہو چکا تھا اسوقت جبکہ ہاشم بن عتبہ ابو عبیدہ بن جراح کی مدد کے لئے جانب شام جا رہا تھا اور مختلف قبیلوں کے آدمی اوسکے ہمراہ تھے یہ شخص صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا اوسکے ساتھ اسکے خاندان اور گروہ اور چچا کی اولاد میں سے ستر آدمی تھے پھر ہاشم بن عتبہ کے ہمراہ ہو لیا الغرض جو لشکر ہاشم کے ساتھ شام کو روانہ ہوا اسکی تعداد تین ہزار سوار تھی سعد بن ابی وقاص ہاشم کے چچا نے اسکو نصیحت کی کہ اے بھتیجے یہ بہت بڑی مہم ہے اور عرب کے سردار تیرے ساتھ ہیں اون کے ساتھ ہر وقت اخلاق سے پیش آنا ہرگز غرور اور رعونت کو پاس نہ آنے دینا سب کے ساتھ نیک روش اختیار کرنا شریعت کے لحاظ سے کسی شخص کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے

لیکن پرہیزگاری کو سب پر فضیلت ہے۔ جب دشمنان دین سے جنگ پیش آئے ہر ایک نیزہ اور ہر ایک تیر خدا کی رضامندی کے لئے لگایا جائے کیونکہ دنیا رہ گذر ہے اسنے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی تجھ سے بھی وفا نہ کرے گی اور جب تو دنیا سے جائیگا تو عمل نیک اور خلقت کے ساتھ برتتے ہوئے احسانوں کے سوا اور کوئی چیز تیرا ساتھ نہ دیگی آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے ہاشم بن عتبہ معہ ہلقام بن حرث الازدی اور ہبیرہ جواپنی قوموں کے سردار اور بہادری اور دلیری میں ایسے نامی گرامی تھے کہ خلقت کی انگلیاں اُن کی طرف اُٹھتی تھیں اور جنکی سفارش بھی صدیق نے حد سے زیادہ کی تھی تین ہزار سوار لیکر روانہ ہوا ابو عبیدہ اور تمام مسلمان ہاشم اور اس بھاری لشکر کی آمد سے بڑے خوش ہوئے اور دل بڑھ گئے۔ پھر ایک نہایت ہی نیک مرد مسلمان سعد بن عامر بن خدیم صدیق کے پاس آیا اور کہا اے خلیفہ رسول میں بھی روم کے کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس کام کی طرف میری دلی رغبت اور نہایت درجہ کا شوق ہے اگر کچھ بہادر میرے ہمراہ کئے جائیں تو حکم بجالاؤں اور انشاء اللہ خدمت جہاد پر کمر بستہ رہکر مہم کو انجام دوں۔ صدیق نے دعا دی اور اہل عرب کی ایک جماعت اسکے ساتھ کردی تقریباً دو ہزار جوان اسکے پاس فراہم ہوگئے۔ بلال نے بھی جو حضرت رسول خدا صلعم کے مؤذن تھے صدیق سے کہا اے خلیفہ مجھکو تمنے آزاد کیا ہے اور میں اب تک تمہاری خدمت میں رہتا ہوں اور رسول خدا کی مسجد میں اذان دیتا ہوں مگر جب سے آنحضرتؐ نے اس دنیا سے جانب دار آخرت رحلت فرمائی ہے میرا دل اذان دینے کو نہیں چاہتا اگر تم اجازت دو تو میں بھی روم کی طرف جاؤں اور خدا تعالےٰ کی راہ میں جہاد کروں صدیق نے جواب دیا تو خود مختار ہے جو چاہے سو کر اعمال نیک میں کوشش بلیغ کرکے آخرت کا توشہ حاصل کر اسکے بعد صدیق نے سعید بن عامر کو اور اس گروہ کو جو اسکے ساتھ تھا دعا دیکر رخصت کیا سعید بن عامر دو ہزار جوانوں کے ساتھ مدینہ سے نکلکر جانب شام روانہ ہوا منزل در منزل چلا جاتا تھا یہانتک کہ ابو عبیدہ سے جا ملا ابو عبیدہ نے یہ قاعدہ ٹھہرا رکھا تھا کہ جس وقت کوئی جماعت اوسکے پاس پہنچتی اسے ملک شام کیطرف روانہ کردیتا رومی یہ حال دیکھکر کہ عربی فوجیں لگاتار آرہی ہیں بخیال کثرت ڈر گئے اور اپنے بادشاہ ہرقل کو لکھکر مطلع کیا اور مدد طلب کی ہرقل نے جوابدیا کہ تم بار بار فوج عرب کی کثرت کا حال لکھکر بھیجتے ہو مجھے اس بات سے بہت ہی بڑا تعجب ہوتا ہے کیونکہ شام کے شہروں میں سے ایک ہی شہر سے اسقدر جوان بہم پہونچ سکتے ہیں کہ جسقدر ایک لشکر کے لئے کافی ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ تمکو لازم ہے کہ پوری کوشش سے مسلح ہوکر بہ رعت تمام جنگ کرو اور اپنے دشمنوں کو بھگا دو میں روح اللہ عیسےٰ بن مریم کی روح پاک کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اس خط کے بعد اتنی فوجیں روانہ کروں گا کہ اون کے سامنے کا وسیع میدان تنگ اور تاریک نظر آنے لگیگا۔ پھر اوس نے ملک روم کے حاکموں کے نام فرمان لکھوائے اور مدد طلب کی بے شمار فوجیں اُمنڈ پڑیں ابو عبیدہ نے بھی صدیق کو اس حال سے مطلع کیا صدیق فاروق نے عثمان علی۔ اور عشرہ مبشرہ اور دوسرے دوستوں کو بلایا اور رومی لشکروں کے غلبہ کی کیفیت کہہ سنائی اور ابو عبیدہ کا خط بھی پڑھ دیا انجام کار یہ امر قرار پایا کہ عمرو بن العاص کو فوج دیکر اور سر لشکر بنا کر ابو عبیدہ کی مدد کے لئے روانہ کریں عمرو نے اس بات کو منظور کرلیا لیکن یہ کہا اس شرط سے جاتا ہوں کہ شام کی تمام فوجوں کا سپہ سالار سمجھا جاؤں صدیق نے اسکو فہمائش کرکے اس خیال سے باز رکھا کہا کہ جو فوج تیرے ساتھ ہے اسکا سر لشکر تو تو ہی ہے اور جو سردار اور جو فوجیں شام میں ہیں انکا سپہ سالار اور امیر ابو عبیدہ ہی کو سمجھنا چاہئے غرض عمرو عاص نے ناچار ہوکر اس بات کو مان لیا اور مدینہ سے نکلکر خیمے نصب کئے کہ لوگ آآکر اوسکے پاس فراہم ہوں پہلے سہیل بن عمرو بن حرث اہل مکہ اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں وغیرہ میں دو ہزار سوار لے کر اوسکے ساتھ آملا پھر ابو الاعور سلمی اور معین بن یزید سلمی ایک ہزار سات سو سوار لیکر آیا پھر ضحاک بن قیس فہری تین سو سواروں کے ساتھ آملا اوسکے بعد حمزہ بن مالک ہمدانی بھی تین سو سواروں کے ساتھ آشامل ہوا پھر جنید بن سلمہ فہری چار سو سوار لیکر آپہنچا اسکے بعد عمرو بن حرام المرادی دو سو سوار لئے ہوئے آیا غرض کل چھ ہزار سوار عمرو بن عاص کے پاس فراہم ہوگئے اور عمرو نے

اس لشکر کو ترتیب دیکر شام کی مہم کا ارادہ کرلیا صدیق نے ابو عبیدہ کو خط لکھا کہ تیرا خط پہنچا دشمنوں کی فوجوں کی فراہمی اور انکے بادشاہ کا انکے نام یہ لکھنا اور وعدہ دینا کہ اسقدر کمک روانہ کروں گا کہ وسیع میدان تنگ ہوجایگا ذرہ ذرہ سب حال معلوم ہوا زمین خود انہی لوگوں پر بوجہ انکے ظلم وستم اور غرور و جہالت کے تنگ ہورہی ہے۔ مجھے اسی خدا کی قسم ہے جو واحد ہے کہ ابوبکر کو یہ امید واثق ہے کہ ہرقل کی جڑ اسکی ولایت سے اکھاڑی جائے گی اور اُسکا ملک انشاء اللہ مسلمانوں کے ہاتھ آئیگا اس خط کے پہنچتے ہی اپنے لشکر کو فراہم کر رکھنا اور ہوشیاری سے کام لینا جن راستوں سے دشمن کی رسد پہنچتی ہو انکو بند کردینا۔ آگاہ ہو کہ ہرقل جسقدر مدد روانہ کرے گا اس سے دوچند میں تیرے پاس روانہ کرتا ہوں گا ان سب امور کو سمجھ لے اور ہر طرف سے اطمینان رکھ خدا کا شکر ہے کہ قدرتی سامان فراہم ہیں کسی چیز کی کمی نہیں فوج کو گروہ در گروہ شام کی حدود پر روانہ کر کہ وہ لوٹ کا مال حاصل کریں اور اگر دشمن مقابلہ پر آئے تو اسکا مقابلہ کریں اور خدا تعالیٰ کی امداد پر بھروسہ رکھیں تم خدا تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے لڑتے ہو اور وہ شیطان کی خوشی کرنے کے واسطے۔ خدا ہی تمہارا مختار اور مددگار ہے۔ بہت جلدی تمکو فتح نصیب کرے گا عمرو عاص کو جسکی عقل و تجربہ کا حال معلوم ہے اور جس کی جنگجوئی اور شجاعت و کوشش و دانائی بیان سے باہر ہے تیری مدد کے لئے روانہ کرتا ہوں میں نے اسے سمجھا دیا ہے کہ وہ تیرے حقوق کو ضائع نہ کرے گا اور تیرے کہنے سے منحرف نہ ہوگا تجھے بھی لازم ہے کہ اسکی بہت بڑی عزت کرتا رہے۔ اور مشکل مواقع پر اس سے مشورہ لے اور اسکی رائے سے فائدہ اٹھائے اور اسکی خاطر داری کو لازمی امر جانے زیادہ وسلام یہ خط عمرو عاص کی روانگی سے پیشتر روانہ کیا گیا تھا۔ جب ابو عبیدہ کو ملا اور مضمون معلوم ہوا تو عمرو عاص اور فوج کثیر کے آنے سے بہت خوش ہوا اور تمام مسلمانوں کی کمر ہمت مضبوط ہوگئی دوسرے دن عمرو عاص مع فوج ابو عبیدہ کے لشکر میں آپہنچا بڑی خوشیاں منائی گئیں ابو عبیدہ نے عمرو عاص سے ملاقات کرکے کہا تیری رائے نہایت عمدہ اور تجویز بڑی مبارک ہے مسلمانوں کو تو نے جن جن امور میں صلاح دی اسکی بے شمار برکتیں ظاہر ہوئیں اور ان باتوں کا انجام نہایت خوب نکلا اب اس مہم میں جو مجھے درپیش ہے مشورہ دیتے رہنا اسی اثنا میں خبر آئی کہ ہرقل بادشاہ روم نے جبلۃ الایہم الغسانی کو چالیس ہزار جوان دیکر بھیجا ہے اور وہ دمشق کے غوطہ میں پہنچ گیا ہے ابو عبیدہ نے عمر کے بھائی ہشام بن عاص کو بلا کر ہرقل کے پاس جانے کے لئے مقرر کیا اور کچھ دین دار لوگ متعین کئے کہ اوسکے ساتھ جائیں اور دین اسلام کو ہرقل پر ظاہر اور ثابت کریں اگر وہ دین اسلام کو قبول کرے گا تو ہم اس سے جنگ کرنے کے لئے مجبور ہونگے پھر ہشام کو حکم دیا کہ دمشق کے غوطہ کیطرف روانہ ہو اور جبلہ کے پاس جائے اور اسلام کو اسپر ظاہر کرے ہشام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلکر دمشق کے غوطہ میں پہنچا اور اجازت طلب کی جب اندر پہنچے تو دیکھا دربار لگا ہوا ہے جبلہ ایک اونچے تخت پر بیٹھا ہے دہنی طرف یمن کے بادشاہ سُنہری کرسیوں پر متمکن ہیں اور زربفت کے لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں اور عربی طریق کی عمامے سروں پر ہیں دربار میں سیاہ دیبا کا فرش کیا ہوا ہے جبلہ کے سر پر بھی سُنہری تاج رکھا ہے اور سیاہ ریشمی لباس پہنے ہے اوسنے مسلمانوں کو دیکھکر کہا بیٹھو وہ لوگ کچھ دور بیٹھ گئے نقیب نے آکر پوچھا جبلہ دریافت کرتا ہے کہ تم کس غرض سے آئے ہو ہشام نے کہا جبلہ سے کہو اگر ہمسے گفتگو کرنی ہے تو تخت سے اُترے ہم سے باتیں کرے اور ہمارا مدعا سنے۔ نقیب نے جبلہ سے ایسا ہی کہدیا اور اُسنے بھی قبول کیا تخت سے اتر کر ایک اور کم درجہ بلند جگہ پر بیٹھا اور ہشام کو زیادہ نزدیک بلا لیا ہشام اور اسکے ساتھی قریب آگئے اور اسکے تخت کے پاس ہو بیٹھے پھر ہشام نے قرآن شریف کی کئی آیتیں پڑھیں اور جبلہ کو اسلام کی طرف بُلایا بہشت اور دوزخ اور ثواب و عذاب کی اطلاع دی اور دین اسلام کی چند شرطیں اور بعض طریقے بتائے جبلہ نے منظور نہ کئے ہشام نے کہا اگر تو اسلام کو قبول نہیں کرتا تو میں چند باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں ان کے جواب دے جبلہ نے کہا پوچھ ہشام نے کہا تو نے یہ سیاہ لباس کس لئے پہنا ہے جبلہ نے کہا میں نے اس نیت سے پہنا ہے کہ جب تک تم لوگوں کو اپنے ملک سے نہ نکال دونگا اوسے بدن پر سے نہ اُتاروں گا۔ ہشام نے ہنسکر کہا خدا کی قسم تو ہمکو اس دربار سے بھی نہیں نکال سکتا ولایت شام تو دوسری چیز ہے قسم خدا کہ ہم تجھکو

اور تیرے بادشاہ کو بھی گرفتار کرینگے جو روم میں موجود ہے جبلہ نے کہا کیا تم سمرا ہو ہشام نے کہا سمرا کون ہوتا ہے اسنے جواب دیا کہ سمرا وہ قوم ہے جسکا ذکر انجیل میں آیا ہے کہ وہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت خدا میں مصروف رہتے ہیں نیک کاموں کے لئے تاکید کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور انکے مقبوضات مشرق سے مغرب تک پھیل جائینگے تمنے غلطی سے اپنے آپ کو سمرا سمجھ لیا ہے ہشام نے کہا خدا کی قسم ہم وہی لوگ ہیں جنکا ذکر اللہ تعالٰی نے انجیل میں کیا ہے اور یہی صفتیں ہم میں موجود ہیں اس میں ذرا سا بھی شک نہیں جبلہ کو اس بات سے بڑی حیرت ہوئی اور کچھ دیر سوچ کر کہا تمہیں میرے پاس بھیجا ہے یا شہنشاہ کے پاس۔ ہشام نے کہا تیرے پاس بھی اور ہرقل کے پاس بھی جبلہ نے کہا مناسب یہی ہے کہ تم ہرقل کے پاس جاکر اس امر کو بیان کرو اگر وہ قبول کرلے گا تو میں بھی قبول کرلوں گا اور کوئی انکار نہ ہوگا ہشام اور اُسکے ہمراہی انطاکیہ کیطرف چل کھڑے ہوئے۔ روم کا بادشاہ وہاں قیام پذیر تھا۔ انطاکیہ میں داخل ہوتے وقت لوگ انکو دیکھتے تھے ہرقل کے محل سرا کے دروازہ پر آتے ہی اونٹوں کو بٹھا دیا اور سب نے ملکر بآواز بلند تکبیر کہی اللّٰہُ اکبرُ اللّٰہُ اکبرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اکبرُ اللّٰہُ اکبرُ وَلِلّٰہِ الحمدُ پھر کلمہ پاک پڑھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ان کلمات کا با آواز بلند نکلنا تھا کہ ہرقل کے کمرہ کی چھت گر پڑی جس سے ہرقل پر خوف چھا گیا پوچھا کیا جب تم یہ کلمہ زبان سے نکالتے ہو تو چھت گر پڑتی ہے ہشام نے کہا اب تک ہمنے یہ معاملہ کبھی نہیں دیکھا شاید یہ امر اسلئے وقوع میں آیا ہو کہ تجھے تنبیہ ہو جائے ہرقل کچھ دیر سوچتا رہا پھر پوچھا تم کہاں سے آتے ہو اور تمہارا کیا مطلب ہے اپنا پیغام پہنچاؤ مسلمان اوسکے سامنے گئے اسوقت وہ سونے کے تخت پر جسپر سرخ دیبا بچھی ہوئی تھی بیٹھا تھا اور سونے کا تاج سر پر تھا وہ عربی زبان سے واقف تھا مگر اچھی طرح نہ بول سکتا تھا مسلمان اوسکے سامنے جاکر کھڑے ہوگئے نہ اسے سلام کیا نہ اسکی تعریف کی ہرقل نے مسکرا کر پوچھا تمنے بادشاہ کی تعریف اُس طریق پر کیوں نہ کی جس طرح تم اپنے بادشاہ کی کرتے ہو۔ ہشام نے کہا ہمارے لئے یہ امر جائز نہیں کہ تیری ثنا کریں کیونکہ تو غیر دین پر ہے۔ ہرقل نے پوچھا تم میں ورثہ کس طریق پر پہنچتا ہے ہشام نے کہا جو مرنے والے سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتا ہو وہی پاتا ہے پھر ہرقل نے نماز اور روزے کا حال پوچھا کہ تمہارے دین میں کس طریق پر ہے ہشام نے اسکا بیان کیا ہرقل نے کہا میں نے تمہارے لئے ایک مکان خالی کردیا ہے وہاں جاؤ اور ٹھہرو۔ ہشام اور سب مسلمان اوس مکان میں چلے آئے ہرقل نے انکو مہمان رکھا اور رسد پہنچائی دوسرے دن اپنے سامنے بلایا اور طرح طرح کے حالات پوچھتا رہا پھر اپنے غلام کو بلا کر کہا وہ صندوقچہ لاؤ وہ ایک چھوٹا مگر لمبا صندوقچہ لائے جسمیں مختلف خانے بنے ہوئے تھے ایک خانہ کھولکر ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا جسپر دراز قد سفید رنگ بڑی بڑی آنکھوں اور کانوں اور روشن چہرہ والے کسی مرد کی تصویر تھی ہرقل نے کہا اسے جانتے ہو ہشام نے کہا میں نہیں جانتا ہرقل نے کہا یہ آدم علیہ السلام انسانوں کے باپ کی تصویر ہے پھر دوسرا خانہ کھولکر اور ایک اور سیاہ ریشمی کپڑا نکالا اوسپر بھی ایک مرد کی تصویر تھی۔ رنگت سفید لمبے لمبے ہاتھ آنکھوں کے حلقے ابھرے ہوئے رانیں اور پنڈلیاں تیار۔ کہا یہ نوح علیہ السلام کی تصویر ہے پھر اُس کو بھی لپیٹ کر رکھ دیا اور ایک اور خانہ کھولا اس میں سے بھی ایک شبیہ نکلی میانہ قد گول سر نرم اور کشادہ پیشانی سیاہ آنکھیں منہہ کا دہانہ لطیف داڑھی پر سرخی کی علامت عیاں دکھا کر کہا یہ ابراہیمؑ کی شبیہ ہے پھر اُس سیاہ کپڑے کو بھی اپنی جگہہ رکھکر ایک اور خانہ کھولا جس میں سے سفید ریشمی کپڑا نکالا اوسپر ایک گندمی رنگ سیاہ بالوں لمبے قد گنجان ریش والے مرد کی تصویر تھی کہا یہ موسٰے بن عمران کی شکل ہے۔ غرض اسی طرح بہت سے نبیوں کی تصویریں دکھلائیں بعدہ ایک اور سیاہ ریشمی ٹکڑا نکالا جس کے کناروں پر زری کا کام تھا ہشام کو دکھا کر پوچھا یہ کون شخص ہے ہشام اور اُسکے ساتھی اوس شبیہ کو دیکھتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے ہرقل نے کہا تم کیوں روتے ہو انہوں نے کہا یہ ہمارے پیغمبر کی شبیہ ہے اور گویا ہم اُسے دیکھ رہے ہیں یہ بتاؤ کہ یہ تصویر تم کو کہاں سے ملی جواب دیا کہ آدم صفی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے انبیا کی شبیہیں طلب کی تھیں خدا نے اُن کے کہنے کو پورا کیا اور جبرئیل اُن شبیہوں کو جنت دیبا پر بنا کر لائے حضرت آدمؑ سے حضرت شیث علیہ السلام کو اور اُن سے دوسرے نبیوں کو ملتی چلی آئیں یہانتک کہ میرے آبا و اجداد

کے ہاتھ آگئیں اور اب میرے قبضہ میں ہیں مجھے حق کی قسم ہے کہ اگر اس سلطنت سے دل کو پھیر سکتا یا میرے لوگ میرا ساتھ دیتے تو میں تمہارے دین کو قبول کر لیتا اور تمہارے ساتھ ہو جاتا کیونکہ تمہارا دین درست ہے۔ مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سلطنت کو برباد کر کے فقیری اختیار کر لوں اور اس عیش و راحت کو چھوڑ دوں پھر حکم دیا کہ ہشام اور اسکے ساتھیوں کو خلعت گراں بہا اور انعامات کثیر عطا کریں ہشام نے لینے سے انکار کیا اور اُن عطیوں پر ذرا توجہ نہ کی اپنی سواری پر چڑھ کر ابو عبیدہ کی طرف چل کھڑا ہوا اور خدمت میں پہنچ کر جبلہ اور ہرقل کا تمام حال کہہ سنایا ابو عبیدہ متعجب ہوا اور سمجھا کہ انجام کار لڑائی ہوگی ہرقل نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور فراہمی و درستی اسلحہ اور آراستگی افواج و افزونی سامان حرب و ضرب میں سعی بلیغ کی ابو عبیدہ نے یہ حال سُن کر اپنے پھیلے ہوئے لشکر کو جمع کیا اور جائزہ لینے سے معلوم ہوا کہ کل تیس ہزار کی جمعیت ہے اُس فوج کو لیکر جابیہ مقام تک کوچ کیا اور چھاؤنی ڈالدی ہرقل نے اس امر سے مطلع ہو کر اسّی ہزار جنگجو روانہ کئے کہ اُن کو پیچھے ہٹا دیں ابو عبیدہ نے تمام کیفیت صدیق کو لکھ بھیجی صدیق نے عمر و عثمان و علی مرتضےٰ اور جملہ اصحاب کو فراہم کر کے مشورہ کیا عمر نے کہا میری تو یہ رائے ہے کہ خالد بن ولید کو خط لکھکر حکم دیا جائے کہ جسقدر سوار و پیدل اسکے ساتھ ہوں اُنہیں لیکر ابو عبیدہ کی مدد کرے خالد اس وقت عراق میں تھا صدیق نے خالد کو ایک خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ خط ابی بکر کی طرف سے خالد بن ولید کے نام ہے میں نے تجھے اسلامی فوج کا امیر بنا کر رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے مقرر کیا ہے پس جلدی کر اور خدا کے دشمنوں کا مقابلہ کر اور اُن لوگوں میں سے ہو جنہوں نے جہاد کا حق ادا کیا ہے۔ خدا بھی فرماتا ہے کہ اس تجارت میں آخرت کا فائدہ ہے میں نے تجھکو ابو عبیدہ اور اُس کے لشکر پر بھی امیر مقرر کیا ہے۔ خط پہنچتے ہی اگر بیٹھا ہے تو اُٹھ کھڑا ہو اور اگر کھڑا ہے تو بیٹھیو مت فوراً لشکر کی تیاری کر کے اور اپنے معتمد نائب کو عراق میں اپنی جگہ چھوڑ کر جو معہ فوج اس کام کی طرف متوجہ ہو ابو عبیدہ اور مسلمانوں سے حال مجھے بھروسہ ہے کہ جسوقت تو وہاں پہنچکر فوجوں کی مدد کرے گا تو وہ قوی دل ہو جائیں گے اور فتح حاصل ہوگی اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہے اور خدا تعالےٰ کے سوا کسی کو طاقت نہیں جب یہ خط پہنچا خالد نے اِس فرمان کی پیروی کی اور مثنّیٰ بن حارث کو ملک عراق میں اپنا نائب قرار دیکر اپنی جمعیت کا جائزہ لیا اس میں حجاز اور یمامہ کے لوگ تھے اور کل سات ہزار سوار تھے تیاری کرتے ہی شام کی طرف روانہ ہوا منزل در منزل جاتا تھا اور اثناء راہ میں مخالف قوموں کو قتل و غارت کرتا تھا اسی طرح شام کی سرحد پر آ پہنچا اب مسلمانوں میں سے کوئی شخص راستہ نہ جانتا تھا رافع بن عمیر طائی سامنے آیا اور کہا میں اس راستے کو اور اس کی منزلوں کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں اگر حکم ہو تو میں فوج کا رہبر بنوں یہی رافع اُس عمیر کا بیٹا ہے جس سے بھیڑئیے نے باتیں کی تھیں اور وہ حکایت اس طرح ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے عہد میں عمیر طائی کے پاس چند بھیڑیں تھیں جنگل میں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا اُن میں سے ایک بھیڑ کو اُٹھا کر لے چلا عمیر نے پیچھا کیا اور اپنی بھیڑ چھڑا لی۔ بھیڑیا اس سے گویا ہوا کہ اے لوگو خدا نے مجھے روزی دی تھی میں اپنی روزی کھانا چاہتا تھا تُنے چھین لی عمیر بولا عجیب بات ہے کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے بھیڑئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ ایک سچا پیغمبر ظاہر ہو کر سیدھے راستہ پر تم کو بُلاتا ہے اور تم اُس کی بات کو نہیں مانتے اپنے بتوں ہی کی طرف متوجہ ہو اور اُن ہی کی عبادت کرتے ہو اور بتوں کی پوجا کو اللہ کی عبادت پر ترجیح دیتے ہو عمیر بھیڑئے کی گفتگو سے بہت ہی حیران اور متعجب ہوا دل میں کہا اِس نے سچ کہا ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر بھیڑئے کا حال کہہ سنایا اور ایمان لا کر مسلمان ہو گیا اُس نے دین اسلام میں اعلےٰ مرتبہ حاصل کیا غرض خالد نے رافع کو اپنا رہبر مقرر کیا۔ رافع رہبر بن کر اسلامی لشکر کو اُس بے آب و دانہ دشت سے نکال لے گیا پھر با افراط آب و دانہ والا علاقہ آیا منزل در منزل کوچ کرتے ہوئے ابو عبیدہ کے متصل آ پہنچے تو خالد نے مسلمانوں کی امداد کے لئے اپنے آنے کی اطلاع دی ابو عبیدہ اُس کے آنے سے بہت شاد ہوا اور بعض آدمی اس بات سے رنجیدہ بھی ہوئے کہ خالد ابو عبیدہ اور سرداران لشکر کا امیر مقرر کیا گیا ہے۔ مگر ابو عبیدہ کی حالت حسب معمول تھی

جب خالد قریب آیا تو ابو عبیدہ اور دوسرے امیران لشکر اور نامور فوجی اشخاص سوار ہو کر خالد کے استقبال کے لئے گئے اور نہایت ہی عمدہ طریق سے اظہار خدمت گزاری کیا اور اُسکے آنے پر بے انتہا خوشی ظاہر کی خالد ایک صومعہ میں جو دمشق سے تین میل دور تھا اُترا اسی وقت سے وہ صومعہ دیر خالد کہلانے لگا خالد نے مہم کی تیاری اور کاموں کی درستی شروع کی یزید بن ابی سفیان کو پانچ ہزار سوار دیکر بلقا کی طرف روانہ کیا اور وہ علاقہ اُس کے حوالہ کر دیا عمرو عاص کو بھی پانچ ہزار سوار دیکر کہا کہ فلسطین کی طرف کوچ کر کے اسے فتح کرے اور اسلام کے طریقوں کو پھیلائے پھر شرجیل بن حسنہ کو بلا کر تین ہزار سوار دئے کہ بصرہ کی نواح میں جائے سعید بن العاص کو بھی بلایا اور چار ہزار سوار دیکر سرحد جوزان پر مقرر کیا معاذ بن جبل کو دو ہزار سوار دے کر بعلبک کی طرف بھیجا اسطرح اُنیس ہزار سوار ان سرداروں کے تحت میں دے کر ولایت شام کی سرحد پر مامور کر دئے ابو عبیدہ کو پندرہ ہزار دے کر دمشق کے غوطہ میں قیام رکھنے کے لئے کہا اور جاسوسوں اور مخبروں کو ہر چہار طرف بھیجدیا کہ بادشاہ ہرقل اور رومی لشکر کے حالات معلوم کر کے صحیح صحیح حالات سے مطلع کرتے رہیں اتفاقاً ایک جاسوس خبر لایا کہ چالیس ہزار رومی لشکر اجنادین موضع میں فراہم ہوا ہے اور تم پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ عرب جنہوں نے ترسا مذہب اختیار کر لیا ہے ہر طرح سے اُن کو مدد دے رہے ہیں پس اُن کی طرف سے بڑی احتیاط رکھنی لازم ہے خالد اور ابو عبیدہ نے ان امیروں اور لشکری سرداروں کو جنہیں حدود شام پر مسلط کیا تھا خط لکھ کر خبردار کیا کہ رومی فوجیں مسلمانوں پر حملہ آور ہیں جنگ پر مستعد ہو کر خالد سے آملیں اور راستہ میں ہر طرح کی ہوشیاری اور احتیاط عمل میں لائیں پھر آپ پندرہ ہزار سوار لیکر بسرعت تمام غوطہ سے دشمنوں کی طرف بڑھا ابو عبیدہ نے کہا اے خالد اسقدر جلدی نہ کر آہستہ چلنا بہتر ہے کہ جو لشکر ادھر اُدھر پھیلا ہوا ہے ہمسے آملے خالد نے کہا مجھسے ایسی باتیں نہ کر و قسم خدا کی اسی لشکر سے جو میرے ساتھ ہے میں بادشاہ روم سے جنگ کر سکتا ہوں اور ذرا نہ ڈروں گا گو اُن کا لشکر شمار میں دس گنا ہی ہو فتح اور کامیابی اللہ تعالےٰ کے قبضہ قدرت میں ہے غرض اجنادین کا رُخ کیا جمعہ کا دن اور نماز مغرب کا وقت تھا کہ اوس موضع میں پہنچے لشکر کفار کے مقابل اُتر پڑے اسی منزل میں امداد کے لئے وہ فوجیں بھی آآکر شامل ہونے لگیں جن کو خالد نے متفرق مقامات پر متعین کیا تھا صبح کو ہفتہ کا دن تھا سورج نکلتے ہی خالد نے لشکر کو صف آرا کیا دائیں بائیں جناح اور ساق اور قلب لشکر کو ترتیب دیا عورتوں اور لونڈیوں کو مردانہ لباس پہنا کر جمعیت زیادہ معلوم ہو عقب میں جگہ دی اور کہا تم دعا سے مدد کرتی رہو اور خدا سے مسلمانوں کی فتح مندی کے لئے التجا کرتی رہو پھر لشکری سرداروں اور امیروں اور جوانوں کیطرف متوجہ ہو کر کہا اے خدا کے بندو خدا سے ڈرو اور اُس سے شرم کرو اور خدا کی راہ میں کافروں سے جو دین حق کے دشمن ہیں جنگ کرو قدم جماؤ اور پشت نہ پھیرو اور بھوکے شیروں کی طرح حملہ کرو دل سے دنیاوی زندگی کے خیالات دور کرو اور آخرت کے ثواب کی آرزو کرو فتح اور نصرت حاصل کرو اور دشمنوں سے اس زرخیز ولایت کو چھین لو خدا تم سے خوش ہو گا پھر تو رومی لشکر بھی سب طرح سے معہ سامان جنگ وغیرہ مکمل اور درست ہو کر آگے بڑھا اور صفیں قایم ہونے کے بعد جنگجو بہادر میدان میں نکلے گھوڑوں کو کاوے دیتے تھے اور اشعار رجز پڑھتے تھے یکایک ایک رومی بطریق قلقط نام نکلا زری کا لباس اور سونے کا تاج سر پر تھا مشکی گھوڑا زیر ران زین اور لگام سرتاسر زریں اپنے مرکب کو کاوے دیتا اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا اسطرف سے بھی کار آزمودہ بہادر میدان میں نکل پڑے باہم جنگ ہونے لگی ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ رومی لشکر کو غلبہ حاصل ہوا وہ تیر برسا رہے تھے اور مسلمان بہ کثرت زخمی ہونے لگے خالد اُن کا دل بڑھا بڑھا کر لڑنے کی ترغیب دے رہا تھا جوانوں نے فریاد کی کہ اے امیر کافروں کے لشکر نے ہمیں تیروں سے مجروح کر دیا اور تو اجازت نہیں دیتا کہ ہم اُن پر حملہ کریں یہ کیا بات ہے ہم کو اجازت دے کہ ہم بھی اُن کی خبر لیں خالد نے کہا جلدی نہ کرو ہمارے پیغمبر صلعم نے بھی لڑائی میں کبھی جلدی نہیں کی اور فرماتے تھے کہ جلدی شیطان کا کام ہے اور ڈھیل رحمانی کام ہے اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے پھر حکم دیا کہ سب ملکر ایک ہی دفعہ نعرہ تکبیر باواز بلند

کہیں تاکہ خدا تعالیٰ اُن کے دل میں رُعب پیدا کر دے اور وہ ابتر ہو جائیں غرض مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کا نعرہ لگایا کہ رومی کافروں کے دل ہل گئے اور اُن کے ہوش و حواس جاتے رہے اب خالد نے کہا کہ سب کے سب متفق ہو کر حملہ کر دو فی الفور انہوں نے گھوڑے اڑا کر حملہ کیا اور تلواریں گھسیٹ کر کافروں پر ٹوٹ پڑے پہلے ہی حملہ میں ایک ہزار سات سو جوان مار ڈالے اور اُنکا سردار قلقط بھی اُسی حملہ میں قتل ہو گیا رومیوں میں مقابلہ کی تاب نہ رہی پشت پھیری اور بھاگ نکلے جھنڈے گرا دیئے اور جدہر کو منہ اٹھا نکل بھاگے اسلامی فوج نے پیچھا کیا سوار اور پیدل جو سامنے آتا اوسے قتل کر ڈالتے جو تلوار کی آنچ سے بچ رہے انہوں نے قلعوں میں پناہ لی بے شمار لوٹ مسلمانوں کے ہاتھ آئی اور آٹھ سو رومی سوار گرفتار کیئے گئے جب اُن کو خالد کے سامنے حاضر کیا تو حکم دیا کہ اُن کے سامنے دین اسلام کو پیش کریں مگر نہ قبول کرنے پر سب گردن مارے گئے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو ایسی بڑی فتح نصیب کی کہ وہ لوٹ کے مال و اسباب سے مالا مال ہو کر شکر الٰہی ادا کرتے تھے اسکے بعد خالد بن ولید نے امیر المومنین صدیق کی خدمت میں خط لکھا مضمون یہ تھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بعد ادائے لوازم خدمت و سنت سلام و درود خالد بن ولید خلیفہ رسول کی جناب میں تحریر کرتا ہے کہ خلیفہ کے حکم سے خالد نواح شام میں پہنچکر ابو عبیدہ اور دوسرے امیروں اور لشکر کے سرداروں سے جا ملا اور سب باہمی اتفاق سے ہم کیطرف متوجہ ہوئے شام کے متصل ایک موضع اجنادین ہے کافر وہاں جمع ہوئے صلیبیں اور جھنڈے بلند کر کے آپس میں عہد باندھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ پر جہاں تک ہو سکے گا جان توڑ کر لڑیں گے اور اُن کو اپنی جگہہ سے نکال دینگے اور جب تک غیروں کو اپنے ملک سے خالی نہ کرا لینگے آرام سے نہ بیٹھیں گے غرض یہ قول قسم کر کے ایک دوسرے کی مدد پر تل گئے اور ہمارے قتل اور دفعیہ کے لئے ایک زبان ہو گئے ہم نے بھی تیاری کی اور خدا پر بھروسہ کر کے باہمی اتفاق سے بہ ارادہ حصول شہادت و ثواب جہاد پوری کوشش اور مضبوط دلوں کے ساتھ متوجہ ہوئے تلواریں کھینچ لیں موقع بموقع ہندی شمشیروں خطی نیزوں اور تیروں کی بوچھاڑوں سے پیہم جنگ کر کے دشمنوں کو مغلوب اور خستہ حال کر دیا اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اُن سب پر فتحیاب کیا اور صحابہ کی نیک دعاؤں کی برکت سے ایسی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ یعنے یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے جبوقت یہ فتحنامہ امیر المومنین صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا نہایت ہی دلشاد ہوئے اور جبین مبارک سے مسرت اور خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے خالد بن ولید کے خط کے جواب میں امیر المومنین نے ایک خط تحریر کیا اُس کی سعی اور کوششوں کی بہت تعریف کی اور لشکر کے دوسرے سرداروں اور بہادروں کی خدمتوں کی بھی خوب داد دی اور درگاہ الٰہی سے بے حساب ثواب حاصل ہونے کی خوشخبری دیتے ہوئے ہدایت کی کہ اُس کے افضال بے پایاں کا شکریہ ادا کرتے رہو اور ہر وقت اُس کو یاد رکھو اس فتح کے بعد خالد اور فوج کے امیروں نے دمشق کی طرف واپس چلے آنے کو مناسب سمجھا دشمن دمشق کے قلعہ میں موجود تھے اسلئے اسلامی فوج نے اُسکے دروازوں کی تقسیم کے بعد مورچالیں قائم کر کے قیام کیا اور دمشق کو ہر طرف سے محاصرہ کر لیا اب دمشق کے قلعہ والے دشمنوں پر سختی کے ساتھ تنگی شروع کی وہ بھی خوب خوب لڑتے اور جوانوں کو تیروں اور پتھروں سے زخم پہنچاتے تھے طرفین سے کامل جد و جہد ہو رہی تھی اسی اثنا میں ایک جاسوس نے روم کیطرف سے حاضر ہو کر خبر دی کہ ہرقل نے اہل قلعہ کی کمک کے واسطے فوج روانہ کی ہے جو عنقریب ہی پہنچا چاہتی ہے خالد نے سنتے ہی دمشق کا محاصرہ اٹھا دیا اور رومی لشکر کے مقابلہ کی غرض سے تیاریاں کر کے اُن کو موضع مرج صفر میں جا لیا دیکھا کہ رومی فوج کے دو نشان ہیں اور ہر نشان کے نیچے دس ہزار سپاہی۔ خالد نے اپنے جوانوں کا دل بڑھایا اور کہا مردانہ حوصلہ رکھ کر جنگ کرو جبوقت میں حملہ آور ہوں اُسی وقت تم سب ایک دل ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑو تاکہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور مدد سے ہم دشمنوں کا بھیجا نکال ڈالیں غرض اسی طرح تمام فوج نے ایک ہی دفعہ حملہ کر دیا کافروں کے بہت سے آدمی مار ڈالے اور فضل الٰہی سے اس جنگ

میں لشکر اسلام کا ایک آدمی بھی نہ چھیجا۔ بیس ہزار سے زیادہ کافر داخل جہنم ہوئے رومیوں کا سردار ایک بطریق قیطا نام بڑا جلیل القدر تھا ایک سو ساٹھ آدمیوں سمیت گرفتار کر کے خالد کے سامنے لایا گیا خالد نے اُسے دین اسلام کی ہدایت کی اوس نے انکار کیا کہ میں اپنے مذہب سے نہ پھروں گا اسلئے بہ حکم خالد معہ ہمراہیوں کے اسکا سر قلم کیا گیا اسلامی لشکر مظفر اور منصور ہو کر بکمال شادمانی موضع مرج صفر سے مراجعت کر کے دمشق کی طرف آیا اس لڑائی سے بے شمار لوٹ کا مال و اسباب ہاتھ لگا تھا اور بہ ایں وجہ کہ اوس وقت کے حکم کے مطابق جو لوٹ کا مال ہوتا تھوڑا یا بہت یہاں تک کہ رسی کا ٹکڑا یا اُون کا پارچہ ہی کیوں نہ ہوتا کوئی شخص بال برابر بھی تصرف نہ کرتا تھا اور تمام لوٹ عامل کے سامنے لائی جاتی تھی تاکہ امیر کے حکم دینے کے بعد برابری حصہ سے آپس میں تقسیم کی جائے جب وقت خالد نے قلعہ دمشق کے گرد قیام کیا سرداران فوج مال غنیمت لا لا کر اُس کے سامنے رکھتے جاتے تھے اور خالد اُس کو تمام مسلمانوں پر تقسیم کرتا جاتا تھا قلعہ کے اندر ایک بطریق قلقلان نام تھا اُس نے یہ حال دیکھا تو مسلمانوں کی کمال امانت اور حسن سیرت پر بڑا تعجب کیا اور مصاحبوں سے کہا مجھے اس قوم کے طریقوں سے حیرت ہوتی ہے کہ دشمنوں کا جو مال ہاتھ آتا ہے اپنے افسر کے حکم بغیر اُس میں ذرا سا تصرف بھی نہیں کرتے اور نہ امیر کی اجازت بغیر کسی چیز کو حلال سمجھتے ہیں راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں اور دن میں روزہ رکھتے ہیں اگر بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو ثابت ہو جانے کے بعد اُس کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا ہے اور اگر اُن میں سے کوئی کسی کی عورت سے زنا کرتا ہے تو اُسے سنگسار کرتے ہیں مجھے ہرقل کی ناراضی کا اندیشہ نہ ہوتا تو ان سے صلح کر لیتا اور انہی کے دین میں جا ملتا غرض خالد اور اسلامی لشکر اُن کو گھیرے پڑے تھے اور محاصرہ کی تنگی میں بڑی کوششیں ہو رہی تھیں جن سے کامل امید تھی کہ دمشق جلد ہی فتح ہو جائے گا اور ایسا بارونق اور متمول اور خوش حال شہر معہ حرانوں قبضے میں آجائے گا کہ اتنے میں خالد بن ولید کو پتہ چلا کہ صدیق بیماری سے نہایت کمزور اور ناتوان ہو گیا ہے اس خبر سے تمام مسلمانوں کو بے حد رنج ہوا اور تفکر کی حالت میں اس خبر کو بند رکھا کہ مبادا دشمن سن پائیں اور قلعہ کے فتح ہونے میں مشکلات واقع ہو جائیں +

صدیق کی بیماری اور دنیا فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کرنے کا حال

لکھا ہے کہ جب صدیق کی بیماری حد سے زیادہ بڑھ گئی اور تاب و طاقت بالکل گھٹ گئی تو قلم دوات اور کچھ کاغذ مانگا اور ایک عہد نامہ لکھ کر کسی صحابی کے حوالہ کیا کہ جا اور صحابہ کو باہر جمع کر کے جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے پڑھکر سنا دے اور کہہ دے کہ خلیفہ کی اس تحریر پر عمل کریں اور جس کو ولی عہد قرار دیا ہے بغیر عذر مان لیں وہ شخص رسول خدا کی مسجد میں آیا وہاں تمام مہاجرین اور انصار اور کل وضیع و شریف جمع تھے کہا اے دوستو رسول خدا کے خلیفہ نے کچھ لکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم اُس کی پیروی کرو لوگوں نے کہا جو کچھ فرمایا ہے اُسے بیان کر اُسنے وہ کاغذ نکالا اور پڑھا جو صدیق نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور جس میں عمر خطاب کو اپنا جانشین قرار دیا تھا بعض آدمیوں نے کہا ہم نے سنا اور دل و جان سے منظور کیا اور بعض سن کر خاموش ہو رہے اُس کے بعد طلحہ بن عبد اللہ امیر المؤمنین ابوبکر صدیق کے پاس گیا اور کہا اے خلیفہ رسول تو عمر خطاب کو مسلمانوں پر خلیفہ مقرر کرتا ہے صدیق نے کہا کس لئے اُسے خلیفہ نہ بناؤں طلحہ نے کہا عمر سخت مزاج شخص ہے اور تو بھی جانتا ہے کہ تیرے زمانہ میں بھی اُس کی سختی سے کتنے آدمیوں کو رنج پہنچا ہے اگر خدانخواستہ تو نے اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا تو لوگوں کو کیا کچھ ایذا پہنچے گی اور یہ آسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ کس طرح پیش آئے گا دراصل نہیں کہ آخرت میں اس امر کی بازپرس تجھ سے کی جائے گی کہ ماتحتوں کے کام کو کس طرح انجام دیا اور کس شخص کو مسلمانوں پر خلیفہ اور نایب مقرر کیا صدیق طلحہ کی یہ باتیں سن کر

کچھ دیر خاموش رہا اور اس معاملہ پر غور کرنے لگا پھر سر اٹھا کر کہا اے طلحہ تو مجھے خدا سے ڈراتا ہے اور موت کی تنبیہ کرتا ہے جب میں اس دنیا سے گزر جاؤں گا اور خدا مجھ سے ماتحتوں کی نسبت سوال کرے گا کہ ان پر کس شخص کو امیر اور خلیفہ کیا ہے تو کہوں گا ای بزرگ خدا میں نے ان پر سب سے بہتر آدمی کو خلیفہ کیا ہے اسکے بعد عثمان بن عفان کو اپنے پاس بلایا اور کہا میری طرف سے وصیت نامہ لکھے عثمان نے قلم دوات لیکر اس مضمون کا وصیت نامہ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ وصیت ہے جسکو عبداللہ ابوبکر رسول خدا کے خلیفہ نے اپنی حیات کے اس آخری وقت میں جو دار عقبیٰ کے شروع زمانہ سے ملحق ہونے والا ہے بیان کیا ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو امت محمد مصطفے صلعم پر خلیفہ کیا اگر وہ انصاف پروری عدل گستری اور دیانت داری سے چلے گا اور راست بازی اور نیک خصلت اختیار کریگا تو میری رائے اسکے حق میں ہے غلطی پر نہ ہوگی اور اگر اسکے برخلاف کچھ الٹا پلٹی کریگا اور رعایا کا حق نہ پہچان کر ظلم وستم اور سختی کا تخم بوئیگا تو اس کا مظلمہ اسی پر پڑے گا اور اس کی جواب دہی بھی اسی کو کرنی ہوگی اپنے قول وفعل کی ذمہ داری وہ آپ بھگتے گا پھر آدمی بھیجکر عمر کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر کہا اے عمر آدمی دوستی اور دشمنی سے خالی نہیں ہوتے بیشک کچھ لوگ تیرے بھی دوست ہوں گے اور کچھ دشمن وہ یہ چاہیں گے کہ یہ مرتبہ تجھکو حاصل ہو تو اس امر کا کچھ خیال نکر ایسا ہوا ہی کرتا ہے میں نے تیرے لئے وصیت نامہ لکھا ہے اور تجھے اپنا خلیفہ کیا ہے اس عہدنامہ کو لے اور مضبوطی واستقلال سے امت کے کام میں مشغول ہو۔ آگاہ ہو کہ تو آج سے امت رسول پر میرا خلیفہ ہے اور قیامت کے دن تجھکو اپنے کاموں کی جواب دہی کرنی ہوگی عمر نے کہا اے خلیفہ یہ بہت مشکل کام ہے میں اس سے عہدہ برآ ہو سکوں گا مجھے اس کی ضرورت نہیں صدیق نے جواب دیا کہ تجھے خلافت کی ضرورت نہو مگر خلافت کو تیری ضرورت ہے میں تجھے خلافت نہیں دیتا بلکہ میں خلافت کو تیرا احسان مند بناتا ہوں کیونکہ اسکو تیری ذات سے زیب وزینت اور عظمت وجلال حاصل ہوگا تجھکو خلافت کے سبب سے تو خیالات نفسانی کو اپنے نفس سے دور کر اور اپنے نفس کی حکمرانی سے بچا اور خود کو بھی اور لوگوں سے حفاظت میں رکھنا کیونکہ بہت سے سینوں میں کینہ نہاں ہے ای عمر جبتک تو خدا سے ڈرتا رہیگا اور اس کی رضامندی کو اپنی خواہشوں پر ترجیح دیتا رہیگا تمام آدمی تجھ سے ڈرتے رہینگے۔ جان رکھ کہ اہل بہشت کے اچھے افعال بیان کئے گئے ہیں اور دوزخی کی بری خصلتیں قیامت کے دن عملوں کی ترازو حق کی پیروی میں قایم ہوگی وہ باطل کے واسطے کم اترے گی اے عمر میری نصیحت سن رکھ اسے نہ بھلا دینا مہاجرین اور انصار کی جانبداری مسکینوں کی رعایت کرنا انکی فضیلتوں کے حقوق کو پہچانتے رہنا کبھی انکو اپنے سے دور نہ رکھنا ان کے ساتھ حلم اور تواضع سے بسر کرنا ان برتاؤں سے وہ بھی تجھکو سامنے اور پیٹھ پیچھے دوست رکھیں گے اور ظاہر وباطن میں تیرے رفیق ہونگے جب عمر رضی اللہ عنہ کو اس طرح کی وصیتیں کر چکے تو اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت دائیں بائیں جانب بیشمار خلقت موجود تھی کہا اے رسول کی امت میں نے عمر بن خطاب کو تم پر امیر مقرر کیا تم بھی قبول کرو اور اس کے حکم سے سرتابی نکرنا جس کے سبب تم کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی قربت حاصل ہوگی سب نے کہا ہم نے سنا اور منظور کیا پھر بادل غمگین باہر چلے آئے اور امر الٰہی پر رضامند ہوئے اسکے بعد صدیق نے عائشہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا اے میری بیٹی میرا آخری وقت آپہنچا عمر کا کوئی لمحہ باقی ہے جب میں شربت مرگ پی چکوں مجھے اچھی طرح غسل دینا خوشبو اور کفن دیکر نماز جنازہ پڑھوانا پھر گنبد رسول کے قریب لیجاکر اجازت طلب کرنا کہ بوڑھا غلام ابوبکر دروازے پر حاضر ہے اگر اجازت نپاؤ تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردینا پھر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی ہم خدا کے واسطے ہیں اور ہم اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں جس دن وصیت کی وہ اتوار کا دن تھا اور دوسرے دن پیر کو وفات پائی اس دن مدینہ میں عام بے قراری تھی ہر سمت سے ویسی ہی رونے پیٹنے کی آوازیں آرہی تھیں جیسی پیغمبر صلعم کی وفات کے دن۔ غرض غسل دیکر خوشبو چھڑکا اور کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی اور میت کو اٹھا کر رسول خدا کے روضہ مبارک کے پاس لائے جنازہ کو زمین پر رکھکر سب آدمی دیکھنے لگے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یکایک روضہ کے دروازے کے کواڑ ہلے اور قفل الگ ہوکر گر پڑا اور روضہ کا دروازہ کھل گیا یہی اجازت کی علامت تھی تمام حاضرین نے شور مچایا اور جنازہ کو اٹھا کر اندر لے گئے پھر مرقد رسول کے پہلو میں دفن کیا اسوقت سنہ ۱۳ ہجری تھا جمادی الآخری کی ساتویں تاریخ گزر کر بیماری لاحق ہوئی پندرہ روز

بیماری میں گذر گئے اور بائیسویں جمادی الآخر کو وفات پائی تریسٹھ برس کی عمر تھی مدت خلافت دو برس تین مہینے بائیس دن ہیں باقی خدا ہی خوب جانتا ہے۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان۔

عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی پہلا خط لشکر شام کے نام لکھا مضمون یہ تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ فرمان امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے اُن مسلمانوں اور مومنوں کے نام ہے جو ملک شام میں ہیں۔ السلام علیکم تم سب آگاہ ہو کہ رسول کی امت پر ابوبکر کی وفات سے بڑی مصیبت نازل ہوئی ہے اور یہ بہت ہی بڑا حادثہ وقوع میں آیا ہے وہ بڑا راست گو منصف مزاج حلیم الطبع رحم دل پرہیزگار کریم النفس نیکوکار اور برائیوں سے بچا ہوا پسندیدہ خصلتوں اور مبارک خصال والا تھا اُس کا زہد تقوے حلم اور ورع زمانہ کی زینت اور اُس کے حالات کے لباس تھے رسول خدا کی امت ایسے شخص سے محروم ہوگئی اور اُس کی وفات سے بہت بڑا نقصان ظہور میں آیا لیکن خدا تعالیٰ کی مرضی یہی تھی اور سب کو یہی شربت پینا ہے اُس کے حکم پر صبر اور رضا و تسلیم کے سوا اور کوئی چارہ نہیں حکم اُسی کے لئے ہے اور ہم اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اس مصیبت عظیم اور حادثہ دردناک کے واقع ہونے سے پیشتر مہاجرین و انصار کبار اور صحابہ کرام کی موجودگی میں مجھے اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کرکے اس امت بزرگ کی باگ میرے ہاتھ میں دیدی اگرچہ میں نے انکار کیا مگر کچھ حاصل نہ تھا قبول کرنے کے سوا کچھ بن نہ پڑا ناچار آج مسلمانوں کے کاموں کی فکر کی اور حتی المقدور مصلحتوں اور کاموں کی درستی اور مہموں کے انتظام میں کوشش کرنی چاہئے اب مصلحت یہ ہے کہ خالد بن ولید امیر ہونے سے دست بردار ہو جائے اور ابوعبیدہ بن جراح کو لشکر کی سرداری سونپ دے جب تم اس فرمان کے مطلب سے آگاہ ہو جاؤ ابوعبیدہ کو اپنا امیر سمجھو لازم ہے کہ اپنے کاموں کی درستی کے لئے اُسی کے مشورہ پر چلو اور دشمن کے مقابلوں کے لئے اُس کے حکم اور تجویز سے انحراف نہ کرو پھر ایک اور خط ابوعبیدہ بن جراح کے نام اس مضمون کا لکھا کہ یہ تحریر عبداللہ عمر کی طرف سے ابوعبیدہ بن جراح کے نام ہے اے ابوعبیدہ خدا کا شکر ہے کہ تیرے پاس اسقدر فوج ہے جو دمشق کے قلعہ کے فتح کرنے کے واسطے کافی ہے جس وقت تیرے پاس یہ خط پہنچے لشکر کے سرداروں کو بلا کر یہ خط سنا دینا کہ وہ تیرے امیر مقرر کئے جانے سے آگاہ ہو جائیں مطلع رہو کہ خالد معزول کر دیا گیا ہے اُسے تیری فرمانبرداری لازم ہے جسقدر فوج کی تجھے ضرورت ہو میرے پاس بھیجدے اور جسقدر لشکر تیرے واسطے ضروری ہو اپنے پاس رکھ خالد بن ولید بھی انہی لوگوں میں سے ہے جنکی تجھکو ضرورت ہوگی اُسے بھی اپنے پاس رکھ جب امیر المومنین عمر کا خط ابوعبیدہ کے پاس پہنچا تو اُسے شرم آئی کہ خالد کو اُسکے معزول ہونے کی خبر سنائے بدستور سابق خالد کے پیچھے نماز پڑھتا رہا ایکدن خالد نے سُن پایا کہ سب آدمی گفتگو کے وقت اُسے امیر کہتے ہیں سمجھ گیا کہ امیر المومنین عمر نے مجھے معزول کر دیا اور ابوعبیدہ کو امیر مقرر کیا ہے کہا خدا صدیق پر رحمت نازل کرے اگر وہ زندہ ہوتا تو مجھے کبھی معزول نہ کرتا پھر ابوعبیدہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم نے مجھے میرے معزول ہونے کی خبر کیوں نہیں کی اور کیوں میرے پیچھے نماز پڑھتے ہو اُس نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے اس حال سے مطلع کرنا نہ چاہا کہ دنیا کے کاروبار اور اس کی امیری کوئی شے نہیں اور ہم تم بھائی ہیں پھر خدا کے راستہ میں ایک بھائی دوسرے کا حاکم کس طرح ہو سکتا ہے دینی اور دنیوی امور کے متعلق فرق رکھنا عبث ہے ممکن ہے کہ حاکم رعیت کے بعض باریک امور کی حفاظت کے متعلق غلطی میں پڑ جائے صرف خدا ہی اُسکو بچا سکتا ہے۔ الغرض اسلامی فوجوں نے اسی طرح دمشق کے قلعہ کو محاصرہ میں رکھا اور اہل قلعہ کو زیادہ تنگ اور مجبور کرتے گئے دمشق کا حاکم قلقلان نام فوج جمع کرکے قلعہ سے نکلتا اور مسلمانوں سے لڑتا مسلمان بھی مقابلہ کرتے اور اہل دمشق شکست کھا کر قلعہ میں پناہ گیر ہو جاتے اسی طرح ایک برس تک محاصرہ رہا اب اہل قلعہ بہت ہی تنگ آ گئے تھے انہوں نے اپنے بادشاہ ہرقل کو اپنی مجبوری کی اطلاع دی ہرقل اسوقت انطاکیہ میں تھا جواب میں لکھا کہ قلعہ کی حفاظت میں بخوبی کوشش کرتے رہنا اور جہانتک ہو سکے لشکر عرب سے جنگ کرنا قلعہ اُن کے حوالہ نہ ہونے دینا مال و دولت بھی اس فرمان کے بعد پیادوں اور سواروں کے لشکر جرار سمیت تمہاری مدد کو پہنچتے ہیں اہل دمشق کو اس خبر سے ڈھارس بندھ گئی ہر روز مدد کے آنے کا انتظار کرتے تھے جب ایک عرصہ گزر گیا اور کوئی مدد نہ آئی اور عربی فوج کی طاقت بڑھتی

گئی تو کچھ مامور لوگ ابوعبیدہ کے پاس بھیجکر صلح کی درخواست کی ابوعبیدہ نے بھی منظور کرلیا یہ بات قرار پائی کہ دمشقی ایک لاکھ دینار نقد حوالہ کریں غرض صلحنامہ لکھا گیا اور امیر دمشق نے صلح کے متعلق جو روپیہ قرار پایا تھا ابوعبیدہ کے پاس بھیجدیا ابوعبیدہ نے لیکر اسکا پانچواں حصہ علیحدہ کرکے امیرالمؤمنین عمر کے پاس بھیجدیا اور صلح کے ہوجانے اور اس قرارداد سے جو اہل دمشق کے ساتھ وقوع میں آیا اطلاع دی باقی مال لشکر میں تقسیم کردیا اُس وقت اُس کے پاس تیس ہزار مرد تھے دمشق کے دروازے کھولدیے گئے اور مسلمان شاد شاد شہر میں داخل ہوئے فتح دمشق کے وقت عمر کی خلافت کو تیرہ مہینے گذرے تھے اور ۱۴ھ ہجری تھا جب رومیوں کو اس حال کی خبر ہوئی کہ مسلمانوں اور اہل دمشق میں کس طرح سے صلح ہوئی اور عراق میں اسلامی لشکر کسقدر جمع ہوچکا ہے تو بہت ہی ہراساں ہوئے اور دلوں پر سخت رعب چھاگیا ہر طرف سے رومی فوجیں حرکت میں آئیں بیس ہزار روم کے ترسا اور دس ہزار وہ عرب بھی جنہوں نے روم میں پہنچکر مذہب ترسا اختیار کرلیا تھا جمع ہوئے یہ سب تیس ہزار کا لشکر تھا جسوقت یہ خبر ابوعبیدہ کو پہنچی وہ دمشق میں مقیم تھا عمرو عاص کو بلایا سات ہزار سوار جو ساماں سے آراستہ کارآزمودہ اور دلیری میں منتخب اور مامور تھے اُسکے حوالہ کرکے روم کی طرف روانہ کیا اور اُس کے پیچھے یزید بن ابی سفیان کو سات ہزار سوار دیکر بھیجا اور اُسکے عقب میں شرجیل بن حسنہ کو چھ ہزار سوار دیکر چلتا کیا اب اسلامی فوجوں کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی تھی جنہوں نے رومی لشکر کیطرف پیشقدمی کی اُسوقت رومی فوجوں کا قیام گاہ ایک موضع فحل نام تھا انہوں نے یہ خبر پاتے ہی کہ بیس ہزار مسلمان اُنپر چڑھے چلے آرہے ہیں اپنے بادشاہ ہرقل والئے روم کو خط لکھا اور مسلمانوں کے حالات اور اُنکے لشکر کی جمعیت سے آگاہ کیا اور مدد طلب کی ہرقل نے دو بطریقوں کو دو جھنڈے دے کر روانہ کیا ہر ایک جھنڈے تلے دس ہزار جوان تھے یہ بیس ہزار کا لشکر مدد کے لیے چلا اب اُن کی ساری جمعیت ساٹھ ہزار ہوگئی۔ عمرو عاص نے بھی خط لکھکر ابوعبیدہ کو اطلاع دی ابوعبیدہ نے خالد بن ولید سے مشورہ کیا کہ جاسوس خبر لائے ہیں فلسطین میں ساٹھ ہزار سوار فراہم ہوگئے ہیں اور بعلبک سے بھی خبر آئی ہے کہ وہاں بیس ہزار کی جمعیت ہے اور فلسطین کی فوجوں سے ملنا چاہتے ہیں۔ یہ بڑی بھاری مہم پیش آئی ہے اور عمرو عاص میں اُن لشکروں سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے اب کونسی تدبیر مناسب ہے خالد نے کہا آپ عمرو عاص اور جملہ مہاجرین اور انصار کو لکھ بھیجیں کہ مقابلہ میں جلدی نہ کریں تاوقتیکہ میں بعلبک پہنچکر وہاں کی جمعیت کو منتشر نہ کردوں پھر میں بامداد اللہ جل شانہ اس مہم سے فارغ ہوکر فلسطین کیطرف کوچ کرکے وہاں کے مسلمانوں کو مدد دونگا ابوعبیدہ نے عمرو عاص اور تمام سرداران اسلام کے نام جو فلسطین کے مقابلہ پر تھے خط لکھا کہ جنگ کرنے میں جلدی نہ کرنا اس خط کے بعد خالد بن ولید کو مدد کے لئے روانہ کرتا ہوں خالد بن ولید پانچ ہزار سوار لیکر دمشق سے بعلبک کیطرف روانہ ہوا جب قریب پہنچا بعلبک والے اسلامی فوج کو دیکھتے ہی آگے بڑھے شور کرتے تھے اور ڈھول بجاتے تھے آخر لڑائی شروع ہوگئی شروع سے نماز ظہر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی اب خالد نے تمام فوج کے ساتھ ایک ایسا دلیرانہ حملہ کیا اور اسقدر رومی قتل کئے کہ تمام زمین اُن کے خون سے لال ہوگئی اللہ تعالٰے نے مدد کی مسلمان فتحیاب ہوئے رومی تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے کچھ مارے گئے اور کچھ بعلبک کے قلعہ میں جا چھپے اور کسیقدر فلسطین کیطرف چلے گئے بے شمار مال و دولت اور سامان جنگ اور قیدی خالد کے ہاتھ آئے خالد نے خط لکھکر ابوعبیدہ کو اس فتحمندی سے اور بیشمار لوٹ ملنے سے مطلع کیا اور تمام مال غنیمت ابوعبیدہ کے پاس بھیجدیا۔ ابوعبیدہ نے خوش ہوکر جواب میں لکھا کہ خدا تعالٰے نے تجھکو اہل بعلبک پر فتح دی اب اہل حمص سے فلسطین کیطرف جا خالد بن ولید فرمان کے مطابق فلسطین کیطرف روانہ ہوگیا اور جب رومیوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی کمک ہر طرف سے آرہی ہے اور اُنکی جمعیت روز بروز بڑھتی اور قوت ترقی کرتی جارہی ہے سب کے سب موضع فحل میں جمع ہوگئے اور بہت بڑا اجتماع کرلیا۔ ابوعبیدہ نے بھی خبر پائی کہ رومیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور لشکر عظیم فراہم ہوا ہے دمشق میں ایک نائب چھوڑکر خود بھی مع فوج جانب فلسطین کوچ کیا جسوقت مسلمانوں کے لشکر میں جا پہنچا رومیوں نے بھی آگاہ ہوکر ڈرانے اور دھمکانے کے طریق سے ایک خط بھیجا کہ ہمارے علاقہ

موضع خصوصیت سے جو نعمتوں اور میووں اور غلّوں سے پُر ہے اپنی جماعت کو نکال لیجاؤ اور جو لوگ اپنے ہی مذہب پر رہنا چاہتے ہیں وہ ایسے ہی ملک میں جو
قحط اور مصیبت کی جگہہ ہے چلے جائیں ورنہ ہم اسقدر فوجوں سے حملہ آور ہوں گے کہ تم کو تاب مقابلہ ہو گی اور پھر ہم تم میں سے ایک آدمی کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے
سب کو تہ شمشیر کرڈالینگے اب ہم نے یہ خط لکھکر تم کو جتا دیا اور اپنے ذمہ سے بری ہو چکے ہیں فقط والسلام ابوعبیدہ نے اس خط کو پڑھکر جواب لکھا کہ تم نے
اس ولایت سے نکل جانے کی نسبت جو کچھ لکھا ہے یہ بہت بڑی بھول ہے ہمنے اس علاقہ کو تم ہی سے بزور شمشیر لیا ہے اور جناب باری سے امید ہے کہ تمہارا
باقی ملک بھی ہم کو عطا فرمائیگا تمام ملک اُس کا ملک ہے اور ہم اُسکے بندے ہیں وہ جسے چاہے ملک دے اور دوست رکھے اور جس سے چاہے ملک چھین لے
اور ذلیل وخوار کرے اور تمنے جو ہمارے ملک کی نسبت لکھا ہے کہ وُہ محنت ومصیبت اور تکلیف کی جگہہ ہے یہ درست ہے ہمنے تکلیف ومصیبت میں صبر کیا
اور تُمنے نعمتوں کی ناشکری کی ہم اللہ تعالےٰ کے رسول پر ایمان لائے اور اُسکی بھیجی ہوئی کتاب اور اُس کے رسُول کی وحی کو ہمنے سچا اور برحق مانا تمنے
ناشکری کے ساتھ کفر کو ترقی دی اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے تمہارے مُلک کو جو راحت وآسائش اور نعمت ودولت کی جگہہ ہے ہمارے فاقہ زدہ اور ضرر رساں
علاقہ کے عوض ہمکو عطا فرمایا اب تم اُس خیال کو جانے دو ہم اس مُلک سے ہرگز نہ نکلیں گے اور اپنے گھروں کیطرف لوٹ کر نہ جائیں گے اور ہم سے لڑنے
کے لئے جس لشکر کے بھیجنے کا ذکر کیا ہے کہ ہم اُسکا مقابلہ نہ کرسکیں گے اب تک تمہارا جو لشکر ہمسے لڑنے کے لئے آیا ہے ہم اُس سے دوچند رہے ہیں اور سامان
حرب وضرب اور تیاری میں افضل اور جو لشکر ہماری مدد کے واسطے آیا ہے خدا کی عنایت سے دشمنان دین کے لئے کافی ہے تم بہت جلدی اپنی سزا پاؤگے
اور نتیجا دیکھو گے۔ ابوعبیدہ کے اس خط کے پہنچنے سے وہ اور بھی شکستہ دل ہو گئے اور بہت بڑا خوف وخطر لاحق ہو گیا ابوعبیدہ کے پاس قاصد بھیجا کہ اپنے
کسی ہوشیار سردار کو ہمارے پاس بھیجو کہ ہم اُس سے گفتگو کریں اور معلوم ہو کہ تم اس مُلک میں کس غرض سے آئے ہو اور کس لئے جنگ پر تُلے ہوئے ہو
ہم تمہارا حال معلوم کرکے جواب دیں گے ابوعبیدہ نے معاذ بن جبل کو جو صحابہ میں سے بہت بڑا متقی اور سر لشکر تھا اُن کے پاس بھیجا معاذ نے ایک کشادہ
زرہ اور اُس پر زرد ریشمی لباس پہنکر سر پر لال عمامہ باندھا اور شمشیر آبدار حمایل کرکے ایک مُشکی گھوڑے پر سوار ہو اُن کے پاس پہنچا بطریقوں اور سرداروں
کی جماعت کثیر ایسے بیش قیمت اور مُکلّف فرش پر عمدہ عمدہ تکئے لگائے بیٹھی تھی کہ اُن کی خوشنمائی دیکھکر آنکھیں جھپک جاتی تھیں معاذ نے گھوڑے
سے اُترکر باگ ہاتھ میں لی اور اُنسے بہت دور کھڑا ہو گیا ہر چند سبنے اصرار کیا کہ گھوڑے کی باگ ہمارے کسی غلام کو دیکر خود ہم میں آکر بیٹھے اور جو کچھ ہم
کہنا چاہتے ہیں سنکر اُسکا جواب دے اُس نے کہا ہمارا یہی قاعدہ ہے کہ بیگانوں سے علیحدہ رہتے ہیں اُنسے ملکر نہیں بیٹھتے تمہیں جو کچھ کہنا ہے کہو میں اُسے
سُن کر کھڑے ہی کھڑے جواب دے دونگا جب اُنہوں نے اُس کے بیٹھنے کے لئے بہت ہی کہا تو گھوڑے کی باگ دُور سے ہاتھ میں لے کر زمین پر بیٹھ گیا اور
کہا لو اب کہو کیا کہتے ہو اُنہوں نے کہا اے عرب تم خوب سمجھ لو کہ ہم میں معرکہ آرائی کی حرارت اور قوت بہت زیادہ ہے اور ہماری فوجیں بیشمار ہیں اور ہمارے
شہروں اور قلعوں کا کچھ شمار ہی نہیں ہے اگر تمنے ایک دو شہر یا قلعے لے لئے اور لوٹ کر خراب کر دیئے تو کیا ہوا اُن کی وجہ سے ہمکو کوئی نقصان یا کمزوری
محسوس نہیں ہوتی کیونکہ ہمارے پاس اعلےٰ درجہ کے مضبوط اور مستحکم قلعے شمار سے باہر ہیں اور فوجیں بے اندازہ موجود ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمنے
سُنا ہے کہ تم حضرت عیسےٰ کو پیغمبر مانتے اور اُنکے کلام کو سچا سمجھتے ہو۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر تم ہم سے کیوں لڑتے ہو اور کس لئے ہمارے مال کو لوٹ لینا حلال
اور ہمارے بچوں کا غلام بنا لینا جائز تصور کرتے ہو۔ معاذ نے جواب دیا تم نے اپنی فوجوں کی کثرت اور اُن کی دلیری وبہادری کی نسبت جو کچھ کہا ہے
اُس کا جواب یہ ہے کہ گو تمہاری فوجوں کا شمار اور اُن کی تیاری ہم سے بہت زیادہ ہے مگر اہل عرب کی بہادری تم پر روشن دن کیطرح ظاہر ہو چکی ہے
اور لڑائی کے وقت ہم کو اللہ تعالےٰ کی مدد اور فضل پر بھروسہ ہوتا ہے نہ کثرت لشکر پر جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً
بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی اکثر بحکم خدا ایسے چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑے بڑے گروہوں پر غالب آجاتی ہیں تم ہرقل کی سلطنت پر فخر کرتے ہو اور اُسی کی امداد

اور سُستی سے ہر ایک کام کرتے ہیں فوجوں کی کثرت اور دلیری پر تکیہ کئے ہوئے ہو اور ہم محض اُس اللہ تعالےٰ کی قدرت اور نصرت پر نظر رکھتے ہیں جو کبھی نہیں مرے گا اور نہ موت اُس تک پہنچ سکتی ہے وُہی زندہ کرتا ہے اور وُہی مارتا ہے وہ سب سے بڑا پاک خدا اور برتر قدرت رکھنے والا ہے تم جس پر بھروسہ رکھتے ہو وہ مرجانے والا ہے اسکا نام ونشان نہ رہے گا اور نہ کوئی اسکا نام لیوا رہیگا ہاں تم نے جو ہمارے سردار کی نسبت دریافت کیا ہے کہ وہ کس عادت وخصلت کا ہے سُن لو ہمارا حاکم اور امیر ہم ہی میں سے ایک شخص ہوا کرتا ہے جو ہم پر ظلم نہیں کرتا نہ مخالفت اختیار کرتا ہے جبتک وہ اللہ تعالےٰ کے فرمان کو پورا کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی کتاب اور پیغمبر کے طریقہ کے مواقف عمل درآمد کرتا رہتا ہے انصاف سے تجاوز نہیں کرتا عدالت کو برتتا ہے ہم پر امیر اور سردار رہتا ہے نہیں تو اُسکو علیحدہ کرکے کسی دوسرے کو جس کی عادت وخصلت زیادہ نیک ہوتی ہے امیر بنا لیتے ہیں وہ لوٹ کے مال میں سے ہماری برابر حصہ پاتا ہے زرّین لباس نہیں پہنتا ہے محلی تکیہ پر سر نہیں رکھ سکتا نہ سُنہری کرسی پر بیٹھتا ہے صاحبِ تواضع ہوتا ہے، حضرت عیسےٰ کے ماننے کی نسبت بیشک ہم اُن کو پیغمبر راست گو جانتے ہیں اور خُدا کے بھیجے ہوئے نبیوں میں شمار کرتے ہیں لیکن تمہاری طرح ہم اُنکو خدا نہیں سمجھتے اور تین خُداؤں میں سے ایک خُدا کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے عَمَّا یَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا یعنے ہم اللہ تعالےٰ کو یکہ وتنہا سمجھتے ہیں اور اُس کے واحد ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور اسکو قادر مطلق جانتے ہیں اور تمہارے قول کو ہم مطلق کفر جانتے ہیں اگر تم بھی حضرت عیسےٰ کو ایسا ہی سمجھو جیسا ہم کہتے ہیں تو پھر ہم تم میں کوئی لڑائی نہ ہو اور ہم تم سے صلح کرلیں اور ہمیں بھی ایسے ہی جیسا سمجھیں لیکن تمہارا قول اور ہے اور ہمارا عقیدہ اور تمہارا یہ سوال کہ ہم تم کو کس چیز کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالےٰ کی کتاب اور محمد صلعم کی رسالت پر ایمان لانے کے لئے کہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی اسلامی شریعت مثل نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کو قبول کرو صلیبوں کو توڑ ڈالو شراب اور سُور اور حرام چیزوں کا کھانا چھوڑدو اگر تم ان سب امُور کو اختیار کرلو تو ہم تمہارے اور تم ہمارے ہو ہم تمہارے دُشمنوں کے دشمن ہونگے تمہارے مخالفوں سے تمہاری حمایت میں جنگ کریں گے اور ہر ایک امر میں تمہاری امداد اور کمک کو لازمی امر تصوّر کرینگے اور اگر اسلام کو قبول نہیں کرتے تو جزیہ دینا اختیار کرو جسے جو رقم قرار پاجائے سالانہ ادا کرتے رہو پھر کوئی عُذر اور حیلہ نہ کرو تو بھی اچھا ہے ہماری طرف سے ہر طرح سے بخوف رہ سکتے ہو اور اگر ایمان لانا یا جزیہ دینا منظور نہ ہو تو جنگ کے لئے تیار ہو رومیوں نے کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان بات بہت بڑھ گئی ہے ہمارے قول اور تمہاری خواہشوں میں بہت بڑا فرق ہے ہم تم سے اس امر پر صلح کرنا چاہتے ہیں کہ ولایت بلقا کو جس پر تم قبضہ کرچکے ہو تمہارے لئے چھوڑدیں اور تم مُلک روم کے اور علاقوں سے ہاتھ روکو زیادہ لالچ نہ کرو اور اس صُلح کا وثیقہ لکھا جائے جس پر تمہارے سردار دستخط کریں اور اُلٹے پھر جائیں۔ اور قبول کردہ عہد کے پابند رہیں اور ہم بھی اُن قولوں اور اقراروں پر ثابت قدم رہینگے اسکے بعد تم فارس کے مُلک پر چڑھائی کرنا اور ہم عجم کی معرکہ آرائی میں تمکو مدد دیں گے معاذ نے جواب دیا کہ ولایتِ بلقا اور روم کے اور علاقے سب ہمارے قبضہ میں ہیں اور ہمارا یہ قصد ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی مدد سے تم کو تمہارے مُلک سے نکال دینگے اور تمام روم کو اپنا بنالیں گے جس طرح کی صُلح تم چاہتے ہو وہ بہت ہی بعید اور ناممکن ہے انہوں نے کہا ہم تم سے صُلح چاہتے ہیں اور تم ہم سے بہت دُور کھچتے ہو اور امن کی خواہش نہیں رکھتے اُٹھے پھر جاؤ ہم جنگ کے لئے مستعد اور تمہارے نکالنے کے لئے کمربستہ کھڑے ہیں یہ کہکر معاذ کے پاس سے چلے گئے معاذ نے بھی جب یہ امر ملاحظہ کیا اُٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر چلا آیا ابوعبیدہ کے پاس پہنچکر تمام کیفیت بیان کی دوسرے دن صبح کے وقت اسلامی لشکر نے کوچ کیا تخمیناً بیس ہزار جوانوں نے کفار پر حملہ کیا رومیوں نے بھی یہ حال دیکھکر اپنے لشکر کو درست کیا اور اسلامی فوجوں کیطرف بڑھے اسوقت رومی لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تھی مقابل پہنچکر علم کھول دیئے اور صلیبیں بلند کیں اور معرکہ آرائی کے لئے مستعد ہوگئے اسلامی فوجوں نے اپنا میمنہ اور میسرہ اور قلب جناح اس طرح سے قائم کیا کہ یزید بن ابی سفیان میمنہ پر تھا شرحبیل بن حسنہ میسرہ پر خالد بن ولید قلب میں اور ابوعبیدہ جناح میں سب سے پہلے رومی لشکر نے یزید بن ابی سفیان پر حملہ کردیا مگر یزید نے بڑی مردانگی سے اس حملہ کو روکا اور اپنی

جگہہ سے ذرا نہ سرکا اب ایک اور رومی دستے نے شرحبیل پر دھاوا کیا شرحبیل نے بھی دلیرانہ جواب دیا اور ذرانہ ڈگمگایا اس کے بعد دس ہزار سے بھی زائد مسلح فوج قلب لشکر پر ٹوٹ پڑی اور جان توڑ کر جنگ کی خالد نے اعلےٰ درجہ کی بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا اور چپہ بھر زمین خالی نہ دی رومی اس غضب کی دلیری کو دیکھکر عش عش کر گئے اور اہل عرب کی ثابت قدمی سے حیران اور ششدر تھے پھر تو ابو عبیدہ نے دلیرانہ آواز دی کہ اے مسلمانو اس لشکر کی بہادری اور جنگ صرف اسیقدر تھی جو تم نے دیکھ لی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمکو بچائے رکھا یہی وقت ہے کہ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر کے یکبارگی سب کے سب کافروں پر گر پڑو اللہ نے چاہا تو اُس کی مدد سے فتح پاؤگے یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور دائمی بہشت بجز ایسے موقع کے صبر کے اور کہیں نہیں ہے جو اس میدان میں مارا جائیگا شہادت کا درجہ پائیگا اور جو بچ رہے گا فتح اور لوٹ کا مال پائیگا دل سے جنگ کرو اور تلوار و نیزے سے کام لو اُسوقت تمام فوج نے ابو عبیدہ کا ساتھ دیا اور دفعتہً حملہ کر دیا سخت خون ریزی واقع ہوئی یکبارگی رومی صفوں پر اس طرح گرے کہ میمنہ اور میسرہ کو توڑ کر منتشر کر دیا لشکر کفار کا بہت بڑا حصہ قتل ہوگیا اور باقی باحال خراب و خستہ بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے تکبیر کہتے ہوئے دُور تک اون کا تعاقب کیا قیس بن ہبیرۃ المرادی نے جو نامور بہادروں میں سے تھا اس لڑائی میں نیزہ اور تلوار سے اسقدر کام لیا کئی نیزے ٹوٹ ٹوٹ کر رہ گئے اور تلواروں کی باڑیں گر گئیں جب ایسا ہوتا تھا واپس آکر دوسرے ہتھیار لیجاتا تھا اور پھر دشمنوں سے جا بھڑتا تھا اور اُن کے کئی نامور سرداروں کو داخل جہنم کیا بیان کرتے ہیں کہ اُسدن قیس بن ہبیرہ کے ہاتھ سے دس نیزے اور دو تلواریں شکستہ ہوئیں اور تیس سے بھی زیادہ آدمی لوگوں کو قتل اور زخمی کیا۔ اوس کے اپنے بدن پر بھی سینتالیس زخم آئے تھے تاہم زندہ اور سلامت رہا الغرض رومی بھاگنے کے بعد پھر جمع ہو کر پلٹے اور ڈھول تاشے بجاتے تھے خالد بن ولید نے ابو عبیدہ کے پاس پہنچکر قلب سپاہ میں قیام کیا اور میمنہ و میسرہ و جناح کو ترتیب دیکر ہر ایک شخص کو اپنی اپنی جگہہ پر قائم کر دیا پھر سر کھول ڈالا اور یہ اُس کی عادت تھی کہ ننگے سر ہو کر حملہ کرتا تھا اور اسی طرح جنگ کرتا تھا سب نے اُس کے ساتھ تکبیر کا نعرہ مارا اور رومی لشکر پر جا پڑے رومی اُن کے مقابلہ کی طاقت نہ لا کر بھاگ نکلے مسلمان پس پشت تعاقب کنان تھے اور تلواروں اور نیزوں سے ہلاک کرتے جاتے تھے اس لڑائی میں گیارہ ہزار کے قریب کافر مارے گئے اور مسلمانوں میں سے سات سو آدمی شہید ہوئے بہت سے کافر جو قیدی بن گئے تھے مار ڈالے گئے اور بے شمار لوٹ کا مال جو ہاتھ آیا تھا ابو عبیدہؓ کے سامنے پیش کیا گیا جسمیں سے خمس نکالکر باقی فوج پر تقسیم کیا گیا ابو عبیدہ نے خمس کا حصہ امیر المومنین عمر کے پاس بھیجدیا اور اس فتح کی اطلاع دی حضرت عمر اس فتح کی خبر پاکر نہایت ہی خوش ہوئے اور خدا کا شکریہ ادا کیا۔ مال خمس مسلمانوں میں تقسیم کر دیا پھر اوس کے خط کا جواب لکھا کہ مسلمانوں کی اس فتحمندی کی خبر سنکر میں شکر الٰہی بجا لایا تم کو لازم ہے کہ چند روز اس سرزمین میں قیام کرو تاکہ لشکر آرام پائے اور تا وقتیکہ سعد وقاص عراق میں پہنچکر فارس کی فوج کو نہ ہٹا دے تم اور علاقوں پر ہاتھ نہ ڈالنا۔

عمر کی خلافت کے دوسرے سال مطابق ۱۴ سنہ ہجری کے واقعات اور عجم کے محاربہ پر سعد بن وقاص کا مقرر ہونا

جب خالد بن ولید ابو عبیدہ کی مدد کے واسطے دمشق سے فلسطین کیطرف روانہ ہوا اور عراق میں مثنیٰ بن حارث شیبانی کو اپنا نائب مقرر کر گیا فارس کے بادشاہ یزدجرد اور اوسکے سرداروں نے جمعیت کثیر کے ساتھ ارادہ کیا کہ مثنیٰ بن حارث کو عراق اور اوسکے نواح سے نکالدیں۔ حسب اتفاق ایکدن یزدجرد بادشاہ بارادہ شکار جنگل میں آیا اور ایک گورخر کے پیچھے گھوڑا ڈالا گورخر ٹھہر گیا اور بادشاہ کیطرف مڑکر بحکم الٰہی گویا ہوا کہ اے یزدجرد اُلٹا پھر جا اور خدا کے پیغمبر پر ایمان لا کہ تیری نعمت تیرے واسطے سلامت رہے کفران نعمت سے باز آ مبادا موجب زوال ہو یزدجرد گورخر سے فصیح الفاظ میں اس بات کو سُنکر ڈر گیا فوراً مراجعت کر کے اپنے قیام گاہ پر آ گیا اسی حیرانی اور پریشانی کے عالم میں

علماء اور حکماء کو طلب کرکے گورخر کی بات کہہ سنائی عقلمندوں نے کہا یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے ہمارا قیاس یہ چاہتا ہے کہ عراق میں وارد ہونے والے عربوں کی ذات سے کوئی عجیب و غریب امر ظہور پذیر ہوگا۔ مثنیٰ بن حارث نایب خالد بن ولید نے بھی ایک عجیب خواب دیکھا کہ ایک شیخ شخص ہاتھ میں علم لئے آرہا ہے اور جب قریب پہنچا تو اس جھنڈے کو میرے ہاتھ میں دیکر کہا فارس کے بادشاہوں کا زمانہ ختم ہوچکا ہے وہ ذلیل و خوار ہوگئے اُٹھ اور خدا سے فتح و فیروزی طلب کر اور خلیفہ سے امداد اور اجازت طلب کرکے عجمی کافروں سے جنگ کر مثنیٰ نے لوگوں سے اس خواب کو بیان کیا تو اُنہوں نے کہا یہ خواب سچا ہے فارس کے بادشاہوں کا زوال شروع ہوگیا ہے وہ بے عزت اور خراب خستہ ہوجائیں گے اور تو اسلامی فوجوں کا سپہ سالار ہوگا اور تیرے ہاتھ سے عظیم الشان کام سرزد ہوں گے اُٹھ اور امیر المؤمنین عمر کے پاس جاکر اس لشکر اور سرزمین کے حالات کہہ سنا مثنیٰ نے بھی اس مشورے کو پسند کیا گھوڑے پر سوار ہو چند معتمد آدمی ہمراہ لئے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ امیر المؤمنین عمر کی خدمت میں پہنچکر دیکھا کہ آپ مسجد رسول خدا میں موجود ہیں اور گردوپیش بہت سے مہاجر اور انصار اور صحابہ اور بزرگ اشخاص بیٹھے ہوئے ہیں مثنیٰ نے آگے بڑھکر سلام کیا امیر المؤمنین نے جواب دیکر پوچھا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کیا مطلب رکھتا ہے مثنیٰ نے کہا عراق سے آیا ہوں مثنیٰ میرا نام ہے عمر نے کہا مرحبا آج کل عراق کا کیا حال ہے اُس نے کہا یزدجرد بادشاہ نے بڑی جمعیت فراہم کی ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں کہ اُس کی اور اُسکے ملک کی کیفیت عرض کروں عمر نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا جو کچھ تجھے معلوم ہے بیان کر اُس نے کہنا شروع کیا کہ اے امیر المؤمنین سرزمین عراق بڑی زرخیز ہے مویشیوں اور طرح طرح کے منافعوں سے بھری ہوئی اور دولت سے مالامال ہے امیر المؤمنین اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوئے اور اُسی وقت اُٹھکر منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد سرور انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر درود بھیجکر کہا اے مسلمانو آگاہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول سے وعدہ کیا ہے کہ روم اور فارس کو اہل اسلام فتح کرینگے اسلئے یہ امر بلاشبہ ظہور میں آکر رہیگا عجم کے کافروں سے جنگ کرنے میں جلدی کرو اور یقین جانو کہ ان معرکہ آرائیوں سے کسریٰ اور فارس کے اور بادشاہوں کے خزانے تمہارے ہاتھ آئیں گے جب تک تم جہاد کی مشقت نہ اُٹھاؤ گے لوٹ اور ثواب حاصل نکر سکو گے اور تاوقتیکہ معرکہ آرائیوں کی محنت برداشت نکروگے دین اور آخرت کی سعادت نہ پاؤ گے میں تمکو اُن جہادوں اور جنگوں کی ترغیب دلاتا ہوں تم قبول کرو اور پوری کوشش اور کامل ارادوں سے اس مہم کو اختیار کرو سستی اور کاہلی کو راہ نہ دو یہ سنتے ہی ابوعبیدہ بن مسعود ثقفی اور سلیط بن قیس الانصاری اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المؤمنین ہم تابع فرمان ہیں آپکے حکم کو دل و جان سے بجا لائیں گے جس طرف بھیجو گے جائیں گے اور جدھر کا حکم ہوگا مع عزیزوں رفیقوں اور زن و فرزند کے اسی طرف پہنچیں گے حتے الامکان لڑینگے اور جب تک ہمارے جسموں میں رمق برابر بھی جان رہے گی کافروں سے مُنہہ نہ موڑینگے امیر المؤمنین نے ابوعبیدہ ثقفی اور سلیط انصاری کی یہ آمادگی دیکھکر آفرین کی اور سب لوگوں کے سامنے بڑی تعریف کی پھر کہا اس مہم میں تجھکو فوج کا سردار کیا اور سلیط کو تیرا اصلاح کار سب آدمیوں نے ابوعبیدہ کی سرداری اور سلیط کی وزارت سے رضامندی ظاہر کی پھر تیاری جنگ ہونے لگی مہاجر و انصار اور ملازمین و خدمتگاران سمیت چار ہزار جنگجو آدمیوں کا لشکر فراہم ہوگیا اور بہمراہی ابوعبیدہ و سلیط و مثنیٰ کوچ کیا عراق میں داخل ہوتے ہی ربیعہ قبیلہ کے ایک ہزار جرار سوار مثنیٰ سے آملے اب کل پانچہزار سوار ہوگئے اور عجمی لشکر کے مقابل جو اس سرحد میں پہنچ چکا تھا خیمہ زن ہوئے فارس کی فوج کے سردار کا نام جابان تھا عربی لشکر کی آمد سے مطلع ہوکر فارس کی فوج نے جنگ کی تیاری کی اور علی الصباح میمنہ اور میسرہ کو ترتیب دیکر میدان میں آنکلے طرفین نے ایک دوسرے کیطرف بڑھکر جنگ شروع کردی ایسی خونریز لڑائی ہوئی کہ ہر طرف خون کے ندی نالے بہ نکلے اسی اثناء میں ایرانی لشکر کا سردار جابان نام میدان جنگ میں نکلا اور جوڑ طلب کی اور لشکر اسلام سے جابر نام

جواں یکے بعد دیگرے شہید کر دئیے آخر کار گروہ انصار میں سے ایک شخص جسکا نام مطر بن فضہ تھا سلیط بن قیس الانصاری کی صف سے نکلا اور جاپان سے معرکہ آرا ہوا کچھ دیر تک دونوں لڑتے رہے آخر کار مطر نے ایک نیزہ مار کر اُسے گھوڑے سے گرا دیا اور خود اُتر کر اُس کے سینے پر چڑھ کر چاہتا تھا کہ اُسکا سر کاٹ لے جاپان نے کہا میں مسلمان ہوتا ہوں اور تجھے ایک غلام اور ایک لونڈی معہ زر ور لوبد دونگا تو مجھے نہ مار اپنے سردار کے پاس لے چل مطر اُسکے سینہ پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھوڑے پر سوار کرا کر ابو عبیدہ ثقفی کے پاس لایا ربیعہ قبیلہ کے ایک آدمی نے کہا تو اسے قیدی کو جانتا ہے کہ وہ کون ہے اُسنے کہا دشمنوں کی فوج کا ایک جوان ہے وہ مسلمان ہوتا ہے اِسلئے میں نے اُسے اماں دی ہے اُسنے کہا یہ جاپان ہے جو اُس فوج کا سردار اور فارس کا سپہ سالار ہے تو نے اُسے مفت ہاتھ سے کھو دیا اگر تو اس سے ایک سو لونڈی غلام بھی طلب کرتا تو وہ دے دیتا مطر نے کہا اب تو میں نے اسی بات پر اقرار کر لیا ہے اپنی بات سے نہ پھرونگا عہد سے پھرنا اچھا نہیں اور مردوں کی ایک ہی بات ہوا کرتی ہے۔

جاپان نے اس سے غدر کیا اور دس غلام دو لونڈیاں اور دو ہزار درم دئے اور مسلمان ہو گیا پھر اُسنے اسلام میں بڑا مرتبہ پایا اور سب اُسے عزیز رکھنے لگے یزدجرد جاپان کے مسلمان ہونے کی خبر سُنکر بہت ہی غمگین ہوا اور آذربائیجان کے بادشاہ مہران کو خط لکھ کر عربی لشکر کے غلبہ اور فتح سے اطلاع دی کہ تو خود آئے اور اپنے لشکر سے میری مدد کرکے عربی فوجوں کو اس مُلک سے نکال دے تو فارس کی بادشاہت تجھے دیدونگا اور اپنی لڑکی پوران دخت سے تیرا نکاح کر دونگا مہران یزدجرد کا خط پاتے ہی آذربائیجان اور اُسکے نواح سے اسّی ہزار سوار اور جنگی ہاتھی فراہم کرکے اور ہر طرح کے ساز و سامان سے درست ہو کر یزدجرد کے پاس آیا یزدجرد نے اُس کے پہنچنے سے سیر دل ہو کر بڑی خاطر داری کی اور اپنے افسروں کو دعا کرکے اُسے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیا مہران اس لشکر کو لئے ہوئے دریائے فرات پر آ پہنچا اور اس کے کنارے پر خیمے لگا دئے ابو عبیدہ اور سلیط نے اس خبر کو سُنکر فارسی فوجوں کی کثرت سے اندیشہ کیا اور مسلمانوں کی دلجوئی کرکے حوصلے بڑھائے اور کہا اگرچہ یہ لشکر شمار میں بیشمار ہے مگر اللہ تعالےٰ ہمارا مددگار ہے ہم کو اپنا دل مضبوط رکھنا چاہئیے گھبراہٹ اور بزدلی کا کا مقام نہیں ہے اسکے بعد حکم دیا کہ دریائے فرات کا پُل باندھکر لشکر اسلامی عبور کر جائے اُس دن ابو عبیدہ کے لشکر میں صرف پانچہزار آدمی تھے دوسرے دن طرفین کی فوجیں جنگ کے لئے مستعد ہو گئیں اور میدان میں نکلیں فارسی فوجوں کا ایک حصہ معہ چند ہاتھیوں کے جن پر سنہری ہودج کسے ہوئے اور ایک ایک سورما جوان ان کی گردنوں پر بیٹھا ہوا تھا آگے بڑھا اور پیدلوں کے دستے اور سواروں کے پرے جو سرتاپا ہتھیاروں سے آراستہ پیراستہ تھے آنے شروع ہوئے اسلامی لشکر نے جب اُن فوجوں اور ہاتھیوں کو دیکھا اور اُنکی اُس شوکت اور عظمت نما تیاریوں کو ملاحظہ کیا تو خوف طاری ہو گیا اور دل لرزنے لگے ابو عبیدہ اور سلیط نے آگے بڑھکر دل بڑھایا اور کفار سے جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اسکے بعد ابو عبیدہ نے گھوڑے سے اُتر کر پاپیادہ شمشیر کھینچکر ایک ہاتھی کی طرف رُخ کیا جس پر کافروں کو بہت بڑا بھروسہ تھا تلوار سے سونڈ کاٹ کر ہاتھی کو خاک پر گرا دیا اور پلٹ کر چاہا کہ اپنی فوج میں آ جائے مگر پاؤں پھسلا اور گر پڑا دشمنوں نے اُسپر دوسرا ہاتھی ریلدیا اور ہلاک کر دیا اُس کے بعد وہب بن ابو عبیدہ نے علم سنبھالا اور کافروں کی طرف جھک پڑا کئی نامور بہادر قتل کئے آخر کار خود بھی شہید ہو گیا اُسکے بعد اُسکے بھائی مالک بن ابو عبیدہ نے علم لیا اور میدان جنگ میں نکلکر خوب ہی دادِ شجاعت دی اور کئی کافر قتل کرکے جام شہادت نوش کیا۔

پھر اُس کے دوسرے بھائی جبیر بن ابو عبیدہ نے اپنے باپ بھائیوں کے انتقام کے لئے حملہ کیا اور خوب لڑا اور کئی سرداروں کو مار کر شہید ہو گیا پھر سلیط بن قیس الانصاری نے علم اُٹھایا اور کفار پر حملہ کرکے خونریز جنگ کے بعد شہادت پائی جب اسطرح سے اسلامی فوجوں کا اکثر حصہ بحکم الٰہی شہید ہو چکا تو مثنیٰ بن حارث شیبانی نے جو بڑا ہی بہادر اور تجربہ کار شخص تھا جھنڈا لیا اور مسلمانوں کا دل بڑھانے کے

لے کہتا جاتا تھا کہ اے مسلمانوں ایمان والو جان جوکھوں کی نوبت ہے اور شمشیر ہڈی تک پہنچ گئی ہے مرنے مارنے کی ٹھان کر مردانگی کی داد دو جو شخص آج مارا جائیگا
شہید کیا جائیگا اور سیدھا دائمی بہشت میں داخل ہوگا یہ سن تلواریں کھینچ لو اور یک دل ہوکر کافروں پر ٹوٹ پڑو سب نے اسکا ساتھ دیا اور یکبارگی حملہ کرکے دشمن پر جا پڑے
خوب ہی گھمسان کا رن پڑا طرفین نے جی توڑ کر مقابلہ کیا آخر کار مرضی الٰہی یہی تھی کہ مسلمانوں کو شکست ہو دوسرے راہ فرار سد کرنے کے لئے پہلے ہی پل کو توڑ دیا تھا عربی لشکر کے
بہت سے آدمی پانی میں کود کود کر ڈوب گئے اور بہت سے لڑائی میں مارے گئے اسی اثنا میں آفتاب غروب ہوگیا اور لشکروں نے اپنی اپنی جگہہ قیام کیا مثنی کے پاس تین ہزار
سے زیادہ آدمی فراہم نہ ہوئے دریا کے کنارے پہنچکر دیکھا کہ پل موجود نہیں ہے مگر بدقت تمام پل باندھا اور دریا کو عبور کرکے دوسری طرف پہنچے دوسرے دن صبح کے وقت
بہمن جادو فوج لیکر دریا کے کنارے آیا کہ اہل عرب کا تعاقب کریں کو شکست پایا اس لڑائی میں مثنی کو بھی سخت نقصان پہنچا تھا اس کی پسلی کی ہڈیاں ٹوٹ گئی
تھیں وہ اپنے پہلے لشکرگاہ میں آیا اور رات کے وقت ایک قاصد معہ خط عمر کیطرف روانہ کیا اور لشکر عرب کی شکست اور ابوعبیدہ وغیرہ سرداروں کے قتل کا تمام حال
لکھ دیا مثنی کا قاصد اسوقت مدینہ میں داخل ہوا کہ حضرت عمر منبر پر بیٹھے ہوئے تھے آگے بڑھکر خط دیا اور سب حال کہہ سنایا عمر نے سر اٹھاکر کہا اے لوگو ابوعبیدہ شہید ہوگئے
اور مسلمانوں نے شکست کھائی لیکن تم لوگ غمگین نہ ہو کیونکہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اسلام کو روز بروز ترقی ہوگی یہ کہکر منبر پر سے اتر آئے بھاگے ہوئے مسلمان بھی
شب کے وقت مدینہ میں آئے اپنے اپنے گھروں میں چھپ چھپ کر جو بیٹھے زار قطار روتے تھے اور کہتے تھے ہائے ہم کافر ہوگئے کہ کافروں کے مقابلہ پر پیٹھ دکھائی اور جہاد
پر سے بھاگ آئے اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ
اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ یہ معاذ انصاری ہر شب ان لوگوں کے سامنے اس آیت شریفہ کو پڑھتا تھا اور
وہ چیخیں مار مار کر روتے تھے عمر نے ان لوگوں کو طلب کیا وہ نہ آئے پھر عبدالرحمن بن عوف کو بھیجا وہ سب کو لے کر آیا عمر نے انہیں مخاطب ہوکر کہا تم اس امر میں معذور
ہو اور لڑائی میں ایسے معاملے اکثر پیش آجاتے ہیں اور معاذ قرآن شریف کا مطلب نہیں سمجھتا اللہ تعالی نے مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فرمایا ہے کہ یہ واپسی جہاد سے بھاگ
آنے میں داخل نہیں ہے بلکہ مستعد و خدمتوں کے لئے ہے اب میں تمکو قوت پہنچاؤنگا کہ کافروں سے بدلہ لے سکو پھر جریر بن عبداللہ بجلی کو بلا کر کہا اے جریر بات بہت
بڑھ گئی ہے مثنی بن حارث زخمی ہے اور دوسرے سرداروں کے مارے جانے اور اب کوئی افسر موجود نہ ہونے کے سبب سے سمجھ سکتا ہے کہ باقی ماندہ فوج کا کیا حال ہورہا
ہوگا تجھے عراق میں پہنچنا چاہئے شاید اللہ تعالی تیرے ذریعہ سے کافروں کے غلبہ کو نیست و نابود کرکے ان کے شر کو مٹا دے جریر نے اس امر کو منظور کرکے چھ سو جنگجو جوان
ہمراہ لئے اور جانب عراق روانہ ہوگیا جب عراق میں پہنچگیا اور چند منزل جگہہ باقی رہگئی تو اسنے مثنی بن حارث کو خط لکھا کہ تو نے اسقدر جمعیت کے باوجود اتنے مسلمان
قتل کرا دیئے اور خود زخمی ہونے کا بہانہ کرکے عیش و آرام میں پڑا ہوا ہے اور خلقت کو پریشان کر رکھا ہے اب میں آ پہنچا ہوں مردوں کی بہادری کو دیکھنا اور ملاحظہ
کرنا کہ سردار اور افسر ایسا کچھ کیا کرتے ہیں مثنی جریر کے اس خط کو پڑھکر طعن و تشنیع سے بھڑک اٹھا اور جواب میں لکھا کہ میں ہی اس فوج کو عراق میں لایا ہوں اور
میں نے ہی کافروں سے معرکہ آرائیاں کی ہیں جسقدر بہادرانہ مقابلے میری ذات سے ظہور میں آئے ہیں وہ سب فوج کے نامور اشخاص پر ہویدا ہیں مرضی الٰہی سے
فوج کے چند سردار قتل ہوگئے اور کچھ لوگوں نے دل چھوڑ کر فرار اختیار کیا اور میں باوجود زخمی اور خستہ ہونے کے دشمنوں کے مقابلہ پر موجود ہوں اور رات دن جنگ
میں مصروف ہوں اگر امیرالمومنین نے تجھے اس لشکر کی مدد کے لئے بھیجا ہے تو دیر کس لئے ہے اور دور ہی دور سے یہ خط و کتابت کیسی؟ بہادری کی شیخی بگھارنی
طریقہ انسانیت سے بعید ہے قدم آگے بڑھا اور دشمنوں کا جواب دے پھر ہر ایک کی مردانگی اور دلیری کا حال کھل جائیگا غرض جریر اور مثنی میں اس قسم کی گفتگو
پیش آئی مخالفت باہمی کے آثار ظاہر ہوئے امیرالمومنین عمر کو یہ خبر پہنچی تو یہ امر مناسب سمجھا کہ خود عراق کا عزم کریں صحابہ نے روکا اور کہا آپ کا مدینہ میں رہنا ہی
اچھا ہے اس بات سے کافروں کے دلوں پر اسلام کا رعب رہیگا اور مسلمانوں کو فتح و نصرت نصیب ہوگی امیرالمومنین علی علیہ السلام نے بھی اس رائے کو پسند
فرمایا اور کہا کہ مناسب یہی ہے کہ تم مدینہ میں رہو اور مسلمانوں اور کافروں کے اطراف حالات پر نظر رکھو اور سعد بن وقاص کو بلاکر اسلامی لشکر کی مدد کے واسطے

نامزد کردو کیونکہ یہ کام اسی سے بن پڑے گا امیر المومنین عمر کو امیر المومنین علی علیہ السلام کی رائے پسند آئی اور کہا ہاں سعد ہی اس کام کے لائق ہے اور اس کے سوا اور
کسی سے یہ کام نہ ہو سکے گا پس سعد وقاص کو بلایا اور کہا اے سعد جب خداوند تعالیٰ آدم کی اولاد میں سے کسی کو دوست رکھتا ہے تو تمام خلقت اسکو عزیز رکھنے لگتی
ہے اور الحمد للہ کہ یہ صفت تجھ میں موجود ہے تو نے عراق کے لشکر کا حال سن ہی لیا ہوگا کہ وہ بغیر سرداروں اور سپہ سالاروں کے تنہا کافروں سے جنگ کر رہا ہے
اور جریر بن عبداللہ اور مثنیٰ بن حارث میں مخالفت آپڑی ہے میں چاہتا ہوں کہ کسی اور کو ان کا سردار بنا کر بھیجوں کہ وہ مسلمانوں کی مدد کرے میں تجھی کو اس کام
کے لائق پاتا اور تمام لوگوں میں سے تجھی کو پسند کرتا ہوں تو ہی اس لشکر کا سردار ہوگا جو عراق میں ہے اور تو ہی اس تمام فوج کا سپہ سالار ہوگا جواب روانہ
کیجائے گی اٹھ اور اس کام کی تیاری کر کے اس طرف روانہ ہو جا میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید کرتا ہوں کہ یہ کام تیرے ہی ہاتھ سے انجام پائیگا سعد نے
امیر المومنین کے حکم کو قبول کر کے لشکر جمع کیا سات ہزار فوج فراہم ہو گئی سعد وقاص اس فوج کو لیکر روانہ ہو گیا امیر المومنین عمر نے کئے نامور لوگوں میں سے ہر شخص
کو جو خدمت میں حاضر ہوتا سعد وقاص کی مدد کے لئے روانہ کر دیتے چنانچہ عمر بن معدیکرب پانچسو سواروں کے ساتھ آیا اور طلحہ بن خویلد الاسدی آٹھ سو سواروں اور
پیدلوں کی جمعیت لایا اور شرحبیل بن سمط الکندی سات سو سوار اور پیادوں کے ساتھ اور فرات بن حیان العجلی بھی سات سو سواروں اور پیادوں اور مغیرہ بن شعبہ تین
سو کی جمعیت کے ساتھ جن میں سے بعض گھوڑوں پر سوار تھے اور بعض سانڈھنیوں پر اسی طرح اور بھی کئی سرگروہ جو امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے سعد وقاص
کے پیچھے روانہ کئے گئے ابھی سعد منزل مقصود پر بھی نہ پہنچا تھا کہ یہ فوجیں بھی عقب سے پہنچکر جا ملیں سعد وقاص سردی کی شدت اور مینہ اور برف کی کثرت
کے سبب جس سے تمام آدمی اور مویشی تکلیف میں تھے اشراف نام منزل میں مقیم تھا کہ خبر آئی کہ مثنیٰ بن حارث زخموں کے سبب سے رحلت کر کے عالم آخرت ہو گیا
سعد وقاص نے اس کی زوجہ سلمیٰ بنت حفصہ سے عدت گذرنے کے بعد نکاح کر لیا اور اسی مقام پر قیام پذیر رہا جب موسم سرما کی سختی گذر گئی اور موسم بہار نمودار
ہوا سعد وقاص قادسیہ میں داخل ہوا اسوقت یزدجرد مدائن میں تھا لوگوں نے اسے خبر دی اور اس نے سعد وقاص کے پاس قاصد بھیجکر درخواست کی کہ
چند عقلمند اور نیک خصلت شخصوں کو ہمارے پاس روانہ کرے ہم ان سے دریافت کریں گے کہ تمہارے یہاں آنیکا کیا مطلب ہے اور لڑائی اور صلح کی نسبت
اسے کچھ کہینگے سعد وقاص نے مصاحبوں کے ساتھ مشورہ کر کے لشکر میں سے چند مشہور سردار طلحہ بن خویلد الاسدی جریر بن عبداللہ البجلی مغیرہ بن شعبہ عامر بن
عمرو التیمی شرحبیل بن سمط الکندی منذر بن حسان الضبی فرات بن حیان العجلی ابراہیم بن حارث الشیبانی نعمان بن مقرن المزنی بشیر ابی حرما حنظلہ بن الربیع
چن کر یزدجرد کے پاس بھیجے اور ہدایت کی کہ اسے دین اسلام کی ترغیب دیں ممکن ہے کہ ہمکو لڑنے کی ضرورت نہ پڑے یہ لوگ سفر کرتے ہوئے دریائے دجلہ اور
فرات کو عبور کر کے مدائن میں آئے اور یزدجرد کے محل سرائے کے دروازے پر ٹھہر کر داخل ہونے کی اجازت چاہی یزدجرد اولاد سلاطین کے ساتھ شراب نوشی کی محفل
گرم کر رہا تھا بالائے بام سے دیکھکر کہ اہل عرب آرہے ہیں حکم دیا کہ شراب نوشی کے پیالے اور دوسری ناجائز چیزیں اٹھا ڈالیں پھر انکو بلایا عرب کے لوگ یزدجرد
اور شہزادوں کے برابر آ کھڑے ہوئے یزدجرد نے کہا بیٹھ جاؤ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے مگر مغیرہ بن شعبہ جست کر کے بادشاہ کے تخت پر جا بیٹھا مغیرہ جسیم شحیم آدمی
تھا تخت کے پائے اس کا بوجھ نہ سہار سکے ایک چراقے کی آواز آئی جس سے اندیشہ ہوا کہ یزدجرد نیچے گر پڑے گا مغیرہ فوراً تخت کے بیچ میں سیدھا کھڑا ہو گیا اور تخت بھی
سنبھل گیا یزدجرد کے چوبدارں نے چاہا کہ مغیرہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت سے نیچے اتارلے مگر بادشاہ نے روکا اور چوبدار الٹا پھر گیا یزدجرد عربی زبان خوب جانتا تھا
اور بڑی فصاحت سے بول سکتا تھا اور آج جماعہ مردمان سفارت کی رائے سے مغیرہ کی باری تھی کہ یزدجرد سے گفتگو کرے مغیرہ شمشیر باندھے ہوئے تھا اور ایک
خاص قسم کا صوفدار کپڑا لپیٹ رکھا تھا یمنی چادر پشت پر تھی اور ہاتھ میں کوڑا تھا یزدجرد مغیرہ کیطرف دیکھ رہا تھا کہ اس کی نظر یمنی چادر پر جا پڑی ایک شخص
عبور نامی سے جو ترجمانی کی خدمت کے لئے حاضر تھا پوچھا اس کپڑے کا کیا نام ہے اس نے کہا بردیمانی بادشاہ نے اس نام کو فال بد تصور کیا اور کئی دفعہ کہا
برد مد جہاں را یعنے انہوں نے جہان کو لے لیا پھر مغیرہ نے کہا تو قاصد تھا تجھے لازم تھا کہ میری مجلس میں داخل ہونے کے بعد جہاں میں حکم دیتا بیٹھ جاتا

تو میری اجازت بغیر تخت پر کیوں آبیٹھا مغیرہ نے کہا تیرے تخت پر بیٹھنے سے مجھے کوئی بزرگی حاصل نہیں ہوئی مگر میں نے ایسی لائق اس سے زیادہ اور کوئی جگہہ نہ پائی اب اس بات کو چھوڑ دو اور مطلب کی بات کہو یزدجرد نے کہا تم عربوں نے میرے ملک میں کبھی سوداگری کے لئے اور کبھی سیر سنکر اور کبھی بھیک مانگتے ہوئے گذر کیا مزیدار کھانے کھائے ٹھنڈے پانی پئے اور ریشمی لباس دیکھے پھر واپس جا جا کر اپنے ساتھیوں کو مطلع کیا اب تم پھر آئے ہو اور ایک نیا دین نکال کر لائے لوگوں کو اُس کی ترغیب دلاتے ہو اور چاہتے ہو کہ اس حیلہ سے ہماری سلطنت اور دولت و نعمت پر اپنا قبضہ کر لیں تمہاری مثال اوس لومڑی کی سی ہے جسے انگوروں کے تختہ میں پہنچکر کچھ کھائے کچھ چرا لے گئے انگوروں کے مالک نے کچھ خیال نہ کیا جانے دیا پھر اُوسنے اپنے ساتھیوں سے جا کہا اور سب کی سب جمع ہو کر آئیں اُسوقت باغ کے مالک نے چار دیواری کے تمام دروازے اور رخنے بند کر کے سب کو مار ڈالا اب اگر میں چاہوں تو تم سب کا یہی حال کر دکھاؤں لیکن میں ایسا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہے غلہ کے نہونے اور معاش کی تنگی اور سختیوں کی کثرت کے سبب اس ملک کا قصد کیا ہے میں تم کو کھانا اور کپڑا دونگا اور تم کو عمدہ طور سے نعمتیں اور خلعت بخشونگا اور تمہیں میں سے کسی شخص کو تمہارا سردار قرار دونگا مغیرہ نے کہا اب تم اپنی سب باتیں بیان کر چکے یزدجرد نے کہا ہاں مغیرہ نے جواب دیا کہ قحط زدگی اور تنگیوں کی نسبت جو کچھ آپ نے کہا بیشک سب سچ ہے ہم ایسے ہی تھے جُوہے اور سوسمار کھایا کرتے تھے بکریوں کے بالوں کا کپڑا پہنتے تھے اور حرام اور حلال میں کچھ تمیز نہ کرتے تھے اور اپنے چچا کی اولاد کو ایک کوڑی کے مقابلہ پر ناچیز سمجھتے تھے اور ایسی اُن حالتوں پر ہم فخر کرتے تھے اور ہمارا یہی حال رہا اب خُدا نے ہم میں اپنا رسول بھیجا اور ہمکو بتوں اور بیہودہ چیزوں کے پوجنے سے روکا اور عبادت آلٰہی کی توفیق دی حرام اور حلال اُمور سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ ہم کافروں سے جنگ کریں اور اُن ملکوں اور شہروں کو بھی ظاہر کر دیا جو ہم مسلمانوں کے قبضے میں آئینگے تیرا یہ شہر اور محل بھی ہمارے قبضہ میں آئیگا۔ تجھے اب اِن تین باتوں میں سے ایک قبول کر لینی چاہئے اول یہ کہ تو اس دینِ الٰہی کو قبول و منظور کر جس سے تیری بادشاہت تیرے پاس رہے پھر ہم میں سے کوئی تیری اجازت بغیر تیرے ملک میں نہ آئیگا نہیں تو خراج دینا قبول کر اور خراج دینے کیوقت ساغر بننا اختیار کر اور اگر یہ بھی منظور نہو تو لڑائی کی تیاری کر جسے خُدا چاہے ہلاک کرے اور جسے چاہے سلامت رکھے یزدجرد نے کہا میں نے سب سمجھ لیا لیکن ساغر لفظ سمجھ میں نہیں آیا مغیرہ نے کہا ساغر کا یہ مطلب ہے کہ جسوقت تو خراج ادا کرے تو کھڑا رہے اور ایک کوڑا تیرے سر پر اس غرض سے رہے کہ تو اُس کے ادا کرنے میں سُستی نہ کیا کرے یزدجرد اس بات کو سنتے ہی غضبناک ہوا اور کہا میں نہیں سمجھتا تھا کہ جیتے جی تم جیسوں کی ایسی باتیں سُنوں کا میرا ارادہ تھا کہ تم پر مہربانی کروں گا اور انعاموں اور بخششوں کا برتاؤ رکھونگا اب تم نے میرے سامنے ایسی بے ادبانہ کلام کئے ہیں تو میری جانب سے تم کو خاک کے سوا اور کچھ نصیب نہو گا پھر غلام کو حکم دیا کہ مٹی کا ایک طشت بھر کر ان کے حوالہ کر دے کہ اُسے اپنے امیر کے پاس لیجائیں اور سُنا دیں کہ میرے پاس تمہارے واسطے یہی حصہ تھا اور میں ابھی ایک لشکر کو بھیجتا ہوں جو تم سب کو قادسیہ کی خندق میں زیر خاک دفن کرے گا مغیرہ تخت پر سے اُتر آیا اور ہمراہیوں کے ساتھ سوار ہو سعد وقاص کے پاس پہنچا جو کچھ گفتگو پیش آئی تھی کہہ سُنائی سعد نے مغیرہ کی سفارت سے خوش ہو کر تعریف کی یزدجرد نے بھی عربی لشکر کے مقابلہ کی تیاری کی اپنے وزیر رستم نامی کو جو بے نظیر بہادر اور تمام فوج کا سپہ سالار تھا بُلا کر کہا موسم سرما گذر گیا ہے اور مویشیوں کا چارہ ہر طرف بکثرت موجود ہے فوجوں کو جمع کر کے عربی لشکر پر چڑھائی کرنی چاہئے اور اُنہیں اس ملک سے ہٹا دے رستم نے فرمان شاہی کی تعمیل کی اور ہر ایک جانب خط لکھکر فوجوں کو طلب کیا سب سے پہلے ہمدان کا سردار پچیس ہزار سوار اور پیدل لیکر حاضر ہوا اُس کے بعد شہرزاد حاکم قُم و کاشان پچیس ہزار سواروں اور پیدلوں کی جمعیت سے آیا اصفہان سے شیروان شاہ اسیقدر لشکر جرار لے کر آیا غرضکہ اسی طرح ہر ایک طرف سے صوبہ دار اور حاکم فوجیں لے لے کر یزدجرد کے دربار میں حاضر ہو گئے یزدجرد نے انکو بیشمار انعام واکرام دے کر بماتحتی رستم مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیا لشکر کفار کی جس کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل تھی اور سب کے سب قوی عددان اور ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ تھے اسلامی فوجوں کے سامنے

قیام کیا سعد وقاص نے کفار کی تعداد اور تیاری دیکھکر اندیشہ کیا کیونکہ وہ دس کے جھنڈے تلے کل چالیس ہزار عرب تھے فوراً امیر المومنین عمر کو خط لکھا اور فارسی
لشکر کی شمار اور تیاری سے آگاہ کیا عمر نے ابو عبیدہ جراح کو لکھا کہ بیس ہزار بہادروں کی جمعیت سے سعد وقاص کی مدد کرے اُس نے بہ تعمیل ارشاد خلیفہ بیس
ہزار تجربہ کار جوان روانہ کر دیئے اب اسلامی لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار ہوگئی طرفین کی فوجیں معرکہ آرائی کے لئے نکلیں سعد وقاص نے دائیں بازو پر عمر بن
معدیکرب اور جریر بن عبد اللہ البجلی کو مقرر کر کے دس ہزار سپاہ حوالہ کی اور بائیں پہلو پر ابراہیم بن حارث اور علی بن محش عجلی کو دس ہزار فوج دیکر قائم کیا اور
قلب میں طلحہ بن خویلد الاسدی اور منذر بن حسان الضبی کو پندرہ ہزار سوار اور پیدل دے کر متعین کیا اسی طرح جناح اور ساق اور کمین گاہ میں چیدہ
چیدہ فوجیں مقرر کیں اب دونو طرف کے بہادروں نے ہتھیار سنبھالے سب سے پہلے آذربائیجان کا امیر مہران نام جو یزدجرد کا داماد بھی تھا بڑی شان وشکوہ
سے میدان جنگ میں گھوڑا اڑاتا ہوا آیا حریر کی قبا اور دیبا کا قمیص زیب تن تھا جواہر نگار پٹکہ کمر میں تھا اور دو بیش قیمت موتی کانوں میں پڑے ہوئے تھے اور
ایک قوی ہیکل گھوڑا زیر ران تھا ہندی تلوار ہاتھ میں لئے آتش بن شعلہ کی طرح گھوڑے کو کاوے دیتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں آج عربوں کے خون سے
اس میدان میں ندیاں بہا دوں گا اور یزدجرد کو ان کی طرف سے مطمئن کر کے خلقت کو ان لوگوں کے غرور اور تکبر سے آزاد کر دونگا سعد وقاص نے اپنے ہمراہیوں
کی طرف مڑ کر کہا اے بہادر پہلوانو دیکھتے ہو یہ کافر کیا بیہودہ بک رہا ہے تم میں سے کون شخص میدان میں نکلکر اسکو سزا دے سکتا ہے منذر بن حسان الضبی قلب
لشکر سے نکلکر مہران کیطرف بڑھا اور بولا اے جوان تو یہ شیخی کب تک بگھارے جائیگا ذرا ٹھہر اور مردوں کا حملہ ملاحظہ کر پھر تو دونو نیزہ لے کر گتھ گئے اور خوب
ہی داد مردانگی دی آخرکار منذر نے نیزہ مار کر مہران کو گھوڑے سے نیچے گرا دیا اور خود نیچے اوتر کر سر کاٹنے کے ارادے سے تلوار کا ایک ہاتھ چھوڑا مگر مہران نے یہ وار
پاؤں پر روکا اور تلوار بھی پاؤں پر لگ کر ٹوٹ گئی اب منذر سر کیطرف آیا کہ بدن سے علیحدہ کرے اسی اثنا میں منذر کا گھوڑا بھاگ نکلا اور وہ پکڑنے کے لئے اسکے
پیچھے گیا جریر بن عبد اللہ بجلی نے لپک کر مہران کی ڈاڑھی پکڑ لی اور سر کاٹ کر تمام ہتھیار اور قیمتی کپڑے اوتار لئے منذر بھی اپنے گھوڑے کو پکڑ کر آیا کہ مہران کا
کام تمام کرے دیکھا کہ جریر نے سر کاٹ لیا ہے تمام کپڑے اوتار لئے ہیں منذر نے کہا میں نے اسے نیزہ مار کر گھوڑے سے گرایا ہے اور تلوار سے اسکا پاؤں کاٹا ہے اس کے
ہتھیار اور سامان سب میرا حصہ ہے دونوں میں بحث ہونے کے بعد یہ بات قرار پائی کہ خود اور پٹکہ منذر پائے اور باقی تمام اسباب جریر بن عبد اللہ لے جب ہتھیار اور
پٹکہ وغیرہ کی قیمت کا اندازہ کیا تو پٹکہ تیس ہزار درہم کا نکلا اور باقی تمام چیزیں دس ہزار درہم کی ہوئیں اُس دن صبح سے شام تک دونوں لشکر لڑتے
رہے رات ہونے پر اپنے اپنے خیموں کی طرف پلٹ آئے دوسرے دن بھی میدان میں نکل کر جنگ شروع ہوئی سب سے پہلے ایرانی فوج کا ایک پہلوان فیروز نام
کوہ تمثال ہاتھی پر سوار ہو کر نکلا اور بہادر سپاہیوں کی ایک جماعت اُس کے ارد گرد تھی مسلمانوں میں سے ایک شخص واسں نام جسکی کنیت ابا الہول تھی بنی
اسد کے قبیلہ سے نکلا اور فیروز سے جنگ کرنے کا قصد کیا یہ شخص بڑا بہادر اور بہت پھرتیلا تھا گھوڑے کو چند کوڑے لگا کر گرم کیا پھر اوس ہاتھی پر حملہ کر دیا
اور تلوار کی ایک ہی ضرب میں سونڈ دو ٹکڑے کر کے گرا دی اسی اثنا میں فیلبان نے بھی ایک وار کیا جس سے اسدی جوان زخمی ہو کر گھوڑے سے
نیچے آ رہا دوسری طرف سے فیروز بھی ہاتھی پر سے آ پڑا مسلمان اوسے گرتے ہوئے دیکھکر ٹوٹ پڑے اور دم زدن میں تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا فیروز کے
قتل ہوتے ہی کافروں نے بھی مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کیا طرفین سے بڑی خونریز جنگ ہوئی آخرکار مسلمان فتحیاب ہوئے کافروں میں سے بہت سے
مارے گئے باقی پسپا ہو گئے اور محل قادسیہ جس پر کافر قبضہ کئے ہوئے تھے مسلمانوں کے ہاتھ آیا اس میں سے بے شمار مال اور غلہ اور ہتھیار برآمد ہوئے یہ محل
بہت ہی عالیشان اور نہایت ہی مضبوط تھا سعد وقاص نے بہت پسند کیا اور اُسی جگہ قیام فرمایا اور اسلامی فوجیں اُسکے گرد اتر پڑیں ایرانی لشکر یہ
دیکھکر کہ کوشک قادسیہ پر مسلمان قابض ہو گئے ہیں اور اسکا تمام مال و اسباب اُن کے ہاتھ آ گیا ہے بہت ہی جوش و خروش میں آئے اگلے دن سب نے
متفق ہو کر اور دائیں بائیں دستوں کو جنگی ہاتھیوں سے آراستہ کر کے میدان جنگ کا رُخ کیا ان کوہ پیکر ہاتھیوں کی ہیبت اور شان و شوکت کو دیکھکر

مسلمانوں کے چھکے چھوٹ گئے اور سوچنے لگے کہ ان ہاتھیوں کا مقابلہ کس طریق سے کرنا چاہیے آخر کار یہی صلاح ٹھہری کہ پیدل ہو کر حملہ کریں سب گھوڑوں پر سے اُتر پڑے اور تلواریں کھینچکر ایک دم سے ہاتھیوں پر جا پڑے اُنکی سونڈوں کو لقمہ تمشیر بنا کر تمام گرد و پیش کی جمعیت کو کاٹ ڈالا اب ایک ایرانی بہادر شہنشاہ نامی صفوں کے درمیان سے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا اور لڑنے والوں کو طلب کیا یکے بعد دیگرے مسلمانوں میں سے چار بہادروں کو ہلاک کیا عمر بن معدی کرب جو نہایت ضعیف اور بوڑھا تھا اُسکے مقابلہ کا ارادہ کیا اُسکے چچا کی اولاد اُسے روکنے لگی کہ تم بوڑھے ہو گئے ہو اور تم میں پہلی طاقت نہیں رہی ہے اور مدمقابل جوان اور بہت شہ زور معلوم ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ تمکو صدمہ پہنچے عمر معدیکرب نے ایک نہ سُنی اور گھوڑا اُڑا کر میدان میں نکل آیا دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور میان سے تلواریں گھسیٹ لیں انجام کار عمر معدیکرب نے اُس کے سر پر ایک ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے آرہا عمر فوراً گھوڑے پر سے کود پڑا اور سینہ پر سوار ہو کر سر کاٹ لیا سر کا تاج اور بدن کا لباس اور کل ہتھیار لیکر اپنی فوج میں واپس آیا تمام بھائی بند نہایت ہی شاد ہوئے اور جرأت کہتے تھے آج بھی شام تک دونو فوجیں لڑتی رہیں بہت ہی سخت لڑائی ہوئی رات کے وقت دونو لشکر اپنی اپنی جگہ پر واپس آ گئے چوتھے دن بھی اسی طریق سے صف آرائی ہوئی اور کسیقدر کافروں کو غلبہ حاصل ہوا بہت سے مسلمان قتل اور زخمی ہو گئے۔ قریب تھا کہ وہ بھاگ کر کوشکِ قادسیہ میں پناہ لیں کیونکہ کافروں کی جمعیت کا رات دن تانتا لگا ہوا تھا اور اُن کی تعداد دم بدم بڑھتی جاتی تھی جب کمک آتی تھی تو وہ ڈھول اور نقارے بجاتے اور بڑا شور و غل کرتے تھے مسلمان بھی خدا کو یاد کر کے نعرہ تکبیر مارتے تھے مگر اُن کی جمعیت شہادت پانے کے سبب سے گھٹتی جاتی تھی اِن دنوں میں ابو محجن ثقفی جو عرب کے نامور بہادروں میں سے یکتا اور بڑا شمشیر زن اور نیزہ باز تھا بجرم شراب نوشی کوشکِ قادسیہ میں قید تھا ایرانی لشکر کے غلبہ کی خبر اور اُن کے نقاروں کے شور و غل کو سُن کر سعدِ وقاص کی منکوحہ سلمٰی کے پاس آدمی بھیجا کہ تو دیکھتی ہے لشکر اسلام مغلوب ہوتا جاتا ہے اور کافر ہر طرف سے بڑھتے آ رہے ہیں میں قید میں ہوں اور شرمندگی کے سبب سعدِ وقاص سے کچھ نہیں کہہ سکتا کیا تو مجھ سے خدائے پاک اور سچے دین اسلام کی قسم لیکر اور ایک گھوڑا اور اسلحہ دے کر چھوڑ سکتی ہے کہ میں آج کی جنگ میں شجاعت اور بہادری دکھا کر اپنی شرمندگی کو مٹاؤں شاید میں مسلمانوں کی مدد کر سکوں اور کافروں کو سزا دوں جس سے دنیا میں ناموری اور آخرت میں ثواب پاؤنگا اور تو بھی میرے ساتھ ثواب میں شریک ہو جائے گی سلمٰی کو یہ بات پسند آئی اور اپنایت کی محبت نے جوش مارا اُسے قسم دلا کر قید سے رہا کر دیا کہ اگر جنگ سے زندہ پھر کر آئے تو سعدِ وقاص کے سامنے نجائے بلکہ اپنی جگہہ اسی قید خانہ میں داخل ہو جائے پھر سعدِ وقاص کی سواری کا گھوڑا اور اُسی کے اسلحہ دے کر خدا کے سپرد کر دیا اُسوقت سعد کوشکِ قادسیہ کی بلندی پر کھڑا ہوا تھا اور لڑائی کی کیفیت دیکھ رہا تھا اور ایلچی برابر خبر پہنچا رہے تھے اور یہ مسلمانوں کا دل بڑھاتا تھا اور جسطرف مدد کی ضرورت پڑتی تھی سواری کے گھوڑے اور اسلحہ پہنچا رہا تھا ابو محجن ہتھیار لگا اور سعد کے ابلق گھوڑے پر بیٹھ مسلمانوں کی صفوں میں آیا اور مُنہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھا کہ کوئی شخص اُسے نہ پہچانے پھر وہاں سے نکلکر میدان میں آیا اور اُس ایرانی فوج پر جو غلبہ حاصل کئے برابر مسلمانوں کو دباتی چلی آ رہی تھی حملہ کیا کبھی تلوار سے اور کبھی نیزہ سے جنگ کرتا تھا تمام مسلمان اُسکی دلیری اور بہادری پر عش عش کر رہے تھے سعدِ وقاص بھی اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا تعریف کرتا تھا اور مصاحبوں سے پوچھتا تھا کہ تم اِس سوار کو پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے وہ کہتے تھے ہم نہیں جانتے بظاہر کوئی فرشتہ معلوم ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے واسطے بھیجدیا ہے یا حضرت خضر علیہ السّلام ہیں اور بحکم الٰہی ہماری مدد کو آئے ہیں کیونکہ کسی انسانی طاقت کا کام نہیں ہے کہ اِس غضب کی جنگ کرے اور ایسی بہادری دکھا سکے سعد کہتا تھا بیشک یہی بات ہے غرضکہ ابو محجن جسطرف حملہ کرتا تھا غلبہ حاصل کرتا تھا جس پر ہاتھ چھوڑتا تھا دو ٹکڑے کر دیتا تھا یہانتک ہوا کہ ایرانیوں کا بڑھتا ہوا قدم پیچھے ہٹنے لگا اور کوئی شخص اُس کے مقابلہ کے لئے آگے نہ بڑھتا تھا اب ابو محجن اپنی صف میں چلا آیا اور کسی طرف سے کترا کر اُٹھے علیحدہ ہو کر کوشکِ قادسیہ میں آ داخل ہوا گھوڑی کو طویلہ میں باندھ دیا

اور اسلحہ کھولکر قید خانہ میں آ بیٹھا اور سعد کی نکاحی سے کہلا بھیجا کہ میں واپس آ گیا ہوں اپنی لونڈی کو بھیجدے کہ میرے پاؤں میں بیڑی پہنا جاوے سعد کی
زوجہ نے تعریف کی اور وعدہ کی سچائی سے خوش ہوئی اور کہلا بھیجا کہ مطمئن رہ جسوقت سعد گھر میں آئیگا تو اُس سے تیری رہائی کے واسطے جسقدر ممکن ہوگا
کہا جائیگا جب رات کے وقت سعد گھر میں آیا سلمیٰ نے پوچھا کہ آج اسلامی لشکر کا کیا حال رہا اُسنے کہا کچھ نہ پوچھ مسلمان بھاگ نکلنے ہی کو تھے کہ خدا تعالےٰ
نے ہم پر بڑا احسان کیا ایک بڑا بہادر اور چالاک سوار نمودار ہوا میں نہیں جانتا کہ وہ آدمی تھا یا فرشتہ ایسی مردانہ جنگ کی کہ بیان نہیں ہو سکتی پسپا ہونے کے
بعد مسلمانوں کو اُسی کی بہادری کی بدولت غلبہ حاصل ہوا سلمیٰ نے کہا وہ شخص ابو المحجن تھا سعد حیران ہوا سلمیٰ نے اسکا تمام حال کہہ سُنایا سعد اوس کے پاس آیا
بڑی تعریف و توصیف کی اور حکم دیا کہ اوسکے پاؤں سے بیڑی نکال ڈالیں اور نصیحت کی اپنے اعمال پر نظر رکھ اور عاقبت سے ڈرتا رہ الغرض تمام شب لشکر کا یہ حال
تھا کہ وہ بیحد کوشش کرنے سے تھکے ہوئے تھے اور کشتوں اور زخموں کی کثرت کے سبب غمزدہ اور اندیشناک تھے اور سعد وقاص بھی زخمی ہونے کے سبب میدان
جنگ میں نہ آسکتا تھا مگر صبح کے وقت ایک تیز رفتار گھوڑے پر زین ڈلواکر سوار ہوا اور باہر نکلا تمام سردار اُسکے گرد جمع ہوگئے اور کہا اے امیر ہم تمہارے حال اور تمہاری
تکلیف سے بخوبی واقف ہیں تم باہر نہ آنے کے لئے مجبور ہو اب با اطمینان گھر میں واپس جاؤ ہم جہانتک قوت مدد دیگی لڑائی میں سخت کوشش کرینگے اور انشاء اللہ
تعالیٰ توفیق حسنہ کی بدولت اس مہم کو بخوبی انجام دینگے سعد نے کہا تم سچ کہتے ہو اور میری تکلیف سے خدا تعالیٰ خوب آگاہ ہے تمکو اس جنگ اور مہم کا خود ہی زیادہ
خیال ہے میرے کچھ کہنے کی حاجت نہیں ہے کہ تمکو زیادہ ترغیب جنگ دلانے کے لئے فہمائش کروں اس لڑائی کو چار دن گذر چکے آج پانچواں دن ہے میں
امید کرتا ہوں کہ آج فتحمندی اور نصرت کا دن ہے انشاء اللہ تعالےٰ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کہکر سعد وقاص گھر میں چلا گیا اور بالائے بام بیٹھکر لڑائی
کا رنگ ملاحظہ کرنے لگا ایرانی لشکر بڑی تیاری اور انتظام کے ساتھ میدان جنگ میں آیا مسلمان بھی حسب دستور مستعد اور لیس ہوکر نکلے سب سے پہلے
مسلمانوں میں سے جریر بن عبد اللہ البجلی نے نکلکر ایرانی صفوں پر حملہ کیا اُسکے بعد علیا بن جحش العجلی دشمن پر جا پڑا اُسکے پیچھے ہی ابراہیم بن حارث الشیبانی
نے ہلا کر دیا پھر تو عمرو بن معدی کرب اور اور سرداروں اور امیروں نے یکے بعد دیگرے کافروں پر چڑھائی کر دی خوب ہی گھمسان کا رن پڑا مسلمانوں کی
تکبیروں کی آوازیں آسمان پر جا رہی تھیں فارسی لشکر کے بہت سے سپاہی کشتہ اور خستہ خاک و خون میں لوٹ رہے تھے اور جنگ بڑی خونریزی کے ساتھ
جاری تھی کہ اچانک شام کی طرف سے غبار اُڑتا ہوا نظر پڑا دونو فوجوں کی آنکھیں اسی طرف لگ گئیں کہ یہ کسکی کمک آتی ہے اسلامی لشکر غمگین تھا اتنے میں
گرد ہٹی اور لشکر نظر آنے لگا دیکھا کہ اُن کا سردار ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص ہے جسے بموجب فرمان عمر ابو عبیدہ جراح نے ملک شام سے سعد وقاص کی
مدد کے لئے بھیجا ہے ہاشم نے اپنے چچا سعد وقاص کے لشکر کو دیکھتے ہی اپنی دس ہزار فوج کے دس حصے یعنے ہزار ہزار جوانوں کا ایک ایک دستہ قرار دیا اور آپ
سب سے اگلے دستہ کے ساتھ آگے بڑھا اور اسلامی لشکر میں پہنچکر سعد وقاص اور دوسرے مشہور و معروف سرداران عرب کا حال پوچھا لوگوں نے کہا سعد بھی
سلامتی سے ہیں اور اور دوست بھی زندہ ہیں لیکن ایرانی لشکر کو غلبہ حاصل ہے کیونکہ اُن میں سے ایک مرتا ہے تو سو آدمی اُس کی مدد کے لئے آموجود ہوتے ہیں
ہاشم نے کہا تم کچھ فکر نکرو اللہ تعالےٰ آس والوں کا حامی ہے پھر اُس کی فوجوں کے دستے ایک دوسرے کے بعد پہنچنے لگے آخری دستہ کا سردار قعقاع بن
عمرو تمیمی تھا آتے ہی اُوسنے ایرانی لشکر پر حملہ کیا بیان کرتے ہیں کہ اوس نے پے در پے تیس حملے کئے اور ہر حملہ میں ایک سے لیکر تین بہادروں تک قتل کیے ایرانی
لشکر پر اوس کے پیہم حملوں سے خوف اور رعب چھا گیا اور اس کی بہادری کے ثناخواں ہوئے رستم کا بھائی شہریار جو اس فوج کا سردار تھا قعقاع کی جرات
کو دیکھکر اپنی صف سے نکلا اور قعقاع پر حملہ کیا پھر تو دونوں میں جنگ ہونے لگی ایک گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ قعقاع نے اُسکے کمر میں ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے
گر کر مر گیا کافروں نے شہریار کے مرتے ہی شور و غوغا بلند کیا اور زور سے نقارے اور ڈھول تاشے اور جھانجھ بجنے لگی اور جوق جوق مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے
طرفین سے بڑے جوش و خروش کی جنگ ہونے لگی بڑا معرکہ کا رن پڑا اسقدر گرد و غبار بلند ہوا کہ دنیا تاریک ہوگئی ایک مسلمان بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ اے

دوستو جنگِ بدر و احد کو دیکھنا ہو تو اِس معرکہ کو دیکھ لو اے عمر بن معدیکرب نے اپنی قوم کو لیکر بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے کافروں پر حملہ کیا جر بڑھتا جاتا تھا اور حملہ پر حملہ کر رہا تھا اور ہر حملہ میں کئی کئی ایرانی جوانوں کو خاک و خون میں ملا دیتا تھا پھر تو جملہ مسلمانوں نے اپنی جگہہ سے بڑھکر ایرانیوں پر تاخت کی اور اُنکو اپنی صفوں کے آگے رکھ لیا اور دریائے فرات کے کنارے تک پسپا کر دیا اس جنگ میں دس ہزار سے زیادہ ایرانی قتل ہوئے اور اُنکا لشکر بھاگ نکلا جسطرف جسکا مُنہہ اٹھا چلا گیا مسلمانوں کو لوٹ میں بیشمار مال و دولت ملی وہ لوٹ سے فارغ ہو کر قادسیہ میں واپس آ گئے اور شکست خوردہ فوج کے باقی ماندہ آدمیوں نے مدائن کا رُخ کیا اور وہاں پہنچکر امن سے ہو بیٹھے سعد وقاص کی یہ رائے ہوئی کہ شکست خوردہ فوج کے عقب میں لشکر بھیجنا چاہئے حکم دیا کہ دس ہزار فوج معہ ساز و سامانِ جنگ لیس ہو کر کافروں کا پیچھا کریں اور ایرانی لشکر کا کام تمام کر کے اطمینان قلبی حاصل کریں مسلمانوں کا لشکر اُن کے پیچھے روانہ ہوا ایرانی اِس امر سے واقف ہو کر کہ اسلامی لشکر ہمارے پیچھے آ رہا ہے بعالم مجبوری مقابلہ کے لئے مستعد ہوئے مسلمانوں میں سے ایک بہادر سردار ہلال بن علقمہ العقیلی نے رستم پر جو یزدجرد کا سپہ سالار اور وزیر تھا حملہ کیا رستم نے ایک نیزہ مارا جس سے ہلال کا پاؤں مع رکاب چھید کر پیوستہ ہو گیا ہلال نے بھی اسی گرما گرمی میں ایک ایسی تلوار لگائی کہ رستم کا تاج اور سر کٹ گیا اور شمشیر اوس کے سینہ تک اُتر آئی رستم گھوڑے پر سے گر پڑا ہلال نیزہ پاؤں سے نکال کر گھوڑے سے اُترا اور رُستم کا تاج اور اوس کے تمام کپڑے اور اسلحے لے کر سر کاٹ لیا ایرانی لشکر اپنے سردار کو بے سر دیکھکر بھاگ نکلا اور مدائن میں داخل ہوا یہاں حوضوں کو پانی سے لبریز کر کے زہر قاتل ملا دیا اور بہت سا زہر آمیز کھانا پکا کر ساباط مدائن میں رکھ چھوڑا اُسکے بعد دریائے دجلہ کو عبور کر کے اور اسکے پُلوں کو توڑ کر کہ لشکر عرب اسطرف نہ آ سکے یزدجرد کے قیام گاہ کیطرف بڑھے جب مُسلمانوں کا لشکر ساباط میں داخل ہُوا تو بہت ہی بھوکا اور پیاسا تھا کھانا تیار اور پانی خوشگوار پایا خوب سیر ہو کر کھایا پیا اور آسودہ ہو کر لیٹ بیٹھ رہے خداوند کریم کے فضل سے زہر نے بھی اُنکو کچھ نقصان نہ پہنچایا مسلمانوں نے اکثر مکان مقفل پائے اُنکو کھولا تو بے شمار مال و دولت اور اسلحہ ہاتھ آئے سب کے سب اس غنیمت کی بدولت مالا مال ہو گئے پھر تو بڑی خوشیاں منائی گئیں اور شکر الٰہی ادا کیا دوسرے دن سعد وقاص کی یہ رائے ہوئی کہ چند روز اسی جگہہ قیام کریں اور جب دریا پر پُل بندھ جائیں تو پار جا کر کافروں کا کام تمام کریں ایک شخص نے کہا اے امیر جس خُدا نے ہمیں خشکی میں حفاظت سے رکھا ہے وُہی ہمکو پانی سے بھی بچا سکتا ہے میری یہ رائے ہے کہ فوراً دریا سے گذر کر کفار کا پیچھا نہ چھوڑیں اس امر سے ہمارے ہیبت اون کے دلوں میں جم جائے گی علما نے کہا بے شک یہ رائے دُرست ہے مگر دجلہ طغیانی پر ہے اور اُسے عبور کرنا مشکل کام ہے اُس جوان نے کہا اے امیر سب سے پہلے میں اپنے آپ کو گھوڑے سمیت دریا میں ڈالتا ہوں اور مجھے فضل الٰہی سے پُورا بھروسہ ہے کہ صحیح سالم پار جا پہنچوں گا یہ کہکر پانی میں گھوڑا ڈال دیا اُس کے پیچھے ہی ہلقام بن الحرث العقلی جو عرب کے بہادر لوگوں میں شمار ہوتا تھا داخل آب ہُوا اس کی تقلید مرسد بن عبد اللہ اور عمرو بن معدی کرب نے کی اس نظارے کو ملاحظہ کر کے تمام سردار اور امیر دریا میں اُتر پڑے اور اُن کے پیچھے ہی تمام لشکر نے بھی اپنے اپنے گھوڑوں کو کُودا کر کے پانی میں ڈال دیا اور با آواز بلند تکبیر کہتے جاتے تھے اور یہ دُعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ لَا اَحْرٰکَ اِلَّا اَحْرٰکَ یعنے اُن کے بعد سعد وقاص نے بھی اپنا گھوڑا دجلہ میں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل شامل حال فرما کر سب کو صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچا دیا ایک آدمی یا ایک گھوڑا بھی ضائع نہیں ہُوا یزدجرد بادشاہ ایران اپنے محل کے جھروکوں سے اس کیفیت کو دیکھ رہا تھا اُنکو اس طریق سے دریا عبور کرتے اور صحیح سلامت اِس پار پہنچا ہوا دیکھ کر وزیروں سے کہا کہ یہ لوگ نہ آدمی ہیں نہ پری ضرور شیطانی زُمرہ سے ہیں دیکھتے نہیں کہ ایسے بڑے دریا کو بغیر کشتی اور پُل کے کس طریق سے عبور کر آئے ہیں مناسب ہے کہ ہم یہاں سے اور طرف نکل جائیں اور پہاڑوں اور میدانوں میں پناہ گیر ہوں پھر اُنہوں نے معہ زن و فرزند و سامان و دولت جلولا کی طرف رخ کیا اور عرب اون کے عقب سے داخل مدائن ہوئے جو کچھ پایا خوب لوٹا بیان کرتے ہیں کہ کافور کا ایک ڈھیر ہاتھ آیا جسے نمک کے برابر دیتے تھے اور کہتے تھے ہمنے بُرا نمک دیکر اچھا نمک خریدا ہے ایک عربی کو دو سونے کے پیالے ملے اُس نے آواز لگائی کہ کوئی ہے جو ان دو زرد رنگ کے پیالوں کے عوض ایک سفید جام دے ایک اور عرب نے اسی وقت ایک چاندی کے پیالے کو بعوض قیمت ادا کر کے وہ دونوں سونے

کے پیالے خریدلئے الغرض سعد وقاص نے مدائن میں قیام کیا اور مال و غنیمت کا پانچواں حصہ عمر کے پاس بھیجا اور تمام کیفیت لکھدی اور عمر بن معدیکرب کی بہت سی تعریف کی یہ خط مع مال و غنیمت عمر کو دیکر جانب مدینہ روانہ کیا جب عمر مدینہ میں پہنچا تو سعد کا خط عمر خطاب کے حوالہ کیا آپ نے عمر بن معدی کرب کی تعریف کو پڑھکر پوچھا سعد کا کیا رنگ ہے اور وہ دوسرے لوگوں سے کس طرح پیش آتا ہے اُسنے کہا وہ لشکریوں کا باپ ہے اور معاش کے کام کو عمدہ طور پر انجام دے رہا ہے اپنے مواقع اور اوقات میں ذرا نہیں گھبراتا وہ ایسا ہے جیسا عرب والا اپنے لباس میں یا شیر اپنے جنگل میں اور نبطی جوان اپنی ریاست میں وہ لوٹ کے مال کو مساوی حصوں سے تقسیم کرتا ہے منصفانہ حکم جاری کرتا ہے اور لشکر سے باقاعدہ کام لیتا ہے آپ نے فرمایا وہ تیری تعریف لکھتا ہے اور تو اُس کی توصیف بیان کرتا ہے اوسکے بعد عمر خطاب نے سعد وقاص کے خط کا جواب لکھا کہ کچھ عرصہ تک مدائن ہی میں ٹھہرا رہے اور کسی دوسرے مقام کی طرف حرکت نہ کرنا اور جس لشکر کو ابو عبیدہ نے مدد کی غرض سے بھیجا تھا اوسے واپس کردے کیونکہ رومی فوجوں نے اپنے مقام سے کوچ کرکے حمص میں قیام کیا ہے اور جمعیت فراہم کی ہے جب تک تجھکو شام کیطرف سے کوئی اطلاع نہ ملے مدائن ہی میں قیام رہے سعد نے خلیفہ کے حسب الحکم مدائن میں قیام کردیا اور جو فوج شام سے آئی تھی اُسکو واپس بھیجدیا +

سنہ ۱۴ ہجری میں ابو عُبیدہ بن الجراح کا مُلکِ شام میں فتح پانا اور شہر حمص کا تسخیر ہونا

جب عمر بن الخطاب کے حکم سے عربی فوج نے عجمیوں کی جنگ سے ہاتھ روک لیا اور رومیوں کے ساتھ نبرد آزمائی کی نوبت آئی تو ابو عبیدہ بن جراح متردد تھا کہ بیت المقدس کی طرف بڑھے یا ہرقل پر حملہ آور ہو اُسنے عمر بن خطاب کو خط لکھا کہ ان چند مہینوں کے عرصہ میں اجازت جنگ نہونے کے سبب اہالیانِ لشکر عیش و راحت سے بسر کرنے لگے ہیں اور بعض شراب نوشی کیطرف راغب ہوکر اُسے اچھا سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کی نسبت کیا حکم ہے عمر بن خطاب اس خط کو پڑھکر متفکر ہوئے کہ کیا جواب دیں حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمان اپنے آپ کو شراب سے نہیں روکتے اور حد شرعی کو خاطر میں نہیں لاتے اُسے خفیف امر تصور کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اِنَّ السُّکْرَانَ اِذَا سَکِرَ هَذٰی وَاِذَا هَذٰی اَفْتَرٰی وَاِذَا اَفْتَرٰی فَعَلَیْهِ ثَمَانُوْنَ یعنے اب شراب نوشی کی سزا اسی درّے مقرر ہوگئی تو عمر بن خطاب نے ابو عبیدہ کے جواب میں لکھا کہ سب کو جمع کرکے یہ احکام سنادے شاید شراب خوری ترک کردیں اور آیندہ کے لئے توبہ اور عہد کرلیں جب یہ خط پہنچا تو ابو عبیدہ نے تمام مجمع کے روبرو پڑھکر سنادیا اور کہا سفر کی تیاری کرلو میں یہاں سے حلب جاؤں گا اور اُسکے فتح کرنے کے بعد انطاکیہ کا عزم ہے کہ ہرقل سے معرکہ آرا ہوں سب مسلمانوں نے کہا ہم آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں اسی وقت ابو عبیدہ نے عامر بن صفوان بن عامر الاسلمی کو اپنا نائب قرار دے کر دمشق میں چھوڑا اور پانسو سواروں کا دستہ اُسکے حوالہ کیا خود دمشق سے باہر نکلکر خیمے کھڑے کئے پھر بقاع اور بلدہ کیطرف کوچ کیا وہاں پہنچکر فوج کو قلعہ کے گرد ڈالدیا اور حکم دیا کہ محاصرہ میں سختی کریں کوئی تین ہو تھوڑی یا بہت حمص کے حصار کے اندر رہ جانے دیں حصار کے لوگ تنگ حال ہوگئے کھانا تک نہ رہا جب زیادہ سختی گذرنے لگی سامان جنگ کرکے باہر نکلے اور لڑائی شروع کردی خالد بن ولید نے شرقی دروازہ کیطرف سے اور ابو عبیدہ نے غربی دروازہ کی سمت سے حملہ کیا اور مخالفین کی بہت سی جمعیت قتل کرڈالی اہل حمص یہ حال دیکھ کر حصار کے اندر چلے گئے اور دروازہ بند کرکے پناہ گیر ہوئے مگر اُن کے دلوں میں اسقدر ہیبت سما گئی تھی کہ وہ رات بمشکل تمام بسر کی علی الصباح ابو عبیدہ کے پاس قاصد بھیجا کہ مصالحت کرلیں ابو عبیدہ نے کہا ستر ہزار دینار نقد حوالہ کریں اور ہر سال فی کس چار دینار جزیہ دینا قبول کریں اور جسوقت مسلمانوں کا عامل اُن کے پاس پہنچا کرے تو اُسکو تعظیم و تکریم کے ساتھ ایک دن اور ایک رات مہمان رکھا کریں اور مسلمان بھی اُن کے ساتھ رعایت کریں گے طرفین سے ان امور پر رضامندی ہوگئی اور ایک عہد نامہ لکھا گیا جس پر مشہور و معروف لوگوں کے

دستخط بھی ہوگئے اسکے بعد حصار کے دروازے کھل گئے اور مسلمان اندر داخل ہوگئے اور باہم امن واطمینان سے رہنے لگے ابو عبیدہ نے حمص کے حصار میں قیام کیا اور فوجوں کو لوٹ مار کرنے کی غرض سے ہر سمت بھیجنا شروع کیا پھر امیر المومنین عمر کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا کہ سلام و نیاز کی مراسم کے بعد امیر المومنین کو معلوم ہو کہ حمص جو شام کے سب سے عمدہ شہروں میں سے ایک شہر ہے اور جسکا خراج اور دیگر فوائد بے شمار ہیں اہل اسلام نے فتح کر لیا ہے اور کیفیت یہ ہے کہ ہم نے حمص کے قریب پہنچکر اول اوسکا محاصرہ کر لیا تھا آخر کار اس مستحکم قلعہ کی جمعیت کثیر نے باہر نکلکر جنگ کی بڑی سخت لڑائی پیش آئی ہم نے جماعت کثیر کو قتل کر دیا باقی بھاگ کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئے اور دروازے بند کر لئے دوسرے دن انہوں نے صلح کا پیغام بھیجا میں نے شرائط مفصلہ ذیل پر صلح منظور کر لی کہ ستر ہزار دینار نقد حوالہ کریں اور ہر شخص سالانہ چار دینار جزیہ دیا کرے اس قرار داد پر عہد نامہ لکھا گیا ہے جس پر اکابران قوم کے دستخط ہو کر تکمیل صلح ہوگئی ہے اب زر مصالحت کا پانچواں حصہ بھیجا جاتا ہے اور جو کچھ میں نے امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا ہے اسکا خیال ہے فضل باریتعالے سے امید ہے کہ لشکر اسلام کو اب روز بروز فتح حاصل ہوتی جائے گی اور مومن ہی فتحیاب ہونگے فقط والسلام۔ جب یہ خط امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا تو بہت بڑی خوشی منائی گئی اس فتحیابی اور مال و غنیمت کے لئے شکریہ الٰہی بجالائے اور تمام مسلمان شاد و شاد ہوگئے اور خدا کا شکر کرتے تھے امیر المومنین نے ابو عبیدہ کے خط کا جواب لکھا کہ حمد و ثنا اور درود محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو عبیدہ کو واضح ہو کہ خط پہنچا اور مسلمانوں کی فتحمندی پر شکر الٰہی ادا کیا گیا اور تمام احوال معلوم ہوا جو کہ ہر سمت کو اس غرض سے فوج بھیجی جارہی ہے کہ کافروں کا مال و متاع لوٹ لائیں اور ان کے زن و فرزند کو گرفتار کر لائیں تاکہ وہ اسلام کو قبول کریں یا جزیہ دینا اختیار کریں آگاہی حاصل ہوئی میری رائے میں یہ امر مناسب ہوگا کہ ابھی فوجوں کو اپنے پاس سے علیحدہ ہونے دے اور حمص میں قیام رکھے زیادہ سلام اس خط کے پہنچتے ہی ابو عبیدہ نے خلیفہ کے فرمان کی تعمیل کی جن امیروں اور سرداروں کو ادھر ادھر بھیج رکھا تھا اپنے پاس واپس بلا لیا اور شہر حمص میں قیام کیا۔

اسلامی فوجوں سے لڑنے کے لئے رومی لشکر کا جمع ہونا

جب مسلمانوں نے شہر حمص کو فتح کر لیا تو وہاں کے شکست خوردہ بطریق بھاگ کر روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس آئے ہرقل اسوقت انطاکیہ میں تھا اپنے قبضے سے شہر حمص کے نکل جانے کا حال سنکر نہایت ہی غمگین ہوا اور کہا مجھ سے ان عربوں کا حال بیان کرو کیا وہ تم جیسے آدمی نہیں ہیں یا تمہاری تعداد انسے زیادہ نہیں ہے جواب دیا ہاں یہ سب سچ ہے کہ ہم جیسے ہی آدمی ہیں اور تعداد میں بھی ہم انسے زیادہ ہیں ہرقل نے کہا پھر تم ان کے سامنے سے کیوں بھاگ نکلتے ہو ایک بڈھے عقلمند نے جواب دیا اے بادشاہ میری سمجھ میں ایک بات آتی ہے اگر حکم دے تو عرض کروں ہرقل نے کہا بیان کر بڈھے نے کہا اہل عرب نیکوکار آدمی ہیں اور ہم ان کے برخلاف بدکار وہ اصلاح کرنے والے ہیں اور ہم فسادی وہ پاکباز ہیں اور ہم فاجر جب ہم ان پر حملہ کرتے ہیں وہ قدم جمائے رہتے ہیں اور جسوقت وہ ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ہمارے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں ہرقل نے کہا مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہے کہ جب تم انسے بہت زیادہ ہو اور اسلحہ اور شان و شکوہ میں بڑھے ہوئے پھر کیوں قائم نہیں رہتے بڈھے نے جواب دیا کہ ان لوگوں کے عمل ہمارے اعمال سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں وہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں اقرار کے پورا کرنے والے ہیں حکم الٰہی پر چلنا اور ممنوعات سے بچنا ان کے افعال و اعمال کا خاص حصہ ہے ہم لوگوں پر جبر کرتے ہیں قول کے پابند نہیں ہیں شراب پیتے ہیں گناہ کرنے کو سہل سمجھتے ہیں اور خدا کو ناراض کرتے ہیں ہرقل نے کہا جو کچھ تو نے بیان کیا بالکل سچ ہے اور بہت ہی کام آدمی ہیں جو تیرے جیسی صاف بات کہہ گذرتے ہیں اب میری یہ رائے ہے کہ اس شہر سے نکل جاؤں اور کسی اور شہر میں سکونت اختیار کروں کیونکہ مجھے تم لوگوں کے ساتھ رہنے میں ابھی خیر نظر نہیں آتی تم خراب کام اور بری چالیں

کرتے ہو بڈھے نے کہا اے بادشاہ شام جیسے علاقہ کو جو دُنیا کی بہشت اور جہان کا خلاصہ ہے ایسی حالت میں کہ یہاں ابھی تک کوئی جنگ نہیں ہوئی نہ دشمن کا قدم ہی اس جگہ تک آیا ہے چھوڑ جانا مناسب نہیں ہرقل نے کہا اے بڈھے ہم دشمن سے مختلف مقاموں پر لڑے تدمر اجنادین بعلبک دمشق فحل اردن اور ملقا یہ مقابلے ہوئے لیکن ہر جگہ اُنہی لوگوں کو فتح حاصل ہوئی اب شہر حمص بھی جو روم کا دار الحکومت تھا ہم سے چھین لیا بڈھے نے جواب دیا کہ یہ تقدیری باتیں ہیں اُن کے سبب سے دل نہ ہارنا چاہیے لڑائیوں میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے کبھی فتح ہے کبھی شکست تمکو اپنا کام درست کرنا چاہیے لازم ہے کہ فرمان جاری کرو اور تمام اطراف ملک سے تجربہ کار بہادر سپاہیوں کو فراہم کرو اور عربوں سے لڑنے کے لئے چیدہ چیدہ بہادر بھیجو اللہ نے چاہا تو مظفر و کامیاب ہوگے اور اُنکو اپنے ملک سے نکال دوگے اگر اُلٹا معاملہ ظاہر ہوا اور دشمن غالب آیا تو اُسوقت ملک کو اُنکے حوالہ کر دینا مجبوری میں داخل ہوگا اور پھر کوئی شخص تجھکو ملامت نہ کرے گا ہرقل کو بڈھے کی نصیحت پسند آئی تیز رو قاصد ہر طرف کو دوڑائے اور تمام حاکموں اور سرداروں اور اُمراء دولت کو لکھدیا کہ فی الفور سپاہی فراہم کرکے حضور والا میں روانہ کریں تھوڑے ہی عرصہ میں بے شمار فوجیں آ موجود ہوئیں جن میں بڑے بڑے بہادر اور نامور لوگ شامل تھے ہرقل نے اپنے وزیر مسمّی ماہان کو طلب کیا گراں بہا خلعت بخشا اور تین لاکھ دینار نقد بطور انعام دیکر ایک لاکھ فوج کا افسر مقرر کیا اسی طرح دوسرے وزیر کو بھی بلایا انعام و اکرام دیکر ایک لاکھ جوانوں کا سردار بنایا تیسرے وزیر کو بھی خلعت و انعام دیکر ایک لاکھ سپاہ پر مامور کیا اور اُن سب پر وزیر اعظم کو مقرر کرکے حکم دیا کہ وزیر اعظم کا حکم مانیں باقی فوج اپنے پاس رکھی پھر فوج کے سرداروں اور امیروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم دیکھ رہے ہو اور جانتے ہو کہ عربی فوجوں نے ہم پر کیسا غلبہ حاصل کیا ہے شہر چھین لئے ہیں اور اب ہماری طرف آ رہے ہیں ہمارے زن و فرزند اور مال و دولت کی لوٹ کی طمع دامن گیر ہے چاہتے ہیں کہ سب کو باندھ لیجائیں اور اپنے کام میں لائیں لازم ہے کہ ایکدفعہ جو ہی جان توڑ کر مقابلہ کرو اور اُنکو اچھی طرح سے سزا دو اگر ذرا بھی سستی اور بُزدلی اختیار کروگے تو بعینہٖ وہی حال ہوگا جسکا میں نے ذکر کیا ہے سب نے دل سے قبول کیا اور اس ارادہ سے کہ مردانہ جنگ کرینگے مسلمانوں کیطرف متوجہ ہوئے رومی فوجوں کی تیاری اور فراہمی کی خبر سنتے ہی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے سرداران لشکر کو جمع کیا اور صلاح لی سب نے کہا ہم تھوڑے ہیں اور دشمن بیشمار اور ہمارے اہل و عیال بھی مخالفوں کے ملک میں موجود ہیں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ہم اپنے بال بچوں کو شہر حمص سے دمشق میں پہنچا دیں کیونکہ یہاں کے باشندوں کی نسبت وہاں کے لوگوں پر زیادہ بھروسہ ہے وہاں پہنچکر اپنی مضبوطی کرلیں اور خلیفہ کو اطلاع دیں اگر دشمن نے اسقدر توقف کیا کہ امیر المؤمنین عمرؓ کے پاس سے جواب اور مدد آجائے تو گویا مراد بر آئی ورنہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرکے خود ہی معرکہ آرا ہونگے اور فتح اللہ کیطرف سے ہے پس اس صلاح کے مطابق حمص سے کوچ کرکے مع زن و فرزند دمشق میں چلے آئے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا جسکا مضمون یہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ دعا و ثنا کے بعد امیر المؤمنین کو معلوم ہو کہ انطاکیہ سے جاسوس خبر لائے ہیں کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے بیشمار جمعیت کو فراہم کرکے سامان جنگ سے ایسا آراستہ کیا ہے کہ کسی بادشاہ کو یہ شوکت نصیب نہیں ہوئی اب وہ ہم سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہے آج کل ہی میں حملہ کیا جاتا ہے ہمکو اندیشہ ہے اگرچہ حمص کا قلعہ نہایت مضبوط ہے لیکن بایں وجہ کہ وہاں کے باشندوں پر زیادہ اعتماد نہیں ہو سکتا اور اس بے شمار جماعت سے مقابلہ کی طاقت نہیں تھی وہاں رہنا مناسب نہ سمجھ کر ہم مع اہل و عیال دمشق میں چلے آئے ہیں اور صورت حال سے امیر المؤمنین کو اطلاع دیتے ہیں اس معاملہ میں جو حکم مناسب ہو صادر فرمایا جائے فقط والسلام عمرؓ نے ابو عبیدہ کا خط لیکر کھولا اور پڑھا تو بشرہ مبارک سے آثار رنج و ملال ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو پے در پے کئی فتوحات عطا کی ہیں لوٹ میں بہت سا مال و متاع ہاتھ آیا ہے یہ بات مناسب تھی کہ بغیر جنگ کئے دشمن کے سامنے سے پیچھے ہٹ آئے کیونکہ اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ دشمن ہمارے دمشق میں واپس چلے آنے کو ہماری کمزوری سمجھ کر زیادہ دلیر بن جائیں گے دوستوں نے کہا اے امیر المؤمنین دیکھنے والے ہی خوب جانتے ہیں دُور بیٹھنے والے ایسے واقف نہیں ہو سکتے اس دفعہ ہرقل نے اسقدر جمعیت بہم پہنچائی ہے کہ پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور نہ کسی اور بادشاہ

کو نصیب ہوئی ہے اسوقت یہی بات مناسب ہے کہ امیر المومنین زبردست فوج بھیجکر انکو مدد دے امید ہے کہ اس دفعہ بھی ہمکو فتح نصیب ہوئی تو تمام ملک روم مسلمانوں کے ہاتھ آجائیگا اور کافر ایسے نیست و نابود ہو جائینگے جیسے عاد اور ثمود ہلاک ہوئے تھے امیر المومنین نے کہا اے دوستو خوش رہو اللہ جل شانہ اپنے بندوں کا مددگار ہے وہی انشاء اللہ اس کام کو انجام دے گا جس سے تمام مسلمان بشاش ہو جائیں گے پھر ابو عبیدہ کی مدد کے لئے عامر بن خدیم کے ہمراہی میں تین ہزار نامور بہادر مہاجرین اور انصار دیکر کہا کہ اسیوقت شہر سے نکل جاؤ عامر نے قبول کیا اور فی الفور شہر سے باہر خیمے لگالئے اسکے بعد امیر المومنین نے ابو عبیدہ کے خط کا جواب لکھا کہ دعا و سلام کے بعد ابو عبیدہ کو واضح ہو کہ تمہارا خط پہنچا مضمون معلوم ہوا حمص جیسے پر نعمت شہر کو جسے اللہ تعالیٰ نے تمکو بخشا تھا چھوڑ کر دمشق میں چلے آنا میرے رنج و افسوس کا باعث ہوا اور مجھکو یہ کام بہت ناگوار گذرا لیکن میں یقینی طور پر سمجھتا ہوں کہ سمجھدار اور تجربہ کار اشخاص نے ازروئے صلاح و مشورہ اسی کام کو مناسب اور مفید سمجھا ہوگا اور جس مہم کو وہ فکر و تامل اور مشورہ سے انجام دینگے ضرور اس میں کامیاب ہونگے اور اسکا نتیجہ ہر طرح نیک اور اچھا ہوگا اور جو مدد طلب کی تھی اسے میں منظور کرتا ہوں عامر بن خدیم کو لشکر جرار کے ساتھ مدد کے لئے بھیجتا ہوں وہ اس خط سے پہلے تمہارے پاس پہنچ جائیگا ہاں اس دفعہ دشمنوں کی کثرت اور رومی فوجوں کی زیادتی کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اس سے شکستہ خاطر ہونا چاہئے کیونکہ فتح اور نصرت لشکروں کی زیادتی پر منحصر نہیں ہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ تھوڑی جمعیت نے بڑے لشکر کو شکست دیکر پریشان کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کی عنایتوں پر بھروسہ رکھو وہی اچھا مالک اور سچا مددگار ہے جب عمر کا یہ خط ابو عبیدہ کو ملا تو وہ دمشق میں تھا خط پڑھتے ہی دل بڑھ گیا دمشق کی موجودہ فوجوں کا شمار کیا گیا سب سینتیس ہزار آدمی تھے اور عامر بن خدیم کے پہنچنے پر جسے امیر المومنین نے مدد کے لئے بھیجا تھا چالیس ہزار جوان ہو گئے ابو عبیدہ نے عمرو بن عاص کو بلا کر چار ہزار سوار دیکر کہا کہ شہر اردن کو روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہنچکر قیام کرو اور جہانتک ہو سکے لشکر کفار کو اسلامی فوجوں سے ڈراؤ اسی اثناء میں ابو عبیدہ کو خبر لگی ہرقل کا وزیر ماہان ایک لاکھ فوج لیکر حمص میں داخل ہو گیا اور اہل شہر کو بہت ملامت کی اور سخت و سست کہا کہ ایسے مضبوط شہر کو مسلمانوں کے حوالہ کیوں کر دیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہمسے شہر کی حفاظت ہونی ناممکن تھی اور نہ ہم عربوں سے جنگ کرنے کی طاقت رکھتے تھے تم بادشاہ اور امیر وزیر ہونے کے سبب اس ملامت کے زیادہ حقدار ہو کیونکہ ان کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ نکلے اور ہمکو چھوڑ گئے ہماری کچھ مدد نہ کی حسب ضرورت ہمنے انسے صلح کر لی روپیہ دیکر اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب اور جانوں کو بچایا پھر خبر آئی کہ ایک اور سردار ایک لاکھ جوان لیکر یرموک کے متصل خیمہ زن ہوا ہے ماہان اپنی جمعیت کے ساتھ حمص سے نکلکر دوسرے سرداروں کے ساتھ آملا سب کی فوجیں مل ملا کر چار لاکھ ہو گئیں مسلمانوں کو اس خبر سے اضطراب پیدا ہوا اور انجام کار کو سوچنے لگے اور حیران تھے ابو عبیدہ نے فوراً امیر المومنین کے نام خط لکھا اس کیفیت درج کی اور ایک تیز رفتار قاصد کو دیکر تاکید شدید کر دی کہ اثنائے راہ میں کسی بستی میں نہ ٹھہرے اور بہت جلد جائے خط کا مطلب یہ تھا کہ دعا اور خدمت گذاری کی رسوم کے بعد امیر المومنین آگاہ ہوں کہ رومی فوجیں تمام خشکی اور تری میدان اور پہاڑوں پر پھیلی پڑی ہیں یہانتک کہ گرجا کے رہبان اور ترسا قوم کے زاہد تک اور وہ سب لوگ جو ان کے دین پر ہیں اور ہتھیار اٹھا سکتے ہیں امنڈ آئے ہیں اور وہ عرب بھی جنہوں نے ترسا مذہب اختیار کر رکھا ہے یہ سب اس مقام پر جسے اب یرموک کہتے ہیں جمع ہو گئے ہیں انکا شمار چار لاکھ سوار اور پیدل ہے اسلحہ اور شوکت بہت زیادہ ہے اگر ممکن ہو ہمارے لئے مدد روانہ کیجائے ورنہ خوف ہے کہ مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچے اور ایک آدمی بھی جانبر نہ ہو سکے بہت ہی سخت مہم آپڑی ہے اور اسقدر کثیر فوجیں ہم پر حملہ کیا چاہتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے ہماری مدد کرے اور اپنے فضل و کرم سے ہماری فریاد کو پہنچے امیر المومنین عمر ابو عبیدہ کا یہ خط پڑھتے ہی بہت متفکر ہوئے رنج کو ضبط نہ کر سکے اور آواز بلند روئے اور اور اشخاص بھی آپکے ساتھ رونے لگے اور گویا ہوئے کہ اے امیر المومنین ہمکو اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے جانے دو کیونکہ کفار نے ان پر قابو پالیا تو پھر انکے بغیر ہماری زندگی ہیچ ہے اور ہمارے جینے کا نہ لطف ہے نہ آرام نہ راحت کی صورت عمر اس امر میں فکر مند تھے کہ کیا کیا جائے آخر کار رائے مبارک میں یہ بات قرار پائی کہ جہاد کا ارادہ کرکے اپنی ذات سے مسلمانوں کی امداد کریں بزرگوں کی ایک جماعت نے مشورہ کیا کہ نہیں ایک فوج مرتب کرکے مدد کے لئے بھیجی جاوے لیکن بایں وجہ کہ کفار کا لشکر بہت قریب تھا اور صرف تین دن کا راستہ درمیان میں

تھا کہا افسوس کسطرح اُن تک مدد پہنچائی جائے پھر ابو عبیدہ کے خط کا جواب لکھا اور وہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سلام اور درود کے بعد
ابو عبیدہ کو معلوم ہو کہ تیرا خط وصول ہوا حال معلوم ہوا اور لشکر کفار کا سلطنت روم کے ہر گوشہ سے فراہم ہونا یہانتک کہ قسیسوں اور حبشی لوگوں اور بہری آدمیوں
کا ہجوم کرنا معرض اطلاع میں آیا اللہ تعالےٰ کو قسیسوں اور حبشیوں کا حال معلوم تھا اسلئے ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو ہمارے پاس بھیجا اور اُسکو فتح و نصرت سے ممتاز
فرمایا کفار کے دل میں آپ کا رعب پیدا کیا اسی امر میں یہ وحی نازل ہوئی هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ
کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ٭ یعنے اللہ تعالےٰ وعدہ سے تجاوز نہیں کرتا اے ابو عبیدہ خوب یاد رکھ کہ کوئی تکلیف اور محنت ایسی نہیں جسکے بعد خوشی و راحت حاصل نہیں
ہوتی دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرنا چاہیئے خدا اُنسے بیزار ہے اور جس سے خدا بیزار ہوتا ہے اُسکا پھر کوئی مددگار نہیں بنتا اور جس کو اللہ کیطرف سے مدد ملے وہ برباد ہونے
والا ہے اور برباد ہونے والوں سے کیا ڈرنا مسلمانوں کی کمی اور کفار کی زیادتی سے نہ گھبرا جس کا اللہ نگہبان اُسکو کسکا غم جس جگہ تمنے قیام کیا ہے اُسی جگہ ٹھہرے رہو
اور جنگ کرو خدا تعالےٰ پر نظر رکھو اور اُسکی امداد پر بھروسہ کرو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کافی ہے اِس خط کے پیچھے ہی پیچھے کمک کی فوج بھیجی جاتی ہے جو قبل
از جنگ تمہارے پاس پہنچ جائے گی خط لپیٹ کر ابو عبیدہ کے پاس روانہ کر دیا اور آپنے منبر پر چڑھکر لوگوں سے ابو عبیدہ کی مدد کے لئے کہا تین ہزار جوان مستعد
ہو گئے سوید بن الصامت الانصاری کو اُسکا سردار مقرر کر کے شام کی روانگی کا حکم دیا سوید رات دن تیز رفتاری سے سفر کرتا ہوا اُس سے پہلے کہ خلیفہ کا خط
ابو عبیدہ کے پاس پہنچے اسلامی فوجوں سے جا ملا تمام اہل سلام اُسکے آنیسے بہت خوش ہوئے اس کل تینتالیس ۴۳ ہزار عرب تھے ہرقل کے وزیر ماہان کو اسلامی
کمک کے آنے کی خبر پہنچی تو ایک قاصد بھیجکر درخواست کی کہ کسی عقلمند اور معتبر شخص کو ہمارے پاس بھیجو جس سے لڑائی اور صلح کے بارے میں کچھ گفتگو کیجائے
اور اس امر میں جو کچھ کہنا ہو کہا جائے ابو عبیدہ نے خالد سے کہا اس کام کے لئے نیک بختی کے ساتھ تمھی جانا چاہیئے دیکھو اُنکا کیا خیال ہے اور جواب میں جو کچھ
مناسب معلوم ہو بجا لاؤ اور واپس آکر صورت حال سے مجھے خبر دے خالد نے کہا نماز کا وقت ہے پھر قاصد سے کہا ٹھہر میں نماز پڑھ لوں پھر چلونگا قاصد مسلمانوں
کے پاس بیٹھ گیا اور اُنکی جانب دیکھتا رہا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ کیسے اچھے طریقہ سے نماز پڑھتے ہیں خدا سے دعا مانگتے ہیں اور اُس کی درگاہ میں گریہ و زاری کے
ساتھ توبہ کرتے اور مغفرت چاہتے ہیں بہت متعجب ہوا اور اسکا دل مسلمان ہونے کیطرف مائل ہو گیا ابو عبیدہ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ مجھے مسلمان بناؤ
میں تمہارے پیغمبر کا دین قبول کرتا ہوں مجھے بتاؤ کیا تم سب ایک ہی ساتھ مسلمان ہوئے ہو ابو عبیدہ نے کہا ہم میں سے کچھ شخصوں نے اُسوقت اسلام
کو اختیار کیا ہے جسوقت ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلعم اسلام کیطرف بلاتے تھے اور بہت سے آنحضرت کی وفات کے بعد ایمان لائے ہیں رومی
نے پوچھا کیا تمہارے رسول نے یہ بھی کہا ہے کہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر پیدا ہو گا جواب دیا نہیں بلکہ فرمایا ہے کہ حضرت عیسےٰ نے اپنی قوم کو میرے آنے کی خوشخبری
دی ہے رومی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسےٰ نے انجیل میں اس بات کی بشارت دی ہے کہ میرے بعد ایک پیغمبر پیدا ہو گا جو لال بالوں والے
اونٹ پر سوار ہوا کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارا ہی پیغمبر ہے لیکن مجھے بتاؤ کہ تم عیسےٰ بن مریم کے حق میں کیا کہتے ہو ابو عبیدہ نے کہا ہم وہی کہتے جو خدا تعالےٰ
نے فرمایا ہے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ اور ہمارے پیغمبر نے ہمکو بذریعہ وحی اطلاع دی ہے قُلْ یَا
اَهْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ اور نیز لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ
تک پڑھکر سنایا رومی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا پیغمبر سچا ہے اور تمہاری قوم بھی سچی اور سچے راستے پر ہے اگر میں مسلمان ہو جاؤں اور تمہارے
ساتھ ہو کر جہاد کروں تو کیا تم مجھے بہشت دلوانے کے لئے ضامن ہو سکتے ہو ابو عبیدہ نے پوچھا تو بہشت کو جانتا ہے کہا کیوں نہیں حضرت عیسےٰ نے اُس کی
تعریف کی ہے اور انجیل میں اُسکا حال درج ہے ابو عبیدہ نے کہا اگر تو کلمہ شہادت پڑھکر نماز روزہ ادا کریگا اور جہاد میں شریک ہو گا اور اپنے دل کو ڈانواں
ڈول نہ رکھیگا تو ہم ضمانت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ تجھکو بہشت عطا فرمائیگا رومی نے کہا تم گواہ رہو کہ میں مسلمان ہو گیا ابو عبیدہ نے کہا اگر تو ہمارے پاس

ٹھہر جائیگا اور واپس نہ جائیگا تو کل جب ہمارا قاصد اُن کے پاس پہنچیگا وہ بھی تیرے عوض اوسے روک لیںگے اور واپس نہ آنے دینگے مناسب ہے کہ تو خیریت سے چلا جا اور اسوقت اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھ کہ ہمارا قاصد جاکر حالات سُن لے اور ہمکو معلوم ہوجائے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا بات قرار پاتی ہے جب ہمارا قاصد واپس آجائیگا تو پھر ہمکو تجھسے زیادہ اور کوئی عزیز اور پیارا نہیں ہوگا رومی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو اور یہی تدبیر اچھی ہے چلا گیا اور ماہان کے پاس پہنچکر کہا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا اور انہوں نے کہا ہے کہ کل خالد بن ولید کو تمہارے پاس روانہ کرینگے وہ تمہاری باتیں سُنے گا اور ہماری کہہ سُنائیگا

رومیون کے لشکرگاہ مین خالد بن ولید کا قاصد بنکر جانا اور ماہان سے گفتگو کرنا

خالد بن ولید نے رومیوں کے لشکرگاہ میں جانے کا مصمم ارادہ کرکے حکم دیا کہ اونکا لال خیمہ جو تین سو درم کی خرید تھا باہر نکالیں اور رومیوں کے لشکرگاہ کے قریب کھڑا کریں پھر خالد اور میسرہ بن مسروق عبسی ہمراہ نکلکر اُس خیمہ میں آبیٹھے اور دروازہ پر غلاموں کا پہرہ کھڑا ہوگیا ماہان کے حکم سے اُسکے گرد بھی دس مسلح جوان صف باندھکر کھڑے ہوگئے ہر ایک کے بدن پر زرہ سر پر خود ہاتھوں میں سنہرے دستانے تھے اور تلواریں لٹکا رکھی تھیں آنکھ کے سوا اور کوئی عضو نظر نہیں آتا تھا ماہان زرین کرسی پر متمکن ہوا اور سر پر جواہر نگار سنہری تاج رکھا دیبا بھی بہت بیش قیمت بچھایا اور دیبا کے تکیے لگائے دائیں بائیں جانب رومی غلام سنہری روپہلی عصا ہاتھوں میں لیکر کھڑے ہوگئے اُسوقت آدمی بھیجکر خالد کو طلب کیا خالد اپنے خیمہ سے نکلا اُس کی شمشیر زمین پر خط کھینچتی جارہی تھی اور بائیں جانب میسرہ بن مسروق تھا خالد دراز قد اور بڑے رعب و داب کا شکیل جوان تھا ہر شخص اوس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنے سے ڈرتا تھا ماہان اُوسے آتا دیکھکر کھڑا ہوگیا اور بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے قریب بٹھایا اور اُسکے پہلو میں میسرہ بن مسروق کو جگہ دی ماہان نے خالد سے کہا تمہارے ساتھ یہ کون شخص آیا ہے خالد نے جواب دیا میرا ایک بھائی ہے جسے اپنے معاملات میں مشورہ لینے کے لئے اسے ساتھ لے آیا ہوں ماہان عربی زبان خوب جانتا تھا اور اس زبان کے لغات سے بھی واقف تھا بولا اے خالد میں نے تمکو تمام اہل عرب میں سے اسلئے طلب کیا ہے کہ تم عالی حسب اور بڑے خاندانی ہو اور میں نے سُنا ہے کہ نہایت عقلمند اور مضبوط رائے کے آدمی ہو عقلمند آدمی کے ساتھ ہر ایک معاملہ بسہولت طے ہوجاتا ہے وہ لائق اعتماد ہوتا ہے اور اُس کی ذات سے فائدہ بخش باتیں معلوم ہوسکتی ہیں خالد نے کہا ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے فرمایا ہے اِنَّ حَسَبَ الرَّجُلِ دِیْنُهٗ وَمَنْ لَّا دِیْنَ لَهٗ فَلَا حَسَبَ لَهٗ یعنی مرد کا حسب دین ہے اور جو بے دین ہے اُسکا کچھ حسب نہیں ہے میری کاملیت عقل کی نسبت جو کچھ تمنے سُنا اور بیان کیا ہے شکر خدا کہ ایسا ہی حال ہے عقل کا عطا کرنا اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اپنے بندوں پر بے انتہا احسان ہے ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی پیدا کردہ اشیاء میں سے عقل کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے بندہ عقل ہی کے ذریعہ سے اپنے خالق کی عبادت کرتا ہے اور اُسی کے وسیلہ سے بہشت پاتا ہے جس شخص میں عقل نہوگی وہ بے وفا ہوگا ماہان نے کہا میرے خیال میں تم نہایت ہی عقلمند آدمی ہو کیونکہ وہی شخص اس قسم کا عمدہ کلام کرسکتا ہے جس میں اعلےٰ درجہ کی عقل ہوتی ہے اور ایسی کامل عقل کے باوجود تم کو دوسرے شخص کے ہمراہ لانے کی کیا حاجت تھی خالد نے جواب دیا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ہمارے لشکر میں ہزاروں آدمی اس سے مشورہ لینے کے محتاج ہیں کیونکہ یہ شخص پر عقل اور عالم فاضل ہے ماہان نے کہا میں اسے ایسا نہ سمجھتا تھا خالد نے کہا نہیں یہ ایسا ہی ہے ماہان نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کسی طرح ہم اور تم میں دوستی اور محبت کی بنیاد قایم اور مضبوط ہوجائے خالد نے کہا یہ کیوں کر اور کس طریق اور کس بنا پر یگانگت اور اتحاد قایم ہوسکتا ہے حالانکہ ہم دونوں ایک دوسرے کے قتل پر کمربستہ ہیں ماہان نے کہا بات تو ایسی ہی ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہم تم میں کسطرح سے صلح اور صفائی ہوسکتی ہے خالد نے کہا اگر منظور الٰہی ہے تو کچھ بات نہیں ماہان نے کہا میں تم سے بے تکلفانہ باتیں کرنا چاہتا ہوں اور حشمت و عظمت کے لحاظ کو درمیان سے اُٹھائے دیتا ہوں چاہتا ہوں کہ طرح باہم برتاؤ ہونا چاہیے اور گستاخی و مزاح کے دروازے مفتوح رہنے چاہئیں مجھے یہ لال خیمہ جو تمہارے واسطے نصب کیا گیا ہے بہت پسند آیا ہے تمہارے لشکر میں اس سے

زیادہ خوشنما خیمہ اور کوئی نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ اسی مجھے دیدو اور معاوضہ میں جو تمہیں پسند ہو وہ لیلو خالد نے کہا میں نے وہ خیمہ تمکو دیدیا اور اسکے عوض میں بھی کوئی شے درکار
نہیں ہے پھر حکم دیا کہ اس خیمہ کو اٹھا کر ماہان کے حوالہ کر دیں پھر ماہان نے کہا کہ اب ہمکو طرفین کے مدعا کی نسبت گفتگو کرنی چاہیے اور پہلے میں کچھ کہوں یا تم بیان کروگے
خالد نے کہا مجھے خوب طرح سے معلوم ہے کہ تم ہماری گفتگو سے واقف ہو کیونکہ ہمارا مقولہ عیاں ہے اور کسی متنفس سے پوشیدہ نہیں رہا ہے تمہارے بادشاہ ہرقل کو ہماری لڑائی کی
حقیقت جو غیر قوموں کے ساتھ ہے اچھی طرح معلوم ہے زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے اور مقامات اجنادین مرج صفر دمشق فلسطین فحل حمص بعلبک وغیرہ میں ہمارے تمہارے
لشکروں کے ساتھ جو کیفیت گذری ہے ظاہر ہے ہماری بات اکثر دفعہ پیش ہو چکی ہے اور تمہارے کانوں تک پہنچ چکی ہے اگر تم کچھ اور کہنا ہے تو بیان کرو ماہان نے کہا اس خدائے جلیل کے لیے
حمد و ثنا واجب ہے جسنے ہمارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے افضل اور ہمارے بادشاہ کو سب بادشاہوں سے برتر اور ہماری قوم کو اور قوموں سے بہتر بنایا ہے خالد نے ماہان کی بات کو درمیان
ہی سے قطع کر کے کہنا شروع کیا کہ اس بزرگ و برتر خدا کا شکریہ واجب ہے جس نے ہمکو اپنے اور تمہارے پیغمبر پر ایمان لانے اور اپنی اور ہماری کتاب برحق کے
ماننے کی توفیق کرامت کی ہے اور شکر گذاری ہے اوس خدائے جلیل کی کہ جسنے ہمکو ہدایت کی سعادت عطا کی کہ ہم خلقت کو نیکی کا حکم دیں اور بدی سے روکیں
اور گناہوں کی مغفرت مانگیں ہم ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کسیکو اسمیں شریک نہیں کرتے خالد کی ان باتوں کو سنتے ہی ماہان کا رنگ رخ متغیر ہو گیا
اور غمگینی کے آثار بشرہ سے ہویدا ہونے لگے پھر بولا کہ اس خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے ہمکو سب عمدہ نعمتیں عطا کی ہیں اور ہمیں افلاس سے بچا رکھا ہے
اور دشمنوں پر فتحیاب کیا ہے اور ہمیں ظلموں کو علیحدہ کر کے ہمارے اہل و عیال کو اپنی پناہ میں لے رکھا ہے اور توفیق شکریہ عطا کی ہے اے امیر آگاہ ہو کہ اس سے
پہلے ہم میں تم میں ہمسائگی کے حقوق مرعی تھے اور تم ہمارے اچھے ہمسائے تھے اور ہم بھی تمہارے حقوق کا خیال رکھتے تھے تم پر مہربانی کرتے تھے اور تمہارے
ساتھ جو عہد و پیمان پورے کرتے تھے تم جہاں چاہتے ہمارے ملکوں میں قیام کرتے تھے اور فارغ البالی سے زندگانی بسر کرتے تھے ہم سمجھتے تھے کہ تم بھی ہمارے
ان احسانوں کو نہ بھولو گے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تمنے ہمارے تمام احسانوں اور مہربانیوں کو فراموش کر دیا ہے ہماری نعمتوں کے حقوق بالائے طاق رکھ دیے
ہیں اول چڑھائی کر کے آئے اور جنگ و جدال کر کے ہمیں اپنے قدیم وطنوں اور پیارے شہروں سے نکال باہر کیا اب پھر آئے ہو اور چاہتے ہو کہ ہمیں بیخ و بنیاد
ہی سے برباد کر دو اور ہمارے تمام مقامات اپنے تصرف میں لاؤ تم اس امر سے غافل ہو کہ تم سے پیشتر بہت سی ایسی قومیں گذری ہیں جن کی عظمت و شوکت
تم سے بہت زیادہ تھی مگر پھر بھی انکو یہ دن نصیب نہوا بلکہ بدنصیب اور اسیر و قتل ہو کر پسپا ہوئے غالباً تم نے سنا ہی ہو گا کہ اہل ایران نے ہماری سلطنت پر
حملہ کیا تھا پھر انہیں کس حال سے الٹا بھاگنا پڑا ہماری نگاہوں میں مشرق سے لیکر مغرب تک تم سے زیادہ حقیر ذلیل اور کمزور قوم کوئی دوسری نہیں تھی کیونکہ
تم اونٹوں اور بھیڑ بکریاں چرانے والے تھے بالوں کے کپڑے پہنتے تھے مردار کھانے کھا کھا کر اور ریشمی لباس پہن پہن کر لالچی بنگئے کہ ہم سے ہمارا ملک چھین لو اور تمہیں تمہاری
خیالات فاسدہ نے آمادہ کر دیا کہ سلطنت روم پر قبضہ کر لو اور ہمکو پریشان کر دو لیکن تمہارا یہ خیال بالکل محال ہے اور یہ آرزو بر آنے والی نہیں ہے ہاں اگر کسی
قرارداد پر صلح کر لو اور مال طلب کرو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ میں طلب سے زیادہ حوالہ کر دونگا کہ تم خوش خوش اپنے وطن کو پھر جاؤ تمہارے امیر عمر بن خطاب
کو دس ہزار دینار ابو عبیدہ کو پانچ ہزار تمکو بھی اسیقدر اور تمہارے لشکر کے مشہور سرداروں میں سے ایک سو آدمیوں کو ہزار ہزار دینار دونگا سپاہیوں اور لشکریوں
کو فی کس ایک سو دینار اور پیدلوں کو فی جوان پچاس دینار نقد حوالہ کر دونگا اور تم ایک عہد نامہ لکھکر ہمارے حوالہ کر دو کہ یہ مال لیکر اپنی ولایت کو واپس چلے جائیں گے
اور پھر کبھی چڑھائی نہ کرینگے ہماری تم سے اسی قدر خواہش ہے اور بس خالد نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ماہان نے کہا بہت اچھا کلمہ ہے خالد نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
ماہان نے کہا بہت درست ہے خالد نے کہا وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اب ماہان خاموش رہا اور کچھ نہ بولا خالد نے کہا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ماہان نے
کہا میں نہیں جانتا کہ محمد خدا کے رسول ہیں خالد نے کہا تم نے جو کچھ کہا میں نے سب سنا اپنے ہمسایہ عربوں پر مہربانی کرنے اور انعام و اکرام دینے کی نسبت جو
کچھ کہا سچ ہے تم نے اپنی سلطنت کی بہبودی کے لیے کیا ہوگا جس سے تمہارے ملک کو ترقی حاصل ہوئی ہے انعام و اکرام کے سبب سے بہت سے اہل عرب تمہارے ملک اور تمہارے

مذہب میں داخل ہوئے اور اب تمہارے ساتھ ہو کر ہم سے جنگ کر رہے ہیں مثلاً جبلہ بن الایہم الغسانی مع متعلقین جس کی جنگ ہمارے مقابلہ پر تم لوگوں کی نسبت زیادہ سخت ہے بھیڑوں اور اونٹوں کے چرانے کی نسبت جو کچھ کہا ہے یہ کام عقلمندوں کے نزدیک موجب شرم یا باعث ذلت نہیں ہے ہمارے نزدیک وہ قوم جو اونٹ چراتی اور بکریاں پالتی ہے تمام گروہوں سے افضل اور بہتر ہے بھیڑ بکری کے بالوں کے لباس سے ہمکو شرم عائد نہیں ہو سکتی اور جس تکلیف اور محنت و مشقت میں بسر کرنے کا طعنہ دیا ہے ہاں ہم اس سے بھی بہت زیادہ رنجوں اور بلاؤں میں گزران کرتے تھے ہماری عادتیں اور خصلتیں سب خراب تھیں جوا کھیلتے تھے بتوں کو پوجتے تھے قطع رحم کرتے تھے اولاد کو افلاس کے خوف سے خود ہلاک کر دیتے تھے پتھر اور لکڑی کاٹ تراش کر بت بناتے تھے پھر انکو سجدہ کرتے تھے اسی عالم گمراہی اور بدی کی حالت میں اللہ تعالے نے ہم پر عنایت کی ایک مبارک پیغمبر ہماری ہدایت کے لئے بھیجا اور پاک کتاب نازل کی کہ ہم راہ حق اختیار کریں ہمکو ذات الٰہی کی معرفت سکھائی کہ وہ قادر مطلق ہے اور فرد ہے اسکے نہ کوئی بیٹا ہے نہ بیوی کوئی اسکا شریک اور مثل نہیں ہے وہ سب سے بے نیاز ہے ہم نے اس کی ذات پاک کے سوا اور چیزوں کی عبادت سے نفرت اختیار کی اور اسی ایک خدا کی عبادت کی طرف ہم جھک پڑے جو زندہ ہے اور موت سے مستثنیٰ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جس شخص کا یہ اعتقاد اور مذہب ہو کہ خدا زوجہ اور بچے رکھتا ہے اور دو باتیں میں سے ایک ہے اس سے جنگ کریں یہانتک کہ وہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کا قائل ہو جائے اے ماہان اگر تم اس کلمہ کے قائل ہو جاؤ اور ایمان اختیار کرو اور شرک کو چھوڑ دو تو پھر تمہارا مال اور خون ہم پر حرام ہے تم ہمارے دینی بھائی ہو گے اور اگر اسی طریق سے کفر اور شرک میں ملوث رہنا چاہتے ہو اور ہمارے پیغمبر پر ایمان نہیں لاتے ہو تو جزیہ دینا قبول کرو اور حالت صاغرون اختیار کرو اسکے معاوضہ میں ہم تمہارے محافظ ہونگے اور لڑائی بند کر دینگے اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جنگ کے لئے آمادہ رہو ہم تم سے جنگ کریں گے ہمکو یقین کامل ہے کہ ان لڑائیوں میں جو شخص ہم میں سے مارا جائیگا بہشت میں داخل ہوگا اور شہید کہلائیگا اور جو تم میں سے ہلاک ہوگا دوزخ میں پڑے گا اے ماہان ان باتوں میں سے جو پسند ہو اختیار کر اور آگاہ رہو کہ یہ لوگ جو تم سے جنگ کرنے آئے ہیں وہ لوگ ہیں جو موت کو اس سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں جسقدر تم زندگی کو جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا اب تمہیں اختیار ہے حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ وَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ یعنے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ طرفین کا فیصلہ فرمائیگا اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے اور فی الحقیقت زمین اللہ تعالے کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسکا وارث بناتا ہے اور پرہیزگاروں کے لئے نیک انجام ہے ماہان نے کہا اے خالد تمہارے پیغمبر کے دین کا قبول کرنا یہ تو ناممکن ہے رومی ہرگز اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر تمہارا دین اختیار نہ کریں گے اور جزیہ دینا کس طرح مان لیں جبکہ تم حالت صاغرون کے مدعی ہو ہم اس ذلت و خواری کو گوارا نہیں کر سکتے رہی جنگ یہانتک کہ اللہ تعالے طرفین میں فیصلہ فرمائے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے بجان و دل منظور ہے میں بھی یہ جو جنگ اسی غرض سے لایا ہوں کہ معرکہ آرا ہوں تاوقتیکہ ہم تم میں خدائے سبحانہ تعالے کے سوا اور کوئی فیصلہ نہ کرے اے خالد تمہارا یہ بیان کہ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ بالکل سچ ہے ملک خدا کا ملک ہے پیشتر اور قوموں کے قبضے میں تھا ان سے ہم نے بہ قہر و غلبہ لیا اور ہم یقین کئے ہوئے ہیں کہ ہمیشہ ہمارے پاس بھی نہ رہے گا کیونکہ کارخانہ دنیا کا یہی حال ہے دنیا میں کبھی نیکی کا دور ہے اور کبھی بدی کا اب یہ زمانہ ہے کہ ہم لڑائی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں خالد یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور میسرہ کے ساتھ باہر آ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور ابو عبیدہ کے پاس آیا تمام گفتگو کہہ سنائی ابو عبیدہ نے حکم دیا کہ تمام لشکر اسلام دشمنان دین سے جنگ کرنے کے لئے مستعد ہو رہے اب وقت بہت قریب آ پہنچا ہے خدا کے فضل پر بھروسہ رکھو اور اسی کی مہربانی اور کرم پر نظر رکھو نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ یعنے وہی سب سے اچھا آقا اور سب سے اچھا مددگار ہے ماہان نے بھی خالد کے جاتے ہی بادشاہ ہرقل کو خط لکھا اور تمام گفت و شنید سے اطلاع دی کہ میں نے ابو عبیدہ کو جو امیر لشکر ہے اور خالد بن ولید اور دوسرے نامی سرداروں کو صلح کیطرف رغبت دلائی اور سب کو بے انتہا مال و دولت دینا کیا اور خوش آئندہ وعدوں سے امیدیں بڑھائی اور ہیبت ناک باتوں سے ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی مگر وہ مال کیطرف راغب ہوئے اور نہ ڈرے ہی

بات کا اثر مانا ہر چند میں نے انکو بادشاہ کیطرف سے طرح طرح کے الطاف اور مہربانیوں اور انعامات وغیرہ کا امیدوار ٹھہرایا مگر ایک بات پر بھی راضی ہوگئے صاف انکار کر گئے انکا مصمم ارادہ یہی ہے کہ ہمکو نیست و نابود کر دیں معرکہ آرائی کے سوا اور کسی شے کے طالب نہیں ہیں یہی چاہتے ہیں کہ لوٹ مار کریں اور ہماری عورتوں اور بچوں کو قیدی بنائیں اب ہم نے بھی انسے مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوت سے ہم ان کے نکالنے کی کوشش کرینگے خط لکھکر بطریقوں اور تمامی امرا اور سرداران لشکر کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا کہ تم اہل عرب کے ساتھ مقابلہ کرنے کو کیسا سمجھتے ہو اور کونسی تدبیر بہتر ہے انہوں نے جواب دیا کہ جہاں تک ہو سکیگا ہم انسے لڑینگے اور امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہمکو انپر فتحیاب کریگا دوسری یہ بات ہے کہ ہمارا لشکر انسے کہیں حصہ زیادہ ہماری جمعیت چار لاکھ ہے اور وہ چالیس ہزار ہیں ہر روز ہم میں سے ایک لاکھ کا لشکر انسے جنگ کرنے کیلئے جایا کرے اگر شکست بھی ہوئی تو تین لاکھ باقی رہیگی جو انکو روک سکتے ہیں ماہان نے کہا اس سے بھی زیادہ اچھی کوئی اور رائے ہونی چاہئے ایک بطریق بولا میں کچھ کہنا چاہتا ہوں اگر حکم ہو وزیر نے کہا بیان کر اُسنے کہا سب کے سب ایک ہی دفعہ صف آرا ہو کر مقابلہ کو نکلیں اور جب کوئی شخص ان میں سے جنگ کے لئے نکلے تو ہم میں سے دس آدمی مقابلہ پر جائیں اور جنگ کر کے اُسے ہلاک کریں یا باندھ لائیں وزیر نے کہا یہ رائے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وہ اس بات کو گوارا نہ کرینگے ہم دس نکلینگے تو وہ بھی دس نکل آئینگے میری یہ رائے ہے کہ تمام فوج چار لاکھ کی جمعیت سے ایک ہی دفعہ آمادہ جنگ ہو کر انپر جا پڑیں یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ہم میں اور انمیں فیصلہ فرما دے تمام بطریقوں اور سرداران لشکر نے اس رائے کو پسند کیا کہ اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں ہے ماہان نے ہرقل کو اپنے ارادہ اور صورت جنگ سے اطلاع دی کہ فلاں دن مبارک اور سعید ہے اُسی دن جنگ کی جائیگی مجھے اُمید ہے کہ ہم فتح پائینگے اور بادشاہ کے اقبال کی مدد سے اہل عرب کو نکال دینگے لیکن انہی دنوں میں میں نے ایک رات کو یہ خواب دیکھا ہے کہ کسی نے میرے پاس آکر کہا اے ماہان اس لشکر سے جنگ نہ کرنا اگر تو لڑیگا تو شکست کھائیگا اور مارا جائیگا بیدار ہو کر مجھے اس خواب کا خیال آیا ہر چند کہ میں اُسے شیطانی وسوسہ اور خواب پریشان تصور کرتا ہوں اور عزم بالجزم ہے کہ انسے لڑونگا تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور اپنے حرم اور خزانوں اور شاہی سامانوں کو قسطنطنیہ میں پہنچا دیں اور خود انطاکیہ میں قیام فرما ہوں اور جریدہ طور پر منتظر رہیں کہ اس قسم کی معرکہ آرائی کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اگر اللہ تعالےٰ نے ہمکو انپر فتحیاب کیا تو فہو المراد اور اگر دگرگوں حالت ہوئی اور کوئی صدمہ پہنچا تو جائے افسوس نہیں کیونکہ زمانہ کا یہی رنگ ہے ملک خدائے جلیل کا ملک ہے جس سے چاہے چھین لے اور جسے چاہے بخشدے حضور غمگین نہوں اور اپنے دار الحکومت میں جا بیٹھیں رعیت کو خوش رکھیں ماہان نے خط کو تمام کر کے ایک معتمد کے حوالہ کیا کہ ہرقل کی خدمت میں پہنچا دے پھر ایک عیسائی عرب کو طلب کر کے حکم دیا کہ عربی لشکر میں جا کر انکے سرداروں سے دریافت کر کہ اب لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے فرمائیے کس وقت اور کس دن جنگ کے لئے نکلوگے کہ ہم بھی میدان میں آکر جنگ کریں اور دیکھیں کسکو فتح نصیب ہوتی ہے ابو عبیدہؓ نے کہا ہم کل نکلکر معرکہ آرا ہونگے وَاللّٰہُ الْمُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ تعالےٰ جس کی چاہے مدد کرے سفیر نے ماہان پاس واپس آکر ابو عبیدہؓ سے جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا اُسیوقت ایک بطریق نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ اے وزیر میں نے شب کو ایک خواب دیکھا ہے اسے بیان کرنا چاہتا ہوں ماہان نے اجازت دی اُس بطریق نے کہا میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایسے دراز قد آدمی نیچے اتر رہے ہیں جن کے سر آسمان سے باتیں کرتے ہیں انکا لباس سفید ہے اور سر پر سبز عمامے ہاتھوں میں نیزے لئے ہمکو مار مار کر گراتے ہیں اور کہتے ہیں بھاگو بھاگو اور اپنی راہ لو نہیں تو سب مارے جاؤگے ہم بھاگتے ہیں اور بعض گر پڑتے ہیں اور جو لوگ اپنی جگہ قایم رہے ہیں وہ کچھ نہیں کر سکتے جو آتے جاتے ہیں وہ غائب ہوتے جاتے ہیں۔ اور پھر ہم انکو نہیں دیکھتے میں اس قسم کا خواب دیکھ رہا تھا اور ہم شکست کھا رہے تھے کہ میں بیدار ہو گیا ماہان نے کیفیت خواب سنکر کہا تیری آنکھیں پھوٹ جائیں اور کبھی تجھے راحت نصیب نہو اور نہ کوئی خوشی کی خبر سنے تو بڑا نامبارک اور منحوس شخص ہے ہمارے واسطے یہ خواب نہایت عمدہ ہے اور تیرے واسطے [illegible] جن لوگوں کو گرتے ہوئے یا ایک جگہ بے حس و حرکت کھڑے ہوئے دیکھا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اس لڑائی میں مارے جائینگے

اور تو اُن لوگوں میں سے پہلا شخص ہوگا۔ اور جو لوگ آتے جاتے تھے اور غائب ہوتے جاتے تھے وہ ہیں جو اس لڑائی میں زندہ رہکر بچات پائینگے اور میری آرزو ہے کہ مجھے نجات نصیب نہو اور اس لشکر میں سے سب سے پہلے تو ہی مارا جائے کیونکہ تو نے خبر بد سنائی ہے اور ہولناک خواب بیان کیا ہے ماہان نے اس شخص کو اسی قسم کے جواب دیئے مگر دل میں بہت ہی پریشان اور فکر مند ہُوا دوسری طرف مسلمانوں نے صبح کے وقت نیند سے بیدار ہو کر وانص حق ادا کئے راشد بن عبداللہ ازدی کہتا ہے کہ جسوقت ہم نماز صبح کے لئے ابو عبیدہ کے پیچھے کھڑے ہوئے میں نے سوچا کہ ابو عبیدہ قرآن شریف کی جو سورتیں پڑھینگے اُس سے نتیجہ جنگ کی فال لونگا ابو عبیدہ نے پہلی رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد سورۃ والفجر پڑھی اور جب اس آیت پر پہنچے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ یعنے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اُس جسم اور قوی ہیکل قوم عاد کا کیا حال کیا دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والشمس پڑھی اور جب ان کلموں کی نوبت آئی فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا یعنے اُنہوں نے اُسکو جھٹلایا اور اُسکی کونچیں کاٹ ڈالیں تو اُنکے ربّ نے اُن پر اُنکے گناہوں کے سبب عذاب نازل کیا اور سب کو برابر کر دیا اور اُنکے انجام کا کچھ فکر نہ کیا میں نے اپنے دل میں کہا اللہ تعالےٰ ان دشمنوں کا وہی حال کرے گا جو ثمود اور فرعون وغیرہ کا کیا ہے ابو عبیدہ نے نماز اور دعا اور وظیفہ سے فارغ ہو کر کہا میں نے کل رات ایک خواب دیکھا ہے مسلمانوں نے کہا انشاء اللہ مبارک ہوگا فرمایئے ہم سب سننا چاہتے ہیں دیکھیں اُس میں کیا خوشخبری نکلتی ہے۔

ابو عبیدہ جراحؓ کا خواب دیکھنا اور ہمراہیوں سے بیان کرنا

ابو عبیدہ نے کہا میں نے کل رات کو خواب میں دیکھا کہ بہت سے خوبصورت اور بارعب آدمی سفید پوشاک پہنے میرے پاس آئے ہیں اور میرے گرد حلقہ باندھ لیا ہے اُس کے بعد تم میں سے کچھ لوگوں کو طلب کر کے کہا ہے کہ اُن دشمنوں سے مت ڈرو بلکہ اُنپر حملہ کرو اللہ تعالےٰ تمکو محمدی بخشیگا اور تم ہی اس جنگ میں غالب آؤگے اُس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہم سب نے مع سواروں اور پیدلوں کے جانب دشمن حملہ کیا ہے اور وہ ہمیں حملہ کرتے دیکھکر بھاگ نکلے ہیں ہم اُنکی فوج میں جا گھسے ہیں اور وہ سب کے سب ایسے منتشر اور پریشان ہوگئے ہیں گویا اسجگہ پر اُن کا نام و نشان تک نہ تھا اس خواب کو سُن کر تمام مسلمان بہت ہی دلشاد اور بشاش ہوئے اور کہا بڑا مبارک خواب ہے اور صاف صاف خوشخبری ہے جس سے اللہ تعالےٰ نے مطلع کیا ہے۔ پھر یزید خولانی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے جو انشاء اللہ تعالےٰ ضرور ہی نیک ہوگا ابو عبیدہ نے کہا بیان کر تو نے کیا دیکھا ہے یزید نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ہم سب نے دشمنوں کے مقابل صفیں باندھ رکھیں ہیں اور عزم جنگ ہے اتنے میں آسمان سے عقاب جیسے بڑے بڑے سفید پرند آنے شروع ہوئے اور دشمنوں میں سے جس شخص کے پاس سے گزرتے ہیں ایک چونچ مارتے ہیں جسکے صدمہ سے وہ جوان ہلاک ہو کر گر پڑتا ہے میں یہی دیکھ رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی ابو عبیدہ اس خواب کو سنکر نہایت ہی خوش ہُوا اور کہا تو نے بھی بہت اچھا خواب دیکھا ہے اللہ تعالےٰ میرے اور تیرے خواب کو سچا کرے اور ہمکو فرشتوں کی مدد عطا کرے تاکہ ہم اُن دشمنوں کو قتل کریں اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہ امر مشکل نہیں ہے۔

رومی سپاہ کا صف آرا ہونا

القصہ کافروں نے اپنی فوج کو سامان جنگ سے درست کر کے صف بستہ کیا حسب اتفاق اُس دن ہوا تیز تھی گرد و غبار پھیلا ہوا تھا اور آسمان پر سیاہ بادل نمودار تھا ماہان نے اپنے لشکر کی بیس صفیں قرار دیں اور ہر صف میں بیس ہزار جنگجو بہادر رکھے فوج میسرہ قناطیر اور جرجین کے حوالہ کی اور میسرہ پر سرجس اور دیرجان کو مقرر کیا یہ چاروں شخص بادشاہ ہرقل کے وزیر تھے میمنہ کی جناح پر جبلہ ابن ایہم غسانی کو بمعہ جماعت کے مامور کیا اور

جناح میسرہ علقمہ بن مسند حرامی اور اسکی قوم کے حوالہ کی اور ہر موقع پر بطریقوں کی بتیس صفیں قائم کیں کہ سپاہیوں کو ہٹنے نہ دیں بلکہ جوش جنگ دلاتے رہیں ماہان بذات خود سب سے پہلی صف میں کھڑا ہوا ایک بڑا قد آور گھوڑا زیر ران تھا جسکا لگام اور زین سب سنہری اور جواہرات سے جڑاو تھا فراخ زرہ زیب بدن تھی اور اسکے اوپر زربفتی دیبا کا لباس تھا سنہری مرصع شمشیر حمائل کیے ہوئے تھا اور آبدار جواہرات کا تاج سر پر تھا لشکر اسلام اسکی طرف تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اس لشکر کی تعداد اس قدر کثیر تھی کہ کسی نے پیشتر نہ دیکھی ہوگی گویا وہ لشکر ایک سیلاب تھا یا خوفناک تیرہ و تاریک رات تھی کہ ہر طرف چھائی ہوئی تھی اور انجام تک نظر کام نہیں کر سکتی تھی مقابلہ پر ابو عبیدہ نے بھی اپنی فوج کو مرتب کیا میمنہ پر عمرو عاص اور یزید بن ابی سفیان کو سر کردگی دس ہزار مہاجر مقرر کیا فوج میسرہ معاذ بن جبل اور یزید بن صامت انصاری کے حوالہ کی اور دس ہزار بہادر حوالہ کئے جناح میمنہ شرجیل بن حسنہ کو معہ تین ہزار جوانان انصار دی اور اسیقدر جمعیت سعید بن عامر کو دی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو چار ہزار سوار دیکر کمین گاہ پر چھوڑا یہ سب بیس ہزار تھے آپ قلب لشکر میں جگہ لی اور باقی تیرہ ہزار سواروں کا لشکر اپنے پاس رکھا پھر خالد سے کہا کہ سواروں کا انتظام میں نے تیرے حوالہ کیا ان کی طرف پوری توجہ رکھنا اور ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے کہا تو پیدلوں سے خبردار رہ ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ قائم رکھنا اسکے بعد اسلامی لشکر بہ آہستگی کافروں کی فوجوں کی طرف بڑھا سوار اور پیدل سب نے جان سے ہاتھ دھو لئے تھے اور زندہ رہنے کا خیال ترک کر دیا تھا آپس میں پند و نصائح بیان کرتے تھے اور جان توڑ کر لڑنے کی ترغیب دلاتے تھے ابو عبیدہ نے لشکر کیطرف متوجہ ہو کر کہا اے مسلمانوں نیت کو درست رکھو اور دل سے خدا کی طرف متوجہ ہو اسی سے مدد طلب کرو اور صبر کو اپنا چلن قرار دو اور دوستوں کو صبر کے ساتھ اطمینان دلاؤ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی اللہ سے ڈرو شاید تم نفع پاؤ گے اسکے بعد خالد بن ولید نے کہا اے مسلمانوں اپنے دلوں کو نیکی کی طرف مائل رکھو اور لڑائی کو محض اللہ تعالے کی رضامندی کے لئے اختیار کرو اور بروقت جنگ اپنی جگہ پر جمے رہو خود لڑائی میں پیشقدمی نہ کرنا اور جب مقابل سے لڑائی چھیڑ دی جائے تو تم تلواریں سونت لو نیزے اُن کی طرف سیدھے کر لو کمان دار تیروں کو کمان میں جوڑ لیں اور ڈھالوں کو منہ کے سامنے لیکر خاموش کھڑے رہیں مگر اللہ کو یاد کرتے رہیں اور جب تک میں اجازت نہ دوں حملہ نکریں معاذ بن جبل نے کہا اے قرآن کے پڑھنے والو اور دین کی مدد کرنے والو اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنے بالتحقیق اللہ کی رحمت نیکوں سے بہت قریب ہے ثواب کی طرف دل سے راغب ہو کیونکہ اللہ تعالے نے غازیوں کو جہاد میں صبر کی ہدایت فرمائی ہے اور وہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے عمرو عاص نے بھی اپنے دوستوں سے کہا اے مسلمانوں آنکھیں نیچی کر کے اپنی جگہ پر قائم رہو اور نیزوں کو دشمنوں کی طرف سیدھا کر لو اور جب وہ حملہ کریں تو اتنی دیر خاموش رہو کہ وہ نزدیک آ جائیں پھر اُن پر اسطرح ٹوٹ پڑنا جسطرح بھوکا شیر شکار پر گرتا ہے اُس خدا کی قسم جو راستی کو پسند کرتا ہے اور اوس پر ثواب عطا فرماتا ہے اور جھوٹ کو برا سمجھتا ہے اور اُس پر عذاب نازل فرماتا ہے اور نیکی کا بدلہ نیک دیتا ہے گناہوں کو بخشتا ہے اُوسنے اپنے پیغمبر سے وعدہ فرمایا ہے اور اہل مصر سے مطلع کیا ہے کہ یہ زرخیز اور پُرنعمت سلطنت اور اسکے عالیشان محلات سب مسلمانوں کے ہاتھوں سے فتح ہوں گے اور ان ممالک میں دین اسلام اشاعت پائیگا تم کافروں کی کثرت اور انکے جنگی ساز و سامان کی تیاریوں سے بالکل نہ ڈرو انشاء اللہ تعالے خدا تمہارا مددگار ہے اس رومی لشکر اندھیری رات کی طرح چھا گیا اور ان کے پیدل چیونٹیوں اور ٹڈی دل کیطرح اُمنڈ پڑے علم کھلے ہوئے تھے صلیبیں بلند تھیں اور اُن کے پادری اور عالم زاہد انجیل سُنا سُنا کر لشکر کو لڑائی کا جوش دلا رہے تھے ہر صف میں ایک ہزار کرنا پھونکی جا رہی تھی اور نقاروں اور ڈھولوں کی آوازیں رعد کیطرح گرج رہی تھیں رومی بہادر صفوں سے نکل نکلکر شیخی مارتے تھے اُن کے لشکر میں سے سب سے پیشتر ایک تند عرب جسنے ترسائی دین اختیار کر لیا تھا میدان میں نکلکر دونو صفوں کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند بولا اے گروہ عرب تمکو شیطان نے دھوکہ دے کر مغرور بنا رکھا ہے اسی سبب سے تم اپنی جگہ سے نکلکر سلطنت روم میں داخل ہوئے ہو تم اُن لوگوں پر حسد کرتے اور چاہتے ہو کہ اللہ تعالے نے جو نعمتیں اُن کو عطا کر رکھی ہیں انہیں چھین لو اور خود انکو نیست و نابود کر دو روم کے بادشاہ سلطنت اور حکومت میں تم سے بہت زمانہ پیشتر کے ہیں اور تمہاری نسبت قواعد

حکومت اور سامان حفاظت میں بہت زیادہ واقف ہیں تم نے ایسے کام میں ہاتھ ڈالدیئے اور ایسی چیز کا لالچ کیا ہے جو تمکو میسّر نہیں ہو سکتی تمہیں لازم ہے مکہ اور مدینہ کو چلے جاؤ اپنے سروں سے اس غرور کو نکال ڈالو اب تم میں سے وہ شخص مقابلہ پر آئے اور مردانہ جنگ کا ملاحظہ کرے جو سب سے زیادہ بہادر اور جری ہو خالد بن ولید نے اس جنگجوئی کو دیکھکر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی باہر نکلے اور اسکا کام تمام کرے قیس بن ہبیرہ مرادی خالد سے اجازت طلب کر کے میدان میں آیا دونوں میں جنگ ہونے لگی اور جوں ہی لڑے آخر کار قیس نے اپنے گھوڑے کو اسکی طرف پلٹ کر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ سر کے بل زمین پر آرہا قیس نے فوراً ہی نیچے اتر کر سر کاٹ لیا اور نیزہ پر رکھکر سوار ہوا اور گھوڑے کو میدان میں کاوے دینے لگا کافر قیس کی طعن اور ضرب کا معاینہ کر کے کہ کس طرح سے سر قلم کر کے نیزہ پر رکھ لیا ہے بہت ہی اندوہناک ہوئے اور مسلمان پھولے نہ سمائے اسیوقت خالد نے ابو عبیدہؓ سے کہا اے امیر شاد ہو کہ مطلع ہم سے اس ظفر کا نمودار ہونا فال نیک ہے یقیناً اس کے بعد سعادت کلی نمایاں ہوگی اور انشاء اللہ تعالے اور دولت و اقبال اور فتح و ظفر کا آفتاب مشرق سے بلند ہوگا لا قوۃ الا باللہ پھر بلند آواز سے کہا اے مسلمانوں خدائے سبحانہ تعالے کے فضل پر بھروسا رکھو اور قوی دل رہو اور امداد الٰہی کی یقینی امید کے ساتھ سب کے سب یکدل ہو کر حملہ کرو دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے اور کیا رنگ نمایاں ہوتا ہے مسلمان خالد کا حکم سنتے ہی ٹوٹ پڑے اور پہلے ہی حملہ میں چار صفوں کو درہم برہم کر کے ایک ہزار آدمی مار ڈالے اور خود سلامتی کے ساتھ پلٹ کر اپنی جگہ آکھڑے ہوئے اتنے میں ایک مسلمان بہادر نے ابو عبیدہؓ کے پاس آکر کہا اے امیر میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ان کافروں کے ساتھ آج اسقدر جنگ کروں کہ انجام کار شہید ہو جاؤں جناب رسول خدا صلعم کی درگاہ میں کوئی پیغام بھیجنا ہو تو فرما دیجئے ابو عبیدہؓ نے کہا میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ ہم دین کے دشمنوں سے جنگ و جدل کر رہے ہیں اور خدا کے وعدوں اور آپ کے فرمانوں پر کمربستہ ہیں جسقدر ممکن ہوگا جہاد کرینگے کہ اسکا ثواب ہمکو نصیب ہو اسکے بعد وہ بہادر اپنی صفوں سے نکل کر کفار پر حملہ آور ہوا مردانہ جنگ کی اور کیسے ہی نامی لوگوں کو قتل کر کے شہید ہو گیا اس پر اللہ کی رحمت ہو پھر کافروں کے لشکر میں سے ایک بڑی جماعت آگے بڑھی ہتھیاروں سے خوب طرح مسلح تھی اور باہم عہد و پیمان کر رکھا تھا کہ جب تک بدن میں جان باقی ہے دشمن کے لشکر کے مقابلہ سے پشت نہ پھیرینگے خالد نے ان کے ارادہ سے مطلع ہو کر اپنی فوج سے کہا اے امت محمدؐ ایسے مقام پر صبر کرنا موجب عزت دنیا اور سبب حصول نجات عقبےٰ ہے اور کافروں کے جنگ میں جو شخص ثابت قدم رہیگا اور رضائے الٰہی کیلئے اپنی جگہ پر قایم رہکر ان شیطانوں اور دین کے دشمنوں کے دفعیہ کیلئے کوشش کرے گا اسکے مدارج بحساب بلند ہونگے میرا قصد ہے کہ تم سب کے ہمراہ اس سواروں کی فوج پر حملہ کروں لازم ہے کہ تم بھی ہوشیاری اور یقین کامل کے ساتھ میرا ساتھ دو اور جب تک انکو شکست نہ دے لو قدم نہ ہٹاؤ مجھے فضل الٰہی سے قوی امید ہے کہ ان دشمنوں پر اللہ تعالے ہمکو فتحیاب فرمائیگا یہ کہکر حملہ کر دیا اور دس ہزار مسلمان سپاہ نے ساتھ دیا سب کے سب ایکدل ہو کر جا پڑے اور بمدد خدا کافروں کے اس لشکر کو جسنے باہم عہد کر رکھا تھا اور غالب آنیکا جھنڈا اٹھا رکھا تھا شکست دی اور بہت ہی کم آدمی ان میں سے جانبر ہو سکے اس کامیابی سے رومی لشکر کا انتظام خراب ہو گیا اور آس ٹوٹ گئی اور جو نقصان اٹھایا اسکا ذکر کر کے اور متفق ہو کر مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کئے اتفاقاً ایک تیر مالک بن حرث نخعی کے آنکھ کے کونے پر آلگا اور رگ لنگر اشتر ہو گئی اسی دن سے اسے مالک اشتر کہنے لگے مالک آنکھ کے صدمے سے غضبناک ہو کر دشمن کے لشکر پر گرا کئی کافر قتل کئے پیچھے در پے عقب سے اسکو بھی کئی زخم آئے اور کافروں نے اسے گھیر لیا اور تیر برسانے لگے زخم پر زخم پڑتے تھے اور وہ مردانہ وار جنگ کر رہا تھا یہانتک کہ اور بھی کئی زخم لگے اور وہ زخموں کی کثرت سے چور چور ہو گیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس فوج میں تھا فوراً باواز بلند پکارا کہاں ہے وہ گروہ جسنے اپنے آپ کو خدا تعالے کے ہاتھ اسکی رضامندی کے لئے فروخت کر دیا ہے اور وہ جماعت کہاں ہے جو دائمی بہشت کی مشتاق اور آرزومند ہے اے قوم اسد میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں جنتوں اور حوروں کی طرف دوڑو مسلمانوں نے کمال جوش و خروش کے ساتھ رومی لشکر پر حملہ کیا باہم قتل و قمع کرتے تھے طرفین کے بہادروں اور جوانوں کے نعرے پیہم بلند تھے ڈھول اور نقارے گرج رہے تھے دار و گیر کا غل اور شیر مردوں کی للکار آسمان تک پہنچ رہی تھی

ابو عبیدہ کہہ رہے تھے کہ اے مسلمانوں ثابت قدم رہو ثابت قدم رہو تمہارے ساتھ تمہاری عورتیں اور بچے بھی ہیں اپنے زن و فرزند کو دشمن کے حوالہ کر دینا مردانگی نہیں ہے جب تک بدن میں جان ہے دل توڑ کر جنگ کئے جاؤ اللہ تعالےٰ تمہارا مددگار اور حامی ہے فتح اور ظفر تم سے بہت قریب ہے۔ اتنے میں یزید ابی سفیان نے دشمن پر حملہ کیا عمرو بن عاص بھی اُسکے ہمراہ تھا رومی لشکر کے ایک حصہ پر ٹوٹ پڑے وہ پسپا ہوئے اور کچھ مارے گئے عکرمہ بن ابو جہل نے گھوڑے سے اُتر کر اور پاپیادہ ہو کر حملہ کیا اور کافروں کو مار مار کر پھینکتا جاتا تھا خالد نے دیکھ کر کہا اے عکرمہ پیدل ہو کر جنگ نہ کر اس طرح تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور تیرا مارا جانا مسلمانوں کے لئے سخت حادثہ ہوگا سوار ہو کر مقابلہ کر اوس نے جواب دیا اے خالد تو مجھ سے ہاتھ دھولے پیغمبر صلعم نے مجھ سے اور میرے باپ سے بہت ایذا اٹھائی ہے شاید آج مجھ سے کوئی ایسی خدمت بر آئے جسکے ذریعہ سے میرے بعض گناہ بخشے جائیں یہ کہکر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور تلوار برہنہ پکڑ کر اور ڈھال مُنہہ کے سامنے لیکر دشمن کی فوج میں گھس گیا بڑی جرأت سے جنگ کرتا تھا اور کافروں کو مار مار کر گراتا جاتا تھا اسی اثنا میں کئی مہلک زخم آئے اور شہید ہو گیا اور مسلمان بھی یکبارگی رومیوں کی صفوں پر جا پڑے بڑے گھمسان کا رن پڑا آخر لشکرِ اسلام کے غلبہ سے رومی جمعیت پسپا ہوتے ہوتے دریائے یرموک کے کنارے جا پہنچی اب سامنے دریا تھا اور پس پشت عربی لشکر حسب اتفاق اسدن دریا اسقدر طغیانی پر تھا کہ رومیوں کے بہت سے آدمی اوس میں ڈوب گئے اور مسلمان اسیطرح حملہ پر حملہ کر رہے تھے ماہان نے بطریقوں کو ڈانٹا اور ایک ایک کا نام لیکر مسلمانوں کے مقابلہ کی ترغیب ولائی یہانتک کہ رومیوں نے جمع ہو کر پھر ایک دفعہ مسلمانوں پر حملہ کیا اور کچھ دور پیچھے ہٹا لے گئے اُسیوقت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کی ایک آنکھ تیر کے لگنے سے بیکار ہو گئی اب مسلمانوں کے لشکر میں ایک غل مچا اور اکثروں کے دل چھوٹ گئے خالد بن ولید نے یہ حالت دیکھکر کہا اے مسلمانوں یہ کیسی سستی اور کم ہمتی ہے تم ہی ان رومیوں کے لشکر عظیم کو پست کر چکے ہو اب کیا ہوا کہ جی چھوڑے دیتے ہو خدا کی قسم تم اُنپر غالب آ چکے ہو اور وہ اب زیر ہیں اور انکے لئے مہلک دریا سامنے ہے زمین پر گھٹنے ٹیک دو اور مُنہہ پر ڈھالیں لیکر ڈٹ جاؤ ان کی کثرت سے مت ڈرو کیونکہ اُن میں سے بہادر اور جنگجو لوگ مارے جا چکے ہیں خالد اسطرح فوج کی کمرِ ہمت مضبوط کر چکا تو اور سرداروں اور امیروں نے بھی اسی طرح کی کلاموں سے دل بڑھایا اور سب کے سب مسلمان پھر یکبارگی حملہ آور ہوئے اور رومیوں کے قلبِ لشکر پر جا گرے اور چار صفوں کو جن میں اسّی ہزار جوان ہونگے قلب سے نکالکر علیحدہ کر دیا باقی فوج رومی پر بھی لشکرِ اسلام ٹوٹ پڑا یہ اسّی ہزار کی جماعت تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ نکلی اب مسلمان اُنکا تعاقب کر رہے تھے اور قتل کرتے جاتے تھے یہانتک کہ رومیوں نے اُس بلند مقام پر جو لبِ دریا واقع تھا پناہ لی اور رات ہو گئی مسلمانوں نے اسوقت تک بھی اُن سے ہاتھ کو نہ روکا تھا پہنچ پہنچ کر قتل کرتے تھے بہت سے لوگ جو تلوار کی آنچ سے بچ نکلے تھے دریا کے پانی میں گر گر کر ڈوب گئے اُس اسّی ہزار کی تعداد میں سے صرف تھوڑے ہی سے بھاگ کر بچنے پائے دن نکلنے پر اُنہیں سے بھی اکثر آبِ شمشیر کے گھاٹ اوتارے گئے جنگل میں کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے کہ شمار ہو سکتا تھا بہت سی کوشش سے اندازہ لگایا گیا تو ستّر ہزار سپاہی اور بطریق اور سردارانِ فوج شمار میں آئے اور جو دریائے یرموک میں ڈوب کر مرے وہ اِس شمار کے علاوہ تھے ماہان نے بھاگ کر دمشق کی راہ لی اور عاصم بن یربوعی نے اُنکا پیچھا کر کے قتل کیا اور مسلمانوں کے ہاتھ رومی لشکر کا بے حد و حساب مال و متاع لوٹ میں آیا ابو عبیدہ اور تمام مسلمان نہایت ہی شاد ہوئے زمین پر سر رکھکر شکر کے سجدے کرتے تھے بعد ازاں لوٹ کا خمس علیحدہ کر کے باقی مال اہلِ فوج پر تقسیم کر دیا اور امیر المومنین عمرؓ کو خط لکھا مضمون یہ تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَوَاتُهُ عَلٰى نَبِيِّهِ الْمُجْتَبٰى وَرَسُوْلِهِ الْمُصْطَفٰى مِنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَامِرِ بْنِ الْجَرَّاحِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَشَفِيْعِ الْاُمَّةِ وَاُعْلِمُكَ اَنِّيْ نَزَلْتُ الْيَرْمُوْكَ وَنَزَلَ مَاهَانُ بِالْقُرْبِ مِنْهَا وَلَمْ تَرَ الْمُسْلِمُوْنَ اَكْثَرَ مِنْ جَمْعِهِمْ وَلَا عُدَّتِهِمْ فَفَضَّ اللّٰهُ تِلْكَ الْجُمُوْعَ وَنَصَرَنَا عَلَيْهِمْ بِمَنِّهِ وَفَضْلِهِ وَقَتَلْنَا مِنْهُمْ زُهَاءَ مِائَةِ اَلْفٍ وَخَمْسَةَ اٰلَافٍ وَاَسَرْنَا اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا وَقُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ خَتَمَ اللّٰهُ لَهُمْ بِالشَّهَادَةِ وَوَجَدْتُ رُؤُسًا قَدْ قُطِعَتْ لَمْ نَعْرِفْ اَصْحَابَهَا فَصَلَّيْتُ عَلَيْهَا وَدَفَنْتُهَا وَقُتِلَ مَاهَانُ عَلٰى دِمَشْقَ فَتِلْكَ

شکست یافتن فوج ماہان از لشکرِ اسلام

عَاصِمُ بْنُ الْيَرْبُوعِيِّ وَقَدْ كَانَ قَبْلَ الْوَقْعَةِ نُصِبَ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو الْجُعَيْدِ مِنْ أَهْلِ حِمْصٍ فَأَلْقَاهُمْ فِي مَوْضِعٍ مِنَ الدُّمُوْلِ يُقَالُ لَهُ الْأَقُوصَةُ فَهُزِمَ مِنْهُمْ مَا لَا يُحْصَى عَدَدُهُمْ وَأَمَّا مَنْ قُتِلَ مِنْهُمْ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالْجِبَالِ مِنَ الْمُنْهَزِمِينَ وَغَيْرِهِمْ فَحُصِرَتْ عِدَّتُهُمْ تِسْعُونَ أَلْفًا وَقَدْ مَلَّكَنَا اللهُ أَمْوَالَهُمْ وَحُصُونَهُمْ وَبِلَادَهُمْ وَكِتَابِيْ هٰذَا إِلَيْكَ مِنْ دِمَشْقَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَجَمْعُ الْغَنَائِمِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى جَمِيعِ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی از طرف ابوعبیدہ معلوم ہو کہ ہم جب یرموک کی سرزمین میں داخل ہوئے تو ماہان بھی اسقدر فوج کثیر لے کر آیا کہ بیشتر کبھی نہ دیکھی تھی باہم جنگ شروع ہوئی اور ہمنے اُن کے ایک لاکھ پانچہزار آدمی قتل کئے اور چالیس ہزار قید کر لئے مسلمانوں میں سے بھی چار ہزار آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا میدان میں بہت سے ایسے سر بھی پائے گئے جنکی پہچان نہو سکی کہ وہ کافروں کے سر ہیں یا مسلمانوں کے ہمنے اُن سب پر نماز پڑھی اور ایک جگہ فراہم کرکے دفن کر دیئے گئے ماہان دمشق کی جانب بھاگ گیا تھا عاصم یربوعی نے اُسے قتل کر دیا ابوجعید نے اس قوم کے خلاف ایک دھوکہ دہی اختیار کی جس سے بیشمار کافر ہلاک ہوئے اور جو لوگ جنگلوں اور پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے اُن میں سے نوے ہزار لقمۂ اجل ہوئے اللہ تعالےٰ نے اُن کی تمام سلطنت اور مال پر ہم کو قبضہ عطا فرما دیا اب میں نے یہ خط دمشق سے روانہ کیا ہے اور تمام مالِ غنیمت کو جمع رکھ چھوڑا ہے اُس کی نسبت کیا حکم ہے اس خط کو ختم کرکے اپنی فہرست کی اور مالِ غنیمت کا خمس حذیفہ الیمان کو دیکر مع دس سواروں کے جانب مدینہ روانہ کیا حذیفہ سفر طے کرکے مدینہ میں داخل ہوا اور ابوعبیدہ کا خط مع مال و غنیمت عمر بن خطاب کے حوالہ کیا آپ بہت ہی خوش ہوئے اور سجدۂ شکر بجا لائے پھر حذیفہ سے پوچھا کہ ابوعبیدہ نے مالِ غنیمت کو فوج پر تقسیم کر دیا ہے یا نہیں اسکے بعد ابوعبیدہ کے خط کا جواب لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ابوعبیدہ کو معلوم ہو کہ اُسکا خط وصول ہوا احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی ہم مسلمانوں کی فتح کے لئے سجدۂ شکرِ الٰہی بجا لائے اور بہت ہی شادمان ہوئے کہ ایسی عظیم الشان فتح اللہ تعالےٰ نے کرامت فرمائی اور اس لشکر کثیر کفار کو جس سے تمام میدان اور پہاڑ بھر گئے تھے خراب وخستہ اور بدحال کرکے ہلاک کر دیا تمکو یقین کر لینا چاہیئے کہ اس بیشمار جمعیت پر اپنی قوت اور بہادری کے سبب فتحیاب نہیں ہوئے ہو بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ کی مدد سے یہ نصرت نصیب ہوئی ہے مبادا تم اپنے دل میں غرور کرو وَلِلّٰهِ الْمَنُّ وَالْفَضْلُ الْعَظِيْمُ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے اللہ تعالےٰ بہت بڑا فضل اور احسان فرمانے والا ہے برکت والا اللہ ہے اور سب سے اچھا خالق ہے اور حمد خلایق کے پرورش کرنے والے اللہ ہی کے واسطے ہے لشکرِ روم کے شکست کھانے کے بعد کچھ لوگ بُرے حال سے گرتے پڑتے انطاکیہ میں پہنچے بادشاہ ہرقل اس خبر کو سُنکر نہایت ہی مضطرب ہوا اور ایک بطریق کو بُلا کر فرمایا کہ بھاگ کر آئے ہوئے لوگوں میں سے ایک ایسے شخص کو جو زیادہ صاحب عقل ہو میرے سامنے حاضر کرو میں اُس سے حقیقت حال دریافت کرونگا بطریق نے ایک عرب کو جسکا نام خدیمہ بن عمر تنوخی تھا اور جو اُسی معرکہ سے بچ کر آیا تھا بادشاہ کے سامنے لا کھڑا کیا ہرقل نے رومی زبان میں دریافت کیا لشکر اور افسران وسرداران لشکر کا کیا حال ہے اُسنے کہا رومی لشکر نے شکست کھائی اور انکا اکثر حصہ قتل ہو گیا اور بہت تھوڑے بحالِ خستہ ومجروح جنگلوں اور پہاڑوں میں بھاگ کر منتشر ہو گئے ہرقل نے جس جس کا نام لے کر پوچھا جواب میں یہی سُنا کہ وہ مارا گیا تب ہرقل نے کہا بد آدمی سے خبر بد کے سوا اور کیا سُنتا پھر اُس سے کہا خدیمہ بن عمر تنوخی تو ہی ہے اُسنے کہا ہاں ہرقل نے کہا مجھے یاد ہے کہ جسدن محمد رسول کا خطاب ہمارے پاس آیا تھا اور قبولیتِ دین کے لئے لکھا تھا تو میں اُسے منظور کرنے کو تھا مگر تجھ سے زیادہ اور کسی نے مجھے نہیں روکا تھا خدیمہ نے کہا بے شک ایسا ہی ہوا تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکا سر قلم کر دیں بعدہٗ فرمایا مجھے یقین تھا کہ عربی لشکر میری فوجوں کو شکست دے گا اور یہ ملک اُس کے قبضہ میں چلا جائیگا پھر گھوڑا طلب کیا اور سوار ہو کر اہل وعیال اور مشیروں امیروں کے ہمراہ قسطنطنیہ کی طرف سفر کیا ولایتِ شام کی سرحد پر سر راہ ایک بہت بلند پہاڑ تھا اس کی چوٹی پر چڑھ کر اطرافِ شام پر نظر ڈالی اور زار قطار روتے ہوئے کہا اے پاک زمین تجھ کو ہمارا اسلام ہے اور اے دنیا کی بہشت اور نعمتوں اور راحتوں والی سرزمین ہمارا آخری سلام ہے غرض کہ اسی طرح کے

دربیان فتوحات شام در ایام خلافت امیر المومنین عمرؓ بر روداد

حمید افسوس ناک کلمے کہے اور ولایت شام کو خیر باد کہکر پہاڑ سے اُترا اور جانب قسطنطنیہ روانہ ہوا اہلِ اسلام دوسری سمت سے حلب میں داخل ہوئے باشندوں نے قلعہ میں پناہ لی اور محصور ہو بیٹھے لشکر اسلام نے راستے بند کر دیے اسکے بعد محصورین نے امان مانگی اور ابو عبیدہ نے تیس ہزار دینار بقدرِ صلح کر لی اور سب پر جزیہ مقرر کیا اور عہد نامہ مرتب ہو گیا حلب والوں نے دروازے کھول دیئے اور مسلمان شہر میں داخل ہو کر قائم فرما ہوئے ابو عبیدہ نے مالکِ اشتر نخعی کو بلا کر بسر کردگی ایک ہزار سوار حکم دیا کہ رومیوں کا تعاقب کرے اور دربند تک دیکھ بھال کرے اشتر فوراً روانہ ہو گیا اسکے بعد میسرہ بن مسروق کو ایک ہزار سوار دے کر کہا کہ اشتر کے عقب میں جائے اشتر نے دربد روم پر پہنچکر تیس ہزار سے بھی سوار رومی لشکر کی جمعیت موجود پائی اور بوجہ کثرت لشکر کفار خیال کیا کہ مقابلہ کرنا ناممکن ہے میسرہ کے ملحق ہونے تک انتظار کرنا چاہیئے جب میسرہ آملا تو دونوں نے معرکہ آرائی کا قصد کیا اور جنگ شروع کر دی اور صبح جنگ ہوئی صبح سے لڑتے لڑتے تیسرا پہر ہو گیا اسوقت اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور رومی جو پہلے ہی سے شکستہ دل تھے بھاگ نکلے اب نماز کا وقت آگیا تھا میسرہ نے اپنے لشکر کو نماز پڑھائی اور مالک نے اپنی جماعت کو بعد نماز میسرہ کے دوستوں میں سے ایک شخص نے مالک کے پاس آکر کہا تم نے امیر میسرہ کو کسلئے امام نہ بنایا اشتر نے کہا میسرہ کون ہوتا ہے اس شخص نے جواب دیا علیین میں سے ہے اشتر نے کہا علیین کون ہے اوس نے کہا سبحان اللہ تم علیین کو بھی نہیں جانتے پھر بولا تم کون ہو اشتر نے کہا میں مالک بن حارث نخعی ہوں اوسنے کہا میں نخعی کو نہیں جانتا اور نہ انہیں کچھ سمجھتا ہوں اس کلام کو سنکر اشتر کی جماعت میں سے کئی شخصوں نے اُسے سزا دینے کا قصد کیا اشتر نے روکا کہ اسے نہ ستاؤ وہ محض اپنے عزیزوں کے لئے اُلجھتا ہے پھر اُس سے کہا اے شخص انصاف کی بات سن ابو عبیدہ نے مجھے اس لشکر کا سردار بنایا ہے اور اُنکو میری فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور کسی شخص کو مجھ پر سردار نہیں کیا میسرہ اپنے لشکر کا سردار ہے اور میں اپنے لشکر کا اُس شخص نے واپس جا کر یہ سب گفت و شنید میسرہ سے کہی میسرہ نے پوچھا تو کس کے حکم سے اشتر کے ساتھ جا اُلجھا اور ابو عبیدہ کی عطا کی ہوئی سرداری پر اُس سے جھگڑا کیا غرض وہ رات اشتر اور میسرہ نے اُسی مقام پر بسر کی پہر لگے تھے صبح کے وقت ابو عبیدہ کے پاس سے قاصد پہنچا اور خط دیا لکھا تھا میسرہ اور اشتر اس خط کے پہنچتے ہی پلٹ کر میرے پاس چلے آئیں خط پڑھتے ہی مراجعت کی اور حلب میں ابو عبیدہ سے آملے رومی لشکر سے جو جنگ ہوئی تھی اُسکی کیفیت بیان کی ابو عبیدہ بہت خوش ہو کر سجدہ شکر بجا لایا اور دوسرے مسلمانوں نے بھی اسلامی فوج کی سلامتی کا شکریہ ادا کیا ابو عبیدہ نے اب دمشق کی مہم کا عزم بالجزم کر کے حبیب بن مسلمہ فہری کو طلب کیا اور حلب اور اُسکے نواح کا امیر مقرر کر کے آپ جانبِ دمشق روانہ ہوا شام کے جس شہر میں گزر ہوتا ایک سردار وہاں کا امیر مقرر ہوتا اور عدل و انصاف کے لئے تاکید کی جاتی تھی اسیطرح داخل دمشق ہوئے اور وہاں سے امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں خط لکھا جس میں شرح و بسط کے ساتھ رومی لشکر کی شکستوں اور ہرقل کے قسطنطنیہ کی طرف فرار کرنے اور اپنے داخلِ دمشق ہونے کی تمام کیفیت درج کی امیر المومنین نے خط لکھا کہ ابو عبیدہ کو معلوم ہو کہ اُسکا خط وصول ہوا جملہ حالات سے پوری اطلاع ملی اِن فتوحات عظمے اور نعمتہائے بیکراں کے لئے شکریہ الٰہی ادا کیا گیا ہے اے ابو عبیدہ ابھی ملکِ شام میں اور بہت سے شہر باقی ہیں جنکو فتح کرنا ضروری ہے اور بہت سی مہمیں پوری کرنی ہیں لیکن بالفعل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دمشق میں قیام کر کے لشکر کو آرام دینا چاہیئے اور کسی جماعت کو اور کسی طرف نہ بھیجنا چاہیئے تا وقتیکہ میں کچھ حکم دوں اُسوقت اُس کے موجب عمل درآمد کرنا ہو گا یہ بھی معلوم ہو کہ سعد وقاص کا خط آیا ہے اُس سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانی لشکر موضع جلولا میں جمع ہو رہا ہے اور ہم جناب باری تعالےٰ سے مدد کے خواستگار ہیں کہ کافروں پر فتحیاب ہوں ابو عبیدہ نے امیر المومنین عمرؓ کے اس خط کو پڑھکر حسب الحکم مع لشکر کے دمشق میں قیام کر دیا اور دمشق اور اُس کے نواح کی حفاظت شروع کی امیر المومنین عمرؓ نے سعد وقاص کو بھی خط لکھا کہ لشکر میں سے کسی مشہور شخص کو حسب باختیار خود مدائن کا حاکم مقرر کرے اور آپ جلولا پر لشکر کشی کرے اللہ تعالیٰ اُس مقام کو تیرے ہاتھ سے فتح کرے گا اس خط کے پہنچتے ہی سعد وقاص نے اپنے بھتیجے عمر بن عتبہ بن ابی وقاص کو بلا کر بسر کردگی دس ہزار سواران جرار مہم جلولا پر روانہ کیا اور خود بیماری کی وجہ سے مدائن میں توقف کیا عمر بن عتبہ جب جلولا کے قریب پہنچا وہاں کے ایرانی لشکر نے گرداگرد خندق کھود لی اور اپنی مقدس آگ کی قسم کھائی اور سب نے باہم عہد کر لیا کہ عربی لشکر کے مقابلہ سے منہ نہ موڑیں گے حلوان ہمدان وغیرہ جہاں

سمت سے ایرانی فوجیں آ آکر فراہم ہو رہی تھیں اور بادشاہ یزدجرد بھی جو حلوان کو دارالحکومت بنائے موجود تھا فوجوں پر فوجیں جلولا کی طرف روانہ کر رہا تھا اُسوقت اُس موضع میں ساٹھ ہزار فوج تھی اور ولایت اہواز کا حاکم ہرمزان بیس ہزار تستر کے جوانوں کی کمک لیکر آیا جملہ اسّی ہزار کی جمعیت ہو گئی عتبہ نے ایرانی فوجوں کی یہ کثرت دیکھکر سعد وقاص کو خط لکھا اور یہ سب کیفیت فوج کی سعد نے بھی اُسیوقت امیر المومنین کی خدمت میں خط روانہ کیا اور سب حال لکھدیا امیر المومنین عمرؓ نے فوراً ابو عبیدہ بن جراح کو لکھا کہ اپنے لشکر میں سے بیس ہزار کی جمعیت سے سعد وقاص کو مدد پہنچاؤ اُسنے بہ تعمیل ارشاد خلیفہ دس ہزار سوار سرکردگی عتبہ بن ہاشم بن ابی وقاص جو سعد کا بھتیجا تھا روانہ کر دیا مکشوح مرادی بھی اس لشکر میں تھا جب مدائن میں پہنچے مکشوح مرادی دو ہزار کی جمعیت سے آگے بڑھا اُسکے پیچھے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص تین ہزار سواروں سے چلا اور اُسکے پیچھے سعید و حجر بن عدی کندی نے دو ہزار سواروں سے کوچ کیا اُن کے پیچھے منذر بن حسان الضبی تین ہزار کا لشکر لیکر روانہ ہوا اور اُسکے پیچھے جریر بن عبد اللہ بجلی چار ہزار سواران لشکر کے ساتھ تھا اس ترتیب سے لشکر اسلام کو پوری تقویت حاصل ہو گئی اور اُنکا شمار چوبیس ہزار تک پہنچ گیا سعد نے اپنے برادرزادہ ہاشم بن عتبہ کو اس لشکر کا سردار مقرر کیا اور اُسنے لشکر کو اسطرح ترتیب دیا میمنہ پر جریر بن عبد اللہ بجلی و میسرہ پر حجر بن عدی جناح پر مکشوح مرادی کو متعین کیا اور عمرو بن معدیکرب کو تمام سواروں کا سردار بنایا طلیحہ بن خویلد کو پیدلوں کی سرداری دی اسی طرح کافروں نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا میمنہ خرازاد بن ہرمز کے ہاتھ میں تھے یہ شخص مشہور ایرانی بہادروں میں سے تھا میسرہ پر فیروز بن حرہ مامور ہوا اور قلب میں ہرمزان نوشیرواں حاکم اہواز قائم ہوا طرفین سے لڑائی شروع ہو گئی اور ایسی جنگ عظیم واقع ہوئی کہ پیشتر کسی نے نہیں دیکھی تھی سب سے پہلے تیر باراں کئے گئے جب ایک تیر بھی باقی نہ رہا تو نیزوں سے لڑنے لگے جب وہ بھی شکستہ ہو گئے تلواریں گھسیٹ کر پھر دل جمعی سے زوال کے وقت تک لڑتے رہے اب نماز ظہر کا وقت آگیا سب نے تکبیروں اور اشاروں سے نماز ادا کی ہاشم بن عتبہ نے ایک مرد مسلمان کو جسکا نام سعد بن عبید الانصاری تھا یہ کہتے سنا کہ میں آج اپنے آپ کو اس جنگ میں خدا کے ہاتھ فروخت کر دونگا شاید میرے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اُسکے بعد تلوار سونت کر دشمنوں کی صفوں میں جا گھسا اور ایسی سخت جنگ کی کہ دونوں لشکر تعجب سے دیکھتے تھے انجام کار شہید ہو گیا اُسپر اللہ کی رحمت ہو جریر بن عبد اللہ بجلی نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا اے عزیزو اور دوستو یاد رکھو کہ اس جنگ میں تمکو دو نیکیوں میں سے ایک ضرور ہی حاصل ہو گی اگر شہید ہوئے تو اُسکے ثواب میں اللہ تعالیٰ دائمی جنت کرامت فرمائیگا اور اگر فتحیاب ہوئے تو بے شمار مال غنیمت پاؤ گے تم ہرگز ناموری یا دکھلاوے یا خلقت سے تعریف کرانیکی غرض سے جنگ کرنا کیونکہ وہ تعریف و توصیف جس میں رضائے الٰہی نہو کچھ مفید نہیں میں نے اس لشکر کو آزما لیا ہے اور اُنسے لڑ چکا ہوں یہی بڑی کمانیں اور لمبے نیزے اُنکے سب سے عمدہ ہتھیار ہیں جب تیر باراں کریں سر کو ڈھالوں میں چھپا لو اور اُنکے حملہ کے وقت ثابت قدمی اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے پھر یہ کہکر ہمراہیوں سمیت دشمن کے لشکر پر حملہ کیا داد شجاعت دی اور بہت سے کافروں کو واصل جہنم کر کے اپنی جگہ پلٹ آیا اسی اثنا میں ایرانی بہادروں میں سے ایک شخص جسکا نام رستم کوچک تھا اور بڑا ہی چالاک بہادر اور لوگوں میں رستم دستاں مشہور تھا اپنی صف سے نکلا اور دونوں لشکروں کے بیچ میں کھڑا ہو کر گویا ہوا اے قوم عرب میدان میں نکلو اور مجھسے جنگ کرو اور بہادروں کے زور بازو کا ملاحظہ کرو دو بھائی عوام اور زہیر عبد شمس کے بیٹے میدان میں اسکے مقابلہ پر نکلے رستم دونوں کا جواب دیتا تھا اور بہت دیر تک جنگ ہوتی رہی آخر زہیر نے غضبناک ہو کر ایک نیزہ لگایا کہ رستم نیچے آرہتا مگر وہ سنبھل گیا اور زہیر میدان میں گھوڑا اکدا کر فخر کرنے لگا کہ میں نے رستم کو زخمی کر دیا ہے رستم بھی اسیطرح لاف زنی کرنے لگا اتنے میں لشکر اسلام سے ایک اور شخص جابر بن طارق نخعی نام رستم کو اس شان و شکوہ کا بہادر دیکھکر میدان میں نکل آیا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرے رستم بھی اُسے آتا دیکھکر حملہ آور ہوا زہیر نے جابر سے کہا میرے پاس آجا اس کمبخت کتے سے تنہا مقابلہ نہ کر ایسا نہو تجھے کچھ صدمہ پہنچے رستم تینوں جوانوں سے نبرد آزمائی کر رہا تھا جب وہ کسی ایک پر حملہ کرتا تو باقی اسپر جھپٹتے اور اسطرح سے تیرے کو اُسکے زخم سے بچا لیتے غرضکہ عوام اور زہیر نے رستم کو اپنی طرف

متوجہ کرلیا اور حارث نے موقع پاکر اسکے سر پر ایسی تلوار لگائی کہ تاج اور آہنی خود کو کاٹتی ہوئی سر میں اُتر گئی اور سر کے دو حصے کرتی ہوئی سینہ میں داخل ہوئی رستم بے جان ہوکر زمین پر آرہا تینوں شخصوں نے اُسکے ہتھیار اور کپڑے اُتار لئے ایک ہزار دینار قیمت جانچی گئی اور تینوں نے آپس میں بانٹ لی اب شام ہو چلی تھی اور لڑنے والے مردانہ جنگ کرتے کرتے تھک گئے تھے گھوڑے بھی چور چور ہو گئے تھے چاہا کہ طرفین سے اپنے قیام گاہ کو لوٹ جائیں مگر اُسوقت فارسی لشکر کے بعض سرداروں نے ایک تازہ دم فوج اسلحہ سے بخوبی آراستہ کرکے بڑی شان وشکوہ کے ساتھ اپنی صفوں سے علیحدہ کی اور لشکر اسلام پر دھاوا کردیا مسلمان ایسے وقت میں اس مستعد فوج کو دیکھکر دہل گئے اور سخت رعب چھا گیا عمر بن معدی کرب للکارا کہ اے مسلمانوں ان سواروں سے مت ڈرو دلکو مضبوط رکھو الحمد للہ کہ ہم نے ایسی بہت سی لڑائیاں دیکھ رکھی ہیں ہم تم میدان کے بہادر اور جنگجو شیر ہو اسوقت کا حملہ منشتر کی لڑائیوں سے زیادہ سخت نہیں گھوڑوں سے اُتر پڑو نیزہ اور شمشیر ہاتھ میں لے کر ایک دوسرے سے مل جاؤ مقابل کے حملہ کے وقت ثابت قدمی اختیار کرو اور اپنے وقت پر سخت حملہ کرو مجھے حدا تعالے کی درگاہ سے اُمید قوی ہے کہ اس قوم پر تم فتحیاب ہوگے اور اللہ تعالے تمہاری امداد فرماکر دین اسلام کو سُرخرو رکھیگا اور انشاء اللہ تمہارے دشمن ذلیل وخوار اور ہلاک ہونگے یہ کہکر گھوڑے پر سے اُتر پڑا اپنی قبیلہ کے ایک ہزار جوانوں نے اُسکا ساتھ دیا عمرو بن معدی کرب شانے پر تلوار رکھے رجز خوان تھا اور اپنی معرکہ آرائیاں بیان کررہا تھا کہ فوج کفار نے بڑے جوش وخروش سے عمر معدیکرب پر حملہ کیا مگر جب اُس کی جمعیت پہاڑ کیطرح اپنے مقام سے ذرا نہ سرکی تو جریر بن عبد اللہ میمنہ کیطرف سے اور حجر عدی میسرہ سے اور مکشوح مُرادی جناح کی فوج سے مدد کو آپہنچے اور ایک دم سے ایرانی لشکر پر ٹوٹ پڑے بڑی خونریز جنگ وقوع میں آئی آخر کار حق سبحانہ تعالے نے اہل اسلام کو فتحمند کیا اور لشکر کفار نے شکست کھائی مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں اور کاٹتے چھانٹتے خانقین تک تعاقب کیا رات کو اُسی موضع میں رہے صُبحکو جلولا میں داخل ہوئے اور مال غنیمت فراہم کیا اس جنگ میں جسقدر مال ومتاع اور نفیس نفیس اشیاء مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اندازے سے باہر تھیں ایک مسلمان بولا اللہ تعالے مثنیٰ بن حارث شیبانی پر رحمت نازل کرے اگر آج کے دن وہ زندہ ہوتا تو فتح جلولا سے کسقدر شادمان ہوتا کیونکہ وہ اکثر آرزو کیا کرتا تھا کہ کسی طرح میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں جلولا کو فتح کیا ہُوا دیکھ لوں خواہ وہ میری زندگی کا آخری ہی دن کیوں نہو ایک اور معزز آدمی بول اُٹھا اگرچہ اُسکی آنکھیں دنیا میں اس فتح سے روشن نہیں ہوسکیں لیکن اسکی دونوں آنکھیں دائمی بہشت میں روشن ہیں اُس کے بعد ہاشم بن عتبہ نے جلولا کا تمام مال غنیمت جمع کرکے اپنے چچا سعد کی خدمت میں بھیجدیا مسلمانوں کو اس نصرت سے نہایت ہی خوشی حاصل ہوئی فتح جلولا کے بعد لشکر اسلام خانقین کیطرف روانہ ہُوا ایرانی فوج اُس کے آنے کی خبر سنکر خانقین میں بھی قدم نہ جماسکی ایک اور موضع میں جسے قصر شیرین کہتے ہیں قیام کیا اور وہاں سے اُٹھکر حلوان کیطرف بھاگ گئے یہاں یزدجرد بادشاہ غلاموں اور خواصوں کے ہمراہ قیام پذیر تھا یہ سنکر کہ اسلامی لشکر تعاقب کئے چلا آرہا ہے جانا کہ اس قوم کا مقابلہ کرنا محال ہے ایک مشہور عجمی سردار منوچہر بن ہرمز کو طلب کیا اور حلوان میں اپنا نائب بناکر خود جانب نہاوند کوچ کیا اسلامی لشکر نے قصر شیرین میں پہنچکر سعد وقاص کو نامہ لکھا تمام حالات درج کرنے کے بعد اجازت چاہی کہ ہم حلوان کیطرف بڑھیں یا خود بھی پہنچو کہ سب متفق ہوکر حلوان پر چڑھائی کیجائے اگرچہ سعد نہایت کمزور تھا لیکن اپنی شرکت کو زیادہ مناسب تصوّر کرکے سلمان فارسی کو مدائن میں اپنا نائب قرار دیا اور خود گھوڑے پر بیٹھ اُسی بیماری کی حالت میں چل پڑا قصر شیرین میں پہنچکر ایک دن قیام کیا دوسرے دن حلوان کیطرف بڑھے منوچہر نائب یزدجرد جو حاکم حلوان تھا سعد وقاص اور اسلامی فوج کے آنے کی خبر سنکر بھاگ نکلا اور یزدجرد کی خدمت میں پہنچا پھر دونوں نے اس جمعیت سمیت جو اُن کے ہمراہ تھی مسلمانوں کے آگے سے گریز اختیار کی سعد وقاص نے حلوان میں قیام کرکے جریر بن عبد اللہ بجلی کو حکم دیا کہ جسقدر مویشی اور مال ودولت اور خزانے دستیاب ہوتے ہیں سب کو جمع کرو اسکے بعد مکشوح مُرادی کو طلب کیا اور دس ہزار سوار دیکر علاقہ ماسبذان اور اسکے نواح کی طرف روانہ کیا اور عدی بن زید طائی کو بھی دس ہزار کی جمعیت دے کر شہر زور اور اُسکے نواح میں بھیجا علاقہ ماسبذان اور شہر زور سے اسقدر مال ودولت لوٹ میں ملا جسکا اندازہ نہو سکتا تھا اس سب کو فراہم کرنے بعد ہر دو سردار صحیح سلامت ظفر مندی کے ساتھ مراجعت

جنگ لشکر اسلام با کفار

آمدن سعد وقاص بجلولا

حکایت فضلہ

کرکے سعد وقاص کی خدمت میں حاضر ہوئے سعد نے ایک انصاری بہادر فضلہ بن معاویہ نام کو بلایا اور تین سو سواروں کا دستہ دیکر فرمایا کہ حلوان کے گرد پھیر جائے اور جسقدر مویشی اور سامان ملے لوٹ لائے فضلہ تمام اونٹ گھوڑے بھیڑ بکری اور دیگر چوپائے وغیرہ فراہم کرکے حلوان کیطرف چلا آرہا تھا کہ حسب اتفاق حلوان کے دو پہاڑوں کے درمیان اسے ایک عجیب وغریب معاملہ پیش آیا نماز عصر کا وقت ہوگیا تھا فضلہ نے اوائے فریضہ کے لئے قیام کیا اور جب اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی آواز بلند کی تو پہاڑ میں سے ایک آواز عجیب آئی اے فضلہ کَبَّرْتَ تَکْبِیْرًا اور جب اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی نوبت آئی تو ہاتف نے صدا دی احسنت اخلصت یعنے اے فضلہ تو نے خالص سچ کہا اور جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو ندا آئی یہ وہ پیمبر ہے جس کے بعد اور کوئی پیمبر نہو گا جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہا ہاتف نے کہا یہ وہ نماز ہے جسے اللہ تعالٰے نے فرض ٹھہرادیا ہے اور کیا اچھا ہے وہ شخص جو ہمیشہ وقت پر ادا کرتا رہتا ہے پھر جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہا تو اسے کہا الفلاح لامل الصلاح والصلاح لامل الفلاح یعنے یہ نماز نیک شخصوں کے لئے موجب بخشش ہے فضلہ نے اذان سے فارغ ہوکر قامت شروع کی اور جب اس کلمہ مبارک قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ پر پہنچا ہاتف نے کہا امت محمد رسول اللہ کا زمانہ بہت دراز ہوگا تاقیام قیامت رہیگا فضلہ نماز سے فارغ ہوکر باواز بلند کہا اے ہاتف میں نے تیری آواز سنی اور مطلب معلوم کیا اگر تو فرشتہ ہے تو تجھ پر فضل خدا ہو اور اگر تو قوم جن و پری سے ہے تو تجھے مرحبا ہے اور اگر تو آدم زاد ہے تو سامنے آکہ میں تجھ سے ملکر خوش ہوں اسوقت ایک ضعیف العمر بڈھا پہاڑ کی کھوہ سے نکلا ہاتھ میں عصا اور بدن میں سفید اون کے دو جامے تھے اسکے تمام بال سفید تھے اوسط درجہ کا قد تھا قریب آکر عصا پر سہارا لیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فضلہ نے جواب سلام کے بعد کہا تم کون ہو اور یہاں کس لئے پڑے ہو اوس نے کہا میرا نام زریب ہے اور عیسٰے علیہ السلام کے وصی تریلیا کا بیٹا ہوں میرے حق میں دعا ہے کہ ان پہاڑوں میں اُسوقت تک زندہ رہوں جب تک حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان سے تشریف لائیںگے میں تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ جب امت محمدی میں یہ چند عادتیں دیکھی جائیں تو ان سے بھاگنا چاہئے فضلہ نے کہا ان عادتوں کا ذکر کیجئے ہم انسے بچیں گے زریب نے کہا مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے صحبت اختیار کرینگے اور آپس کے ہور ہینگے امیر غلاموں سے مشغول ہونگے اور لوگ چاکروں کے ساتھ شراب نوشی کرینگے نے گناہوں کو قتل کریں گے کہ گنہگار عزت پکڑیں صدقہ دینا بند کردیں گے قرآن شریف کو راگ اور لے سے پڑھینگے مسجدوں میں نہری نقش و نگار بنائیں گے اور میناروں کو بلندی دینگے جھوٹی گواہی دینگے سود کھائینگے زنا کریں گے مینھ کم برسے گا اور غلہ باوجود زیادہ پیداوار کے گراں فروخت ہوگا جب یہ علامتیں ظاہر ہوں خوف کرنا چاہئے زریب یہ باتیں بیان کرکے غار کیطرف پھر گیا اور لشکر اسلام کوچ کرکے خدمت سعد میں پہنچا زریب بن تریلیا کی روئیداد اور اسکے بیانات عرض کئے سعد وقاص نے امیر المومنین عمر کو خط لکھا اور زریب کے ماجرے سے بھی اطلاع دی عمر نے جواب لکھا اور بڑی تعریف کی اور فرمایا کر اس خط کو پڑھتے ہی بذات خود ان پہاڑوں میں جانا اور زریب کو تلاش کرنا اور جو حالات اس سے معلوم ہوں تفصیل وار لکھ لینا پھر ہمکو لکھنا اس خط کے آتے ہی سعد وقاص حسب الحکم خلیفہ سوار ہوا اور ان پہاڑوں میں پہنچا اذان دی کوئی آواز نہ آئی آدمیوں کو حکم دیا کہ جابجا اذان کہیں پھر بھی کوئی جواب نہ سنا اسکے بعد سواروں کو حکم دیا کہ حلوان کے پہاڑوں میں گشت کرجاؤ اور زریب کا حال معلوم کرو کئی شبانہ روز اسی جستجو میں پھرتے رہے نہ کوئی نشانی ملی نہ اور کوئی بات معلوم ہوسکی سعد واپس چلا آیا اور امیر المومنین عمر کو یہ حال لکھ بھیجا بعد ازاں جریر بن عبد اللہ بجلی کو بلاکر اور اس کی قوم اور قبیلہ یمن سے ایک ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ حلوان میں قیام رکھے اور فارسی کافروں کیطرف سے کوئی تعرض ہو تو انکو دفع کرتا رہے بعدہ حلوان جلولا خانقین مدائن قادسیہ وغیرہ کے اموال غنیمت میں سے خمس امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا عمر نے ان غنیمتوں کو ملاحظہ فرماکر انکی کثرت اور خوبیوں پر بڑا تعجب کیا اور مسلمان بھی دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے تھے کہ اسقدر مال و دولت اور خزانے اور ظروف کبھی نہ دیکھے تھے ایک مسلمان نے پوچھا اے امیر اس لوٹ کے مال کو آپ خزانہ میں رکھینگے یا مسلمانوں کو حصہ وار مرحمت فرمائیں گے امیر المومنین نے کہا کہ اس مال پر کسی مکان کی چھت کا سایہ نہ پڑے گا یعنے میں اسے بیت المال میں نہ رکھونگا پھر حکم دیا کہ یہ سب دولت مسجد رسول خدا صلعم میں جمع رہے اور امانت دار اور نیک بخت لوگ رات بھر اسکا پہرہ دیں اور حفاظت رکھیں صبح کیوقت مہاجرین اور انصار کو طلب کیا ہر شخص کو اس کے درجہ اور حق کے بموجب مال غنیمت میں حصہ دیا

فضائل مسجد کوفہ

اس کام سے فارغ ہوکر سعد وقاص کو خط لکھا کہ سلمان کو مدائن اور اُس کے نواح کا حاکم مقرر کرکے آپ کوفہ میں داخل ہو اور وہاں کی امارت اختیار کرکے لوگوں کی دلجوئی کرے سعد بموجب ارشاد کوفہ میں آیا اور اُسی جگہ قیام کیا اُسوقت سے اہلِ عرب کوفہ میں آباد ہونے شروع ہوئے اُسکے بعد امیر المومنین عمرؓ نے سعد کو حکم دیا کہ کوفہ میں جو بڑی مبارک اور عمدہ جگہ ہے ایک مسجد بنائے لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت امیر المومنین ابن ابی طالب علیہ السلام مسجدِ کوفہ میں تشریف فرما تھے ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا امیر میں مسافر ہوں اور کوئی فرزند نہیں رکھتا اور ایک فرض حج کرچکا ہوں اب ارادہ ہے کہ حج کرکے بیت المقدس چلا جاؤں اور وہاں گوشہ نشین ہوکر نماز اور عبادت میں مشغول ہوں حضرتؑ نے فرمایا تیرے پاس جو توشہ ہے وہ کھالے اور سامانِ سفر بیچ ڈال اور کوفہ کی مسجد میں ٹھہر جا کیونکہ یہ مسجد دنیا کی چار مقدس مسجدوں میں سے ایک مسجد ہے اور مسجدوں کے مقابلہ پر اِس جگہ دو رکعت نماز پڑھنا دس رکعتوں کے برابر ہے بلکہ اُنسے بھی سوا اور اِس مسجد کی ایک فضیلت یہ ہے کہ طوفانِ نوح علیہ السلام کے وقت سب سے پہلے جس مقام سے پانی اُبلنا شروع ہُوا تھا وہ اِسی مسجد کے ایک گوشہ میں واقع ہے اور جسجگہ پانچواں ستون ہے وہاں ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ نے نماز پڑھی ہے اِدریس اور نوح علیہما السلام بھی اس مسجد میں نمازیں ادا کرچکے ہیں اور عرصہ تک حضرت موسےٰؑ کا عصا اس مسجد میں رکھا رہا ہے مشہور خلایق یغوث اور یعوق بُت اسی مسجد میں توڑے گئے ہیں کوہ اہواز اس مسجد کا مبدال ہے قیامت کے روز کئی ہزار خلقت اسی مسجد سے اُٹھیگی جنکا نہ حساب لیا جائیگا نہ کوئی عذاب ہوگا اسی مسجد کے وسط میں ایک بہشتی چمن نمایاں ہوگا اسی مسجد میں ایک چشمہ ہے جو امام آخر الزمان کے عہد میں عیاں ہوگا ایک سوت پانی کا دوسرا دودھ کا تیسرا روغن کا ہوگا یہ چشمہ جانبِ راست واقع ہے اگر انسان اس مسجد کے جملہ فضائل سے آگاہ ہوتے تو وہ کبھی اس سے علیحدہ نہوتے پھر فرمایا اے لوگو کوفہ والوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ اس کوفہ میں راہ راست پر چلنے اور ہر دم یادالہٰی کرنے والے لوگ بھی ہیں اسی مقام پر آخری دور میں اہل فساد کے ہاتھ پاؤں توڑے جائینگے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کوفہ اسلام کا گنبد اور دین کا گوشہ ہے اور اہل کوفہ ہی کے ہاتھوں اللہ تعالےٰ منافقوں کو سزا دے گا سعدِ وقاص نے کوفہ کی سکونت اختیار کرکے ہر سمت کو فرات کے گھاٹ تک فوجیں روانہ کیں اور حکم دیا کہ اِس علاقہ کو فتح کرو اور لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کی فہمائش کرو غرضکہ اُس کی فوجیں اُن اطراف میں پہنچیں اور اکثر حصے فتح کرلیا اسی دوران میں خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ کو خط لکھا کہ بیت المقدس پر چڑھائی کرکے وہاں کے باشندوں سے معرکہ آرا ہو تا وقتیکہ وہ دینِ اسلام یا جزیہ قبول کریں ابوعبیدہ نے اس خط کو ملاحظہ کرکے سعید بن زید بن عمر بن نفیل کو طلب کیا اور دمشق میں اپنا نائب مقرر کرکے خود مع لشکر جانبِ اردن روانہ ہوا وہاں پہنچکر قیام کیا اور بیت المقدس کے حاکموں کے نام اس مضمون کا خط بھیجا کہ ابوعبیدہ کیطرف سے اہل ایلیا اور دُوسرے سرداروں کو معلوم ہو اور سلام ہو اُس شخص پر جو راہ راست پر چلتا ہے اور اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا ہوا ہے پھر میں تم سب کو قبولیت دینِ اسلام اور ترکِ کفر کا پیغام بھیجتا ہوں کہ راہ راست کو اختیار کرو کلمہ شہادت پڑھو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرو اور محمدؐ کو برحق پیغمبر جانو اور قرآن مجید کو کلام الہٰی تسلیم کرو اگر تم اِن سب باتوں کو اختیار کروگے تو تم ہمارے دینی بھائی ہو اور ثواب میں ہمارے شریک حال اور پھر تمہارا خون اور مال ہم پر حرام ہوجائیگا اور اگر تم ایسا نکروگے اور ایمان نہ لاؤگے تو تم پر ایک ایسا لشکر چڑھا کر لاؤنگا جو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں شہادت کو اس سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں جیسے زندگی کو اور میں واپس نہ جاؤنگا جب تک کہ تم مردوں کو قتل تمہاری عورتوں اور بچوں کو قید اور مال اور دولت کو غارت نہ کرلونگا آیندہ تمکو اختیار ہے اہل ایلیا نے خط پڑھکر انکار کردیا اور ایمان نہ لائے ابوعبیدہ نے انکی طرف کوچ کیا اور متصل پہنچکر ایک حصار کے نیچے اتر پڑے باشندگان ایلیا معرکہ آرائی کے لئے شہر سے نکلے اور لشکرِ اسلام سے جنگ چھیڑ دی اور خونخوار جنگ کے بعد شکست کھائی مسلمانوں نے بہت سی جمعیت کو قتل کردیا اور کسقدر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئے اور کچھ دنوں تک مقابلہ کرتے رہے آخر کار تاب مقابلہ نہ لاکر ابوعبیدہ کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ ہم تمسے صلح کرنا چاہتے ہیں لیکن بایں وجہ کہ ہمکو تمہاری صلح پر بھروسہ نہیں ہے اپنے سردار عمر ابن خطاب کو لکھو کہ بذاتِ خود یہاں تشریف لائیں اور ہمارے واسطے ایک عہد نامہ اور سند تحریر کردیں اور ہمکو امن دیں تب ہمکو اعتماد اور یقین دامن حاصل ہوگا ابوعبیدہ نے مناسب سمجھا کہ امیر المومنین عمرؓ کو اہل ایلیا کے حال سے مطلع کرے خط لکھا کہ اِن لوگوں نے پہلے لشکرِ اسلام کا مقابلہ کیا ہے اور اب

فتح بیت المقدس بر دست امیر لشکر اسلام

روانگی امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضہ بسمت بیت المقدس

صلح کے خواستگار ہیں لیکن ہماری صلح پر بھروسہ کرکے چاہتے ہیں کہ آپ یہاں تشریف لائیں اب اگر امیرالمومنین کی رائے ہو انکی درخواست کو شرف قبولیت بخشا جائے یا جیسے رائے قرار پائے عمر نے ابوعبیدہ کے اس خط کو پڑھکر جملہ مہاجر اور انصار اور نامور اشخاص کو جمع کیا اور بیت المقدس کی طرف جانے کے باب میں اُن سے مشورہ کیا سب نے اس امر کو پسند کیا آپ نے عباس بن عبدالمطلب کو بُلایا اور فرمایا کہ شہر سے باہر خیمہ لگاؤ اور لشکر کی جگہ ترتیب دو کہ لشکر جمع ہو اس کے بعد منبر پر جاکر اول حمد وثنا بیان کی پھر کہا اے لوگو مجھے اس مہم کے ختم کرنے کی ضرورت سے جسے تم جانتے ہو بیت المقدس کی طرف جانا پڑا ہے اگر مجھے اُن مسلمانوں کی فکر لاحق نہ ہوتی تو میں کبھی تم سے علیحدہ نہ ہوتا مگر اب مسلمانوں کی امداد کے لئے جانا ضروری امر ہے علی ابن ابی طالب بصد سعادت مدینہ میں ہیں جب کوئی ضرورت لاحق ہو اُن کی طرف رجوع کرنا اُن کے مشورہ سے فایدہ اٹھانا اور جو حکم صادر فرمائیں یا جس امر کو صائب تصور فرمائیں اُس سے انحراف نہ کرنا آپ کی فرمانبرداری کرتے رہنا مسجد کے ہر گوشہ سے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا یعنے ہمنے سُنا اور قبول کیا کی آوازیں بلند ہوئیں پھر امیرالمومنین عمر رحمہ اللہ تعالے کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالے نے ہمیں دین اسلام سے ممتاز کیا ہے اور عزت بخشی ہے اور قرآن مجید جیسی کتاب نازل فرماکر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اور محمد مصطفے علیہ السلام جیسا پیغمبر بھیجکر ہمارے دلوں سے ظلم جہالت کفر اور بدی کی تاریکیوں کو نکالدیا ہے اور ہم سب کے دلوں میں باہمی الفت پیدا کردی ہے دشمنوں پر ہمکو فتحیاب کیا ہے باہمی ربط وضبط اور محبت کو استحکام بخشا ہے اے بندگان خدا اللہ تعالے کی اُن نعمتوں کا شکریہ ادا کرو اور شکریہ وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالے اپنی مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے فقط وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی پھر منبر سے اتر کر حکم دیا کہ تیاری کرلو اور باہر خیمہ لگاؤ شہر سے باہر تشریف لاکر ایک اونٹ پر دو ظروف باندھے ایک میں ستو اور دوسرے میں خرمے بھرے اور پانی کا مشکیزہ سامنے لٹکایا اور سفر کیا ہر روزہ مسافت طے کرکے جب بیت المقدس کے علاقہ میں داخل ہوئے تو ابوعبیدہ نے اطلاع پاکر مشہور ومعروف اشخاص اور امیروں اور سرداروں کی جمعیت کے ساتھ استقبال کیا اور نزدیک پہنچکر دیکھا کہ امیرالمومنین اونٹ پر سوار ہے بدن میں صوف کا لباس اور ایک تلوار حمایل اور کندھے پر عربی کمان پڑی ہوئی ہے ابوعبیدہ گھوڑے سے اُتر کر رسم سلام بجالایا اور عمر بھی ابوعبیدہ کو پیدل دیکھکر اونٹ سے اتر پڑے اور باہم بغلگیر ہوئے اور عذر کرتے تھے عمر رضی اللہ عنہ ابوعبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا اور ابوعبیدہ نے اپنا ہاتھ اُن کے پاؤں سے مس کیا امیرالمومنین نے اسکے پاؤں پر اپنا سر جھکایا اور چاہا کہ بوسہ لے ابوعبیدہ اُلٹے قدموں کو دور الگ ہوگیا اور عرض کی امیرالمومنین آپ کو یہ کیا ہوگیا ہے خدا کے واسطے ایسا تو نہ کیجئے میں گنہگار ہوتا ہوں امیرالمومنین اسی طرح سر جھکائے آنسوؤں سے روتے اور عذر کرتے تھے پھر ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالکر احوال پرسی کی اوس کے بعد سوار ہوکر دمشق تک آئے اور قیام کیا ہر ایک قبیلہ کے لوگ آتے تھے اور امیرالمومنین کو سلام کرتے تھے حضرت محمد مصطفے صلعم کے تمام اصحاب اور ابوہریرہ ابو درداء اور بلال نے شرف خدمت حاصل کیا ابوعبیدہ نے کہا اگر آپ اس پشمینہ کے جبہ کو اُتار ڈالیں اور سفید لباس زیب بدن کرلیں تو غیر ملک میں ہونے کے سبب کافروں کی نگاہ میں زیادہ رعب اور خوف کا موجب ہوگا آپنے فرمایا اے ابوعبیدہ مجھے اسی بالدار کپڑے کی عادت پڑی ہوئی ہے اگر نرم کپڑے پہنوں گا تو تن آسانی کی عادت پڑ جائیگی اور عادت کو تبدیل کرنا چاہئے اے دوستو تم بھی تکلف اور امیری کی عادت ترک کرکے میانہ روی کی عادت پیدا کرو تیز گام گھوڑوں پر سوار ہوکر غرور کو راہ نہ دو کیونکہ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ہر شخص کے دل میں کچھ نہ کچھ غرور پیدا ہو ہی جاتا ہے اونٹوں ہی کی سواری کی عادت رکھو اللہ تعالے نے بدر کے دن انہی اونٹوں کے ساتھ ہمکو فتح بخشی تھی اور پیشتر بھی ہم کئی مرتبہ ہمراہی جناب رسالت مآب صلعم اونٹوں پر سوار ہوکر جنگ کرچکے ہیں دوسرے دن روانہ ہوکر بیت المقدس کے قریب پہنچے تو لشکر کے تمام سرداروں امیروں اور مشہور ومعروف لوگوں مثل معاذ بن جبل و یزید بن ابوسفیان نے جو ایلیا کے محاصرہ میں مشغول تھے امیرالمومنین کا استقبال کیا یہ سب گھوڑوں پر سوار تھے اور دیبا کے لباس زیب تن تھے یہ سب روم کی لوٹ کا سامان تھا امیرالمومنین نے انکو اس حال میں دیکھکر فرمایا اے عزیزو تمہارے واسطے ان کپڑوں کا پہننا حرام ہے انہوں نے جواب دیا ہم اسوقت جہاد اور جنگ میں مصروف ہیں اور انہی جنگوں سے یہ لباس ہم پہنچا ہے آپنے فرمایا بالضرور تمکو نماز پڑھنی پڑتی ہے اور ان کپڑوں سے نماز جائز نہیں مگر دشمنان دین سے جنگ کرنے کے وقت انکا پہننا روا ہے معرکہ آرائی کے وقت پہنو اور نماز کے وقت اُتار ڈالو کیونکہ رسول خدا

مردوں کو ریشمی اور زربفتی لباس پہننے سے منع کیا ہے اور اسی اُمت کے مردوں کے لئے حرام فرمایا ہے صرف عورتوں کے لئے حلال ہے یزید بن ابی سفیان نے کہا اے امیرالمومنین ہم ایسے ملک میں ہیں جہاں ریشمی کپڑا بہت سستا اور نعمت بے اندازہ اور مویشی بکثرت ہیں اور مسلمانوں کو اسقدر لوٹ کا مال ملا ہے کہ سب کے سب دولتمند ہوگئے ہیں اگر مناسب معلوم ہو تو آپ بھی یہ صوف کا جبہ اُتار ڈالیں اور سفید مہین لباس پہنکر گھوڑے پر سوار ہو جائیں اور حکم دے دیں کہ ہم سب بھی قیمتی لباس پہنکر اور گھوڑوں پر سوار ہو کر ہمرکاب چلیں جس سے کافروں پر زیادہ ہیبت طاری ہو جائے گی اور کفار آپکو اس صوف کے لباس میں دیکھینگے تو حقیر جانیں گے آپنے کہا اے عزیزو میں اس لباس کو جس کی وجہ سے مجھے درگاہ باری میں نیک نامی ہو خلقت کے خوش کرنے کے لئے تبدیل کرنا نہیں چاہتا اور نہ میں اس امر کو پسند کرتا ہوں کہ وہ مجھے بہت بڑا سمجھیں غرضکہ بیت المقدس کے دروازہ پر پہنچے تو باشندگان ایلیا کو خبر ملی انہوں ایک شخص ابو السعید کو امیرالمومنین کی خدمت میں بھیجا کہ صلح ہو جائے اور اس شرط پر کہ وہ اپنے وطن میں رہنے پائیں جزیہ قبول کریں امیرالمومنین نے رضامندی ظاہر کی اور ایک عہدنامہ لکھدیا کہ نسلاً بعد نسلاً اُسے اپنے پاس رکھیں اس کے بعد امیرالمومنین بیت المقدس میں داخل ہوئے اور قوم ترسا کے ایک بڑے عبادت خانے میں اُترے کعب الاحبار جو ترسا قوم کا بڑا ممتاز اور عابد تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ دین اسلام کو قبول کرے امیرالمومنین نے اسے آتے دیکھکر قرآن شریف کی یہ آیۃ پڑھی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ط کعب اس آیت کو سنتے ہی ایمان لے آیا امیرالمومنین اُسکے مسلمان ہونے سے بہت ہی خوش ہوئے کیونکہ وہ اپنی قوم میں بہت بزرگ اور دانا سمجھا جاتا تھا اُسنے کہا اے امیرالمومنین توریت میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کے شہر ایک ایسے نیک آدمی کے ہاتھ سے فتح ہونگے جو ایماں والوں پر بہت ہی مہرباں ہوگا اور کافروں کے حق میں سخت گیر اُسکا ظاہر وباطن یکساں ہوگا اور قول وفعل مساوی اُسکے پیرو اہل توحید اور خدا پرست ہونگے آپس میں متفق اپنے مال کا دوسروں سے دریغ نہ کرنے والے اپنے اندام نہانی کو دھوتے اور ازار کو کمر میں باندھتے ہونگے ہر وقت اُنکی زباں سے تکبیر اور تقدیس اور تہلیل سننے میں آئے گی کہیں ہوں پہاڑ میں یا بیاباں میں ہر حالت میں تکبیر اور تعریف الٰہی بجا لائینگے اور یہی اُمت سب سے پہلے بروز قیامت داخل بہشت ہوگی امیرالمومنین نے کہا اے کعب جو کچھ تونے بیان کیا ہے یہ سب سچ ہے؟ اُسنے کہا خدا کی قسم میں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب سچ ہے عمر نے زمین پر منہ رکھکر سجدہ شکر الٰہی ادا کیا اور کہا خدائے عزوجل کا احسان ہے کہ ہمکو اسلام کے ساتھ عزیز اور مکرم فرمایا اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے واسطہ سے ہم پر رحمت نازل فرمائی اور شرف بخشا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے مسلمانوں تمکو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالےٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اُسے پورا کر دیا ہمیں دشمنوں پر فتح دی اُن کے شہر ہمیں عطا کئے ان نعمتوں کے عوض میں شکریہ ادا کرو اور گناہوں سے بچو کیونکہ گناہ کرنا اور گناہوں پر مصر ہونا کفران نعمت ہے اور کسی قوم کی نعمت وحشمت کو زوال نہیں آیا ہے اور نہ اُسپر دشمن نے قابو پایا ہے مگر اُسوقت جبکہ اُسنے ناشکری اور کفران نعمت کو اختیار کیا ہے

امیرالمومنین نے بیت المقدس میں چند روز قیام کیا اور مشغول عبادت الٰہی رہے ایک دن عمرو بن عاص نے کہا اے امیرالمومنین شہر والے انگور کا شیرہ نکالکر آگ پر پکاتے ہیں پھر اُسے کھاتے ہیں وہ پانی جیسا اور نہایت ہی شیریں اور بامزہ ہوتا ہے اُسکا پینا حلال ہے یا حرام امیرالمومنین نے کہا اُسمیں سے کسقدر منگاؤ میں دیکھنا چاہتا ہوں لوگوں نے شیشہ کے برتن میں تھوڑا سا لاکر سامنے رکھدیا عمر نے کسقدر لے کر سونگھا پھر شہر والوں سے پوچھا کہ تم اسے کسطرح بناتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ انگوروں کا شیرہ نکالکر اور ایک دیگ میں ڈالکر آگ پر پکاتے ہیں یہانتک کہ دو حصہ جلکر ایک حصہ باقی رہجاتا ہے امیرالمومنین نے کہا اگر اسیطرح تیار کرتے ہو جیسا بیان کیا تو جوش کرنے سے جسقدر حرام ہے وہ زائل ہو جاتا ہے اور باقی رہا ہوا حلال ہے پھر انگلی بھر کر چاٹی اور فرمایا اسکے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں خوشی سے کھاؤ پیو اور جب جانو کہ آگ بغیر خود بخود جوش کھاکر تیار ہوا ہے تو وہ حرام ہے اسے مت کھاؤ پھر اُن مسلمانوں اور قوم ترسا کے عالموں کی طرف دیکھا جو اُس عبادت خانہ میں کمل پہنے عبادت کر رہے تھے اور فرمایا حمد وثنا خدائے عزوجل وہ جسے چاہے

گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت فرمائے ایک رُہبان نے سنکر کہا خدا نے کسیکو گمراہ نہیں کیا ہے امیر المومنین کو سنکر غصہ آگیا اور کہا اے دشمن خدا اگر اسوقت صلح نہو چکی ہوتی اور امن کا عہد نامہ لکھکر نہ دیا ہوا ہوتا تو اسیوقت تمہارے سر اُڑا دیتا اور نام ونشان مٹا دیتا تو دعوے کرتا ہے کہ خدا کسیکو گمراہ نہیں کرتا ابھی تجھکو گمراہ کر دیا ہے اور گمراہی کی مُہر تیرے دل اور آنکھوں پر لگادی ہے جسکے سبب تو راہ راست کو نہیں پاسکتا اور دیکھتی آنکھوں اُسے چھوڑ رکھا ہے اگر تم آخر تک اسی حال میں رہ گئے تو اللہ تعالےٰ تمکو دوزخ میں ڈالیگا اور یہ کوئی ظلم کی بات ہوگی رُہبان سُنکر خاموش ہو رہے اب امیر المومنین نے واپسی کا ارادہ کیا حکم دیا کہ خیمے باہر لگائیں پھر سوار ہوکر مدینہ کی راہ لی ابو عبیدہ اور لشکر کے ممتاز سردار مہاجر وانصار مشایعت کے لئے ہمرکاب ہوئے آپ نے شام کی حد سے گزر کر انہیں واپس کر دیا اور خود جانب مدینہ سفر کیا راستے میں عرب کی ندیوں میں سے ایک ندی پیش آئی جسے ذات المنار کہتے تھے بنی خدام وہاں کے باشندے تھے امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کیا اور کہا ہمارے ہاں دو مسلمان مرد ایسے ہیں جو ایک ہی عورت کو اپنی زوجہ سمجھتے ہیں اُنکا یہ فعل حلال ہے یا نہیں امیر المومنین سُنتے ہی غضناک ہوئے اور کہا اُن تینوں شخصوں کو حاضر کرو جب وہ حاضر ہوگئے دیکھا کہ اُن میں ایک بڈھا دوسرا جوان ہے پوچھا تم کیا دین رکھتے ہو کہا ہم مسلمان ہیں پھر پوچھا اس عورت کا کیا دین ہے کہا وہ بھی مسلمان ہے پھر فرمایا لوگوں نے مجھسے بیان کیا ہے کہ تم دونوں اس عورت سے تعلق رکھتے ہو اور اس فعل کو حرام نہیں سمجھتے ہو انہوں نے جواب دیا ہم اس فعل کو حرام نہیں جانتے پھر عورت سے پوچھا کہ تیرا پہلا خاوند کونسا ہے اُسنے کہا یہ بڈھا آدمی امیر المومنین نے کہا افسوس اے بڈھے کس سبب سے تونے اس بُرے فعل کو اختیار کر رکھا ہے میں نے اب تک ایسا معاملہ کبھی نہیں سُنا تھا اور نہ کسی قوم میں ایسی بے غیرتی پائی جاتی ہے بڈھے نے کہا میں بڈھا ہوگیا ہوں میری دونوں آنکھیں خراب اور اعضا سُست ہوگئے ہیں اور میرے پاس کئی اونٹ ہیں اسقدر طاقت نہیں کہ انہیں چراگاہ میں لیجاؤں نہ میرے کوئی فرزند ہے نہ عزیز جو اُن اونٹوں کی خدمت کرے اور مجھے فارغ کر سکے اس آدمی نے میرے پاس آکر درخواست کی تھی کہ ایک رات دن کے لئے اُسے بھی اس عورت میں شریک کروں میں نے اجازت دی اور وہ میرے اونٹوں کی خبرگیری رکھتا ہے اب جیسا آپ فرمائیں گے اُسیر عمل کرونگا امیر المومنین کو بڑا تعجب ہوا اور اس شخص کو بہت سخت وسُست الفاظ کہے اور فرمایا اس عورت کو گھر میں بٹھا اس میں کسیکا کچھ حصہ نہیں پھر اُس جوان کو بلاکر دھمکایا کہ اگر تو قسم کھاکر اس فعل کی حُرمت سے لاعلمی نہ بیان کرتا تو میں ضرور ہی شرعی حد جاری کرتا جاکوئی اور عورت نکاح میں لا اور اگر پھر اس عورت کے پاس آیا اور میں نے سُنا تو حکم دونگا کہ تیرا سر کاٹا جائے اسکے بعد امیر المومنین اُس بستی سے روانہ ہوئے اور مدینہ میں پہنچے تمام مہاجر وانصار اور مدینہ کے رہنے والے مسلمان استقبال کے لئے آئے اور صحت وعافیت کی مبارکبادی دی اُنہی دنوں میں کہ امیر المومنین عمر شام سے مدینہ تشریف لائے تھے جبلہ ابہم غسانی معہ ایک ہزار جوانوں کے جو اُس کے عزیز اور رشتہ دار تھے مسلمان ہونے کے ارادہ سے حاضر ہوئے اُسنے مدینہ کے قریب پہنچکر ہمراہیوں سے کہا عمدہ عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو جائیں اُن کے سر ونیز چاندی کی کلغیاں لگائیں بالوں میں موتی اور پیشانیوں پر جواہرات لٹکائے جبلہ بھی اس روز ایک نہایت بیش قیمت گھوڑے پر سوار ہوا سونے کا تاج سر پر رکھا اور موتیوں کا طرہ کان کیطرف لٹکایا۔ باشندگان مدینہ جبلہ کے آنے سے مطلع ہوکر نہایت خوش ہوئے اور امیر المومنین سے اجازت استقبال طلب کی آپ نے اجازت دی شہر کے تمام امیر وغریب نے اُسکا استقبال کیا اور عمر کے پاس لائے امیر المومنین نے اُسکے آنے کو عزیز سمجھا اور بہت اچھی طرح مزاج پرسی کی جبلہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا امیر المومنین نے بڑی عزت وحُرمت کی اور اپنے پاس بٹھایا اور اُسکے مسلمان ہونے کی بہت بڑی خوشی کی انصار کو حکم دیا کہ اسکی تعظیم بہت بڑھکر کیجائے اور جسقدر ممکن ہو دلجوئی کرتے رہیں جبلہ مدینہ ہی میں رہنے لگا جب مسلمانوں کے حج کا وقت آیا امیر المومنین نے حج کا ارادہ کیا آپ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور بنی فزارہ کا ایک آدمی بھی آپ کے عقب میں طواف کر رہا تھا ناگاہ اُس شخص کا پاؤں جبلہ کے تہبند پر پڑگیا اور تہبند کھلکر نیچے گر گیا جبلہ کو طیش آگیا فوراً اُس شخص کی ناک پر ایک گھونسا رسید کیا جس کے صدمہ سے اُس کی نکسیر پھوٹ نکلی وہ شخص شکایت لیکر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور جبلہ سے بدلہ چاہا آپ نے جبلہ کو بُلایا اور پوچھا کس وجہ سے تونے اس شخص کی ناک پر ایسا گھونسا مارا کہ

ذکر ارتداد جبلہ بن ایہم الغسانی از دین و رفتن حذیفہ جانب روم و ترغیب نمودن او را بدین اسلام

نکسیر جاری ہوئی جبلہ نے کہا اے امیر المومنین میں طوافِ کعبہ میں تھا اس شخص نے دیدہ و دانستہ میرے تہ بند پر پاؤں رکھدیا جس سے تہ بند کھلکر گر گیا اور میرے اعضاء مخصوصہ سب کے سامنے برہنہ ہو گئے سے مجھے طوافِ کعبہ میں رسوا کیا اس سبب سے میں نے اُسے تنبیہہ کی اور اگر اُسوقت میرے پاس تلوار ہوتی تو خدا کی قسم میں اسکا سر تن سے جدا کر دیتا امیر نے کہا تو نے بیے قصور کا اقرار کر لیا ہے جا اس شخص کو راضی کر لے ورنہ میں حکم دونگا کہ جسطرح تو نے اُسے مارا ہے اسیطرح وہ تجھے مارے جبلہ نے کہا اے امیر وہ ایک بازاری شخص ہے اور میں بادشاہ کی اولاد میں نے جو اُسے ایک گھونسا مار دیا ہے تو اُسکے بدلہ آپ اُسی طرح مجھے پٹوانا چاہتے ہیں خدا کی قسم میرا تو یہ خیال تھا کہ مسلمان ہونے سے میں زیادہ عزیز اور محترم ہو جاؤنگا امیر المومنین نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ کا یہی حکم ہے اور مذہب اسلام کے قوانین جاہلیت کی قاعدوں کے خلاف ہیں میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اُسے اپنے سے راضی کرے جبلہ نے کہا اگر نہ کروں امیر نے کہا اگر نہ کرے گا تو حکم دونگا کہ تیرے ناک پر گھونسا لگائیں جیسا تو نے اُس کی ناک پر لگایا ہے کیونکہ تو اور وہ اسلام اور شریعت کے لحاظ سے برابر ہیں اور اسلام میں کسی شخص کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے مگر اتقا کے لحاظ سے جبلہ یہ کہکر کہ جو امیر المومنین کا حکم ہوگا دیکھا جائے گا چلا گیا انصار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ جبلہ کے واسطے ہم اُسے رضامند کر دیتے ہیں جبلہ مرد بزرگ اور بزرگ زادہ ہے شریعت کی رو سے جو گھونسا اوسپر عاید ہوا ہے ہم اس شخص کو کچھ دیکر راضی کر لیتے ہیں تاکہ جبلہ شکستہ دل نہ ہو عمر نے قسم کھائی کہ جبلہ اسے راضی نہ کرے گا تو جبلہ سے اس شخص کا بدلہ لونگا جب رات ہو گئی اور سب آدمی سو رہے جبلہ اُٹھا اور اسباب باندھکر معہ اُن رشتہ داروں کے جو شام سے اُسکے ہمراہ آئے تھے روم کیطرف چلدیا اور بادشاہ ہرقل کی خدمت میں بمقام قسطنطنیہ پہنچکر دینِ اسلام سے پھر گیا اور مرتد ہوکر ترسا مذہب اختیار کر لیا ہرقل اس واقعہ سے بہت ہی شاد ہوا اور اُسے اتفاق حسنہ سمجھا اوسے اور اُسکے چچازادوں کو ولایتِ روم میں بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں اور خود اُسکو اپنا وزیرِ اعظم بنا لیا اور تمام کاروبار سلطنت حوالہ کر دیا جبلہ بصد جاہ و جلال رہنے لگا چند روز کے بعد امیر المومنین عمر نے حذیفہ یمانی کو سفیر بنا کر ملک ہرقل کے پاس بھیجا اور خط دیا جسمیں ہرقل کو قبولِ دینِ اسلام کی ہدایت کی تھی حذیفہ مدینہ سے چلکر روم میں داخل ہوا اور بادشاہ ہرقل کی خدمت میں حاضر ہوکر خط دیا اور حقِ سفارت بجا لایا ہرقل نے دینِ اسلام کے قبول کرنے سے انکار کیا اور اثنائے گفتگو میں کہا اپنے چچازاد بھائی کے پاس جاؤ اُسے ہمارے پاس آکر تمہیں اور تمہارے دین کو ترک کر دیا ہے اور ہمارا مذہب اختیار کر لیا ہے اگر تمہارا مذہب اچھا ہوتا تو جبلہ جیسا عقلمند آدمی ہمارے دین کو اختیار نکرتا حذیفہ ہرقل سے رخصت ہوکر جبلہ کے مکان پر آیا اور اُسکے دروازہ پر بادشاہی ڈیوڑھی سے بھی بہت زیادہ شان و شوکت اور ہجوم خدم و حشم ملاحظہ کیا اندر جانے کی اجازت حاصل کرنیکے بعد جبلہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ سُنہری تخت پر بیٹھا ہے اور یاقوت و زبرجد کا جڑاؤ تاج سر پر ہے حذیفہ کو دیکھکر بڑے جوش سے مزاج پُرسی کی اور بہت ہی مہربانی فرمائی اپنے قریب بٹھایا پھر امیر المومنین عمر اور اُن کے اصحاب اور دیگر بزرگ اشخاص کا حال دریافت کیا حذیفہ ہر ایک بات کا جواب دیتا گیا حذیفہ کا بیان ہے کہ جب میں اُسکے قریب بیٹھا تھا تو میں نے اچھی طرح نہ دیکھا تھا کہ کس چیز پر بیٹھا ہوں تھوڑی دیر کے بعد جب مجھے معلوم ہوا کہ سونے کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں تو میں فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور زمین پر بیٹھ گیا جبلہ نے مسکرا کر کہا دل پاک ہے تو کوئی ساکڑا ہیں لو اور کسی چیز پر بیٹھ جاؤ کوئی اندیشہ نہیں میں نے کہا رسولِ خدا محمد مصطفےٰ صلعم نے اپنی اُمت کے مردوں کو زریں لباس اور سونے کے استعمال سے ممانعت کر دی ہے اے جبلہ تو نے کس سبب سے دینِ اسلام کو اور اپنے ملک اور وطن کو ترک کر دیا حالانکہ تو شرائطِ اسلام سے آگاہ ہو چکا تھا قرآن شریف پڑھتا تھا اور فرضِ حج ادا کیا تھا اوس نے کہا اے حذیفہ کیا تجھے خبر نہیں کہ عمر نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا میں نے ایک بازاری شخص کو سزا دی تھی عمر اُس کے بدلے میں مجھے سزا دیتا اور اُس کے مساوی کرنا چاہتا تھا حذیفہ نے کہا امیر المومنین کا حکم شریعت کے موافق انصاف پر مبنی تھا اور تجھے منصفانہ حکم ہونے کی وجہ سے رنج نہ کرنا چاہیئے تھا تو نے اسلام کو بھی ترک کر دیا اور یہاں چلا آیا اب بھی آسان بات ہے اس واقعہ کا تدارک ہو سکتا ہے اشعث بن قیس کندی اور طلیحہ بن خویلد اسدی دونوں دین سے برگشتہ ہو گئے تھے اور زکواۃ نہ دیتے تھے پھر اُنہوں نے توبہ کر لی اور دینِ اسلام کو قبول کیا اُن کی توبہ قبول ہو گئی اور دینِ اسلام میں بہت بڑا مرتبہ اور بلند درجہ پایا اگر تجھے بھی منظور ہو تو واپس چل سکتا ہے جبلہ نے کہا اے حذیفہ اب وہ وقت گذر گیا ان باتوں کو چھوڑ پھر ایک غلام کو جو اُسکے سامنے کھڑا تھا حکم دیا

اُسنے دسترخوان لا بچھایا اور طرح طرح کے کھانے چُن دیے جو نہایت ہی عمدہ۔ اور ہم بیٹھے ہوئے تھے جبلہ تخت سے اتر کر اس فرش پر جو تخت کے سامنے بچھا
ہوا تھا آ بیٹھا اور مجھے بُلا کر اپنے قریب جگہ دی اُسکے سامنے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا اُترا ہوا تھا کہ نوشِ جان کرے میں نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا
کھانے سے کراہت کی جبلہ سمجھ گیا اور حکم دیا کہ ایک لکڑی کا خوان لاؤ پھر میرے سامنے رکھا اُسمیں طرح طرح کے گرم اور سرد نہایت لذیذ کھانے کہ میں نے کبھی نہ دیکھے
تھے لالا کر رکھتے گئے بعدہ شراب لائے اور چاہا کہ دسترخوان پر رکھیں میں نے کہا مہربانی رکھئے اور کہدیجئے کہ شراب نہ لائیں خدمتگار اُسکے حکم سے واپس لے گئے جب
کھانے سے فارغ ہو گئے تو ایک طلائی طشت اور لوٹا ہاتھ دھونے کے واسطے حاضر کیا میں نے ایک طرف جا کر جہاں آبِ رواں موجود تھا ہاتھ دھوئے اور پھر اپنی جگہ
آ بیٹھا جبلہ نے حکم دیا کہ شربت کے پیالے لائیں شربت پی کر ایک خادم سے کہا گانیوں کو حاضر کرو اسیوقت دس لونڈیاں جنمیں سے ہر ایک تصویر کی حالت تھی حاضر
ہوئیں اور اُنکے ساتھ ہی ہاتھی دانت اور آبنوس کی مرصع کرسیاں جنپر زربفت منڈھا ہوا تھا لائی گئیں وہ کنیزیں نہایت ہی خوشنما اور قیمتی لباس مرصع جواہرات
پہنے ہوئے عجب ناز و انداز سے خرامان خرامان آکر اُن کرسیوں پر بیٹھ گئیں اور ستار سنبھالی پھر ایک اور سب سے زیادہ حسینہ جمیلہ لونڈی آئی ایک ہاتھ میں مشک عنبر
کا جام تھا اور دوسرے میں گلاب کا پیالہ اور ایک نہایت ہی سفید اور پاکیزہ پرند گویا برف کا بنا ہوا ہے اُسکے سر پر بیٹھا تھا یہ کنیز اس آن بان سے آکر جبلہ کے سامنے
کھڑی ہو گئی اور ایک سیٹی بجائی سیٹی کے بجتے ہی پرندہ اُڑ کر مشک و عنبر کے پیالے میں جا پڑا اور لوٹ پوٹ کر اپنے پر مشک و عنبر میں آلودہ کر لئے اُس لونڈی
نے پھر سیٹی بجائی تو وہ اُڑ کر جبلہ کے تاج پر جا بیٹھا اور اسطرح پھڑپھڑایا کہ خوشبو اُسکے سر پر چھڑک گئی اس کام کے بعد وہ پھر اُسی لونڈی کے سر پر آ بیٹھا اور لونڈی
واپس چلی گئی اب جبلہ نے جام شراب پیا اور کنیزوں کیطرف جو جانب دست راست بیٹھی ہوئی تھیں متوجہ ہوا اور کچھ دیر کے لئے اپنے عزیزوں دوستوں اور وطن
کی جدائی کا خیال کر کے غمگین ہوا اور لونڈیوں نے بھی بربط بجا کر آلِ جفنہ کے وطنوں اور محلّوں کی مفارقت کے نہایت ہی مؤثر اشعار گائے اور اپنے مکانات
سے نکلنے اور دور جا پڑنے کے مضامین منا ہیر کی آوازوں سے ادا کئے جبلہ زار قطار رونے لگا اور اشک تمام رخساروں اور ڈاڑھی پر بہنے لگے تب ایک کنیز
نے اُٹھکر دیبا کے رومال سے اشک پونچھے اور جبلہ نے حذیفہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا پہچانتے ہو کہ اس قصیدہ میں کس جگہ اور کس مقام کے حالات ہیں اُس نے
کہا کسیقدر سمجھتا ہوں حذیفہ نے کہا غوطہ دمشق میں ہمارا ایک موضع تھا حسّان بن ثابت نے اُسی جگہ کی تعریف میں یہ قصیدہ لکھا ہے حسّان اُن دنوں میں
اکثر ہمارے پاس آیا کرتا تھا حذیفہ نے کہا حسّان تمکو بہت ہی یاد کرتا ہے تمہارے اور تمہارے خاندان کے اکثر حالات بیان کیا کرتا ہے اور اُن انعاموں اور
احسانوں کو یاد کرتا رہتا ہے جنکا برتاؤ تمہارے خاندان نے اُسکے ساتھ کیا ہے جبلہ نے پوچھا کیا حسّان ابتک زندہ ہے حذیفہ نے کہا ہاں زندہ ہے لیکن
نابینا ہو گیا ہے کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتا جبلہ نے اُسیوقت پانسو اشرفیاں اور جامہائے دیبا حریر و پرنیاں کے پانچ پانچ تھان منگائے اور حذیفہ کو دیکر کہا
کہ مدینہ پہنچکر حسّان بن ثابت کو میرا سلام کہنا اور یہ ہدیہ دے دینا حذیفہ نے کہا ایسا ہی کرونگا پھر جبلہ نے حذیفہ کو بھی کچھ نذر کرنا چاہا مگر اُسنے نہ لیا اور کہا مجھے
اس کی حاجت نہیں جب ہرقل کے دربار سے حذیفہ کو واپس جانے کی اجازت ملگئی تو وہ پھر رخصت لینے کے لئے جبلہ کے پاس آیا اور پوچھا اپنے دوستوں کو
کچھ پیغام دیتے ہو کہا اے جبلہ کیا پیغام دوں مجھے میری بدنصیبی اور کم بختی اور سرکشی نے سعادتِ اسلام سے محروم کر کے میری جائے پیدائش اور وطن مالوف
سے علیحدہ کر دیا ہے اور میں اس ولایت میں آپڑا ہوں کاش میں اس وقت اپنے وطن اور اپنے گھر میں ہوتا گو اُس حالت سے بدتر کوئی اور حالت نہیں ہو سکتی
پھر اس مضمون کا ایک قطعہ پڑھا حذیفہ نے یہ دیکھکر کہ میری نصیحت نہیں سُنتا اور دینِ اسلام کی طرف ذرا رجوع نہیں ہوتا اُس سے علیحدہ ہوا اور سفر مدینہ
اختیار کیا خدمت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ میں پہنچکر ہرقل اور جبلہ کے تمام حالات جو سنے اور دیکھے تھے اور اُنکے تجمّل اور شکوہ کی سب کیفیت عرض کر دی
امیر المومنین نے کہا اے حذیفہ تو نے اُسے دیکھا کہ وہ اسلام لانے کے بعد شراب پیتا ہے حذیفہ نے کہا ہاں پھر پوچھا تو نے اُسے صلیب لٹکائے ہوئے دیکھا اُس نے جواب دیا
ہاں کہا اُسنے زوال پذیر شئے کو دائمی سے بدل لیا ہے اور باقی کو فانی کے عوض بیچ ڈالا ہے اس معاملہ میں اُسنے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا نہ آئندہ فائدہ

اٹھائیگا بلکہ اس گمراہی کی سزا ضرور پائیگا اور اسوقت کی شرمندگی فائدہ بخش نہوگی خدیفہ نے کہا اے امیر المومنین میرے ہاتھ جبلہ نے حسان بن ثابت کے لئے کچھ تحفہ بھیجا ہے آپ نے حسان کو بلایا ایک شخص اسکا ہاتھ پکڑ کر لایا اُسنے مسجد میں داخل ہوکر کہا اے امیر المومنین اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عمرؓ نے جواب سلام کے بعد کہا اے ابو الولید اللہ تعالےٰ نے تجھے کسی جگہ سے کچھ عطا فرمایا ہے لے اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ اسکا شکریہ ادا کر یہ اُسنے یہ اشرفیاں اور ریشمی تھان اُسکے ہاتھ سے نکالکر تجھے دیئے ہیں حسان نے وہ اشرفیاں لے لیں اور تھانوں کو ہاتھ سے ٹٹول کر آل جفنہ کی تعریف میں فی البدیہہ قطعہ انشا کیا اور ان عطیات کو لے کر خوش خوش اپنے گھر چلا گیا خدیفہ نے کہا میں نے دوران گفتگو میں جبلہ سے پوچھا تھا کہ تجھے قرآن شریف میں سے بھی کچھ یاد رہا ہے اُسنے کہا نہیں سب بھول گیا ہوں صرف ایک آیت جو میرے شقاوتِ مآل حال کے مطابق ہے یاد رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ط

اٹھارویں سال ہجری میں قصہ عمواس اور سرزمین شام کے دیگر مقامات میں وبا کا پھیلنا

اور ابو عبیدہ کا وفات پانا

راوی بیان کرتے ہیں کہ ملکِ شام کے علاقہ فلسطین میں ایک قصبہ عمواس نام شہر رملہ کے مضافات سے تھا اوس میں سخت وبا پھیلی جس سے بہت مسلمان ضائع ہوگئے اور ابو عبیدہ بھی سخت مبتلا ہوگیا چند روز اُسی بیماری میں گذرے جب حالت بگڑ گئی لشکر کے مشہور سرداروں کو بلاکر کہا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اِسے سُن لو اور عمل میں لاؤ وصیت کا خلاصہ یہ تھا نماز کے ادا کرنے زکوٰۃ دینے روزہ رکھنے حج کرنے عاجزی سے رہنے باہم اچھا برتاؤ رکھنے دوسروں کی بھلائی چاہنے کو اپنا شعار بنائے رکھنا ہرگز ہرگز دنیا پر فریفتہ نہونا یقین رکھو کہ تم میں سے کسی کی عمر ہزار برس کی بھی ہوجائے تو کیا ہے آخر اُسکا بھی انجام فنا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اولادِ آدم کے واسطے موت قرار دیدی ہے اور چارناچار اُسے یہ شربت پینا ہی پڑتا ہے عقلمند وہ شخص ہے جو اس دنیا میں آخرت کا توشہ فراہم کرتا ہے اور اس دنیا میں ایسے کام کرتا ہے جو یادگار رہجاتے ہیں پھر معاذ بن جبل کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے معاذ مسلمانوں کا پیش نماز میں نے تجھے اپنا نائب بنایا یہ کہکر کلمہ شہادت پڑھا اور وفات پائی اوس پر اللہ کی رحمت ہو ملک شام ہی میں بمقام اردن مدفن بنا اسکے بعد معاذ بن جبل نے مسلمانوں کے درستیٔ احوال کیطرف توجہ کی اور ایک خطبہ مشتمل بحمد و ثنا باری تعالےٰ و نعت و منقبت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پڑھا اسکے بعد کہا اے مسلمانوں اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور اپنے رب کیطرف متوجہ ہوجاؤ کیونکہ جو بندہ بغیر توبہ کئے مرجاتا ہے اللہ تعالےٰ اُسے نہیں بخشتا تاوقتیکہ اس کی رحمت کا نزول نہو اور جس شخص کی گردن پر حقوق دین ہوں اُسے لازم ہے کہ ادا کرے کیونکہ زندگانی کا کچھ بھروسہ نہیں جس شخص نے مسلمان بھائی سے گفت و شنید کرکے ملنا جلنا ترک کردیا ہے اُسے چاہئے کہ صلح کرکے ملجائے کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں تین روز سے زیادہ رنجش یا بات چیت بند رکھنی نہ چاہئے آج ہمیں ایسے شخص کی وفات کا صدمہ عظیم پہنچا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اُس سے زیادہ خوش اعتقاد اور قوی حال ہو یا اُس کی نسبت مکر و فریب سے دُور اور مسلمانوں کا نیک خواہ ہو اللہ تعالےٰ ابو عبیدہ پر رحمت نازل کرے جبتک میں زندہ رہونگا اسکا ثنا خوان رہونگا اور اُس کی جو تعریف کی جائے وہ جھوٹ نہوگی اللہ تعالےٰ سے اُسکے واسطے ثواب کی التجا کرتا ہونگا کیونکہ وہ بہت ہی رحم دل اور متواضع تھا یتیموں کو پرورش کرتا تھا فقیروں کو دیتا تھا خلق خدا سے نرمی کا برتاؤ رکھتا تھا عمرو عاص نے ایک مسلمان سے جو اُسکے برابر بیٹھا ہوا تھا کہا دیکھو ابو عبیدہ نے جو اُسے اپنا نائب بنا دیا تو اُس سے کیسا خوش اور رضامند ہے اور اسی سبب سے اُس کی کیسی تعریفیں کر رہا ہے کسی نے معاذ سے بھی جا کہا کہ عمرو عاص تیری نسبت ایسا کچھ کہتا ہے

معاذ نے عمرو کو بلایا اور پوچھا کیا تو نے ایسا کہا ہے اور کس غرض سے کہا ہے اگر تو نے سچ کہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اسی بیماری سے جس میں ابو عبیدہ مرا ہے مار ڈالے اور شہید کرے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص وبا سے مرتا ہے درجہ شہادت پاتا ہے اور اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو اللہ تجھے اسی بیماری میں مبتلا کرے اور زندہ نہ رکھے اے عمرو عاص تو اس دنیا میں امارت کا بہت ہی مشتاق ہے ممکن ہے کہ تو بھی اس مرتبہ کو پہنچ جائے اور درجہ امارت پائے عمرو عاص نے کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ غصہ نہ کر اور کلمہ خیر کے سوا کچھ اور نہ کہہ میں نے برائی کی راہ سے نہ کہا تھا معاذ نے پھر کچھ نہ کہا چپ ہو رہا اور امیر المومنین عمر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ یہ نامہ معاذ بن جبل کی طرف سے بنام عمر بن خطاب تحریر ہے اور میں ایسے شخص کی وفات سے مطلع کرتا ہوں جو ہمارا سردار اور آپ کے اور ہمارے نزدیک نہایت عزیز تھا یعنے ابو عبیدہ بن جراح رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَغُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ میں یہ خط ولایت شام سے روانہ کرتا ہوں امیر المومنین کو واضح ہو کہ اس علاقہ میں سخت ترین وبا پھیلی ہوئی ہے بہت سی خلقت مر چکی ہے اور لشکر کے اکثر آدمی وبا میں مبتلا اور قریب مرگ ہو رہے ہیں اللہ انجام بخیر کرے اور امیر المومنین کو جزائے خیر اعت وما... وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ امیر المومنین اس خط کو پڑھ کر بہت روئے اور تمام لوگوں نے جو اسوقت موجود تھے بہت افسوس کیا اور خدا سے اس کی بخشش کی دعائیں مانگیں اس کے بعد مرض طاعون اسلامی لشکر میں بڑی شدت سے پھیلا اکثر آدمی مبتلا ہو ہو گئے اور بہت سے جان بحق تسلیم ہوئے عمرو عاص کہا کرتا کہ یہ وبا نہیں ہے بھوت پریت کی مخالفت ہے اسی جگہ یہ مرض لاحق ہوتا ہے اور دوسری جگہ جانے سے انسان بچ جاتا ہے معاذ بن جبل نے بھی یہ بات سنی اور غصہ ہو کر کہا عمرو عاص جو کچھ کہتا ہے لاعلمی سے کہتا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے موت نہیں ٹل سکتی اور حکم الہٰی کس طرح بدل سکتا ہے پھر منادی کر دی کہ تمام آدمی جمع ہوں ان کے جمع ہونے پر خطبہ پڑھا اور کہا اے لوگو عمرو عاص وبا کے متعلق ایک من گھڑت بات کہتا ہے اسے بھوت پریت کی مخالفت سمجھتا ہے ہم نے حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں رہکر اسلام اختیار کیا ہے ان کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں اور زبان مبارک سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں اسوقت عمرو عاص گمراہ تھا اور علیحدہ پڑا ہوا تھا ہم نے رسول پاک کی زبان سے وبا کی نسبت کبھی کوئی ایسی بات نہیں سنی ہے جو عمرو بیان کرتا ہے آگاہ ہو کہ وبا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور ہمارے پیغمبر کی دعا کی قبولیت کا نشان ہے اور نیک بندوں کی وفات کی ایک صورت ہے اے خدا معاذ اور اس کے فرزندوں کو اس وبا میں سے بہت سا حصہ عطا کر معاذ یہ دعا مانگ کر گھر واپس گیا تو اسکا بیٹا عبد الرحمٰن اس وبا میں مبتلا ہو چکا تھا شدید تپ لاحق تھی اور وہ اسی دن مر گیا معاذ نے اسے غسل و کفن اور حنوط کر کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا گھر پہنچ کر آپ بھی بیمار ہو گیا اور وبا کی علامتیں ظاہر ہوئیں لوگ بیمار پرسی کے لئے آتے تھے اور اسکے واسطے تندرستی کی دعا مانگتے اور اسکے مرنے سے اندیشناک ہوتے تھے جو گروہ اسکی عیادت کو آتا معاذ انکو نصیحتیں اور مہمانی کرتا کہ اے لوگو آخرت کی تیاری کرو تم آج کر سکتے ہو وقت کو غنیمت جانو ایسا نہ ہو کہ تم اسوقت آرزو کرو حکم پہنچے نذر سلوک جو کچھ تمہارے پاس ہے قبل ازیں کہ اس دنیا سے سفر کرو اور میراث چھوڑ جاؤ خدا کے راستہ میں خرچ کرو کیونکہ دنیا میں تمہارا حصہ وہی ہے جو کھا لیا پہن لیا یا تصدق کر دیا اور جو کچھ چھوڑ جاؤ گے وہ گیا گذرا ہوا اسی اثنا میں ایک شخص نے اس سے کہا میں جانتا ہوں تو مسلمانوں پر بہت ہی مہربان ہے اور دل سے نیک خواہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے ایسی نصیحت کر جس پر کاربند ہونے سے پھر کسی کی نصیحت کا محتاج نہ ہوں معاذ نے کہا اے بھائی دن میں روزے رکھ اور رات کے وقت نمازیں پڑھا کر صبح کے وقت اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعا کیا کر اور جسقدر ہو سکے یاد خدا میں مشغول رہ شراب نہ پینا زنا سے پرہیز کرنا فساد سے بچا رہنا عورتوں اور مردوں کو برا نہ کہنا اور انہیں بدکردار نہ بتانا جس وقت تو لشکر اسلام کی صفوں سے نکلکر کافروں کے ساتھ جنگ کرنا چاہے تو پیٹھ نہ دکھانا اور بھاگنا نہیں فریضہ نماز کو وقت پر مع شرائط ادا کرتے رہنا زکوٰۃ بند نہ کرنا عزیزوں اور رشتہ داروں سے صلہ رحم سے پیش آنا مومنوں پر مہربان رہنا اگر تو ان باتوں کو جو میں نے بیان کی ہیں اختیار کریگا اور ان پر عمل درآمد رکھیگا تو تیرا ضامن بنتا ہوں کہ ضرور ہی بہشت میں جگہ پائیگا اس کے بعد اسے غش آگیا اور رات بھی

وصایائے معاذ بن جبل و وفاتِ او

اُنہیں تمام آدمی غمگین ہو کر باہر چلے آئے کچھ عرصہ کے بعد ہوش آیا لونڈی سے جو سرہانے موجود تھی پوچھا کسقدر رات باقی ہو گی اُسنے جواب دیا پہر رات باقی ہے کہا اے خدا تو خوب جانتا ہے کہ معاذ نے کبھی دنیا کو عزیز نہیں رکھا اور نمازوں کے لئے تکلیفوں کی برداشت کو اور روزوں میں پیاسا رہنے اور ذکر الٰہی کے حلقوں میں بیٹھنے کو اپنی جان سے اچھا سمجھتا رہا ہوں اب میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں اور دینی و دنیوی بھلائی تجھ سے طلب کرتا ہوں اُس کے دوستوں میں سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن ہمیں کچھ نصیحت کر کہ تجھ سے یاد رکھیں اور عمل میں لائیں ہم دنیا اور دین میں تجھ جیسا دیندار اور بادیانت وامانت شخص کوئی اور نہیں پاتے کہا مجھے بٹھا دو اُسے بٹھا دیا اور ایک شخص سہارا دیکر پیچھے ہو بیٹھا معاذ نے کہا میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور ایسے وقت میں کوئی شخص جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا میں نے حضرت رسول خدا صلعم سے سُنا ہے کہ جو مومن بندہ دنیا سے رحلت کرنے کے وقت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہیگا اور تصدیق کریگا کہ قیامت کا دن برحق ہے اور قبروں سے مردوں کا اٹھنا بھی برحق ہے اللہ تعالےٰ اُسے داخل جنت فرمائیگا اور دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہوگی عبدالرحمٰن بن غنم ثمالی اُسوقت حاضر تھا بولا اے معاذ کچھ اور بھی وصیت کر معاذ نے کہا اے بھائیو یاد رکھو کہ علم سیکھو اور تحصیل علم میں سعی بلیغ کرو اور علم حاصل کرنے کے بعد اوروں کو سکھاؤ کیونکہ علم کا سیکھنا عبادت ہے اور علم سکھانا رحمت اور مغفرت کا موجب ہے اور علمی مسئلہ بیان کرنا اور اُس کی باریکیوں کو باہم ظاہر کرنا عین تسبیح ہے علم جہاد ہے اور تعلیم صدقہ دینا اور ایسے شخص کو علم سکھانا جو اس کی قابلیت رکھتا ہو موجب قربت ہے کیونکہ علم ہی سے حلال اور حرام کی تمیز حاصل ہوتی ہے علم ہی کی روشنی سے دروازئے بہشت کو کشادہ دیکھ سکتے ہیں علم مونسِ وحدت ہے اور بے منت حدیث گو مسافرت میں ساتھی دشمنوں کے دفعیہ کے لئے کامل مشورہ ہے اور ظاہرا اور پوشیدہ دونو طریق سے راہ ہدایت کا رہبر ہے اللہ تعالےٰ نے اہل علم کا بہت بڑا درجہ رکھا ہے اور انہیں اہل جنت کا سردار قرار دیا ہے اور وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ خیرات کرنے میں بھی اُن کی پیروی کرنی چاہئے اور اقسام سعادت کی تحصیل میں انہی کے نشان قدم پر چلنا لازم ہے انتہا یہ ہے کہ فرشتے بھی اُن کی دوستی کی آرزو کرتے ہیں اپنے پروں کو اُن سے مس کرتے ہیں نمازوں میں خدا سے اُن کے لئے دعائے بخشش مانگتے ہیں دُنیا کی ہر ایک چیز دریا پہاڑ صحرا کان ہوا تمام دریائی جانور کل پرندے وغیرہ سب کے سب آفرین کرتے ہیں علم دل کی تازگی آنکھ کا نور جان کی تقویت ہے علم کی بدولت بزرگوں کی مجلسوں نیکوں کی محفلوں بادشاہوں کی صحبتوں میں پہنچ سکتے ہیں عقبےٰ میں درجات عالیہ ملتے ہیں علمی دقایق کے حل کرنے کی غور و فکر روزہ رکھنے کی مانند ہے اور علم کا پڑھنا ایسا ہے گویا فرض نمازوں کا ہمیشہ ادا کرتے رہنا علمی باریکیوں کے جانے بغیر عبادت اور طاعت کرنا ممکن نہیں ہے اور بے علم کے عمل کا نہ ثواب ہے نہ کچھ نتیجہ صلۂ رحم اور حلال و حرام کی تمیز علم ہی سے حاصل ہوتی ہے علم کا حصہ نیک بختوں ہی کو پہنچتا ہے اور بدبخت اُسکے فوایدا ور منافع سے محروم رہتے ہیں متقی بزرگ لوگ ہیں اور فقیہہ اُن کے سردار علما کیطرف دیکھنا داخل عبادت ہے اور اُن کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا برکت و سعادت ہے اس امر میں یہ چند باتیں کہیں پھر عمرو عاص کو سامنے بلاکر مسلمانوں کی درستی حالات کے واسطے اُسے مقرر کیا اور لشکر اسلام پر اپنا نایب بنایا اوس کے بعد کلمہ شہادت پڑھا جان بحق تسلیم ہوا رضوان اللہ علیہ عمرو عاص نے نماز جنازہ پڑھائی اور اُسی جگہہ دفن کر دیا لوگوں نے مٹی دی جب دفن سے فراغت پائی عمرو عاص نے کہا اے معاذ تجھ پر خدا کی رحمت ہو تو مسلمانوں کا نیک خواہ تھا تو نے اُن کے کاموں کو بہت اچھی طرح پورا کیا تھا جاہلوں کو ادب دیتا تھا نیکوں کی مدد کرتا تھا خدا کی قسم علم اور زہد اور صلاحیت اور کمال میں تجھ جیسا کوئی ہو گا پھر عمرو عاص نے امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں خط روانہ کیا معاذ بن جبل کی وفات سے آگاہ کیا اور اجازت چاہی کہ اسجگہ وبا پھیلی ہوئی ہے جسنے مسلمانوں کو برباد کر دیا ہے اور مسلمان چاہتے ہیں کہ اس جگہ سے کسی اور جگہہ نقل مکان کریں پس اس امر میں امیر المومنین کی کیا مرضی ہے خلیفہ عمرؓ اس خط کو پڑھتے ہی معاذ بن جبل کی وفات پر جو ابو عبیدہ کے بعد ہی وقوع میں آئی بہت روئے اور مسلمانوں نے بہت ہی افسوس کیا اور روتے تھے امیر المومنین عمرؓ نے کہا اللہ تعالےٰ معاذ کو بخشے اور اُس پر اپنی رحمت نازل فرمائے وہ بڑا عالم زاہد مرد تھا اُسکے مرنے سے مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچا ہے لوگ اُسکے علم و فضل کی روشنی سے محروم ہو گئے مشکل مسئلوں کی وقت وہ اس سے دریافت کیا کرتے تھے اور اُس کی ذات سے بڑے بڑے فائدہ اٹھاتے تھے

وہ حصولِ فضل و خیر اور سبیلِ علم کا راستہ دکھاتا رہتا تھا اللہ تعالیٰ اُسے نیک مردوں کی سی جزا کرامت فرمائے اور جنّات النعیم میں جگہ دے اسکے بعد امیر المومنین نے اس امر کو بہتر سمجھا کہ اُس لشکر اور شام کے شہروں پر جو مسلمانوں نے فتح کرلئے ہیں یزید بن ابی سفیان کو امیر بنائے اور وہی جسے چاہے اپنا نائب قرار دے اور جس طرف مناسب سمجھے فوجیں روانہ کرے اُسیوقت یزید بن ابوسفیان کے نام خط لکھا مضمون یہ تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم یہ فرمان امیر المومنین عمر کیطرف سے بنام یزید بن ابوسفیان صادر ہوتا ہے واضح ہو کہ ہمنے اُسے ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل اور خالد بن ولید اور اُن دوسرے امیروں کی جگہ جواب سے پہلے ملکِ شام میں موجود تھے اور اب تک فنا ہو چکے ہیں لشکرِ اسلام کا عُہدہ امارت عطا کیا ہے اور یہ حکم جاری کر دیا گیا ہے لازم ہے کہ کمال شجاعت اور انتہائی دانائی کے ساتھ کام انجام دے اور اس سمت کی مہموں اور ارادوں کو پورا کرکے ہمیں اطمینانِ خاطر دلائے اور ہر طرح سے فارغ ہو کر مددگار رہا ہے آگاہ ہو کہ عمرو عاص اور لشکر کے دوسرے سرداروں اور مشہور اشخاص کو بھی لکھ بھیجا ہے کہ یزید بن ابوسفیان کی اطاعت کریں اور اسکی تجویزوں اور حکموں سے انکار و انحراف نہ کریں موافقت کا طریقہ برتیں یقین ہے کہ وہ مخالفت اور دشمنی کا اختیار نہ کریں گے جسوقت یہ خط تجھے ملے اور مضمون سے آگاہ ہو جائے لشکر فراہم کرکے مع رفیقوں کے قیساریہ پر چڑھائی کرنا اور اس مہم میں بقدر سعی کرنا کہ وہ شہر فتح ہو جائے ہرگز اُس جگہ سے نہ ہٹنا تاوقتیکہ شہر قبضے میں آکر ملکِ شام کی آمدنی فراہم ہو جائے اور اُس ملک کی طرف سے ہرقل بالکل مایوس ہو جائے اور اُس شہر کے ہمارے قبضے میں آنے سے ہرقل کی امیدیں ضرور منقطع ہو جائینگی اس امر کو بالکل سچ سمجھنا اور ان سب باتوں پر عمل کرنا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ جسوقت امیر المومنین کا یہ خط یزید بن ابوسفیان اور لشکر کے امیروں اور سرداروں کے نام پہنچا اور وہ مضمون خط سے آگاہ ہوئے تو یزید کی امارت سے بہت خوش ہوئے اور امیر المومنین کے فرمان کو قبول کر لیا یزید نے بموجب حکم لشکر جمع کرکے قیساریہ کیطرف کوچ کیا سرزمین دمشق میں ایک مقام جسے کسوت کہتے تھے قیام کیا اور کئی روز وہاں رہا کہ تمام لشکر جمع ہو جائے جب سب امرا اور سرداران لشکر اور مشہور و معروف اشخاص مع خدم و حشم جمع ہو گئے تو ابن ابی سفیان نے خطبہ پڑھا حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضرت محمد مصطفےٰ پر درود بھیجنے کے بعد کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ امیر المومنین نے یہ فرمان میرے واسطے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ تمام لشکر کے ساتھ قیساریہ پر چڑھائی کروں اور وہاں کے باشندوں کو کتابِ خدا اور سُنّتِ رسول کی طرف بلاؤں اگر انہوں نے دینِ اسلام قبول کر لیا تو فھو المراد ورنہ اُن سے معرکہ آرائی کرونگا اور اللہ تعالےٰ کی مدد اور نصرت سے اُس شہر کو فتح کرونگا اصل حال یہ ہے مطلع ہو جاؤ اور جہاد پر کمریں کسو فتح اور لوٹ سے شہادت اور ثواب سے دلوں کو شاد کرو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ اس خطبہ سے فارغ ہو کر فوجیں سمت قیساریہ روانہ کر دیں قیساریہ میں پہنچے پر دیکھا رومی سردار اور بطریق اور ہرقل بادشاہ کے بڑے بڑے افسر لشکر کثیر کے ساتھ موجود ہیں حبیب بن مسلمہ فہری نے جو یزید بن ابوسفیان کا پیش خیمہ تھا قلعہ قیساریہ کے دروازے پر پہنچ کر حصار ڈال دیا تھا رومی لشکر نے قلعہ سے نکلکر حبیب اور اسکی فوج پر حملہ کیا اور شکست دیکر یہاں تک بھگایا کہ وہ یزید کی فوج سے آملے یزید یہ حال دیکھکر اسی جگہ ٹھہر گیا اور فوج کو اسطرح ترتیب دیا کہ میمنہ پر اشتر نخعی کو رکھا اور میسرہ پر ضحاک بن قیس فہری کو اور جناح میں عبادہ بن صامت کو اس ترتیب سے آگے بڑھے جب قلعہ قیساریہ کے دروازہ پر پہنچے رومی فوجیں جنگ کے لئے باہر نکلیں اور اسقدر قریب آگئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے آگے نکل گئیں یزید بن ابی سفیان نے آواز دی کہ اے مسلمانوں ثابت قدم رہنا بھاگنے کی عقوبت سے بچنا کیونکہ ایسی جگہ سے بھاگنا دوزخ کی آگ میں ڈالتا ہے دنیا سے نامراد رکھتا ہے اور عاقبت میں سزا ملتی ہے مسلمان یہ سنتے ہی جنگ پر ٹوٹ پڑے طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک بڑی سخت جنگ ہوتی رہی اور دن کے ختم ہونے کے وقت تو بہت ہی سخت خونریزی ظہور میں آئی انجام کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور رومی لشکر شکست کھا کر بھاگ نکلا مسلمانوں نے قتل کرتے ہوئے تعاقب کیا رومیوں کی بہت سی فوج کٹ گئی اور تھوڑی سی جمیعت نے قلعہ میں پناہ لی یزید حصار کے دروازہ پر آپہنچا اور جنگ کرتا رہا تاکہ محاصرہ کرے کئی دفعہ رومی لشکر حصار سے نکلا اور مقابلہ کیا مگر ہر دفعہ مسلمانوں ہی کو فتح نصیب ہوئی رومی یہ کیفیت دیکھکر پھر حصار سے نہ نکلے یزید بن ابوسفیان نے لشکر میں سے مشہور و معروف اور سمجھدار لوگوں کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اسجگہ چارہ کمیاب ہے اور ہمارا لشکر کثیر چارہ نہ ملنے کے وقت کے سبب اسقدر فوج کا رہنا

رہنا مشکل ہے اور نہ اسقدر فوج کثیر کی یہاں ضرورت ہے میں چاہتا ہوں کہ تھوڑا سا لشکر حصار کے دروازے پر چھوڑ دوں کہ اہلِ حصار باہر نکلکر جنگ کرنا چاہیں تو اُنسے برسرِ مقابلہ ہوں ورنہ اُنہیں محصور کیے رہے اور ہم باقی لشکر سمیت دمشق کیطرف پھر جائیں سب لوگوں نے کہا تمہاری رائے بہت درست ہے اس میں کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے یزید نے اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیان کو چار ہزار انتخابی سوار دیکر حکم دیا کہ اسی جگہ قیام کر اگر اہلِ حصار نکلکر جنگ کریں تو مقابلہ سے پیش آ ورنہ اسیطرح محصور کیے رہنا تاوقتیکہ اللہ تعالےٰ اس کام کو پورا کرے معاویہ نے منظور کیا یزید معاویہ کو اُسی جگہ چھوڑ کر آپ باقی لشکر سمیت دمشق میں چلا آیا رومی لشکر نے یہ دیکھکر کہ یزید مع فوج یہاں سے چلا گیا ہے اور معاویہ تھوڑی سی فوج سے مقیم ہے خیال کیا کہ اب اچھا موقع ہے حصار سے نکلکر اُنہیں بھگا دیں اس لالچ میں آکر لشکر کو درست کیا اور بہت سی فوج لیکر حصار سے نکل پڑے اور جنگ شروع کی معاویہ نے بھی فوج کو آراستہ کرکے مقابلہ کیا خوب لڑائی ہوئی انجام کار مسلمان فتحیاب ہوئے رومیوں کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اور باقیوں نے بھاگ کر حصار میں پناہ لی اور سوچے ہم کسیطرح اس گروہ سے برسر نہیں آسکتے کیونکہ وہ ہماری نسبت زیادہ جنگجو اور بہادر ہیں قوت و شوکت بھی زیادہ رکھتے ہیں اور اقبال بھی اُن کے ساتھ ہے بہتر ہے کہ صلح کرلیں دوسرے دن ایک شخص کو معاویہ کے پاس بھیجکر ان شرائط پر صلح کرلینی چاہیے کہ معاویہ ہمکو اسی شہر میں رہنے دے تو ہم ۲۰ ہزار دینار نقد اور جزیہ ادا کرینگے اور آئندہ فرمانبردار اور خدمت گذار رہینگے معاویہ نے یزید کو خط لکھا اور اہلِ قیساریہ کی جنگ اور درخواست صلح کی تمام کیفیت درج کی یزید نے لکھ بھیجا کہ صلح کرے اور اُن کی درخواست مان لے معاویہ نے ان تمام امور کے متعلق وثیقہ لکھدیا اور صلح ہوگئی جب اہلِ شہر نے زرِ مقررہ ادا کردیا معاویہ بھی اپنا لشکر لے کر دمشق میں چلا آیا غرضکہ قیساریہ کی مہم اس طریق سے انجام کو پہنچ گئی اب یزید نے امیر المومنین عمرؓ کو خط لکھا حملہ و واقعاتِ گذشتہ اہلِ قیساریہ کی جنگ و جدال اور صلح و اطاعت کی متعلق حالات درج کئے اور زرِ مقررہ کا پانچواں حصہ بھیجا امیر المومنین اس ماجرے سے مطلع ہوکر نہایت ہی شادماں ہوئے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرکے جواب خط لکھا کہ یزید بن ابی سفیان کو معلوم ہو کہ تیرا خط وصول ہوا حالات مندرجہ سے آگاہی حاصل ہوئی اور فتح قیساریہ کی خبر سے نہایت ہی خوشی ہوئی کیونکہ اُس سرزمین میں یہ آخری مہم تھی جس میں اللہ تعالےٰ نے کامیاب کیا اللہ تعالےٰ کی مہربانیوں کا شکر ادا کیا گیا الحمد للہ کہ اب اس مہم کیطرف سے دل جمعی ہوگئی اور خدا نے تمہاری روزی میں وسعت کرامت کی اور دشمن خراب خستہ ہوگیا ہمارا مطلب پورا ہوگیا تم بھی اللہ تعالےٰ کا شکر کرو کیونکہ شکر گذاری سبب زیادتی نعمت ہے اور دائمی سعادت حاصل ہوتی ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اس واقعہ کے بعد امیر المومنین کو پرچہ لگا کہ رومی لشکر جزیرہ میں بہت بڑی جمعیت کے ساتھ فراہم ہو رہا ہے سواروں اور پیدلوں کا کچھ شمار نہیں ہے اور سامانِ حرب و ضرب بھی بے انتہا جمع کرلیا ہے اب چڑھائی کی تدبیریں کر رہے ہیں امیر المومنین نے فوراً انصار اور مہاجر اور صحابہ کبار اور دیگر مشاہیر اشخاص کو طلب کرکے یہ کیفیت سنائی اور کہا نواحِ جزیرہ پر قبضہ ہوئے بغیر ولایتِ شام محفوظ نہیں رہ سکتی اور جبتک اس جزیرہ کا نواح فتح نہوگا ولایتِ شام سے پورا مقصد حاصل نہوگا ہمیشہ ہماری راحت میں خلل واقع ہوتا رہے گا اب رومی فوجیں وہاں فراہم ہو رہی ہیں اور پیشقدمی کا ارادہ رکھتی ہیں تمکو اس لئے بُلایا ہے کہ اس مہم کی نسبت مشورہ کرو اور جو امر موجبِ ثواب اور حصولِ مراد معلوم ہو ظاہر کرو اور کسی ایسے شخص کو معین کرو جو اس مہم کو اختیار کرے اور ہمیں اُس کی طرف سے اطمینان بخشے جسقدر اولوالعزم اور شائستہ سردار تھے سب کے سب ملکِ شام میں فوت ہوچکے ہیں اُنمیں سے بجز یزید بن ابی سفیان کے اور کوئی ایسا باقی نہیں رہا جو اس مہم کو انجام دے سکے یزید اسوقت دمشق میں ہے اور اُسی کی موجودگی کے سبب یہ ملک محفوظ اور مضبوط ہے میں کسیوجہ سے بھی اُسکو وہاں سے علیحدہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا تم کسی ایسے شخص کا نشان بتاؤ جو نہایت بہادر اور صاحبِ عقل و فہم اور تجربہ کار ہو اور اُن اوصاف کے ساتھ پرہیزگاری اور خداپرستی میں بھی موصوف ہو اور اس مہم میں مصروف رہکر جزیرہ کو فتح کرسکتا ہو اس جماعت نے اس مہم کی نسبت بہت سے غور اور خوض کے بعد عیاض بن غنم فہری پر اتفاق رائے کیا کہ اس مہم کے پورا کرنے کے لئے اُس سے بہتر دوسرا شخص نہیں مل سکتا

اور جن اوصاف کو امیر المومنین نے بیان کیا ہے سب اُس میں موجود ہیں بڑا مستعد سوار اور نامی جنگ جو شخص ہے پھر عابد اور پرہیزگار امیر المومنین نے بھی اُسے پسند کیا اور عیاض کے نام جو اُسوقت ملکِ شام میں شریکِ لشکرِ یزید تھا اس مضمون کا خط لکھا امیر المومنین عبداللہ کیطرف سے عیاض بن غنم فہری کو سلام پہنچے اور واضح ہو کہ ہم تجھے ہمیشہ سے مسلمانوں کی درستیِ احوال اور کفایتِ مہمات کیطرف بشوقِ تمام متوجہ پاتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ اکثر اوقات مسلمانوں کو خیرات کی تاکید کرتا رہتا ہے اور اہلِ جہان کو طاعتِ خدا کیطرف تحریص دلاتا رہتا ہے اور تیرے بزرگ بھی قابلِ تعریف عادت اور پسندیدہ طریقہ رکھتے تھے تجھے دُنیا اور عقبےٰ دو جگہ کے ثواب عظیم و تعریفِ جمیل کی بشارت ہو مجھے اُمید ہے کہ تو اپنی اِن خصائلِ حمیدہ اور عاداتِ جمیلہ کے سبب اپنے تمام مطالب و مقاصد کو حاصل کرے گا اور تیری تمام دینی اور دنیوی آرزوئیں اور اُمیدیں برآئیں گی تو نیکنامی اور بقائے شہرت سے مخصوص ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ آگاہ ہو کہ تو نے بھی سُنا ہوگا کہ بلادِ جزیرہ میں رومی لشکر جمع ہو رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہاں فوج روانہ کروں جو اُن کی جمعیت کو پریشان کر دے مجھے سرداریِ لشکر کے واسطے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو بڑا بہادر اور عقلمند مرد ہو۔ پورا انسر دار ما اور خداترس بھی ہو میں نے خود بھی سوچا اور اصحاب سے بھی مشورہ کیا اور اس مہم کی انجام دہی کی نسبت صلاح کی سب کی رائے تیرے حق میں قرار پائی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس مہم کو کوئی اور شخص تجھ سے بہتر انجام نہیں دے سکتا اس خط کو پڑھتے ہی یزید کے لشکر میں سے جن فوجوں کو بہتر جانے اور پسند کرے چُن لے اور بلادِ جزیرہ کی طرف قدم بڑھا تقوے کو اپنا شعار بنائے رہنا اور اُس خدا سے ڈرنا جو پوشیدہ باتوں کو بھی اُسیطرح جانتا ہے جیسا ظاہری حالت کو مشکل امور کے وقت خدا تعالےٰ کی کتاب اور سُنتِ رسولِ خدا اور سُنتِ خلیفہ یعنے ابوبکر صدیق کو اپنا پیشوا سمجھنا اور دشمن کی کثرت اور اپنی فوج کی کمی سے خوف زدہ نہ ہونا اکثر دیکھا گیا ہے کہ تھوڑی سی اسلامی فوج نے کافروں کے لشکرِ عظیم کو ذلیل کر کے اُس پر فتح حاصل کی ہے تو نے یہ بھی سُن رکھا ہوگا جنگِ خندق کے دن حضرت رسولِ خدا صلعم نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ عنقریب کسرےٰ اور قیصر کی سلطنتیں تمہارے ہاتھوں سے فتح ہونگی اور اُن کی دولت تمہیں نصیب ہو گی اے عیاض تو نے دیکھ ہی لیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کی کلام کو سچا کر دیا ہم کسرےٰ اور قیصر کی ولایتوں پر قابض ہو گئے ہیں کافر لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر اور ہلاک ہو چکے ہیں اب وہ سب کے سب ہمارے زیرِ فرمان اور جزیہ دہندہ ہیں اُنکا بادشاہ ہرقل خوف زدہ ہو کر ملکِ شام سے جانبِ روم بھاگ گیا ہے یہ سب اللہ تعالےٰ کی نعمتیں ہیں ہمکو لازم ہے کہ اُسکا شکر کرتے رہیں ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ یعنے یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑا فضل کرنے والا ہے۔ ہمنے یزید بن ابوسفیان کو بھی خط لکھ دیا ہے اور اُسے حکم دیا ہے کہ جسقدر فوج کی ضرورت ہو اور بلادِ جزیرہ کی جمعیت کو منتشر کر سکے اسیقدر فوج تیرے ہمراہ کر دے تجھے لازم ہے کہ سعد سعدی کے ساتھ اُسطرف مہم لیجائے اور دشمنوں کی جمعیت کو پریشان کر دے عیاض اور یزید نے امیر المومنین کے خطوط کو ملاحظہ کر کے اور حالاتِ مندرجہ سے اطلاع پا کر پانچہزار منتخب سوار کہ ہر ایک اُنمیں یکتا بہادر اور مردانگی و معرکہ آرائی میں فرد تھا علیحدہ کئے اور عیاض نے اس فوج کو لے کر سامانِ حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کیا جمعرات کے دن ۱۵ شعبان المعظم کو ملکِ شام سے نکلکر بلادِ جزیرہ کی طرف چلا فوج کا ہراول میسرہ بن مسروق قیسی تھا میمنہ میں سعد بن عامر بن حذیم اور میسرہ میں عبداللہ بن سعد سعدی ساقہ میں سفیان بن معطل سلمی سردار متعین تھے اس ترتیب سے شہر رقہ کیطرف جہاں اُسوقت میں لشکرِ کفار جمع تھا کوچ کیا عیاض نے شہر کے متصل پہنچکر قیام کر دیا اور فوجی دستوں کو اطراف و جوانب میں لوٹ مار کیلئے بھیجدیا مسلمانوں کو بیشمار مال و دولت اور مویشی دستیاب ہوئے رومی لشکر نے فصیل پر سے جنگ شروع کی پیہم پتھر اور تیر برسانے لگے جب رات ہو گئی عیاض نے تین سو چیدہ سوار ہمراہ لے کر شہر رقہ کے دروازے باہروان نام کیطرف بڑھا تقریباً تین گھنٹہ رات گذری ہو گی کہ اُس دروازے پر جا پہنچا دیکھا کہ بہت سی بھیڑ بھاڑ دروازہ کے سامنے موجود ہے شراب پی رہے ہیں یہ وہ لوگ تھے جنہیں حاکمِ رقہ نے دروازہ کی حفاظت کے لئے مقرر کر رکھا تھا جس وقت سب کے سب غافل ہو گئے اور شراب نے اپنا اثر دکھایا یکایک عیاض تین سو سواروں کے ساتھ اُن کے سر پر جا پہنچا وہ دیکھتے ہی ڈر گئے اور چاہا کہ دست بقبضہ ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو جائیں مگر عیاض نے فوراً حملہ کر دیا اور ذراسی دیر میں اکثروں کو قتل کر اور باقیوں کو قید کر کے اپنے مقام پر صبح کے وقت تک لوٹ آیا جب صبح نمودار ہوئی اور رومی اس واقعہ سے مطلع ہوئے

بہت ہی روئے پیٹے اور خوف زدہ ہو گئے امیر رقہ نے ایک قاصد بھیجکر عیاض سے درخواست کی مجھے تم سے کچھ کہنا ہے اگر امان اور اجازت دو تو باہر آکر تم سے بیان کروں عیاض نے کہلا بھیجا کہ اطمینان خاطر رکھ میری بے اجازت تجھے کوئی کچھ نہ کہیگا نہ تیری ہلاکت کا قصد کرینگے تا وقتیکہ تو باہر آکر عداوت ظاہر کرے اور پھر سلامتی سے اپنی جگہ واپس چلا جائے امیر رقہ روم کے بطریقوں میں سے دس بطریقوں کے ساتھ قلعہ سے نکلا حریر اور دیبا کے لباس زیب تن تھے جواہرات کی مرصع پٹیاں لگائے ہوئے تھے عیاض کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے عیاض نے انکی طرف نظر اٹھائی اور امیر کو جو عمدہ لباس میں دیکھکر کہا تمہارا کیا نام ہے اسنے جواب دیا بنطر عیاض نے کہا جو کہنا ہے بیان کرو اسنے کہا تمہارا کیا نام ہے عیاض نے اپنا نام بتایا اسنے پھر پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے اسے کہا غنم بنطر اسکے باپ کا نام سنتے ہی خوش ہوا اور تبسم کے آثار ظاہر ہوئے پھر اپنے ہمراہیوں کیطرف دیکھا اور عیاض سے کہا تم ہمسے کیا چاہتے ہو عیاض نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ تم دین اسلام کو قبول کرو اور صاف دل سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ کہو کلمہ شہادت کے بعد شرائع دین اور شرائط اسلام نماز روزہ زکوٰۃ حج کو اختیار کرو اور ان فرائض کو واجب طور پر ادا کرو۔ پھر جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حلال فرمادیا ہے اسے حلال سمجھو اور جسے حرام ٹھہرادیا ہے اسے حرام جانو ان سب باتوں کے اختیار کرنے پر تم ہمارے دینی بھائی ہو جاؤگے پھر ہمیں تمسے کوئی تعرض نہیں ہوگا تمہارا مال اور خون ہمپر حرام ہو جائیگا بنطر نے کہا اگر کلمہ نہ پڑھوں اور تمہارا دین اختیار نہ کروں تو اور کیا کرنا چاہیے عیاض نے جواب دیا جزیہ دینا اور اسکے دینے کے وقت ذلت کی حالت کو قبول کرو جب تم ان باتوں کو مان لوگے تو ہماری پناہ میں آجاؤگے اور اہل ذمہ کہلاؤگے ہم تمہیں تمہارے وطنوں میں چھوڑ دیں گے اور سالانہ جزیہ مقررہ لے لیا کریں گے اور کسی کو تمپر زیادتی نہ کرنے دینگے اسنے کہا اے امیر میں اپنے دین سے نہیں پھرنا چاہتا ہاں جسقدر روپیہ کہوگے دیا کرونگا غرض صلح ہو گئی اور بیس ہزار دینار نقد جزیہ مقرر ہوا یعنے ہر مرد چار دینار ادا کیا کرے اور جب کوئی بچہ سن بلوغ کو پہنچے تو وہ بھی ہر سال چار دینار دینے اختیار کرے مویشیوں میں سے دس پیچھے ایک دیں اور جب کوئی عامل روپیہ لینے کے واسطے آئے تو اسے تین دن مہمان رکھیں اس کے سوا انکو اور کسی قسم کی ذراسی بھی تکلیف نہ دیجائے گی ان شرائط پر بنطر راضی ہو گیا اور عیاض نے اس مضمون کا ایک وثیقہ لکھدیا جسپر لشکر کے مشہور و معروف اشخاص کے دستخط کرائے گئے پھر اپنی مہر ثبت کر کے بنطر کے حوالہ کر دیا اور پوچھا اے بنطر جسوقت تو نے میرا اور میرے باپ کا نام پوچھا تھا اور میں نے نام بتائے تھے اسوقت تو نے سر ہلا کر اور مسکرا کر اپنے ساتھیوں کیطرف کیوں دیکھا تھا کس امر پر تعجب اور تبسم کیا تھا بنطر نے کہا سچ بولنی بہتر اور جھوٹ بولنے سے بدتر کوئی بات نہیں ہے میں سچ بیان کرتا ہوں کہ اس شہر کا ایک بطریق ہوں اب سے پہلے میرے باپ دادا اس شہر کے بطریق تھے انکی امارت مجھے ورثہ میں پہنچی ہے ایکدفعہ ایرانی لشکر نے ہمیں مغلوب اور شہر کو فتح کر کے طرح طرح کی ایذائیں دیں اسکے بعد روم کے بادشاہ ہرقل نے ہمپر عتاب نازل کیا اور قبطیوں کو ہمپر مسلط کر کے انتہا درجہ کے ظلم کئے اللہ تعالےٰ کا فضل ہمارے شامل حال تھا اس مصیبت کو بھی ہمسے ٹال دیا اور ہمارا ملک ہمارے قبضہ میں آگیا اور یہ سبب یہی تھا کہ ہمنے کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس شہر پر کوئی شخص قبضہ نہ کر سکیگا اور نہ یہاں کے باشندے کسی اور کی فرمانبرداری اختیار کرینگے مگر ایک عربی جوان جسکا نام غنم یا غنم کے چچا کا بیٹا ہوگا اس شہر کو فتح کرے گا میں تیرے باپ کا نام سنتے ہی سمجھ گیا کہ تو وہی شخص ہے جسکا ذکر ہمنے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس شہر کو فتح کرے گا اور غالب آئیگا یہی تعجب کی وجہ تھی عیاض نے کہا تم کتاب سے واقف ہو اور اسے پڑھا کرتے ہو اسنے جواب دیا ہاں اے امیر حضرت عیسےٰؑ ہمارے واسطے انجیل نام ایک کتاب چھوڑ گئے ہیں عیاض نے پوچھا تمہاری انجیل میں ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا بھی کچھ ذکر درج ہے یا نہیں اوس نے کہا ہاں انجیل میں درج ہے کہ آخری دور میں ایک عربی پیغمبر علیہ السلام پیدا ہونگے لوگوں کو راہ راست کی ہدایت کرینگے اور پیغمبروں میں سب سے افضل ہونگے اور ان کی امت قیامت میں تمام امتوں سے بہتر ہوگی اور اس پیغمبر کی نشانی یہ ہے کہ آپ منبر پر بیٹھیں گے کمبل اوڑھیں گے خلقت کو نیک کاموں کی ترغیب دلائینگے بدی سے روکیں گے اے امیر میں نے اپنی قوم کو تمہارے دین کیطرف بہت ہی راغب کرنا چاہا اور اسلام اختیار کرنے کے لئے ہر طرح سے سمجھایا مگر انہوں نے میری ایک نہ سنی اور صاف

انکار کر دیا اور کہا اگر تو پھر ایسی باتیں کرے گا تو ہم تجھے بھی قتل کر دینگے میں اپنی ہلاکت کے ڈر سے خاموش ہو رہا عیاض نے اس کی راست گوئی اور نیک خصلت پر تعجب کیا اور چند روز رقہ میں ٹھہر کر دہا کیطرف کوچ کیا دہا کے باشندے رقہ کی فتح کی خبر سنکر نہایت ہی خوف زدہ ہو گئے تھے غلّہ اور چارہ شہر کے اندر بھر لیا اور برجوں پر سامانِ حرب فراہم کر کے بہت سے پتھر دیواروں پر چن لئے جب لشکرِ اسلام نے متصل قلعہ پہنچکر تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں تو کفار کانپ اٹھے اور دلوں پر سخت رعب چھا گیا مگر پھر بھی نعرے مار مار کر دلاوریاں دکھانے لگے لشکرِ اسلام کے قریب پہنچتے ہی وہ تیاری کر چکے تھے اور جھنڈے کھول دئے تھے باہم کہنے لگے یہ تو بڑا بھاری لشکر ہے بیس ہزار سے بھی زیادہ ہوگا ہم میں اسکے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے عیاض نے بھی شہر کے سب سے بڑے دروازے کے مقابل جو بسمت روم واقع تھا قیام کیا باہم سخت جنگ ہونے لگی پندرہ روز تک رات دن لڑائی ہوا کی آخر کار باشندگانِ دہا نے مشورہ کیا کہ یہ لوگ بڑے مضبوط اور بہادر ہیں لڑائی میں ہم سے زیادہ دلیر اور ثابت قدم ہیں ہم انسے کسیطرح برسر نہیں ہو سکتے مناسب یہ ہے کہ باشندگانِ رقہ کیطرح ہم بھی صلح کر لیں اس تجویز کے مطابق ایک قاصد کو عیاض کے پاس بھیجکر صلح کی درخواست کی عیاض نے بھی منظور کر لی اور صلح کی دستاویز لکھدی کہ وہ نقدی ادا کرینگے اور جزیہ دینگے یہ منادی کر دی کہ ہمنے اہلِ دہا سے صلح کر لی ہے وہ ہماری ذمہ داری میں آگئے ہیں کوئی شخص انکو نہ ستائے بے اجازت ان کے گھروں اور مکانوں میں نہ جائیں مسلمانوں نے جنگ سے ہاتھ روک لیا عیاض نے زرِ مقررہ وصول کر کے اس شہر کا دورہ کیا اور اس کے باغات اور گلزار ملاحظہ کئے بہت پسند آئے کئی روز قیام کیا شہر کے بطریق مرطوس نے جو سپہ سالار فوج بھی تھا عیاض کی دعوت کی اور بہت ہی تکلف کیا اور عیاض کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے امیر میں نے تمہارے قیام کے لئے سب سے بڑی کلیسیا میں فرش کرا دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ وہاں قدم رنجہ فرما کر عزت بخشیں اور کھانا نوش کریں اور جن سرداروں کو ساتھ لیجانا چاہیں ساتھ لیجلیں عیاض نے کہا اے مرطوس تجھے ان تکلفات کی کچھ ضرورت نہیں اگر پہلے بھی تیرے دین والوں میں سے کسی کی دعوت قبول کی ہوتی تو تیری دعوت بھی قبول کر لیتا بیت المقدس میں امیر المومنین نے بھی اس شہر کے بطریق کی دعوت قبول نہ کی تھی اگر وہ بھی قبول کر لیتے تو میں بھی انکار نہ کرتا اے بطریق ان تکلفات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک تم ہم سے ڈرتے ہو تم خاطر جمع رکھو کہ ہماری طرف سے تم ہر طرح امن میں ہو ہمنے جو عہد کر لیا ہے اسکے خلاف ہرگز عمل میں نہ آئیگا اور جو بات قرار پا گئی ہے کبھی اس میں فرق نہ آئیگا وہ تو اپنے گھر چلا گیا پھر ایک عیسائی عورت آئی جو اپنے بھائی پر دعوٰی رکھتی تھی عیاض نے ایسا اچھا انصاف کیا کہ دونوں رضامند ہو کر اسکی تعریف کرتے چلے گئے عیاض کو اس عورت کا حسن پسند آیا پوچھا تو شوہر رکھتی ہے اسنے جواب دیا نہیں پھر کہا کیا تجھے شوہر کی ضرورت ہے اسنے کہا بہت زیادہ کیونکہ میری خبر لینے والا کوئی نہیں ہے عیاض نے کہا اگر تیرا شوہر تجھے عزیز رکھے تو اسکے واسطے اپنا مذہب ترک اور اسکا مذہب قبول کر سکتی ہے اسنے کہا میں اپنا مذہب ہرگز نہ بدلوں گی شوہر کو میرے دین سے کیا واسطہ اور مجھے اس کے دین سے کیا غرض وہ اپنے دین پر رہے میں اپنے دین پر عیاض نے چاہا کہ اسے اپنی زوجہ بنا لے پھر سوچا کسی قوم کے سردار کے گھر میں کافر عورت کا ہونا اچھا نہیں اسلئے اپنا ارادہ ترک کر دیا اس عورت نے عیاض کے لئے کھانا پکا کر بھیجا عیاض نے اسے لیکر ایک سقلابیہ لونڈی عطا کی ابھی عیاض اسی مقام پر تھا کہ یزید بن ابی سفیان نے بسر بن ارطاہ کو دو ہزار جوان اور ایک سفید جھنڈا دیکر عیاض کی مدد کے واسطے بھیجا اسکے قریب پہنچنے پر مسلمان گھبرا گئے کہ باشندگانِ دہا کی مدد کے واسطے رومی لشکر آ پہنچا جب معلوم ہوا کہ بسر بن ارطاہ اہلِ اسلام کی مدد کے واسطے آیا ہے تو بہت خوش ہوئے اسنے متصل پہنچکر عیاض کے پاس آدمی بھیجا کہ مالِ غنیمت میں سے ہمارا حصّہ ہمیں دو عیاض نے کہا تمہارے آنے سے پہلے ان لوگوں نے محنت و مشقت اٹھائی مقابلہ کر کے مالِ غنیمت حاصل کیا ہے اس میں تمہارا کوئی حق نہیں باقی رہے ہوئے شہروں کو فتح کرنا چاہئے جب تمہاری مدد سے اور شہر فتح ہونگے اور لوٹ کا مال ہاتھ آئیگا تو تم بھی لینا اور ہم بھی مگر وہ اس بات پر رضامند نہ ہوئے بسر نے عیاض سے اس بات میں اسقدر گفت و شنید کی کہ باہم رنجش پیدا ہو گئی عیاض نے کہا مجھے تیری اور تیرے لشکر کی ضرورت نہیں اگر تو چاہتا ہے تو یہاں ٹھہر جا ورنہ شام کو واپس چلا جا بسر غصہ ہو کر بجانب شام واپس ہوا اور یزید کے پاس پہنچکر عیاض کی شکایت کی اور جو کچھ آپس میں کہا سنی ہوئی تھی سب بیان کر دی یزید نے عیاض کی طرف سے رنجیدہ ہو کر امیر المومنین کی خدمت میں سب حال لکھ بھیجا امیر المومنین عمر نے عیاض بن غنم کو لکھا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ یزید نے بسر بن ارطاہ

کو تیری مدد کے لئے بھیجا تھا اور تو نے اُسے واپس کردیا اس فوج کے تیرے پاس پہنچنے سے یہ مراد تھی کہ وہ تیری مدد کریں اور فوج کی زیادتی کے سبب تیرے مرتبہ اور حرمت میں ترقی ہو اور دشمن جان جائیں کہ تیرے پاس مدد پہنچتی رہتی ہے دشمن اس سے دل شکستہ ہو کر بہت جلدی تیری اطاعت اختیار کرتے میں نہیں سمجھ سکتا کہ تو نے اس فوج کو کس واسطے واپس کردیا اب مجھے اس حال سے مطلع کر کہ سبب معلوم ہو والسلام جب امیر المومنین کا یہ خط عیاض کے پاس پہنچا اور وہ احوال مندرجہ سے واقف ہوا یہ جواب دیا کہ یہ خط عیاض بن غنم کی طرف سے امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے واضح ہو کہ آپ کا خط پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوئے گزارش یہ ہے کہ شہر رقہ اور رہا بسر بن ارطاہ کے پہنچنے سے پہلے مسلمانوں نے فتح کر لئے تھے اور مال غنیمت بھی تقسیم ہو کر ہر ایک اپنے حصہ کا مالک بن چکا تھا بسر نے بعد میں پہنچکر اس مال غنیمت میں سے حصہ لینا چاہا میں نے جواب دیا کہ دونوں شہر تمہارے آنے سے پہلے فتح ہو چکے ہیں انکی لوٹ میں تمہارا کچھ حصہ نہیں اب جو کچھ فتح ہوگا اُس کی لوٹ میں سے ہم تم دونوں حصہ پائینگے بسر اس بات پر رضامند نہ ہوا مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا مخالفت اختیار کرے جس سے اسلامی لشکر میں فساد ہو جائے اور اُس کی وجہ سے دشمن غلبہ کرے مجھے اُس کی موجودگی یا مدد کی ضرورت بھی نہ تھی میں نے اس حیلہ سے اُسے واپس کردیا اور یہی واپسی کی وجہ ہوئی ہے جو عرض کی گئی اللہ تعالیٰ آپکو ہمدوش سعادت رکھے فقط والسلام والاکرام امیر المومنین عمرؓ نے عیاض کا خط پڑھکر اُس کی رائے پر آفرین کی اور جواب لکھا کہ تیرا خط پہنچا بسر بن ارطاہ کے واپس کرنے کی وجہ معلوم ہوئی جو عین صواب تھی۔ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ جناب باری تعالیٰ میں دعا کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تجھے کام سے علیحدہ نہ کروں اور جب قریب المرگ ہونگا اور تو زندہ تو وصیت کر جاؤں گا کہ جو کوئی خلیفہ ہو وہ بھی تجھے تیرے کام سے علیحدہ نہ کرے اور جب تک تو زندہ رہے اپنے کام پر برقرار رہے تو ہر طرح سے مطمئن رہ اور جہاد و جنگ میں خوب کوشش کرتا رہ والسلام عیاض نے اس خط کو پڑھکر درگاہ الٰہی میں شکریہ ادا کیا اور دعا مانگی کہ اے خدا میں عمر بن خطاب کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتا اُسکی وفات کے وقت تک میری موت میں تاخیر ہو تو محض ایک دن کی ہو اُس سے زیادہ مجھے زندہ نہ رکھو اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ وَّبِالۡاِجَابَۃِ جَدِیۡرٌ یعنی بالتحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے اور قبولیت دعا کے لئے مستحکم ہے

جواب نامہ عمر بنام عیاض بن غنم

عیاض بن غنم کا حرّان کی طرف جانا

کچھ دنوں کے بعد عیاض بن غنم کو خبر لگی کہ شہر حرّان میں بیس ہزار رومی لشکر فراہم ہوا ہے فوراً منادی کردی کہ تمام سپاہ جنگ کی تیاری کرے جسوقت اسلامی فوجیں شہر حرّان کے قریب پہنچیں باشندوں کے دلوں پر رعب اور خوف چھا گیا۔ ابھی عیاض کا تمام لشکر قیام نہ کرنے پایا تھا کہ قاصد بھیجکر صلح کی درخواست پیش کی عیاض نے بھی منظور کرلی جن شرائط پر باشندگان رقہ و رہا سے صلح ہوئی تھی وہی اہل حرّان سے قرار پائیں عیاض نے دست آویز لکھدی اور انہوں نے شہر کے دروازے کھولدیئے جسدن مسلمان داخل شہر ہوئے اور صلح نامہ مکمل ہو گیا محرم کا مہینہ پیر کا دن اور نماز ظہر کا وقت تھا عیاض کئی دن ٹھہر کر باز رمقررہ وصول کرکے شہر عین کیطرف جسے راس العین بھی کہتے تھے روانہ ہوا بیان کرتے ہیں کہ اس شہر والوں میں ایک شخص ایسا تیز نظر تھا جو ایک دن کی مسافت کے فاصلہ پر بذریعہ دوربین دیکھ سکتا تھا اتفاقاً جس روز اسلامی فوج ایک دن کے راستے پر پہنچی ایسا سیاہ بادل اٹھا اور غبار آسمان پر چھایا کہ اُس نظر باز کو کچھ نظر نہ آتا تھا شہر والے پوچھتے تھے کسی اجنبی لشکر کا کچھ پتہ لگتا ہے یا نہیں وہ کہتا تھا کہ آج ایسا ابر اور غبار چڑھا ہوا ہے کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا اگر تم دیکھنا ہی چاہتے ہو تو اپنے مویشی باہر نکالدو اور جنگل میں بھیجا دو گو مجھے اس دوربین کے ذریعہ سے فوج کا نشان نہیں ملتا مگر مویشیوں کی ہل چل کے معائنہ سے معلوم ہو جائیگا پھر تمہیں خبر کر دوں گا سب نے گائے بیل بھینس گھوڑے اور اونٹ اور بھیڑ بکریاں باہر نکالدیں جب عیاض قریب شہر پہنچ گیا تو ابر اور غبار ہٹ گیا سورج نکل آیا لشکر والے مویشیوں کو دیکھکر سب ہنکالے گئے نظر باز نے غل مچایا اور لوگوں کو مطلع کردیا سب کے سب دروازے بند کرکے فصیل اور برجوں پر آچڑھے اہل اسلام نے حصار کے قریب پہنچکر قیام کیا اور قلعہ والوں نے پتھر اور تیر مارنے شروع کئے جن سے کئی مسلمان

مصالحت اہل حران با عیاض بن غنم

ہلاک ہوگئے شہر کا ایک بطریق قلعہ کی فصیل پر چڑھکر مسلمانوں کے ساتھ بدکلامی کرنے لگا کہ اے جَو کھانے اور پشمینہ پہننے والو تمنے ہمیں بھی باشندگان رقہ اور رہا اور حران جیسا سمجھ لیا ہے ہمارے سامنے اُن کی کچھ حقیقت نہیں تم نہیں جانتے کہ اپنے پاؤں آپ موت کیطرف بڑھکر آئے ہو ایک مسلمان نے جو فصیل کے متصل تھا کہا کہ بیہودہ مت بک ہمنے رقہ اور رہا اور حران سے بھی بہت زیادہ مضبوط اور مستحکم قلعوں کو فتح کر لیا ہے اور بت پرست کافروں یہودیوں اور گبروں کو اُن کے قلعوں سے نکالکر دوزخ میں پہنچا دیا ہے اے علج تیرا اور تیرے اس حصار کا ایسا نقشہ ہے جیسا ہمارے رو برو کوئی شہری آدمی بکری کے بالوں کا سایہ بان سا کر اس کے نیچے ہو بیٹھا ہو اور اُسے اپنی حفاظت گاہ سمجھتا ہو۔ اے علج تجھے اِن باتوں کی خبر نہیں اسیواسطے جو کچھ تیرے منہ میں آتا ہے بکتا ہے تھوڑی ہی دیر میں تجھے اس زبان درازی کی کیفیت یاد آجائے گی پھر کچھ فائدہ نہو گا بطریق کو غصہ آگیا اپنے ہمراہیوں سے کہا مجھے فصیل سے نیچے اُتار دو کہ میں اِن ناچیز لوگوں کو سزا دوں اُن لوگوں نے اُسے ایک چھینکے میں بٹھا کر قلعہ کی فصیل سے نیچے لٹکا دیا اُسنے چھینکے میں سے نکلکر زرہ پہنی شہری خود سر پر رکھا اور رومی کی پیٹی کس کر شمشیر آب دار ہاتھ میں لی اور دروازہ قلعہ پر آکھڑا ہوا پھر مسلمانوں کیطرف سے مقابل کو طلب کیا بنی فزارہ میں سے ایک جوان نکلا ٹھگنا خوبصورت آدمی تھا چھوہاروں کے پتوں کی ڈھال ہاتھ میں تھی اور تلوار حمایل پرانا سیاہ عمامہ سر پر باندھ رکھا تھا بطریق نے اُسے حقیر سمجھکر حملہ کیا اور تلوار چھوڑی عربی جوان نے وار کو سپر پر لیا اور رانو تہ کرکے تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ بطریق کی دونوں پنڈلیاں کٹ گئیں اور وہ پشت کے بل زمین پر گر پڑا عربی جوان نے دوڑکر اُسکا سر کاٹ کر دور پھینکدیا پھر اُسکے تمام ہتھیار اور کپڑے اُتار لئے باوجودیکہ فصیل پر سے اوس پر پتھراؤ ہو رہا تھا مگر وہ ذرا نہ ڈرا اور بطریق کا کل سامان لیکر اور اُس کی نعش کو ننگا حصار کے نیچے چھوڑ کر صحیح سلامت اپنے دوستوں میں جاملا اہلِ شہر بطریق کا یہ حال دیکھکر خوف زدہ ہوگئے اُسدن لڑائی بند کر دی اور دوسرے روز باہر نکلکر سخت مقابلہ کیا۔ کتنے ہی مسلمان مارے گئے عیاض نے کسیقدر دستہ کو حکم دیا شکست کھا جانے کا رنگ دکھاؤ جونہی اُنہوں نے پشت موڑی اہلِ شہر نے تعاقب کیا جب شہر سے کچھ دور نکل گئے عیاض نے پلٹ کر حملہ کرنے کا حکم دیا یکبارگی سب کے سب ٹوٹ پڑے اور اکثر حصہ قتل کر دیا باقی ماندہ بھاگ کر قلعہ میں آچھپے اب اُنہوں نے سمجھ لیا کہ ہم مسلمانوں سے نہیں لڑ سکتے قاصد بھیجکر صلح کی درخواست کی عیاض نے بھی اِن شرائط پر صلح منظور کر لی کہ تیس ہزار دینار نقد دیں اور ہر شخص چار دینار سالانہ جزیہ وقت پر ادا کیا کرے غرض اِس قرارداد پر صلح نامہ لکھا گیا اور اہلِ شہر کے حوالہ کر دیا گیا۔

عیاض بن غنم کا میسرہ بن مسروق عبسی کو علاقہ خاپور اور اُسکے نواح میں بھیجنا

عیاض نے میسرہ کو بلا کر ایک ہزار چیدہ سوار مرحمت کئے اور علاقہ خاپور کیطرف بھیجا میسرہ نے حسب الحکم کوچ کیا جس موضع میں پہنچتا اُسے فتح کرکے روپیہ حاصل کرتا اور عیاض کے پاس روانہ کر دیتا اسیطرح اسطرف کا کل علاقہ فتح کر لیا اور دریائے فرات کے ساحل کیطرف بڑھکر شہر قرقیسیا میں وارد ہوا وہاں چند روز تک اہلِ قلعہ سے جنگ کرتا رہا باشندگانِ شہر اور لشکرِ اسلام میں سے بہت سے آدمی ضائع ہوئے انجام کار شہر فتح ہوگیا میسرہ نے تمام لڑنے والے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اُن کے زن بچہ اسیر کر لئے پھر باشندوں کو از روئے احسان معاف کرکے اُن سے تین ہزار دینار سرخ لئے اور حسب معمول جزیہ قائم کیا اُس کے بعد شہر کو باشندوں کے حوالہ کرکے حاضر خدمت عیاض ہوا جسقدر مالِ غنیمت لایا تھا حوالہ کر دیا میسرہ کے آنے پر عیاض نے نصیبین کا رخ کیا رومی اثنا راہ میں اُسکے سامنے سے بھاگ بھاگ کر قلعہ نصیبین میں پناہ لیتے تھے عیاض نے وہاں پہنچکر فوج کے چار حصے کئے اور ہر ایک حصہ شہر کے چاروں دروازوں میں ایک ایک پر مقرر کر دیا پھر جنگ شروع کر دی طرفین نے کئی روز تک خوب ہی دادِ شجاعت دی اور سخت کوشش کی قلعہ نہایت ہی مضبوط تھا اسلئے عیاض نے اُس کے فتح کرنے سے عاجز ہوکر محصور رکھنے پر اکتفا کی پھر عمر بن سعد انصاری کو بلا کر اور اُسکی جماعت اُسکے ساتھ کرکے شہر سنجار کیطرف بھیجا۔ عمر حکم پاتے ہی روانہ ہوگیا اور دوسرے دن اہلِ سنجار سے معرکہ آرائی کی باشندوں نے امان طلب کی عمر نے پناہ دی اور تیس ہزار دینار نقد لینے کے علاوہ ہر شخص پر چار دینار جزیہ مقرر کیا اور صلح کرکے عیاض کے پاس

آ گیا عیاض نے پھر مالک اشتر بن حارث نخعی کو طلب کیا اور ایک ہزار سوار حوالہ کر کے آمد اور میافارقین کی طرف روانہ کیا

عیاض بن غنم کا مالک اشتر نخعی کو آمد اور میافارقین کی طرف بھیجنا

مالک اشتر نے آمد کیطرف روانہ ہونے کے بعد اثنائے راہ میں اس شہر کی فصیل اور قلعہ کی مضبوطی کا حال معلوم کر کے اندیشہ کیا کہ وہاں زیادہ عرصہ تک ٹھہرنا پڑے گا آمد کے متصل پہنچکر اس قلعہ کی مضبوطی کو ملاحظہ کیا اور حکم دیا کہ تمام لشکر متفق ہو کر نعرہ تکبیر بلند کریں باشندگان آمد آوازہ تکبیر سنتے ہی ایسے خوف زدہ اور مرعوب ہوئے کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور سمجھے کہ یہ لشکر دس ہزار جوانوں سے بھی زیادہ ہے ہم ان سے جنگ نہ کر سکیں گے اسیوقت قاصد بھیجکر صلح کی درخواست کی اشتر نے صلح منظور کر لی اور کہا کہ پانچ ہزار دینار نقد اور فی کس چار دینار سالانہ جزیہ دیں۔ حاکم آمد نے منظور کر کے حصار کے دروازے کھولدیئے مسلمان شہر میں داخل ہوئے صبح کو روز جمعہ تھا مسلمانوں نے شہر کا گشت کیا اور باہر نکلکر شہر کے دروازہ پر قیام کیا اور زر صلح لیکر میافارقین کیطرف روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو اس معاملے بطریق نطوس نے اشتر کے پاس آدمی بھیجکر صلح کی درخواست کی اور تین ہزار دینار نقد اور جزیہ دینا قبول کیا اشتر نے بھی منظور کر کے دستاویز لکھدی اور زر مقررہ وصول کر کے مراجعت کی۔ عیاض ابھی تک نصیبین کے محاصرہ ہی میں مصروف تھا کہ مالک اشتر آ پہنچا اور زر وصول کردہ اسکے حوالہ کر دیا۔

عیاض بن غنم کا شہر نصیبین کی فتح کے لئے مشورہ کرنا

محاصرہ نصیبین کو ایک سال گذر گیا اور فتح نہ ہو سکا تو عیاض بہت رنجیدہ ہوا فوج کے سرداروں کو فراہم کر کے مشورہ کیا ایک مسلمان نے جو سعد بن وقاص کی خدمت میں رہتا تھا اور عراق سے آیا ہوا تھا عیاض سے کہا مجھے ایک تدبیر سوجھی ہے جس سے شہر ہمارے ہاتھ آ جائیگا عیاض نے پوچھا وہ کیا؟ کہا کسی شخص کو بھیجکر شہر زور سے جو اسوقت مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور وہاں بچھو نہایت کثرت سے ہیں بہت سے بچھو کوزوں میں بند کر کے منگانے چاہئیں اور رات کے وقت ان کوزوں کو گوپھنوں میں رکھکر شہر کے اندر پھینکدیں وہ بچھو ایسے ہیں کہ جسکو ڈنک ماریں گے وہ فوراً مر جائیگا۔ باشندے اس امر سے بیخبر ہونے کے سبب ایسی حالت میں مشغول ہو جائینگے پھر ہم شہر کو آسانی سے لے سکیں گے۔ عیاض نے اس تجویز کو پسند کیا آدمی بھیجکر اور بہت سے کوزوں میں بچھو بھروا کر منگالئے بوقت شب انہیں شہر میں پھینکدیا کوزوں کے ٹوٹتے ہی بچھو ہر طرف کو پھیل گئے اور کتنے ہی آدمی اون کے ڈنک مارنے سے مر گئے دن نکلنے کے بعد بھی کئی آدمی اون کے ڈنک سے ہلاک ہوئے اس لئے شہر والوں نے پیغام بھیجکر صلح کرنی چاہی مگر عیاض نے منظور نہ کی اور جسقدر کوزے باقی تھے سب گوپھنوں میں رکھکر شہر میں پراگندہ کر دیئے اکثر آدمی بچھوؤں کے مارنے میں مشغول ہو گئے ادھر عیاض نے اور دنوں کی نسبت بہت زور لگایا اور دل توڑ کر حملہ کیا غرضکہ شہر زور آور غلبہ سے فتح ہو گیا تمام لڑنے والے آدمی قتل کر دیئے گئے اور بطریقوں کے گھر مسمار اور ان کے زن و فرزند اسیر کئے گئے۔ انجام کار جو لوگ تلوار کی دھار سے بچ رہے تھے امان طلب کرتے ہوئے عیاض کے سامنے حاضر ہوئے اسوقت عیاض نے فوج کو حکم دیا کہ ہاتھ روک لیں اور ایک رسی زر مقرر کر کے ان کے حوالہ کر کے دستاویز جس پر سرداران لشکر کے دستخط کرائے گئے تھے لکھدی پھر مال غنیمت کا خمس امیر المومنین کیخدمت میں روانہ کر کے باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ہر شخص کے حصہ میں دس ہزار درہم سے بھی زیادہ آئے اور مویشی اور لونڈی غلام اور نفیس سامان جو ہاتھ آیا تھا وہ اس تعداد کے علاوہ تھا اب عیاض نے اسی جزیرہ میں قیام کیا اور بحکم امیر المومنین کا انتظار کرنا شروع کیا امیر المومنین عیاض کا خط پڑھکر اور مال غنیمت کو ملاحظہ فرما کر بہت ہی خوش ہوئے اور شکر الٰہی بجا لائے

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا خط بنام عیاض بن غنم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عمر امیر المومنین کیطرف سے عیاض بن غنم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ولایت جزیرہ پر مسلمانوں کو فتحیاب کیا

فقیری سے امیری کا رتبہ بخشا۔ اور رزق وسیع عطا کی۔ اب مجھے تمہاری مفلسی کی طرف سے ڈر نہیں لیکن اندیشہ ہے کہ مبادا تم کثرت مال پر مغرور ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو۔ اے عیاض تو نے کمی نہیں کی اور جزیرہ کے فتح کرنے میں حد سے زیادہ کوشش کی ہے۔ تجھ سے پسندیدہ خدمتیں ظہور میں آئی ہیں اللہ تعالیٰ تجھکو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر کرامت فرمائے تو اس خط کو پڑھتے ہی اپنے لشکر کے کسی مشہور سردار کو جسکے قول و فعل پر بھروسہ ہو اپنا نائب قرار دیکر مفتوحہ علاقہ کی نگرانی پر چھوڑ اور خود ملک شام کی طرف لوٹ جا کیونکہ یزید بن ابی سفیان سخت بیمار ہے۔ اگر اوس نے وفات پائی تو وہ علاقہ خراب ہو جائیگا اور مسلمانوں کے انتظام میں خلل پڑ جائے گی۔ اسلئے یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو فوراً شام میں پہنچ جائے اور اس علاقہ میں نہ ٹھہرے والسلام۔ اسنے عمر کا حکم پڑھتے ہی عتبہ بن فرقد سلمی کو بلایا اور تمام علاقہ کا حاکم بنا کر چار ہزار سوار حوالے کئے اور باقی لشکر اپنے ساتھ لے کر شام کا رخ کیا۔ شہر حمص میں پہنچکر ناتوانی ظاہر ہوئی اور جان بحق تسلیم ہوا رحمۃ اللہ علیہ۔ روایت ہے کہ جس دن عیاض نے وفات پائی اس کے پاس صرف دو ہی دو گھوڑے تھے جنہیں جزیرہ کی مہم کے وقت وہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ایک اونٹ تھا جس پر سامان لدتا تھا اس کے اسباب میں سے ایک دینار بھی برآمد نہ ہوا۔ وہ تمام مال و دولت جو اسے جزیرہ سے بہم پہنچی تھی محتاجوں کو بخشدی اور صدقہ کر ڈالی تھی۔ اپنے پاس کچھ نہ رکھتا تھا اس پر اللہ کی رحمت ہو۔

یزید بن ابی سفیان کا امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں خط روانہ کرنا

فتح جزیرہ اور وفات عیاض بن غنم کے بعد یزید بہت کمزور ہو گیا اور بیماری نے سخت شدت پکڑی ایسا یہ حال دیکھکر اسنے عمر بن خطاب کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ادائے مراسم خدمت و دعا کے بعد معلوم ہو کہ یزید بن ابی سفیان کو کوئی امید نہیں رہی ہے کہ اس خط کے بعد بھی کوئی اور خط آپ کی خدمت میں روانہ کر سکے کیونکہ بیماری بہت شدت کر گئی ہے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو جزائے خیر کرامت فرمائے اور ہمکو جنات النعیم میں جگہ دے۔ میرا کام تمام ہو چکا ہے۔ امیر المومنین جس کسی کو مناسب سمجھے اس ملک اور فوج کا امیر قرار دے والسلام علیک اور آپ کو اس دنیا میں یزید کا یہ آخری سلام ہے۔ اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی یزید نے وفات پائی امیر المومنین نے خط پڑھکر بہت رنج کیا اور قاصد سے پوچھا کہ تو نے روانگی کے وقت اسے کس حالت میں چھوڑا ہے کیا خط اسکے نام لکھوں۔ قاصد نے کہا آپ کی عمر دراز ہو اسوقت یزید قریب المرگ تھا۔ عمر نے کہا اللہ تعالیٰ یزید کو بخشدے۔ بڑا نیک آدمی تھا۔ دنیا کی طرف ذرا توجہ نہ تھی۔ اسکی تمام ہمت آخرت کے امور کی طرف مصروف رہتی تھی پھر آپ نے ابو سفیان کو بلا کر اس حال کی اطلاع دی۔ وہ بہت رویا پیٹا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر دریافت کیا آپ نے امارت شام کی نسبت کیا تجویز کی ہے کس شخص کو وہاں بھیجیں گے۔ عمر نے کہا تیرے دوسرے بیٹے معاویہ کو۔ ابی سفیان اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوا اور امیر المومنین کو دعا دی کہ آپ نے صلہ رحم فرمایا۔ اسکے بعد ابو سفیان اپنے مکان پر آیا ہند کو یزید کے مرنے کی خبر سنائی۔ ہند نالہ و فریاد کرنے بیٹھی اور چلانے لگی منہ پر طمانچے مارتی تھی اور کہتی تھی۔ کاش یزید کے بدلے معاویہ اور عتبہ مر جاتے۔ ابو سفیان نے کہا رو پیٹ مت انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ امیر نے ہم پر بڑی مہربانی فرمائی ہے تیرے دوسرے بیٹے معاویہ کو والئ شام بنا دیا ہے۔ ہند خاموش ہو گئی اور کہا امیر المومنین نے صلہ رحم فرمایا معاویہ کو شام کی امارت مبارک ہو۔ اسکے بعد امیر المومنین نے معاویہ کے نام اس مضمون کا خط لکھا کہ عبد اللہ عمر کی طرف سے معاویہ کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو آبرو عطا کی ہے اور مشرک ذلیل و خوار ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے امت رسول خدا صلعم کو خبر دی تھی کہ ولایت شام اور اور ملک اور بڑے بڑے بادشاہوں کے خزانے اور مال اون کے قبضے میں آئینگے اب اس خوشخبری کے مطابق یہ سب چیزیں مسلمانوں کو مل گئی ہیں۔ خاصکر ولایت شام کا شہر قیساریہ جو نہایت ہی مضبوط اور مستحکم قلعہ ہے اور رومی اوس پر بڑے نازاں تھے کہ اس شان و شکوہ کا دوسرا شہر ان ممالک میں نہیں ہے فتح ہو چکا ہے۔ اب عسقلان۔ غزہ اور اسکے نواحی علاقوں کے فتح کرنے کی طرف رجوع ہونا چاہئے کیونکہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ تم ممالک شام میں فتح یاب ہو گے اور میں تمکو دو زینت یافتہ شہروں کی فتح کی خوشخبری سناتا ہوں۔ وہ غزہ اور عسقلان ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی ارشاد کیا

عنقریب میری اُمت کے کچھ لوگ دریا کنارے سکونت اختیار کرینگے۔ واضح ہو کہ وہ یہی عسقلان شہر ہے نیز آنحضرت کا یہ بھی ارشاد ہے۔ کہ جسوقت فتنہ و فساد کی آگ مشرق اور مغرب میں پھیلی ہوئی ہوگی اُسوقت شہروں اور رستوں میں رہنا مشکل ہوگا اُسوقت عسقلان میں قیام کرنا۔ ملک شام پر جس شے کو ترجیح ہے وہ عسقلان ہے اس خط کو مطالعہ کرتے ہی بلا توقف جانب عسقلان چڑھائی کر اور اُس شہر اور اُس کے نواح کے فتح کرنے میں کوشش بلیغ عمل میں لا۔ اللہ تعالٰے اس علاقہ کو تیرے ہاتھ سے فتح کرے گا۔ لازم ہے کہ مقام مذکور پر پہنچکر میرے پاس روزانہ خبر روانہ کرنا والسلام

معاویہ بن ابی سفیان کا عسقلان پر چڑھائی کرنا

عمر بن خطابؓ کے فرمان کے پہنچتے ہی معاویہ نے عسقلان پر چڑھائی کر دی وہاں پہنچکر باشندوں کے ساتھ تین روز سے زیادہ معرکہ آرائی نہونے پائی تھی کہ مسلمانوں نے فتح پائی اور وہ موضع اُن کے قبضہ میں آگیا معاویہ نے خط لکھکر امیر المومنین کو فتح عسقلان کی خبر دی۔ آپ نہایت خوش ہوئے اور اُس حصول مراد پر شکر الٰہی بجا لائے اور کہا کہ اگر عسقلان فتح ہوتا تو مقامات مفتوحہ کی سرحدیں خالی چھوڑ کر باشندگان عسقلان کو مجبور کرنا پڑتا اور تمہاری بھی قبریں وہیں بنتیں اگر مجھے ملک شام میں قیام کرنے کا اتفاق ہوتا تو عسقلان کے سوا اور کسی جگہ نہ ٹھہرتا۔ ہر شے کا وسط ہوتا ہے اور شام کا وسط عسقلان ہے۔ اسکے بعد معاویہ نے سفیان بن حبیب ازدی کو بلاکر اور لشکر جرار کر کے حکم دیا کہ طرابلس پر حملہ کرے وہ حکم پاتے ہی روانہ ہوگیا۔ اور طرابلس سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک چراگاہ میں جسے مرغزار سلسلہ کہتے تھے قیام کیا۔ پھر وہاں سے طرابلس کیطرف حرکت کی اور وہاں پہنچکر حصار کے مقابل صف بندی کر کے جنگ شروع کر دی۔ ہر روز اسی طرح معرکہ آرائی کرتا اور شب کے وقت بخوف شبخون وہاں سے واپس آجاتا جب اہل طرابلس سے جنگ کرتے ہوئے زیادہ عرصہ گذر گیا تو اُسے اندیشہ ہوا کہ جزائر دریا جو اس سے نزدیک ہیں مبادا بحری کے عالم میں وہاں سے کوئی لشکر آکر گھیرے فوراً معاویہ کو خط لکھا اور اس اندیشہ سے اطلاع دی۔ معاویہ نے جواب میں لکھا کہ مصلحت یہ ہے کہ طرابلس سے دو فرسنگ پر ایک ایسا مضبوط قلعہ تعمیر کرے جس میں تمام فوج سما سکے اور شبخون سے محفوظ رہے۔ سفیان نے ایسا ہی کیا اور ایک بڑا مضبوط قلعہ بناکر اوس میں قیام کر دیا باشندگان طرابلس یہ دیکھکر کہ سفیان نے اُن کی سرزمین میں اپنا قلعہ بناکر سکونت اختیار کی ہے۔ بہت ہی ناراض ہوئے اور آخر کار جزائر کو جہاں سے اُنہیں طرح طرح کے میوے اور پھل اور غلے وغیرہ بکثرت حاصل ہوتے تھے چھوڑ دیا۔ اور ایک اور زیادہ مضبوط قلعے میں جمع ہو کر بادشاہ ہرقل کو لکھا کہ یہاں مسلمانوں نے ایک قلعہ تعمیر کر لیا ہے تم ہماری مدد کرو۔ ہرقل نے مضمون سے اطلاع پاکر حکم دیا کہ کچھ فوج کشتیوں میں سوار ہو کر اُن کی مدد کو جائے مدد پہنچے پر بھی اُنہوں نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ راتوں رات تمام مال و اسباب طرابلس کے قلعہ سے نکالکر ڈھیر کر دیا اور آگ دیدی اور کشتیوں میں سوار ہو کر قسطنطنیہ کیطرف بھاگ گئے۔ اور خدمت ہرقل میں حاضر ہوئے دوسرے دن سفیان نے حصار سے نکل کر طرابلس کا قصد کیا تو نزدیک پہنچکر کسی آدمی کو نہ پایا قلعہ خالی تھا مسلمان اُس میں داخل ہوئے۔ ایک یہودی کے سوا جو تہ خانہ میں چھپا ہوا تھا اور کوئی متنفس نہ ملا۔ اُسے باہر لاکر حال پوچھا تو سب کیفیت معلوم ہوئی سفیان نے معاویہ کو خط لکھکر اس حال سے ماخبر کیا معاویہ رومیوں کے اس حیلہ اور بھاگنے سے بہت متعجب ہوا پھر ادن کے یہودیوں کو بھیجدیا کہ طرابلس میں جاکر آباد ہوں اور مکانات بنالیں معاویہ نے ساحل بحر اور جزیروں کو یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کیا ایک ایک موضع پر قبضہ کرتا اور وہاں دین اسلام پھیلاتا جاتا تھا یہاں تک کہ عکا صور۔ صیدا بانیا وغیرہ سب کے سب فتح ہوگئے پھر امیر المومنین عمرؓ کو خط لکھا اور اُن فتوحات سے اطلاع دی اور درخواست کی کہ جزیرہ قبرس جسے بہت نزدیک ہے وہاں کے پرندوں کی آوازیں ہم تک پہنچتی ہیں اور وہ مقام نہایت ہی سرسبز اور زرخیز ہے طرح طرح کے میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں اور اسکا فتح کر لینا بھی آسان ہے اگر امیر المومنین حکم دے تو وہاں پہنچکر اُسے بھی فتح کرلوں امیر المومنین عمرؓ نے مضمون خط سے واقف ہو کر سفر دریا کو پسند نہ کیا اور کچھ غور کے بعد عمرو بن عاص سے جو سکندریہ میں تھا سفر دریا اور فتح جزیرہ قبرس کی نسبت مشورہ کیا لکھا کہ میرا ایک مددگار اجازت طلب کرتا ہے کہ پانی کو عبور کر کے جزیرہ قبرس پر قبضہ کرے مجھے گوارا نہیں کہ مسلمانوں کو

ذکر فتوحات اعراب در شام

بحری سفر اختیار کرنے کی اجازت دوں اور وہ ایسا خطرناک کام شروع کریں قسم دیتا ہوں کہ مجھے اس امر میں جو کچھ معلومات ہوں وہ تحریر کریں مطلع ہو جاؤں عمرو عاص نے جواب میں تحریر کیا کہ امیر المومنین کا خط پہنچا سفر بحر اور ارادہ فتح جزیرہ قبرس کی نسبت آپ کی ناپسندیدگی معلوم ہوئی فی الحقیقت اللہ تعالےٰ آپکو ہر ایک کام میں ہدایت دیتا اور تدبیر نیک سمجھاتا رہتا ہے سفر بحر بڑا ہی خوفناک کام ہے بحر میں آدمیوں کی مثال ایسی ہے جیسے لکڑیوں پر کیڑے اگر لکڑیاں سیدھی رہیں تو کیڑوں کو خطرہ رہتا ہے اور اگر انہیں حرکت ہوتی ہے تو وہ لکڑیوں پر سے گر گر کر ڈوب جاتے ہیں میں نے سمندر کا لہریں مارنا اور اُس کی خوفناک حالت جسقدر دیکھی ہے اگر آپ کے ملاحظہ سے گذرے تو یقیناً آپ مسلمانوں کو اُس کے سفر کی اجازت دیکر خطرہ میں نہ ڈالیں گے دریا کی خطرناک حالت جسقدر مجھے معلوم ہے تحریر کر دی گئی والسلام

عمر خطاب نے عمرو عاص کے مضمون خط سے اپنے خیالات کی تائید ملاحظہ کر کے اطمینان حاصل کیا اور معاویہ کو جواب میں لکھ بھیجا کہ اللہ تعالےٰ نے اُمتِ محمد مصطفےٰ کی نگرانی میرے ذمہ عاید کر رکھی ہے میں اُن کی درستیٔ حالات کے قیام کے واسطے اللہ سے مدد مانگتا رہتا ہوں میں ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ انہیں کشتیوں میں بٹھا کر بحری سفر کرنے اور جزیرہ قبرس کو قبضے میں لانے کی اجازت دوں۔ علاوہ ازیں میں نے عقلمند اور تجربہ کار لوگوں سے بھی جنہوں نے سفر دریا کیا اور اُسکے خطروں میں مبتلا ہوئے ہیں اس امر میں مشورہ کیا۔ اُنہوں نے بھی مناسب نہیں سمجھا اور سب نے میری رائے سے اتفاق کیا۔ تم اِس خیال کو چھوڑ دو اور پھر اسکا نام نہ لو فقط والسلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ معاویہ نے عمر کا خط پڑھتے ہی سمجھ لیا کہ عمرو بن عاص کا مشورہ ہے اُسے یہ چاہا کہ جزیرہ قبرس میرے ہاتھ سے فتح ہو۔ اگر امیر المومنین عمرو عاص کو دریا کے سفر کی اجازت دیدیتے تو وہ فوراً ہی اسطرف روانہ ہو جاتا اور سفر بحر اختیار کرتا امیر المومنین نے اس مقولہ سے مطلع ہو کر فرمایا بیشک معاویہ سچ کہتا ہے اگر میں عمرو عاص کو اجازت دے دیتا تو وہ بلا توقف روانہ ہو جاتا۔ غرض یہ جزیرہ زمانہ عثمان تک اپنے حال پر رہا پھر مسلمانوں نے اُسے بھی فتح کر لیا۔ جسکا ذکر انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ زیر قلم آئیگا۔ معاویہ نے ملکِ شام میں قیام کیا تمام علاقہ اور ساحل بحر کو قبضہ میں لا کر محاصل وصول کرنے لگا مسلمانوں نے بھی سکونت اختیار کی مسجدیں تعمیر ہوئیں اور ملکِ شام کا لقب سرائے اسلام ہو گیا۔ عمرو عاص نے ملکِ مصر فتح کر کے سکندریہ میں قیام کیا۔ اب امیر المومنین عمر نے عمرو عاص کو لکھا کہ ملکِ نوبہ پر چڑھائی کرو اور سکو اور نواح بربر اور برقہ اور مغربی طرابلس اور اُسکے قرب و جوار طبخہ و افرانجہ کو سرحد سوس تک فتح کرے۔ عمرو عاص نے سکندریہ کا خراج جو دس ہزار دینار قرار پایا ہوا تھا وصول کر کے فوج میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک شخص کو کچھ حوالہ کر کے میں ہزار کی جمعیت سے بسمت نوبہ حرکت کی سرزمین نوبہ میں داخل ہو کر فوج کو حکم دیا کہ نواحی علاقہ کو تاخت و تاراج کر ڈالیں اہلِ نوبہ اُنکی لوٹ مار دیکھکر ہر طرف سے امنڈ پڑے ایک لاکھ سے زیادہ لشکر جمع ہو گیا پھر ایسی سخت جنگ ہی کہ مسلمانوں نے پیشتر نہ دیکھی تھی۔ بیشمار کٹے ہوئے سر اور ہاتھ میدان میں نظر آتے تھے اور تیروں سے بہت سے لوگوں کی آنکھیں نکال ڈالی تھیں۔ ایک نامی مسلمان کا بیان ہے کہ میں نے ان سے زیادہ قدر انداز اور کسی قوم کو نہیں پایا۔ اہل نوبہ کبھی کبھی کسی مسلمان کو نشانہ بنا کر کہتے کہ اس کے کس عضو پر تیر لگائیں اور ان کے ساتھی کہتے فلاں عضو پر اور وہ فوراً تیر مار کر تا جو ذرا خطا نہ کرتا۔ امام محمد واقدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حمیر کے ایک بڈھے سے جو اُس جنگ میں شریک تھا سنا ہے کہ ہم ایک میدان میں صف بستہ تھے اور اہل نوبہ سے جنگ ہو رہی تھی اُن کے تیروں کی ایک ہی بوچھاڑ سے ڈیڑھ سو آنکھیں زمین پر نکل پڑیں اور باوجود ایسی نشانہ بازی کے ہم اُنسے جنگ کرتے رہے انجام کار اللہ تعالےٰ نے اُنہیں شکست دیکر ہمکو فتحیاب کیا۔ اُن کی بے شمار جمعیت ہمنے قتل کر ڈالی۔ جسقدر بچے پہاڑوں اور جنگلوں میں پریشان ہو گئے اور عمرو عاص اُنکو گرفتار نہ کر سکا۔ ایک دینار یا ایک درہم بھی اُس جنگ سے ہاتھ نہ آیا۔

عمرو عاص کا بسمت برقہ و طرابلس و طبخہ و فرانجہ و سوس روانہ ہونا

راویوں کا بیان ہے کہ اہل بربر کا قدیم وطن سرزمین فلسطین اور اُنکا بادشاہ جالوت بن جالم تھا جسے حضرت داؤد علیہ السلام نے قتل کیا تو اہل بربر فلسطین سے جانب مغرب چلے گئے اور وہاں آباد ہوئے۔ اُن کے سات قبیلے جو سب کے سب متفرق ہو گئے ان کے نام۔ ہرقمہ۔ کراشہ۔ ہوارہ۔ نفوسہ۔ لبہ اور مسکلہ تھے جالوت کے مارے

جانے کے بعد یہ لوگ ان مغربی شہروں میں جو زمانہ قدیم میں رومیوں کے شہر تھے جا آباد ہوئے۔ کچھ برقہ کو چلے گئے اور کچھ مغربی طرابلس میں جا بسے۔ بعضے طنجہ افرنجہ اور سوس ادنی وسوس اقصےٰ میں داخل ہوئے پھر رومیوں کے ان علاقوں پر غالب آکر انہیں نکالدیا اور اپنا وطن قرار دے لیا۔ افریقہ اور برقہ والے اکثر بربر کیطرف سے ڈرتے اور احتیاط رکھتے تھے اب عمرو عاص مع لشکر اسطرف کو منہہ اٹھایا۔ بربر کے ایک شہر کے قریب پہنچتے ہی باشندے نکلے اور سخت مقابلہ کیا۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ بربر والوں کے سات سو آدمی مارے گئے یہ حال دیکھکر انپر خوف چھا گیا اور امان طلب کی عمرو عاص نے انکی درخواست منظور کرکے اور تین سو لونڈی غلاموں اور گھوڑے اونٹ گائے بکری میں سے ہر ایک تین سو لیکر صلح کرلی پھر مراقبہ۔ ولبدہ۔ شترہ۔ زوایلہ کیطرف رخ کیا جس شہر پہنچا باشندے صلح کرلیتے۔ اور مال مصالحت اسی شرح سے ادا کردیتے عمرو عاص جب برقہ کے متصل پہنچا تو ابھی لشکر نے قیام بھی نہ کیا تھا۔ کہ وہاں کے باشندوں نے شہر سے نکل کر حملہ کیا۔ کچھ دیر جنگ کی مگر بہت سے آدمی قتل ہوجانے کے سبب فرار اختیار کرکے قلعہ بند ہو بیٹھے اور قاصد بھیجکر صلح کی درخواست پیش کی پانسو بردے تین سو غلاموں اور دو سو کنیزوں اور مویشیوں پر صلح ہوگئی۔ عمرو عاص نے وصول کرنے کے بعد امیر المومنین عمر خطاب کو خط لکھا اور ان معرکوں اور فتحمندیوں اور زر مصالحت کی تعداد وغیرہ سے تفصیل وار اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ میں اسی علاقہ میں جواب کا منتظر ہوں۔

امیر المومنین عمرؓ کا خط بنام ابو موسیٰ اشعری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبداللہ بن قیس کے نام ہے واضح ہو کہ ایرانیوں نے اہواز تستر۔ سوس۔ مناذر اور اس نواح میں لشکر کثیر جمع کرلیا ہے اور عنقریب مسلمانوں پر چڑھائی کرنے والے ہیں جسوقت یہ خط پہنچے اور پڑھے ہاتھ سے نہ رکھنا تا وقتیکہ لشکر فراہم نہ کرلے بصرہ کا جو شخص تیک ہونا چاہے اس کی دلجوئی کرنی چاہئے اور جسقدر ہوسکے فوج کی کثرت فراہمی میں سعی کرنی لازم ہے پھر دشمنوں کیطرف ہم پر جا۔ داخل سرحد ہوکر کسی کی بات پر دھیان نہ دینا۔ سب کو دین کیطرف طلب کر جو شخص ایمان لے آئے اسے امن دے اور اسکے زن و فرزند اور مال و دولت میں اپنا کوئی حق نہ سمجھنا مگر صرف اسیقدر لینا جس کی تجھے ضرورت لاحق ہو زیادہ طلب نکرنا۔ اس امر کو خوب یاد رکھنا اور اپنے آپ کو سمجھاتے رہنا فوجوں کو معرکہ آرائیوں پر اس کثرت سے نہ کھینچنا کہ وہ تھک جائیں۔ ہر ایک لڑائی سچائی اور صفائی عقیدہ کے ساتھ ہونی چاہئے۔ سب سے اچھا سلوک رکھنا۔ تواضع نہ چھوڑنا۔ آگاہ ہو کہ درگاہ رب العزت میں مسلمان مرد سے زیادہ اور کسی کی حرمت نہیں ہے۔ اسطرح زندگی بسر کرنی چاہئے کہ قیامت کے دن کوئی مظلمہ باقی نہ رہے۔ ظالموں سے مظلوموں کا بدلا لے طرفین کی اصلاح میں پوری کوشش کرنا۔ لوگوں کو قرآن شریف کی تلاوت کی ترغیب دلاتے رہنا اور خدا کے عذابوں سے ڈرانا۔ کسی شخص کو زمانہ جاہلیت کا ذکر یا اسکی کسی رسم کو زندہ نہ کرنے دینا کیونکہ اس سے باہم کینہ پیدا ہوگا اور گذشتہ عداوتیں یاد آجائیں گی۔ اے پسر قیس خدائے تعالےٰ نے دین والوں کی فتح و نصرت کا ذمہ لے لیا ہے ایسی طرح بسر کرنا کہ رضائے باری تعالےٰ حاصل ہو۔ اس بات سے بچنا کہ اللہ تعالےٰ تیری طرف سے رخ پھیرلے اور کسی اور کیطرف رجوع فرماکر اپنے بندوں میں سے کسی دوسرے کو تیری جگہ اختیار کرے۔ والسلام ابو موسیٰ اشعری نے اس خط کو پڑھکر دعا کی کہ الٰہی امیر المومنین عمر کو زندہ رکھ اور اسپر رحمت نازل فرما۔ عجب کلمے اور عجیب نصیحتیں لکھی ہیں گویا فرشتہ تلقین کررہا ہے اور بدرجہ اعلےٰ قابلیت عطا کی ہوئی ہے۔ پھر منادی کرکے لوگوں کو جمع کیا۔ جب سب جمع ہوکر اتفاق رائے کیا تو جمعیت کا شمار کیا دس ہزار پیدل اور سوار نکلے جو اسلحہ سے بخوبی آراستہ تھے ابو موسیٰ نے منبر پر بیٹھکر خطبہ پڑھا۔ لشکر کو جہاد کی رغبت دلائی نصیحتیں کیں اور فرمان امیر المومنین پڑھکر سنایا اور کہا اے لوگو جسوقت دشمن سے مقابلہ کرو لازم ہے کہ جہاد میں ثابت قدمی اور صبر اختیار کرو اپنی حفاظت اور پناہ صرف ڈھال تلوار نیزہ و تیر اور زرہ جوشن سے سمجھو۔ تلواریں اور نیزے ٹوٹ جائیں تو تیر کمان سنبھالو جب تیر بھی باقی نہ رہیں پتھروں سے لڑو۔ دنیا کو سب چیزوں سے زیادہ ذلیل اور حقیر سمجھتے رہو کیونکہ دنیا سرائے فانی ہے اور ایمان والوں کا قید خانہ ہے۔ عقبےٰ کو سب چیزوں سے بہتر

بیان فتح بلاد و شہرہائے ملک ایران اسلام در زمان خلافت امیر المومنین عمرؓ

سمجھو اور جو شئے وہاں کار آمد ہے اسکے مہیا کرنے میں سعی کرو۔ ہر ایک حال میں دلکو مضبوط اور مطمئن رکھو والسلام۔ اسکے بعد ابو موسیٰ نے منبر سے اتر کر اور عمران بن حصین خزاعی کو بلا کر بصرہ میں اپنا نائب کیا۔ اور خود شہر سے نکلکر موضع اللہ میں مقیم ہوا۔ فوج پر فوج آ آ کر لشکر گاہ میں جمع ہوتی گئی جب لشکر ظفر پیکر فراہم ہوگیا اللہ سے بسمت اہواز کوچ کیا۔ داخل سرحد ہو کر جنگ شروع کر دی۔ یکے بعد دیگرے سرگروہوں کو گرفتار کرتا تھا اور ایرانی لوگ آگے بھاگتے جاتے تھے غرضکہ قلعجات کو فتح کرتا لوٹتا کھسوٹتا تمام علاقہ اہواز زیر قبضہ ہو گیا بیشمار مال غنیمت اور لونڈی غلام ہاتھ آئے۔ اب صرف چار شہر فتح کرنے باقی رہگئے تھے۔ سوس، تستر، مناذر، رام ہرمز۔ پھر ابو موسیٰ نے مناذر کبریٰ پر چڑھائی کی۔ اسجگہ ایرانی لشکر بہت کثرت سے جمع تھا۔ شہر سے نکلکر مقابلہ کیا بہت سخت حملے ہوئے۔ لشکر اسلام میں سے ایک شخص مہاجر نام نے اس معرکہ میں بڑی سخت جنگ کی۔ اسکا بھائی ربیع بن زیاد ابو موسیٰ کے پاس آکر بولا میرے بھائی مہاجر بن زیاد نے آج اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور روزہ دار ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اسوقت بہت ہی پیاسا ہے۔ اگر مناسب ہو تو اجازت دیجئے کہ تھوڑا سا شربت پی لے۔ اور پھر جنگ میں مصروف ہو۔ ابو موسیٰ نے آواز دی کہ جو مسلمان روزہ دار ہیں اور جنگ کر رہے ہیں میں بحالت ان کا جنگ کرنا گوارا نہیں کر سکتا۔ مہاجر نے ابو موسیٰ کی آواز سنکر کچھ شربت طلب کیا اور پیکر کہا اے امیر کیا کہتے ہو پانی کا یہ گھونٹ مجھ میں اور بہشت میں حائل نہ ہوگا ابو موسیٰ نے کہا انشاء اللہ ہرگز حائل نہ ہوگا۔ مہاجر نے کہا میری آرزو ہے کہ شہادت کا درجہ پاؤں۔ پھر جنگ کی طرف متوجہ ہوا اور آخر کار لڑتا لڑتا شہید ہو گیا۔ اسپر اللہ کی رحمت ہو ایرانی لشکر میں سے جس نے اسے قتل کیا تھا سر کاٹ کر لے گیا مہاجر کے سر کے بال بہت لمبے تھے۔ اوس نے ان بالوں کے ذریعہ سے اسکا سر حصار کے کنگرہ پر لٹکا دیا۔ ابو موسیٰ اسکے سر کی یہ حالت دیکھکر غضبناک ہو گیا فوج کو سخت ترین حملہ کا حکم دیا اور بڑی خونریز جنگ وقوع میں آئی آخر کار مسلمانوں نے غلبہ کر کے قلعہ چھین لیا۔ پھر لوٹ اور قتل پر ہاتھ کھولکر تمام جنگجو مردوں اور بالغ لڑکوں کو قتل کر ڈالا اور انکے زن و فرزند قید کر لئے بے انتہا مال و دولت اور مویشی لوٹے۔

ابو موسیٰ اشعری کا سوس پر حملہ کرنا

ابو موسیٰ مناذر کی مہم سے فارغ ہو کر سوس کی طرف چلا۔ اور وہاں پہنچکر فوج کو حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کرلیں۔ اسوقت وہاں کا بادشاہ شاہ پور بن آذرماہان تھا۔ اوسنے ابو موسیٰ کی تدابیر محاصرہ کو شدید پاکر اپنے وزیر کو جسکا نام ماہ کردین آذر مہر تھا بلایا اور ابو موسیٰ کی خدمت میں بھیجکر اپنے اور اپنے خاندان کے دس ہمراہیوں کے واسطے پناہ مانگی۔ ابو موسیٰ نے قبول کر کے وزیر سے کہا جن دس شخصوں کے واسطے امان مانگتا ہے اون کے نام کاغذ پر لکھوالا۔ وزیر اس قرارداد پر کہ قلعہ سے باہر آنیوالے دس شخصوں کو پناہ دیجائے گی اور وہ قلعہ حوالہ کر دینگے واپس گیا۔ شاہ پور نے ان دس آدمیوں کے نام جنہیں وہ اپنے ہمراہ رکھنا اور قلعہ سے ساتھ لانا چاہتا تھا تحریر کر دیئے پھر قلعے سے نکلکر ابو موسیٰ کے پاس آیا۔ ابو موسیٰ نے وہ نوشتہ لیکر پڑھا اور شاہ پور سے پوچھا کہ تیری درخواست یہی تھی کہ میں دس آدمیوں کو پناہ دوں۔ شاہ پور نے کہا ہاں۔ ابو موسیٰ نے کہا اس کاغذ پر دس آدمیوں کے نام درج ہیں اور تیرا نام درج نہیں ان دس آدمیوں کو پناہ دی جاتی ہے اور تجھ کو نہیں دیجاتی۔ تیرا ہلاک کرنا مسلمانوں کے واسطے داخل مصلحت ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اسکا سر کاٹ ڈالیں۔ شاہ پور کے قتل کرانے کے بعد قلعہ میں داخل ہوئے جسقدر مال و دولت اور خزانے قلیل و کثیر ملے۔ قبضے میں لائے۔ شاہی محلات میں خزانوں اور ذخیروں کی تلاشی لیتے ہوئے ایک مقفل اور نہایت مضبوط مکان کو دیکھا۔ جس کے قفل پر مہر ثبت تھی۔ ابو موسیٰ نے سوس کے وزیر سے دریافت کیا اس مکان میں کیا چیز بند ہے وزیر نے کہا آپکے کام کی کوئی شے نہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا ضرور کوئی شے ہوگی دیکھنا چاہتے دروازہ کھولو۔

شہر سوس میں حضرت دانیال کی لاش کا برآمد ہونا

جب ابو موسیٰ نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے قفل توڑ کر دروازہ کھولا ابو موسیٰ اندر گیا۔ دیکھا ایک بہت ہی بڑا پتھر قبر کی مانند رکھا ہوا ہے۔ اور اوس میں ایک لاش رکھی ہوئی ہے جس پر زربفت کا کفن ہے اور سر برہنہ ہے۔ ابو موسیٰ اور ان شخصوں کو جو اسکے ہمراہ تھے لاش کی درازی پر سخت تعجب ہوا۔ ناک کو ناپا تو ایک ہاتھ سے بھی زیادہ تھی۔ ابو موسیٰ نے اہل سوس سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے انہوں نے کہا یہ شخص عراق میں رہتا تھا بارش نہ ہونے کے وقت تمام باشندے اسکے ذریعہ سے مینہ کی دعا کرتے اور اللہ تعالےٰ اس کی دعا کی برکت سے بارش کو نازل فرماتا اور قحط کی بلا دفع ہو جاتی۔ ہمارے ہاں بھی ایک سال بہت سخت قحط پڑا مینہ نہ برستا تھا اور ہماری دعائیں بھی قبول نہ ہوتی تھیں یہانتک نوبت پہنچی کہ ہمنے ایک قاصد بھیجکر عراق سے اس شخص کو طلب کیا تاکہ اسکے قدموں کی برکت سے مینہ برسے۔ اہل عراق نے ہماری درخواست نامنظور کی۔ آخر مجبور ہو کر ہمنے پچاس آدمی بطور ضامن ان کے حوالہ کئے کہ تم انہیں اپنے پاس رکھو اور اس شخص کو ہمارے ہاں بھیجدو کہ یہاں پہنچنے سے بہ برکت دعا بارش ہو کر قحط کی بلا رفع ہو جائے اور ہم پر سے یہ زحمت اور سختی ٹل جائے انہوں نے ہمارے پچاس آدمی اپنے پاس رکھکر اس نیک خصلت شخص کو ہمارے ہاں بھیجدیا ہمنے مینہ کی دعا مانگی خوب مینہ برسا۔ تمام قحط اور سختی رفع ہو گئی۔ ہر جگہ سبزہ اور غلہ پیدا ہو گیا۔ پھر ہمنے یہ چاہا کہ اس متبرک شخص کو اپنے ہاں سے جانے دیں اپنے پچاس آدمیوں کو عراق ہی میں چھوڑا اور اس شخص کو اپنے پاس رکھا اور اسکے برکات نفس سے رفاہ و آسائش حاصل کرتے رہے۔ یہانتک کہ اسکی اجل آپہنچی جو کچھ ہمنے بیان کیا اسیقدر اس شخص کا حال معلوم ہے ابو موسیٰ نے امیر المومنین عمرؓ کو خط لکھا اپنی تمام فتوحات کی کیفیت سے اطلاع دی سوس اور مناذر وغیرہ سے جسقدر مال غنیمت حاصل ہوا تھا درج کیا۔ اور اثنائے اظہارات میں دانیال حکیم کی لاش کی کیفیت بھی لکھدی۔ امیر المومنین نے ابو موسیٰ کا خط پڑھکر تمام اصحاب کو جمع کیا اور دانیال کا حال پوچھا کسیکو کچھ حال معلوم نہ تھا لیکن حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہاں زمانہ قدیم میں بعہد بخت نصر دانیال حکیم ایک پیغمبر نامرسل گذرا ہے۔ بخت نصر کے بعد اس عہد کے اور بادشاہوں کے ساتھ بھی رہا ہے۔ غرضکہ آپ نے اول سے آخر تک تمام حال بیان فرمایا۔ اور وفات کا حال بھی بشرح و بسط ظاہر کیا۔ پھر فرمایا کہ مصلحت یہ ہے کہ ابو موسیٰ کو لکھ بھیجو کہ اوس کی لاش وہاں سے اٹھا کر اور اسپر نماز پڑھکر کسی ایسی جگہ دفن کر دیجائے کہ اہل سوس اس قبر کا پتا نہ پاسکیں۔ عمر نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ابو موسیٰ کو لکھدیا کہ موجب ارشاد حضرت علی عمل کرے ابو موسیٰ نے خط پڑھکر حکم دیا کہ دریائے سوس کا رخ پھیر دیں۔ بعدہ دانیال کی لاش وہاں سے نکالکر اور موجودہ کفن پر دوسرا کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی اور اس دریا کے راستہ میں کسی جگہ بڑی مضبوط اور مستحکم سنگین قبر بنا کر دریا کو پھر اسکی جگہ پر جاری کر دیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت دانیال اسی دریا میں دفن ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

تستر پر موسیٰ اشعری کی چڑھائی

ابو موسیٰ سوس کی مہم سے فارغ ہو کر تستر کی طرف بڑھا۔ اور جب وہاں پہنچ گیا قیام کیا۔ اسوقت نوشیرواں عادل کا بیٹا ہرمزان تستر میں موجود تھا اہل عرب کو دیکھکر فوج جمع کی اور یزدجرد کو جو اسوقت لشکر کثیر کے ساتھ نہاوند میں تھا خط لکھا بادشاہ نے خط پڑھکر معلوم کیا کہ ہرمزان مدد چاہتا ہے اپنے ایک وزیر شاپور نامی کو بلا کر دس ہزار سوار دیئے اور بسمت ہرمزان روانہ کیا اس کے بعد دوسرے وزیر دارنوش کو دس ہزار سوار دیکر بھیجا۔ اور اسی طرح دو اور سرداروں کو بھی فوج دے دیکر یکے بعد دیگرے ہرمزان کی کمک پر بھیجے۔ ہرمزان نے خاص اپنے لشکر کا شمار کیا تو وہ بھی پچیس ہزار تھا۔ اب کل ایرانی فوجوں کی تعداد پچھتّر ہزار ہو گئی۔ ابو موسیٰ نے یہ حال دیکھکر امیر المومنین کو کثرت لشکر عجم قلت فوج عرب سے مطلع کیا۔ امیر المومنین نے اسیوقت جریر بن عبد اللہ بجلی کو

جو حلوان میں موجود تھا خط لکھا کہ اپنے لشکر سمیت ابو موسےٰ کی مدد کرو۔ اور دوسرا خط عمار یاسر کے نام کوفہ کو روانہ کیا کہ وہ بھی ابو موسےٰ کی مدد کے لئے جائے جریر نے اپنے چچازاد بھائی عروہ بن قیس بجلی کو بُلا کر بہت دلجوئی کی اور انتظامِ مُلک اور رعایا پروری کے متعلق بہت سی عمدہ اور فائدہ بخش نصائح بیان کر کے اسے اپنا نائب مقرر کیا اور ایک ہزار سوار دیکر حلوان میں چھوڑا۔ خود چار ہزار سوار لیکر ابو موسےٰ کی مدد کے واسطے روانہ ہو گیا۔ عمار یاسر نے عبداللہ مسعود کو کوفہ میں اپنا نائب قرار دیکر ادھر اُدھر سے فوج فراہم کی اور چھ ہزار کی جمعیت سے بجانب ابو موسےٰ کوچ کیا۔ اُن دونو کے پہنچنے سے ابو موسےٰ کو تقویت ہو گئی اور اسلامی فوج کی تعداد مع سوار اور پیدل بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس تقویت پا کر نعمان بن مقرن مزنی اور جریر کو رام ہرمز کیطرف بھیجا کہ وہاں کے باشندوں کو دینِ اسلام کی طرف راغب کریں۔ دونو اُسطرف روانہ ہوئے۔ جریر نے رام ہرمز کے حصار کے دروازے پر قیام کر کے محاصرہ کی تدبیر کی اور نعمان نے اسی علاقہ کے ایک اور قلعہ میں اتر کر جنگ شروع کی۔ اللہ تعالےٰ کی مدد سے اُن سے دونو قلعے فتح کئے اور بہت سامالِ غنیمت پایا۔ جریر کو بمقابلہ باشندگان رام ہرمز بہت سخت جنگ پیش آئی۔ انجام کار بڑی کوشش اور غلبہ سے اُس شہر پر قابو پایا اُن کے زن و فرزند قید کر لئے اور تمام مال و اسباب اور مویشی لوٹ لئے۔ ابو موسےٰ کو بھی یہ خبر پہنچی اُسنے بصرہ والوں سے کہا میں نے رام ہرمز کے باشندوں کو چھ مہینے کی مہلت دے رکھی تھی کہ اس عرصہ میں اپنا انجام کار سوچ سمجھ لیں۔ جریر اور اہل کوفہ نے جلدی کر کے اُن کے شہر کو نامناسب طور پر بزورِ شمشیر فتح کر لیا اور اُن کا مال و متاع اور زن و فرزند کو آپس میں بانٹ لیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین عمرؓ کو اس کیفیت سے مطلع کروں پھر ایک خط لکھکر بھیجدیا۔ عمرؓ نے مضمون خط سے آگاہ ہو کر ابو موسےٰ کی فوج کے نامی سرداروں حذیفہ الیمانی انس بن مالک۔ سعد بن زید بن عمر انصاری وغیرہ کے نام خط روانہ کئے کہ اس واقعہ پر غور کر کے اور اصل کیفیت دریافت کر کے لکھیں۔ اگر ابو موسےٰ نے حسبا کہ اُسکا بیان ہے باشندگان رام ہرمز کو کسی خاص مدت کے لئے امان دے رکھی ہو تو احتیاط رہیں اور ابو موسےٰ کو قسم دیکر دریافت کریں اگر وہ قسم کھائے تو جسقدر بردے رام ہرمز سے لائے ہیں واپس پہنچادیں۔ اور قیدیوں میں کوئی عورت حاملہ ہو تو اُسے اسوقت تک روکے رکھیں کہ وضع حمل ہو جائے اور اسلام قبول کرنے یا واپس جانے کا اُسے اختیار حاصل ہے۔ جو کوئی جس راستہ کو چاہے اختیار کرے۔ جب سردارانِ لشکر کے پاس امیر المومنین کا فرمان پہنچا اس امر میں احتیاط اختیار کر کے ابو موسیٰ کو قسم دلائی۔ اور قیدیوں کی نسبت بھی جو حکم صادر ہوا تھا بجا لائے لشکر کے ایک نامی سردار جریر بن عبداللہ نے عمرؓ کو قسم کھا کر لکھا کہ میں نے اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کیا محض ابو موسےٰ کے حکم سے رام ہرمز پر چڑھائی اور وہاں کے باشندوں سے معرکہ آرائی کی ہے امیر المومنین نے اُسے راست گو سمجھا اور ابو موسےٰ کو ملامت کر کے بیوقوف اور بے عقل ٹھہرایا۔ اب ہم تستر کی مہم کا حال بیان کرتے ہیں۔ جب ابو موسےٰ کے پاس فوجیں جمع ہو نے سے قوت ہم پہنچ گئی تو مسلمانوں نے باشندگانِ تستر سے مقابلہ کرنے کا قصد کیا۔ ابو موسےٰ نے فوج کو اسطرح مرتب کیا کہ میمنہ میں جریر بن عبداللہ بجلی کو میسرہ میں نعمان بن مقرن مزنی کو جناح میں براء بن عازب کو اور سواروں پر عمار یاسر کو امیر مقرر کیا اور پیدلوں کی فوج حذیفہ یمانی کے سپرد کی۔ اس ترتیب سے جانب تستر بڑھے۔ ہرمزان بن نوشیروان عادل بڑی شان و شوکت سے آراستہ ہو کر شہر سے نکلا ہر چہار سمت سے سپہ سالار اور افسرانِ فوج اور منتظمان مُلک افواجِ کثیر کے ساتھ آ آ کر اُس کے گرد جمع ہونے لگے ایک مسلمان جوان نے اس جمعیت کثیر کو دیکھکر کہا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اِنِّیْ اُحِبُّ لِقَائَكَ وَاُبْغِضُ اَعْدَائَكَ فَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ وَاقْبِضْنِیْ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ یعنے اے خدا تو جانتا ہے کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور تیرے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہوں مجکو اِن لوگوں پر فتحیاب کر اور مجھے اپنے پاس بُلالے۔ بالتحقیق تو تمام چیزوں پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یہ کہکر وہ اہلِ فتح پر حملہ کناں ہوا اور کئی شخصوں کو مار کر میدان میں آ کھڑا ہوا۔ کچھ دیر تک پیغمبر خدا اور دینِ اسلام کی تعریفیں بیان کیں پھر دوستوں پر سلام بھیجکر دوبارہ حملہ کیا۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ اسپر اللہ کی رحمت ہو۔ اب دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور کچھ دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ ایک ایرانی سردار مردان شاہ نامی نے ایک ہزار بہادر سواروں کو لے کر فوج کوفہ کے بائیں بازو پر جس میں کسیقدر باشندگان کندہ بھی شریک تھے اور اُن کا سردار ابو بکر

بن وائل تھا حملہ کیا۔ اِس سردار کو اس شان و شکوہ سے حملہ کرتے ہوئے دیکھکر کسیقدر اسلامی سپاہ نے پس پائی اختیار کی اور مردان شاہ زیادہ دلیر ہو کر سچمل گھسا پھر تو سوبکر وائل اور باشندگان کِندہ پلٹ پڑے اور تلوار پکڑ کر کشت وخون کا بازار گرم کیا انجام کار فوجِ مخالف بھاگ کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئی۔ ابوموسےٰ نے دوسرے دن فوج کو ترتیب دیکر میمنہ اور میسرہ کو شہر کیطرف بڑھایا۔ ہرمُزان بھی بڑی رعب وداب کے ساتھ شہر سے نکلا اُس کے راس وچپ یزدجرد کا ایک سپہ سالار بھرپایا نام وسہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ موجود تھا اسیطرح ایک اور سردار حاکم شہر رے مسمی شیر دہان بارہ ہزار سوار و پیادہ ہمراہ لئے اور ایک اور جنگ آزما یزدیام چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ موجود تھا اور پیش میں اہواز کا بادشاہ خورشید بن بہرام دس ہزار سوارانِ جرار کی جمعیت سے صف بستہ تھا یہ فوج سرتاپا اسلحہ خود وزرہ اور جوشن میں غرق تھی گھوڑوں پر پاکھریں اور سموں پر نعل آہنی لصب تھے۔ ہرمزان اُس لشکر کے قلب میں سر پر سونے کا خود اور جوشن فراخ پہنے سُنہری قبضہ کی تلوار داب میں لگائے۔ طلائی گُرز ہاتھ میں لئے زریں سپر ودش پر آراستہ کئے ہوئے موجود تھا۔ یہ ہتھیار یزدجرد بن شہر یار نے تحفہ بھیجے تھے۔ ابوموسےٰ نے ہرمُزان کو اس کروفر کے ساتھ دیکھکر بآواز بلند کہا اے اہلِ اسلام قرآن شریف کے پڑھنے اور ایمان کے لانے والو اس فوج سے مت ڈرو۔ یہ وہی لشکر اور وُہی تیاریاں ہیں جسے ہمیں بیشتر کئی مقامات پر مقابلہ پیش آچکا ہے۔ اب دلکو مضبوط کر کے جہاد اور جنگ اختیار کرو ہرگز وہم اور ہراس کو پاس نہ آنے دو۔ یہ کہکر لشکرِ اسلام کو ترغیبِ جنگ دلائی۔ دونوں فوجوں کے مقابل ہوتے ہی تیروں کی بوچھاڑ شروع کی۔ پھر تو دونو طرف سے حملہ ہو کیا بڑی سخت جنگ ہوئی طرفین نے جی توڑ کر مقابلہ کیا یہانتک کہ طلوعِ آفتاب سے لڑتے لڑتے نمازِ ظہر کا وقت آگیا۔ اب جریر بن عبداللہ دونو صفوں کے بیچمیں کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا اے مسلمانوں جہاد کا ثواب بہت بڑا ہے۔ اور یہ ایسا دن ہے کہ ہمارے بعد اکثر خلقت اس دنکا ذکر کیا کرے گی اللہ تعالےٰ نے ہمیں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے اور ثواب بیحد کرامت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اے مسلمانوں آج ایسا کام کرو کہ اللہ تعالےٰ تم کو اسکا ثواب عطا فرمائے۔ یہ کہکر جریر نے میمنہ سے اور نعمان نے میسرہ سے حملہ کیا اور دونو لشکر غث پٹ ہو گئے بڑی خونریز جنگ ہوئی جسمیں ہرمُزان کی جمعیت کثیر قتل ہو گئی۔ انجام کار ہرمُزاں نے پیٹھ دکھائی اور شکست فاش کھائی مسلمانوں نے تعاقب کر کے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور بہت سے قید کر لئے۔ بقیۃ السیف بھاگ کر حصار میں جا چھپے جسمیں اکثر سخت مجروح تھے۔ غرض کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور ابوموسےٰ مراجعت کر کے اپنے لشکرگاہ میں آیا قیدیوں کو طلب کر کے دینِ اسلام کی طرف ہدایت کی بعض نے قبول کیا اور بعض نے انکار کر دیا جن لوگوں نے دینِ اسلام سے انکار کیا تھا اُنکے سر اُسیوقت قلم کر دیئے گئے۔ دوسرے دن نمازِ شام کے وقت تستر کا ایک باشندہ نسیبہ بن داؤد نام ابوموسےٰ کے پاس آیا اور بولا اگر امیر مجھے اور میرے بیٹوں اور رشتہ داروں اور مال ومتاع کو امان دے اور کچھ تعرض نہ کرے تو میں اِس شہر میں داخل کر سکتا ہوں اور اس قلعہ کے لینے کی راہ بتا سکتا ہوں۔ ابوموسےٰ نے کہا میری طرف سے تجھے تیرے متعلقین اور مال ودولت کو اماں دیجاتی ہے بشرطیکہ تو ایسا عمل میں لائے اوس نے کہا اسیوقت ایک معتمد کو میرے ساتھ روانہ کریں اُسے راستہ دکھادونگا جہاں سے فوج اوپر چڑھ سکتی ہے۔ ابوموسےٰ نے عوف بن مخزاہ کو ساتھ کر کے کہا اِس کے ساتھ جا وہ تجھے ایسا راستہ دکھائیگا جہاں سے فوج داخل قلعہ ہو سکتی ہے۔ عوف آدھی رات کے وقت اوس ایرانی شخص کے ساتھ روانہ ہُوا اور دریائے تستر کو ایک گھاٹ کی جگہ سے جس سے ایرانی واقف تھا عبور کر ایک پہاڑی میدان میں لے گیا۔ یہاں پہاڑ و کے درمیان میں ایک باریک راستہ تھا نسیبہ نے کہا اِس راستہ کو اچھی طرح دیکھ لے اور یاد رکھ اس راستے کو طے کرنے کے بعد وہ قلعہ پر جا پہنچے۔ ہرمُزان نے اسجگہ پر جو پہرہ دار مقرر کر رکھے تھے حسب اتفاق اسوقت وہ سب غافل ہو کر سو گئے تھے۔ وُہ ایرانی اور عربی جوان اُن کے پاس سے گزر کر شہر میں ہوتے ہوئے نسیبہ کے گھر پہنچے نسیبہ نے اُسے رات بھر پوشیدہ رکھا دوسرے دن اُسکا لباس تبدیل کرا کر کہا میرے ساتھ آ۔ عوف اُسکے پیچھے روانہ ہُوا یہانتک کہ وہ ہرمزان کے محل تک پہنچے ہرمُزان اسوقت کھانے پر سے اُٹھا تھا اور خادم کھا رہے تھے۔ نسیبہ نے عوف سے کہا یہ ہرمُزان کا محل ہے اچھی طرح یاد رکھ۔ اوس کے بعد شہر کے دروازے پر لایا اور سب دروازے دکھا کر شہر کے گرد پھرایا۔ تمام سرداروں اور امیروں کے مکانات دکھا کر اپنے گھر واپس لایا۔ جب رات ہو گئی اُسجگہ سے جہاں سے شہر میں لایا تھا باہر نکال لایا اور جب دریا کو

عبور کرنے کی جگہ پہنچے اُس سے کہا اسی جگہ سے دریا کو عبور کرنا چاہئے۔ اب یہاں سے چلکر اپنے امیر کے پاس جا اور قلعہ کی کیفیت سے مطلع کرا اور کہہ کہ تھوڑے سے تجربہ کار بہادر تیرے ہمراہ کر دئے جائیں۔ وہ تیرے ساتھ اسی راستہ سے جو میں نے تجھے دکھایا ہے۔ قلعہ کی فصیل پر آجائیں اور کوشش کرکے ان پہرہ داروں کو جنہیں تو نے سوتا پایا تھا مار ڈالیں پھر قلعہ کے دروازے پر پہنچکر قفل توڑ کر دروازہ کھولدیں تاکہ امیر مع لشکر کے جو دروازہ پر پیشتر سے مستعد ہو قلعہ میں گھس آئے اور شہر پر قبضہ کرلے۔ اے شخص یاد رکھ کہ میں نے تجھے ان مقامات سے بخوبی آگاہ کر دیا ہے۔ جہاں سے شہر میں داخل ہو سکتے ہیں یا باہر جا سکتے ہیں اپنے امیر سے ہر ایک امر کہہ دینا اور سب باتیں جتلا دینا اور اُسے بھی یہ راستہ دکھا دینا۔ عوف نے اسے رخصت کر دیا اور خود دریا کو عبور کرکے راتوں رات ابو موسےٰ کے پاس آپہنچا اور جو کچھ دیکھا تھا سب اوّل سے آخر تک مفصل عرض کر دیا۔ ایک دن ابو موسےٰ لشکر میں گشت کرتا ہوا نصر بن حجاج کے پاس آیا یہ شخص بہت ہی بہادر اور عین عالم شباب میں تھا

بنی تمیم کے قبیلہ کے ایک شخص نصر بن حجاج کا قصہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے نصر بن حجاج کا قصہ درج کریں یہ شخص الساحسین اور خوبصورت تھا کہ اسکے پُرنور چہرہ کی شعاعیں آفتاب کو شرمندہ کرتی تھیں اور اس کے بالوں کی خوشبو مشکِ اذفر کو مات کرتی تھی۔ مدینہ کی عورتیں اسیر دل وجان سے فریفتہ اور عاشق ہو جاتی تھیں ایک دفعہ شب کے وقت عمر بن خطاب مدینہ کی گلی کوچوں میں گشت کر رہے تھے ناگاہ ایک عورت کی آواز آئی۔ آپ کھڑے ہو گئے اور اُسکی رباعی اشعار سُنے هَلْ مِنْ سَبِيلٍ إِلَى خَمْرٍ فَأَشْرَبَهَا + أَمْ هَلْ سَبِيلٌ إِلَى نَصْرِ بْنِ حَجَّاجٍ + إِلَى فَتًى مَاجِدِ الْأَعْرَاقِ مُقْتَبَلٍ + سَهْلِ الْمُحَيَّا كَرِيمٍ غَيْرِ مِلْجَاجٍ + تَمِنْتُهُ عِرَاقِيٌّ حِينَ تَنْسِبُهُ + أَخُو فَلَاحٍ عَنِ الْمَكْرُوبِ فَرَّاجٍ + سَامِي النَّوَاظِرِ مِنْ بُهْلُولِهِ قَدَمٌ يُضِيئُ صُورَتُهُ فِي الْحَالِكِ الدَّاجِي عمر نے ان شعروں کو سنکر جانا کہ زلفا نام ایک عورت نصر پر عاشق ہو گئی ہے۔ اور وہی یہ اشعار پڑھ رہی ہے۔ اسیوقت زلفا کو گھر میں سے نکالکر قید خانہ میں بھیجدیا۔ صبح کے وقت نصر بن حجاج کو بھی طلب کیا اور پوچھا کیا سبب ہے کہ مدینہ کی عورتیں تیرے لئے غول خوانی کرتی ہیں۔ نصر نے کہا اس میں میرا کچھ قصور نہیں آپ ممانعت کر دیں کہ میری نسبت کوئی تعریف نہ کہے۔ عمر نے کہا تیرے یہ بال اور چہرہ فتنہ گر ہے حکم دیا کہ اس کے سر کے بال مونڈ دیں۔ بال دور کرنے کے بعد جو دیکھا تو انوارِ عارض کو اور بھی زیادہ تابناک پایا۔ آپ نے کہا یہ بات کافی نہیں ہے مصلحت یہ ہے کہ وہ شہر بدر کر دیا جائے غرضکہ نصر کو جلاوطن کر دیا اور زلفا نے خوف کھا کر کہ مبادا عمر زیادہ سزا دیں قید خانہ ہی میں سے یہ شعر لکھکر عمر کے پاس بھیجے قُلْ لِلْأَمِيرِ الَّذِي تُخْشَى بَوَادِرُهُ + مَالِي وَلِلْخَمْرِ أَوْ نَصْرِ بْنِ حَجَّاجٍ + إِنِّي بُلِيتُ أَبَا حَفْصٍ بِغَيْرِهِمَا + شُرْبِ الْحَلِيبِ وَطَرْفٍ فَاتِرٍ سَاجٍ + لَا تَجْعَلِ الظَّنَّ حَقًّا أَوْ تَبَيَّنَهُ + إِنَّ السَّبِيلَ سَبِيلُ الْخَائِفِ الرَّاجِي + مَا مُنْيَةٌ قُلْتُهَا عَرَضًا بِضَائِرَةٍ + وَالنَّاسُ مِنْ هَالِكٍ قِدْمًا وَمِنْ نَاجٍ + إِنَّ الْهَوَى زُمَّ بِالتَّقْوَى فَحَبَّسَهُ + حَتَّى أَقَرَّ بِإِلْجَامٍ وَإِسْرَاجٍ عمر نے اسکے استغاثہ سے مطلع ہو کر رہائی دیدی۔ نصر بن حجاج مدینہ سے نکلکر بصرہ پہنچا اور وہاں رہنے لگا پھر اُسے یہ اشعار عمر کو لکھکر بھیجے لِعَبْدِ اللّٰهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ نَصْرِ بْنِ حَجَّاجٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَعَمْرِي لَئِنْ سَيَّرْتَنِي وَحَرَمْتَنِي لَمَا نِلْتُ مِنْ عِرْضِي عَلَيْكَ حَرَامٌ + لَئِنْ غَنَّتِ الذَّلْفَاءُ يَوْمًا بِمُنْيَةٍ + وَبَعْضُ أَمَانِي النِّسَاءِ غَرَامٌ + ظَنَنْتَ بِيَ الظَّنَّ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ + بَقَاءٌ فَمَا لِي فِي النَّدِيِّ كَلَامٌ + وَأَصْبَحْتُ مَنْفِيًّا عَلَى غَيْرِ رِيبَةٍ + وَقَدْ كَانَ لِي بِالْمَكَّتَيْنِ مَقَامٌ + سَيَمْنَعُنِي عَمَّا تَظُنُّ تَكَرُّمِي + وَآبَاءُ صِدْقٍ صَالِحُونَ كِرَامٌ + عمر نے ان اشعار کو پڑھکر ابو موسےٰ کو تحریر کیا کہ نصر بن حجاج کی مدارات کرتا رہے اور اُسے اختیار ہے چاہے بصرہ میں رہے چاہے مدینہ میں چلا آئے۔ نصر نے بصرہ ہی کی سکونت اختیار کرلی۔ جب ابو موسےٰ نے اہواز کی مہم پر جانا چاہا تو نصر بھی اُسکے ساتھ ہو لیا۔ تستر کے معرکہ کے دن نصر سرنگ گھوڑے پر سوار تھا ابو موسےٰ اسکے پاس آکر گھوڑے کیطرف بغور دیکھنے لگا۔ نصر نے پوچھا اے امیر! اس گھوڑے میں کیا بات دیکھ رہے ہو۔ امیر نے مذاق سے کہا تیرا گھوڑا کچھ نہیں ہے ہاں اسکا زین بہت عمدہ ہے اگر یہ

چاہتا ہے تو میں حسب دلخواہ لونگا۔ نصر نے مخفتہ ہو کر کہا تم گھوڑے کو کیا جانو اسکی نسبت اور چیزوں کو خوب پہچان سکتے ہو۔ ابو موسےٰ نے کہا تو نے سچ کہا ہے اے دوست جس گائے پر تو سوار ہے۔ اسکا سر اور ناک بھی خوب ہے اور دونو کان باریک اور پیشانی چوڑی۔ پیٹ بڑا ہے۔ اسے بیچیا۔ نصر نے کہا اے امیر آ ور آزما کر دیکھ لے اگر تو مجھ سے آگے نکلیگا تو میں اپنی گائے تجھے دیدونگا۔ قربانی کے کام میں لے آنا اور اگر میں آگے نکل گیا تو جس بیل پر تو سوار ہے اُسے میں لے لونگا۔ نصر کی اس کلام سے ابو موسےٰ شرمندہ ہو کر پیچھے کی طرف دیکھنے لگا۔ اُسوقت نصر کا چچا زاد بھائی بھی موجود تھا۔ بولا اے امیر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم میرے چچا زاد بھائی سے ناراض ہو گئے ہو۔ اور اُس کے گھوڑے کو بُرا بتاتے ہو۔ اور جس گھوڑے پر تم سوار ہو وہ بایں وجہ ہیں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے کہ اسکا سر بڑا کان چوڑے دُم میں بال کم اور باریک ہیں۔ اور دو پاؤں چھوٹے۔ ابو موسےٰ ہنس پڑا اور کہا اے بھائی میری باتیں مذاق کی راہ سے تھیں اور تیرے چچا زاد بھائی کی نسبت خیر اندیشی کے سوا میرا اور کوئی خیال نہیں ہے۔ اب جہاد اور معرکہ آرائی کا زمانہ ہے ایسی باتوں کا موقع نہیں۔ غصہ اور جواب سوال کو جانے دو۔ جہاد کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ الغرض دن نکلنے پر ابو موسےٰ نے لشکر میں سے کچھ لوگوں کو طلب کیا۔ تمام حال سُنا کر کہا اِس پانی کی بڑی خندق کے سبب جو شہر کے گرد موجود ہے۔ اِس شہر کا فتح کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ لیکن ایک تدبیر سے فتح ہو سکتا ہے اور وہ تدبیر یہ ہے ایک شخص نے بیان کر کے اِس شہر میں آنے جانے کے راستے دکھا دیئے ہیں۔ اب تم میں سے جو شخص اپنی جان راہِ خدا میں دینا چاہتا ہو عوف کے ہمراہ جائے شاید اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی سعی و کوشش سے اِس شہر کو فتح کرا دے۔ ستر آدمیوں نے خوشی سے اِس مہم کو قبول کیا۔ ہتھیار لگا کر عوف کے ساتھ ہوئے تستر کی پایاب خندق کو ایرانی کی بتائی ہوئی جگہ سے گزر کر اور تنگ راستہ سے ہو کر فصیل پر جا پہنچے۔ تمام پہرہ دار بیخبر پڑے سوتے تھے۔ سب کو اُسحکہ مار کر بہ آہستگی شہر کے دروازے پر آ پہنچے اُس میں تین بھاری قفل پڑے ہوئے تھے اور کنجیاں ہرمزان کی محل سرا میں محفوظ تھیں۔ جونہی مسلمانوں نے قفل توڑنے کی کوشش کی۔ وُنہی اسکی آواز سے اہل قلعہ خبردار ہو گئے۔ کچھ لوگ مسلمانوں پر آ پڑے۔ اُن میں سے بعض قفلوں کے توڑنے میں مصروف رہے اور بعض مقابلہ کرتے رہے۔ دو قفل ٹوٹ چکے تھے اور ایک جو بہت ہی زیادہ مضبوط تھا شکستہ نہوا تھا کہ ہرمزان بھی اپنے سرداروں اور سپاہیوں سمیت آ پہنچا اور شریک جنگ ہو گیا اُن ستر مسلمانوں میں سے زیادہ تر شہید ہو گئے۔ چند ہی باقی رہ گئے تھے۔ وہ کچھ دیر مقابلہ کرتے اور کچھ قفل توڑنے میں زور لگاتے رہے یہانتک کہ تین شخصوں کے سوا سب مارے گئے۔ انجام کار اِن تینوں شخصوں نے قفل توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ابو موسےٰ دروازے کے باہر فوج لئے مستعد کھڑا تھا۔ فوراً اندر گھس پڑا اور فوج بھی اُمنڈ پڑی۔ ہرمزان یہ حال دیکھکر دوسرے دروازہ سے مصاحبوں اور مشیروں سمیت نکل بھاگا اور دوسرے قلعہ میں جو شہرِ تستر کے قریب ہی واقع تھا۔ اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کو لیجا کر پناہ گیر ہوا وہ تینوں مسلمان جنہوں نے قفل توڑ کر دروازہ کھولا تھا فوج اسلام کے داخلہ کے وقت گھوڑوں کی روندوں میں آ کر ہلاک ہو گئے اُن پر اللہ کی رحمت ہو۔ اب اسلامی فوج قتل اور غارت گری میں مصروف ہوئی ہتھیار زر و دولت ہاتھ آیا۔ شہر کے لوگ بھی جہانتک ہو سکا شہر کے دوسرے دروازے سے نکل نکل کر بھاگ گئے۔ ابو موسےٰ نے مال غنیمت فراہم کر کے خمس علیحدہ کیا اور باقی کو لشکر میں تقسیم کر دیا۔ پھر تستر سے نکلکر اُس قلعہ کا محاصرہ کیا جس میں ہرمزان پناہ گیر تھا جب قلعہ والوں کا حال بہت تنگ ہوا ایک سفیر بھیجکر اس شرط پر امان طلب کی کہ میں قلعہ سے نکل آؤں تو مجھ سے اور میرے متعلقین اور خاندان اور مال و دولت سے کچھ تعرض نہ کریں اور مجھے معہ متعلقین خلیفہ کی خدمت میں پہنچا دیں۔ ابو موسےٰ نے صلح منظور کر کے معتبر قسموں کے ساتھ دستاویز لکھدی۔ ہرمزان وہ دستاویز لیکر معہ متعلقین و سامان گراں بہا قلعہ سے نکل آیا اور مسلمانوں نے داخل قلعہ ہو کر باقی اسباب سمیٹ لیا اسکے بعد ابو موسےٰ نے ہرمزان کو معہ متعلقین خدمت امیر المومنین میں روانہ کر دیا اور زرِ خمس بھی اسکے ساتھ بھیجدیا۔ جب متصل مدینہ کے پہنچے شہر کے لوگ باہر آ کر اس مالِ غنیمت کو حسرت سے دیکھتے تھے اور اُس حصول دولت پر شکرِ خدا بجا لاتے تھے۔ ابو موسےٰ کے آدمی جو ہرمزان کے ہمراہ تھے امیر المومنین کے دروازے پر آئے مگر خلیفہ کو موجود نہ پایا کچھ آدمی تلاش کے لئے ادھر اُدھر بھیجے معلوم ہوا کہ آپ مسجد کے دوسری طرف دھوپ میں سوتے ہیں۔

فتح تستر و ہرمزان کا اسلام

ہرمزان کو خلیفہ کی اس کیفیت سے بہت تعجب ہوا۔ پھر یہ لوگ وہاں گئے اور امیر المومنین خواب سے بیدار ہوکر اُٹھ بیٹھے۔ لوگوں نے سلام کیا۔ آپ نے جواب سلام دے کر ابو موسیٰ اور اُسکے لشکر کا حال پوچھا۔ اور فتوحات کا ذکر سُنکر درگاہ باری میں سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر ہرمزان اور اُسکے خاندان کیطرف جو قید میں تھے نگاہ کی اور کہا احمد خدائے عز وجل جسنے ایسے ایسے شخصوں پر ہمیں قابو عطا کیا اور عجم کے سرکش اور زور آور بادشاہوں پر غالب کیا۔ وہاں سے اُٹھکر مسجد میں آئے۔ تمام مہاجر اور انصار کو بُلا کر وہ خمس کا مال تقسیم کر دیا۔ پھر ہرمزان کو بُلا کر کہا اے ہرمزان تو نے قدرت الٰہی کا کیسا معاینہ کیا۔ اوسنے کہا میں ہی پہلا شخص نہیں ہوں جو مشکل امتحانوں سخت بلاؤں میں مبتلا ہوا ہوں بلکہ رنج اور سختی خاص مردوں ہی کا حصہ ہے اور کسی مرد کو زیبا نہیں کہ وہ کسی مصیبت اور تکلیف میں زبان شکایت ہلائے۔ عمر نے کہا اگر تو جان بچانا چاہتا ہے تو ایمان قبول کر ورنہ قتل کرا دوں گا۔ اوس نے کہا تم مجھے قتل کروگے تو تھوڑا سا پانی پینے کے واسطے دو۔ عمر نے کہا اسے پانی دو۔ لوگوں نے ایک لکڑی کے پیالے میں پانی دیا۔ اوس نے کہا میں اس پیالے سے نہ پیونگا کیونکہ میں ہمیشہ جواہر نگار آبخوروں سے پیتا رہا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام اُسوقت تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ شیشے کے آبخورے میں پانی دیدو کیونکہ شیشہ بھی ایک جوہر ہے۔ اسلئے اُسے شیشے کے آبخورے میں پانی دیا۔ اُسے آبخورہ ہاتھ میں لے لیا اور بغیر پیئے ہاتھ میں لئے رہا۔ عمر نے پوچھا کیوں نہیں پیتا۔ اوس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ مبادا تو اس پانی کے پینے سے پہلے مجھے مار ڈالے۔ عمر نے کہا میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ جب تک تو یہ پانی نہ پی لیگا میں تجھے ہلاک نہ کرونگا۔ ہرمزان نے اُسیوقت وہ جام زمین پر دے مارا کہ جام ٹوٹ گیا اور پانی ضائع ہو گیا۔ عمر نے مسلمانوں کیطرف دیکھکر کہا تم نے اس شخص کا فریب دیکھا اب میں کیا کروں سب خاموش تھے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا جب تم امان دے چکے ہو کہ جب تک یہ پانی نہ پی لے گا مارا نہ جائیگا اور اب وہ پانی ضائع ہو گیا ہے۔ تو اب تم اسے مار بھی نہیں سکتے اس پر جزیہ مقرر کر دو اور وہ مدینہ میں سکونت رکھے۔ ہرمزان نے کہا مجھ جیسے شخص سے جزیہ کیونکر لے سکتے ہیں۔ میں بادشاہ اور بادشاہ کی اولاد ہوں۔ لیکن محض میں اپنی پسند اور دلی رغبت سے بغیر کسی کراہت اور جبر کے مسلمان ہوتا ہوں پھر کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اُسکے تمام متعلقین اور فرزند بھی جو جو ہمراہ تھے مسلمان ہو گئے۔ امیر المومنین اور سب اصحاب رسول اُن کے مسلمان ہونے سے بہت ہی خوش ہوئے۔ امیر المومنین نے اُسے اپنے پاس جگہ دی اور بڑی عزت سے لطف آمیز باتیں کیں مدینہ میں ایک محل اوس کے رہنے کے واسطے دیا وہ وہاں رہ کر دینی فرائض اور شرائع سیکھنے میں مصروف ہوا۔ اور مسلمانوں سے بہت اچھی طرح ملتا جلتا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حسب اتفاق ابو موسیٰ کے لشکر کا ایک سپاہی ہرمزان کے قلعہ کی سیر کر رہا تھا ایک محل سے دوسرے میں جاتا اسی اثنا میں اس کی نظر پتھر کی ایک مورت پر پڑی جو دیوار میں نصب اور نیچے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر رہی تھی گویا اُس زمین کیطرف اشارہ کر رہی تھی کہ یہاں کوئی خزانہ دفن ہے وہ شخص بڑا سمجھدار تھا۔ فوراً تاڑ گیا کہ اس مورت کا یہ اشارہ خالی از علت نہیں ہے ضرور اسجگہ خزانہ دبا ہوا ہوگا۔ اور یہ مورت نشانی کے لئے نصب کی گئی۔ اسیوقت ابو موسیٰ کے پاس آیا اور اُس مورت کا ذکر کیا۔ ابو موسیٰ نے کچھ معتمد آدمی اوس کے ہمراہ کر دیئے جنہوں نے وہاں پہنچکر زمین کھودی اور ایک مقفل صندوق برآمد کر کے ابو موسیٰ کے پاس لائے۔ بحکم امیر اُسے کھولا تو بہت زر نقد اور طلائی سامان مثل گوشوارہ اور گلوبند اور گردہ ہار مرصع بجواہر اور ایک انگوٹھی جو نہایت ہی خوبصورت تھی بنام کسریٰ برآمد ہوئی ابو موسیٰ نے اُس طلائی سامان کو ملاحظہ کیا اُس میں یاقوت کا ایک نگینہ نہایت ہی خوبصورت تھا۔ ابو موسیٰ کو پسند آیا اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیا اور چٹھی لکھ کر معتبر آدمیوں کے ہاتھ امیر المومنین کی خدمت میں بھیجدیا اور اُس صندوق کے پانے کی کل کیفیت درج کر دی۔ عمر نے ابو موسیٰ کے مضمون خط سے آگاہ ہوکر ہرمزان کو بلایا اور اُس کے مال و اسباب کی کیفیت پوچھی اُس نے کہا میرا اور میرے متعلقین کا تمام مال و اسباب بغارت گری کیوقت ابو موسیٰ کے ہاتھ آگیا تھا جس میں سے خمس آپ کے پاس بھیجکر باقی لشکر میں تقسیم کر دیا تھا عمر نے پوچھا کچھ مال قلعہ میں بھی رہ گیا تھا یا نہیں۔ اُسنے کہا نہیں لیکن ایک صندوق زیر زمین پوشیدہ کیا ہوا ہے جس سے کوئی شخص واقف نہیں ہو سکتا۔ امیر المومنین نے مسکرا کر وہ صندوق منگایا اور سامنے رکھکر کہا اسی کو چھپا کر رکھا تھا۔ ہرمزان نے کہا ہاں یہ وہی صندوق ہے کس شخص نے اسے دریافت کیا۔

خلیفہ نے کہا ابو موسیٰ نے نکالکر میرے پاس بھیجا ہے۔ اس کو دیکھ لو کوئی شے گم تو نہیں ہوئی۔ ہرمزان نے صندوق کھولکر نقدی اور اسباب کو ایک ایک کرکے دیکھا اور کہا سب موجود ہے مگر یاقوت کا ایک نگینہ نہیں ہے جسکی قیمت اس صندوق کی کل مالیت تہائی کے برابر ہے۔ امیر المومنین نے کہا ابو موسیٰ نے لکھا ہے کہ اس صندوق میں سے میں نے یاقوت کا ایک نگینہ نکال لیا ہے۔ اور اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔ ہرمزان وہ نگینہ تو اُسے بخشتا ہے۔ اوس نے کہا میں نے بخشدیا کیونکہ ابو موسیٰ بڑا معتمد اور امین شخص ہے اُسنے جھوٹ نہیں بولا۔ اس واقعہ کے بعد کوفیوں اور بصرہ والوں میں خصومت پیدا ہوئی۔ بصرے والے دعوے کرتے تھے کہ ہمارے سبب سے فتح میسر ہوئی ہے اور کوفی کہتے تھے ہمنے فتح کیا ہے۔ یہ مخالفت اس درجہ کو پہنچ گئی قریب تھا کہ باہم تلواریں کھینچکر لڑ پڑیں ابو موسیٰ نے اسلئے تمام کیفیت خلیفہ کو لکھکر بھیجی کہ وہاں سے جو حکم صادر ہوگا اسپر عمل کرینگے اور دونو فریق بہ انتظار جواب امیر المومنین خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ امیر نے لکھا کہ تستر بصرہ والوں کے ہاتھ سے فتح ہوا ہے۔ کیونکہ کوفہ والے اُنکے مددگار ہوئے ہیں اور اس مہم کی سر کرنے میں اُنہوں نے اعانت کی ہے اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کی تقویت سے دشمنوں کو مغلوب کیا ہے دینداری کے لحاظ سے تمام مسلمان آپسمیں بھائی ہیں۔ تستر کو بصرہ والوں نے فتح کیا ہے اور مال غنیمت میں کوفہ والے اُن کے شریک حال ہیں سب کو لازم ہے کہ ایک دوسرے کا لحاظ رکھیں اور مخالفت سے احتراز کریں والسلام عمر بن خطاب کے خط کے وہاں پہنچنے پر اہل کوفہ اور اہل بصرہ باہم مل گئے اور مخالفت کو ترک کر دیا۔ پھر کوفہ والوں نے اپنے امیر عمار یاسر کے ساتھ کوفہ کیطرف اور اہل بصرہ نے جریر بن عبداللہ کے ساتھ بصرہ کیطرف مراجعت کی۔

اہل عرب سے جنگ کرنے کے لئے دوبارہ ایرانی لشکروں کا جمع ہونا

کوفہ کیطرف عمار یاسر اور اُس کی فوج کے واپس جانے کے بعد خبر لگی کہ ایرانی نہاوند میں جمع ہو رہے ہیں۔ اور ہر طرف قاصد بھیجکر امداد طلب کی گئی ہے۔ مقامات رَے۔ سمنان۔ دامسان اور اُن کے نواح سے بیس ہزار۔ ہمدان اور اصفہان سے دس ہزار سپاہی قم اور کاشان سے بیس ہزار سوار فارس اور کرمان سے چالیس ہزار اور آذر بائیجان سے پچاس ہزار کی جمعیت یعنے ایک لاکھ پچاس ہزار سوار اور پیدل جنمیں ہر ایک علاقہ کے نامور بہادر اور مشہور و معروف سردار شامل ہیں نہاوند میں آکر جمع ہوئے ہیں۔ اور ستر جنگی ہاتھی ساتھ ہیں۔ سب نے باہم عہد کیا ہے کہ عربی لشکر کا قتل و قمع کرنے کے بعد عرب پر چڑھائی کر کے اُس کے بادشاہ کو گرفتار کرینگے اور اُن کے شہر کو روئے زمین سے دور کر کے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دینگے۔ عمار یاسر اور اہل کوفہ نے امیر المومنین عمر کو لکھا ادائے مراسم خدمت کے بعد گذارش ہے کہ مقامات رَے سمنان۔ دامسان۔ ہمدان قم۔ کاشان۔ اصفہان فارس۔ کرمان اور آذربائیجان سے ایک لاکھ پچاس ہزار جنگجو بہادر سامان جنگ سے آراستہ ہو کر نہاوند میں جمع ہوئے ہیں۔ اور ایران کے چار بادشاہوں ذوالحاجب بن حداد۔ سفار بن حرز۔ جہانگیر بن برزو۔ سروشان بن اسفندیار۔ کو اپنا سپہ سالار قرار دیکر ہمسے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ہمکو نہ صرف ایران ہی سے بلکہ عرب سے بھی نکالدیں اور جہانتک ممکن ہو نور اسلام کے معدوم اور مالک عرب کے قتل و قمع میں کوشش کریں۔ ہمنے اس حال سے اطلاع پاتے ہی آپ کو خبر کردی ہے مبادا یہ لشکر ہمارے علاقوں کو نقصان پہنچائے۔ اب آپکی کیا رائے ہے اور کیا ارشاد صادر ہوتا ہے والسلام۔ امیر المومنین عمر عمار یاسر کے مضمون خط سے واقف ہو کر غیظ و غضب سے کانپنے لگے کہ سب لوگوں نے دیکھ پایا۔ وہاں سے اُٹھکر آپ مسجد رسول خدا میں تشریف لائے اور تمام مہاجر اور انصار بھی جمع ہو گئے۔ امیر المومنین نے عین حالت غضب میں کانپتے ہوئے منبر پر جاکر حمد و ثنا باری تعالیٰ اور درود بر محمد مصطفےٰ صلعم کے بعد فرمایا اے بھائیو اور اے دوستو واضح ہو کہ کفار عجم نے شیطان کے ورغلانے سے منحرف ہو کر نہاوند میں فوج جمع کی ہے اور آس پاس کے مسلمانوں کو قتل کر دیا ہے۔ عمار یاسر نے یہ خط بھیجا ہے کہ نہاوند میں ایک لاکھ پچاس ہزار سوار اور پیدل فراہم ہوئے ہیں۔ اور حلوان خانقین اور جلولا کی طرف فوجیں روانہ

کی ہیں اور اس بات پر کمر بستہ ہیں کہ مداین اور کوفہ کو فتح کریں۔ اگر یہ دونوں شہر اون کے قصہ میں چلے گئے تو بہت نقصان پہنچیگا۔ اور اسلام میں ایسا فتور واقع ہوگا جسکا انسداد ہو سکیگا۔ اور یہ وہ واقعہ ہے جسکا ذکر عرصہ دراز تک ہوتا رہیگا۔ اب اس ہم کی تدبیر سوچو اور اس فساد عظیم کے دفعیہ پر کمر اپنی کس کر راہ خدا میں سر دینے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ اور جو کچھ سمجھ میں آئے بیان کرو میں اُسے سنونگا کیونکہ تم بھی رفاہ خلایق میں میرے ساتھ شریک ہو۔ امیر المومنین کا یہ کلام سُنکر طلحہ۔ زبیر اور عبدالرحمن عوف نے بالاتفاق عرض کیا۔ الحمد للہ آپ بڑے تجربہ کار زمانہ کے نشیب و فراز سے واقف اور صاحب الرائے ہیں۔ آپ کی سوچی ہوئی تدابیر بالکل درست ہونگی۔ ہم سے فرمایئے اور جو کچھ مناسب ہو حکم کیجئے۔ ہم فرمان بردار ہیں۔ اُس کے بعد زبیر بن عوام نے کلام ہو کر کہا اے امیر المومنین اللہ تعالٰے نے اس دین کے سبب تم کو عزیز کیا مسلمانوں کی پشت و پناہ بنایا۔ جیسے تمہارے فضایل اور مناقب ہیں ہم میں سے کسی کے نہیں جناب باری تعالٰے تمہاری عمر میں برکت عطا فرمائے۔ تمہاری تدابیر بمقابلہ دیگر اشخاص زیادہ درست اور ارادے زیادہ پختہ ہیں۔ اور ہر ایک کام میں آپ کی معلومات اور جانچ زیادہ صحیح ہے۔ اس ہم کی نسبت جو کچھ آپ نے سوچا ہے بیان فرمائے اور اپنی رائے کے مطابق عمل درآمد کیجئے کیونکہ تمہاری رائے ہم سب کی رائے سے افضل ہے ہم سب گوش بر آواز ہیں جو کچھ حکم ہوگا انشاء اللہ بجا لائینگے۔ امیر المومنین نے طلحہ اور زبیر کی باتیں سُنکر کہا جو کچھ تم کہتے ہو تدبیر کا سوچنا اس سے زیادہ اچھا ہے۔ پھر عبدالرحمن عوف نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے امیر ہر شخص اپنی سمجھ اور عقل کے موافق بات کہتا ہے۔ آپ کی رائے ہم سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے اور آپ کی تدبیر سب سے برتر ہے۔ اسی سبب سے اللہ تعالٰے نے آپکو ہمارا سردار بنایا اور فضیلت بخشی ہے آپ کا جو ارادہ ہو اُسے پورا کیجئے اور اپنے خالق پر بھروسہ رکھئے کیونکہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہم سب مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ جیسا حکم صادر ہوگا بجا لائینگے اور اللہ تعالٰے تیرا مددگار ہے۔ او سنے پہلے بھی دشمنوں پر فتحیاب کیا ہے والسلام امیر المومنین نے فرمایا اس سے بھی زیادہ عمدہ رائے کی ضرورت ہے۔ پھر عثمان نے کہا اے امیر المومنین تم بھی جانتے ہو اور ہم بھی خوب واقف ہیں کہ ابوبکر صدیق کے بعد اللہ تعالٰے نے تم کو امت رسول پر فضیلت دی ہے۔ اصحاب رسول نے تمہارے قول و فعل کو پسند کیا ہے شریر اور فاجر لوگ تمہارے خوف اور دہشت کے سبب فسق و فجور سے باز آگئے ہیں۔ کافر اور مشرک تمہاری سختی سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں تمہاری رائے سب کی رائے سے اچھی ہے۔ اور میری رائے یہ ہے کہ تم خود اس ہم پر جاؤ لشکر جمع کرو اور بنفس نفیس عنان ہم ہاتھ میں لو جو فوجیں شام اور یمن اور دوسرے ممالک میں گئی ہوئی ہیں سب کو طلب کر لو۔ اور یہاں سے چلکر کوفہ اور بصرہ میں قیام کرو جب وہاں کی فوجیں بھی ساتھ ہو جائیں تو اُن افواج کثیرہ کی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ اللہ پر بھروسہ کرکے چلدو۔ اور ہمارے لشکر کفار کو شکست دیکر پریشان کردو۔ آئندہ جو تمہیں منظور ہو۔ والسلام۔

رائے زدن زبیر بن عوام

رائے زدن عبدالرحمن بن عوف

رائے زدن عثمان

رائے عثمان در دفع لشکر عجم

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا رائے دینا

انجام کار امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام کیطرف مخاطب ہو کر کہا یا ابوالحسن تم بھی اپنی رائے ظاہر کرو جس میں مسلمانوں کی بہتری شامل ہو۔ آپ نے فرمایا اے خلیفہ رسول تم خوب جانتے ہو کہ جب اللہ تعالٰے نے اپنے رسول کو عزیز فرما کر اس امت کی ہدایت کے واسطے بھیجا تو اُس وقت نہ کوئی دوست ہی تھا نہ کوئی پیسہ ہی پاس تھا حق سبحانہ تعالٰے نے مدد کی۔ ایکدل دوستوں سے قوت بخشی۔ دین کے جھنڈے کو بلند کیا مشکل کاموں کو حل کر دیا۔ بڑے بڑے سرکش اور مغرور سرداران روزگار کی گردنیں توڑ ڈالیں بہت سی فتوحات اور خوشیاں عطا کیں جس خدا نے ہمیں ایسے وقت میں کہ ہم بہت تھوڑے تھے فتوحات کرائی ہیں۔ وہی خدا اس وقت بھی کہ ہم بہت زیادہ ہیں ہمکو ظفرمند فرمائیگا۔ الحمد للہ کہ آج امیر المومنین اپنے اصحاب میں زیادتی عقل اور فضیلت رائے کے سبب مستثنیٰ ہے۔ اور جبکہ اللہ تعالٰے نے رعایا کی بہتری کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے تو جو کچھ اون کے لئے بہتر اور انسب ہوگا اُسی امر کی توفیق کرامت کریگا اور مشرکوں اور کافروں پر غلبہ بخشیگا خلیفہ کو اس ہم سے شادمان رہنا۔ اور اللہ تعالٰے کی طرف سے نصرت اور ظفر کی اُمید واثق رکھنا چاہئے۔ اس وقت جو ہم پیش آئی ہے اُسکا تدارک اسطرح

ضروری ہے۔ ہر شخص اپنی رائے ظاہر کر چکا ہے۔ اور کسی کی رائے تمکو پسند نہیں آئی۔ اسلئے میری یہ رائے ہے کہ شام اور یمن کے لشکروں کو واپس بلا لینے سے ہرقل کو موقع ملجائیگا کہ ایسا لشکر لیکر شام پر چڑھ آئے اور وہاں کے رہنے والے تمام مسلمانوں کو قتل کرکے ان کے زن و فرزند کو اسیر کر لیجائے اور جو مسجدیں تعمیر ہو چکی ہیں انہیں گرادے پھر ایسا فساد پھیل جائیگا جسکا دفعیہ آسان نہو گا۔ ایسا ہی یمن کا حال ہے اگر وہاں کا لشکر چلا آئیگا تو وہاں کے مسلمانوں اور مساجد کی بھی یہی کیفیت ہو گی جس کی تلافی ناممکن ہے۔ اور یہ رائے کہ امیر المومنین خود چڑھائی کریں مصلحت سے بہت بعید ہے کیونکہ مدینہ سے بصرہ اور کوفہ کیطرف امیر المومنین کے چلے جانے سے اطراف و جوانب کے سرکش گروہ مدینہ اور مکہ پر چڑھ آئینگے اور یہ دونوں شہر جو اسلام کے مرکز ہیں ہاتھ سے جاتے رہینگے اور امیر المومنین کے لئے موجب تشویش اور مسلمانوں کے کے واسطے خطرناک امر ہوگا کیونکہ اسوقت یہاں پر کوئی لشکر موجود نہیں جو تمہارے بعد مکہ اور مدینہ کی حفاظت کر سکے تمہارے جانے کے بعد مکہ اور مدینہ والوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں کہ حادثہ کے وقت پناہ لے سکیں۔ مسلمانوں کی پشت پناہ صرف انکا خلیفہ ہی ہے۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ امیر المومنین مدینہ ہی میں قیام رکھیں لشکر میں موجود ہونیکی نسبت یہاں رہنے سے دشمنوں کو زیادہ خوف رہیگا کیونکہ امیر المومنین خود مہم پر جائینگے تو ایرانی یہ جانکر کہ عرب کا بادشاہ ہم سے ڈر گیا اسلئے خود مہم پر آیا ہے اور جسقدر فوج اسکے ساتھ ہے سب اسیقدر ہو گی اپنے مقام پر رہے اور مقابلہ کے لئے کسی بہادر تجربہ کار سردار کو شائستہ فوج سمیت روانہ کرنے سے زیادہ رعب داب پیدا ہوگا اور آبرو بھی رہے گی۔ آئندہ جو تمہاری رائے ہو۔ عمر نے کہا یا ابو الحسن آپ ہی ان سب مسلمانوں میں سے جسے پسند فرمائیں مقرر کردیں کہ وہ اس مہم کو انجام پہنچائے۔ آپ نے فرمایا نعمان بن مقرن مزنی اس مہم کے لائق ہے۔ عمر نے جونہی حضرت علی کی زبان مبارک سے نعمان مزنی کا نام سنا اچھل پڑے اور حضرت علی کی بڑی تعریفیں کیں اور تمام اصحاب اس رائے کو بہت ہی پسند کرکے حضرت علی کے مدح سرا ہوئے۔ الغرض یہ بڑی مہم نعمان کے حوالہ کی گئی امیر المومنین نے منبر سے اتر کر سائب بن اقرع کو بلایا اور کہا میں تجھے عراق کی طرف ایک مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں اگر تجھے منظور ہو وہاں جانیکی تیاری کرلے۔ سائب نے کہا میں تیار ہوں جو کچھ حکم دو بجا لاؤں۔ عمر نے کہا میں بامداد الہی عراق کی طرف لشکر روانہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس لشکر کو جو نہاوند میں فراہم ہو رہا ہے شکست دے لشکر اسلام فتحمند ہو تو مال غنیمت کو تو تقسیم کرنا۔ اور ہر شخص کا حق بہت احتیاط سے ادا کرنا کہ بلا استحقاق کسیکو کچھ نہ دیا جائے۔ اگر اس مہم میں فتح نصیب ہوئی تو دولت اور نیکنامی پائیگا اگر مارا گیا تو جنت میں جگہ ملے گی اور اگر خدا نخواستہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی اور تو زندہ رہا تو میرے پاس نہ آنا اور کسی طرف کو نکلجانا۔ سائب نے کہا میں فرمانبردار ہوں جسمیں آپ کی رضامندی ہو مجھے قبول ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالے مسلمانوں کو فتح نصیب کریگا۔ اور حق کو باطل پر غالب کریگا۔ امیر المومنین نے نعمان بن مقرن مزنی کے نام جو اسوقت عراق میں تھا اور سعد وقاص نے اسے ایک گاؤں میں جسے لشکر کہتے تھے حاکم مقرر کردیا تھا۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ اسلام کے بعد واضح ہو کہ اہل کوفہ نے خط بھیجکر اطلاع دی ہے کہ نہاوند میں ایرانی فوجیں بکثرت جمع ہو کر اس خیال میں ہیں کہ نور اسلام کو معدوم کریں اور میں اللہ تعالے کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھکر امید کرتا ہوں کہ مسلمان ظفریاب ہونگے میں نے نہاوند میں جمع ہونے والے گمراہوں کے دفعیہ کے لئے ایک فوج مقرر کی ہے اور تجھے اس کی امارت پر مامور کیا ہے لازم ہے کہ مضمون خط سے آگاہ ہوتے ہی اپنی جمعیت لیکر سفر اختیار کر اور اس موضع میں جسے کوشک سفید کہتے ہیں اور مدائن میں واقع ہے قیام کر اور اسے لشکرگاہ قرار دے۔ جب بصرہ اور کوفہ کے لشکر جو تیرے زیر فرمان رہنے کے لئے نامزد ہو چکے ہیں پہنچ جائیں تو سب کو فراہم کرکے اور اللہ تعالے کے فضل اور مدد پر نظر رکھکر نہاوند پر چڑھائی کر دینا اور اس مہم کو انجام دینا۔ یقین صادق اور امید واثق ہے کہ حق سبحانہ تعالے تیرا معین و مددگار ہوگا اور دشمن مغلوب و خوار۔ سائب بن اقرع کو بھی ایک خدمت سپرد کرکے جسکا ذکر تجھ سے مل کر کرے گا تیرے پاس روانہ کرتا ہوں۔ وہ تیری مصاحبت اور موافقت میں رہیگا اللہ تعالے کے فضل پر پورا بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اسنے روم اور فارس پر ہمکو فتحیاب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کا فرمان ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ یعنے اللہ تعالے کا کوئی وعدہ خلاف نہیں ہے۔ جب دشمن سے مقابلہ ہو ثابت قدمی اختیار کرنا اور صبر کو اپنا شعار بنائے رکھنا کیونکہ اللہ جل شانہ صابروں کی شان میں فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَہُمۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ۔ یعنے سوائے اسکے نہیں کہ صابروں کو انکے صبر کا بدلہ خاطر خواہ بیحساب دیگا اسی قسم سے ابو موسے اشعری کو لکھا

کہ بصرہ کی فوج میں سے تہائی فوج علیحدہ کرکے اہل کوفہ کی امداد کے لئے روانہ کرے کہ باہم شریک ہوکر جانب عراق جائیں اور ایک خط عمار یاسر کے نام لکھا کہ وہ کوفہ کی فوج کا تہائی حصہ سامان حرب سے درست کرکے اہل بصرہ کی مدد کے واسطے روانہ کرکہ وہ اُن کے ساتھ متفق ہوکر عراق کی طرف کوچ کریں اور کوشک سفید میں جو مدائن کے علاقہ میں واقع ہے پہنچکر نعمان بن مقرن سے جاملیں اور انکے زیر فرمان ہوکر کافروں سے لڑیں۔ امیر المومنین کے حکم کے پہنچتے ہی عمار حسب الحکم علیحدہ مع متعلقین روانہ ہوگیا اور مدائن کے متصل کوشک سفید میں پہنچکر چھاؤنی ڈالدی جب کوفہ اور بصرہ کی فوجیں آملیں تو نعمان نے تمام فوج کا جائزہ لیا تیس ہزار سے کچھ زیادہ فوج شمار میں آئی نعمان نے طلیحہ بن خویلد اسدی کو چار ہزار سوار بصرہ اور کوفہ کی فوج میں سے دیکر پیش خیمہ قرار دیا۔ وہ مدائن میں پہنچکر اسوقت تک ٹھہرا رہا کہ نعمان باقی لشکر کے ساتھ مدائن میں داخل ہوا پھر طلیحہ وہاں سے کوچ کرکے دسکرہ میں آیا اور وہاں سے جلولا میں پڑاؤ ڈالا۔ غرض اسی ترتیب سے ایک منزل آگے پیچھے سفر کرتے رہے جسوقت طلیحہ حلوان میں پہنچا تو کسریٰ کا ایک سردار شادن آزاد نام دس ہزار کی جمعیت سے وہاں موجود تھا۔ لشکر اسلام کی آمد سنتے ہی مع لشکر ماسبذان کی طرف بھاگ گیا۔ طلیحہ نے حلوان میں قیام کیا اور اسوقت تک ٹھہرا رہا کہ نعمان بھی عقب سے آپہنچا۔ چند روز یہاں آرام کیا کہ لشکر کی تکان راہ دور ہوجائے اور گھوڑے تازہ دم ہوجائیں۔ اسکے بعد نعمان نے شجاعان عرب میں سے ایک شخص قیس بن ہبیرہ مرادی کو جو ابو عبیدہ بن جراح کی فوج کے ساتھ شام میں رہ چکا تھا بلا کر کہا طلیحہ بن خویلد قصر الابیض سے یہانتک مقدمہ لشکر رہکر واپس شجاعت و مردانگی بجالائیگا اگر تو اسکے لشکر کا پیش خیمہ بنکر جاتا حتی الامکان خدمت میں کوئی کمی نہ کرتا۔ قیس نے کہا میں بسر و چشم بجالاؤنگا۔ نعمان نے چار ہزار چیدہ سوار حوالہ کرکے سب سے آگے روانہ کردیا۔ قیس حلوان سے نکلکر ماسبذان کی طرف چلا اُس جگہ شادن آزاد جو طلیحہ کے سامنے سے بھاگ کر ایک اور عجمی سردار مہرویہ سے آملا تھا بیس ہزار کی متفقہ جمعیت سے مقیم تھا جب اسلامی لشکر قریب پہنچا تو دونوں سردار خوف زدہ ہو وہاں سے بھی بھاگ نکلے اور ایک موضع مہاذران میں آکر دم لیا قیس ماسبذان میں داخل ہوکر قیام کیا۔ یہ موضع نہایت ہی عمدہ سرسبز و شاداب تھا اور صحت بخش آب و ہوا رکھتا تھا کسریٰ موسم بہار میں جواصول اور مشیروں کے ہمراہ کچھ دنوں یہاں قیام کرکے عیش و عشرت کا لطف اٹھایا کرتا تھا۔ قیس اسوقت تک یہاں ٹھہرا رہا کہ نعمان مع فوج عقب سے آملا نہاوند کے لشکر کا مقدمہ اسی نواح میں تھا جب اسلامی فوجوں کے آنے کی خبر ہوئی اسپر سخت رعب چھاگیا اور بوجہ خوف پس پا ہوکر نہاوند کو چلا گیا اور وہاں کے سرداران افواج کو اسلامی فوج کے آنے سے مطلع کیا۔ سرداروں نے انجمن فراہم کرکے باہم عہد و پیمان کئے اور قسمیں کھالیں۔ لشکر اسلام کے مقابلہ میں ذرا سستی یا کمی نہ کرینگے اور ہرگز اُن کے سامنے سے قدم نہ ہٹائینگے اور جب تک ہم انکو اپنے ملک سے نہ نکالدیں گے اپنے وطن کا رخ نہ کرینگے۔ نعمان نے بھی اس حال کی خبر پاکر فوج کا دل بڑھایا اور اللہ تعالےٰ کے وعدہائے فتح جو آنحضرت رسول سے کئے تھے انہیں یاد دلائے اور غازیوں سے خوب تیار ہوکر آگے بڑھے اور موضع میں قیام کرکے طلیحہ بن خویلد اور بکر بن شماخ لیثی کو جو بڑے بہادر اور بہت سی لڑائیاں لڑے ہوئے تھے بلایا اور کہا تم دونوں لشکر سے علیحدہ ہوکر نہاوند کی فوجوں کی کیفیت دریافت کرو۔ پھر صحیح صحیح حال سے مجھے اطلاع دو۔ دونوں روانہ ہوگئے اور کچھ فاصلہ تک جاکر دائیں بائیں اطراف کا جسقدر حال ممکن ہوسکا معلوم کیا۔ اب رات ہوگئی بکر نے واپس آکر نعمان کو اطلاع دی اور طلیحہ سے آگے جانے کی اجازت لیکر تنہا آگے روانہ ہوگیا اور نہاوند کے قریب پہنچکر حالات سنے جب ایرانی فوج کا حال معلوم ہوگیا تو پلٹ کر اپنے لشکر میں آملا۔ لوگوں نے اُسے دیکھکر تکبیر کی آوازیں بلند کیں طلیحہ نے سبب تکبیر دریافت کیا لوگوں نے کہا تیرا واپس آنا کیونکہ جب بکر آگیا اور تو نہ آیا تو سب کو یہی گمان ہوا تو نہاوند کو چلا گیا ہے اور مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرکے لشکر کفار سے جا ملا ہے طلیحہ غصہ میں بھر آیا اور بولا سبحان اللہ مجھ جیسا شخص ایسی ناپسندیدہ حرکت کسطرح کرسکتا ہے خدائے واحد کی قسم اگر میں عرب کے نسب سے علاوہ کوئی صفت رکھتا تب بھی عجم کو بمقابلہ عرب اختیار نہ کرتا اور کیوں ایسا ہوتا جبکہ اللہ تعالےٰ نے مجھے راہ راست دکھائی اور دین اسلام کرامت فرمایا ہے۔ اسکے بعد نعمان سے نہاوند اور ایرانی لشکر کا سب حال بیان کیا۔ اب یہاں سے تمام فوجیں متفق ہوکر بسمت نہاوند بڑھیں اور عجمی سرداروں کو بھی خبر لگی کہ اسلامی فوجیں مستعدی کے ساتھ بڑھی چلی آرہی ہیں۔ حکم دیا کہ نہاوند میں جابجا گڑھے کھود دیئے جائیں۔ جس سے مسلمانوں کی فوج شہر کے متصل نہ ٹھہر سکے۔ نعمان نے بڑے کروفر سے شہر کے نواح میں داخل ہوکر ایک موضع میں

قیام کیا اور لشکرگاہ بنایا۔ خیمے نصب کئے اور تمام اطراف لشکر کو کانٹوں لکڑوں اور مٹی سے مستحکم کرلیا ایرانی سرداروں نے بھی لوہاروں سے آہنی گوکھرو بنوا کر راستوں میں ڈلوا دیئے۔ نعمان نے عرب کے نامی بہادروں میں سے ایک شخص کو بلا کر کہا میں نے سنا ہے کہ نہاوند کا قلعہ فصیل اور برج نہایت ہی مضبوط و مستحکم ہیں تو کار آزمودہ آدمی ہے میں چاہتا ہوں کہ تو سوار ہوکر جائے اور قلعہ کے گرد پھر کر اس کے اندر جانے آنے کے راستوں کو دریافت کرے اسے کہا ابھی دن ہے رات کے وقت جاؤنگا اور خوب اچھی طرح دیکھ بھال کرونگا جب رات آئی ہتھیار لگا سوار ہو سمت نہاوند چل نکلا۔ اور قلعہ کی ایک سمت سے گشت کرکے چاروں سمتیں دیکھیں اور اچھی طرح سمجھ کر اپنے لشکر کی طرف پلٹا۔ جب گزرگاہ سے گزرنا چاہا تو گھوڑا رک گیا۔ اور جب تازیانہ کھا کر بھی نہ ہلا تو بڑا حیران ہوا۔ گھوڑے سے اترا اور اسکے اگلے پچھلے پاؤں کو ہاتھ سے چھو کر دیکھنے لگا تو ایک آہنی خار کیکر کے کانٹے کی نوک سے بھی زیادہ تیز تین نوکوں والا پایا۔ اسے نکالکر اپنے پاس رکھ لیا۔ اور سوار ہوکر اپنی فوج میں آیا۔ نعمان کو قلعہ کی حالت اور دیگر امور سے مطلع کیا۔ اور وہ تکونا آہنی خار بھی دکھایا کہ دشمنوں نے یہ کچھ بندوبست کر رکھا ہے۔ ہماری راستوں میں ایسے آہنی خار پھیلا دیئے ہیں اور جا بجا کنوئیں کھود رکھے ہیں۔ لشکر کو ان خطرناک امور سے باخبر کر دینا چاہیئے کہ ہوشیار رہیں اور خطرناک راستوں پر نہ جائیں۔ نعمان نے لشکر کے سرداروں کو بلا کر ایرانی فوجوں کی تیاریوں اور ان تدبیروں سے جو عمل میں لائی گئی تھیں تفصیلوار اطلاع کردی اور علی الصباح لشکر کو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرکے میمنہ پر اشعث بن قیس کندی کو میسرہ پر مغیرہ بن شعبہ ثقفی کو جناح پر طلیحہ بن خویلد کو مقرر کیا اور قیس بن ہبیرہ مرادی کو کمین گاہ پر چھوڑا قلب میں عمرو بن معدیکرب کو جگہ دی اس ترتیب سے نہاوند پر بڑھے۔ شہر کے متصل پہنچتے ہی ایرانیوں کی بےشمار فوج نکل پڑی اور ڈھول تاشے۔ نقارے۔ نفیریاں بجاتے غل شور کرتے شمشیر کے ہاتھ نکالتے ہوئے مسلمانوں کے قریب آئے مسلمان بھی مستعد تھے۔ جنگ ہونے لگی۔ کفار نے تیر برسا کر کچھ مسلمانوں کو زخمی کیا اور پیہم حملے کرنے شروع کئے مسلمان ان کے حملوں کے وقت اپنی جگہ پر جمے رہے۔ پھر تو اسطرف سے بھی حملے شروع ہوگئے اور طرفین جی توڑ کر مقابلہ کر رہے تھے آخر کار مسلمان بمدد آسمانی غالب آئے عجمی لشکر نے شکست کھائی عجمی معرکہ سے منہ پھیر کر بھاگ نکلے مسلمانوں نے سخت تعاقب کیا قتل و قمع کرتے تھے اور قابو پاکر قید بھی کرتے جاتے تھے۔ اسی اثنا میں عجمی لشکر کا ایک امیر مرجان نام جو کسریٰ کا وزیر بھی تھا کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا مسلمانوں میں سے گنتی کے آدمی شہید اور زخمی ہوئے اس عجمی لشکر کے بھاگ جانے کے بعد ایک اور فوج نے ان کی کمک پر نکلکر حملہ کیا۔ بڑی خونریز جنگ ہوئی طرفین کٹ کٹ کر لڑ رہے تھے۔ اور بہادروں کی للکاریں آسمان تک پہنچ رہی تھیں۔ اسی کیفیت سے شام تک معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ جب رات آگئی۔ فوجوں نے ہاتھ روک کر اپنے اپنے لشکرگاہ کی طرف مراجعت کی۔ تھکے ہوئے کراہ رہے تھے اور زندے اپنے مقتولوں کو رو رہے تھے اور زخمی معالجہ میں مصروف تھے۔ متقی اور صالحین بگریہ و زاری خدا کی طرف متوجہ تھے اور فتح و ظفر کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ سورج کے نکلتے ہی طرفین کے بہادروں کے نعروں کی آوازیں آنے لگیں عجمی لشکر میں نقارے اور ڈھول بج رہے تھے نعمان نے میمنہ۔ میسرہ۔ قلب۔ جناح اور ساق لشکر کو مقررہ ترتیب سے درست کرکے میدان جنگ میں صف بندی کردی اور خود ہتھیار لگا کر سر پر خود رکھا اور شمشیر حمایل کرکے سوار ہوا۔ اور امیر المومنین عمرؓ کا بھیجا ہوا جھنڈا ہاتھ میں لیکر گھوڑا کداتا ہوا صفوں سے آگے نکلکر کھڑا ہوا اور لشکر کو بغور ملاحظہ فرما کر کہا اے مسلمانوں میری بات سنو اور میری نصیحت کو یاد رکھو ایرانی لشکر غصہ میں بھرا ہوا ہے اور جنگ پر تلا ہوا۔ ہر طرف سے تمہارا راستے روک دیئے ہیں۔ اگر تم انہیں شکست دیکر بھگا دوگے تو انکے گھر اور وطن کچھ دور نہیں ہیں بھاگ کر اپنے اہل و عیال میں جا ملینگے اور بہ آرام ہو بیٹھینگے اور اگر خدانخواستہ تم کو شکست دی تو تم کہاں جاؤگے نہ تم بصرہ میں جاسکتے ہو نہ کوفہ اور مدینہ یا مکہ میں کیونکہ فاصلہ بہت دور دراز کا ہے۔ ممکن نہیں کہ بھاگے ہوئے اپنے وطن تک پہنچ جائیں۔ یہ بھی واضح ہو کہ تم آج اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک دیوار بنے ہوئے ہو۔ اگر خدانخواستہ یہ دیوار ٹوٹ گئی تو اسلام میں بہت بڑا فتور پڑ جائیگا۔ الحمد للہ کہ تم خدا کی وحدانیت کے قائل ہو اور اس کی فرمانبرداری کی توفیق تمہیں حاصل ہے۔ اور تم ایسی جماعت سے جنگ کر رہے ہو جو خدا سے علیحدہ رہکر سورج چاند اور آگ کو اپنا معبود قرار دیکر پوجتے اور انکو سجدہ کرتے ہیں اور اپنی محرمات عورتوں سے نکاح کرنا روا سمجھتے

ہیں۔ گناہان کبیرہ اور فحش باتوں پر مُصر ہیں۔ اور راہ حق سے منہ پھیر کر باطل کے لیے جنگ کر رہے ہیں۔ اس میں تمہارے لئے بہت ہی بڑا ثواب اور قیمتی انعام ہے۔ اپنے دلوں کو مضبوط رکھو اور اس گروہ کے ساتھ جنگ کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ سے امداد اور فتح کے خواستگار رہو۔ آگاہ ہو کہ میں شہادت کی آرزو رکھتا ہوں اور مدت سے خدا سے طلب کر رہا تھا۔ وہ آج کا دن ہے۔ ان کافروں پر حملہ کرونگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے۔ اگر میں شہید ہو جاؤں میرے بعد حذیفہ الیمان امیر ہوگا اور اگر حذیفہ بھی شہید ہوگیا تو جریر بن عبداللہ بجلی تمہارا امیر ہوگا۔ اور اگر وہ بھی درجہ شہادت پا گیا تو اشعث بن قیس کندی امیر ہوگا اور وہ بھی زندہ نہ رہا تو مغیرہ بن شعبہ امیر ہوگا۔ پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے خدا مومنوں کے بیٹے کو ان کافروں پر فتحیاب کیجو اور مجھے اپنے فضل و کرم سے درجہ شہادت عطا کر انک علیٰ کل شیئٍ قدیر۔ تحقیق تو سب شے پر قادر ہے۔ پھر کہا اے دوستو آج جمعہ کا دن ہے جب آفتاب نصف النہار سے تجاوز کریگا اور ہوا فتح و نصر چلے گی مسلمان مدینہ اور مکہ کی مسجدوں میں ہمارے واسطے اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں گے۔ میں اسوقت حملہ کر کے بمقابلہ کفار جہاد کروں گا۔ ممکن ہے کہ ہمارا حملہ ان کی دعاؤں کی برکت سے مقبول ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں فتح نصیب کرے۔ نعمان یہ باتیں کر رہا تھا کہ ایرانی لشکر گروہ در گروہ آنے شروع ہوئے فوج کے سردار قوی ہیکل گھوڑوں پر جو نہایت عمدہ زین و لگام سے آراستہ تھے سوار ہو کر جھنڈے اٹھائے ہر طرف سے امنڈے چلے آرہے تھے بہت سے کوہ پیکر ہاتھی اور قسم قسم کا سامان حرب و ضرب ساتھ تھا۔ مسلمان اس شان و شکوہ اور فوج کی اس کثرت اور ہیبت کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے۔ ایک مسلمان نے کہا میں آج کے دن کو اُس دن جیسا تصور کرتا ہوں جس میں دریائے فرات کے کنارے ابو عبیدہ ثقفی اور اُسکے ہمراہی شہید ہوئے ہیں عمرو بن معدیکربؓ نے قلب لشکر سے آواز دی اے مسلمانو امیر کے جھنڈے پر نظر رکھو اور اپنا قتل گوارا کرو۔ آج کا دن بڑا سخت دن ہے۔ جب نماز ظہر کا وقت ہوا نعمان نے اول مرتبہ جھنڈے کو حرکت دی مسلمانوں نے مسانید کر کے فوراً گھوڑوں کو علیحدہ کر دیا بعجلت نماز ادا کی۔ نعمان نے اپنے جھنڈے کو پھر دوسری دفعہ حرکت دی سب گھوڑوں پر سوار ہو کر حملہ کے لئے مستعد اور تیار ہو گئے۔ ہر شخص ایک دوسرے سے معافی طلب کر کے مصافحہ کرتا اور زار زار روتا تھا۔ اب نعمان نے تیسری دفعہ جھنڈے کو حرکت دیکر بلند کیا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ایک سفید پرند ہوا میں بازو پھیلائے اُڑ رہا ہے۔ ساتھ ہی تکبیر کہی اور کفاروں پر حملہ کر دیا۔ تمام لشکر نے اسکی متابعت میں آوازہ تکبیر بلند کی اور یکبارگی فوج مخالف پر جا پڑے اسوقت ان کی تکبیر کی صداؤں سے دشمن پر ایسی ہیبت چھائی اور خوف طاری ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ کمانداروں کے ہاتھوں سے تیر اور کمانیں چھوٹ پڑیں اور قدم ڈگمگا گئے۔ نعمان کے حملہ کرتے ہی سب مسلمان ٹوٹ پڑے تھے۔ خوب گھمسان کا رن پڑا اور بیشمار خلقت ماری گئی اسی جوش و خروش کی حالت میں نعمان نے ایک عجمی بہادر کو نیزہ مار کر گرا دیا اور ایک دوسرے ایرانی نے نعمان کی پشت پر حربہ لگا کر شہید کر دیا۔ اُس پر اللہ کی رحمت ہو۔ ایک عرب سوار اسی گرما گرمی میں نعمان کو کشتہ دیکھ کر گھوڑے پر سے کود پڑا اور نعمان کا عمامہ اسکے منہ پر ڈھک دیا کہ اسے پہچان کر مسلمانوں کے قدم جہاد سے نہ ڈگمگا جائیں۔ نعمان کے بھائی معقل بن مقرن نے آگے بڑھکر جھنڈا سنبھال لیا اور رجز خوانی کرتے ہوئے حملہ کیا اور کشت و خون کرتے کرتے خود بھی شہید ہو گیا۔ اسکے بعد نعمان کے دوسرے بھائی سوید بن مقرن نے جھنڈا لیا اور رجز خواں ہو کر حملہ کیا۔ کئی عجمی بہادروں کو مار کر زمین پر گرا دیا جب زخمی ہو گیا تو اُلٹا پھرا اور حذیفہ الیمانی نے علم لیا۔ حملہ پر حملہ کر کے حق جہاد ادا کرتا تھا۔ نماز عصر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی اور طرفین خوب ہی کٹ کٹ کر لڑے۔ جب رات ہو گئی تو دونو فوجیں اپنے اپنے لشکرگاہ میں چلی آئیں۔ اب دوسرا دن ہوا اور سورج نکلا تو دونو لشکروں نے پھر معرکہ آرائی کی تیاری کر کے میدان جنگ میں قدم جمایا۔ ایک ایرانی سوار جو بڑے قد آور گھوڑے پر خوب جما بیٹھا تھا دونو صفوں کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا۔ شاہان عجم کی تعریفیں بیان کر کے کہا میں گودرز کا بیٹا لوران ہوں۔ تمہارے لشکر میں کوئی شخص ہے جو مقابلہ پر نکلے مسلمان اُس کی لاف و گزاف سنتے تھے اور اُس کے مقابلہ کی ہمت نہ پاتے تھے۔ لوران نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور ایک طرف سے گھسکر دوسری طرف نکل گیا اور وہاں سے پلٹ کر پھر صفوں میں در آیا اور ایک مسلمان کو گھوڑے کی پیٹھ پر سے اٹھا کر اپنی فوج میں لے گیا۔ اور قتل کر دیا۔ اس کے بعد پھر پلٹ کر آیا اور دونو صفوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر مقابل کو طلب کیا۔ مگر جب کوئی نہ نکلا تو اسنے پھر فوج اسلام پر حملہ کیا اور ایک کو اُٹھا کر دوسری طرف کو جاتا ہوا اپنے لشکر میں لیگیا جب

تیسری دفعہ حملہ کرکے ایسا ہی کرنا چاہا عمر معدیکرب نے اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اور تلوار کا ایسا ہاتھ اسکے سر پر چھوڑا کہ خود کو کاٹ کر سر کو شگافتہ کرتی ہوئی سینہ میں در آئی۔ لوران گھوڑے سے گر پڑا اور جان مالک دوزخ کے حوالہ کردی۔ عمرؓ نے گھوڑے پر سے کود کر اسکے تمام اسلحہ اُتار لئے کہتے ہیں کہ لوران جو پیٹی باندھے ہوئے تھا اور عمرؓ کے ہاتھ آئی اُسکی قیمت سات ہزار دینار جانچی گئی۔ عمر معدی کرب کے ہاتھ سے لوران کے ہلاک ہوتے ہی فارسی لشکر نے حملہ کیا اور مسلمانوں کی صفوں کے قریب پہنچکر تیر برسانے شروع کئے بہت سے مسلمان زخمی ہوگئے اور اس سبب سے کہ وہ قریب پہنچکر برابر تیر برسا رہے اور کوئی تیر خطا نہ کرتا تھا۔ مسلمان بُری طرح سے خستہ اور زخمی ہو رہے تھے یہ حال دیکھکر عمر معدی کرب نے آواز دی کہ اے مسلمانوں قرآن شریف کے پڑھنے والو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ فارس کے باشندے جنگ کے وقت تم سے زیادہ صابر اور رعب نکلیں اور تم ایسے بیدل اور خستہ جگر ہو جاؤ۔ اپنی عورتوں اور بچوں کا خیال چھوڑ دو اور اُن کی طرف سے کچھ اندیشہ نہ کرو۔ جنگ کیطرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ جو شخص تم میں سے مارا جائیگا شہید ہوگا اور دُنیا میں بدنامی کے ساتھ تہمت پائیگا۔ یہ کہکر گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور اسکے ہمراہی بھی پیدل ہوگئے عجمی دلیروں نے بڑی شکوہ سے عمر پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں بتیس جنگی ہاتھی بھی کفار کے ساتھ تھے اور ہر ایک ہاتھی پر کئی کئی شخص سوار۔ عمرؓ نے اُنکے حملے کیوقت قدم جمائے رکھا اور قابل تعریف طریقہ سے جنگ کرتا رہا۔ ایک گھنٹہ بھی نہ گذرا تھا کہ میدان جنگ کی زمین ایرانیوں کے خون سے رنگین ہوگئی اور سب کے سب ہاتھی اپنے سواروں سمیت مارے گئے انمیں سے ایک متنفس بھی زندہ نہ بچا۔ یہ حال دیکھکر ایک اور عجمی گروہ جسمیں تقریباً دس ہزار سوار تھے مسلمانوں کیطرف بڑھا۔ اُن کا سپہ سالار شہر کاشان کا باشندہ کسریٰ کا ایک سردار آذر گرد نام آگے آگے چلا آتا تھا۔ تاج مرصع بجواہر سر پر تھا اور خدام بالائے سر جھنڈا کھڑے ہوئے دائیں بائیں جانب دس جنگی ہاتھی مسلح اور آراستہ آرہے تھے اور ہر ایک ہاتھی پر کئی کئی مامور ہاد نیزہ باز سوار تھے۔ آذر گرد کا ہاتھی سب ہاتھیوں کے آگے تھا۔ مسلمان اس نظارہ کو دیکھکر حیران تھے کہ کیا تدبیر کیجائے قیس بن ہبیرہ مرادی یہ حال دیکھکر شیر گرسنہ کیطرح جھپٹا اور شمشیر کھینچکر ہاتھی کی سونڈ پر ایسا وار کیا کہ وہ کٹ کر زمین پر جا پڑی۔ ہاتھی اُلٹا پھرا ہر چند اُس کے ہمراہیوں نے اُسے روکنا چاہا مگر نہ رُکا اور ایک ندی میں جا پڑا آذر گرد کا اُس سے علیحدہ ہونا ہی تھا کہ مسلمان بھی جا پہنچے۔ تیر اور تلواروں سے اُس کے پرزے پرزے کردیئے اوسکے بعد ایک اور ایرانی سردار مہر بندان بن راوان نام ایک ہزار نیزہ دار سواروں کو لیکر مقابلہ پر آیا۔ وہ بھی ایک بڑے ہاتھی پر سوار طلائی تاج سر پر رکھے برہنہ شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اور کئی جنگی ہاتھی گرد و پیش موجود تھے۔ عروہ بن زید طائی نے اپنی فوج سے کہا اے بھائیو ہماری قوم کے سوا عرب کا کوئی قبیلہ باقی نہیں جسنے ایرانیوں کی جنگ میں اجر عظیم حاصل نہیں کیا میں چاہتا ہوں کہ اس سرکش سردار کو جو اس آن بان سے بڑھا چلا آرہا ہے پیس ڈالوں تمکو میری امداد کرنی چاہیے اُس کے چچا کی اولاد میں سے تین سو سواروں نے اسکا ساتھ دیا اور مہر بندان کے لشکر کیطرف چلے۔ عروہ نے پیش رو ہوکر نعرہ تکبیر بلند کیا اور مہر بندان کے ہاتھی پر حملہ کرکے تلوار سے سونڈ کاٹ ڈالی۔ ہاتھی کے گرتے ہی مہر بندان بھی نیچے آرہا اُسپر بھی عروہ نے شمشیر کا ایسا ہاتھ رسید کیا کہ سرتن سے جدا ہوکر میدان میں گیند کیطرح دور جا پڑا۔ پھر تو مسلمان کافروں پر ٹوٹ پڑے۔ مردانہ وار کشت و خون شروع کیا یہانتک کہ اُن ایک ہزار سواروں میں پچاس سے بھی کم بھاگ کر جان بچا سکے مسلمانوں کو مہر بندان کی لوٹ سے زر کثیر اور مال وافر دستیاب ہوا بہت سے گوشوارے۔ دستانے پٹکے اور طوق اور سامان جنگ کے متعلق بھی بہت سی اشیا مثل خود و زرہ و جوشن و نیزہ و تیر وغیرہ ہاتھ آئے۔ عروہ شام تک جنگ کرتا رہا۔ جب رات ہوئی تو دونو فوجیں اپنی اپنی جگہ واپس چلی آئیں اور اپنی درستی میں مصروف ہوئیں

تیسرے دن کی لڑائی۔

جب صبح نمودار ہوئی۔ نہاوند کی جمعیت عظیم شہر سے نکلی۔ ڈھول نقارے بجنے شروع ہوئے اور مسلمانوں کی صفوں کے مقابل آجمے۔ آج حذیفہ یمانی نے اسلامی لشکر کی میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح کی سپاہ کو مقررہ ترتیب سے قائم کیا تھا اتنے میں ایک عجمی سردار نوش جان بن بادان نام جو نہایت خوش ایرانی سپاہ سے نکلکر آگے بڑھا وہ خود ایک جنگی ہاتھی پر سوار تھا اور بہت سے ایرانی بہادر گرد و پیش موجود تھے۔ عمر بن معدی کرب نے اُس کے مقابلہ کی تیاری کرکے شمشیر نیام سے لی اور نوش جان

کے ہاتھی کو پیچھے ہٹا جب قریب پہنچا تو نوشجان نے بھی تیر و کمان سنبھالی اور عمر پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی پیہم ایک سو تیر عمر پر ڈالے گئے جیسے عمر بچ گیا عمر کے بھائی اس کی مدد کے واسطے دوڑ پڑے کہ اسے بچا لائیں نوشجان نے بھی اپنے ہمراہیوں کو تنبیہ کی وہ بھی یکبارگی باگیں اٹھا کر مسلمانوں پر آ پڑے دست بدست جنگ ہونے لگی اسی اثناء میں عمر سنبھل گیا اور لشکر سے علیحدہ ہو کر نوشجان کے ہاتھی کی سونڈ پر وار کیا سونڈ کا کٹ کر گرنا تھا کہ ہاتھی بھاگا۔ اور کچھ دور جا کر گر پڑا مسلمان دیکھ کر دائیں بائیں جانب سے دوڑ پڑے اور نوشجان کے قریب پہنچتے ہی بضرب شمشیر کام تمام کر دیا دونوں لشکروں سے شور و غوغا بلند ہوا اور گرد و غبار نے تمام رزمگاہ اٹ گیا نوشجان کے قتل ہوتے ہی ایک اور نامور بہادر ہرمز بن داراں نام پانچ ہزار چیدہ عجمی سوار لیکر مقابل ہوا حذیفہ نے اپنی فوج کی طرف مخاطب کر کے کہا اے مسلمانوں ان عجمیوں میں ذرا بھی انصاف نہیں ہے کہ ایک مرد کے مقابل ایک ہی شخص کو بھیجیں ان کے مقابلے کے لئے ایک آدمی جاتا ہے تو مد مقابل کے یارو اور رشتہ داروں میں سے ہزار آدمی اس کی مدد پر نکل آتے ہیں اور سب یکہ و تنہا شخص پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اب لشکر کثیر نکلکر مقابلہ پر آیا سب کے سب اسلحہ اور سامان حرب سے آراستہ ہیں بہت سے جنگی ہاتھی ساتھ ہیں۔ تم اللہ تعالے کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھو اور اس کی طرف سے حفاظت اور امداد پہنچنے کے امیدوار رہو۔ اور محض دین اسلام کی تقویت اور شریعت خیر الانام کی رونق قائم رکھنے کے ارادہ سے جانوں پر کھیل جاؤ۔ میں اہل باطل قوم پر حق کیطرح حملہ کرونگا تم کو میرا ساتھ دینا چاہیئے۔ سب نے اقرار کیا اور حملہ کے لئے مستعد ہو گئے۔ اتنے میں قیس غیلان کے قبیلے کے دو بھائی بکر اور مالک اپنی صفوں سے نکلے کہ ہم اس مردار پر جسکا نام ہرمز ہے حملہ کرینگے اور جزائے نیک کے سوا اور کوئی خواہش نہیں پھر متفق ہو کر مقابلہ پر نکلے کچھ دیر تک نیزے سے جنگ کرتے رہے اور لشکر میں سے راستہ نکالکر ہرمز پر جا پڑے ایک نے دست راست سے اور دوسرے نے دست چپ سے حملہ کر کے نیزہ مارا ہرمز ہاتھی سے نیچے گر کر مر گیا اور اوس کے لشکر نے یہ حادثہ دیکھکر دونو بھائیوں کو گھیر لیا حربہ پر حربہ اور تلوار پر تلوار مارتے تھے یہانتک کہ دونو شہید ہو گئے اللہ تعالے دونو پر رحمت نازل کرے پھر تو بہت ہی گرد و غبار بلند ہوا اور ہر طرف سے لشکر کفار نے ہجوم کر کے مسلمانوں کا رخ کیا عمر معدی کرب نے اس طوفان گرد و غبار اور سیل گیر و دار کو دیکھکر کہا اے مسلمانوں اس دن کو معرکۂ قادسیہ کے دن جیسا سمجھنا چاہئے اے بنی زبید کے بہادرو اور اے بنی مذحج کے دلاورو۔ اور اے نخع کے سپاہیو خوب سمجھ لو کہ آج جو شخص جنگ میں ثابت قدم رہے گا۔ مدینہ میں قریش اور دوسرے باشندگان عرب اس کی تعریفیں اور توصیفیں بیان کر کے اس کی شجاعت اور بہادری کا ذکر کرینگے پھر جریر بن عبد اللہ بجلی نے مخاطب ہو کر کہا اے مسلمانوں تمہیں دشمن سے جنگ کرتے آج تیسرا دن ہے ہر چند ہم انہیں قتل کرتے ہیں مگر ان کی تعداد میں کمی نہیں ہوتی جب ہم کسی لشکر کو شکست دیکر بھگا دیتے ہیں تو اس سے بھی زیادہ اور فوج مقابلہ پر آ پہنچتی ہے ہمارا امیر نعمان بن مقرن اور اس کے بھائی اور اور سردار شہید ہو چکے ہیں اور یزدجرد بادشاہ اصفہان میں موجود ہے۔ ہمکو اسکی طرف سے فکر رہنا چاہیئے۔ مبادا وہ ہمارے سر پر اور فوج بھیجدے اسلئے مصلحت یہی ہے کہ جسقدر ممکن ہو اس مہم کو بہت جلدی ختم کر دینا چاہیئے۔ ہم میں سے جو مارا جائیگا۔ بہشت میں جائیگا اور جو زندہ رہے گا وہ نیکنامی کے ساتھ شہرت پائیگا طلیحہ بن خویلد نے قسم کھا کر کہا کہ جریر سچ کہتا ہے اس سے انکار نہ کرنا چاہیئے۔ اس مہم کا خاتمہ اس حملہ میں ہونا چاہیئے۔ خواہ فتح نصیب ہو خواہ شکست۔ ہم میں ایرانی لشکروں کے مقابلہ کی زیادہ طاقت نہیں عمر بن معدیکرب نے کہا اے سرداران عرب شکست کا نام نہ لو۔ انشاء اللہ تعالے ہم فتح پائینگے اور میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ مسلمان ضرور ظفرمند ہونگے۔ پھر کہا اے بھائیو آج کا دن ایسا ہے کہ جو شخص آج کوشش کرے گا آئندہ زمانے میں نیکنام ہو گا میں چاہتا ہوں کہ مجھے آج شہادت نصیب ہو۔ اور جس کسیکو اللہ نے شہادت ہو میرے ساتھ آئے۔ خدا کی قسم میں واپس نہ ہٹوں گا۔ تا وقتیکہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہو یا مجھے شہادت۔ یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر جوش میں اور تکبیر کہکر کفار پر جا پڑا۔ قبیلہ مذحج کے سوار اسکے ساتھ لگ لئے۔ بڑی سختی سے کفار کا مقابلہ کیا۔ تلوار پر تلوار بجنے لگی۔ حربہ پر حربہ پڑتا تھا اس قتل و فتح کی گرم بازاری میں عمر کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی عمر گھوڑے پر سے نیچے آ رہا اور گھوڑا بھاگ گیا۔ ایرانی فوج نے عمر کو گھیر لیا۔ عمر جنگ کرتا رہا یہانتک کہ اسکی تلوار ٹوٹ گئی۔ عمر ایک اور تلوار ذوالنون نام بھی لگائے ہوئے تھا وہ کھینچ لی اور جنگ کر کے بہت آدمی قتل کئے انجام کار وہ تلوار بھی ٹوٹ گئی۔ اب عمر نے سمجھ لیا بچنا دشوار ہے اپنے

بھائیوں کو آواز دی کہ اے رفیقو جان پر کھیل کر لڑتے رہو۔ آج ہی کا دن معرکہ آرائی کے لائق ہے۔ ادہر کفار ہجوم کر کرکے مسلمانوں پر ٹوٹے پڑتے تھے اور مسلمان بھی حملوں پر حملے کرتے اور جان توڑ کر لڑ رہے تھے۔ مگر ایرانی لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ہر طرف سے اُمنڈے آتے تھے اسی اثنا میں ایک ایرانی بہادر بہرام نام نے عمرؓ پر حملہ کیا اور موقع پاکر ایک تلوار سر پر لگائی۔ عمرؓ زخمی ہوکر گر پڑا پھر تو تمام لشکر اُس طرف جھک پڑا اور شہید کر دیا۔ اس پر اللہ کی رحمت ہو۔ عمرؓ کے شہید ہوتے ہی عجمی لشکروں نے زیادہ دلیر ہوکر مسلمانوں پر پے درپے سخت حملے کرنے شروع کر دیئے اور پس پا کرتے ہوئے لشکرگاہ سے بھی دُور ہٹا لے گئے اور مسلمانوں کے گروہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے۔ مگر ہر ایک جماعت جنگ میں مشغول تھی۔ اس لشکر کی سرداری ساریہ بن عامر جعفی کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانوں کی کچھ جمعیت اُسکے گرد فراہم ہوگئی اور نہایت ہی غیظ و غضب سے منہہ میں کف لاکر کافروں پر حملہ کیا اور اُن کی آگے بڑھی ہوئی جمعیت کو پیچھے پھینکدیا اور قلب لشکر پر جا پڑنے کا قصد کیا کہ شاید اس آخری کوشش سے ہزیمت ہوجائے۔ پس آوازِ بلند تکبیر کہکر بکھری ہوئی جمعیت کو ایک جگہ کیا اور سب متفق ہوکر ساریہ کے زیرِ حکم ایرانیوں کے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ رزمگاہ کے ایک سمت پہاڑ واقع تھا اور کچھ ایرانی بہادر اور افسر کمینگاہ میں لگے ہوئے تھے کہ لشکرِ اسلام اسجگہ سے گزر جائیگا تو عقب سے حملہ آور ہوکر روک لینگے۔ اب اُنکی جمعیت تھوڑی سی رہ گئی ہے سب قتل کر دینگے۔ مسلمانوں کو اس بات کی مطلق خبر نہ تھی تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جب اُس پہاڑ کے متصل پہنچے تو ساریہ کے کان میں آواز آئی کہ یا ساریہ الجبل الجبل گویا ساریہ آگے پہاڑ ہے خبردار ہوا اور عقب میں دشمن گھات لگائے ہوئے ہیں۔ ساریہ نے فوراً گھوڑے کی باگ روک لی اور سب مسلمان بھی ٹھہر گئے۔ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایرانی فوج پہاڑ کی آڑ میں گھات لگائے مستعد کھڑی ہے۔ قریب تھا کہ مسلمان کچھ اور آگے بڑھ جاتے تو وہ کمینگاہ سے نکل کر گھیر لیتے۔ ساریہ نے کہا اے لوگو یہ محض عنایت الٰہی ہے کہ ہمیں ایسے خطرناک مقام سے اسطرح مطلع کر دیا اور لشکرِ کفار کا مکر و فریب کارگر نہ ہوا اگر ہم بیخبری کے ساتھ آگے بڑھ جاتے تو سخت نقصان اُٹھاتے۔ اب مناسب یہی ہے کہ سب ان گھات لگانے والوں پر حملہ کریں اور اُنہیں منتشر کرکے قلب لشکر کی خبر لیں۔ مسلمانوں نے یکبارگی پہاڑی اطراف پر حملہ کرکے بعضوں کو قتل کر دیا اور کچھ بھاگ گئے۔ جب خدا تعالیٰ کی مدد سے اس گروہ کو منتشر کر دیا تو قلب لشکر کیطرف رُخ کیا اور ایسی خونریز جنگ ہوئی کہ بیان نہیں ہوسکتا زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایرانی لشکر کا بہت سا حصہ خاک و خون میں غلطاں نظر آنے لگا۔ ہر طرف کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ اور خون کے نالے بہنے لگے۔ جدہر سے ایرانی لشکر حملہ آور ہوتا مسلمان شیرانِ گرسنہ کی طرح اُسی سمت کو جھپٹتے اور مار گراتے۔ انجام کار ایرانی مغلوب ہوکر بھاگ نکلے۔ نہاوند کا علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر منتشر ہوگئے۔ جسکا جسطرف منہہ اُٹھا چلا گیا۔ مسلمانوں نے دو فرسنگ تک پیچھا کیا۔ بیشمار آدمی قتل اور اسیر کئے۔ مسلمانوں نے وہ رات نہاوند میں بسر کی اور اس اندیشہ سے کہ مبادا ایرانی جمع ہوکر بیخبری میں چھاپہ ماریں۔ رتب بھر گرداگرد پہرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شکست خوردوں کے دل میں اسقدر رعب اور ہراس پیدا کر دیا تھا کہ وہ فراہم نہ ہوسکے۔ کچھ تو قم کیطرف اور بعضے کاشان کی جانب بھاگ گئے۔ اور باقیوں نے باسندان اور اصفہان کی راہ لی۔ دوسرے دن مسلمانوں نے ایسی فتح عظیم کے بعد لوٹ کا سامان فراہم کیا۔ ہر قسم کا اسباب تودوں جمع ہوگیا۔ پھر اپنے اپنے کشتوں کو تلاش کرکے دفن کیا۔ بعضے کشتوں کو اُسیجگہ جہاں مارے گئے تھے دفن کیا اور بعضے شہداکو اُس مقام پر دفن کیا جسے قبور الشہدا کہتے ہیں۔ شہیدوں کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد ایک نہاوندی نے سائب بن اقرع کے پاس حاضر ہوکر کہا اے امیر میں تجھسے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ سائب نے کہا بیان کر۔ اوس نے کہا اگر تم مجھے اور میرے کنبہ کو اماں دوگے تو بخیرجان کا خزانہ بتا دونگا سائب نے کہا ایسا ہی کیا جاوے گا تو خزانہ کا حال بتا کہاں ہے اور بخیرجان کون شخص گزرا ہے۔ نہاوند کے باشندے نے کہا بخیرجان بادشاہ یزدجرد کا وزیر تھا۔ یزدجرد بخیرجان کی بیوی جو نہایت ہی حسین اور نازک تھی چھپوان محبت رکھتا تھا۔ بخیرجان نے اس راز کو معلوم کرکے اُس عورت کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کو بھی اُسکی خبر ہوگئی۔ ایک دن بخیرجان سے پوچھا میں نے سنا ہے تیرے قبضہ میں آب صاف کا چشمہ ہے مگر تو اُس سے لب تر نہیں کرتا۔ اُسنے جواب دیا بیشک یہی بات ہے میں نے اُس چشمہ کے متصل تیرے پنجوں کے نشان دیکھ پائے ہیں۔ اسلئے بخوفِ جان اُس کے پاس نہیں جاتا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ بخیرجان کو اس امر سے اطلاع ہوگئی ہے اُسے ایک تاج مرصع بجواہر اور طلائی سامان کثیر بطورِ انعام بخشا۔ بخیرجان نے وُہ سب اپنے خزانہ میں جس سے میرے سوا اور کوئی شخص واقف نہیں رکھ چھوڑا ہے اور بخیرجان مسلمانوں کے مقابلہ کے

دربیان معارک عرب و عجم در نہاوند

کے وقت مارا گیا ہے۔ سائب نے کہا بہت اچھی بات ہے۔ نہاوندی نے سائب کو خزانہ بتادیا اور اُسنے تمام سامان کو ایک مقفل صندوق میں بند کرکے اور مُہر لگا کر ہمراہیوں سے پوشیدہ اپنے پاس رکھ چھوڑا جسوقت لوٹ کا تمام سامان فراہم ہوگیا خمس نکال کر باقی کو فوج پر تقسیم کردیا۔ الغرض خمس مال غنیمت اور اُس وغیرہ بحیرجان کو سائب ہمراہ لے کر مدینہ میں بخدمت امیر المومنین حاضر ہوا۔ امیر المومنین سائب کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھا اے سائب بتا لشکر کا کیا حال ہے میں اُنکی فکر کے سبب بےچین ہوں۔ سائب نے کہا امیر المومنین کو بشارت ہو کہ آپ کی دعا کی برکت سے مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی ہے اور کفار مقہور اور برباد ہوگئے ہیں۔ یہ نہاوند کی لوٹ کا خمس حاضر ہے۔ عمرؓ نے لشکر والوں میں سے ایک ایک شخص کا حال پوچھا سائب جواب دیتا رہا جب عمر بن معدی کرب کو پوچھا سائب نے کہا عمر امیر المومنین دراز ہو وہ معرکہ کفار میں شہید ہوگیا۔ اُسنے اسقدر زخم کھائے تھے کہ شناخت میں نہ آتا تھا صرف کپڑوں سے پہچانا گیا۔ پھر نعمان کو پوچھا سائب نے کہا پہلے روز کی لڑائی میں سب سے پہلے وہی شہید ہوا تھا۔ امیر المومنین نعمان، عمرؓ اور تمام شہیدوں کے واسطے بہت ہی روئے اور کہا اے بار الٰہا ان لوگوں نے اسلام کو قوت پہنچانے اور دین کو رونق بخشنے کے واسطے جانیں دی ہیں اُنکو بخشدیجیو۔ پھر کہا اے سائب اب لشکر کا کیا حال ہے۔ سائب نے جواب دیا کہ تقسیم غنیمت کے اور قبضہ ملک کے بعد خمس میری ہمراہ مدینہ کیطرف روانہ کرکے کوفہ والے کوفہ کو اور بصرہ والے بصرہ کو چلے گئے ہیں۔ اُسکے بعد امیر نے خمس غنیمت طلب کیا جو مسجد میں حاضر کیا گیا۔ اور تمام مہاجر و انصار بھی آگئے اُسوقت ہر ایک کو اُس کا حصہ دیدیا گیا۔ اِس تقسیم کے بعد سائب نے امیر المومنین کے پاس حاضر ہوکر باہستگی خزانہ بحیرجان کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہاں ہے۔ حاضر کر۔ سائب نے سامنے رکھکر کھولا۔ عمرؓ اُن جواہرات کو دیکھ دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ عثمان بن عفان۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ طلحہ اور زبیر نے بھی معائنہ کیا۔ امیر المومنین نے اُن سب کے سامنے اُس صندوق کو اُسیطرح مقفل کراکر بیت المال میں بھیجدیا کہ کسی دن مسلمانوں کے کام آئیگا۔ اُس کے بعد سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ دوسرے دن امیر المومنین عمرؓ نے مسجد میں آکر تمام دوستوں اور سائب کو طلب کیا اور کہا اے سائب تونے مجھے کس لئے آگ میں جلانا چاہا تھا۔ اُسنے کہا خیر ہے۔ بیان فرمائیے کیا بات ہے۔ آپ نے کہا اُس صندوق کو جسے تونے لاکر دیا ہے اور اب بیت المال میں رکھا ہوا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ اُس سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور اُسکی لپٹوں کی گرمی مجھ سے قریب ہوتی جاتی ہے۔ میں پیچھے ہٹتا ہوں کہ مبادا جلجاؤں۔ اِسی حیرانی اور پریشانی میں کسیکو کہتے سنا کہ اے پسر خطاب اِس طلائی سامان کو انہی مسلمانوں کے پاس بھیجدے جنہوں نے اپنی جانیں عزیز نہیں کی ہیں وہ لوگ اِس میں سے اپنا حق لیکر خمس تیرے پاس بھیجدینگے۔ اے سائب تو اِس صندوق کو ابھی کوفہ اور بصرہ میں لیجا اور فروخت کرکے جس جس کا اسمیں حق شامل ہے اُنکو تقسیم کر پھر خمس میرے پاس واپس لا کہ یہاں کے مسلمانوں میں تقسیم کروں۔ سائب نے بحکم امیر المومنین اُن جواہرات کو لیا اور کوفہ کی مسجد جامع میں رکھکر فروخت شروع کی۔ عمر بن حریث مخزومی نے اِس سب مال کو بعوض رقم کثیر خرید لیا۔ سائب نے خمس علیحدہ کرکے باقی زر کوفہ اور بصرہ کے اُن مسلمانوں کو تقسیم کردیا جو جنگ نہاوند میں شریک تھے۔ اور زر خمس بخدمت امیر المومنین عمرؓ پہنچا دیا اور وہ صحابۂ پیغمبر پر تقسیم کیا گیا۔

امیر المومنین عمرؓ کے زمانہ میں علاقہ رَے اور دشت بے کا فتح ہونا

جب مسلمانوں نے نہاوند کو فتح کرلیا اور بے اندازہ مال غنیمت ہاتھ آیا تو اسلامی لشکر کو زر و مال اور سامان جنگ کی طرف سے بہت بڑی تقویت حاصل ہوگئی۔ اب امیر المومنین عمرؓ نے علاقہ رَے اور دشت بے کی فتوحات کا خیال کیا کوفہ کے حاکم عمار بن یاسر کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المومنین کیطرف سے یہ خط عمار یاسر کے نام ہے۔ خدائے جل شانہ کے لئے حمد و ثنا زیبا ہے جسنے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا۔ اہل اسلام کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور کافروں کو ذلیل و خوار کیا۔ اے خدا کے بندوں جناب باری تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اسکی نعمتوں کا شکر و سپاس بجالاؤ۔ اُسی نے دشمنوں کے ملک پر تم کو قبضہ دیا ہے اور اُنہی غنیموں کا مال و متاع تمہیں بخشا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھو وہی سب سے اچھا آقا اور سب سے بہتر مددگار ہے۔ اے عمار یاسر اِس خط کے پہنچتے ہی تمام مسلمانوں کو اِسکے مدعا سے مطلع کرکے حصول فتح و نصرت کا یقین دلانا کیونکہ خدا بہترین مددگاران ہے پھر لشکر کوفہ کا جائزہ لے کر سب

قبیلوں میں سے دس ہزار جنگ جو بہادر منتخب کرو اور عروہ بن زید طائی کو اس لشکر کا سردار بنا کر جانب علاقہ رے و دشت پے چلتا کر دینا۔ خدا نے چاہا تو اس کے فضل و کرم و قدرت سے یہ سرزمین عروہ کے ہاتھوں سے فتح ہو جائے گی۔ اللہ تعالے تمام چیزوں پر قادر ہے اور وہی پشت پناہ ہے۔ امیر المومنین عمرؓ کے خط کے پہنچتے ہی عمار یاسر نے مضمون خط سے واقف ہو کر منادی کر دی کہ سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہو جائیں۔ جب سب فراہم ہو گئے تو امیر المومنین کا فرمان دکھا کر باشندگانِ رے سے جنگ کرنے کی تحریص و ترغیب دلائی سب نے اس مہم کو دل و جان سے منظور کیا۔ جائزہ کے وقت کل دس ہزار آدمی نکلے۔ یہ لشکر عروہ کے حوالہ کر کے مہم رے کا حکم دیا اور اسکی تسخیر کے لئے سخت تاکید کی۔ عروہ نے تعمیلِ حکم کے لئے تیاری کی اور فوج لیکر رے کی سمت روانہ ہوا۔ حلوان میں پہنچکر جریر بن عبداللہ بجلی سے جو آٹھ ہزار کی جمعیت سے اس علاقہ کی نگرانی کر رہا تھا ملا۔ عروہ نے دو روز قیام کیا کہ لشکر آرام پائے پھر ہمدان کا رخ کیا۔ اسوقت ہمدان میں ایک ایرانی سردار کسیقدر فوج سمیت موجود تھا۔ جب اسلامی لشکر قریب پہنچا تو اسے پتہ لگا اور وہ اپنی فوج سمیت قم کی طرف بھاگ نکلا۔ عروہ نے ہمدان میں داخل ہو کر چند روز قیام کیا اور جسقدر رسد فراہم ہو سکی ہمراہ لیکر رے کی طرف بڑھا۔ مقام ساوہ میں ایک عجمی فرمانروا زادون بن ارزہان نام دشت پے کے دہقانوں اور باشندگان ساوہ کی دو ہزار جمعیت لئے مقیم تھا۔ عروہ کے لشکر کی آمد سنکر بذریعہ منادی فوج کو فراہم کیا اور جانب رے ہزیمت اختیار کی۔ اب اسلامی فوجیں ساوہ میں آپڑیں۔ رے کے بادشاہ فرخندہ بن زادمہر کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بہت گھبرایا اور قاصد بھیجکر دیلم سے فوجیں طلب کیں۔ اسکی مدد کے لئے دیلم سے بیس ہزار آدمی آئے اور بیس ہزار باشندگان رے کی جمعیت اسکے ساتھ ہو گئی غرضکہ اسکا لشکر چالیس ہزار سے بھی تجاوز کر گیا۔ عروہ نے حقیقت حال معلوم کر کے اپنی فوجوں کا دل بڑھایا اور ایرانیوں سے معرکہ آرائی کرنے کی ترغیب دلا کر ساوہ سے سمت رے کوچ کیا۔ تین شبانہ روز کی مسافت کے بعد رے کے متصل پہنچکر اور شہر سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر قیام کیا۔ رے کا بادشاہ چالیس ہزار بہادر لیکر نکلا اور مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ عروہ نے لشکر کو ترتیب دیکر میمنہ میں حنظلہ بن زید کو۔ میسرہ میں سماک بن ہلال عبسی کو جناح پر سوید بن مقرن مزنی کو سردار مقرر کیا اور خود جمہور اسلام کے ساتھ قلب لشکر میں جگہ لی اور با آواز بلند کہا خوب سمجھ لو کہ بہشت ایمان داروں کے واسطے ہے اور دوزخ کافروں کے لئے۔ خدا کی قسم تم اسی قوم کے بہادر ہو جس نے قادسیہ۔ مدائن۔ جلولا۔ خانقین اور حلوان کو فتح کیا ہے اور ان مقامات کے لشکرہائے بیشمار کو ہلاک اور پراگندہ کر دیا ہے۔ تمہیں نے نہاوند کو تسخیر کیا ہے اور اس قوم کو اور اس کی جنگ کو اچھی طرح آزما رکھا ہے۔ جبتک ان کے ترکش میں تیر رہتے ہیں تیر باراں کر کے لڑتے رہتے ہیں اور یہ حالت چند لمحہ سے زیادہ نہیں رہتی۔ جب تیر نہیں رہتے تو پھر تاب مقابلہ نہیں لاتے۔ تم نے ان کی یہ کیفیت دیکھ رکھی ہے اور ان کی بہادری اور دلیری کو جانتے ہی ہو۔ اب معرکہ آرائی کیطرف متوجہ ہو کر اللہ تعالے کے فضل و کرم سے دلوں کو قوی رکھو۔ عروہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رے کا ایک بہادر وادہ نام لشکر کفار کی صفوں سے نکلا اور میدان میں گھوڑے کو کاوادے کر اپنا نام ظاہر کیا اور اپنی بہادری بیان کر کے مرد مقابل طلب کیا۔ شدید بن سعید بجلی فوج اسلام میں سے نکلا اور اسکے مقابل ہو کر کچھ دیر تک گھوڑے کو کاوایا پھر جنگ نیزہ شروع کی۔ عین ہنگام ضرب و طعن میں بجلی نے موقع پا کر ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے نیچے آرہا اور مر گیا۔ مسلمانوں کو اس پہلی فتح یابی سے بڑی شادمانی ہوئی سب نے نعرہ مار کر با آواز بلند تکبیر کہی جس سے کافروں کے دلوں پر ان کا رعب چھا گیا۔ اب عروہ بن زید قلب لشکر سے نکلا زرد رنگ گھوڑے پر سوار تھا اور عمامہ باندھ رکھا تھا۔ کہا اے مسلمانو فتح ہمارے ہی مقدر میں ہے کفار اس بہادر کے مارے جانے سے بیدل ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے خوف سے قدم آگے نہیں بڑھا سکتے۔ آج مجھے تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ میرا ساتھ دو سستی اور خوف کو ذرا پاس نہ آنے دو۔ مجھے بدنام اور دشمنوں کو خوش نہ کرنا میں ان کافروں پر حملہ کرتا ہوں تم میرے ساتھ سے الگ ہونا۔ قبیلہ طے کے جوانوں نے ہر طرف سے آواز دی کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ جو کچھ حکم دیگا بجا لائینگے اس کے بعد عروہ نے رجز پڑھی اور حملہ کیا ساتھ ہی مسلمانوں نے بھی باگیں اٹھائیں اور ایسی سختی سے جنگ کی کہ اسی ایک حملہ میں دیلم اور رے کے سات سو آدمی قتل کر دیئے رے کا بادشاہ مسلمانوں کی شجاعت کا یہ حال دیکھکر زیادہ تاب مقابلہ نہ لا سکا۔ میدان جنگ سے ہزیمت اختیار کی اور اسکا لشکر بھی بہت بری حالت سے شکست کھا کر شہر میں داخل اور محصور ہوا۔ مسلمانوں کو لوٹ میں بیشمار زر و مال اور اسلحہ و مویشی ہاتھ آئے۔ دوسرے دن ملک فرخندہ نے قاصد بھیجکر صلح کی درخواست کی کہ اگر مجھے

رے سے علیحدہ نہ کریں وہ بالفعل دو لاکھ دینار حوالہ کرے گا اور سالانہ جزیہ تیس ہزار دینار دیتا رہے گا۔ عروہ نے اس معاہدہ کو منظور کر لیا اور رقم لیکر حسب امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں بھیج دیا اور جملہ کیفیت جنگ وغیرہ و رضامندی بھی لکھ بھیجی۔ امیر المومنین نے جواب میں لکھا کہ اپنے لشکر کے کسی سردار کو رے میں چھوڑ کر کہ مقررہ روپیہ وصول کرے خود بتعجیل تمام قم اور کاشان پر حملہ آور ہو۔ عروہ نے امیر المومنین کے مضمون خط سے آگاہ ہو کر قبیلۂ عبد القیس کے ایک جوان رکان بن مصعب کو رے میں چھوڑا کہ مقررہ جزیہ وصول کرے اور کوفہ کے تین سو سوار اسے دیکر خود بجانب قم و کاشان روانہ ہوا۔ حاکم قم نے اسلامی فوجوں کی اس نقل و حرکت سے مطلع ہو کر کاشان کی راہ لی اور وہاں بھی کچھ دیر ٹھہر کر جانب اصفہان بھاگا۔ اس وقت یزدجرد بادشاہ اصفہان میں مقیم تھا حاکم قم نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ اے بادشاہ اہل عرب غلبہ کرتے چلے آ رہے ہیں انہوں نے ہمدان اور رے پر بھی اپنا قبضہ کر لیا ہے اب قم کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں میں انکے مقابلہ کی تاب نہ لا کر یہاں بھاگ آیا ہوں اور سنتا ہوں کہ وہ تعاقب کئے چلے آ رہے ہیں یکایک آن پہنچیں گے جو کچھ حال تھا میں نے حضور کی آگاہی کے لئے عرض کر دیا ہے۔ یزدجرد اس خبر کو سنکر بہت ہی گھبرایا اور کوئی تدبیر اسکی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ عروہ نے قم میں پہنچکر جو کچھ پایا سمیٹ لیا اور وہاں سے چلکر کاشان میں آیا یہاں سے بھی جسقدر زر و مال ملا لوٹ لیا۔ اسی اثنا میں امیر المومنین عمرؓ کا ایک خط بمقام حلوان جریر بن عبد اللہ بجلی کے پاس پہنچا لکھا تھا کہ ہمدان میں پہنچ جائے۔ جریر نے حسب الحکم فوج سمیت ہمدان کی طرف قدم بڑھایا اور جسقدر مال و دولت اور غنیمت دستیاب ہوئے لیکر ہمدان میں ڈیرے ڈالدیے۔ اب عروہ قم و کاشان میں مقیم تھا اور اسکا نائب رے میں۔ یزدجرد نے ان سب حالات سے آگاہ ہو کر حالت اضطراب میں جبکہ اسے کوئی تدبیر نہ سوجھتی تھی عجمی سرداروں میں سے ایک شخص فاروسفان نام کو بلایا اور اصفہان میں اپنا قائم مقام کر کے خود فارس کی طرف متوجہ ہوا اور شہر اصطخر میں پہنچکر قیام کیا۔ امیر المومنین عمرؓ نے خبر پاتے ہی کہ یزدجرد اصفہان سے بھاگ گیا ہے عروہ کو لکھا کہ قم اور کاشان ہی میں قیام رکھنا اور کسی طرف نہ جانا تا وقتیکہ اور کوئی حکم صادر نہ ہو۔ اور دوسرا خط ابو موسیٰ اشعری کے نام جو بصرہ میں تھا روانہ کیا اور حکم دیا کہ بعجلت تمام اصفہان کی مہم پر جائے ابو موسیٰ اشعری نے مضمون خط سے واقف ہوتے ہی اہل بصرہ کی طلبی میں منادی کرا دی اور انکو امیر المومنین کا خط سنا کر کہا کہ فوراً مہم اصفہان کی تیاریاں کر لو۔ ابو موسیٰ کے اس کہنے کے ساتھ ہی ہر طرف سے شور بلند ہوا کہ ہم دل سے تعمیل حکم کے لئے حاضر ہیں جب سب جہاد کے لئے مستعد ہو گئے تو ابو موسیٰ نے بنی بکر بن وائل کے ایک شخص حمام بن سحیم کو بلا کر اپنا نائب مقرر کر کے بصرہ میں چھوڑا اور خود فوج بصرہ کے ہمراہ اصفہان کی طرف روانہ ہوا اہواز میں پہنچکر تین دن قیام کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے اصفہان کا رخ کیا اور اصفہان کے متصل پہنچکر بنی اسد کے ایک شخص عبد اللہ بن بدیل کو دو ہزار جوانان بصرہ کی جمعیت دیکر پیش خیمہ کے طور پر سب سے پہلے داخل اصفہان ہونے کے لئے روانہ کیا۔ یزدجرد کا نائب فاروسفان مسلمانوں کی خبر آمد سن کر تیس سوار ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور فارس کی طرف بھاگا عبد اللہ نے جو مقدمۃ لشکر تھا اسکے بھاگنے سے آگاہ ہو کر پیچھا کیا اور بہت جانفشانی کی کہ اسے جا پکڑے۔ مگر فاروسفان نکل گیا تھا عبد اللہ کے ہاتھ نہ آیا۔ اب عبد اللہ نے پلٹ کر اصفہان کے دروازے پر فوج ڈالدی اور اہل شہر نے ایک قاصد بھیجکر صلح کی درخواست کی۔ عبد اللہ نے ابو موسیٰ کے پہنچنے تک انتظار کیا جب وہ آ گیا اور شہر کے مقابل اتر پڑا تو عبد اللہ قاصد کو ابو موسیٰ کے پاس لے گیا اور خواہش صلح ظاہر کی۔ ابو موسیٰ نے صلح منظور کر لی۔ اور یہ معاہدہ قرار پایا کہ ایک لاکھ درہم نقد اور جزیہ دیں۔ ابو موسیٰ نے بغیر لڑے بھڑے اور کسی شخص کا خون کئے بغیر آسانی سے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اور شہر میں داخل ہو کر اس جگہ جسے میدان کہتے ہیں قیام کیا۔ پھر امیر المومنین کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ شہر اصفہان کے تسخیر اور جملہ حالات سے اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ میں اصفہان میں مقیم ہوں اور امیر المومنین کے حکم کا منتظر ہوں کہ جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤں۔ امیر المومنین ابو موسیٰ کے خط کو پڑھ کر نہایت مسرور ہوئے اور خدائے سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ جس وقت فاروسفان نے فارس میں پہنچکر یزدجرد سے کہا کہ اصفہان پر مسلمان متصرف ہو گئے وہ بہت ہی مضطرب اور خوف زدہ ہو گیا۔ عجمی فرمانرواؤں میں سے ایک فرمانروا شاہک بن ماہان کو بلا کر کہا اے شاہک عربوں کی طاقت بہت ہی بڑھ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ فارس کے ملک سے نکل جاؤں اور کرمان میں جا رہوں۔ تو یہاں ٹھہر کر اپنے دین و مذہب اور اپنے ملک و وطن کے لئے جہانتک توفیق باری دے ان لوگوں کا مقابلہ کرے۔ اور حتی الامکان بکوشش تمام معرکہ آرائی کرے شاید تو فارس کے دار الحکومت کو محفوظ رکھ سکے یہ کہکر اصطخر سے بھی کوچ کیا اور کرمان کی راہ لی جب وہاں پہنچا تو شاہ کرمان

کے محل میں اترا۔ اس بادشاہ کو ہزار مرد کہتے تھے۔ اور کرمان کا کوئی بادشاہ اس سے زیادہ طاقت ور نہیں گذرا ہے۔

ابوموسےٰ اشعری کے ہاتھ سے فارس کا فتح ہونا

جب یزدجرد اصطخر سے بھاگ کر کرمان کیطرف چلا گیا تو وہاں کے مشہور و معروف لوگوں نے آتش پرستوں کے بڑے پیشوا کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ اہل عرب نے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ اُن کے نصیبہ کی نحوست جاتی رہی ہے۔ اور بخت سعد نے ساتھ دے رکھا ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ اُنہوں نے فارس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ لوٹ اور قتل کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اب اصفہان کی طرف متوجہ ہوئے ہیں فارسفان بن اسپاہبت بادشاہ اصفہان وہاں سے بھاگ آیا ہے۔ اور مسلمان بآسانی تمام اُس شہر پر قابض ہوگئے ہیں۔ اُن کی ہر ایک آرزو دلی خواہش کے مطابق بر آتی ہے۔ اور جس ملک کیطرف رجوع کرتے ہیں سہولت سے لے لیتے ہیں۔ اصطخر فارس کے دل کی مانند ہے اگر یہ شہر بھی اُن کے ہاتھ آ گیا تو سلطنت عجم کا انتظام درہم برہم ہو جائیگا۔ اب تجھے لازم ہے کہ ملک شاہک سے اس باب میں گفتگو کرے اور کوئی ایسی تدبیر بتلائے کہ فوجیں جمع کر کے عربوں کی پیش قدمی کو روک دے اور ہم تک پہنچنے سے پہلے ہی اُنہیں منتشر کر دے۔ پیشوا نے یہ باتیں سُن کر شاہک سے بیان کیں شاہک نے کہا یہ تو کہو کہ اہل عرب ہیں کیا چیز جن سے ڈرنا چاہیے چند گنتی کے ہیں۔ اُنسے اسقدر خوف و ہراس کرنا کس لئے۔ شاید یزدجرد کے بھاگنے اور خوف زدہ ہونے سے تم بھی ڈر گئے ہو۔ انکا دفعیہ نہایت آسان امر ہے۔ میں انکو ایسی سزا دوں گا کہ پھر اس ولایت کا نام تک زبان پر نہ لائینگے اے پیشوا صاحب آپ جائیں اور منادی کرا دیں کہ فارس کے علاقوں کی سب فوجیں عربوں کے فتنے کے دفعیہ کے لئے اسلحہ سے درست ہو کر فراہم ہو جائیں اور ہر شخص ایک ایک رسی اپنے ساتھ رکھے میں اُس سے اُن عربوں کی گردنیں باندھکر کُتوں کی طرح سارے مُلک میں پھراؤنگا۔ پیشوائے دین اور جملہ مددگاراں و ارکین اصطخر کے دل شاہک کی اس گفتگو سے مضبوط ہو گئے۔ تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر فارس کے علاقوں سے فراہم ہو گیا۔ ہر شخص سامان جنگ سے لیس تھا اور ایک ایک رسی اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ابوموسےٰ نے یہ خبر سُنکر فوج کا جائزہ کیا کل سوار اور پیدل سترہ ہزار تھے سب کی تنخواہ تقسیم کر کے اچھے اچھے وعدوں سے دل بڑھایا۔ اور بسمت اصطخر روانہ ہوا۔ قریب پہنچکر لشکر میں منادی کرا دی کہ اصطخر میں پہنچکر بلند آواز سے تین مرتبہ تکبیر کہنا تاکہ تمہاری آوازوں سے کافروں کے دلوں میں اسلامی رعب پیدا ہو جائے۔ جب ابوموسےٰ اصطخر کے قریب آ پہنچا تو لشکر کفار بھی مرتب ہو کر شہر سے نکلا اور مسلمانوں کے مقابل آ گیا۔ ابوموسےٰ نے حکم دیا کہ سب مسلمان متفق ہو کر بلند آواز سے تکبیر کہیں۔ شاہک کے کان تک تکبیر کی آواز کا پہنچنا تھا کہ اُسکے دل میں رعب اور ہراس پیدا ہوا۔ اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں کہا میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ اُسکا وزیر موجود تھا اُسنے دلاسا دیا کہ آپ دل کو مضبوط رکھیں کوئی خوف کی بات نہیں ہے۔ عربی لشکر کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور ہم بہت زیادہ ہیں آپ قدم جمائے ہمت سے کھڑے رہیں کہ فوج آپ کو دیکھتی اور لڑتی رہے۔ شاہک مجبور ہو کر کھڑا رہا۔ دونو فوجیں ایک دوسری کی طرف بڑھیں اور کچھ عرصہ تک جنگ ہوتی رہی ابوموسےٰ نے حکم دیا کہ پھر بلند آواز سے دوسری تکبیر کہیں۔ اب جونہی تکبیر کی آواز ایرانی لشکروں کے کانوں تک پہنچی اُنکے ہاتھ پاؤں پھول گئے دل مضمحل ہو گئے۔ غلغلۂ تکبیر کے سننے کی تاب نہ رہی۔ سب ایک دوسرے سے الگ ہو کر بھاگ نکلے۔ سب سے پہلے جو شخص بھاگا وہ اُس لشکر کا سردار شاہک تھا اپنے گھوڑے کو بڑی تیزی سے دوڑا رہا تھا۔ مگر اُسکو اسلامی فوج کے ایک بہادر جُنید بن مسلم ازدی نے جا لیا۔ اور تلوار کا ایسا ہاتھ اُس کے تاج پر مارا کہ وُہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ جُنید نے اپنے گھوڑے سے اُتر کر اُسکے بدن کے ہتھیار اور کپڑے اتار لئے اور تاج لے کر اپنی فوج سے آ ملا۔ ایرانی لشکر مسلمانوں کے سامنے سے بھاگ کر جدہر تدہر کو منتشر ہو گیا اب کرمان میں خبر پہنچی تو یزدجرد کا حال اور بھی زیادہ پتلا ہو گیا۔ کہتا تھا افسوس مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کر لیا اور شاہک قتل ہو گیا۔ وہ اسی حیرانی میں مسند پر بیٹھا ہوا تھا اور اُسکے تمام خدمتگار اور سپاہی بھی اُسکی طرح چپ اور متفکر تھے کہ اس عالم میں کرمان کے سرداروں میں سے ایک سردار بندہ بن سیہ گوش نام یزدجرد کی محفل میں آیا اُسے تخت پر حیرت زدہ اور فکر و تردد سے از خود رفتہ دیکھ کر خدمت گذاری کے طور پر سبب حزن و ملال دریافت کیا۔ یزدجرد انتہائے فکر و رنج میں مبتلا ہونے کے سبب اُسکی بات نہ سُن سکا نہ کوئی جواب دے سکا۔ بندہ نے غضبناک ہو کر ہاتھ بڑھایا اور اُسکا پاؤں پکڑ کر تخت سے کھینچا اور زمین پر ڈال دیا۔ اور کئی سخت و سُست

باتیں سنائیں کہ یہ بزرگوں کا تخت تجھ جیسے بیہوش اور کم ہمت کے واسطے نہیں ہے سپہ لشکریوں اور خدمتگاروں سے کہکر اسے اس شاہانہ مکان سے نکال دیا باہر چلا گیا۔ یزدجرد بے بسبب شرمندگی و خجالت کچھ نہ کہا اور اپنی سواری کا گھوڑا منگا کر مع خدم و حشم خراسان کا رستہ لیا۔ مرو میں پہنچکر قیام کیا جب اہالیان مرو کو معلوم ہوا کہ وہ فارس سے بھاگ کر آیا ہے۔ بہت سی ملامت اور بے آبروئی کی اور چاہا کہ پکڑ کر مار ڈالیں اسلئے طمطاح بادشاہ ترکان کو خط لکھا کہ عجم کا بادشاہ عربوں کے خوف سے بھاگ کر ہمارے پاس آیا ہوا ہے۔ ہم اسکے ہوا خواہ نہیں اور اس کے مقابل آپ سے تعلق رکھنا پسند کرتے ہیں اسلئے آپ یہاں تشریف لے آیئے کہ ہم شہر کو آپ کے حوالہ کردیں اور یزدجرد کو پکڑ کر مار ڈالیں ترکوں کا بادشاہ طمطاح اہل مرو کی تحریر دیکھکر مع فوج جانب مرو روانہ ہوا یزدجرد لشکر ترک کے ساتھ اسکے آنے کی خبر سنکر بہت ڈرا رات کے وقت اکیلا تنہا محل سے نکلکر کسی غلام یا خدمتگار کو ساتھ لئے بغیر جنگل میں نکل گیا۔ ایک طرف کو منہ اٹھائے جارہا تھا اور نہ جانتا تھا کہ کہاں جارہا ہے کچھ دور چلکر دریائے مرو کے کنارے کچھ روشنی نظر پڑی ادھر ہی چلدیا۔ دیکھا ایک آدمی چکّی پیس رہا ہے اسکے پاس جاکر کہا میں ایک بدنصیب شخص ہوں اور دشمن پیچھے پڑے ہوئے ہیں میں انسے ڈرتا ہوں اگر تو آج رات مجھے پناہ دے اور اپنی حفاظت میں رکھے تو کل دن میں تجھے اسقدر زر و مال دونگا کہ تو مالدار ہو جائیگا۔ چکّی والے نے کہا آجا اور میری پناہ میں ٹھہر یزدجرد اسکے گھر میں داخل ہوا اور بسبب رنج و غم پڑکر سو رہا چکّی والے نے اسے سوتا پاکر اچھا موقع پایا۔ عین خواب راحت میں اسکے سر پر ایک ایسا پتھر مارا کہ پھر اس نے سانس تک نہ لیا۔ پھر اسکا تمام شاہی لباس اور مرصّع تاج اور اسلحہ وغیرہ لیکر اس کی نعش پانی میں ڈالدی دوسرے دن طمطاح داخل مرو ہوا اہل شہر نے یزدجرد کی تلاش شروع کی ہر طرف ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ یہانتک کہ اس چکّی والے کے پاس بھی آئے اور اس سے یزدجرد کا سراغ لگانا چاہا۔ اسنے کہا میں اسے جانتا ہی نہیں مگر اس شخص میں سے جو خوشبو کی لپٹ اہل مرو کے ناک میں آئی تلاشی شروع کی تو یزدجرد کی پوشاک عطریات سے بسی ہوئی برآمد ہوئی تو یزدجرد کی جستجو کی گئی اور اسکا مردہ چکّی کے پانی میں سے ڈھونڈ نکالا اسی چکّی والے کو پکڑ لیا اور تمام کیفیت طمطاح سے عرض کی۔ اس نے حکم دیا کہ یزدجرد کی نعش اور اس چکّی والے کو لاؤ طمطاح یزدجرد کو اس حال سے مردہ پاکر بہت رویا اور فرمایا کہ اسکی نعش کو خوشبوؤں سے معطر کرکے شاہانہ طریق سے تابوت میں رکھیں پھر بجانب فارس بھیجکر حکم دیا کہ اسکے بزرگوں کے قبرستان میں شاہی رسموں کے ساتھ دفن کریں اسکے بعد چکّی والے کو قتل کردیا۔ غرض جب فارس کی فوج ابو موسیٰ کے سامنے سے بھاگ نکلی اور منتشر ہوگئی تو ابو موسیٰ نے اصطخر کے باہر فوج ڈالکر محاصرہ ڈالدیا۔ اور ایک مہینے تک شہر کو محصور رکھا۔ آخرالامر باشندگان شہر نے عاجز آکر قاصد بھیجا۔ اور صلح کی درخواست پیش کی۔ ابو موسیٰ نے اس معاہدہ پر صلح منظور کرلی کہ اہل شہر دو لاکھ درہم نقد اور سالانہ جزیہ دیں شہر والے بھی راضی ہوگئے۔ ابو موسیٰ نے روپیہ لیکر فوج کو تقسیم کردیا اور بجانب کرمان روانہ ہوا اب ملک فارس کے ایک ایک شہر پر قبضہ کرتا اور کافروں کو سزا دیتا جارہا تھا اور ملک بھر میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ اسکا مقابلہ کرتا آخر کار کرمان کے تمام شہروں پر قابض ہوکر بیابان خراسان کی سرحد پر آپہنچا اور وہاں قیام کرکے فارس اور کرمان کے اموال غنائم جمع کئے اُنکا خمس خدمت امیرالمومنین عمرؓ میں بھیجا اور فارس و کرمان کی تسخیر سے جو بمدد الٰہی ظہور میں آئی تھی اطلاع دی اور یہ جتایا کہ امیرالمومنین کو معلوم ہو کہ میں یہ خط خراساں کی سرحد سے روانہ کرتا ہوں۔ اس خط کے لکھنے اور اموال خمس کے روانہ کرنے کے بعد باقی تمام لوٹ لشکر والوں پر تقسیم کردی ہے ہر سوار کے حصے میں آٹھ ہزار درہم آئے اور ہر ایک پیدل کو چار ہزار درہم ملے۔ کرمان و فارس کا فتحنامہ اور مال غنیمت کا خمس امیرالمومنین کی خدمت میں پہنچا تو نہایت ہی شاد ہوئے اور شکر الٰہی ادا کرکے وہ مال مسلمانوں کو تقسیم کردیا اور ابوموسیٰ کے خط کا جواب بایں مضمون لکھا اے ابو موسیٰ تیرا خط پہنچا مضمون معلوم ہوا الحمد للہ تعالیٰ جو فتحیں تجھے حاصل ہوئیں اور جو تجھ سے فارس و کرمان کے علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آئے سب کے مفصل حال سے آگاہی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور بخششوں کا شکریہ ادا کیا۔ تونے سرحد خراسان سے خط کے لکھنے کی جو اطلاع دی شاید فتح خراسان کا ارادہ ہوگا ہرگز ایسا نہ کرنا۔ خراسان کی سمت قدم نہ بڑھانا ہمیں خراسان کی ضرورت نہیں ہے جس وقت تیرے پاس یہ خط پہنچے ہر ایک شہر میں جو بمدد الٰہی فتح ہوا ہے ایک ایک نیک خصلت نیکوکار پسندیدہ سیرت شخص کو معتمد اور امین مقرر کرکے خود واپس آ اور بصرہ میں قیام کر خراسان سے ہاتھ اٹھا ہمیں خراسان سے اور خراسان کو ہم سے کوئی تعلق نہیں کاش ہم میں اور خراسان میں لوہے کے پہاڑ اور آگ کے دریا حائل ہوتے سکندری دیوار جیسی ہزار دیواریں درمیان میں واقع ہوتیں۔ اسوقت امیرالمومنین علی علیہ السلام موجود تھے فرمایا اے خلیفۃ المسلمین ایسا کیوں کہتے ہو خلیفہ نے کہا اس لئے کہ خراسان ہم سے بہت دور ہے اور [illegible]

کی کان ہے۔ وہاں کے باشندے مکار کینہ جو اور نفاق انگیز ہیں۔ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا اگرچہ خراسان ہم سے بہت دور ہے مگر اس ملک سے بہت سی خاص باتیں تعلق رکھتی
ہیں۔ اور جس قدر معلوم ہیں وہ یہ ہیں کہ خراسان میں ایک شہر ہرات ہے اسے ذوالقرنین نے بسایا ہے اور عزیر پیغمبر نے وہاں نماز پڑھی ہے۔ وہاں کی زمین صالح ہے۔ میدانوں
میں بہتے دریا موجود ہیں اور اس شہر کے ہر ایک دروازہ پر ایک فرشتہ شمشیر برہنہ لئے موجود رہتا ہے کہ اس شہر اور نواح سے بلاؤں کو تاقیامت دفع کرتا رہے اب سے پہلے
اس شہر کو کسی نے زور اور غلبہ سے فتح نہیں کیا ہے اور اس کے بعد بھی یہ شہر کسی سے فتح نہ ہو سکے گا لیکن آل محمد صلی اللہ علیہ والہ کے دست مبارک سے تسخیر ہوگا خراسان میں
ایک اور شہر خوارزم ہے وہ اسلامی حدود میں ایک حد ہے جو شخص وہاں رہے گا۔ اسے ایسا ثواب ہوگا گویا شمشیر آبدار لیکر خدا کی راہ میں کافروں سے جہاد اور معرکہ آرائی کی ہے
زہے نصیب اس شخص کے جسنے خوارزم میں سکونت اختیار کی ہو۔ اور وہاں پر عبادت الٰہی میں مصروف رہکر رکوع اور سجود بجا لایا ہو۔ خراسان میں ایک اور شہر بخارا نام ہے
وہاں کچھ ایسے اشخاص ہونگے جو کثرت ریاضت سے ایسے نحیف ہوگئے گویا انہیں بٹ دے رکھا ہے اور ادھوڑی کی طرح ال دل ڈالا ہے۔ زہے نصیب اہل سمرقند وہاں کی
زمین حق تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کی جگہ ہے۔ لیکن آخری زمانہ میں اسپر ترک غلبہ کر کے تمام باشندوں کو ہلاک کر دیں گے۔ فرغانہ اور شاش کے باشندوں کی قسمتیں اللہ تعالیٰ
نے بہت اچھی بنائی ہیں۔ وہ شخص بہت ہی خوش نصیب ہے جسنے وہاں چند رکعت نماز ادا کی ہوں۔ خراسان میں ایک اور شہر سحاب نام ہے۔ جو شخص وہاں وفات پائیگا
بڑا ہی نصیبے والا ہوگا وہ شہیدوں میں شمار کیا جائیگا۔ ہاں شہر بلخ ایکدفعہ اُجڑ چکا ہے۔ اگر پھر اجڑا تو آباد نہ ہو سکیگا۔ طالقان والے بھی نیک لوگ ہیں۔ اس شہر میں پر اللہ
تعالیٰ کے خزانے ہیں اور وہ خزانے زر و سیم سے علاقہ نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ مردان خدا ہیں جو اللہ تعالیٰ کی معرفت ایسی رکھتے ہیں جیسی رکھنا لازم ہے۔ آخری زمانہ میں ایک دشمن
اس شہر پر غالب آکر سب کو قتل کر دے گا ایک متنفس بھی زندہ نہ بچیگا۔ سرخس میں بڑا بھاری زلزلہ آئیگا اور عظیم بربادی واقع ہوگی اکثر انسان دہشت اور خوف میں جا لینگے
سجستان میں ایک گروہ ہوگا۔ جو قرآن پڑھے گا۔ مگر ان کے حلق سے ادا ہو سکیگا یعنے وہ قرآن شریف پر عمل نہ کریگا اور دین اسلام سے اسطرح علیحدہ ہوگا جسطرح
تیر شست سے آخری زمانہ میں اس شہر پر ریت برسیگا اور تمام اہل شہر ریت میں دب جائینگے ترسیج کا برا ہو وہاں ستائیس دجال پیدا ہونگے اور ہر ایک دوسرے سے زیادہ ناپاک النسج
شقی ہونگے کہ تمام بندگان خدا کو بھی قتل کر دیں تو ذرا پروا نہ کریں ہاں نیشاپور والے کڑک بجلی اور صاعقہ سے ہلاک ہوجائینگے اور یہ شہر ایکدفعہ نہایت ہی سرسبز اور آباد
ہو کر ایسا برباد ہوگا کہ پھر نہ بسے گا اور کوئی متنفس زندہ نہ رہے گا۔ اور باشندے نیک سیرت ہونگے قومس والوں کا بھلا ہو۔ وہاں نیک مرد بکثرت ہونگے۔ وہاں کی سرزمین
اصلاح کرنے والوں سے کبھی خالی نہ رہے گی دامغان میں بھی نیک آدمی بس ہونگے۔ اور وہ جگہ صلحا سے خالی نہ ہوگی۔ سمنان کے باشندے ہمیشہ تنگ حال رہیں گے
مگر بوقت ظہور امام مہدی علیہ السلام آسودہ حال ہو جائیں گے طبرستان ایسا شہر ہے جہاں ایمان والے کم اور فاسق بہت ہوں گے۔ دریا اس شہر کے متصل آجائیگا
پہاڑ اور میدان سے اس شہر کو بہت نفع پہنچے گا۔ شہر رے فتنہ کی جگہ ہے وہاں ہمیشہ لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے رہیں گے اور آخری زمانہ میں اسے دیلم والے برباد کریں گے
سو دروازہ پہاڑ کے متصل ہے اسپر ایسی سخت جنگ ہوگی کہ اس کی تعداد سے خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی واقف نہیں ہوگا۔ اسی دروازہ پر بنی ہاشم قبیلے کے آٹھ بزرگوار
سارا ادا کرینگے۔ اور ان میں سے ہر شخص خلافت کا دعوے دار ہوگا۔ اسی شہر رے میں پیغمبر کے ہمنام ایک بزرگ آدمی کو محصور کرینگے اور چالیس روز کے بعد اسے گرفتار کر کے
مار ڈالیں گے باشندگان رے کو سختی زمانہ میں سخت تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی اور ایک بہت بڑا کال پڑے گا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے جب ان شہروں کے حالات
بیان فرمائے عمر نے کہا اے ابوالحسن آپ نے مجھے فتح خراسان کی ترغیب دلا دی۔ آپ نے فرمایا کہ خراسان کا جو حال مجھے معلوم تھا میں نے سنا دیا اور جو کچھ میں نے کہا ہے
اس میں ذرا بھی شک اور شبہ نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ خراسان کو چھوڑ کر اور ممالک کیطرف توجہ کرو کیونکہ خراسان کا فتح ہونا سب سے پہلے بنی امیہ کے ہاتھ سے ہوگا اور آخر میں بنی ہاشم کے
ہاتھ سے۔ والسلام جب امیر المومنین عمر کا خط ابو موسٰے کے پاس پہنچا تو اس نے بصرہ کی طرف مراجعت کی اور وہاں پہنچکر اپنا کام سنبھال لیا اب اہل کوفہ نے امیر المومنین عمر کی
خدمت میں عمار یاسر کی شکایت لکھکر بھیجی اور چاہا کہ انہیں برطرف کر دیں عمر نے کہا میں ان کوفیوں سے تنگ آگیا ہوں اور انکی بدبختی سے مجھ میں زیادہ برداشت کی تاب نہیں رہی
اگر میں کسی مرد جوان پرہیزگار کو ان کا امیر بنا کر بھیجتا ہوں تو اسے فسق و فساد سے منسوب کرتے ہیں یا ضعیف العمر کو بھیجتا ہوں تو اسے خاطر میں نہیں لاتے۔ امیر المومنین نے

مغیرہ بن شعبہ کو والئی کوفہ مقرر کرکے چند کلمات نصیحت آمیز کہے کہ اے مغیرہ ایسا برتاؤ رکھنا کہ خلق اللہ اشخاص مطمئن ہو جائیں اور اہل فساد دب جائیں مغیرہ نے اس امر کو تسلیم کرکے کوفہ کی راہ لی اور وہاں کی امارت سنبھالی اور عمار یاسر مدینہ میں واپس چلے آئے جس وقت خدمت امیر المومنین میں پہنچے آپ نے قسم دلا کر کہا اے عمار میں نے تجھے کوفہ کی امارت سے ہٹا دیا تو رنجیدہ ہوا یا نہیں سچ کہنا۔ عمار نے کہا اے امیر المومنین خدا کی قسم جب تو نے مجھے کوفہ کا امیر مقرر کیا تھا تو مجھے کچھ خوشی نہ ہوئی تھی اور اب کہ مجھے معزول کر دیا ہے تو مجھے کچھ ملال نہیں ہوا۔ اس واقعہ کے بعد مغیرہ تین برس تک حاکم کوفہ رہا۔ امیر المومنین عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں ہر طرف فوج بھیجتے اور شہر و ممالک فتح کرتے رہے اور آخری وقت میں حج کو تشریف لے گئے۔ وہاں ایک مصری شخص نے حاضر ہو کر کہا اے امیر المومنین میری عرض سنئے اور ظالم سے میرا انصاف کیجئے۔ آپ نے کہا جو حال گذرا ہو بیان کر۔ اس نے کہا ایک دن میں نے اور محمد پسر عمرو عاص نے شرط باندھ کر اسپ دوانی کی تھی میرا گھوڑا سبقت لے گیا اور اُس نے ذی عزت اشخاص کے سامنے جو وہاں موجود تھے مجھے بے خطا مارا۔ میں نے عمرو عاص سے شکایت کی تو مجھے پکڑوا کر قید خانہ میں ڈال دیا میں چار مہینے تک اُس کی قید میں رہا پھر مجھے چھوڑ دیا۔ اب حاجی زیارت کعبہ کے لئے آنے لگے تو میں بھی اُن کے ساتھ یہاں آ گیا۔ میں نے جو کچھ عرض کیا یہی میرا حال ہے۔ امیر المومنین عمرؓ نے دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب حاضر ہو گئے تو اس مصری آدمی کے واقعہ کا حال اُن سے دریافت کیا۔ دونوں صاف مکر گئے۔ امیر المومنین نے مدعی سے شہادت طلب کی۔ مصر کے کچھ لوگوں نے حاضر ہو کر گواہی دی کہ اس کا دعویٰ سچ ہے امیر المومنین نے کہا محمد سے اپنا بدلا لے۔ مصری نے اُسے ایک تازیانہ لگایا۔ پھر امیر المومنین نے کہا اس کے باپ عمرو عاص کو بھی آگے لا۔ مصری نے کہا اے خلیفہ عمرو عاص نے مجھے نہیں مارا لیکن قید رکھا ہے۔ آپ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں اُسے قید کروں اور اگر معاف کرتا ہے تو تجھے اختیار ہے۔ مصری نے کہا اے خلیفہ میں نے اسے معاف کیا تم بھی معاف کر دو عمرو عاص غصہ ہو کر بولا اے عمرؓ تم نے میرے بیٹے کو اور مجھے بہت بے عزت کیا۔ اب مجھ سے تمہارے عہد میں انتظام ملک نہ ہو سکیگا اور نہ میں تمہارے کسی کام کو ہاتھ لگاؤں گا آپ نے کہا جا جہاں چاہے چلا جا مجھے بھی تیری کچھ ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد امیر المومنین عمرؓ منبر پر گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ جب تک میں تمہارا امیر رہا تم کو نقصان اور سختیوں سے آگاہ کرتا اور راہ راست بتاتا رہا تم خدا سے ڈرتے رہو اور اس کی نعمتوں کے شکر ادا کرو۔ اب میں نحیف ہو گیا ہوں کھال سست اور ہڈیاں ضعیف ہو گئی ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ میرا آخری خطبہ ہے اس کے بعد پھر کوئی خطبہ نہ سنا سکوں گا تمہیں لازم ہے کہ ایسے کام کرتے رہو کہ خدا تعالیٰ رضامند رہے اور ہمیشہ یہ سمجھتے رہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ کہکر آپ منبر سے اُتر آئے اور جانب مدینہ مراجعت فرمائی۔ اب مغیرہ بن شعبہ کوفہ سے چلا آیا تھا اور اس کے ساتھ ایک غلام فیروز نام تھا۔ جس کی کنیت ابو لؤلؤ تھی۔ یہ غلام بہت بڑا دستکار تھا اور طرح طرح کے عمدہ کام جانتا تھا۔ ایک دن خلیفہ کے سامنے حاضر ہو کر فریاد کی کہ میرے آقا نے مجھ پر ٹیکس لگا رکھا ہے ہر مہینے میں مجھ سے سو درم لیتا ہے اور میں اسقدر رقم ادا نہیں کر سکتا آپ حکم دے کر کچھ کمی کرا دیں۔ خلیفہ نے کہا تو کیا صنعت جانتا ہے اُس نے کہا ہوا چکی بناتا ہوں اور کچھ اور کام بھی بیان کئے۔ خلیفہ نے مغیرہ کو بلا کر غلام کے بارے میں کہا کہ خدا سے ڈرنا چاہئے اور اس کی حیثیت سے بڑھ کر روپیہ طلب نہ کرنا چاہئے۔ اگرچہ وہ کافر ہے۔ مگر میرے سامنے مظلوم بنکر آیا ہے۔ مغیرہ یہ کہکر کہ ایسا ہی عمل میں لاؤں گا واپس چلا گیا۔ مگر طلب زر میں کچھ تخفیف نہ کی ابو لؤلؤ نے پھر خلیفہ کے پاس آ کر مغیرہ کی شکایت کی آپ نے کہا تو جتنی صنعتیں جانتا ہے اُن کے لحاظ سے مغیرہ کا مطالبہ زیادہ نہیں ہے۔ پھر کہا مجھے بیت المال کے غلہ کی پسائی کے لئے ایک چکی کی ضرورت ہے اگر تو بنا دے گا تو بہت کچھ انعام دوں گا۔ اُس نے کہا میں آپ کے لئے ایسی چکی بنا دوں گا کہ اس کی شہرت مشرق سے مغرب تک پہنچے گی غلام تو چلا گیا۔ خلیفہ نے اپنے اصحاب سے کہا کچھ تم سمجھے یہ کیا کہہ گیا ہے۔ اُس نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو پورا کرنیوالا ہے۔ دوسرے دن خلیفہ نے نماز صبح مسجد میں ادا کر کے اور منبر پر بیٹھ کر حمد و ثنا باری تعالیٰ کے بعد کہا اے دوستو آگاہ ہو کہ میری موت قریب آ پہنچی ہے۔ میں نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے میرے قریب پہنچکر دو یا تین چونچیں مجھے ماریں۔ اس خواب سے میرے دل میں دغدغہ پیدا ہو گیا اور مجھے خیال آتا ہے کہ وہ مرغ کوئی عجمی شخص ہے جو میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ دو یا تین زخم لگائیگا اگر یہی بات ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے نہ ٹالے گا۔ ایسا امر واقع ہونے پر اگر میں ہوش میں رہا تو اپنے سے بہتر شخص کو تمہارا خلیفہ مقرر کر دوں گا اور اگر مجھے اسقدر مہلت نہ ملی تو تم ان چھ اصحاب رسول خدا۔ عثمان بن عفان۔ علی ابن ابی طالب۔ طلحہ بن عبد اللہ۔ زبیر بن عوام۔ سعد بن ابی وقاص

عبدالرحمٰن بن عوف میں سے جسسے رسولِ خدا صلعم بہت راضی تھے کسی ایک شخص کو اپنا خلیفہ بنا لینا۔ یہ کہکر وہ منبر سے اُتر کر عبداللہ بن عباس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد سے نکلے۔ کچھ دُور چلکر آہ سرد بھری اور رونے لگے۔ عبداللہ نے کہا یہ آہ و زاری کیسی ہے اور کس بات کا خطرہ ہے۔ خلیفہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ میری موت آ پہنچی ہے۔ میں موت سے تو نہیں ڈرتا کیونکہ سب کا انجام یہی ہے۔ لیکن خلافت کیطرف سے اندیشہ ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرنا چاہئے۔ عبداللہ بن عباس نے کہا۔ علی ابن ابی طالب کے حق میں کیا کہتے ہو۔ جملہ اوصاف ہجرت۔ قرابت۔ فضیلت۔ جرأت۔ شجاعت معلوم ہیں۔ خلیفہ نے کہا جیسا تو نے بیان کیا علی ایسا ہی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اگر یہ کام اُس کی تفویض میں آیا تو لوگوں کو راہِ راست پر رکھیگا۔ مگر اُس کی مزاج میں ہنسی ہے اور خلافت کی بڑی شان ہے۔ اور جو شخص خلافت کا خواہش مند ہو وہ اُسکے لائق نہیں ہے۔ عبداللہ نے کہا عثمان بن عفان کے حق میں کیا رائے ہے کہا وہ اس کام کے لائق ہے مگر میں ڈرتا ہوں کہ یہ کام اس کے ہاتھوں جا پڑا تو آلِ ابی معیط کو مسلمانوں پر مسلط کریگا۔ اور وہ تمہارے ساتھ اور تم اُن کے ساتھ جو کچھ ہونا چاہئے کروگے۔ عبداللہ نے کہا اور طلحہ کے حق میں کیا کہتے ہو۔ کہا اے عبداللہ خدا نہ کرے کہ یہ کام اُسکے تصرف میں آئے۔ وہ بڑا سخت مغرور اور خود بین شخص ہے۔ پھر پوچھا زبیر بن عوام کو کیسا جانتے ہو۔ جواب دیا کہ وہ بڑا بہادر اور تجربہ کار سوار ہے۔ مگر بہت ہی بخیل اور ممسک ہے۔ صبح سے رات تک بقیع میں کھڑا رہے اور ورا نرم ہو آئے اور ایک صاع گندم یا جو کے واسطے لوگوں سے دشمنی خرید لے اور سختیوں سے پیش آئے۔ اس کام کے لئے ایسا آدمی ہونا چاہئے۔ جو جوانمرد ہو بخشش کے وقت بھی اور ضرورت کیوقت حفظ رکھنے والا بخشش میں فضول خرچ نہو۔ اور بخل میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ بلکہ دونو حالتوں کے توسط کو عمل میں لاتا رہے۔ پھر عبداللہ بن عباس نے پوچھا کہ سعد بن وقاص کیسا ہے۔ فرمایا وہ بہادر اور عمدہ معرکہ آرا شخص ہے۔ سپہ داری کی لیاقت خوب رکھتا ہے۔ مگر اس کام کے لائق نہیں۔ عبداللہ نے پوچھا عبدالرحمٰن بن عوف کی نسبت کیا خیال ہے۔ کہا وہ نیک مرد نیک سیرت مسلمان ہے مگر بہت ضعیف و نحیف ہے۔ خلافت بے غرور طاقت ور اور بغیر ضعف۔ دھیمے مزاج اور عجل حفاظت کنندہ اور شریف شخص کا کام ہے اے بھائی اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتا تو اُس سے زیادہ اور کوئی سزاوار نہ تھا میں نے حضرت رسالت مآب سے سُن رکھا ہے کہ معاذ بن جبل ایسا امین شخص ہے کہ روزِ قیامت اُس کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان میں کوئی شخص سوائے پیغمبروں کے واسطہ نہو گا۔ اور اگر سالم مولی بن حذیفہ زندہ ہوتا۔ تو میں یہ خدمت اُسی کے حوالہ کر دیتا کیونکہ حضرت رسولِ خدا اُسکی نسبت فرماتے تھے کہ سالم خدا کو دوست رکھتا ہے اور خدا کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ اگر ابو عبیدہ جراح زندہ ہوتا تو وہ بھی اس کام کے لئے خوب تھا رسولِ خدا اُسکی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک اُمت کا ایک امین ہے اور اس اُمت کا امین ابو عبیدہ ہے۔ خلیفہ ان باتوں کے بعد اپنے مکان میں چلے گئے اور اصحابِ رسول میں سے مشہور و معروف شخصوں کو بلایا۔ جب سب جمع ہوگئے تو اپنے پاس بٹھا کر ایک شخص کو قوم ترسا کے پیشوا جاثلیق کے بلانے کیواسطے بھیجا۔ جب اُسے لائے تو کہا اے جاثلیق تو سب ترسا لوگوں میں زیادہ عقلمند ہے اور انجیل تجھے خوب یاد ہے میں تجھ سے ایک امر دریافت کرنا چاہتا ہوں سچ سچ بیان کرنا جاثلیق نے کہا اے خلیفہ جو کچھ مجھے معلوم ہوگا تم سے سچ بیان کر دونگا۔ عمر نے کہا ہمارے پیغمبر کی تعریف تو نے انجیل میں دیکھی ہے یا نہیں۔ جاثلیق نے کہا انجیل میں تمہارے پیغمبر کا نام فارقلیط لکھا ہے۔ پوچھا فارقلیط کے کیا معنے ہیں۔ اُسنے جواب دیا کہ حق اور باطل کو جدا کرنیوالا۔ یہ سُنکر خلیفہ اور جملہ اصحاب و اکابر نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی کہ ہمکو ایسے پیغمبر کی اُمت بنایا پھر پوچھا اے جاثلیق انجیل میں اس پیغمبر کے دوستوں کا حال بھی جو اُس کے بعد خلیفہ ہونگے کچھ تحریر ہے یا نہیں۔ اُسنے کہا مذکور ہے کہ فارقلیط کی وفات کے بعد اُسکی جگہ ایک ایسا شخص بیٹھیگا جس سے بڑے بڑے نیک کام صادر ہوں گے۔ عمر نے کہا ابوبکر پر اللہ کی رحمت ہو وہ ایسا ہی تھا۔ اے جاثلیق پھر کون ہوگا۔ اوس نے کہا لکھا ہے کہ اُسکی جگہ دوسرا شخص ہوگا جو آہنی ہوان جیسے دین کے کام میں بڑا مضبوط اور قوی ہوگا۔ پوچھا پھر کون ہے۔ کہا اُس کے بعد وہ شخص ہوگا جو اپنے عزیزوں قریبوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دے گا عمر نے یہ بات سُنکر عثمان کی طرف نگاہ کی اور کہا اے جاثلیق پھر کیا ہوگا اوس نے کہا اسکے بعد ایک شمشیر برہنہ ہوگی جس سے بیشمار خونریزی ہوگی۔ عمر نے یہ بات سنتے ہی ہاتھ پر ہاتھ مارا اور عثمان کیطرف مخاطب ہوکر کہا اگر خلافت تجھے ملیگا۔ تو خدا سے ڈرنا اور آلِ ابی معیط کو لوگوں پر حاکم نہ کرنا۔ پھر علی علیہ السلام کی

ذکر احوال امیر المومنین عمرؓ

طرف متوجہ ہو کر کہا اے ابوالحسن مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب خلافت آپ کو نصیب ہوگی تو بڑے فساد اٹھینگے۔ یہ کہکر لوگوں کو رخصت کر دیا۔ اس روز جمعہ تھا اسکے دو تین دن بعد ابولولو نے بدھ کے دن صبح کے وقت دو دھارا خنجر لیا اور بحالت تاریکی کوئی چیز سر پر لپیٹ کر کہ کوئی پہچان نہ سکے مسجد میں آیا اور ایک کونے میں بیٹھ رہا اتنے میں خلیفہ مسجد میں آئے اور آدمی بھی جمع ہوگئے۔ داخل محراب ہو کر آپ نے پیش نمازی کی۔ ابولولو پہلی صف میں کھڑا ہوگیا خلیفہ نے تکبیر کہکر نیت باندھی اور مسلمانوں نے بھی نیت باندھی اسوقت ابولولو نے بڑھکر دو زخم لگائے۔ ایک پہلو میں دوسرا زیر ناف اور بائیں اور زیر ساق پھر صفوں کو چیرتا ہوا بھاگا اور مسجد سے نکل گیا خلیفہ ان زخموں سے نہایت ناتواں اور بے حال ہوگئے عبدالرحمن بن عوف کو حکم دیا کہ پیشنمازی کر کے نماز ختم کرائے انہوں نے آگے بڑھکر پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری رکعت میں بعد حمد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی اور سلام پھیرا۔ پھر تو لوگ دوڑ پڑے اور ابولولو کا پیچھا کرتے ہوئے آواز دیتے جا رہے تھے کہ قاتل جو رہے پکڑو۔ ایک شخص نے اس کے پاس پہنچکر پکڑنا چاہا اس نے خنجر مارا اسیطرح تیرہ مسلمانوں کو زخمی کیا جنمیں سے چھ آدمی مر گئے آخر کار ایک شخص نے دوڑکر اس کے سر پر کمبل ڈالدیا اور گرفتار کر لیا۔ ابولولو نے جب دیکھا کہ پکڑا گیا۔ چھری مار کر اپنا کام تمام کر دیا۔ اور آدمی امیر المومنین کو تھام کر گھر میں لائے۔ حالت نہایت غیر تھی لوگ آتے تھے اور احوال پوچھتے تھے اور زار قطار روتے تھے۔ جب ہوش آیا کہا مجھے ابولولو نے خنجر مارا ہے یا کسی اور نے۔ لوگوں نے کہا ابولولو نے۔ آپ نے کہا شکر خدا کہ میری ہلاکت ایک مسلمان کے غلام کے ہاتھ سے وقوع میں آئی ہے قیامت کے دن اپنے واسطے جھگڑ سکتا ہوں اتنا کہنے کے بعد غشی طاری ہوگئی نماز ظہر کے واسطے حرکت دیکر پکارا کہ نماز قضا ہوتی ہے تو ہوشیار ہو کر کہا ہاں نماز پڑھنی چاہئے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ مسلمان نہیں ہے اسکے بعد جسطرح ہوسکا نماز پڑھی۔ لوگوں نے ایک طبیب کو بلایا اسنے امتحان کے طور پر دودھ پلایا وہ دودھ زخموں کے راہ سے نکل آیا طبیب نے کہا اے خلیفہ وصیت کر دیکھو کہ موقع نازک ہے اور یہ زخم مندمل نہ ہوگا۔ آپ نے کہا طبیب سچ کہتا ہے اس کے بعد پر درد دل سے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ عبداللہ بن عباس نے کہا خدا تجھے نہ رلائے اور بہشت کرامت فرمائے۔ خدا کی قسم تمہارے اسلام سے اسلام کو عزت حاصل تھی اور تمہارا ہجرت کرنا بہت بڑی فتحمندی تھی اور تمہاری خلافت میں رحمت شامل تھی۔ تم اسوقت مسلمان ہوئے جبکہ لوگوں نے اسے چھوڑ رکھا تھا۔ اور تم اس گروہ میں سے ہو جسکی نسبت خداتعالے فرماتا ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ یعنی اور تم اس جماعت میں سے ہو جس کی نسبت خدا فرماتا ہے لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنی اور تم نے خدمت رسول میں ایسے آداب کو اختیار کیا کہ بہشت کی خوشخبری دی گئی نہ ایک بار بلکہ کئی دفعہ جناب مصطفےٰ صلعم نے زبان مبارک سے تمہارے حق میں اس خوشخبری کو بیان فرمایا ہے۔ اور جبکہ آنحضرت دار السلام کو تشریف لے گئے تم سے راضی تھے۔ بعد وفات آنحضرت تم نے جناب رسول خدا کے خلیفہ کی مدد اور اعانت کی ہے اور ظاہر و باطن میں کمال سعی کرتے رہے ہو۔ یہانتک کہ وہ بزرگوار بھی دنیا سے چلا گیا اور تم سے رضامند گیا اب کہ خلافت کا کام آپکے حوالہ ہوا تو ایسے طور سے انجام دیا کہ تمہارے سوا اور کوئی نہ کرسکتا اللہ تعالے نے تمہارے واسطے سے اسلام کو عزیز کیا اور دشمنان دین کو ذلیل کئے بہت سے شہر اور ممالک فتح کئے۔ سینکڑوں کو خراب اور مسجدوں کو آباد و تعمیر کیا۔ اچھے اچھے قانون جاری کئے رعیت کے ساتھ صاحب عدل و انصاف اور دیانت گزار رہے ہو۔ اللہ تم کو ان حسنات کی جزائے خیر کرامت فرمائے۔ خلیفہ نے کہا اے عبداللہ تو نے جسقدر میری خدمت گذاریاں گنوائی ہیں کیا بروز قیامت ان کی گواہی دے سکتا ہے اسکے جواب دیا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے رو کر کہا اگر میرے قبضہ میں تمام دنیا بھی ہوتی تو میں جان دینے کے خوف و دہشت پر سے قربان کر دیتا کاش اب کہ میں دنیا سے جاتا ہوں مجھ سے مواخذہ نہ کرتے نہ مجھے کچھ دیتے نہ مجھ سے حساب لیتے۔ پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے بھائیو جب میں مر جاؤں اور اس دنیا سے انتقال کر جاؤں تو تین دن تک طلحہ بن عبداللہ کے آجانے کا انتظار کرنا اس کے بعد ان چھ آدمیوں میں سے جن کی نسبت میں نے وصیت کی ہے کسی ایک شخص کو جسے تم اس کام کے لائق سمجھو اپنا امیر بنا لینا۔ کیونکہ میں نے خلافت ان چھ شخصوں کے حوالہ کی ہے اور جب اس بات میں مشورہ کرو تو میرے بیٹے عبداللہ کو بلا لینا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اسکو خلافت سے الگ رکھو۔ جب تک امر خلافت قرار پائے۔ صہیب خدمت پیشنمازی بجا لائیگا اور جب کسیکو خلیفہ بنا لو اور کوئی شخص اسے نہ مانے تو اسے قتل کر دینا

آگاہ ہو کہ جو شخص خلیفہ ہو اسے میری وصیت ہے کہ انصار اور مہاجرین کی رعایت کرنا اُن کی مصلحت اور اُنکی حقوق کو پہچانتا رہے اُنکے اعمال نیک کا بدلہ دیتا رہے اور اُن کی بدکرداریوں کو معاف کرتا رہے۔ رعیت کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھے کیونکہ وہ خراج دینے والا اور خدمت گذار گروہ ہے۔ جب دشمنوں کے ممالک سے لوٹ کا مال آئے۔ تو حصہ مساوی تقسیم کرے۔ اہلِ ذمہ لوگوں کی خاطر داری کو واجب سمجھے اُن پر ظلم و ستم نہ کرے نہ اُن کے مقدور سے زیادہ خدمت لے اور جو کچھ اُن سے عہد و پیمان ہو چکا ہے اسے ایفا کرتا رہے کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسولِ مقبول کی حفاظت میں آئے ہوئے ہیں۔ اہلِ عرب کو اس وجہ سے کہ وہ اسلام کے سرگروہ ہیں عزیز رکھے۔ جو صدقات اُنپر عائد ہوں بسہولیت وصول کرے۔ ظلم و زیادتی سے پیش نہ آئے۔ فقرا اور مساکین کے حقوق اُن کو پہنچاتا رہے پھر اپنے بیٹے عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا میرا سر تکیہ پر سے اُٹھا اور زمین پر رکھ دے کہ خدا مجھ پر رحم فرمائے پھر کہا عائشہ کے پاس جا اور اجازت طلب کر کہ مجھے رسولِ خدا صلعم اور خلیفہ ابوبکر صدیق کے پہلو میں دفن ہونے کی جگہ مل جائے۔ اگر اجازت مل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دینا۔ عبداللہ نے خدمت عائشہ میں پہنچکر اس بات کی اجازت طلب کی عائشہ نے کہا جا امیر المومنین سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ کے روضہ میں جو تھوڑی سی زمین میرے باپ ابوبکر کے پہلو میں بچی ہوئی ہے وہ میں نے اپنے واسطے رکھ چھوڑی تھی مگر اب آپ کو دیدی آپ اس امر سے مطمئن رہیں۔ عبداللہ نے واپس آکر عائشہ کا پیغام سنایا تو خلیفہ نہایت خوش ہوئے اور بدھ کے دن بوقت نمازِ مغرب یعنے جمعرات کی رات کو تاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ ہجری وفات پائی۔ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ کی عمر ۶۳ برس کی تھی امیر المومنین علی علیہ السلام سے کہا کہ غسلِ میت دے۔ اُسنے غسل و حنوط و کفن دیکر تختہ پر رکھ دیا اور لوگوں سے کہا امیر المومنین عمر بن خطابؓ دنیا سے کوچ کیا اور حق سبحانہ تعالےٰ کی رحمت سے جا ملا آج ہوا محمد صلعم کی اُمت کا رکن عظیم تھا حق و باطل کو علیحدہ علیحدہ رکھتا تھا۔ خدا تعالےٰ کے راستہ میں کبھی لوگوں کو بیجا اعتراض نہ ہوتی تھی ایمان والوں پر نہایت مہربان تھا۔ تمام مسلمانوں سے محبت رکھتا تھا۔ کفار پر سختی کرتا فقیروں یتیموں بیوہ عورتوں کو پناہ دیتا۔ اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کر بھوکوں کو کھلاتا ننگوں کو کپڑا پہناتا تھا۔ دنیا میں زاہد اور آخرت کا طالب اور مشتاق تھا۔ خدا تعالےٰ کے امر و نہی سے ذرا ادھر اُدھر نہ ہوتا تھا۔ جو کچھ کہتا وہی ہوتا گویا خدا نے کوئی فرشتہ اُس کے پاس بھیج رکھا تھا۔ کہ اُسکے گفتار و کردار کو راہِ راست پر رکھے۔ اُس پر خدا کی رحمت نازل ہو۔ پھر صہیب بن سنان کی طرف رخ کر کے بولا آگے بڑھ اور نماز جنازہ پڑھ کیونکہ تجھی کو نماز پڑھانے کی وصیت کی تھی۔ اُس نے نماز پڑھی پھر میت کو تابوت میں رکھکر روضہ جناب رسولِ خدا میں لائے اُسوقت تمام اہلِ مدینہ رو رہے تھے۔ ہر طرف سے گریہ و بکا کی آوازیں بلند تھیں۔ غرضکہ میت ابوبکر کے پہلو میں دفن ہوئی۔ جگہ تنگ تھی۔ چنانچہ خلیفہ ابوبکر کے پاؤں حضرت رسالت پناہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک کے متصل اور خلیفہ عمر کا سر ابوبکر کے شانوں کے قریب ہے اللہ تعالےٰ اُنپر رحمت بھیجے اور جزائے خیر دے۔

امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حال

امیر المومنین عمرؓ کی وفات کو تین دن گذر گئے تو لوگوں نے فاطمہ خواہر اشعث بن قیس کے مکان میں جمع ہو کر خلافت کے لئے مشورہ کیا۔ باہم بہت سی صلاحیں ہوتی رہیں اور بڑا غل و شور مچا۔ اس امر میں سب سے پہلے عبدالرحمان بن عوف نے تقریر کی اے مہاجر و انصار میں دیکھتا ہوں کہ تم خلافت کے لئے تکرار اور مخالفت کر رہے ہو ہر شخص غرضمندی کی باتیں کرتا ہے اسی لئے کوئی رائے درست نہیں ہوتی۔ خدا سے ڈرو مخالفت جانے دو۔ تمہاری آپس کی مخالفت سے اُمت کو نقصان پہنچتا ہے۔ الحمد للہ کہ تم سب پیشوا اور عالم ہو اور تمہاری تقلید جائز اور تم سے ہر کام میں مشورہ لینا درست ہے۔ مبادا اس خلافت کے سبب تم میں لعنت پھیل جائے اور دشمن واقف ہو کر تلواریں سنبھال سنبھال گذشتہ کینہ توزی اختیار کریں۔ ہر ایک کام کا ایک وقت ہے اور ہر قوم کا ایک سردار مناسب ہے کہ انہیں سے ایک شخص کو سردار بنا لو اور تمام اُمور کا انتظام اُسکے ذمہ ڈالدو۔ ذاتی ہوا و ہوس سے بچو دشمنوں کی خواہش کو پورا نہ کرو اور رہنماؤں کے اقوال سے پشت نہ پھیرو۔ بدخواہوں اور خودغرض لوگوں کی بات نہ مانو تاکہ ہمارا مطلب حاصل ہو جائے اور دشمن ہمیں نظرِ حقارت سے نہ دیکھ سکیں۔ اُس کے بعد سعد بن ابی قاصؓ

بیان کرنا شروع کیا۔ کہ اے عزیزو اور بھائیو آگاہ ہو کہ جھوٹی باتوں اور شیطانی غروروں سے بچو شیطان نے تم سے پہلے بہت سے لوگوں کو مبتلائے غرور کر کے گمراہ کر کے سرکش و بدراہ کر دیا ہے کہ انہوں نے کتاب خدا کو پس پشت ڈالدیا اور تمام امر و نہی کو فراموش کر کے طاعت کے عوض گناہوں کو اختیار کر لیا ہے۔ یہاں تک جہالت اور عصیان میں مبتلا ہوئے کہ حق تعالیٰ نے ناراض ہو کر ان کی صورتیں مسخ کر دیں۔ شہر اور سدر بنا دیئے۔ اب تم ایک رائے پر متفق ہو جاؤ اور یہ کام کسی ایسے شخص کے حوالہ کرو جس میں اسکے انجام دینے کی لیاقت موجود ہو دین اور اسلام کے واسطے کوشش بلیغ عمل میں لاؤ۔ اسکے بعد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا اے عزیزو ہمیں معلوم ہے کہ ہم اہل بیت نبوت ہیں۔ اور ہر ایک بلا و مصیبت سے امت کے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔ اگر تم ہمارا حق ہمیں پہنچاؤ گے تو حق اپنے مرکز پر پہنچ جائیگا۔ اور اگر ہمارا حق ہمیں نہ دوگے تو ہم اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر جہاں مناسب سمجھینگے چلے جائیں گے۔ اگرچہ کتنا ہی زمانہ گذر جائے ہمیں کچھ پرواہ نہیں جب ہمارا مقررہ وقت آ پہنچیگا چلے آئینگے خدائے جلیل کی قسم اگر محمد رسول صلعم ہم سے عہد نہ لیتے اور ہم کو اس امر سے اطلاع نہ کر چکے ہوتے تو میں اپنا حق کبھی نہ چھوڑتا اور کسی شخص کو اپنا حق نہ لینے دیتا۔ اپنے حق کے حاصل کرنے کے لیے اسقدر کوشش بلیغ کرتا کہ حصول مطلب سے پہلے موجب ہلاکت پڑے کا بھی کچھ خیال نہ کرتا۔ اسکے علاوہ میں تمہیں میں سے ایک شخص ہوں اور تم سب سے پہلے میں نے دین اسلام اختیار کیا ہے میری بات سنو جو کچھ تم کروگے مجھے قبول ہے میں تمہارے ساتھ مدد دونگا لیکن تمہیں ٹھیک ٹھیک کرنا چاہیے خود غرضیوں کو جانے دو۔ وہ کام لازم ہے جس سے خدا اور رسول خوش ہوں۔ عبدالرحمن بن عوف علی علیہ السلام کی تقریر میں اپنا مطلب نکلتا دیکھکر خوش ہوا۔ اور کہا اے ابوالحسن اگر عنان خلافت آپ کو مل جائے تو کسطرح پیش آؤگے اور امت رسول سے کیا برتاؤ رکھوگے۔ حضرت علی نے فرمایا طریق عدل و انصاف جاری اور ہمیشہ امت میں مساوات قائم رکھونگا۔ عبدالرحمن نے پوچھا اگر یہ کام آپ سے نکلکر کسی دوسرے شخص کے سپرد ہو تو کیا کروگے آپ نے فرمایا صبر کرونگا اور مسلمانوں کے مشورہ پر رضامند ہونگا۔ عبدالرحمن نے آپ کو دعائے خیر دیکر عثمان سے پوچھا اگر تم کو خلافت ملے تو کسطریق سے انجام دوگے اور کیسا سلوک کروگے۔ عثمان نے کہا جیسی خدا توفیق دیگا اس سے بڑھکر عمل درآمد رکھونگا۔ اور کوئی تقصیر نہ کرونگا۔ عبدالرحمن نے کہا خصلت عمر پر چلوگے یا نہیں عثمان نے جواب دیا خصلت عمر پر کون چل سکتا ہے لیکن میں اپنے سے کوشش میں دریغ نہ کرونگا اور جہاں تک ہو سکے گا حسن سیرت انصاف پروری اور مساوات امت میں سعی کرتا رہونگا۔ اب عبدالرحمن اٹھکر کھڑا ہوا اور مناجات کے لئے ہاتھ بلند کر کے بولا اے خدا جس امر میں امت محمد مصطفے کی بہبودی اور برتری ہو اسے ظاہر فرما اور ہمیں توفیق دے کہ اس کام کو اچھی طرح سے انجام دیں۔ یہی دعائیں مرتبہ مانگ کر لوگوں سے کہا اے مسلمانوں میں نے تمام قوم کو آزما دیکھا اور ظاہر و باطن میں ان کا حال معلوم کر لیا ہے۔ سب آدمی عثمان بن عفان کی خلافت پر رضامند ہیں سب یہی بات چاہتے ہیں اور سب کے سب متفق اللفظ ہیں اسی وجہ سے میں بھی شیخ الاسلام عبیدہ بن امیہ یعنی عثمان بن عفان کی خلافت پر رضامند ہوکر بیعت کرتا ہوں۔ پھر عثمان سے کہا اے ابوعمر ہاتھ بڑھا عثمان نے آگے ہاتھ بڑھایا اور عبدالرحمن نے ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی پھر تو تمام اکابر و صحابہ نے عثمان سے بیعت کر لی پھر تو عام و خاص لوگوں نے بیعت کی۔ اسطرح سے عنان خلافت عثمان کے ہاتھ میں آگئی اور سب نے آپ کی خلافت سے رضامندی ظاہر کی لیکن بنی ہاشم کے بزرگوار اشخاص کی جماعت باز رہی جب سب آدمی چلے گئے عبداللہ بن عباس نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے کہا اے ابوالحسن لوگوں نے آپ کو دھوکہ دیکر خلافت عثمان کی اجازت حاصل کر لی آپ نے فرمایا انہوں نے مجھے دھوکہ نہیں دیا بلکہ میں جانتا تھا کہ سب اسی سے رضامند ہیں اور مسلمانوں کی مخالفت مجھے منظور نہ تھی کیونکہ آفت میں فساد پڑ جاتا۔ بیعت کے دوسرے دن طلحہ بن عبداللہ سفر سے واپس آیا آدمیوں نے رسم مبارکباد ادا کر کے خلیفہ عمر کی وفات سے مطلع کیا بہت رویا اور کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر پوچھا امر خلافت کی نسبت تم نے کیا سوچا ہے۔ لوگوں نے کہا جیسا امیرالمومنین عمر نے مقرر کیا تھا تین روز تک تیرے آنے کا انتظار کیا گیا تو زمانے میں جبری آخر کار سب نے متفق ہو کر عثمان بن عفان سے بیعت کر لی اور خلافت اسے مل گئی۔ اگر تو راضی ہو تو اور سر تیرے سامنے رائیں جمع کریں تاکہ تیری رضامندی بھی حاصل ہو جائے۔ طلحہ نے کہا معاذ اللہ میں نہیں چاہتا کہ جس کام کو مسلمانوں نے متفق ہو کر کر لیا ہے اسکے درہم برہم کر دوں اور اہل اسلام سے مخالفت اختیار کروں عثمان اس مسند کے لائق ہے اور اس سے بڑھکر اور کوئی شخص نہیں ہے۔ غرضکہ عثمان کی خلافت قائم ہوگئی اور سنہ ۲۴ ہجری سے عثمان نے نظم و نسق ممالک شروع کیا جب

پہلے ابو موسیٰ اشعری کو جسے عمرؓ نے بصرہ کا حاکم مقرر کر رکھا تھا معزول کیا اور اُس کی جگہ عبداللہ بن عامر بن کریز کو مامور کیا۔ یہ شخص عثمان کی خالہ کا بیٹا تھا۔ اور عثمان کی ماں کریز بن ربیعہ کی بیٹی تھی۔ جب عبداللہ عامر بصرہ میں داخل ہوا اُس کی عمر چھبیس برس کی تھی اہلِ بصرہ استقبال کر کے رسم آداب بجا لائے اور خوب تعریفیں کیں کہ تو ایسا امیر ہے جو عقلِ کامل، علم وافر، صفائی خاطر، تیز فہمی اور درشتی کے ساتھ نرمی اور نرمی کے ساتھ سختی، معافی کے ساتھ سچائی اور دولت مندی کے ساتھ تواضع۔ نیز دینی شرائط کے ساتھ معرفت اور پسندیدہ خصلتوں کے ساتھ صبر و یقین کا مجموعہ ہے اللہ تعالیٰ تیری عمر دراز کرے اور تیری نیکیاں جملہ مسلمانوں کے شامل حال ہوں۔ تو ہمیشہ اپنے پسندیدہ دین اسلام پر قائم رہے اور بہشت میں جگہ ملے۔ عبداللہ کو بصرہ میں آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ فارس میں ابتری پیدا ہوئی عثمان کو بھی خبر ملی کہ ماہک بن شاہک نے تیس ہزار فوج کی جمعیت سے فارس میں سر اُٹھا کر تمام علاقے جو مسلمانوں کے قبضے میں آ چکے تھے چھین لئے ہیں۔ عبداللہ بن عامر کو خط لکھا کہ فارس میں پہنچ کر ماہک کے آتش فساد کو بجھائے اور تمام علاقہ کو از سر نو قبضہ میں لا کر مستحکم انتظام کرے پھر خراسان پر چڑھائی کر کے وہاں کے شہروں پر قبضہ جمائے عبداللہ نے امیر المومنین عثمان کے خط کے پہنچتے ہی اہلِ بصرہ کو جمع کیا۔ خلیفہ کا خط پڑھ کر جنگ و جہاد کی رغبت دلائی سب نے راضی ہو کر تیاریاں شروع کر دی۔ الغرض عبداللہ نے لشکرِ جرار کے ساتھ بصرہ سے نکل کر جانب فارس کوچ کیا۔ قریب پہنچنے پر ماہک نے بھی اطلاع پا کر لشکر فراہم کیا۔ صحرائے اصطخر میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ صبح سے نمازِ ظہر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی انجام کار ماہک مسلمانوں کی حرب و ضرب دیکھ کر گھبرا گیا اور ثابت قدم نہ رہ کر بھاگ نکلا شکست فاش کھائی اسلامی لشکر نے پیچھا کر کے خوب ہی قتل و قمع کیا فوج کفار کا بہت سا حصہ قتل ہو گیا اور بقیۃ السیف نے اصطخر میں گھس کر پناہ لی۔ مسلمانوں کے لشکر کے ایک دستہ نے ماہک کا تعاقب کیا اور یزید بن محکم الازدی نے اُسے جا لیا۔ جس چاہا کہ اُس پر تلوار کا ہاتھ چھوڑے ماہک نے سر پر سے تاج اُتار کر اُس کی طرف پھینک دیا۔ یزید تاج اُٹھا کر اپنے لشکر کی طرف پلٹ آیا اور یہ حال بیان کیا۔ عبداللہ بن عامر نے اصطخر کے محاذی قیام کیا اور محاصرہ کر کے برابر حملہ کرتا۔ سخت معرکہ آرائیاں ظہور میں آئیں آخر کار اصطخر قہر و غلبہ سے فتح ہو گیا مسلمان شہر میں گھس گئے۔ وہاں جس قدر جنگی آدمی تھے چُن چُن کر قتل کئے گئے اور بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ماہک نے عبداللہ کے پاس قاصد بھیج کر امان چاہی اُس نے اِس شرط سے پناہ دی کہ اصطخر میں آ کر رہے اور جزیہ دیا کرے ماہک نے سب باتیں مان لیں اور عبداللہ کے پاس چلا آیا۔ عبداللہ نے دلجوئی کی اور حسب قرار داد اصطخر میں جگہ دی

بیان فتح خراسان و نیشاپور

اُس کے بعد عبداللہ نے خراسان پر چڑھائی کی اسکی سرحد پر پہنچتے ہی مجاشع بن مسعود کو بلا کر کرمان کا حاکم قرار دیا اور ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے جانب کرمان روانہ کر دیا۔ خود خراسان کا رخ کیا اور مقدمۃ لشکر پر احنف بن قیس تمیمی کو سردار بنایا۔ جب نیشاپور کے علاقہ میں پہنچے تو وہاں کا بادشاہ اسوار نام مقابلہ سے پیش آیا۔ عبداللہ نے دیہات کو غارت کر کے اہلِ شہر سے جنگ کی اور بیشتر حصہ ہوتی قتل کر دیا گیا مگر اہلِ نیشاپور کے ساتھ جنگ بہت طول پکڑ گئی اسی اثنا میں طوس کے حاکم کنادیک نام نے خط لکھ کر عبداللہ سے امان طلب کی اور یہ وعدہ کیا کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر نیشاپور کے فتح کرنے میں مدد دوں گا۔ عبداللہ نے اِس امر کو منظور کر لیا۔ کنادیک جریدہ سیاہ لیکر عبداللہ سے آملا۔ عبداللہ نے بڑی خاطر داری کی اسکو اور اسکی فوج کے سرداروں کو گراں بہا خلعت بخشے پھر معرکہ نیشاپور کی طرف متوجہ ہو کر سخت کوششیں کیں طرفین سے بڑے بڑے معرکے ظہور میں آئے پھر تو عبداللہ نے قسم کھائی کہ میں دروازہ نیشاپور سے نہ ہٹوں گا تاوقتیکہ اِس شہر کو فتح نہ کر لونگا۔ یا مر جاؤں گا۔ یا شہر کے اندر داخل ہوں گا۔ نیشاپور کے بادشاہ اسوار نے جب اِس قسم کا حال سُنا تو ڈر گیا اور قاصد بھیج کر اِس شرط پر صلح چاہی کہ مجھے امان دی جائے تو شہر کے تمام دروازے کھول دوں اور عبداللہ جس دروازے سے چاہے اندر آ جائے عبداللہ نے شرط منظور کر کے پناہ دی اور طرفین سے جملہ شرائط طے اور عہد و قسم سے مضبوط ہو کر صلح ہو گئی دوسرے دن صبح کے نکلتے ہی اسوار نے شہر کے دروازے کھول دیئے عبداللہ مع لشکرِ اسلام شہر میں داخل ہوا نعرہ تکبیر بلند کر کے قتل و غارت گری پر ہاتھ کھولا صبح سے نمازِ مغرب تک قتل عام اور لوٹ مار جاری رہی اب کنادیک حاکم طوس نے عبداللہ سے کہا اے امیر فتح اور غلبہ پانے کے بعد انتقام لینے سے عفو کرنا زیادہ اچھا کام ہے۔ عبداللہ نے اُس کی سفارش کو منظور فرما کر اہلِ شہر کو امان دی اور اپنی فوج میں منادی کرا دی۔ فوج نے لوٹ مار سے ہاتھ روک لیا۔ اور امن ہو گیا اُس کے بعد عبداللہ نے نیشاپور کی حکومت کنادیک کے حوالہ کر کے اُس شہر پر قبضہ جما دیا۔ مرو کے باشندوں نے جب یہ خبر سُنی کہ طوس اور نیشاپور کو ابن عامر نے تسخیر کر لیا۔ تمام علاقہ مسلمانوں کے زیر تصرف ہو گیا اور جنگ و جدل اور قتل و غارت گری کی تمام خبریں معلوم ہوئیں تو ڈر گئے اور قاصد بھیج کر اس قرار داد پر صلح

کرلینی چاہی کہ ہر سال تین لاکھ درم نقد جزیہ دینگے۔ عبداللہ نے صلح منظور کرلی اور ابن عوف حنفی کو مرو کا امیر مقرر کرکے بھیجدیا حسن نے وہاں پہنچکر جملہ شرائط طے کرکے بادغیس
مرو سے صلح قرار دی۔ اسکے بعد ہرات کے بادشاہ کنتو نامے عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر درخواست صلح کی اور چاہا کہ ہرات اور فوشنج میرے قبضہ میں رہنے دے میں ایک ہزار
درہم سالانہ دیتا رہونگا۔ عبداللہ بن عامر نے رضامند ہو کر اُسے فرمان لکھدیا اور جانب ہرات واپس کردیا۔ پھر سرخس کا سردار ماہویہ حاضر خدمت ہوا اور امان چاہی کہ سرخس اور اسکے
قلعے میرے ہی قبضے میں چھوڑ دیئے جائیں تو میں ایک لاکھ درہم اور ہزار ہزار گیہوں اور جو سالانہ ادا کروں گا۔ عبداللہ نے ان سب امور کو منظور کرکے اُسے پناہ دی اور جانب
سرخس روانہ کردیا۔ پھر نسا اور ابیورد کا امیر حاضر ہوا جسنے ہر سال تین لاکھ درم اور ایک ہزار گیہوں اور جو دینے کرکے پناہ مانگی۔ عبداللہ نے اُس کی درخواست بھی منظور کرکے
فرمان لکھدیا اور کہا اپنے مقام کو چلا جا۔ پھر فاریاب اور طالقان کا بادشاہ آیا اور اس قرارداد پر صلح چاہی کہ میں ہر سال دو لاکھ درم اور پانسو گز گندم و جو دیتا رہونگا عبداللہ
نے رضامندی کے ساتھ اُسے بھی فرمان لکھکر اس کے علاقہ پر برقرار رہنے دیا۔ اُس کے بعد ہر سمت کے والیان ملک اور امیر آنے شروع ہوگئے۔ ہر ایک پناہ کا خواستگار ہوا۔
اور عبداللہ نے بھی مصالحت کے ساتھ ایک ایک کو عہدنامہ لکھکر دیدیا اور انہی کے علاقوں پر بحال رکھا اُس کے بعد عبداللہ بن عامر نے اپنے چچازاد بھائی عبدالرحمن بن سمرہ
بن حبیب بن عبدالشمس بن عبد مناف کو طلب کیا اور مسلح لشکر دے کر سجستان کیطرف روانہ کیا جب وہ شہر کے متصل پہنچا تو سجستانیوں نے مقابلہ کیا۔ کئی سخت معرکے
پیش آئے۔ آخرکار بزور شمشیر اس شہر کو مسلمانوں نے فتح کرلیا۔ اور داخل شہر ہو کر خوب ہی قتل و قمع اور دار و گیر کی بیشمار مال غنیمت اور قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے پھر
عبدالرحمن نے تسخیر کابل کا قصد کیا۔ فوج سے مشورہ لیکر اسطرف روانہ ہوا اور کابل کے متصل پہنچکر قیام کیا بادشاہ کابل نے جو عرج مشہور تھا فوج فراہم کرکے مسلمانوں سے
جنگ کی پھر مقابلہ سے تنگ آکر قلعہ بند ہو بیٹھا۔ عبدالرحمن نے ہر طرف سے محاصرہ کرلیا۔ اور کبھی کبھی طرفین سے مقابلہ بھی آپڑتا۔ اسی طرح سے ایک سال گزر گیا اور اس
شہر کی تسخیر میں فوج اسلام کو سخت تکلیفیں اُٹھانی پڑیں۔ انجام کار بزور شمشیر اُسے بھی فتح کرلیا۔ مسلمانوں نے داخل شہر ہو کر کابل کے شاہ کو بھی جو وہاں کا فرمانروا تھا
گرفتار کرلیا۔ جسوقت عبدالرحمن کے سامنے لایا گیا حکم دیا کہ قتل کر ڈالیں مگر اُسنے کلمہ شہادت پڑھکر اسلام اختیار کرلیا۔ جسکے سبب عبدالرحمن محبت سے پیش آیا۔ اسکے
بعد مال غنیمت اور قیدیوں میں سے جو علاقہ سجستان اور کابل سے ہاتھ لگے تھے خمس نکالکر عبداللہ بن عامر کی خدمت میں بھیجدیا۔ اور خط میں فتح سجستان و کابل کی
تمام کیفیت شرح و بسط کے ساتھ درج کردی۔ اب عبداللہ نے ایک اور نامور عرب اقرع بن سابق تمیمی کو بلا کر اور ایک ہزار جوانوں کی جمعیت دیکر حکم دیا کہ جوزجان پر چڑھائی
کرے اور اُس شہر کو قبضے میں لاوے خواہ جنگ سے خواہ صلح سے جیسا کہ دوسرے مقامات پر جزیہ مقرر کیا گیا ہے۔ اقرع حسب الحکم روانہ ہوا جب نزدیک شہر پہنچا اہل جوزجان
نقارے بجاتے دمامے کوٹتے اور اسلحہ ہلاتے نکلے۔ دونوں لشکروں میں بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ آج بہت سے مسلمان شہید ہوگئے اور بہت کم بحال خراب بھاگ کر ابن عامر
کے پاس پہنچے۔ عبداللہ نے احنف بن قیس کو بلا کر کہا اب حج کا زمانہ آن پہنچا ہے۔ میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں اور جسطرح ہو گا اس ارادہ کو پورا کرونگا۔ جو سادات
اور بزرگان عرب میرے پاس ہیں میں سب کو پہچانتا اور ان کے حالات اچھی طرح جانتا ہوں اور تجھے امارت خراسان کی نیابت کے لئے منتخب کیا ہے لازم ہے کہ تو میرے پیچھے
اپنی عادت کے موافق اتحاد جد کی حسن سیرت اور احتیاط سے میرا نائب رہکر خراسان کی حکومت اور رعایا کی دیکھ بھال بحسن و خوبی بجا لائے۔ اُس کے بعد عبداللہ خراسان
کا تمام مال غنیمت و محاصل فراہم کرکے بعزم حج روانہ ہوگیا۔ مرو اور طالقان کے باشندوں نے اُس کی واپسی کی خبر سنکر تیس ہزار فوج جمع کی۔ احنف بن قیس کو بھی
اطلاع ہوئی لشکر فراہم کرکے مخالفوں کیطرف بڑھا اور بائے مرو سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر جس مقام کو کوشک احنف کہتے ہیں قیام کیا۔ مرو اور طالقان کی فوج
نے جنگ کے لئے قدم بڑھایا جب دونوں لشکر مقابل ہوگئے اور صفیں ترتیب پاگئیں احنف نے زور سے تکبیر کہکر حملہ کیا اور خاص اپنے ہاتھ سے تین سرداروں کو جو صاحب
علم تھے مار کر گرا دیا۔ کفار یہ حال معائنہ کرکے تاب مقابلہ نہ لائے شکست فاش کھائی مسلمانوں نے قتل و قمع کرتے ہوئے دس فرسنگ تک پیچھا کیا بے شمار قیدی اور
بے انتہا مال غنیمت لیکر پلٹے۔ احنف نے اس عظیم الشان فتحیابی کے شکر درگاہ باری تعالیٰ میں شکریہ ادا کیا پھر بلخ کا رخ کیا اور متصل شہر پہنچکر ایک دروازہ کے مقابل اتر پڑا
اور فوج کے خیمے نصب کئے۔ بادشاہ بلخ کراز نامی نے لشکر اسلام کا طنطنہ ملاحظہ کرکے خوف کھایا اور اُس کے دل پر بڑا رعب چھا گیا وہیں پہنچکر صلح کا خواستگار ہوا۔

احنف نے اس قرار داد پر صلح منظور کر لی کہ وہ چار لاکھ درہم نقد ادا کرینگے اور ہر سال ایک لاکھ درہم اور پانسو کر گندم و جو دیتے رہینگے۔ پھر احنف وہاں سے روانہ ہو کر ملکِ خراسان کے تمام شہروں اور قصبوں اور قلعوں کو یکے بعد دیگرے قبضے میں لایا جہاں سے گزرتا روپیہ فراہم کرتا اور خمس علیحدہ کرکے باقی کو فوج میں تقسیم کر دیتا۔ اسطرح عبدالرحمٰن بن سمرہ سجستان اور کابل کے علاقوں میں پھر رہا تھا۔ مال وصول کرتا اور خمس علیحدہ کرکے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجتا تھا۔ معاویہ بن ابی سفیان جسے الحکم عثمان شام کے ملک کا حاکم تھا اُسنے ایک شخص حبیب بن مسلمہ فہری کو بلا کر چار ہزار سوار اور دو ہزار پیدل حوالہ کرکے سمت آرمینیا بھیجا۔ اُسنے بتعمیل حکم معاویہ آرمینیا میں داخل ہو کر تمام علاقہ فتح کر لیا۔ اور جزیرہ تک جا پہنچا جب شمشاط کی نواح میں داخل ہوا تو اُسے خبر لگی کہ ایک رومی سردار اسّی ہزار فوج لئے ہوئے مسلمانوں سے مقابلہ کرنیکو چلا آرہا ہے۔ حبیب نے معاویہ کو خط لکھکر لشکر مذکور کے حال سے اطلاع دی۔ معاویہ نے حبیب کا خط پڑھکر اور صورتِ حال سے مطلع ہوتے ہی خلیفہ عثمان کو بذریعہ تحریر اس حال سے آگاہ کیا۔ عثمان نے معاویہ کے خط سے تمام حال معلوم کرکے ولید بن عقبہ حاکمِ کوفہ کو لکھا کہ دس ہزار لشکر کوفی منتخب کرکے ماتحتی مسلم بن ربیعہ باہلی حبیب بن مسلمہ کی کمک کے لئے روانہ کرے۔ ولید نے اس فرمان کے پہنچتے ہی لوگوں کو جمع کرکے حکم سنا دیا اہلِ کوفہ مصمم ارادہ سے مستعدِ جنگ ہوگئے۔ دس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت مسلم بن ربیعہ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئی۔ مسلم نے فوراً کوفہ سے نکلکر شمشاط کی سمت کوچ کیا۔ جسوقت حبیب کو خبر لگی کہ کمک قریب آپہنچی ہے اپنے لشکر سے کہا۔ کہ اہلِ کوفہ ہماری مدد کو آرہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اُن کے پہنچنے کے بعد جیسے دشمنوں پر فتح حاصل کی تو کوفیوں کا نام ہو جائیگا۔ اسلئے مناسب ہے کہ مدد کے پہنچنے سے پیشتر ہی ہم اپنی جمعیت سے بلا استمداد اہلِ کوفہ معرکہ آرائی کریں ممکن ہے ہمکو فتح نصیب ہو۔ فوج نے کہا ہم مطیع ہیں جو کچھ حکم ہوگا بجا لائینگے حبیب بڑا عقلمند اور بہادر شخص تھا۔ فنونِ جنگ خوب جانتا تھا۔ کچھ دیر سوچ سمجھ کر یہی رائے قائم کی کہ رات کے وقت چھاپہ مارے۔ جب رات ہوئی فوج کو ترتیب دیکر تمام سرداروں اور افسروں کو اپنے منصوبوں سے مطلع کر دیا اور آہستہ آہستہ چلکر دشمن کی فوج کے متصل جا پہنچا اسکے بعد عین عالمِ بیخبری میں ہر طرف سے حملہ کر دیا اور شمشیر زنی سے کام لیا۔ کافروں کی جمعیت کا کچھ حصہ قتل کر دیا اور کچھ قید کر لئے اور باقی اُس اندھیری رات میں اِدھر اُدھر کو بھاگ کر منتشر ہوگئے سورج کے نکلنے کے وقت دشمن کا ایک متنفس بھی اُس میدان میں نہ رہا۔ اب حبیب نے بیشمار لوٹ کا مال لیکر اور اُس کا خمس امیر المومنین کی خدمت میں بھیجکر باقی اپنی فوج میں تقسیم کر دیا ہر ایک شخص کو زرِ کثیر وصول ہوا۔ اسی اثنا میں مسلم بن ربیعہ بھی کوفی لشکر سمیت آپہنچا اور حبیب سے کہا ہمکو دارالخلافہ نے تمہاری امداد کیلئے روانہ کیا ہے اور تمنے ہمارے آنے کی شہرت سے قوی دل ہو کر دشمنوں پر فتح پائی ہے اسلئے مالِ غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دو۔ حبیب نے جواب دیا تمہاری درخواست منصفانہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فوجِ کثیر پر تمہارے آنے سے پیشتر فتح کرامت کی ہے جس گروہ نے جان پر کھیل کر اور خطرہ میں پڑ کر جنگ کی اور مالِ غنیمت پایا ہے تو اُس سے واپس نہ لیا جائے اسمیں تمہارا کچھ حق نہیں۔ انجام کار حبیب اور مسلم میں اسی گفت و شنید سے یہانتک نوبت پہنچی کہ دونوں جماعتوں نے تلواریں سونت کر ایک دوسرے پر حملہ کیا بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر کوفہ بہت تھا اور چونکہ حبیب کی جماعت خستہ اور زخم خوردہ تھی اُسنے شکست کھائی۔ یہی سب سے پہلا موقع تھا کہ عراق اور شام والوں میں عداوت ہوگئی حبیب نے خط لکھکر عثمان کو صورتِ حال سے اطلاع دی عثمان نے جواب دیا کہ تمنے جو مالِ غنیمت حاصل کیا ہے اُسے عراق والوں سے مستثنیٰ نہ رکھو بلکہ اُنکو بھی اس میں شریک کرو۔ حبیب نے فرمان خلیفہ عثمان پڑھکر اپنے لشکر کو مضمون مندرجہ سے مطلع کیا سب نے از روئے اطاعت منظور کرکے اُس مالِ غنیمت میں سے اہلِ عراق کو حصہ دیدیا۔

حبیب نے اُسی جگہ قیام کیا اور مسلم بن ربیعہ نے حسب ارشاد امیر المومنین لشکر کوفی کے ہمراہ آرمینیا پر چڑھائی کی وہاں کے حکام حربی لشکر کے آنے کی خبر سنکر ڈر گئے قلعوں اور چار دیواریوں کے اندر پناہ گیر ہو بیٹھے بعضوں نے مقابلوں اور معرکہ آرائیوں میں تباہی حاصل کی سب یہی کہتے تھے کہ لا مقابل آسمانی لشکر ہے اُسپر کوئی ہتھیار کارگر نہیں ہوتا نہ وہ مرتے ہیں۔ اب مسلم نے بیلقان کیطرف جو ولایت ارمن کا شہر ہے قدم بڑھایا۔ راستہ میں جس شہر اور قصبے سے گزرتا تھا وہاں دینِ اسلام پھیلاتا جزیہ قائم کرتا اور زر مقررہ لیتا جاتا تھا اور جو شخص مخالفت سے پیش آتا اُسے ہلاک کر دیتا تھا۔ جب بیلقان کے پاس پہنچا تو وہاں کے باشندے حاضر خدمت ہوئے بہت سامان نذر پیش کیا اور خواستگارِ صلح ہو کر جزیہ اور فد [illegible] ا قبول کیا۔ مسلم نے پناہ دیکر زرِ مصالحت لیا اور وہاں سے چلکر قلعہ بردع کے دروازہ پر

اپنا سر دے والوں نے بھی صلح کر لی۔ مسلم روپیہ وصول کر کے شروان کی طرف متوجہ ہوا دریائے کر کو عبور کر کے شہر شروان کے سامنے آ پڑا۔ بادشاہ شروان نے قاصد بھیج کر درخواست صلح پیش کی مسلم نے صلح منظور کی اور زر مقررہ لے کر شاہراہ ان وسقط کا رخ کیا۔ اس سرزمین میں پہنچ کر پہاڑی حاکموں کے پاس قاصد روانہ کئے کہ حاضر درگاہ ہوں۔ ملک الکر اور ملک رتیلاں اور طبرستان کے فرمانروا ایک دوسرے کے بعد حاضر ہوئے طرح طرح کے تحفے اور ہدیے پیش کئے اور اپنے اپنے علاقوں کا روپیہ داخل کر کے سالانہ خراج منظور کر لیا طرفین سے پختہ عہد و پیمان ہو گیا۔ پھر مسلم نے سب کو رخصت کر کے بجانب باب الابواب کوچ کیا اس وقت ترکستان کا بادشاہ خاقان تین لاکھ فوج لئے وہاں موجود تھا اور اسے سن رکھا تھا کہ لشکر عرب کی تعداد صرف دس ہزار ہے انہیں آسمانی مدد ملتی ہے اور کوئی ہتھیار ان پر اثر نہیں کرتا دل میں بہت ڈرا اور بعجلت اس شہر سے نکل گیا مسلم نے باب الابواب میں داخل ہو کر تمام شہر کو خالی پایا تین روز قیام کیا کہ لشکر آرام پا لے اس کے بعد خاقان کی جستجو میں نکل کھڑا ہوا اثنائے تلاش میں اس کا گذر علاقہ خزر کے ایک شہر برجوز نام میں ہوا۔ وہاں بھی کسی شخص کو نہ پایا مسلم نے وہاں قیام نہ کیا اور خاقان کی تلاش میں آگے چلا گیا جب خزر کے شہر بلنجرہ میں پہنچا تو اس کے متصل ایک بہت بڑا سبزہ زار دیکھا وہیں قیام کیا یہ سبزہ زار بہت ہی وسیع تھا اور اس میں سے ایک بہت بڑا دریا گذرتا تھا خاقان کی فوج کے بھی کچھ لوگ اس سبزہ زار میں موجود تھے ایک شخص نے چوری سے لشکر اسلام کا حال دریافت کرنا چاہا۔ ایک مسلمان کو دیکھا کہ دریا کے پانی میں نہا رہا ہے اس کافر نے لرزتے کانپتے تیر کمان میں رکھ کر نشانہ سادھا حسن اتفاق تیر نشانہ پر بیٹھا اور وہ مسلمان جوان مر گیا کافر دوڑ کر اس کے پاس آیا سر تن سے اتار کر اور کپڑے لیکر خاقان کے پاس پہنچا اور کہا یہ سر اس لشکر کے ایک سپاہی کا ہے جسے چڑھائی کی ہے اور جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ آسمانی لوگ ہیں ان پر ہتھیار کام نہیں کرتا یہ مرد اسی فوج میں سے تھا میں نے تیر مارا فوراً مر گیا اب سر کاٹ کر تیرے پاس لایا ہوں خاقان نے وہ سر دیکھ ملاحظہ کیا۔ اور قاتل کا پیان شکر منادی کر دی کہ فوج فراہم ہو جہاں جہاں سردار اور حکام موجود تھے خط بھیج بھیج کر مسلمانوں سے جنگ کرنے کی ترغیب و تحریص دلائی فراہمی لشکر کے بعد خاقان ٹڈی دل جیسی فوج کے ساتھ فوج اسلام کی طرف بڑھا مسلمانوں نے جہاں تک ہو سکا خوب ہی کوشش کی مگر مقابلہ ان کی قوت سے بالکل باہر تھا۔ انجام یہ ہوا کہ وہ عاجز آ گئے اور ایک ہی حملہ میں ایک ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ کافر مسلمانوں پر غالب آ گئے مسلم بن ربیعہ اور اس کے ہمراہی دس ہزار اہل کوفہ سب کے سب شہید ہو گئے ایک شخص بھی زندہ نہ بچا یہ حادثہ شہر بلنجرہ کے میدان میں واقع ہوا ان سب مسلمانوں کی خاک اسی جگہ میں مل گئی جسے قبور الشہداء کہتے ہیں رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ عثمان کو اس خبر کے سننے سے نہایت ہی رنج و غم ہوا۔ خواب و آرام ترک کر دیا اور حبیب بن مسلمہ کو خط لکھا کہ جس قدر لشکر تیرے پاس موجود ہے اسے لیکر آرمینیا پر چڑھ جائے اور جو مسلمان وہاں شہید ہوئے ہیں ان کا عوض خاقان اور اس کی فوج سے لے۔ حبیب نے حسب الحکم فوج کو جمع کر کے تسلی دی اور ہر شخص کو تنخواہ اور سواری کے لئے گھوڑا دیکر جانب آرمینیا روانہ ہوا اس جگہ سے ہوتا ہوا اس گھاٹی سے جسے سد بنی زوارہ کہتے ہیں گذر کر شہر جلاط کے متصل پہنچا۔ دیکھا کہ وہاں کا قلعہ نہایت ہی عظیم الشان اور مستحکم ہے اور اس قلعہ کے اندر جس قدر کافر ہیں سب کے سب بڑے بہادر اور لڑنے والے جوان ہیں باہم سخت معرکے پیش آئے انجام کار حبیب نے قلعہ فتح کر لیا۔ اور تمام کافروں کو ہلاک کر کے ان کے اہل و عیال کو قید کر لیا اس قلعہ میں سے بے انتہا مال اور زر برآمد ہوئے پھر کوچ در کوچ کر کے علاقہ مطاسر کے ایک مقام سراج نام پر پہنچا وہاں قیام کر کے علاقہ خزران کے جملہ امیروں اور سرداروں کے نام وہاں جاری کئے کہ حاضر درگاہ ہوں اطراف و جوانب کے امراء کا ایک گروہ حاضر ہوا اور اسی ہزار درہم پر صلح قرار پائی حبیب نے زر مقررہ لے کر عہد نامہ تحریر کر دیا اور سب کو رخصت کیا اسی اثناء میں خلیفہ عثمان نے حبیب کو معزول کر کے حذیفہ الیمانی کو اس کی جگہ مامور کیا حذیفہ نے آ کر اسی مقام پر قیام کیا اور اپنے چچا کی اولاد میں سے ایک شخص صلہ بن زفر عبسی کو ایک لشکر کے ساتھ اس علاقہ کے نواح میں بھیجا۔ صلہ نے وہاں کا انتظام نہایت ہی خوبی کے ساتھ کیا اس علاقے کے تمام بادشاہ اور امیروں وغیرہ کو فرمانبردار بنا لیا سب اس کے حکم پر چلتے اور اس کی آواز پر کاربند ہوتے اسی طرح ایک سال کا عرصہ گذر گیا اور وہ اسی علاقہ میں رہا۔ پھر خلیفہ عثمان نے حذیفہ بن الیمان کو بھی اس جگہ سے معزول کر کے اس کی جگہ مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ مغیرہ نے بھی وہاں پہنچ کر کچھ دنوں قیام کیا اور قابل تعریف آئین مقرر کئے پھر امیر المومنین نے مغیرہ کو بھی معزول کر کے اشعث بن قیس کو اس علاقہ کا حاکم مقرر کیا اشعث نے اس تمام علاقہ کو قبضے میں لا کر عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے وقت تک اپنا قبضہ جاری رکھا۔

حبشہ کے فساد اور ساحلِ دریا پر قتل و غارت گری کے واقعات کا بیان

راویانِ اخبار بیان کرتے ہیں کہ جس وقت خلیفہ عثمان ملکِ آرمینیا کی تسخیر اور انتظام علاقجات دیگر میں مصروف تھے۔ سنا کہ ملک حبشہ کے کچھ لوگوں نے بحر شام کے کناروں پر اتر کر اُن دیہات کو جو زمانہ خلیفہ عمرؓ میں فتح ہوئے تھے لوٹ لیا ہے۔ اور کسقدر مسلمانوں کو قتل کر کے اُن کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا ہے۔ عثمان اس واقعہ سے غمگین ہوئے انکدن انصار اور مہاجرین میں سے مشہور لوگوں کو بلا کر اِس امر میں صلاح کی کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے اور اس جماعت کے دفعیہ کے لئے کون امر زیادہ مناسب ہوگا۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ جبتک جلسہ میں کہ جنھوں نے یہ حرکت کی ہے جلدی نہ فرمائیں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے قاصد بھیجکر شاہ حبش سے اس واقعہ کی کیفیت طلب کیجائے اگر یہ نامعقول حرکت اسی کے اشارہ اور رضامندی سے ہوئی ہے تو زیادہ غور و فکر کرنا چاہئے۔ اور اگر اُس کی اجازت بغیر فوج کے جاہل اور بدمعاشوں نے ایسا کیا ہے تو شاہِ حبش ہی سے اُنکا تدارک کرانا چاہئے۔ وہی اُن لوگوں کو تنبیہ اور سرزنش کرے۔ عثمان نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور اِس بات میں شاہ حبش کے نام خط تحریر کر کے محمد بن مسلمہ انصاری کو دیا اور ایلچی بنا کر مع دس ہمراہیوں کے بھیجا اُسنے شاہ حبش کے دربار میں پہنچکر نامہ دیا اور حق رسالت بجالایا حبش کے بادشاہ نے صاف انکار کیا مجھے اِس واقعہ کی کچھ خبر نہیں میری رضامندی سے ایسا ہوا ہے۔ وہ آدمی بھیجکر اُن لوگوں کو طلب کیا اور سرزنش کر کے لوٹا ہوا مال اور قیدی واپس لیکر محمد بن مسلمہ کے حوالہ کر دیئے اور خلیفہ کے خط کا جواب اچھے طریق سے لکھا۔ ایلچی پر بھی بڑی مہربانی فرمائی اور خوشنودی کے ساتھ واپس بھیجا محمد نے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اُس جماعت اور مال کو جو اہل حبش سے واپس لیا تھا پیش کیا عثمان خوش ہوئے اور ساحل کے رہنے والے مسلمان باشندوں پر عنایت فرما کر اسلحہ اور فوج سے تقویت بخشی کہ پھر کبھی دشمن ایسا ارادہ کریں تو اُن کو باز رکھ سکیں اور اہل حبش اور دیگر مخالفوں کی طرف سے فارغ دل رہ سکیں۔

معویہ بن ابی سفیان کے ہاتھ سے جزیرۂ قبرس کا فتح ہونا

اسی اثناء میں معویہ بن ابی سفیان کا ایک خط خلیفہ کی خدمت میں پہنچا کہ آج کل سمندر اُتر گیا ہے اُسکی موجیں اور سختیاں بند ہوگئی ہیں ایسے وقت میں کشتیاں باسانی آمد و رفت کر سکتی ہیں اور ہم چند روز میں داخل جزیرہ قبرس ہو کر بہت آسانی سے اُسے اپنے قبضہ میں لا سکتے ہیں جسکی فتح سے مسلمانوں کو بے شمار مال و دولت ہاتھ آئیگا اگر امیر المومنین کا حکم ہو تو اس مہم کو اختیار کر کے انجام دوں۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ زمانہ خلافت امیر المومنین عمرؓ میں بھی تو نے ایسی درخواست کی تھی مگر قبول نہ ہوئی تھی میں بھی اس مہم کی اجازت نہیں دیتا اور اگر تو چار ناچار اِس خطرناک مہم کو چھیڑنا ہی چاہتا ہے تو اور کسیطرح اس ارادہ سے اپنے آپ کو باز نہیں رکھ سکتا تو اپنے عیال و اطفال کو بھی اپنے ہمراہ لیجا جس سے مجھے اطمینان ہو جائے کہ تو سچ کہتا ہے کہ سفرِ دریا خطرناک نہیں ہے۔ جب معویہ کو یہ جواب ملا تو سفرِ دریا اور مہم جزیرہ قبرس کا مصمم ارادہ کر کے حکم دیا کہ کشتیاں اور ناویں تیار کر کے دریائے عکہ کے ساحل پر موجود کریں اور صدورِ حکم کے منتظر رہیں۔ حسب الحکم معویہ کے حکم سے جو جو اشیاء مطلوب تھیں مرتب و مہیا کر کے مقام مقصود پر پہنچا دی گئیں اب معاویہ نے فوج کو تنخواہ تقسیم کر کے اچھے اچھے وعدوں سے دل بڑھایا اور جانب دریائے عکہ روانہ ہوا حسب الحکم خلیفہ اپنے اہل و عیال اور فرزندوں کو دمشق سے ہمراہ لیکر سفر کرتا ہوا داخل عکہ ہوا۔ وہاں ایک دو روز قیام کر کے آرام کیا۔ پھر معاویہ مع فرزندان و مقربان و خواصان ایک کشتی میں سوار ہوا باقی لشکر اور کشتیوں اور ناؤں میں سوار ہوا کُل دو سو بیس کشتیاں اور ناویں تھیں جسوقت یہ فوج روانہ ہوئی جمعہ کا دن تھا اور نماز ظہر کا وقت گزر چکا تھا لشکر اٹھتے ہی سب نے تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں۔ حسبِ اتفاق مخالف ہوا چل پڑی اور سمندر میں سخت تلاطم پیدا ہوا کشتیاں ایکدوسری سے علیحدہ ہو کر کچھ جانب دست راست اور کچھ جانب چپ منتشر ہوگئیں معاویہ کی زوجہ ڈر کر چیخیں مارنے لگی اور ملاح سے کہا خدا کے واسطے کشتی ٹھہرا لے مجھے تاب ضبط نہیں رہی۔ ملاح نے ہنسکر کہا اے مخدومہ سمندر بجز خدائے تعالےٰ جل جلالہ و عم نوالہ اور کسیکا حکم نہیں مانتا۔ جب موج آتی ہے تو حکم باری سبحانہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی شخص کشتی کو نہیں سنبھال سکتا۔ خدا کے فضل و کرم پر

بھروسے کر کے صبر سے بیٹھے رہو۔ اللہ تعالیٰ رحم فرما کر باد مخالف کو بند کر دیگا۔ معاویہ بھی اپنی بیوی بچوں کیطرف سے جو کشتی میں سوار تھے بہت فکر مند تھا۔ خدا کو یاد کرتا ہوا چپ بیٹھا تھا۔ آخر فضل باری تعالیٰ نے مخالف ہوا کو بند کر دیا۔ موجیں تھم گئیں۔ سمندر میں امن ہو گیا اور تمام کشتیاں حسب مراد روانہ ہوئیں۔ اچانک سمندر میں سامنے سے کچھ کشتیاں آتی نظر پڑیں جنمیں قسم قسم کے بیش قیمت تحفے اور نذرانے متحاص بادشاہ جزیرہ قبرص قسطنطین پسر ہرقل بادشاہ روم کے واسطے جا رہے تھے۔ ملاحوں نے معاویہ کو مطلع کیا اُسنے حکم دیا کہ سب کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے چلو کنارے پر پہنچکر معاویہ نے اُنہیں اپنے حضور میں طلب کیا دیکھا حسین حسین لونڈیاں اور غلام اور طرح طرح کے ظروف اور قسم قسم کے فاخرہ لباس بار کئے ہوئے ہیں کہا ان سب کو بحفاظت تمام رہنے دو۔ پھر خود جزیرہ قبرص کی طرف متوجہ ہوا اور خشکی پر اُتر کر حکم دیا کہ اس جزیرہ کو تاراج کر ڈالیں بے شمار مال غنیمت ماہ طلعت کنیزیں صاحب جمال غلام اور انواع و اقسام کی نفیس نفیس اشیاء لوٹ کر ساحل بحر پر لائے اور سب کو کشتیوں پر بار کر لیا اسی اثنا میں جزیرہ قبرص کے حاکم نے ایلچی بھیجکر اس شرط پر صلح چاہی کہ لشکر دست اندازی سے باز رہ کر واپس چلے جائیں تو ہر سال ایک ہزار دو سو دینار خدمت معاویہ میں ادا کرتا رہونگا۔ معاویہ نے اس شرط کو منظور کر کے دستاویز لکھدی اور زر مصالحت لے لیا۔ باہم یہ امر قرار پایا کہ اس معاہدہ کے خلاف ہرگز نہ ہوگا جبتک جزیرہ قبرص کا بادشاہ زر مقررہ ادا کرتا رہیگا جزیرہ سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ اہل جزیرہ ہر سال زر مقرر کردہ معاویہ کی خدمت میں بھیجتے رہے اور اُسیقدر شاہ روم کو دیتے تھے۔ الغرض تمام اموال غنیمت اور لونڈی غلام کشتیوں میں سوار کرا کر معاویہ نے مراجعت کی۔ سمندر خاموش تھا۔ بلا زحمت و مشقت سلامتی سے ساحل عکہ پر آ پہنچے خشکی پر اُتر کر اموال غنیمت کا اندازہ کیا تو بے اندازہ دولت نکلی لونڈی غلاموں کا جائزہ لیا تو آٹھ ہزار اشخاص اور سب کے سب اچھے ہیں اور خوبصورت تھے جنمیں سے سات سو لونڈیاں غلام کنوارے بھی تھے معاویہ نے خمس نکالکر خلیفہ عثمان کی خدمت میں بھیجدیا باقی فوج میں تقسیم کیا گیا۔ اور ایک خط کے ذریعہ جزیرہ کے حالات اسکی فتح کی کیفیت اور وہاں کے حاکم کے ساتھ معاملہ صلح کی تشریح سے اور مع اموال غنیمت بصحیح و سلامت واپس پہنچنے سے خلیفہ کو مطلع کیا معاویہ کے لشکر نے اسجگہ قیام کر کے لونڈی غلام اور سامان غنیمت باہم خرید و فروخت کرنے شروع کر دیئے ابو درداء جو موجود تھے یہ حال دیکھ دیکھ کر رو رہے تھے ایک دوست نے پوچھا آج بڑا مبارک اور بہت ہی خوشی کا دن ہے کہ مسلمانوں کو ایسی شئ فتح میسر ہوئی اور اسقدر مال کثیر غنیمت میں ہاتھ آیا اسلامی جھنڈے کو عروج حاصل ہوا اور کفر کا جھنڈا سرنگون ہو گیا۔ پس اب خوشی و خرمی کا وقت ہے نہ رونے اور غم کرنیکا۔ ابو درداء نے کہا اے بھائی جیسا تو نے بیان کیا یہی بات ہے مگر میں ان عورتوں اور بچوں کے مصائب حال میں کچھ اور نظارہ کر رہا ہوں ان کے رنج و الم میں مبتلا دیکھنے سے گنہگاران امت کی ذلت و خواری یاد آ رہی ہے کہ وہ خدائے سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک کیسے ذلیل و حقیر ہونگے ان لوگوں نے عیش نعمت اور دولت میں رہکر حکم خدا کو حقیر سمجھا اور گنہگار ہوئے تو انجام کار اس غلامی بربادی اور ذلت میں مبتلا ہوئے خدا جسے کسی بندہ کا بندہ بناتا ہے وہ ایسا ہی مقہور اور تباہ حال ہوتا ہے۔ مختصر مسلمانوں میں اموال غنیمت قبرص کی تقسیم کے وقت بوجہ خیانت فساد اور جھگڑا پیدا ہوا اُسوقت قبرص کا ایک بڈھا موجود تھا بولا اے مسلمانوں تمہارے پیغمبر کی وفات کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا اور اُنکے دوستوں اور تابعین کا زمانہ طویل نہیں ہوا ہے کہ تم ابھی سے ایسی خیانتیں کرنے لگے تمہارے بعد کے لوگوں کا تو کیا حال ہوگا معاویہ کو بھی اس معاملہ کی خبر ہوئی بہت پریشان ہوا اور سخت ملامت کی پھر امیر المومنین ابو بکر صدیق کا وصیت نامہ جو یزید بن ابی سفیان کے نام امارت شام کی تقرری کے وقت لکھکر بھیجا گیا تھا منگایا اور لشکر کو سنایا وصیت نامہ کا مضمون یہ تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ عہد نامہ ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کیطرف سے تمام امیروں اور سرداروں اور سپاہیان لشکر کے نام تحریر کیا جاتا ہے جسمیں اُنہیں نصیحت اور وصیت کیجاتی ہے کہ ہر ایک امر میں پرہیزگاری اختیار کرو دنیاوی ترقیوں بلند رتبوں اور شان و شکوہ کی خواہش نہ کرو فسق و فساد کی راہ سے بچو گناہوں اور شریعت کے احکام اوامر و نواہی کو خفیف اور بے حقیقت نہ سمجھو۔ جو بکریاں چارہ کھا جائیں یا جن مویشیوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اُنہیں ہلاک نہ کرو میوہ دار درختوں کو نہ کاٹو اور کھجوروں کے درختوں کو توڑو یا جلاؤ نہیں گرجا گھروں کو ثابت نہ چھوڑو۔ بلکہ انہیں مسمار اور برباد کر دو۔ بڈھے مرد اور عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو جنہیں تم دیکھو اور جو شخص صومعہ میں گوشہ نشین ہوں اُنہیں وہاں سے مت نکالو نہ اُنسے کسی قسم کا تعرض کرو۔ مگر جن گروہوں کے دماغ میں شیطان نے گھر بنا لیا ہو [illegible] ہوا انہیں عالم پلٹے ہی قتل کر ڈالو ایک لمحے کی بھی فرصت نہ دو روئے زمین کو ان کی ناپاک ہستی کی آلودگی سے صاف کر دیا جائے۔ یہ خلیفہ رسول خدا کی ہی وصیت ہے ایمان [illegible]

سے دراستبازی برتنی چاہیئے سب پر پورا پورا عمل درآمد ہونا لازم ہے والسلام۔ جب معاویہ نے یہ تحریر پڑھکر لشکر کو سنائی سب کے سب مضمون سے واقف ہو کر راہ راست پر آ گئے نیکوکاری سے گذران کرنے لگے۔ خیانت اور فساد سب باتیں ترک کر دیں۔ ہاں اسیوقت جبکہ جزیرہ قبرس کی لوٹ مسلمانوں میں تقسیم ہو رہی تھی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے چند اصحاب ابو درداء عبادہ بن صامت۔ شداد بن اوس۔ واثلہ بن اسقع۔ ابوامامہ باہلی عبداللہ بن بشر مازنی وغیرہ کسی گوشہ میں بیٹھے یہ حال دیکھ رہے تھے اور روتے جاتے تھے انہوں نے دو انصاریوں کو دیکھا کہ دو گدھے ہنکاتے لئے جا رہے ہیں عبادہ بن صامت نے پوچھا یہ کیسے لئے ہیں اور کہاں لیجاتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا ہمارے ہیں اور معاویہ نے ہمیں دیئے ہیں کہ انپر سوار ہو کر حج کو جائیں تاکہ ہم انہیں کے ذریعہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کریں عبادہ نے کہا معاویہ کے لئے یہ امر جائز نہیں ہو سکتا کہ یہ جانور تمہارے حوالہ کر دے اور نہ تم کو ہی اس سے لینا روا ہو سکتا ہے ہاں اگر رسول خدا صلعم نے ایسا فرمایا ہو کہ دو گدھے تمہیں دیئے جائیں تو ٹھیک بات ہے انصاریوں نے کہا سبحان اللہ رسول خدا اب کہاں ہیں عبادہ نے جواب دیا میرا یہ مطلب ہے کہ حضرت رسول خدا نے تمہاری نسبت وصیت فرمادی ہو کہ جسوقت جزیرہ قبرس فتح ہو مال غنیمت میں سے ایک ایک گدھا تمہارے حوالہ کر دیا جائے اگر بطریق وصیت نہیں دو گدھے عطا کئے گئے ہوں تو لینا حلال ہے نہیں تو حرام انصاری ان دونوں جانوروں کو معاویہ کے پاس لیگئے اور کہا کہ عبادہ ایسا کچھ بیان کرتا ہے معاویہ نے انہیں بلایا پاس بٹھا کر اس امر کی نسبت پوچھا عبادہ نے کہا اے امیر جنگ حنین کے موقع پر میں خدمت رسول خدا صلعم میں حاضر تھا اسوقت آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ایک اونٹ کی پہلو میں سے ایک بال اکھاڑ کر قسمیہ فرمایا کہ لوٹ کے مال میں سے خمس کے علاوہ مجھے ایک بال لے لینا بھی حلال نہیں ہے اور میں خمس غنیمت بھی نہیں لیتا ہوں تم کو دیدیتا ہوں معاویہ نے پوچھا ابو درداء تو گواہی دے سکتا ہے کہ روز جنگ حنین زبان نبوی ترجمان حضرت رسالتمآب سے تو نے ٹھیک یہی کلمے سنے ہیں عبادہ نے کہا ہاں۔ اور تجھے لازم ہے کہ جو اموال غنیمت جنگہائے جزیرہ وغیرہ سے حاصل ہوئے ہیں اُن کی نسبت پوری احتیاط عمل میں لائے اور تقسیم کے لئے اسی شخص کو مقرر کیا جائے جو نیک سیرت امانت گذار اور دیانتدار مشہور ہو۔ معاویہ نے کہا میں نے اس کام کا انجام تیری ہی ذات پر منحصر رکھا ہے جس طرح مناسب سمجھے یہ مال غنیمت مسلمانوں کو تقسیم کر دے۔ عبادہ نے کہا اور بھی بہت سے اصحاب ہیں انہیں چھوڑ کر یہ نازک کام مجھپر کیوں ڈالتے ہو۔ معاویہ نے کہا اس سبب سے کہ امیر المومنین عثمان نے مجھے لکھا ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم کا کام اس شخص کے حوالہ کرنا جو سب لوگوں میں زیادہ فاضل ہو اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں میرے مصاحب یا ہمراہی ہیں اُنمیں ایک شخص بھی تجھسے فاضلتر نہیں کیونکہ تو شروع میں اسلام لانیوالا اور خدمت رسول خدا میں رہا ہوا شخص ہے۔ عبادہ نے کہا یہ کام کسی اور کے سپرد کر دو مجھ سے انجام نہ پا سکیگا معاویہ نے کہا نہیں چارونا چار تم ہی اس کام کی دردسری اختیار کر کے مجھے مطمئن کر دو غرضکہ یہ کام خواہی نخواہی عبادہ ہی کے سپرد ہوا کہ ابو درداء اور ابوامامہ باہلی تقسیم مال میں معاویہ کو امداد دیں بعدہ معاویہ نے بہت سے تحفے فراہم کئے اور ایک لونڈی جو نہایت ہی حسین صاحب جمال اور ناز و انداز والی تھی اور جزیرہ قبرس سے ہاتھ آئی تھی اُن ہدیوں کے ساتھ شامل کی پھر تحائف عبدہ بن عبید سلمی کے ہمراہ حضرت عثمان میں روانہ کئے اور تمام حالات لکھدیئے جسوقت معاویہ کا یہ خط اور یہ جملہ تحائف وغیرہ عثمان کے پاس پہنچے اور مال خمس جو اس سے پیشتر ہی پہنچ چکا تھا خلیفہ نہایت ہی شادمان اور مسرور ہوئے خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا۔ جب اس حسینہ جمیلہ لونڈی کو دیکھا تو ایلچی سے پوچھا کیا یہ لونڈی مال خمس میں سے ہے۔ اُسنے جواب دیا نہیں بلکہ جزیرہ کی غنیمت میں سے معاویہ کے حصے میں آئی تھی۔ اور انہوں نے بطور تحفہ آپکے حضور میں پیش کی ہے۔ عثمان نے ایلچی سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا عبدہ بن عبید۔ کہا مسلمانوں کی ہمراہ تو بھی جزیرہ قبرس میں گیا تھا؟ اُسنے کہا ہاں میں بھی گیا تھا۔ فرمایا مجھ سے اس جزیرہ کی کیفیت بیان کر اُس کا طول و عرض کسقدر ہے عبدہ نے کہا بہت بڑا جزیرہ ہے نہایت زرخیز اور آباد۔ اہل جزیرہ کا بیان ہے کہ طول میں اسی فرسنگ ہے اور اسیقدر عرض میں ہے وہاں بہتے دریا باغات اور چمن بکثرت ہیں طرح طرح کے درخت اور پھل اور میوے پیدا ہوتے ہیں عمارتیں بڑی بڑی عالیشان اور وسیع ہیں مکانات انسانوں سے معمور ہیں دیہات سب خوش وضع اور خوشحال ہیں غرضکہ وہاں کی خوبیاں کچھ بیان نہیں ہو سکتیں مویشی گھوڑے گائے بیل اونٹ گدھے بھیڑ بکریاں شمار سے باہر ہیں۔ مسلمانوں کو اسکے فتح کرنے میں بفضل باری تعالےٰ ذرا بھی دقت پیش نہیں آئی دشمن ہمارے لشکر کو دیکھتے ہی ایسے خوف زدہ ہو گئے کہ ذرا مقابلہ نہ کر سکے ہیں تلوار تک کھینچنی نہ پڑی۔ سب کے سب ہمارے آگے

پانی بھرنے لگے۔ ایک شخص کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ مخالفانہ قدم بڑھاتا۔ ایلچی بھیجکر صلح کے خواستگار ہوئے اور زرِ مصالحت اور جزیہ دینا قبول کیا۔ عثمان نے فرمایا ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ لِعِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے یہ امر اللہ تعالے کے فضل سے ظہور میں آیا۔ اور ایمان والے بندوں پر اُس کی رحمت ہے۔ پھر حکم دیا کہ جزیرہ کی لوٹ کا خمس مدینہ والوں کو بانٹ دیں۔ ہر شخص کو اُسکا واجبی حصہ پہنچا دیا اور لونڈی کو اپنے لئے رکھ چھوڑا مگر نائلہ بنت فرافصہ جو خلیفہ کی منکوحہ زوجہ تھی اس بات سے نہایت ہی ناراض ہوئی منہ پھولا لیا اسلئے خلیفہ نے وہ لونڈی معاویہ ہی کے پاس واپس بھیجدی اور معاویہ نے اپنے واسطے رکھ لی وہ معاویہ کی وفات تک اُس کے گھر میں رہی مگر معاویہ سے کوئی اولاد نہ جنی۔

معاویہ بن ابی سفیان کے ہاتھ سے جزیرہ رودوس کے فتح ہونیکا بیان

جب معاویہ جزیرہ قبرس کو فتح کر چکا۔ اور مسلمانوں کو وہاں کی لوٹ سے بے شمار مال ملا تو معاویہ نے چاہا کہ جزیرہ رودوس کو جاکر فتح کرے۔ اس ارادہ کی بابت خلیفہ عثمان سے اجازت طلب کی خلیفہ نے جواب دیا کہ دریائی سفر بڑا خطرناک کام ہے ہمیں معلوم انجام کیا ہو لیکن تو نے مصمم ارادہ کر لیا ہے اور یہی چاہتا ہے کہ بحری سفر اختیار کرکے جزیرہ مذکور کو قبضہ میں لائے تو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے اس مہم کو اختیار کرنا۔ اور ہر وقت پرہیزگاری کو مدنظر رکھنا معاویہ نے اجازت پاتے ہی بعد یاد فتح جزیرہ مذکور کا پختہ ارادہ کرکے فراہمی لشکر شروع کی اور حکم دیا کہ کشتیاں تیار کیجائیں جب کشتیاں تیار ہوگئیں ایک کشتی میں خود مع خواصوں اور خدمتگاروں کے سوار ہوا اور لشکر اور جھنڈوں کو اور کشتیوں میں سوار کرایا۔ روانگی کے وقت مسلمانوں نے نعرہ تکبیر و تہلیل بلند کیا کشتیاں چلی جا رہی تھیں جب جزیرہ مذکور دور سے نظر آنے لگا اور اہلِ جزیرہ نے بھی مسلمانوں کی کشتیوں کو اپنی جانب آتے دیکھا تو کشتیوں میں سوار ہو کر مقابلے کو نکلے اور آگے بڑھکر جنگ شروع کی بڑی خونریز جنگ ہوئی اور طرفین سے بے شمار آدمی مارے گئے انجام کار اللہ تعالے نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور دشمنوں کی کشتیاں اور سامانِ جنگ اُن کے ہاتھ آیا جزیرہ میں پہنچکر کشتیاں کنارے پر لگا دیں اور خشکی پر اُتر کر قتل اور غارت پر ہاتھ کھولا کئی سخت مقابلے پیش آئے جنمیں بہت سے دشمن ہلاک کئے اور اُنکا مال و متاع لوٹ لیا اُسی لوٹ کے اثنا میں ایک مسلمان عبدالرحمٰن بن عریب اشعری کچھ لوگوں سمیت ایک عالیشان مکان میں داخل ہوا نہایت ہی دلکشا اور آباد مکان تھا اسمیں سے پانسو لونڈی غلام سب کے سب نکلے گل اندام اور بہت سا نفیس نفیس قیمتی ساز و سامان برآمد ہوا سب کو لیکر چلے اور اپنی لشکرگاہ میں آئے اتفاقاً ایک لونڈی کے پاس سے کوئی شے چھوٹی سی کپڑے میں بندھی ہوئی نکل پڑی اُٹھا کر دیکھا تو سونے کی انگوٹھی سرخ یاقوت کے نگینہ والی ہے معاویہ کے سامنے پیش کی معاویہ نے جوہریوں کو دکھا کر قیمت کا اندازہ کرایا نگینہ کی قیمت ایک ہزار دوسو دینار آنکی گئی معاویہ نے اپنے واسطے رہنے دی اور تقسیم اموال کے وقت اُسے اپنے حصہ میں محسوب کر لیا اس فتحیابی کے بعد تمام غلاموں لونڈیوں اور اجناس و اموالِ غنیمت کو کشتیوں میں بھر کر مراجعت کی فضلِ الٰہی سے بخیریت تمام کنارے پر پہنچے۔ اُسوقت معاویہ نے امیرالمومنین کو خط لکھکر فتح جزیرہ رودوس تحصیل اموالِ غنیمت اور بصحیح و سلامت واپس آنے کے جملہ حالات سے اطلاع دی اور خمس غنیمت مدینہ کو ارسال کیا خلیفہ عثمان اس کامیابی پر نہایت ہی شاد ہوئے اور خدا تعالیٰ کا بہت ہی شکریہ ادا کیا پھر وہ مالِ غنیمت اہلِ مدینہ کو تقسیم کر دیا فتحیابی جزیرہ رودوس کے وقت اکثر باشندگان معرض قتل و غارت میں آگئے تھے اور بقیۃ السیف اطراف و جوانب کو بھاگ کر منتشر ہو گئے تھے۔ جسکے سبب وہ جزیرہ معاویہ کی زمانہ خلافت کے شروع ہونے تک بالکل ویران اور غیر آباد پڑا رہا جب معاویہ نے خلافت اختیار کی اُس جزیرہ کے آباد کرنیکا حکم صادر کیا اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی مسلمانوں کے کئی خاندانوں کو اسلحہ دیکر کہا کہ وہاں آباد ہوں عمارتیں بنائیں زراعت کریں چنانچہ برسکے عرصہ میں مسلمانوں نے اُس جزیرہ کو پہلے سے بھی زیادہ عمدگی کیساتھ آباد و سرسبز کر دکھایا اور روم کے بادشاہ اور دیگر دشمنوں سے بچائے رکھا۔ مجاہد کہتا ہے کہ ۵۳ھ ہجری تھا جبکہ میں اُس جزیرہ میں پہنچا۔ خوب یاد تھا میں نے معاویہ کی بنائی ہوئی مسجد میں اذان دی اور نماز پڑھی کعب الاحبار کی زوجہ کا بیٹا تبیع میرے ہمراہ تھا۔ اور میں اُسے قرآن شریف پڑھاتا تھا۔ ایک دن اسنے مجھ سے کہا اے مجاہد میں دیکھتا ہوں کہ گویا یہ جزیرہ عنقریب ایسا برباد ہوگا کہ اسکا نشان تک باقی نہ رہے گا اور خراب ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ کسی دن بڑی سخت آندھی

اٹھکر اس زینہ پایہ کو گرا دے گی۔ مجاہد کہتا ہے کہ اس کلام کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک دن زور شور کی آندھی اٹھی اسنے اس زینہ پایہ کو گرا دیا۔ اسی دن یزید بن معاویہ کا خط پہنچا کہ اسکا باپ معاویہ مر گیا ہے۔ ہم اس خبر سے بہت ہی غمگین ہوئے اور وہاں سے چلے آئے ہمارے آنے کے بعد انہی دنوں میں وہ حریرہ برباد ہو گیا۔

معاویہ بن ابی سفیان سے بادشاہ روم قسطنطین بن ہرقل کا بحری جنگ کرنا

کہتے ہیں کہ ایکدن مخبروں نے خلیفہ عثمان کو خبر دی کہ قسطنطین بن ہرقل بادشاہ روم اس ارادہ سے فوج جمع کر رہا ہے کہ عکہ کے سمندر میں مسلمانوں سے جنگ کرے خلیفہ نے اس حال سے مطلع ہوتے ہی معاویہ کو لکھا کہ شامی لشکر کو فراہم اور سامان جنگ سے آراستہ کر کے بادشاہ روم کے مقابلہ میں سعی کرے دوسرا خط امیر مصر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے نام روانہ کیا کہ مصری فوجوں کو جمع کر کے جانب دریائے عکہ روانہ ہو جائے تیسرا خط عمرو عاص کو لکھا کہ عبداللہ بن سعد اور مصری لشکر کو مال اور اسلحہ سے جہانتک ممکن ہو قوت و مدد پہنچائے۔ غرض معاویہ شامی لشکر کے ساتھ اور عبداللہ مصری فوجیں لئے ہوئے عکہ کی طرف بڑھے۔ سبکے سب سامان جنگ اور اسلحہ سے بخوبی آراستہ و پیراستہ تھے۔ ساحل عکہ پر پہنچکر پانسو کشتیاں مہیا کیں اس میں سامان رسد بھر کر جرار و کرار سپاہیوں کو سوار کیا اور لنگر اٹھا دیئے۔ بادشاہ روم قسطنطین بھی ایک ہزار کشتیاں ہمراہ لئے ہوئے انکی طرف بڑھا۔ رال کے بھرے ہوئے شیشے ہر ایک کشتی سے لٹکا رکھے تھے اور آگ روشن تھی مسلمانوں نے سمندر میں پہنچکر بادشاہ روم کی کشتیوں کو دیکھا کہ بہت ہی تیزی سے بڑھی چلی آرہی ہیں اور ایسی خوبی سے آراستہ ہیں کہ پیشتر کبھی نہ دیکھی گئی تھیں بہت ڈرے اور زاری کناں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ملاحوں نے تمام کشتیوں کو ایک محفوظ جگہ میں مضبوطی کے ساتھ قائم کر دیا اسی اثنا میں دشمن نے بھی اپنی کشتیاں برابر میں لا کھڑی کیں آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ اہل اسلام نماز و وظائف اور قرآن اور ادعیہ خوانی میں مصروف ہوئے زاری و انکساری سے دعائیں مانگتے تھے۔ اور رومی لشکر میں تمام شب باجے بجتے ناچ رنگ ہوتے اور شراب کے دور چلتے رہے۔ سبکے سب لہو و لعب میں مشغول رہے۔ طلوع آفتاب کے وقت جنگ کی تیاریاں ہوئیں۔ معاویہ نے بادشاہ روم کے پاس قاصد بھیجکر پیغام دیا کہ سمندر میں جنگ کرنا طرفین کے لئے مشکل امر ہے اگر منظور ہو تو کنارے پر چلے جائیں پھر باہم معرکہ آرا ہوں اور پھر جس پر خدا چاہے فتح نصیب کرے۔ بادشاہ روم نے کہا ہماری فوج بحری جنگ کے ارادہ سے آئی ہے۔ اور سب نے اتفاق کر لیا ہے کہ یہ معرکہ سمندر ہی میں کیا جائے مسلمانوں نے یہ جواب سنتے ہی تمام کشتیوں کو ایک دوسری سے خوب بستہ کر لیا اور بہادر تیر کمان اور نیزوں سے مسلح ہو کر صف بستہ ہو گئے دوسری طرف رومی جمعیت نے بھی اسی طرح صفیں قائم کیں۔ اور جنگ شروع ہوئی طرفین نے ایسا سخت مقابلہ اور سعی بلیغ کی کہ کسی نے نہ دیکھی ہو گی کشتوں کی کثرت سے سمندر کا پانی لال ہو گیا تھا جو شخص مارے جاتے تھے ان کی لاشوں کو سمندر میں ڈالدیتے تھے اور دریائی موجیں انہیں کنارے پر پھینکدیتی تھیں جس سے لب ساحل کشتوں کے انبار لگ گئے تھے دونوں لشکروں نے بڑی ثابت قدمی اختیار کی اور ایسے بے جگر ہو کر لڑتے رہے کہ جسکی انتہا نہ تھی۔ انجام کار بادشاہ روم کئی زخم کھا کر نڈھال ہو گیا اپنی کشتی کو واپسی کا حکم دیا اسکے پھرتے ہی تمام فوج نے بادشاہ کو شکست خوردہ ہزیمت یافتہ دیکھکر اپنی اپنی کشتیوں کے لنگر اٹھا دیئے اور بھاگ نکلے امیر مصر نے قبطیوں کو بآواز بلند کہا تم میں سے جو شخص کسی رومی کا سر لائیگا فی سر دو دینار زر انعام دونگا یہ سنتے ہی قبطیوں نے رومی سپاہ کا تعاقب کیا انہیں ہلاک کر کے سر جمع کرتے تھے اسی طرح سات سو رومی قتل کئے۔ اور جو لوگ قتل ہونے سے بچکر نکل گئے تھے۔ حسب اتفاق انکو باد مخالف نے آ لیا ایسی تند و تیز ہوا چلی کہ رومیوں کی اکثر کشتیاں ٹوٹ کر غرق ہو گئیں اور مسلمانوں کی کشتیاں ساحل کے متصل تھیں سب محفوظ رہیں۔ مسلمانوں نے خدا کا شکر کیا معاویہ نے خط لکھکر خلیفہ عثمان کو تمام حالات جنگ بحری اور شکست شاہ روم سے مطلع کیا اور لکھا خدا کے فضل و کرم سے مسلمان ظفریاب اور فتحمند ہوئے امیر المومنین اس مژدہ سے بہت ہی شاد ہوئے اور ایسی فتح عظیم کے لئے جناب باری میں شکر گذار ہوئے قسطنطین بادشاہ روم نے دوسری دفعہ پھر ارادہ کیا کہ مسلمانوں سے ایک اور بحری جنگ کرے اسلئے تمام اطراف سے فوجیں طلب کیں لشکر کثیر حاضر درگاہ ہو گیا ایک ہزار دو سو کشتیوں میں فوج سوار کرا کر قسطنطنیہ سے چلا اور چاہا کہ دریائے نیل واقع ملک مصر میں داخل ہو کر مسلمانوں سے معرکہ آرا ہو حسب اتفاق جس دن

کشتیوں میں سوار ہوا ہوائے تند چلنی شروع ہوئی۔ فوج کے سرداروں اور امیروں نے عرض کی نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور ایسی تند ہوا کے وقت بحری سفر اختیار کریں۔ مگر بادشاہ نے انکا کہنا نہ سنا اور روانہ ہو گیا۔ سمندر میں پہنچکر مخالف ہوا چلنی شروع ہوئی اور ایسی سخت موجیں پیدا ہوئیں کہ کشتیوں کو اٹھا اٹھا کر کناروں پر پھینکتی تھیں گویا کوئی تنکے اُن سے کھیل رہی ہے۔ ایک ہزار دو سو کشتیوں میں سے ایک بھی نہ بچی صرف بادشاہ روم کی کشتی سلامت رہی اور بہکر جزیرہ صقلیہ کے ساحل پر جا لگی۔ وہاں کے باشندے بادشاہ روم کے ہم مذہب ترسا قوم کے آدمی تھے بادشاہ کی خبر آمد سنکر حاضر خدمت ہوئے۔ آداب شاہی بجالائے مگر جب یہ امر معلوم ہوا کہ بیشمار نصاریٰ لوگ اسکی ہمراہی میں غرقِ بحرِ فنا ہو گئے اور محض بادشاہ تنہا جان لیکر یہاں آیا ہے تو اسکے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ بادشاہ سے کہا یہاں بہت اچھا حمام تیار ہے اگر بادشاہ کی طبیعت چاہے حمام میں غسل فرمائے کہ تکانِ راہ دور ہو جائے بادشاہ داخلِ حمام ہوا اسے سر اور بدن کے دھونے میں مصروف تھا کہ ایک مسلح جماعت اسکے سر پر جا پہنچی اور کہا تو ترسا قوم کے لئے بڑا منحوس پیدا ہوا ہے جب سے سلطنت تیرے قبضے میں آئی ہے ہزارہا ترسا لوگوں کو مسلمانوں کے مقابلہ پر بھیج بھیجکر قتل کرا دیا ہے بہتر ہے کہ تجھی کو ہلاک کرکے اور کسیکو تیری جگہ تخت نشین کریں یہ کہکر اسے حمام ہی میں قتل کر دیا۔ خلیفہ عثمان نے قسطنطین کے مارے جانے کی خبر سنکر بہت خوشی ظاہر کی اور کہا کہ الحمد للہ کہ اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا اور دشمنِ جانی مارا گیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ سے افریقیہ کا فتح ہونا

امیر مصر نے خدمت عثمان میں باشندگانِ افریقہ کی کمزوری اور وہاں کی کثرتِ مال و متاع کی کیفیت لکھکر چڑھائی کرنے اور ان ممالک کو زیر تصرف لانے کی اجازت طلب کی عثمان نے جواب دیا اسطرف چڑھائی کرنا مناسب نہیں کیونکہ میں نے عمر سے سنا ہوا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی مسلمان کو جنگ افریقہ کے لئے نہ بھیجونگا۔ جبکہ خلیفہ عمر اسطرف مہم روانہ کرنے کو اچھا نہ سمجھتے تھے میں بھی نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کو دریا کی راہ لیجائے اور پریشان کرے عبداللہ نے یہ جواب پڑھکر اپنا ارادہ ملتوی کر دیا مگر کچھ فوجی گروہ اسطرف روانہ کئے جنہوں نے نواح افریقیہ کو لوٹ کر بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا خلیفہ عثمان نے اس حال سے آگاہ ہو کر سمجھا کہ عبداللہ ان ممالک کی تسخیر کیطرف نہایت راغب ہے۔ اسواسطے نہایت اسی معاملہ کی نسبت غور کیا کرتے ایک دن بڑے بڑے صحابہ کو مثل حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام و طلحہ و زبیر و سعد وقاص و سعید بن زید کو مسجد رسولِ خدا صلعم میں جمع کرکے افریقہ کی مہم کی نسبت مشورہ کیا اکثروں کی یہی رائے ہوئی کہ اس ملک کی چڑھائی سے باز رہنا چاہئے سعید بن زید نے اس رائے پر زیادہ اصرار کیا خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کس سبب سے اس مہم کو برا جانتا ہے۔ اسنے کہا اسلئے کہ خلیفہ عمر اس معاملہ سے خوب واقف تھے اور میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں جبتک زندہ ہوں کسیکو مہم افریقہ پر نہ بھیجونگا میں نہیں چاہتا کہ تم عمر کے مخالف کام کرو۔ باشندگانِ افریقہ اپنے ملک میں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے ہم مسلمانوں کو کوئی رنج اور تکلیف نہیں پہنچ رہی وہ اسی میں خوش ہیں کہ مسلمان ان سے جھگڑا نہ کریں ہمیں آرام سے اپنے گھروں میں رہنے دیں۔ زید بن ثابت اور محمد بن مسلمہ نے کہا اے امیر المومنین ہمارا یہ خیال ہے کہ تم اسطرف لشکر روانہ کرو اور وہ ملک تسخیر ہو جائے تو اسلامی رقبہ بڑھ جائیگا اور خدا نے چاہا تو مسلمانوں کو لوٹ سے بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ عثمان نے کہا اللہ اکبر یہی رائے بہت درست ہے اس سے بڑھکر اور کوئی امر نہیں ہو سکتا۔ پھر تسخیر افریقہ کا مصمم ارادہ کرکے لوگوں کو رغبت دلائی سب سے پہلے بڑے بڑے صحابہ رسول کی اولاد نے اس جہاد پر جانا قبول کیا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر۔ عبداللہ بن اسود بن عبد یغوث۔ عبداللہ بن عمرو عاص بسر بن ارطاۃ۔ مسور بن مخرمہ وغیرہ اس مہم کے لئے مستعد ہو گئے اور خلیفہ ان کے ارادوں سے بہت خوش ہوئے پھر تو مدینہ کے آدمی گروہ در گروہ آنے لگے جب جمعیت فراہم ہو گئی امیر المومنین عثمان نے مدینہ سے نکلکر فوج کا جائزہ لیا چار ہزار آٹھ سو آدمی تھے جب سب تیار ہو گئے تو سلاح خانہ کا دروازہ کھولدیا اور ہتھیار دیدیئے اور ایک ہزار اونٹ اور سامان ضروری حوالہ کرکے مروان بن حکم کو لشکر کے سواروں کا سردار قرار دیا اور اسکے بھائی حارث بن حکم کو پیادوں کا افسر بنایا۔ پھر منبر پر بیٹھکر خطبہ پڑھا اول خداوند تعالےٰ کے افضال و کرم اور

عطیات عالیہ کا جو مسلمانوں کو نصیب ہوئیں شکریہ ادا کرکے حمد و ثنائے الٰہی بیان کی پھر حضرت محمد مصطفےٰ پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو آگاہ ہو تم ایسے وقت اور اور ایسے مقام میں آئے ہو کہ سعی بلیغ کرنی لازم ہے اور شجاعت و دلاوری میں مبالغہ کرنا چاہئیے یاد رکھو زمانہ خلیفہ عمرؓ میں عجم کے بہت سے شہر اُس کی فوج کے ہاتھ سے فتح ہوئے ہیں اہل مصر کی تیاریاں اور سامان جنگ افریقہ والوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تم کو مدد دیگا افریقہ کے کافروں پر فتحیاب فرمائیگا۔ لازم ہے کہ تم بھی اُس خدا سے جسکو کبھی فنا نہیں اور سب کی موت اسی کے قبضے میں ہے ڈرتے رہو اور اُس کی نعمتوں کی شکرگذاری میں مبالغہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی امداد ہر وقت بندوں کے شامل حال رہتی ہے یہ بھی سمجھ لو کہ اِس لشکر کا امیر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہے میں نے اُسے لکھدیا اور تاکید فرمادی ہے کہ تمسے اچھا برتاؤ کرے نرمی اور مہربانی سے پیش آئے اور اگر کسی سے کوئی جرم یا خیانت سرزد ہو تو معاف کرے اور صالح اور محسن لوگوں کی رعایت بخوبی واجب جانے مجھے یقین ہے کہ وہ ان سب امور کو بجا لائیگا اور میرے حکم سے انشاءاللہ ذرا انحراف نہ کریگا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ یعنے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی میں نہ قوت ہے نہ طاقت۔ جب ہر طرح سے تیار ہو چکے تو لشکر اسلام نے مدینہ سے بجانب مصر سفر اختیار کیا مصر میں پہنچکر فرمان عثمان عبداللہ کو دیا وہ مہم افریقہ کی اجازت پاتے اور تمام لشکر کے سپہ سالار ہونے سے بہت خوش ہوا اب مہم کی تیاریاں شروع کردیں ہر طرف سے فوجیں طلب کیں جملہ سوار و پیدل فوج کا شمار بیس ہزار ہوا اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے جانب افریقہ روانہ ہوا۔ وہاں پر بادشاہ روم کیطرف سے ایک بڑا زبردست فرمانروا جرجین نام بر سر حکومت تھا اور طرابلس مغربی سے طنجہ تک تمام علاقہ اسکے تصرف میں تھا۔ اسلامی فوجوں نے طرابلس کا رخ کیا یہ مقام اسلامی مفتوحات کا ایک جزو تھا وہاں پہنچکر ایک دن قیام کیا دوسرے دن کوچ کرکے سرحد پر پہنچے۔ عبداللہ بن سعد نے فوج کو دستہ دستہ کرکے اطراف و جوانب میں تقسیم کردیا کہ افریقہ کی حدود پر لوٹ مار شروع کریں اس عمل سے بڑا مال ملا اور بہت سے اونٹ گھوڑے گائے بیل وغیرہ ہنکا کر عبداللہ کے پاس لائے۔ عبداللہ فوج طلایہ آگے روانہ کرکے خود عقب سے روانہ ہوا جسوقت وہ ساحل دریا پر جارہا تھا۔ دیکھا کہ حسب اتفاق افریقہ والوں کی کچھ کشتیاں موجود ہیں کچھ لوگ سوار ہوچکے ہیں اور باقی سوار ہوا چاہتے ہیں انہوں نے بھی دور سے اسلامی فوج کے طلایہ کو آتا دیکھکر چاہا کہ کشتیوں میں بیٹھکر بھاگ جائیں مگر مسلمانوں کی ایک جماعت نے دوڑکر انہیں گرفتار کرلیا اور سب کو کشتیوں سمیت عبداللہ کے پاس لائے عبداللہ نے انہیں قتل کردیا کشتیاں آگ سے جلادیں اور جسقدر مال و متاع ہاتھ آیا فوج پر بانٹ دیا پھر آگے روانہ ہوئے جب شہر افریقہ کے قریب پہنچے قیام کیا اور لشکرگاہ قائم کرکے ایک قاصد جرجین بادشاہ کے پاس بھیجا اور دعوت اسلام کی وہ سنتے ہی غضبناک ہوا کہا میں ہرگز تمہارا مذہب اختیار نہ کروں گا عبداللہ نے کہا دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کر یا تو مسلمان ہو جا یا جزیہ دینا قبول کر جرجین نے کہا اگر مجھسے چاندی کا ایک ٹکڑا بھی طلب کروگے تو وہ بھی نہ دونگا۔ عبداللہ نے کہا تو مقابلہ کے لئے مستعد ہو جانا چاہئیے جرجین باقاعدہ طور پر سامان درست کرکے نکلا اسکا لشکر ساٹھ ہزار سے زیادہ تھا اور سب کے سب سامان حرب سے مہیا تھے۔ عبداللہ نے بھی اپنی فوج کو ترتیب دیا جب میمنہ اور میسرہ کو قائم کرچکا تو ایک قبطی جوان نے عبداللہ سے کہا افریقہ کے آدمی بڑے بزدل ہوتے ہیں میں یقین کرتا ہوں کہ وہ جنگ نہ کرسکینگے اور اگر مقابلہ کیا بھی تو ایک ہی حملہ میں بھاگ نکلیں گے بہتر یہ ہے کہ کسیقدر جمعیت کو کمین گاہ میں مقرر کردیا چاہئیے تاکہ جسوقت شکست کھاکر بھاگیں ایک سمت سے آپ اور دوسری طرف سے کمین گاہ سے وہ جماعت نکلکر جنگ کرے پھر تو ان میں سے ایک بھی زندہ بچکر نہ جاسکیگا۔ عبداللہ نے ایک دستہ کمین گاہ پر تعینات کردیا اور خود مکمل ہوکر جنگ شروع کردی سورج دو نیزہ بلند ہوا ہوگا کہ عبداللہ نے تمام لشکر سے حملہ کردیا دشمن کی فوج تک پہنچا تھا کہ جرجین اور اسکا تمام لشکر بھاگ نکلا مسلمانوں نے تعاقب کرکے قتل کرنا شروع کیا سامنے ہی کمین گاہ کی فوج نکل پڑی اور اسلحہ سے خوب کام لیا۔ افریقہ کے لشکر کا بہت سا حصہ مارا گیا اور بہت سے پکڑے گئے جرجین بچکر بھاگ نکلا اور اقصائے بلاد افریقہ میں چلا گیا وہاں سے ایک ایلچی بھیجکر عبداللہ سے اس قرارداد پر صلح کی کہ میں دو ہزار غلام اور پانچ لاکھ بیس ہزار دینار دونگا۔ عبداللہ مراجعت کرکے اسکے علاقہ سے چلا جائے عبداللہ نے صلح منظور کرکے روپیہ وصول کرلیا خمس خلیفہ عثمان کی خدمت میں بھیجا اور باقی فوج پر تقسیم کردیا۔ اور خود مظفر و منصور ہوکر

مصر کی راہ لی۔ جب اپنے مقام پر پہنچ گیا عثمان کو خط لکھکر بادشاہ افریقہ کی شکست اور صلح سے اور مسلمانوں کی فتح و فیروزی اور تحصیل اموال غنیمت اور بصحیح و سلامت واپس چلے آنے سے اطلاع دی عثمان رضی اللہ عنہ اس خبر سے نہایت مسرور ہوئے اور شکر نعمائے الٰہی بجا لا کر مال خمس اہل مدینہ کو بانٹ دیا هُوَ الْعَفُوُّ الْوَدُوْدُ یعنے اللہ سے بڑا بخشنے اور مہربانی کرنے والا ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان کے ہاتھ سے جزیرہ صقلیہ کا فتح ہونا

معاویہ نے جزیرہ صقلیہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ جزیرہ بہت وسیع تھا طول و عرض میں تین شبانہ روز کی مسافت رکھتا تھا۔ اس میں خوش گوار پانی کے بہت سے چشمے موجود تھے طرح طرح کے میوؤں رنگارنگ پھولوں پھلوں باغوں اور چراگاہوں کی بڑی کثرت تھی۔ بادشاہ روم کی کاشت اسی سرزمین پر ہوتی تھی غرض معاویہ نے صقلیہ کی مہم کا مصمم ارادہ کر کے عثمان کو خط لکھکر اجازت طلب کی۔ باشندگان افریقہ نے بھی یہ خبر سن پائی قاصد بھیجکر بادشاہ صقلیہ کو خبردار کر دیا کہ اہل عرب تیرا قصد رکھتے ہیں۔ ہوشیار ہو جا اور اپنا بندوبست کر لے۔ بادشاہ صقلیہ اس خبر کو سنکر برافروختہ ہوا اور کہا کیا عربوں نے ہمیں بھی باشندگان افریقہ جیسا سمجھ لیا ہے جس طرح وہ اُن کے سامنے سے بھاگ نکلے ہماری نسبت بھی ایسا ہی گمان کرتے ہیں۔ کیا وہ اس بات کو غنیمت نہیں سمجھتے کہ ہمنے اُن سے ہاتھ اُٹھا رکھا ہے۔ اگر چڑھائی ہمیں کی اگر اس طرف کا رخ کرینگے تو کئے کی سزا پائینگے الغرض معاویہ لشکر فراہم کر کے اس طرف روانہ ہوا بحیرہ شام کے ساحل پر پہنچکر تین سو کشتیاں بہم پہنچائیں انہیں سوار ہو کر چلے اہل صقلیہ نے بھی خبر سنی کہ عرب آ پہنچے انکا بادشاہ محل کی چھت پر سے مع جماعت سرداران و بطارقہ دیکھ رہا تھا کہ مسلمان کشتیوں پر سے اتر رہے ہیں عمدہ عمدہ زرہیں پہنے ہوئے اور بعض اور اعلیٰ قسم کے اسلحہ سے مسلح ہیں جھنڈے کھلے ہوئے ہیں اور نہایت ہی خوبی کیساتھ بہ ارادہ جنگ ترتیب لشکر قائم کی ہے ملک صقلیہ ان کی آراستگی کو ملاحظہ کر کے انگشت بدنداں ہوا اور کہا میں یہ سمجھتا تھا کہ عرب ایسے ساز و سامان اور رعب و دل کے لوگ ہونگے ملک قیساریہ جو اسلامی لشکر کے سامنے سے بھاگ کر اس جزیرہ میں پناہ گیر تھا ہمیشہ ملک صقلیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور اکثر لشکر عرب کی کثرت اور انکی شجاعت و ساز و سامان کی تعریفیں کیا کرتا تھا اور کہتا کہ وہ کس طریق سے جنگ کرتے ہیں اور کس طرح سے انہوں نے ملک شام اور علاقہائے ساحل شام تسخیر کئے ہیں۔ ملک صقلیہ نے کہا جس لشکر کو میں ملاحظہ کر رہا ہوں اور جو براہ دریا آیا ہے اسقدر نہیں جسقدر تو بیان کیا کرتا تھا۔ اسنے جواب دیا ممکن ہے کہ تمام لشکر نہ آیا ہو کیونکہ ہمارے ملک میں جو فوجیں آئی تھیں وہ بہت زیادہ تھیں اور سب کے سب غریب و درویش تھے ہر ایک شخص کی نیت صاف سیرت نیک اور اعتقاد پختہ تھا وہ اپنے دین کے استحکام کے لئے لڑتے تھے دنیاوی طمع اور حرص سے دور تھے اور یہ فوج جسے ہم آج دیکھ رہے ہیں دنیوی مال کی طالب نظر آتی ہے نہ ثواب آخرت کی اگر بادشاہ انکو روپیہ دیکر ٹالدے تو جنگ کرنے کی نسبت بہتر ہو گا کیونکہ عربوں کی شجاعت اور ثبات قدم تعریف سے مستغنی ہے ملک صقلیہ یہ باتیں سنکر چیں بجبیں ہوا اور بولا تو بڑا بزدل شخص ہے ذرا بھی دلیری کی بو تجھ میں نہیں پھر اسنے ملک شام میں اُنکی معرکہ آرائی دیکھ رکھی ہے اور ان کے سامنے سے بھاگ کر جان بچائی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تو اُن سے اسقدر ہراساں و لرزاں ہے۔ اہل عرب کا جو خوف تیرے دل میں بسا ہوا ہے وہ میرے دل میں نہیں ہے شکر خدا کہ آج صقلیہ میں اسقدر بہادر فوج مع ساز و سامان جنگ موجود و مہیا ہے کہ تمام ملک شام اور مصر میں بھی نہ ہوگی میں نے اس سے بیشتر فوج کے جائزہ لینے پر ایک سو آدمی مقرر کئے تھے کہ لشکر صقلیہ کی تعداد معلوم کر کے بیان کریں مگر ایک سال کے عرصہ میں بھی نہ گن سکے نہ اُن کی تعداد معلوم ہو سکی میری فوج اسقدر کثیر ہے۔ مال خزانے اور ذخیرے بیشمار موجود ہیں یہ سب دولت و حشمت آج ہی کے دن کے لئے ہے۔ تو تماشا دیکھنا کہ ہم کس طرح سے اس گروہ کو ذلیل و خوار کرتے ہیں ملک قیساریہ خاموش ہو رہا کچھ نہ بولا اتنے میں مسلمانوں نے مقابلہ کی تیاری کی اور ملک صقلیہ نے قاصد بھیجکر چاہا کہ کوئی سمجھدار ذی عقل آدمی مسلمانوں کے لشکر سے ہمارے پاس آئے جس سے تمہارا منشا معلوم ہو اور ہمارا جواب تم کو سنا دے۔ معاویہ نے ایک ایسے ہی مشہور محقق و فہیم شخص کو روانہ کیا اُس نے زیر محل کھڑے ہو کر بادشاہ سے گفتگو کی بادشاہ نے پوچھا تم کون لوگ ہو اسنے جواب دیا ہم عرب ہیں ہمارا غلغلہ تمام روئے زمین خشکی و تری اور کوہ و بیابان کے اطراف و جوانب میں پھیلا ہوا ہے۔ اللہ

نے ہمارے پاس اپنا ایک رسول جو حسب اور نسب اور جود و سخاوت اور راستی و صداقت میں ہم سے بڑھا چڑھا تھا بھیجکر دین اسلام کی ہدایت کی۔ ہم نے اسے قبول کیا اس کے بیان کو سچا جانا۔ اور ایمان لائے ہم میں سے جن شخصوں نے انکار کیا ہم اُن سے بجنگ پیش آئے اللہ تعالیٰ نے ہمکو اسپر مستجاب کیا تمام عرب والے اپنے اختیار اور حالتِ اضطرار سے اُس کے فرمانبردار بنے۔ ہرقل بادشاہ روم نے اُس کی نبوت کا اقرار کیا اور پیغمبر علیہ السلام نے ہمیں خبر دی ہے کہ اللہ جل شانہ مذہب اسلام کو تمام مذہبوں پر ظفریاب فرمائیگا اور اس دین کی شہرت تمام عالم میں پھیل جائے گی اگرچہ ہمارے لشکر کی تعداد کم اور سامان حقیر ہے اور ہم تنگ حال اور مفلس ہیں تاہم تونے سنا ہی ہوگا کہ ہمنے ملکِ شام میں کیا کچھ کیا ہے اس قتل و غارتگری اور دار و گیر کی تفصیل جو بمقابلہ ملک ہرقل ہمارے ہاتھوں ظہور میں آچکی ہے اور جسطرح ہمنے اُسکا اور اُسکے لشکر کا تباہ حال کیا ہے یہانتک کہ خوف زدہ اور مایوس ہو کر بھاگا اور قسطنطنیہ میں پناہ لی اور انجام کار اسیکے اندوہ و الم کی شدت سے مر گیا۔ یہ سب حالات تونے سُن ہی رکھے ہوں گے اب اس امر کی ضرورت نہیں کہ ہم اپنی ہر ایک معرکہ آرائی کو مشرح بیان کریں ہرقل کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا قسطنطین تخت نشین ہوا اُس کے ساتھ بھی ہم دریا میں لڑے اور شکست دیکر اُس کی فوج کو سمندر میں غرق کر دیا اور وہ خود ہمارے مقابلہ پر سے سخت زخمی ہو کر بھاگا۔ الطافِ الٰہی نے بذریعہ بادِ مخالف اُس کی کشتی ترسا قوم کے جزیرہ میں پہنچا دی اور وہاں کے باشندوں نے اُسے منحوس تصوّر کر کے اپنے ہاتھ سے حمام میں مار دیا۔ غرضکہ ہمارا تمام اقبال و دولت اور قوت و شجاعت اور جملہ فتوحات و فیروزمندیاں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت کی ہیں سب اُسکے رسول برحق کے دین و ملت کی قبولیت و برکت کا ظہور ہیں۔ لازم ہے تو بھی ان باتوں کو پسند کرے کیونکہ تجھ سے کوئی امر پوشیدہ نہیں تو ان واقعات کو بخوبی جانتا ہے محض دانستہ لاعلم ہو کر مجھ سے دریافت کرتا ہے گویا تو ہم کو نہیں پہچانتا اور ہمارے دستِ قدرت اور زورِ بازو اور غلبہ و قہر سے جو آفتابِ عالمتاب سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہے نہیں جانتا۔ ملک سقلیہ ان باتوں کو سُنکر مسکرایا اور کہا گزشتہ حالتوں کو یاد نہ کر اسوقت کی باتیں کر کہ اس جزیرہ میں کس ارادہ سے آنا ہوا اور ایسے خوفناک و مہلک سمندر کا سفر اختیار کیا۔ ایلچی نے جواب دیا کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تمہیں دینِ اسلام کی دعوت دیں اگر تم اپنی بھلائی دیکھکر اسے قبول کرو تو ہم تمہیں مواضعات میں جو تمہارے وطن اور جائے سکونت ہیں رہنے دیں اور کسی امر میں ذرا سی دست اندازی بھی نہ کریں اور ایک مسلمان کو تمہارے پاس اس غرض سے چھوڑ کر واپس چلے جائیں کہ وہ تمہیں دین اسلام کی شریعت اور نماز و روزہ حج زکوٰۃ کی تعلیم دے۔ اور اگر دین سے باز رہنا چاہو تو جزیہ دینا اختیار کرو جو ہر سال ادا کرنا ہوگا پھر تم ہماری حفاظت اور پناہ میں آجاؤ گے اور اپنی جگہ قائم رہوگے اور اگر جزیہ بھی نامنظور ہو تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور خوب سمجھ لو کہ جو شخص ہم میں سے مارا جائیگا وہ داخلِ بہشت ہوگا اور جو تم میں سے ہلاک ہوگا وہ دوزخ میں جائیگا۔ وہی اُسکا ٹھکانا ہوگا۔ ملک سقلیہ نے کہا اے عرب تم نے خطرناک دریائی مہم اختیار کی ہے شاید اس جزیرہ کو بھی روم کے شہروں جیسا سمجھکر آگئے ہو یہ بڑی غلطی ہے سقلیہ رومی شہروں جیسا نہیں ہے ہمارا لشکر بڑا جرّار اور بے شمار ہے۔ اور سامانِ جنگ بے انتہا۔ اگر تم یہاں سے واپس جانا چاہو تو بھی ناممکن ہے تم ہمارے ہاتھوں سے بچکر کہیں نہیں جا سکتے کیونکہ تمہارے سامنے ایسا اندیشناک سمندر واقع ہوگا اور پسِ پشت ہے ہماری فوجیں پھر تم کیونکر بچ سکتے ہو اور اب ہمیں لازم ہو گیا ہے کہ تمکو نیست و نابود کر دیں آگاہ ہو کہ بہت سے شخصوں نے ایسی ہی ہوسیں اختیار کی ہیں اور اس جزیرہ کے سامان نفیسہ اور اشیاء بے بہا کی امیدوں میں مبتلا ہو کر جانیں دیدی ہیں۔ تمہیں بھی یہاں پر تمہاری ہوس کھینچ لائی ہے۔ یقیناً ایک آدمی بھی جانبر نہ ہو سکیگا۔ میرے سامنے جو تم اپنے دین کو پیش کرتے ہو وہ ایسا کام ہے کہ کبھی ظہور میں نہ آئیگا میں کسی چیز کے عوض اپنے دین و مذہب کو نہ چھوڑونگا۔ جزیہ کی بات بھی بالکل ناممکن ہے تم کو اسی بات سے خوش رہنا چاہئے تھا۔ کہ ہمنے تمہیں چھوڑ رکھا ہے اور تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہم سے تم ایک درہم چاندی بھی نہیں لے سکتے۔ عرب نے کہا اے بادشاہ تو نے حد سے تجاوز کیا۔ اور بڑھ بڑھ کر باتیں کی ہیں اپنی حد اور حیثیت سے بڑھکر کلام کرنا موجبِ شرم اور داخلِ عیب ہے۔ بلکہ شیخی آدمی کو ہلاک کرتی ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ ان ہی بیہودہ باتوں اور شیخیوں کی بدولت اللہ تعالیٰ ہمیں تم پر فتح بخشیگا۔ تمکو یقین سمجھنا چاہیے کہ ہماری قوم جنگ میں ماری جانے کی از حد مشتاق ہے اور مرنے کو باعثِ فخر

سمجھتے ہیں بلکہ ہم ہمارے حوالے کو اِس سے بھی زیادہ خوش گوار سمجھتے ہیں۔ جس قدر تو تیر اس حوری کو۔ شہر تھلو کل ہی حقیقتِ حال معلوم ہو جائیگی یہ کہکر لوٹ
پڑا۔ اور بادشاہ سقلیہ بہلیت ہی غمگین اور افسردہ خاطر ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور مہم کے انتظام میں مصروف ہوا۔ ایلچی نے واپس آکر معاویہ سے تمام گفت و شنید مفصل
عرض کی اور مسلمانوں کا دل بڑھایا۔ سب مستعد پیکار ہو کر سقلیہ کی اطراف میں پھیل گئے۔ خوب ہی قتل و غارت گری کی۔ اور بیشمار مالِ غنیمت فراہم کر کے ساحل
پر لے آئے پھر کشتیوں میں سے کچھ سنبھال کر حصار سقلیہ پر سنگباری شروع کی بحکم الٰہی انکے تمام پتھر ٹھیک ٹھیک کام دیتے تھے جس سے حصار اور مکانات سقلیہ
کے اندر بڑی خرابی اور بربادی ظہور میں آئی اہلِ سقلیہ بھی گولے مارتے تھے مگر وہ سب بیکار جاتے تھے کسی شخص کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچاتے سب رائیگاں جاتے
چونکہ مسلمانوں کیجانب سے تمام حصار کے اندر پیہم سنگباری ہو کر ضرر پہنچ رہا تھا لوگ عاجز ہو کر سوراخوں میں چھپتے تھے آخر کار ملک سقلیہ لشکر کثیر کے ساتھ
حصار سے نکلا ڈھول نقارے اور ترم بجاتے اور بڑے طمطراق سے اظہارِ شجاعت و تہور کرتے تھے مسلمانوں نے بھی یہ حال معائنہ کر کے صفوفِ جنگ قائم کیں
میمنہ میسرہ قلب و جناح درست کر کے کافروں کی طرف بڑھے کشت و خون شروع ہوا جنگ شدید واقع ہوئی اور طرفین سے بیشمار آدمی کام آئے نمازِ عصر
کے وقت دونوں فوجیں علیحدہ ہوئیں اور اپنے اپنے مقامات کو لوٹ گئیں پھر رات گئے معاویہ نے کچھ فوج مرتب کر کے حکم دیا کہ دیہات اور قصبات سقلیہ کو تاراج
کر ڈالو اسیوقت فوج نے لوٹ مار مچا دی اور بہت سے قریوں اور دیہات کو غارت و برباد کر ڈالا اور زر و مال کثیر اور مویشی و بردہ بے شمار لیکر واپس آئے
صبح کو بادشاہ سقلیہ اس امر سے بہت دل تنگ ہوا افسرانِ فوج کو بلا کر سخت ملامت کی کہ عرب بڑے دلیر ہو گئے ہیں تم پر غلبہ حاصل کر لیا ہے تم نے سستی اور نامردی
اختیار کر لی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ جس طرح رومیوں سے روم کو چھین لیا ہے تم سے سقلیہ کو چھین لینگے سرداروں پر اس طعن و تشنیع کا بہت بڑا اثر ہوا باہم
عہد کر لیا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ثابت قدمی سے کرینگے دوسرے دن صفیں درست کر کے مستعد جنگ ہوئے مسلمانوں نے بھی تکبیر کہکر حملہ کیا۔ کفار بھی مردانہ
جنگ کر رہے تھے۔ انجام کار سقلیہ والے عاجز آگئے۔ اور شاہ سقلیہ نے خفیہ ملکِ اعظم شاہ روم سے مقابلہ اہلِ عرب فریاد خواہ ہو کے۔ شاہ اعظم نے لشکر کثیر اسلحہ
سے آراستہ کر کے اور تین سو کشتیوں میں سوار کرا کر کمک کے لئے روانہ کیا مسلمانوں کو بھی اس حال کی خبر ہو گئی باہم مشورہ کیا یہی رائے قرار پائی کہ اب کی دفعہ واپسی
اختیار کرنی چاہیے کہ با امن اپنی ولایت میں پہنچ جائیں جب وقتِ شب ہوا اور سب آدمی سو رہے اسلامی لشکر نے کشتیوں میں سوار ہو کر لنگر اُٹھائے ہوا موافق
تھی ملا وقت ایک شہر میں پہنچے جو سقلیہ سے بہت دور تھا۔ پھر وہاں سے با اطمینان ساحلِ شام پر آ پہنچے کشتیوں سے اترے مالِ غنیمت کا خمس مدینہ بھیجکر باقی
تقسیم کر لیا۔ اور خلیفہ عثمان کو جملہ حالاتِ سفرِ بحر و تحصیلِ غنائم و جنگ اہلِ سقلیہ اور پھر بسلامتی واپس آنے سے اطلاع دی خلیفہ مالِ خمس کے پہنچنے پر مسلمانوں
کی سلامتی سے بہت خوش ہوئے شکرِ الٰہی بجا لائے اور وہ مال اہلِ مدینہ پر تقسیم کر دیا پھر عہدِ خلافتِ عثمان میں ارواجزیرہ کے سوا کوئی جزیرہ لائقِ تسخیر نہ رہا جزیرہ ٥
اروا کی یہ کیفیت ہے کہ مسلمانوں نے ساحلِ روم پر ایک شخص کو گرفتار کر کے معاویہ کی خدمت میں پیش کیا۔ معاویہ نے جب اُس سے دریافت کیا کہ تو کہاں رہتا ہے
اسنے بیان کیا کہ جزیرہ اروا میں۔ معاویہ نے کہا اُس جزیرہ کا کچھ حال بیان کر اسنے کہا یہ جزیرہ بہت لمبا چوڑا ہے اور ہر قسم کے میوے غلے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں
بہت زرخیز اور مالا مال ہے اور اسکی خوبیوں کا مفصل حال عرض کروں تو بہت طول ہوگا۔ معاویہ نے بہادروں کیطرف مخاطب ہو کر کہا تم میں سے کون اُس جزیرہ کو
فتح کر سکتا ہے۔ ایک شامی بہادر جنادہ بن ابی امیہ نام نے اُس مہم کا ذمہ لیا معاویہ نے چار ہزار جوان دیکر حکم روانگی دیا۔ جنادہ حسبِ فرمان معاویہ روانہ
ہوا۔ ساحلِ شام پر پہنچکر ایک سو بیس کشتیوں میں فوج کو سوار کیا اور اس رومی قیدی کو رہبر قرار دیکر روانہ ہوا اور اس سے یہ معاہدہ کر لیا کہ وہاں پہنچا دے گا تو تیرے
اہل و عیال اور مال و متاع کو صحیح پہنچایا جاویگا۔ ہوا موافق تھی با آسانی کشتیاں سفر کرتی جزیرہ کے قریب پہنچیں اس رہبر نے کہا ان کشتیوں کو اسی جگہ ٹھہرالو
جب رات ہو جائے تو کنارے پر جا پہنچنا۔ مسلمانوں نے اس کی رائے پر عمل کیا وہیں کشتیاں ٹھہرا دی گئیں اور فوج بھی بیٹھی رہی جب سورج غروب ہو گیا اور رات ہوئی
کشتیوں کو کنارے پر لیجا کر مضبوطی سے باندھ دیا اور خود مسلح ہو کر مستعد و منتظر ہو بیٹھے جب صبح نمودار ہوئی اہلِ حصار نے بے خبری کی حالت میں دروازہ کھولا

اور باہر نکلے مسلمانوں نے حملہ کر کے سب کو قید کر لیا گویا بھیڑوں میں بھیڑیا گھس گیا جب یہ لوگ پکڑے گئے تو اہل شہر نے نہایت ہی خوف زدہ ہو کر دروازے بند کر لئے اور تامہ مقابلہ نہ لا کر قاصد بھیجا اور جزیہ قبول کر کے صلح کی درخواست پیش کی حبادت نے صلح منظور کر لی اور زرِ مصالحت و جزیہ لیکر مراجعت اختیار کی اور سلامتی سے معاویہ کی خدمت میں آ پہنچا خلیفہ عثمان کے عہد خلافت میں جزیرہ ارواد کی فتح جو مسلمانوں کو بفضل باری تعالیٰ میسر ہوئی آخری تسخیر تھی۔

اُن ناپسندیدہ واقعات و بیانات مختلفہ کا ذکر جو خلافت امیر المؤمنین عثمان میں ظاہر ہوئے

سنہ ۳۲ ہجری میں عثمانی برتاؤں سے جو طریقہ جناب رسالت مآب سے علیحدہ تھے لوگوں کے دل پھر گئے تمام اشخاص خلیفہ کے حق میں کچھ کچھ کہنے لگے ابو محمد احمد بن اعثم کوفی رحمتہ اللہ علیہ جو بہت بڑا ثقہ اور مشہور مورخ ہے بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے جو کچھ عثمان کے حق میں کہا ہے اور اُسکے جن جن اقوال و افعال ناپسندیدہ کو گوارا نہیں کیا ہے میں نے معتبر راویوں سے اُنکو مختلف پیرایوں اور جدا گانہ الفاظ میں سُنا ہے۔ مگر اسوجہ سے کہ مطالب یکساں ہیں میں نے ان کی عبارتوں کو اختلاف لغات کے ساتھ ایک ہی عبارت میں فراہم کر دیا ہے۔ القصہ راویوں نے کہا ہے کہ عثمان نے خلیفہ ہو کر خلیفہ عمرؓ کے عمال کو چند ہی روز اُن کی خدمتوں پر قایم رکھا بعدہ اُن کو معزول کر کے تمام علاقے بنی امیہ کو جو اُسکے چچا کی اولاد اور اپنے عزیز تھے دیدیئے۔ عبداللہ بن عامر کریز کو بصرہ میں۔ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ میں مامور کیا۔ معاویہ بن ابی سفیان کو امیر شام برقرار رکھا۔ عبداللہ بن سعد ابی سرح کو مصر میں عمرو بن عاص کو فلسطین میں مقرر کیا۔ خراسان۔ سجستان۔ فارس۔ کرمان۔ مصر۔ شام اور جزائر عراق کے فتوحات کے بعد متواتر بے انتہا اموال غنیمت حضرت خلیفہ میں پہنچتا رہا خلیفہ عثمان بھی اچھے برتاؤ کرتے رہے۔ طریق عدل و انصاف پر نظر رکھی۔ مگر جب مال و زر اور سامان غنیمت بکثرت فراہم ہو گیا۔ تو خلیفہ کی عادت بدل گئی۔ تمام مملکت پر بنی امیہ کو متصرف اور تمام شہروں کو اپنے ہی عزیزوں اور رشتہ داروں کے لئے مخصوص کر دیا بیت المال کے روپیہ میں سے اُنہی کو زر کثیر بخشنا شروع کیا۔ عبداللہ بن خالد بن اسد بن ابی عاص بن امیہ کو جو تنگ حال نہ تھا حاضر ہوتے ہی ایک لاکھ دینار حوالہ کر دیئے حکم بن عاص کو بھی ایک لاکھ دینار دیدیئے اور اسیقدر اُسکے بیٹے حارث بن حکم کو بخش دیئے۔ لوگوں کو یہ امر بہت ناپسند آیا۔ عبدالرحمن بن عوف سے شکایت کی اور کہا اسکا وبال تیری گردن پر پڑے گا۔ اور تیرے ہی سبب سے ہمیں یہ نقصانات پہنچ رہے ہیں جسدن تو نے اُسے خلیفہ قرار دیا تھا تو نے اُن بُری روشوں اور عادتوں کے لئے اُس کی بیعت اور اطاعت کا اقرار نہیں کیا تھا اسنے کیا کر رکھا ہے۔ عبدالرحمن نے کہا جو باتیں تم بیان کرتے ہو مجھے اب تک اُن کی اطلاع نہیں ہوئی ہے دوسرے دن حضرت علی بن ابی طالب عبدالرحمن سے ملے اور کہا کیا اسطرح کی کارروائیاں تجھے پسند ہیں عبدالرحمن نے کہا مجھے معلوم نہیں اگر یہ باتیں سچ ہیں اور عثمان کا طور و طریقہ اسی قسم کا ہو گیا ہے تو تم بھی تلوار پکڑو اور میں تلوار کھینچتا ہوں لوگوں نے عثمان سے بھی یہ خبر جا کہی وہ بڑے غضبناک ہوئے اور کہا عبدالرحمن منافق شخص ہے اور اس کے نزدیک میرے خون سے ہاتھ رنگنا کوئی سخت کام نہیں عبدالرحمن نے بھی یہ کلمات سُن پائے بہت بھڑکا اور کہا دراصل گمان نہ تھا کہ عثمان کسیوقت مجھے منافق بتائیگا۔ پھر قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہونگا عثمان سے نہ بولونگا اسیہ تمام حالات مشہور ہو گئے اور ہر شخص عثمان کی نسبت سختی کرنے لگا۔ عثمان کو بھی خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔ ایک دن حکم دیا کہ مسلمان مسجد رسول خدا میں جمع ہو جائیں جب سب فراہم ہو گئے امیر المومنین عثمان نے منبر پر جا کر باری سبحانہ تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے حضرت مصطفےٰ صلعم پر درود بھیجا اُس کے بعد فرمایا اے لوگو اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کے شکریہ ادا کرتے رہو کہ تمہاری نعمتیں اور ثروتیں ترقی کرتی رہیں ہر وقت اُسے یاد کرتے اور اُسی کا نام لیتے رہو اور اُسکے حقوق کو یاد رکھو تم مسلمان ہو اور کتاب الٰہی جسمیں جملہ امور درج ہیں تمہارے پاس موجود ہے آگاہ ہو کہ حکم الٰہی یہی ہے کہ صاحب حکومت کی فرمانبرداری کرتے رہو حد سے بڑھ کر اُس کے حکموں کو مانو۔ مخالفتوں اور گناہوں کا رستہ چھوڑ دو۔ مطلع رہو کہ رسول خدا کی جگہ پانا اور خلافت کا بندوبست کرنا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ نیز خلافت کا مرتبہ اُس سے کہ تم خیال کرتے اور سمجھتے ہو بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے والیوں اور امیروں کو اسی لئے حکومت عطا کی ہے کہ عاجزوں اور زبردست لوگوں کے فیصلے کرتے رہیں اور طاقتور کو کمزور پر ظلم و زیادتی نہ کرنے دیں۔ تم میں بہت سے ایسے شخص ہیں جنہوں نے عہد مبارک

حضرت مصطفےٰ صلعم دیکھا ہے آپ کی متبرک باتیں سنی ہیں اُن کے طریقوں کو ملاحظہ کیا ہے علاوہ ازیں اللہ تعالےٰ کی کتاب تمہارے ہاتھ میں ہے تم امر و نواہی اور حلال و حرام امور کو اس میں پڑھ چکے ہو اللہ تعالےٰ نے تم پر حجت تمام کر دی ہے۔ اور وعدہ کیا ہے کہ جو شخص نعمتوں کا شکر گذار ہوگا اُسکی نعمتوں کو ترقی کرامت فرمائیگا نیکوں کے لئے ثواب اور بدکاروں کے واسطے عذاب کا بدلہ ظاہر ہے تم نے عجمی سلطنت کے بادشاہوں کی شان و شکوہ اور عظمت و قوت کا حال سن ہی رکھا ہے انکی طاقت ہم سے بہت زیادہ تھی اور جمعیت کثیر اُن کے شہر بڑے وسیع تھے اور عیش و راحت بے انتہا لیکن اس سبب کہ خدا کے حکم کو نہ مانا دنیا کو آخرت کے عوض اختیار کیا فتنہ و فساد برپا ہو گئے اور اسکی نعمتوں کی شکر گذاری چھوڑ دی اللہ تعالےٰ نے بھی اسپر زوال ڈالدیا اُن کے تمام شہر مکانات اور چراگاہ تمہارے حوالہ کر دیئے انکی نعمتیں تمکو بخشدیں اگر تم ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہو گے تمہارے واسطے قائم رہیں گی نہیں تو گناہوں اور نافرمانیوں سے اسمیں نقصان عاید ہوگا اور آخر کار زوال آجائیگا اللہ تعالےٰ نے مجھے خلافت رسول عطا کی ہے آج میں اوسکے لائق و سزاوار ہوں میں نے اس امر کو اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے اور اس اہم اور خطرناک خدمت کو انجام دے رہا ہوں جس خدا نے مجھے خلافت دی ہے وہی اپنی تقدیرات کے مطابق مجھے توفیق عطا کرتا ہے اور میں نے بھی اس کلمہ کو کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنے تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے رعیت کی نسبت سوال کیا جائیگا کی رمز کو پہچانا اور حقیقت حال کو سمجھا ہے وہ یہ کہ جس شخص کو امیر بنایا ہے اسے بہت بڑی امانت سپرد کی گئی ہے اور رعیت کے ہر امر کی نسبت اسکے نگہبان سے جواب طلب کیا جائیگا اور ذرہ ذرہ بھر کا حساب لیا جائیگا لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ تم میں سے بعض آدمی میرے خرچ کردہ مال پر اعتراض کرتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ اگر عثمان یہ روپیہ سپاہیوں اور انکی اولاد کو دیتا تو بہت اچھا ہوتا از روئے مصلحت یہی ٹھیک ہوتا اور درگاہ باری میں بھی مقبول ہوتا میں تسلیم کرتا ہوں اور اسکے بعد ایسا ہی کروں گا ہر شہر میں معتبر آدمی بھیجوں گا کہ جسقدر روپیہ بہم پہنچے فوجی گروہ اور انکی اولاد کو دیا جائے اور جسقدر زاید بچے اُسے جمع رکھیں کہ کسی مشکل وقت پر کام آئے انشاء اللہ تعالےٰ میں بوڑھوں۔ فقیروں یتیموں اور بیوہ عورتوں کے حقوق اُن کو پہنچاتا رہوں گا اور خالی اوقات میں امور درپیش آمدہ کے متعلق تم سے مشورہ لیکر عمل درآمد کروں گا تم میرے پاس آؤ مصلحتوں اور کاموں کی نسبت گفتگو کرتے رہو جو کچھ مناسب اور بہتر معلوم ہو بیان کر دیں تم سب کی رضامندی اور مصلحت وقت کو دیکھکر اُس کام کو انجام دیتا رہوں گا میرے دروازے پر کوئی دربان یا پہرہ دار نہیں جو شخص جس وقت چاہے آئے اور جو کچھ کہنا ہو کہے فقط والسلام تمام مسلمان عثمان کی باتیں سنکر خوش ہو گئے اور تعریفیں کرتے دعائیں دیتے اپنے اپنے گھر چلے گئے عثمانؓ نے بھی عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کیا سپاہیوں اور رعیت میں مساوات اختیار کی خاص و عام پر مہربانی کا برتاؤ شروع کیا فقیروں یتیموں کا خیال رکھا اسیطرح ایک سال تک گذر گیا اب پھر عادتیں تبدیل ہوئیں اور وہ امور اختیار کئے جو طریقہ سنت اور نیکی کے خلاف تھے اصحاب رسول خدا کو سخت ناگوار گزرا انجمن فراہم کر کے مشورہ کیا کہ خلیفہ کے پاس چلیں اور اسکی شروع خلافت سے اسوقت تک جسقدر امور خلاف شرع واقع ہوئے ہیں انکو لکھکر پیش کریں کیونکہ زبانی کہنے میں ممکن ہے کہ بعض باتیں یاد نہ رہیں یا یاد بھی ہوں تو کہی نجائیں اسلئے مناسب ہے کہ سب باتیں تحریر کر لی جائیں پھر قلم اٹھا کر عثمان کے مسند نشین خلافت ہونے کے وقت سے تا وقت تحریر جو جو امور خلاف شرع نبوی ظہور میں آئے تھے لکھ لئے اور چاہا کہ سب ساتھ چلیں اور یہ نوشتہ اُسی وقت اسکے بعد عمار یاسر سے ملے اور کہا ہمنے عثمان کے لئے ایسا کچھ لکھا ہے کیا تو یہ تحریر اُسے دیسکتا ہے اُسنے کہا ہاں دے سکتا ہوں پھر وہ نوشتہ لے کر عثمان کے دروازے پر پہنچا۔ اُسوقت خلیفہ گھر سے باہر آرہے تھے عمار کو دروازے پر نوشتہ لئے دیکھا پوچھا اے ابالیقظان کیا مجھ سے کچھ کام ہے عمار نے جواب دیا کہ میرا ذاتی کوئی کام نہیں ہے اصحاب رسول خدا نے جمع کر کے تمہارے واسطے اُن امور کی فہرست تیار کی ہے جو تم نے خلاف شرع اختیار کئے ہیں تا کہ تم اُن کا جواب دو خلیفہ نے نوشتہ لے لیا اور چند سطریں پڑھیں اور ہاتھ سے پھینکدیا عمار نے کہا یہ نوشتہ اصحاب رسول خدا نے تحریر کیا ہے ہاتھ سے نہ پھینکئے بلکہ اچھی طرح پڑھکر جو کچھ تحریر ہے اسپر عمل کیجئے میں یہ باتیں آپ کی بہتری کے لئے کہتا ہوں عثمان نے کہا اے سمیہ کے بیٹے تو جھوٹ بولتا ہے اُسنے کہا اس میں شک نہیں کہ میں سمیہ اور یاسر کا بیٹا ہوں خلیفہ کو زیادہ غصہ آیا اپنے غلاموں کو حکم دے کر عمار کو اسقدر پٹوایا کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا پھر آپ بڑھکر کئی لاتیں اوس کے پیٹ اور فوطوں پر ماریں عمار کو غش

آگیا اور عارضہ فتق لاحق ہوا اور سخت صدمہ پہنچا۔ بنی مخزوم کے لوگ جو عمار کے رشتہ دار اور چچا کی اولاد تھے خبر پاکر ہاشم بن ولید بن مغیرہ کے ہمراہ آئے اور عمار کو اُٹھا
لے گئے۔ گھر پہنچا کر بستر پر لٹا دیا۔ عمار کو بیہوشی لاحق تھی۔ سب نے قسم کھائی کہ عمار اس صدمہ سے مر گیا تو ہم عثمان کو قتل کر ڈالیں گے۔ اسی حالت غشی میں عمار یاسر کی
نمازہائے پیشیں و شام و عشا قضا ہو گئیں۔ بوقت شب ہوش آیا۔ عمار نے اُٹھ کر وضو کیا قضا نمازیں پڑھیں۔ عثمان کی جن باتوں سے صحابہ رسول نے ناراض ہو کر سب سے
انکار کیا ہے انہیں میں عمار کا یہ معاملہ بھی داخل ہے۔ ابوذر کو بھی اس حال سے اطلاع ہوئی وہ اسوقت شام میں تھا۔ عثمان کے حق میں طعن آمیز کلام کرنے شروع کئے
معاویہ نے خلیفہ کو خط لکھا اور ابوذر کی اُن باتوں کو جو خلیفہ کی نسبت کہتا تھا اسطرح لکھا کہ بعد مراسم خدمت و دعا معویہ بن صخر خدمت امیر المومنین میں عرض پرداز ہے
کہ ابوذر نے ملک شام کو آپ کے خلاف برانگیختہ کر دیا ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں سے تمہاری محبت کو دھو رہا ہے۔ ہر وقت عمر و ابوبکر کو یاد کرتا ہے اُن کے نیک اخلاق اور حمیدہ
عادات کا تذکرہ کرتا رہتا ہے اور جب تمہارا ذکر آتا ہے تو برائی کے کلمے کہتا ہے اور تمہارے اقوال و افعال کو عیوب اور خطا کے پردہ میں ظاہر کرتا ہے۔ شام مصر و عراق
عرب میں اسکا رہنا مصلحت سے بعید ہے۔ کیونکہ ان مقامات کے باشندے فتنہ پرداز ہیں اہل شر سے بہت جلد مل جاتے ہیں بڑے فسادی ہیں۔ جو کچھ ظہور میں آیا ہے اس سے
مطلع کر دیا ہے اب خلیفہ کی جو رائے ہو وہی بہتر ہے والسلام۔ خلیفہ نے معاویہ کے مضمون خط سے واقف ہو کر لکھا تیرا خط پہنچا۔ ابوذر کی نسبت جو کچھ لکھا تھا معلوم ہوا
جسوقت تیرے پاس یہ حکم پہنچے اسیوقت ابوذر کو ایک بدرفتار اونٹ پر سوار کرا کر اور کسی درشت مزاج رہبر کو اسکے ساتھ کر کے جو رات دن اونٹ کو بھگاتا لائے کہ ابوذر
پر ایسی نیند غلبہ کرے جس سے وہ میرا اور تیرا دونوں کا ذکر کرنا بھول جائے مدینہ بھیجدے۔ معاویہ نے اس حکم کے پہنچتے ہی ابوذر کو بلایا۔ اور ایک بدرفتار ننگی پیٹھ والے
اونٹ پر بٹھا کر کسی بیرحم رہبر کو اُس کے ساتھ کر دیا۔ کہ اونٹ کو رات دن بھگاتا لیجائے لمحہ بھر کے لئے بھی کسی جگہ نہ ٹھہرنے دے تاوقتیکہ مدینہ میں نہ پہنچا دے۔ ابوذر رحمۃ
اللہ علیہ بلند قد لاغر اندام شخص تھا۔ اور اسوقت اسقدر ضعف العمر ہو چکا تھا کہ تمام سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے۔ اور خود نہایت ہی کمزور اور نحیف تھا۔ اونٹ
کی پشت پر نہ کپڑا تھا نہ ساز پھر رہبر اسکو بہت بری طرح سختی سے ہنکاتا لایا۔ ان تکلیفوں اور صدموں سے ابوذر کی رانوں کا گوشت چھل چھل کر جدا ہو گیا اور بہت ہی
سخت تکلیف اور تکان لاحق ہو گئی۔ مدینہ میں پہنچکر عثمان کے سامنے آیا تو ایک نظر دیکھکر کہا اے جندب تجھے دیکھکر کوئی آنکھ روشن نہ ہو۔ ابوذر نے کہا میرے باپ حادت
نے میرا نام جندب رکھا تھا اور رسول خدا صلعم نے عبداللہ رکھا ہے۔ عثمان نے کہا کیا تیرا یہی گمان ہے کہ میں یہ کہتا ہوں کہ خدا فقیر ہے اور ہم دولتمند۔ ابوذر نے جواب دیا
کہ میں نے کبھی ایسا نہیں کہا۔ مگر اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جب ابوالعاص کی تیس اولادیں ہو جائینگی تو وہ خدا کے مال کو اپنی
دولت و اقبال کا ذریعہ ٹھہرائینگے خدا کے بندوں کو اپنے خدمت گار اور نوکر قرار دیں گے خدا کے دین میں خیانت کریں گے اُس کے بعد اللہ تعالے ایسے بندوں کو اُن سے
آزادی بخشے گا۔ خلیفہ نے حاضر الوقت لوگوں سے پوچھا تم میں کسی نے حضرت رسول خدا کو ایسا فرماتے سنا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں سنا۔ خلیفہ نے کہا اے ابوذر تو رسول خدا
پر افترا پردازی کرتا ہے اُسنے حاضران مجلس سے کہا کیا تم لوگ میرے اس بیان کو غلط سمجھتے ہو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ تو جھوٹ کہتا ہے یا سچ۔ عثمان نے
کہا حضرت علی کو بلاؤ جب حضرت علی آگئے تو خلیفہ نے ابوذر سے کہا رسول خدا کی وہی حدیث پھر بیان کر کہ ابوالحسن بھی سنے۔ ابوذر نے جو حدیث بنی عاص کے حق میں
بیان کی تھی پھر بیان کی۔ امیر المومنین نے کہا اے ابوالحسن تم نے بھی کبھی یہ حدیث آنحضرت سے سنی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے حضرت رسول خدا کی زبانی نہیں سنی لیکن ابوذر
جھوٹ نہیں کہتا ہے۔ عثمان نے کہا تم کس وجہ سے اسکی تصدیق کرتے ہو اور اُس کے بیان کو معتبر سچ سمجھتے ہو۔ علی نے کہا اس حدیث کی بنا پر کہ حضرت رسول خدا نے
فرمایا ہے کہ نیلے آسمان کے نیچے اور تیرہ روئے زمین کے اوپر کوئی شخص ابوذر سے زیادہ راست گو پیدا نہ ہوگا۔ اسیوقت حاضران مجلس بول اٹھے کہ بیشک ابوذر سچ کہتا ہے
ابوذر نے کہا بنی عاص کے متعلق جو حدیث میں نے بیان کی ہے وہ رسول خدا کی زبان مبارک کی سنی ہوئی ہے۔ اور تم مجھے جھوٹ سے متہم کرتے ہو۔ میں گمان
بھی نہ کرتا تھا کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ تم سے اپنی نسبت یہ کلمے سنونگا جو اب سن رہا ہوں۔ خلیفہ نے کہا تو جھوٹ بکتا اور فساد کرانا چاہتا ہے۔ اور تیرا مدعا یہ ہے
ہم میں تنازعہ پیدا ہو۔ ابوذر نے کہا تو ابوبکر اور عمر کی سیرت پر قائم رہ پھر مجھ سے کوئی برگشتہ نہ ہوگا نہ تیرے قول و فعل پر کوئی معترض ہوگا۔ خلیفہ نے فرمایا تجھے

ان باتوں سے کیا واسطہ۔ ابوذر نے کہا تو میں اس میں اپنے لئے کوئی گناہ کی بات بھی نہیں دیکھتا بلکہ حکم کو شائع کرنا اور مخالفت سے روکنا ہے۔ اس خلیفہ کو زیادہ غصہ آ گیا کہا بتاؤ میں اس بوڑھے دروغگو کا کیا حال کروں وہ فتنہ برپا کرتا اور مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانا چاہتا ہے۔ حضرت علی نے کہا تم اسے تکلیف نہ دو اگر وہ اس روایت میں جھوٹا ہے تو اسکا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور اگر سچا ہے تو جیسا بیان کرتا ہے ویسا ظہور میں آ ہی جائیگا۔ امیر المومنین عثمان کو حضرت علی کا یہ کلام پسند نہ آیا غصہ ہو کر علی سے کہا تیرے منہ میں خاک۔ حضرت علی نے کہا تیرے منہ میں خاک ہو جیو تو یہ کیا کہتا ہے اور یہ کیسی بے انصافی کرتا ہے تو معاویہ کی نامعلوم باتوں کے لکھنے سے رسول خدا کے دوست ابوذر کے حق میں جو کلمے کہتا ہے کیا یہ مناسب بات ہے۔ اور کیا تجھے معاویہ کی دشمنی، ظلم اور فتنہ و فساد کا حال معلوم نہیں ہے عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہو رہے۔ پھر حضرت علی سے کچھ نہ کہا۔ ابوذر کیطرف مخاطب ہو کر کہا اٹھ ہمارے شہر سے نکل جا۔ ابوذر نے کہا ایسا ہی عمل میں لاؤنگا کیونکہ مجھے تیرا ہمسایہ ہونا سخت ناگوار ہے اگر حکم ہو تو شام کو چلا جاؤں۔ امیر المومنین نے فرمایا ہمیں تجھے شام سے اسلئے بلایا ہے کہ تو نے وہاں کے لوگوں کو مجھ سے ناراض کر دیا تھا میں وہاں کی اجازت نہیں دیتا۔ ابوذر نے کہا عراق کو چلا جاؤں۔ خلیفہ نے کہا وہاں کی بھی اجازت نہیں کیونکہ اہل عراق امیروں اور اماموں کو طعن سے یاد کرتے اور فتنے و فساد سے نہیں ڈرتے۔ ابوذر نے کہا میں جہاں جاؤنگا حق بات کے بیان کرنے سے باز نہ رہونگا جہاں حکم ہو چلا جاؤں۔ امیر المومنین نے کہا تو کس جگہ کو سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہے ابوذر نے کہا مقام ربذہ کو جسقدر برا سمجھتا ہوں اتنا اور کسی جگہ کو نہیں سمجھتا۔ خلیفہ نے کہا اٹھ اوسی جگہ چلا جا وہیں رہنا اور کسی جگہ نہ جانا۔ پھر مروان بن حکم کو حکم دیا کہ ابوذر کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ سے باہر نکال آ اور کسی شخص کو رخصت کرنے کے لئے اسکے ساتھ شہر سے باہر نہ جانے دے۔ مروان ابوذر کو ایک اونٹ پر بٹھا کر مدینہ سے باہر لیچلا۔ اصحاب رسول خدا میں سے کچھ لوگ اس امر سے بہت رنجیدہ ہوئے اور مشایعت کے لئے آئے۔ یہ لوگ علی بن ابی طالب اور آپکے فرزند حسن حسین، عبداللہ بن عباس، عمار بن یاسر اور مقداد بن اسود وغیرہ تھے ابوذر کے پاس پہنچکر تسلی دینے لگے اور صبر کی ہدایت کرتے تھے۔ مروان بن حکم نے کہا امیر المومنین نے اسکی اجازت نہیں دی۔ کہ کوئی شخص ابوذر کی مشایعت کرے اور اسے رخصت کرنے کیلئے شہر سے باہر جائے حضرت علی کو یہ بات بری معلوم ہوئی۔ کوڑا ہاتھ میں تھا۔ مروان کی سواری کے اونٹ کے دونوں کانوں کے بیچ میں رسید کیا۔ اور کہا دور ہو اسیر زرقا تو ہمارے فعل پر اعتراض کرنیوالا کون ہوتا ہے۔ غرض ابوذر اسی حال سے ربذہ کی طرف چلا گیا۔ حضرت علی اور صحابہ واپس چلے آئے مروان نے امیر المومنین کے پاس آکر صورت حال بیان کی اور علی کا شاکی ہوا خلیفہ نے آدمی بھیجکر علی ابن ابی طالب کو بلایا اور کہا کیا میں نے حکم نہ دیا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص ابوذر کو رخصت کرنے کو مدینہ سے باہر نہ جائے تم کس لئے باہر گئے اور کیوں جماعت کی جماعت کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ علی نے کہا یہ بات ہم پر واجب نہیں کہ جو کچھ تم کہو ہم اسے ہی عمل میں لائیں۔ خلیفہ نے کہا مروان تمہاری شکایت کرتا ہے کہ آپ نے اسے گالی دی اور اسکے اونٹ کے سر پر تازیانہ مارا تم اس سے معافی مانگو اور اپنے سے رضامند کرو علی نے کہا میرا اونٹ موجود ہے کہدو کہ اٹھکر اس کے دونوں کانوں کے بیچ میں ایک تازیانہ مار لے۔ رہی گالی۔ وہ دے نہیں سکتا۔ خدا کی قسم اگر مروان مجھے گالی دیگا تو میں تلوار سے جواب دونگا کیونکہ وہ میرا ہمسر نہیں ہے اسکے بعد اٹھکر غصہ میں بھرے ہوئے عثمان کے پاس سے چلے آئے ابوذر نے ربذہ میں رہنا اختیار کیا اور ایک مدت گذر گئی آنے جانے والے حاجی اس کے پاس پہنچتے۔ اسکی دلداری کرتے اور تحفے بھیجتے۔ مگر وہ کسی کی کوئی شے قبول نہ کرتا انجام کار اسکی وفات کا وقت آ پہنچا اسکی زوجہ سرہانے بیٹھی رو رہی تھی۔ ابوذر نے پوچھا کیوں روتی ہے۔ اسنے کہا پردیسی ہونے اور خاندان کی جدائی اور اپنی بربادی سے روتی ہوں۔ اور بعالم غربت تیرا وفات پانا سخت ترین صدمہ ہے پھر میں ضعیف اور بیکس عورت ہوں مجھ سے تیری تجہیز و تکفین اچھی طرح ہو سکے گی۔ ابوذر نے کہا اے ام ذر دلکو قابو میں رکھ اور مت رو رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ پردیس میں وفات پاؤ گا اور اس وقت کچھ نیک آدمی تیرے پاس آئیں گے وہی مجھے دفن کرینگے۔ آگاہ ہو کہ جب میں جان بحق تسلیم ہو جاؤں تو کسی سے کہنا کہ ان چند بکریوں میں سے ایک بکری ذبح کر الینا اور کھانا پکا کر رکھ چھوڑنا پھر سر راہ منتظر ہو کر بیٹھ جانا جو مسلمان گزرینگے ان سے میری وفات کا حال کہکر کفن اور دفن کرنیکی درخواست کرنا جب میرے دفن سے فارغ ہو جائیں تو وہ کھانا ان کے سامنے لا رکھنا کہ کھا کر چلے جائیں۔ تو کچھ دن ربذہ ہی میں رہنا پھر مدینہ چلے جانا

اور اپنے زمانہ وفات تک اُسی جگہ رہا ابوذر یہ وصیت کر کے جان بحق تسلیم ہو گیا اُس پر اللہ کی رحمت ہو اُم ذر نے حسبِ وصیت ایک بکری ذبح کرا کر کھانا پکایا
اور نہایت ہی غمگین اور اُداسی کے عالم میں سرِ راہ بیٹھکر آنے والوں کا انتظار کرنے لگی تھوڑی دیر بعد کچھ لوگ زیارت مکہ معظمہ سے واپس آتے ہوئے نظر پڑے یہ
اشخاص احنف بن قیس تمیمی۔ صعصعہ بن صوحان العبدی۔ خارجہ بن صلت تمیمی۔ عبداللہ بن مسلمہ تمیمی۔ ہلال بن مالک مزنی۔ جریر بن عبداللہ بجلی۔ مالک اشتر
بن حارث بن عبد یغوث نخعی وغیرہ تھے۔ جب یہ مشہور و معروف اشخاص قریب پہنچے تو ایک پیرزن کو سرِ راہ بیٹھے دیکھا سمجھے کوئی محتاج ہے کچھ مانگتی ہو گی جب
ہی پاس پہنچ گئے تو اُم ذر نے کھڑے ہو کر کہا اے مسلمانوں رسولِ خدا کا مصاحب ابوذر دنیا سے سفر کر گیا میں اُسکی بیوہ عورت بے کس ہوں مجھ میں اُسکے کفنانے
اور دفنانے کی طاقت نہیں اگر تم اس کام میں امداد کرو گے تو اللہ تعالٰے تم سے راضی ہو گا ابوذر کی خبرِ وفات سنتے ہی سب رونے لگے بہت افسوس کرتے تھے اور اللہ
تعالٰے سے اُس کی بخشش کی دعا مانگتے تھے پھر وہاں قیام کر کے ابوذر کو غسلِ میت دیا اور ہر شخص کی یہی خواہش ہوئی کہ میرے کپڑے کا کفن پہنایا جائے آپس میں
گفتگو طول پکڑ گئی انجام کار یہ صلاح قرار پائی کہ ہر شخص کے پاس سے تھوڑا تھوڑا سا پارچہ لیکر اور سب کو سی کر کفن دیا جائے غرضکہ اسی طرح کیا اور ایک شخص کے
اسباب میں سے کافور بھی نکل آیا اُس سے سنت حنوط ادا کی گئی پھر نماز جنازہ پڑھکر دفن کر دیا دفن سے فارغ ہو کر اشتر نخعی نے اُسکی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر
خدا تعالٰی کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے خدا ابوذر غفاری تیرے رسول کا مصاحب ہے وہ تیرے پیغمبروں اور کتابوں پر ایمان لایا ہے۔ تیری راہ میں جہاد کئے
ہیں شریعتِ اسلام پر ثابت قدم رہا ہے اور شرعی طریقوں میں اُسنے تغیر و تبدل کو راہ نہیں دی اُسے سنت اور اجماع کے خلاف کچھ امور دیکھکر اُن سے انحراف
اختیار کیا جس کے سبب سے لوگوں نے اُسے ستایا اور ذلیل سمجھا۔ تیرے حبیب کے ہمسایہ کی دولت سے اُسے محروم کر دیا مدینہ سے نکالکر بربادی میں چھوڑ دیا۔
یہاں تک کہ وہ پردیس میں مر گیا اے خدا تو نے مومنوں سے جن جن بہشتی نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اُن کا حصہ ابوذر کے لئے زیادہ کر اور اُس شخص کو جس نے
اُسے تیرے رسول کے مدینہ سے نکالا اور تباہ کیا ہے سزائے مستوجبہ دے اشتر نے ابوذر کی قبر پر یہ دعا مانگی اور سب مسلمانوں نے آمین کہی۔ جب دفن ختم ہو گیا
تو اُم ذر نے کھانا سامنے لا رکھا سب نے کھایا اور رات کو اسی جگہ سو رہے صبح کے وقت اُم ذر سے رخصت ہو کر چلے گئے ابوذر کی وفات کی خبر جسوقت عثمان کو پہنچی
تو عمار یاسر موجود تھا کہا ابوذر پر اللہ کی رحمت ہو اے خدا میں یہ دعا اُس کے حق میں جان و دل سے مانگتا ہوں تو اُسے بخش دیجیو خلیفہ عثمان نے اُسپر
غصہ ہو کر کہا اے نالائق تیرا بھی یہی حال ہو گا میں بوذر کے مدینہ سے نکالدینے پر پشیمان نہیں ہوا ہوں۔ عمار یاسر نے کہا خدا کی قسم میرا یہ حال نہ ہو گا۔ عثمان نے
کہا اسے دھکے دو اور شہر سے نکالدو۔ اور اُسی جگہ بھیجدو جہاں ابوذر کو پہنچایا تھا تاکہ یہ بھی اسکی طرح اُسیجگہ زندگی بسر کرے اور جبتک میں زندہ ہوں
یہ مدینہ میں نہ آسکے۔ عمار نے کہا خدا کی قسم مجھے بھیڑیوں اور کتوں کی ہمسائیگی تیرے پاس رہنے سے زیادہ پسندیدہ ہے یہ کہکر اٹھا اور خلیفہ عثمان کے
پاس سے چلا آیا خلیفہ نے ارادہ کر لیا کہ عمار کو بھی مدینے سے نکالدے بنی مخزوم جو اُس کے قریبی رشتہ دار تھے علی ابن ابی طالب کے پاس آئے اور کہا اے
ابوالحسن تم اس رشتہ داری کے حق سے خوب واقف ہو جو ہمکو تمہارے باپ کے ساتھ ہے یہ حقوق محتاجِ شرح نہیں ہیں آج ہم عثمان کی اس گفتگو کے لئے
آپکے پاس آئے ہیں جو اُسنے عمار کے ساتھ کی اور مدینہ سے اُس کے اخراج کی نسبت حکم دیکر ربذہ میں بھیجنا چاہا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایک دفعہ اُسے مار کر
سخت اذیت دے چکا ہے اور سخت سخت کہا ہے ہم نے درگذر کی تھی اور اُسے کچھ نہ کہا تھا اب دوسری دفعہ پھر ایسا ارادہ کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے آپ خوب
جانتے ہیں اگر وہ عمار کو شہر سے نکالے گا تو اندیشہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں سے ایسا کچھ ظہور میں آجائے جس کے لئے وہ پچھتائے اور ہمیں بھی ترسندگی لاحق
ہو ہمارا خیال ہے کہ آپ کے سوا اور کوئی اس کام کو سہولت سے انجام نہیں دے سکتا آپ ہی کی زبان مبارک سے اسکا تدارک ہو سکتا ہے۔ آپ
مہربانی فرما کر عثمان کے پاس جائیں اور کلمات حق کہکر سمجھا دیں کہ عمار کے پیچھے نہ پڑے اُسے اس کے شہر اور مکان سے نہ نکالے ورنہ ایسا فساد
پھیلے گا جسکا انسداد ہو سکے گا۔ علی نے یہ باتیں سنکر اُنکو اچھی اچھی باتوں سے سمجھایا۔ اور دلاسا دے کر فرمایا جلدی نہ کرو میں جا کر اس معاملہ کو درست

کرادو لگا تمہارے اس کام کے متعلق سعی کرنا مجھ پر واجبات سے ہے۔ پھر عثمان کے پاس آئے اور کہا تم بعض کاموں میں بہت جلدی کرتے ہو دوستوں اور نصیحت کرنیوالوں کی بات نہیں مانتے اس سے پہلے ابوذر کو جو ٹرا نیکوکار مسلمان۔ رسول خُدا کا ٹرا صحابی مہاجرین میں سے ٹرا نیک شخص تھا مدینہ سے نکالدیا۔ اور ربذہ میں بھیجدیا کہ وہ غریب پردیس ہی میں مرگیا اس معاملہ سے اور بھی زیادہ مسلمان تجھ سے برگشتہ ہوگئے ہیں سنتا ہوں کہ تم نے اب اور ارادہ کیا ہے کہ عمار یاسر کو بھی شہر مدینہ سے خارج کردیں یہ اچھی بات نہیں خُدا سے ڈرو عمار سے باز رہو صحابہ رسول خُدا کو ایسی رنج۔ دو خلیفہ عثمان کو علی کی یہ باتیں پسند نہ آئیں۔ جواب دیا پہلے تجھی کو شہر سے نکالدینا چاہیے کیونکہ عمار اور غیر عمار کو تو ہی برباد کر رہا ہے علی نے کہا تیری کیا طاقت ہے کہ میری نسبت ایسا خیال بھی دل میں لاسکے اور اگر چاہیگا تو بھی اس فعل پر قادر ہوسکیگا اور میرے اس کلام میں کچھ شک ہو تو آزما دیکھ پھر تجھے حقیقت حال معلوم ہوجائے گی کہ کیسا اہم معاملہ ہے۔ اور تیرا یہ کہنا کہ عمار اور غیر عمار کو تو ہی خراب کر رہا ہے۔ خدا کی قسم اُن کا فساد محض تیری ہی طرف سے ہے۔ میں اُنکی کوئی خطا نہیں دیکھتا تیری ذات سے ایسے ایسے اُمور سرزد ہو رہے ہیں جو طریقہ شریعت سے باہر ہیں لوگ اُن کی تاب نہیں لاتے تجھ سے برگشتہ ہوتے ہیں اور تجھ سے یہ باتیں برداشت نہیں ہوسکتیں۔ ہر ایک پر غصّہ ہوتا ہے۔ پھر اُنہیں ستاتا ہے۔ یہ ڈھنگ بزرگوں کے طریقوں سے بہت بعید ہے۔ حضرت علی یہ نرم و گرم باتیں کہکر امیر المومنین عثمان کے پاس سے چلے آئے۔ جب لوگوں کے پاس پہنچے تو اُنہوں نے دریافت کیا کہ کیا فیصلہ کیا اور خلیفہ نے کیا جواب دیا آپ نے وہ تمام گفت و شنید جو عثمان کے ساتھ ہوئی تھی بیان کردی۔ سب نے تعریف کی کہ آپ نے جو کچھ جواب دیا بہت ہی خوب دیا۔ عثمان جسوقت غصّے میں ہوگا آپ کی نسبت ایسے ہی کلمات کہے گا۔ اور جس پر ناراض ہوگا اُسے شہر بدر کرے گا ہم میں سے کوئی اپنے عزیزوں قریبوں اور کنبہ میں وفات نہ پائیگا۔ سب پردیس ہی میں جانیں گنوائینگے۔ عالم غربت میں کس سے وصیت کریں گے اور اپنی اولاد اور عزیزوں کو کس پر چھوڑیں گے۔ خُدا کی قسم ہمیں اپنے گھروں کے اندر فرزندوں اور عزیزوں کے سامنے مرجانا اُس حیاتِ ابدی سے بدرجہا بہتر ہے جو غیر جگہ میں ہو حضرت علی صحابہ سے یہ باتیں سکر رو دئے اور کہا عمار سے کہدو اپنے گھر میں رہے باہر نہ نکلے اللہ تعالےٰ تجھکو عثمان اور دوسرے شخصوں کی شرارت سے محفوظ رکھیگا بنی مخزوم نے حضرت علی کے دلاسا دینے سے مطمئن ہوکر کہا اے ابو الحسن ہم سب مسلمان آپ کے دوست اور ہوا خواہ ہیں اگر تم بھی ہمارے مددگار رہوگے تو عثمان ہمیں کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ عثمان کو بھی لوگوں کی زبانی یہ حال معلوم ہوگیا۔ عمار کا پیچھا چھوڑ دیا اور جو کچھ کہا تھا اس پر افسوس کیا۔ اُسکے بعد مسلمانوں میں سے جو شخص آتا اُس کے سامنے عثمان علی کی شکایت کرتا۔ ایک مرتبہ زید بن ثابت سے بھی یہ بات کہی اور علی کی شکایت کی اُسنے کہا خلیفہ کی منشا ہو تو میں علی کے پاس جاؤں اور تمہارے دلوں میں جو کشش پڑ گئی ہے اُسکا ذکر کروں خلیفہ نے کہا تجھے اختیار ہے۔ زید بن ثابت اور مغیرہ بن اخنس ثقفی علی کے پاس آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے۔ زید بن ثابت فصلی نے حضرت علی کی تعریف و توصیف بیان کرنی شروع کی کہ جناب رسالت مآب کی بارگاہ میں آپ کو جو تقرب اور یگانگت اور مرتبہ منزلت حاصل ہے دنیا میں اور کسیکے واسطے نہیں اور دین اسلام کے متعلق تقویت و سبقت و قدامت میں کوئی اور شخص آپکے ہمسر نہیں ہوسکا۔ آپ چشمہ خیر اور منبع کرامت ہیں۔ ہم آج تمہارے چچازاد بھائی عثمان کے پاس جو امرِ اُمت کی خلافت پر متمکن ہے۔ اور آپ پر بھی دو حق رکھتا ہے۔ ایک حق خلافت دوسرے حق قرابت۔ گئے تھے اُسنے آپ کی نسبت کچھ شکایت سی کی ہے کہ کبھی کبھی میری باتوں پر اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ اور جن اُمور کو میں کرنا چاہتا ہوں اُن کی نسبت کچھ کہدیا کرتے ہیں۔ ہمکو مناسب معلوم ہُوا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اُن باتوں کو عرض کردیں تاکہ باہمی کلفتیں اور دلوں کا غبار دور ہوجائے جس سے سب مسلمانوں کو خوشی حاصل ہوگی اور آپس کی موافقت سے انشاء اللہ سب کو بڑے بڑے فوائد حاصل ہونگے حضرت علی نے کہا خدا کی قسم جب تک مجھ سے ہوسکا میں نے کسی امر پر اعتراض نہیں کیا نہ کسی کام میں دست اندازی کرنی چاہی مگر ایسا مشکل معاملہ آپڑا ہے کہ صبر اور خاموشی کی جگہ نہیں رہی ہے۔ میں نے بھی بات کہی تھی جس میں اُس کی اور سب مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری اور خیریت و مصلحت شامل تھی۔ مغیرہ بن اخنس بول اُٹھا تمہارا دل مانے یا نہ مانے امیر المومنین جو کچھ... اور آپ اُنکو امیر پر فائدہ رہنا چاہیے۔ اُسکے حکموں کی تعمیل اور اُس کے فرمانوں کی اطاعت تمہیں لازم سمجھنی چاہیے کیونکہ وہ تم پر قادر ہے وہ تم پر

اور ہمیں تمہارے پاس صرف اسی واسطے بھیجا ہے۔ کہ جو کچھ تم بیان کرو ہم اُس کے گواہ ہو جائیں پھر خلیفہ جو کچھ تمہاری نسبت کہے معذور سمجھا جائے۔ مغیرہ کی ان باتوں کو سُنکر حضرت علی کو غصہ آیا للکار کر کہا اے اُس ملعون کے بیٹے جسکے حصہ میں ذرہ بھر بھی نیکی اور بھلائی نہیں آئی۔ اور وہ بن جڑ اور بن شاخوں والے درخت کی مانند ہوا ہے یعنے حسب اور نسب بھی معیوب رکھتا تھا۔ اوس کی اولاد یاسرہ اور نہرہ میں سے تھی تو مجھے عثمان سے روکتا ہے۔ خدا کی قسم جسکا تو ساتھی ہوگا وہ شخص کبھی عزت نہ پائیگا اور تو جسکو حرکت میں لائیگا وہ کبھی قایم نہ رہیگا میرے پاس سے دور ہو جا خدا تجھے دور کرے تجھ میں جسقدر زور ہے لگا عثمان کی خدمت اور میری تکلیف دہی میں جو کچھ بن پڑے وہ کر۔ اگر تو مجھپر رحم کھائے اور اپنی کوششوں میں کمی کرے تو خدا تجھپر رحم نہ فرمائے اور نہ رد رکھے۔ حضرت علی کی ان باتوں سے مغیرہ کی زبان بند ہو گئی پھر کچھ نہ بول سکا۔ مگر زید بن ثابت نے عرض کی اے ابوالحسن مغیرہ تو بیہودہ بکواسی آدمی ہے اُسنے یہ باتیں از خود گھڑ کر کہی ہیں۔ خدا کی قسم ہم آپ کی خدمت میں گواہ بننے کے واسطے نہیں آئے ہیں نہ آپ کی باتوں پر اعتراض کرنا مدِّنظر ہے بلکہ ہمیں باہمی صُلح اور آشتی کا دروازہ کھولنا چاہتا تھا تاکہ آپ اور آپ کے چچا زاد بھائی میں صفائی ہو جائے رنجش جاتی رہے حضرت علی نے ان باتوں کو پسند فرماکر اُسے دعائے خیر دی اسکے بعد زید بن ثابت مع ہمراہیان عثمان کے پاس واپس آیا اور تمام کیفیت بیان کی۔

ولید بن عقبہ کا جھگڑا اور اسکی شراب خوری کی شکایت

اہل کوفہ کے لوگوں نے عثمان کے پاس آکر ولید بن عقبہ کی شکایت کی کہ اسکی عادتیں اچھی نہیں مسلمانوں کا سردار ہو کر بُرے کام کرتا ہے۔ رعایا کے ساتھ عدل وانصاف ہی سے پیش آتا ہے۔ علاوہ ازیں شراب پیتا ہے۔ مدہوش پڑا رہتا ہے اسیواسطے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ کہ اس امر کا تدارک کیا جائے اور مناسب ہو تو اُسے معزول کر کے کسی اور شخص کو جو عادل اور شائستہ ہو اُس کی جگہ مقرر فرمائیں عثمان نے یہ حال سُنکر بہت تعجب کیا۔ کہا سبحان اللہ مجھے خیال بھی نہ تھا کہ ولید ایسی حرکتیں کریگا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہاری باتیں سچ ہیں یا جھوٹ اُنہوں نے کہا ہم سچ کہتے ہیں اور جب تک اچھی طرح نہیں دیکھ لیا کہ وہ شراب پیتا ہے اسکی نسبت یہ الزام نہیں لگایا گیا ہے۔ اسکے بعد اُسی جماعت میں سے ایک شخص ابوزینب نام نے آگے بڑھکر کہا اے امیرالمومنین ایک دن میں کسی کام کے لئے ولید کے مکان میں اُس کے پاس گیا تھا دیکھا کہ وہ مدہوش پڑا ہے میں نے اُس کی انگلی میں سے انگوٹھی نکال لی جب بھی اُسے کچھ خبر نہ ہوئی اور وہ انگوٹھی یہ ہے سامنے ڈالدی پھر اُن لوگوں نے جو ابوزینب کے ساتھ ولید کے پاس گئے تھے اسکی کلام کی صداقت بیان کی خلیفہ نے بڑے بڑے صحابہ اور علی علیہ السلام کو بلایا اور حضرت علی سے کہا اے ابوالحسن اہل کوفہ ولید بن عقبہ کی نسبت ایسا کچھ بیان کرتے ہیں آپ کی رائے مبارک کیا ہے۔ کہا ولید کو کوفہ سے بلاکر ان لوگوں کے روبرو کھڑا کر اسوقت نامور اصحاب بھی موجود ہوں پھر کوفیوں سے ولید کی شکایت سُنی چاہیئے۔ غرضکہ جسوقت یہ سب حاضر ہوئے اور ہر ایک نے اپنی سی کہی تو ولید کا شراب پینا ثابت ہو گیا خلیفہ نے حکم دیا کہ ولید کو برہنہ کر کے دُرّے لگائیں اور کوفہ کی حکومت سے علیحدہ کر کے سعد بن عاص کو اُسکی جگہ مقرر کیا اور اہل کوفہ کے نام فرمان جاری ہوا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط حمد وثنا باری تعالے اور درود ونعت محمد مصطفے صلعم کے بعد عبداللہ عثمان امیرالمومنین کیطرف سے اہل کوفہ کو سلام پہنچے۔ پھر واضح ہو کہ چند کوفیوں نے میرے پاس آکر ولید کی شکایت کی اور اسکے خلاف گواہی دی تھی اگر اُن کا بیان درست تھا تو میں اُس کے اعمال کی سزا اسے دے ہی چکا ہوں اور اگر انہوں نے جھوٹ بولا تو اللہ تعالے انپر عذاب نازل کریگا میں نے اُن لوگوں کی شکایت اور گواہیوں کو سُنکر ولید کو حکومت کوفہ سے برطرف کر دیا ہے اور سعید بن عاص کو جو نہایت شریف اور اپنی قوم کا سردار ہے اسکی جگہ مقرر کیا ہے۔ اے خدا کے بندو خدا سے ڈرو اسکے حکموں کی تعمیل کرتے رہنا اور مشورے سے روگردان نہ ہونا اسپر تہمت نہ چاہنا عیب چینی اور تہمت لگانے سے باز رہنا سعید بن عاص کے ساتھ جو تمہارا امیر ہے رعایت بلیغ کا برتاؤ رکھنا۔ رنجیدہ ہونے کے چلن سے باہر ہونا خلیفہ کے فرمان کی تعمیل کئے جانا۔ میں نے

سعید کو بھی خوب تاکید کر دی ہے کہ عدل و انصاف کو ذرا بھی ہاتھ سے نہ دے سب لوگوں سے با احسان پیش آئے والسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ یعنی تم سب پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ سعید بن عاص یہ فرمان لیکر جانب کوفہ روانہ ہوا وہاں پہنچکر جامع مسجد میں آیا اور دو رکعت نماز پڑھکر منبر پر گیا۔ لوگوں کو فراہم کر کے خطبہ پڑھا۔ اللہ تعالٰے کی حمد و ثنا بیان کی حضرت محمد مصطفٰے صلعم پر درود بھیجا۔ اور کہا اے کوفہ والو آگاہ ہو کہ تم میں سے جو شخص قرآن شریف کو پڑھتا اور مسائل فقہ کو اچھی طرح جانتا ہو گا وہی مجھے سب سے عزیز ہو گا۔ اور جسکی طبیعت بُری باتوں اور لہو و لعب کیطرف راغب ہو گی اور گناہوں سے بچتا ہو گا فتنہ پرداز اور فسادی ہو گا میں اُسکا دشمن ہوں۔ میرے پاس مقرب اور فقیہ لوگ آمد و رفت رکھیں اور شریر بدمعاش میرے سامنے نہ آئیں مجھے اُن سے سخت نفرت ہے۔ میں صرف عقلمندوں اور اس پسند شخصوں سے محبت اور ربط ضبط رکھنا چاہتا ہوں لہذا تم سب کو اس امر سے آگاہ کر دیا ہے۔ اسیطرح کی اور چند باتیں بیان کر کے منبر سے اُتر آیا اور عبد الرحمٰن بن اخنس اسدی کو بُلا کر کوتوالِ شہر مقرر کیا پھر دار الامارہ میں داخل ہو کر قیام کیا ہر وقت تجارِ کوفہ عالم و غیرہ اسکے پاس آتے جاتے دینی مسائل اور ملکی تدابیر پر گفتگو رہتی۔ سعید تمام رعایا کے ساتھ رعایت و مروت سے پیش آتا۔ تواضع اور عدل و انصاف کا شیوہ رکھتا خوش سیرت سے رہتا۔ یہانتک کہ ماہ رمضان آیا تقسیم خیرات اور صدقات بہت اچھی طرح کی حسب اتفاق ماہ مذکور کی آخری تاریخ بارِ شام کے وقت لوگوں میں کچھ عید کا چرچا ہوا اسی اثنا میں سعید بن عاص اور ہاشم بن عتبہ میں بھی کچھ گفت و شنید ہو پڑی سعید نے اُسے ایک تھپڑ لگایا اور ایسا پیٹا کہ وہ بیہوش ہو گیا پھر اُسکا گھر جلوا دیا۔ یہ خبر سعد بن ابی وقاص کو مدینہ میں پہنچی مہاجر و انصار کی جماعت کو ساتھ لیکر خلیفہ کے پاس آیا اور سعید کی شکایت کی کہ اُسنے ہاشم کو مارا اور گھر جلا دیا ہے میں انصاف چاہتا ہوں پھر قسم کھائی کہ میں امیر المومنین کے پاس سے واپس نہ جاؤنگا تاوقتیکہ آپ سعید سے بدلا نہ لینگے اور میرا انصاف نہ فرما دینگے ورنہ یہ بات ایسی بڑھے گی کہ اسکا اثر دور دور تک پہنچیگا۔ امیر المومنین عثمانؓ نے سعد بن وقاص کو نرمی سے سمجھایا کہ سعید نے جو کچھ کیا اس میں میری کوئی خطا نہیں نہ میں نے اُسے ایسے کاموں کی اجازت دی۔ نہ مجھے اس معاملہ کی کچھ خبر لیکن جو کچھ تو چاہتا ہے میں اُسے بجا لاؤنگا سعد ان دنوں عین عالم شباب میں تھا۔ اور بہت ہی بہادر پس چلا اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکا اُٹھکر سعید بن عاص کے دروازے پر آیا اور اُس کے گھر کو آگ لگا دی عائشہؓ نے سنکر سعد کو کہلا بھیجا کہ بس ایسی باتیں نہ کرو وہ بھی اپنے گھر میں جا بیٹھا۔ اب عثمان رضی اللہ عنہ نے سعید کو خط لکھا اور ہاشم کے ساتھ بد سلوکی سے پیش آنے پر سخت ملامت کی سعید سب کچھ سُنکر خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا اس واقعہ کے بعد ایک دن سعید کوفہ میں بیٹھا تھا۔ اور بزرگان کوفہ بھی موجود تھے زمینی قواعد کا تذکرہ تھا کہ کس علاقہ کی زمین زیادہ نرم ہے اور غلہ اور پھلوں کی پیداوار میں زیادہ طاقتور ہے اشتر نخعی نے کوفہ کی بہت تعریف کی عبد الرحمٰن بن اخنس جسے سعید نے کوتوال شہر بنا رکھا تھا بولا قریش کے لئے عراق اور اسکا نواح گلزار کے مانند ہے۔ ہمکو جسقدر مطلوب ہو گا تصرف میں لائینگے اور جسقدر چاہیں گے چھوڑ دیں گے اشتر نے کہا خبردار بولا نہ بن تیرا یہ رتبہ نہیں کہ عراق کو گلزار قرار دے اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی عبد الرحمٰن اپنے آپ کو بہت دور کھینچنے اور مغرورانہ کلام کرنے لگا۔ اشتر نے ہاتھ بڑھا کر اُس کی شمشیر کا تسمہ پکڑ لیا۔ اور اپنی طرف کھینچکر عزیزوں سے کہا اس خائن کو پکڑ کر مار ڈالو کہ اور لوگوں کو گنہگار کی اطاعت نہ کرنی پڑے اشتر کے آدمیوں نے اُسے اسقدر پیٹا کہ قریب ہلاکت ہو گیا پھر ٹانگ پکڑ کر مسجد سے باہر ڈالدیا۔ سعید بن عاص مسجد سے اُٹھکر اپنے گھر چلا گیا اور اشتر نے بھی دوستوں سمیت اپنے گھر کی راہ لی اشتر کے عزیزوں نے کہا تو نے بہت اچھا کام کیا عبد الرحمٰن کی یہی سزا تھی گویا اللہ تعالٰے نے تجھے بطور الہام یہ توفیق کرامت کی اگر تو اس بات کو ٹال جاتا اور خاموشی اختیار کرتا تو یہ لوگ ہمارے خاندانوں تک دست تصرف دراز کرتے اور ہم سب کو ہمارے باپ دادا کی وراثت سے بےحق کر دیتے۔ سعید نے بھی گھر میں داخل ہوتے ہی عثمان کو خط لکھا اور تمام کیفیت درج کی مضمون یہ تھا۔ امیر المومنین کی جدائی اور ملاقات اور خدمت گذاری شرح آرزو و دعا کے اظہار کے بعد معلوم ہو کہ کوفہ میں اشتر کی موجودگی سے میں کوئی انتظام نہیں کر سکتا اُسنے ایک گروہ بنا رکھا ہے جو اپنے مقرب ہونے کا دعوٰے کرتے ہیں اور یہ سب بےعقل آدمی ہیں۔ اگر میں اچھا کام بھی کرتا ہوں تو یہ عیب جوئی کرتے ہیں۔ اور مصلحت آمیز نصیحت

کرتا ہوں تو سخت جواب دیتے ہیں ابھی اشتر نخعی اور عبدالرحمن احنس میں جسے میں نے شہر کا کوتوال مقرر کر رکھا ہے جھگڑا ہوا اس کی کوئی اصل و بنیاد نہ تھی اشتر نے بلا سبب غصے ہو کر میرے روبرو مصری بدمعاشوں اور اپنی قوم کے بیوقوفوں سے کہا کہ عبدالرحمن کو مارو انہوں نے اسقدر لاتیں رسید کیں کہ وہ مردہ سا ہو کر گر پڑا اور اسوقت سے اب تک نہیں اٹھا بستر پر پڑا ہوا ہے۔ میں نے امیرالمومنین کو تمام حالات سے اطلاع دیدی ہے اور منتظر ہوں کہ کیا حکم صادر ہوتا ہے۔ اور اشتر کے اس بھڑکائے ہوئے شعلہ فساد کے بجھانے میں کس مصلحت کا برتاؤ ہوتا ہے۔ فقط والسلام سعید بن عاص کا یہ خط عثمان کے پاس پہنچا تو حالات مندرجہ سے واقف ہو کر رنجیدہ ہوئے اور جواب دیا کہ سعید بن عاص کو معلوم ہو تیرا خط پہنچا مضمون معلوم ہوا۔ یہ لکھا کہ کوفہ میں اشتر کی موجودگی سے میں کوئی کام نہیں کر سکتا باعث یہ ہے تجھے اس کی موجودگی میں کوفہ کے بڑے بڑے اختیارات حاصل ہیں اور وہ کسی عمل یا مصلحت و گفتگو سے تجھے منع نہیں کر سکتا اُسکو ان امور سے کوئی تعلق نہیں جنکا انتظام بہبودیٔ اہل اسلام کے لئے تیرے قبضۂ قدرت میں دیا گیا ہے۔ امور سلطنت میں اُس کا کچھ دخل نہیں۔ میں نے ایک خط اُسکے نام بھی لکھا ہے اُسے پہنچا دینا جو شریر اور بیوقوف لوگ اسکے گرد جمع ہوگئے ہیں ان سب کو اشتر کے ہمراہ اُس مقام کی طرف جسکا میں نے ذکر کیا ہے روانہ کر دینا۔ اور خود ہر طرح سے اطمینان تمام اپنے کام میں مشغول رہنا والسلام۔ اس خط کے بعد اشتر کے نام بھی اس مضمون کا خط لکھا۔ کہ اشتر کو معلوم ہو کہ مجھے خبر لگی ہے۔ کہ تو نے فتنہ پردازی سے کوفہ میں آتشِ فساد مشتعل کی ہے۔ خدا کی قسم تو بہت برا کام کرتا ہے انجام کار شرمندگی اٹھائیگا۔ اور اگر انہی عادتوں اور طریقوں پر قایم رہے گا اور بری خصلتوں سے باز نہ آئیگا تو تیرا خون بہانا حلال ہو جائیگا اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے افعال قبیحہ اور افعال ذمیمہ سے باز نہ آئیگا تا وقتیکہ تو کسی ایسی مصیبت میں مبتلا نہ ہوگا جس سے تجھے مفر نہ ہوگا اور رہائی بہت دشوار ہوگی۔ بہتر ہے کہ تو اسوقت کوفہ میں نہ رہے اگر تو جانتا ہے کہ خلیفہ کی اطاعت تجھے لازم ہے تو اس حکمنامہ کے مضمون سے واقف ہوتے ہی شام کی طرف روانہ ہو جا۔ اور اس جماعت کو بھی جو تجھے فتنہ و فساد کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں اپنے ہمراہ لیجا کر ملک شام میں قیام کرنا تا وقتیکہ میرا خط تیرے پاس پہنچکر واضح ہو کہ تجھے کیا کام کرنا چاہئے یقینی سمجھ کہ تو محض اسیواسطے جانب شام بھیجا جاتا ہے کہ تو نے کوفہ میں فساد کیا ہے اور وہاں کے باشندوں کے دلوں کو میری جانب سے خراب کرتا ہے ورنہ اس امر کے علاوہ تیرا اور کوئی قصور نہیں ہے۔ اشتر نے اس حکم سے مطلع ہو کر سفر شام کی تیاری کی سعید نے آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ تو کوفہ سے جاتا ہے تو اپنے ہمراہ ان بدمعاش اور بے عقل لوگوں کو بھی لیتا جا جنہوں نے اس فساد کی طرف تجھے مائل کیا ہے۔ اشتر نے جواب دیا کوفہ کا ہر شخص میرا ہوا خواہ ہے جو کچھ میری خواہش ہے وہی ان کی آرزو ہے وہ ہرگز گوارا نہ کریں گے کہ تو ان کے شہر اور انکے مکانات پر اپنا تصرف کرے اور اپنی ملکیت قرار دے تو جانتا ہے کہ میں خلیفہ کے حکم سے باہر جاتا ہوں اور کسیکو تکلیف نہیں دے سکتا کہ وہ بھی میرے ہمراہ شام کو چلے جس کسیکو یہاں سے علیحدگی پسند ہوگی میرے ساتھ ہولیگا غرضکہ سامان سفر درست کر کے بارادۂ شام کوفہ سے نکلا بڑے بڑے مشہور و معروف شرفاء اور اکابر کوفہ اسکے ہمراہ تھے دمشق میں پہنچکر کلیسائے مریم میں قیام کیا۔ معاویہ نے قاصد بھیجکر انہیں اپنے پاس بلایا۔ سب نے اسکے پاس جاکر سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ معاویہ جواب سلام کے بعد عزت و حرمت سے پیش آیا اور بولا اے لوگو خدا سے ڈرو وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ یعنے تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جنہوں نے روشن دلیلیں دیکھنے کے بعد اختلاف پھیلایا اور متفرق ہوگئے۔ کمیل بن زیاد نے جو اشتر کا ہوا خواہ تھا جواب دیا اے معاویہ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ یعنے اللہ تعالے نے ان لوگوں کو راہ راست کی ہدایت و رہبری کی ہے جنہوں نے جہت اختلافی میں سے بحکم الہی امر حق کو اختیار کیا ہے اے معاویہ خدا کی قسم ہم بھی وہی لوگ ہیں۔ معاویہ نے کہا اے کمیل جیسا تو بیان کرتا ہے یہ بات ہرگز نہیں ہے یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو خدا و رسول اور صاحبانِ حکومت کی اطاعت کرتے تھے۔ اور صاحبانِ حکم کے فرمودہ نیک کاموں کو نہ چھپاتے تھے اور ان کے گناہ اور عیب نکالا نہ تھے کمیل نے کہا اگر امیرالمومنین اس امر کی تعمیل میں تجھ پر بھروسہ نہ کرتے تو تجھے ملک کی نگرانی عطا نہ کرتے اور نہ ہمکو تیرے پاس بھیجتے۔ اشتر نے کہا اے کمیل

تو ہم میں سب سے کم سن ہے تو نے سب سے پہلے کیوں بحث شروع کی مناسب ہے کہ جو لوگ سن رسیدہ ہیں وہی گفتگو کریں کہیں تو خاموش ہو رہا اور اشتر نے گفتگو شروع کی اور کہا اے معاویہ تو خوب جانتا ہے کہ خدا تعالے نے اس امت کو حضرت رسالت پناہ محمد مصطفے صلعم کے ذریعہ سے عزت بخشی ہے اور انہی کے طفیل سے ہمکو اور تو سب پر فوقیت عطا کی ہے۔ جبتک خدا نے چاہا حضرت رسول خدا ہم میں زندہ رہے جب آپ کی وفات آپہنچی کہ جس سے کسی مخلوق کو چارہ نہیں اور جوار رحمت الٰہی میں پہنچکر داخل بہشت عنبر سرشت ہو گئے تو آپ کے بعد عرصہ تک نیک شعار لوگوں کی جماعت کتاب خدا اور سنت رسول پر چلتی رہی اللہ تعالے انسے رضامند ہوا اور ان کے اعمال نیک کی جزائے خیر راست فرمائی ان کے بعد کچھ ایسے امور واقع ہوئے جو قانون شریعت سے علیحدہ تھے۔ ایمان والوں نے انہیں ناپسند کیا اور روگردان ہو کر حق کلمے زبان سے نکالے کہ ہمارے والی بری خصلتوں کو ترک کر کے ہمیں صالح مند رکھینگے تو ہم ان کے فرمانبردار رہینگے انکی مخالفت اختیار نہ کرینگے بلکہ جان و دل سے مطیع ہونگے اور اگر ہماری رضامندی سے انکار کر کے خلاف کاموں کو ترک نہ کرینگے تو ایسے لوگوں کے حالات سے خداوند تعالے اپنی کتاب میں خبر دیتا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ یعنے اللہ تعالے نے ان لوگوں سے جنہیں کتاب عطا کی ہے عہد لیا ہے کہ لوگوں کو اس عہد سے مطلع کرتے رہیں اور امر حق کو نہ چھپائیں لیکن انہوں نے عہد خدا کو پس پشت ڈالدیا اور اسے کم قیمت پر بیچ ڈالا۔ اے معاویہ ہم اس گروہ میں سے نہیں کہ حکم خدا پر لات ماریں اور نافرمانی سے پیش آئیں۔ اگر ہمارے امام حق راستہ پر چلتے رہیں اور ہم انکی پیروی نہ کریں تو گویا ہمنے کتاب خدا کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ معاویہ نے کہا اے اشتر تیرے کلام سے مخالفت کی بو آتی ہے اور اس سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ تیرا کیا ارادہ ہے خدا کی قسم میں تیرے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈالکر قید کر دونگا۔ عمر بن زرارہ نے کہا اے معاویہ اشتر کے عزیز قریب بے شمار ہیں اگر تو اسے قید کرے گا تو اسکے تمام ہوا خواہ جنمیں اکثر بڑے بڑے سردار شامل ہیں خاموش نہ بیٹھ سکیں گے پھر نہیں معلوم کہاں تک نوبت پہنچے اور تو بھی اس امر سے بخوبی آگاہ ہے معاویہ نے کہا اے عمر مجھے تیرا زندہ نہ رکھنا واجب معلوم ہوتا ہے ابھی تیری گردن اڑا دینی چاہیے۔ پھر غلاموں کو حکم دیا کہ ان دونوں کو قید کر دیں انہوں نے دونو کو قید خانہ میں ڈالدیا زید بن مکفف نے کھڑے ہو کر معاویہ سے کہا جس گروہ نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے وہ عاجز نہیں تھا اگر چاہتا تو ہمیں قید کر سکتا تھا اس نے ہمیں تیرے پاس اسیواسطے بھیجا ہے کہ تو شفقت اور لطف و احسان سے پیش آئے اور مناسب مروت یہ ہے کہ جبتک ہمارا چند روز قیام یہاں رہے تو ہمارے ساتھ اچھے برتاؤ رکھے انعام و اکرام فرمائے کیونکہ ہم تیرے پاس زیادہ عرصہ تک نہ ٹھہرینگے اسکے بعد صعصعہ بن صوحان عبدی نے کھڑے ہو کر کہا اے معاویہ تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اشتر اور زرارہ کی فضیلت اور بزرگی در باب تقویت دین اسلام مشہور ہے اور وہ اپنی قوم اور قبیلوں کے سردار اور بزرگ ہیں انہیں بے خطا اور بے جرم قید کر دینا اچھا نہیں انہیں رہا کر دے۔ معاویہ نے حکم دیا کہ انہیں واپس لائیں غلام جا کر لے آئے معاویہ نے انسے کہا تم نے دیکھا کہ میں نے تمہیں کسطرح معاف کر دیا اور تمہاری جہالت اور بیوقوفی سے درگزر کی حالانکہ تم سخت سزا اور قید گراں کے مستحق تھے اللہ تعالے میرے باپ ابوسفیان پر رحمت نازل کرے کیا حلیم شخص تھا جس کے نطفہ سے ایسے بیٹے پیدا ہوئے جو سب صاحب تواضع حیادار اور نیکو کار ہیں اب جاؤ اپنے گھروں کی راہ لو خدا سے ڈرو اپنے اماموں کی تعریف کرو انکو طعن و تشنیع نہ کرو کیونکہ تمہارے لئے یہی امر بہتر ہے۔ دونو معاویہ کے پاس سے اٹھے اور کہا ہم خدا کے گنہگار ہونے کے لئے اسکے بندوں کے فرمانبردار نہ ہونگے اور جو شخص خدا کے گناہ کرتا ہے اسکی اطاعت نہ کرینگے اسکے بعد اپنے گھر چلے آئے اور معاویہ نے کچھ آدمی مقرر کر دیئے کہ انکی نگرانی رکھیں کہیں اور نہ جانے دیں اسی برس خلیفہ عثمان حج کے لئے تشریف لیگئے جب مدینہ میں واپس آئے تو کوفہ کے ذی عزت اور نامی اشخاص نے امیر المومنین عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر کوفہ سے اشتر کے نکالے جانے اور شام کیطرف بھیجدینے پر اظہار ناراضی کیا۔ اور سعید کی سخت شکایتیں کیں اسیوقت بصرہ والے بھی آئے اور اپنے حاکم عبداللہ بن عامر کریز کے خلاف داد خواہ ہوئے اسی طرح اور اطراف سے بھی عثمان کے عاملوں کی بیجا شکایتیں لکھی ہوئی پہنچیں اب خلیفہ نے مناسب سمجھکر اپنے عاملوں کو سب شہروں سے طلب کر لیا

اور ایسے مخاطب ہو کر بولا کہ تم نے خلقِ خدا کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ کی زندگی اختیار کی ہے کہ تمام باشندگان دور و نزدیک کیا تاجیک والے اور کیا ترکستان والے ادنیٰ ہیں یا اعلیٰ سب کے سب تمہارے شاکی ہیں سب نے اپنا اپنا عذر بیان کیا آخر کار یہ امر قرار پایا کہ خلیفہ ان سے عہد لے کہ وہ لوگوں کے ساتھ عمدہ سلوک کریں گے عدل و انصاف اور قاعدہ مساوات کو نظر انداز نہ ہونے دینگے اور ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھینگے کہ کسیکو شکایت کا موقع نہ ملیگا اسکے بعد انہیں اپنے اپنے مقامات پر واپس بھیج دیا۔ معاویہ شام میں عبداللہ بن عامر بصرہ میں سعید بن عاص کوفہ میں عبداللہ بن سعد مصر میں واپس پہنچکر اور عثمان کی حکومت سنبھالکر اور بھی نئی نئی طرح کے ظلم و ستم کرنے مذموم عادات پر چلنے لگے۔ غرضکہ لوگوں کو کلمات ناملائم اور تعرضات بیہودہ سے رنجیدہ کرنے میں وہی پہلا سا طریقہ خودسری اختیار کر لیا۔ انجام کار کوفہ کے نامور لوگ زید بن قیس ارحبی۔ مالک بن حبیب یربوعی۔ حجر بن عدی کندی۔ مسیب بن نجبہ فزاری وغیرہ اور کچھ رئیس جمع ہوئے سب نے متفق ہو کر کہا کہ سعید بن عاص کی حرکتوں کو پوشیدہ نہ رکھنا چاہیے تمام ظاہری و باطنی حالات لکھکر عثمان کو مطلع کر دیں اب انہوں نے اس مضمون کا خط لکھا کہ بعد ادائے مراسم سلام و دعا امیر المومنین کو معلوم ہو کہ یہ خط ہم سب مسلمانان کوفہ کیطرف سے روانہ کیا جاتا ہے۔ اسمیں ہماری کوئی غرض شامل نہیں۔ بلکہ ہم سب اسکے لکھنے پر مجبور ہیں کیونکہ ہمیں اس امت میں اختلاف اور تفرقہ واقع ہونیکا سخت اندیشہ ہے کیا تمکو فتنہ اور فساد ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اب جو شخص تمہارا مددگار ہوگا وہی ظالم بنے گا کیونکہ جو شخص تمہارے افعال کو پسند نہیں کرتا تم اسکو تکلیف دیتے اور اس کے وطن اور عزیزوں سے جدا کر کے آوارگی میں مبتلا کرتے ہو۔ تم خلاف کام کرتے اور متضاد حکم دیتے ہو۔ اے خلیفہ خدا سے ڈرو نیک بخت خلیفہ کی سنت کو اختیار کرو اصلاح کرنے والوں کو شہر سے نہ نکالو۔ شریروں کو مالِ غنیمت نہ دو غلاموں کی اولادوں اور نالائق شخصوں کو مسلمانوں کا حاکم اور امیر نہ بناؤ۔ جاہل اور بیوقوف لوگوں کو امیر مقرر نہ کرو۔ تم اسیوقت تک ہمارے امیر ہو کہ خدا کی اطاعت کرتے اس کے حکموں پر چلتے کتاب خدا کو پڑھتے زیردستوں سے عمدہ سلوک کرتے اور انکے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آتے ہو۔ جن شخصوں کو شہر سے نکالدیا ہے انہیں واپسی کا حکم دو۔ امور حقہ میں دور اور نزدیک والوں قوی اور ضعیفوں سب کو یکساں سمجھو۔ جو کچھ ہمارا فرض تھا ادا کر دیا اور سمجھا دیا آئندہ تمکو اختیار ہے اگر ان کاموں سے باز آ کر توبہ کروگے تو ہم سب حق کے راستے میں تمہارے معین اور مددگار رہیں گے اور اگر تم باز نہ آؤگے اور توبہ نہ کروگے۔ اور پھر ہم سے کوئی امر سرزد ہو جائے تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرنا۔ کیونکہ بدعت اور ترک سنت کرنے پر ہم تمہارے دوست نہ ہونگے اگر حکمِ خدا سے منحرف ہو کر ہم تمہاری خوشی کے لئے ایسے کام کرینگے جن سے خدا راضی نہیں تو روز قیامت اسکو کیا جواب دیں گے اس ہم اپنے اس قول پر خدا کو گواہ کرتے ہیں اور تمہارا رب خدا کافی ہے وہی ہمارے ساتھ ہے اللہ تعالٰے تمکو اپنی اطاعت کی توفیق کرامت فرمائے اور گناہوں سے بچائے اور وہ جس امر کو چاہتا ہے اس پر قادر ہے۔ کعب بن عبید نہدی نے جو بڑا زاہد اور عابد تھا کہا خدا کی قسم میں بھی عثمان کے پاس ایک خط روانہ کرتا ہوں جس میں اپنا اور اپنے باپ کا نام بھی درج کرونگا۔ عثمان میرے ساتھ جسطرح چاہیے پیش آئے میں کسی بات سے نہیں ڈرتا پھر اس مضمون کا خط لکھا۔ کعب بن عبداللہ کیطرف سے امیر المومنین عثمان کو معلوم ہو کہ میں تمکو فتنہ و فساد برپا ہونے اور امت میں تفرقہ پڑنے سے ڈراتا ہوں کیونکہ تم نے نیک آدمیوں کو شہر سے نکال دیا ہے بُرے شخصوں کو امیر مقرر کیا ہے اور اچھے لوگوں کے دشمنوں کو مالِ غنیمت میں انکا شریک بنا دیا ہے اس گروہ کو جو دین اور دیانت داری میں بہت کم ہیں برگزیدہ کر رکھا ہے۔ کتاب خدا کو چاک کر دیا ہے تم نے آسمان سے مینہ کو اور زمین سے روئیدگی کو بند کر دیا ہے۔ اپنے عزیزوں قریبوں کو تمام لوگوں پر مسلط کر دیا ہے۔ اس امر سے مسلمانوں کے دلوں میں تمہاری طرف سے بغض اور دشمنی پیدا ہو گئی ہے جن شخصوں کو تم نے اپنا مقرب اور دولت مند بنایا ہے۔ وہ بھی اپنے روپیہ سے نہیں بلکہ ہمارے ہی شہروں کی لوٹ اور روپیہ سے اس درجہ کو پہنچائے ہوئے ہیں ہم میں اور تم میں خداوند جلیل انصاف فرمانے والا ہے اگر تم ان باتوں سے باز آ کر ہماری دلداری کرتے رہوگے تو ہم سب تمہارے مددگار اور اصلاح کار ہیں ورنہ بصورت انکار خدا سے تمہارے ظلموں کی فریاد کرینگے اور صبح و شام اسکی پناہ کے طالب ہونگے۔ فقط والسلام۔ پھر وہ خط قبیلہ عنزہ کے ایک جوان کو

دیکر کہا کہ امیر المومنین عثمان کی خدمت میں پہنچا دے وہ داخل مدینہ ہو کر عثمان کے پاس پہنچا تو آپ اسوقت دیوان خانہ میں تشریف فرما تھے چند صحابہ رسول خدا حاضر خدمت تھے سلام کر کے خط حوالے کیے خطوں کو پڑھا تھا کہ رنگ فق ہو گیا پوچھا یہ خط کس نے لکھے ہیں اُسنے کہا کوفہ کے نیک شعار دیندار امانت گذار عابد زاہد لوگوں نے لکھے ہیں امیر المومنین نے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ یہ خط بیوقوفوں باغیوں اور حاسدوں نے لکھے ہیں پھر کثیر بن شہاب کیطرف متوجہ ہو کر کہا تو کعب بن عبیدہ کو جانتا ہے اُسنے کہا ہاں وہ اسی ہندی ہے خلیفہ نے حکم دیا عزی کے بدن پر سے کپڑے اُتار کر اسقدر پیٹیں کہ اور لوگوں کو عبرت ہو جائے اسوقت علی ابن ابی طالب موجود تھے پوچھا اس شخص کو کس جرم پر مارنا چاہتے ہو وہ شخص ایک قاصد ہے خط لایا اور پیام پہنچایا ایلچی جو کچھ کہے وہ جرم نہیں ہو سکتا نہ اسے مارنا جائز ہو سکتا ہے عثمان نے کہا تو اچھا اسے قید خانہ میں ڈالدو حضرت علی نے فرمایا اسے قید کرنا بھی لازم نہیں آسکتا تب خلیفہ نے حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو مت ستاؤ لوگوں نے چھوڑ دیا اور عزی کوفہ کو واپس چلا گیا جب اپنے لوگوں سے ملا انہوں نے اسکی سلامتی سے واپس آنے پر تعجب کیا کیونکہ سب کو یہی یقین تھا کہ خلیفہ اُسے قتل یا قید یا زدوکوب کریگا لوگ اُسکے پاس جمع ہو گئے کیفیت دریافت کی عزی نے تمام سرگزشت بیان کی اور حضرت علی کا شکریہ ادا کیا کہ آپ ہی نے مجھے قید اور مار سے بچایا ہے۔ اہل کوفہ حضرت علی کے ثناخواں اور دعاگو ہوئے اب عثمان نے سعید کے نام خط روانہ کیا کہ کعب بن عبیدہ کو کسی سخت مزاج بدخصلت آدمی کے ساتھ میرے پاس روانہ کر سعید نے اسے گرفتار کر کے ایک بدشکل اور اکھڑ مزاج غلام کے حوالہ کر کے خدمت امیر المومنین میں روانہ کیا جب مدینہ میں پہنچکر حاضر خدمت ہوا تو خلیفہ نے از راہ فراست معلوم کر لیا کہ یہی شخص کعب ہے دیکھا دبلا پتلا اور پتلی گردن والا جوان ہے کہا دیکھیے اور مشاہدہ کی نسبت تیری شہرت بہت اچھی تھی عجب رنگ ہے تو بھی باپ کے نطفہ سے پیدا بھی ہوا تھا کہ میں نے تمام قرآن شریف کی تعلیم حاصل کر لی تھی اور جملہ احوال خیر و شر سے واقف ہو چکا تھا ہر ایک فائدہ اور نقصان سے اطلاع پائی تھی تو آج میرا ناصح پیدا ہوا ہے اور مجھے بتاتا ہے کہ کسطرح زندگی بسر کرنی اور کس طریق سے امر حق پر چلنا چاہیے۔ کعب نے جواب دیا عفان کے بیٹے میری بات سن اگر قرآن شریف کے فوائد پہلے ہی لوگوں کے لیے خاص ہوتے تو آخر زمانہ والے سب محروم رہجاتے اللہ تعالے کا شکر ہے کہ اسکی کلام مجید کے فائدے جیسے پہلے شخصوں کے لیے ہیں ویسے ہی پچھلے لوگوں کے واسطے ہیں عثمان نے پوچھا تو اپنے خدا کو بھی جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے کعب نے کہا میں خوب جانتا ہوں کہ خدائے سبحانہ تعالے الو کسی جگہ کی حاجت نہیں وہ ہر جگہ موجود ہے اور اسے جہاں چاہو پا سکتے ہو اسوقت مروان بن حکم موجود تھا بولا اے خلیفہ تم ایسے بیوقوفوں کے ساتھ بردباری سے پیش آتے ہو یہی سبب ہے کہ وہ آپ کے سر چڑھتے اور زیادہ دلیر ہوتے جاتے ہیں کعب نے کہا اے خلیفہ مروان ہی تمہارے کاموں کو خراب کر رہا ہے اور یہی تم کو ہمارا دشمن بنا رہا ہے امیر المومنین نے اس کے کپڑے اتروائے اور بیس کوڑے لگوا کر چھوڑ دیا کہ کوفہ کو واپس چلا جائے اور سعید بن عاص کو لکھ دیا کہ جسوقت کعب داخل کوفہ ہو اسے گرفتار کر کے کسی زشت خو آدمی کے ہمراہ فلاں پہاڑ پر پہنچا دینا کہ وہیں رہا کرے ادھر کعب کوفہ میں پہنچا ادھر سعید نے حسب الحکم خلیفہ گرفتار کر کے ایک بدخو غلام کے حوالہ کر دیا کہ اسے فلاں پہاڑ پر لیجاؤ اسی دن طلحہ اور زبیر عثمان کے پاس آئے اور کہا ہم اسلیے آئے ہیں کہ تم سے کچھ کہیں خلیفہ نے کہا بیان کرو انہوں نے کہا جسدن تمکو خلافت ملی تھی تو کیا خلیفہ عمر نے تم سے عہد نہیں لیا تھا اور یہ وصیت نہیں کی تھی کہ خلیفہ ہو کر آل ابی معیط کو خلق اللہ پر تعینات نہ کرنا۔ عثمان نے کہا ہاں یہی فرمایا تھا انہوں نے کہا پھر تمنے ولید بن عقبہ کو امیر کوفہ کیوں بنایا امیر المومنین نے جواب دیا جسطرح عمر نے مغیرہ بن شعبہ کو امارت کوفہ عطا کی تھی میں نے بھی اسی کو اُس شہر کا امیر مقرر کیا جب اُس نے گناہوں کا شیوہ اختیار کیا شراب پینے اور لوگوں سے بدسلوکی کرنے لگا میں نے اُسے معزول کر دیا اور دوسرے شخص کو جو پسندیدہ خصلات اور اچھے طریقہ پر تھا اس کی جگہ بھیج دیا پھر انہوں نے پوچھا معاویہ کو شام کے علاقہ پر کیوں بھیجا جواب دیا کہ عمر کی رائے کے مطابق میں نے عمل کیا ہے انہوں نے بھی اُسے شام ہی میں بھیجا تھا پوچھا رسول خدا کے دوستوں کو کس لیے سخت و سُست کہا حالانکہ تم اُن سے بہتر نہیں ہو جواب دیا کہ میں نے تمکو برا نہیں کہا ہے اور جسے برا کہا ہے اُسے کوئی بجز لازم نہیں کہ پلٹ کر جواب دے۔ پوچھا کہ تمہیں عبداللہ بن مسعود سے کیا تعلق تھا جو اسکی تو بہت کو خراب بتایا۔ حالانکہ اُس نے جناب رسول خداصلعم

سے تورۃ سیکھی ہے۔ اور اُسے اسقدر کیوں مارا کہ وہ اب تک گھر میں ایسا بیہوش پڑا ہوا ہے کہ اُٹھ نہیں سکتا۔ گویا بدن میں جان نہیں عثمان نے کہا میں نے عبداللہ مسعود سے جو کلمات سنے ہیں تم نے نہیں سُنے اُسنے یہ کہا تھا کاش میں اور عثمان ایک حالت پر ہیں کہ وہ مجھ پر اور میں اوس پر ریت ڈالتا یہانتک دونوں میں سے ایک دبٹ کر مر جاتا۔ جب لوگوں نے اُس سے یہ کہا کہ عثمان تجھ سے زیادہ مضبوط ہے تو اس کی برابری نہیں کر سکتا تو جواب دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کافر کو مومن پر غالب نہیں ہونے دیتا۔ طلحہ اور زبیر نے پوچھا تم نے عمار یاسر کو لاتوں سے کیوں مارا اور کیوں اسقدر پٹوایا کہ اُسے عارضہ فتق لاحق ہو گیا۔ کہا وہ لوگوں کو میرے قتل پر آمادہ کرتا تھا اور بہکاتا تھا کہ جسطرح بن پڑے عثمان کو قتل کر دو پھر پوچھا کہ ابوذر کو جو رسول خدا کا دوست تھا شہر سے نکال کر ربذہ میں کیوں بھیجا۔ کہ وہ اُسیجگہ غیر وطن میں مر گیا۔ جواب دیا کہ اسکا یہ سبب تھا کہ وہ اہل شام کو مجھ سے برگشتہ کرتا تھا اور مجھے بدنام میرے عیبوں کو ظاہر کرتا تھا۔ پوچھا کہ اشتر اور اُسکے دوستوں کو کوفہ سے کیوں نکالا انکو اپنے اہل و عیال اور عزیزوں سے کیوں علیحدہ کر دیا۔ جواب دیا اسلئے کہ وہ کوفہ میں آتش فساد روشن کرتا تھا اور میرے عامل سعید بن عاص کی حرمت کا خیال نہ کرتا تھا اسکے بعد زبیر نے کہا اے عثمان تمہاری یہ باتیں ٹھیک نہیں ہیں۔ جن باتوں کو ہمنے جتلایا ہے وہ ان امور میں سے جو تم نے افعال و اقوال مختلفہ کے ضمن میں کئے ہیں بہت تھوڑے ہیں اگر تم چاہو تو ہم تمہارے تمام کاموں کو ایک ایک کر کے گنوا سکتے ہیں تاکہ تم انپر غور کرو اور پھر جو دل چاہے سو کرو ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مبادا زمانہ تمپر کوئی ایسا واقعہ لائے کہ تمہیں اسکی تاب و طاقت نہ ہو۔ پھر طلحہ بولا اے عثمان بنی امیہ تمکو ہلاک کر دینگے اور آل معیط تمہیں دام طمع میں پھنسا رہی ہیں۔ تمکو ہمارے ساتھ رہنا چاہیئے کہ ہم بھی تمہارا ساتھ دیں اور اگر تم ہمارے ساتھ نہ رہوگے تو ہم تمہارے دشمنوں سے مل بیٹھینگے اور تمہیں اپنے افعال کی برائی بھلائی خاتمہ کے وقت معلوم ہوگی۔ اسکے بعد طلحہ و زبیر عثمان کے پاس سے چلے آئے اور عثمان نے دوات قلم منگا کر سعید بن عاص کو خط لکھا کہ مضمون مندرجہ سے آگاہ ہوتے ہی کعب بن عبدہ کو بہائر سے کوفہ میں طلب کر اور وہاں سے میرے پاس پہنچا دے اس کام کو بہت ہی ضروری سمجھنا اور جسقدر جلدی ممکن ہو اسکی تعمیل کرنا سعید نے اس حکم کے پہنچتے ہی آدمی روانہ کیا کہ کعب کو بہت اچھی طرح سے لے آئے جسوقت وہ کوفہ میں داخل ہوا اُسے مدینہ کی طرف روانہ کر دیا خدمت امیر المومنین میں پہنچکر اُسنے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ عثمان نے جواب سلام کے بعد عزت سے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اے کعب تو نے خط میں بہت سخت باتیں لکھی تھیں اور خلاف ادب مجھے تنبیہ اور تاکید کی تھی اگر تو ملائم طرز تحریر اختیار کرتا اچھی اچھی باتیں لکھتا تو میں تیری نصیحت کو مان لیتا۔ سخت و سست باتوں سے مجھے غصہ آگیا اسلئے تیرے ساتھ بری طرح پیش آیا اب میں اپنے کئے سے شرمندہ ہوں اگر تمہارے حقوق مجھپر ہیں تو میرے حق بھی تمہاری گردن پر ہیں۔ یہ کہکر کوڑا منگایا اور کعب کے ہاتھ میں دیکر اپنے کپڑے اوتارے۔ پھر کہا اٹھ میں نے تجھے مارا تھا مجھ سے اُسکا بدلہ لیلے کعب نے کہا میں اس کام کو نہ کرونگا نہ اپنے ہاتھ سے بدلہ لونگا جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اسے خدا پر چھوڑتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر تم صلاحیت پر آجاؤ تو اس سے بھی زیادہ عزیز سمجھونگا جسقدر کہ حالت فساد میں سمجھتا ہوں اور رعیت کے ساتھ عدالت سے پیش آؤگے تو حالت ظلم سے بچکر اور اطاعت خدا اختیار کروگے تو عالم گنہگاری سے سوا تمکو دوست رکھونگا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور عثمان کے پاس سے چلا آیا اُس کے دوستوں نے کہا عثمان بدلہ دینے پر راضی تھا تو نے بدلہ کیوں نہ لیا کعب نے کہا میں! یہ کیا بات کہی خلیفہ رسول خدا کیساتھ ایسا برتاؤ نہ کرنا چاہیئے اگر خلیفہ چاہتے تو ایسی باتیں نہ کرتے اور قصاص کا ذکر تک زبان پر نہ لاتے اب انہوں نے نامناسب باتوں سے توبہ کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ امید ہے کہ وعدہ وفا کرینگے۔ الغرض انہی دنوں شام والوں کا بھی ایک گروہ خدمت امیر المومنین میں حاضر ہو کر معاویہ کا شاکی ہوا اور انکے بعد ہی اہل کوفہ میں سے بھی کچھ اور آدمی آپہنچے اور سعید کی شکایتیں عرض کیں عثمان نے کہا ان دونوں شخصوں کی شکایتیں میرے پاس کب تک آتی رہینگی ایک خیر خواہ بول اٹھا لوگ انہی دونوں کے شاکی نہیں ہیں بلکہ تمہارے سارے عاملوں کی شکایتیں کرتے ہیں اور اسی سبب سے تم نے ایک دفعہ انہیں بلاکر لوگوں کے روبرو کیا اور حالات سنے تھے پھر سب کو انہی اپنی جگہ روانہ کر دیا تھا اب یہی بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اپنے عاملوں کو

تمام علاقوں پر سے طلب کر کے مسجد میں جمع کریں اور اصحاب رسولِ خدا کے روبرو قول و قسم لے کر حجت تمام کیجائے کہ وہ رعیت کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں گے اور ظلم و ستم سے باز رہیں گے اور جب یہ امر اچھی طرح قرار پاجائے تو انہیں اجازت دیدی جائے کہ اپنے اپنے علاقوں پر چلے جائیں اگر اس کے بعد انہوں نے اچھی خصلتیں اختیار کرلیں تو اچھی بات ہے ورنہ انکو علیحدہ کر کے عقلمند اور عادل شخصوں کو ان کی جگہ مقرر کر دینا اسطرح شکایتیں بند ہو جائینگی عثمان نے اس مشورہ کو بہت پسند کیا تمام شہروں کے اپنے عاملوں کو واپس بلا کر مسجد میں جمع کیا جب اصحاب رسولِ خدا بھی آگئے تو کہا اے بھائیو یہ میرے نائب اور عامل ہیں اگر تم کہو تو میں تمہاری رضامندی کے لئے انہیں برطرف کر دوں اور دوسرے شخصوں کو جنہیں تم پسند کرو انکی جگہ مقرر کر دوں حضرت علی علیہ السلام نے کہا سچی بات بہت کڑوی لگتی ہے اور لوگ اسے گوارا نہیں کرتے اور جھوٹی بات جس کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی پسند خاطر ہوا کرتی ہے لیکن انجام کار نقصان پہنچاتی ہے اور تم ایسے شخص ہو کہ سچی اور حق بات سنکر غصہ آجاتا ہے اور جھوٹی باتوں کا یقین کر لیتے ہو بہت دفعہ لوگوں نے تمہیں سمجھایا کہ اس عادت کو ترک کر دو اسپر اصرار کرنا اچھا نہیں خدا سے ڈرو اور ان کاموں سے جو مسلمانوں کو ناگوار خاطر ہیں توبہ کرو پھر طلحہ نے کہا اے عثمان تمہارے ان بدعتوں اور قول و فعل کے سبب جو تم سے وقوع میں آتے ہیں اور لوگوں نے کبھی پہلے نہیں دیکھے نہ ان کے عادی ہیں اکثر آدمی تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اگر تم ان باتوں کو چھوڑ دو گے اور اچھی روش اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا ورنہ اسیطرح بدعتوں پر مصر رہنے سے دنیا اور آخرت دونوں جگہ میں تجھے نقصان پہنچیگا عثمان نے انکی باتوں سے ناراض ہو کر کہا تم مجھ سے کس بات کے خواہشمند ہو اور کیا چاہتے ہو میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو نہ ہونا چاہئے تھا اور دین میں کوئی ایسی بدعت قایم نہیں کی جو الزام بھی تم تہمت لگانے اور حسد کرنیوالے لوگ ہو جو کچھ جی میں آتا ہے کہتے ہو اور لوگوں کو مجھ سے برگشتہ کرتے ہو طلحہ تو عثمان کے پاس سے اُٹھکر باہر چلا آیا اور خلیفہ غور و فکر کرنے لگے کہ ان عاملوں کو علیحدہ کر دوں یا پھر انکو انہی کے علاقوں میں بھیجدوں اسی اثنا میں خبر آئی کہ اشتر نخعی نے کوفہ میں سرکشی کی اسواقعہ کی کیفیت یہ ہے کہ جسوقت عثمان نے سعید والئے کوفہ کو مدینہ میں طلب کر لیا اور وہاں کوئی حاکم نہ رہا تو اہل کوفہ نے خط لکھکر اشتر نخعی کو شام سے بلالیا وہ دوستوں سمیت بارہ روز میں سفر طے کر کے تیرہویں دن نماز ظہر کے وقت داخل کوفہ ہوا لوگوں نے اُسے پیش نماز بنا کر اسکے پیچھے نمازِ ظہر ادا کی اور اُسے اپنا والی قرار دیکر اطاعت اختیار کی اشتر نے حکم دیا کہ مقامات کوفہ حیرہ اور جرعہ کے درمیان چھاؤنی قایم کریں پھر عابد بن حملہ الظہوری کو پانسو سوار دیکر بصرہ کے راستہ پر مقرر کیا کہ وہاں لشکرگاہ بنائے حمزہ بن سنان اسدی کو بھی پانسو سوار حوالہ کر کے عین التمر میں ٹھہرنے کو کہا کہ شام کے راستے کی نگرانی کرے عمر بن جلیب الوداعی کو حلوان اور اسکی نواح میں ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے مقرر کیا یزید بن حجت تمیمی کو سات سو سوار دیکر مداین میں بھیجا اور کعب بن مالک ارحبی کو پانسو سواروں کے ساتھ موضع عذیب میں بھیجدیا کہ سعد بن عاص امارت کوفہ کے ارادہ سے آئے تو اُسے جانب مدینہ واپس کر دے داخل کوفہ نہونے دے سعید نے مدینہ جانے کے وقت اپنا تمام مال و اسباب نقد و جنس ولید بن عقبہ کے مکان واقع کوفہ میں امانت رکھوا دیا تھا اشتر تین سو سوار لیکر اُس مکان پر آیا حکم دیا کہ اس گھر کو لوٹ لیں لوگ ٹوٹ پڑے جو کچھ پایا اٹھا لے گئے پھر مکان کے دروازے گرا دیئے اور تمام گھر کو آگ لگا دی اسکے اندر جو کچھ سامان رہگیا تھا سب جلکر راکھ کا ڈھیر ہو گیا خلیفہ عثمان کو بھی اسواقعہ کی اطلاع ہوئی بہت ہی غمگین ہوئے اور خیال کیا کہ یہ حضرت علی کا کام ہے فرمایا میں نہیں جانتا کہ علی کا کیا علاج کروں وہ لوگوں کو میری خوبیاں عیب کے پردے میں دکھاتے ہیں اور انکو میری اور میرے عاملوں کیطرف سے بہکاتے رہتے ہیں پھر سعید بن عاص سے کہا کوفہ کو واپس چلا جا اور وہاں کے لوگوں کی دلجوئی اور اچھے وعدوں سے اطمینان کرا اور اشتر سے کہنا کہ ان سرکشی کی حرکتوں سے باز آئے فتنہ و فساد برپا نہ کرے میں یقین کرتا ہوں کہ وہاں کے لوگ تجھے دیکھکر اشتر کے ساتھ سے الگ ہو جائینگے اور سب تیرے ساتھی بن جائینگے سعید حسب ارشاد عثمان کوفہ کیطرف روانہ ہوا جب منزل عذیب کے پاس پہنچا عبداللہ بن کنانہ بن خطاب تین سو سوار لئے ہوئے سامنے آیا اور بولا اے دشمنِ خدا کہاں جاتا ہے واپس ہٹ جا اور جہاں سے آیا ہے واپس پھر جا۔ خدا کی قسم میں تجھے اسقدر مہلت بھی نہ دونگا کہ تو دریائے فرات سے ایک قطرہ پانی بھی پی سکے اور اور کاموں کا تو کیا ذکر سعید اس گروہ سے تاب طاقت مقابلہ نہ پاکر الٹا پھر گیا القصہ عثمان نے سعید کو جانب کوفہ روانہ کرتے وقت اہل کوفہ کے نام ایک خط بھی لکھکر بمعرفت عبدالرحمن بن ابی بکر روانہ کیا تھا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم امیر المؤمنین عبداللہ عثمان کی طرف سے مالک بن حارث اور ان تمام مسلمانوں کو جو انکے مطیع اور ہمراہ

در احوالِ امرِ خلافتِ عثمان رض

میں معلوم ہو کہ خلیفۂ وقت پر طعن کرنا اور اُسکی مخالفت پر اڑنا بہت بڑا گناہ اور خرابی عظیم ہے اور گناہوں پر مصر ہونا عاقبت کو خراب کرتا ہے اُسکی جزا عذاب الیم کے سوا اور کچھ نہیں میرے عامل اور نائب کی جو کچھ بے حرمتی کیگئی ہے۔ مجھے سب معلوم ہے یقین سمجھنا چاہیے کہ اُسپر جو کچھ ظلم کیا ہے تمنے اپنی جان پر کیا ہے اور اُسکے ذریعہ سے تمنے اپنے واسطے غضب و قہر الٰہی کا دروازہ کھول لیا ہے تمنے عوام الناس کو فتنہ میں مبتلا کیا جو عہد توڑ کر گنہگار ہوئے ہو رعیت میں سے سب سے پیشتر جسنے مخالفت اختیار کی اور سنت کے طریقہ میں تفرقہ ڈالا ہے وہ تم ہی لوگ ہو۔ جو امتی فرقہ اس جھگڑے اور مخالفت میں تمہارے شریک حال ہوگا اور اس ناپسندیدہ فعل کو اختیار کریگا اُسکا وبال بھی تمہاری ہی گردن پر پڑیگا۔ اے خدا کے بندو خدا سے ڈرو اور حق کیطرف متوجہ ہو ناپسندیدہ اعمال سے توبہ کرو کہ بخشے جاؤ اور ان افعال سے جو کچھ تمہارا مطلب و مدعا ہو اسے صاف صاف لکھ بھیجو اگر تم میرے مقرر کئے ہوئے حاکم سے ناراض ہو تو اسے علیحدہ کر دونگا اور جس کسیکو پسند کروگے انشاء اللہ اُسے مقرر کر دونگا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر یہ خط لیکر اہل کوفہ کے پاس پہنچا اشتر اور اور لوگوں نے پڑھا مضمون خط سے مطلع ہو کر اشتر سے کہا اسکا جواب لکھو۔ اشتر نے جواب میں لکھا کہ مالک بن حارث اور اور مسلمانوں کی طرف سے بسنت محمد مصطفیٰ سے برگشتہ اور مبتلا خلیفہ کو معلوم ہو کہ خط آیا خلیفہ کی مخالف جماعتوں کی تفرقہ سازی پر طعن کی نسبت جو لکھا ہے کہ بہت بڑا وبال اور علانیہ خسارہ ہے بس سچ ہے مگر اُسوقت جبکہ خلیفہ عادل ہو اور حق راستہ پر چلے اور اگر صلاحیت اور درستی کا طریقہ نہ برتے اور خلاف راہ اختیار کرے تو اُس سے علیحدہ ہو جانا بارگاہ الٰہی کی تقریب کا بہت بڑا وسیلہ ہے۔ تمنے اپنے عامل کی نسبت جو کچھ فرمایا ہے کہ اسپر ظلم کیا ہے اور اُس کی حرمت نہیں کی ہے۔ ہمنے اُسپر ظلم نہیں کیا بلکہ اُسی کے ظلم کو ہمنے اپنے اور بندگان خدا پر سے دفع کیا ہے لازم ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے عاملوں کو ظلم اور سرکشی سے روکو اُسوقت ہم تمہاری فرمانبرداری اور راہ حق میں امداد کرینگے تمہارا یہ لکھنا کہ عامل کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اپنے اوپر ظلم کیا ہے یہ محض غلط فہمی ہے اور وہ تمہارے ہی نقصان کا موجب ہوگا کیونکہ تم انصاف کو ظلم اور دادخواہی کو جور و جفا سمجھے ہو۔ الحمد للہ کہ ہم راہ راست پر ہیں اور نیک لوگوں کے قدم بقدم چلتے ہیں اور برحق ہونے میں ہم کو ذرا بھی شک و شبہہ نہیں ہے ہم اس محمود طریقہ میں کسی قسم کا رد و بدل کرنا چاہتے ہیں جو شخص ہمارا ساتھ دیگا وہ ضرور راہ راست پر ہوگا اور سعادت و ہدایت اُسکے شامل حال ہوگی وہ دنیا اور آخرت میں عزیز اور مکرم ہوگا۔ وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جو ظالموں کی مدد نہیں کرتے اور سنت و فرائض کے قائم رکھنے کی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ فرمانا کہ توبہ کرو اور راہ حق کیطرف پھر آؤ اُسکا حال یہ ہے کہ تمہاری اطاعت کرنا گمراہی کیطرف لیجاتا اور پرہیزگاری سے باز رکھتا ہے۔ ہاں یہ استفسار کہ تمہاری کیا رائے ہے اور کس شخص کو اپنا امیر بنانا چاہتے ہو تاکہ تمہاری آرزو پوری کروں اور جسکی امارت سے تم رضامند ہو اُسے تمہارا امیر مقرر کروں اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم خدا سے اپنی بخشش کی دعا مانگو اپنے ان ظلموں جرموں اور گناہوں سے جو تم پر جائز رکھے اور ہمیں ہمارے خاندانوں فرزندوں۔ اور عزیزوں سے جدا کیا مسلمانوں پر ظالم نائب اور بدکار عامل مقرر کئے توبہ کرو اگر تم ان سب باتوں کو اختیار کرکے ان اقوال و افعال سے جنکا ہمنے ذکر کیا ہے باز آجاؤگے اور خدا تعالیٰ اور اُسکے رسول کی اطاعت کروگے تو ہم تمہارے فرمانبرداری سے باہر ہوں گے تمہارے احکام بجا لائینگے ورنہ تم سے مخالفت اور تنازعہ کرتے رہیں گے اور اصرار کے ساتھ جھگڑینگے تاوقتیکہ اللہ تعالےٰ ہم تم میں انصاف چکادے اگر تمکو ہماری نصیحتیں پسند آجائیں اور ناپسندیدہ امور کو ترک کرکے توبہ کرلو تو عبداللہ بن قیس کو ہمارے شہر میں بھیجدو کہ وہ رعیت میں قاعدہ مساوات اور آئین اسلام کو جاری رکھیگا اور حذیفہ بن الیمانی کو تحصیل زر محاصل و خراج و حفاظت حقوق بیت المال کے لئے مقرر کرو وہ حسب معاملہ رعایا سے مال وصول کرے گا۔ سعید بن عاص ولید بن عقبہ اور اُنہی جیسے اپنے دوسرے عزیزوں قریبوں کو جو رعیت کے ساتھ ظلم و ستم سے پیش آتے ہیں اور ہوائے نفسانی میں مبتلا ہو کر شرعی ممانعتوں کو عمل میں لاتے ہیں اپنے پاس رہنے دو کیونکہ ہم اُن کی حکومت و امارت کے خواہاں نہیں اشتر نے یہ خط لکھکر اپنے معتمد بلائے اور خط دیکر کہا مدینہ میں جاکر عثمان کے حوالہ کرو وہ لوگ سفر طے کرنے کے بعد داخل مدینہ ہو کر خدمت امیرالمومنین میں حاضر ہوئے بعض نے خلافت کے دستور کے مطابق

سلام کیا اور بعض نے نہ کیا لوگوں نے خلیفہ کو سلام نہ کرنے کا سبب دریافت کیا کمیل بن زیاد نے جواب دیا۔ اسلئے کہ حرکات ناپسندیدہ کی ہیں اگر اُن سے
مانا کر توبہ کریں اور ہمارے مقاصد کو راستی اور نیکی کے ساتھ پورا کریں تو خلیفہ ہمارے سردار ہیں اور اگر یہی روش جاری رکھی تو ہمارے امیر نہیں ہیں پھر
پوچھا تمہارا کیا مطلب و مقصد ہے انہوں نے جواب دیا اوّل یہ کہ ہمکو ہمارے وطنوں سے خارج ہمارے اہل و عیال کو ہم سے علیحدہ نہ کریں۔ ہمارے حقوق
ہمیں دیں۔ اپنے ناتجربہ کار نوجوان رشتہ داروں کو جو نفسانی خواہشوں کے تابع ہیں ہمارا امیر نہ بنائیں اور نیکوں پر شریروں کو متعین نہ کریں۔ عثمان نے
کہا جس امر کو تم برا سمجھتے ہو میں نے اُس سے توبہ کی خدا کی قسم میں مانا گیا اور عہد کر لیا کہ تمہارے ساتھ کتاب خدا اور سنت محمد مصطفےٰ ؐ کے مطابق برتاؤ
رکھونگا۔ اُنہوں نے جواب دیا اگر یہی بات ہے تو ہم تمہارے محکوم ہیں اور جان و دل سے فرمانبرداری کرینگے۔ عثمان نے حکم دیا کہ انہیں اچھی جگہ ٹھہرائیں
خاطر تواضع سے پیش آئیں۔ پھر اہل کوفہ کے خط کے جواب میں لکھا واضح ہو کہ تمہارا خط پہنچا حال مندرجہ معلوم ہوا جو کچھ لکھا تھا اسپر غور و فکر کیا گیا تمہاری اس قدر
دلیری سے کہ مجھپر بالکل وہ عیب لگائے بہت ہی تعجب ہے جہانتک سوچا گیا کہ تمکو اس حد تک کس نے جرأت دلائی ہے یہی پایا گیا کہ شیطانی وسوسوں اور اغوا کے
سوا اور کسیکا کام نہیں اور یہ خط بھی شیطان ہی کا لکھا ہوا ہے کسی انسان نے نہیں لکھا میں تمہاری جہالت سے نہایت سخت ناراض ہوں مگر سمجھتا ہوں
کہ تم مجبور اور مفتون ہو ساتھ ہی عین گمراہی میں پڑکر ہدایت پانے کا عقیدہ رکھتے ہو اور اپنے آپ کو راہ راست پر تصور کرتے ہو اور ابو موسےٰ کو طلب کرتے ہو
کہ وہ شہر کا انتظام اور پیش نمازی کرے اور حذیفہ الیمانی کو چاہتے ہو کہ وہ محاصل فراہم کرکے روانہ کیا کرے۔ اگرچہ مجھے اختیار ہے لیکن تمہاری یہ باتیں قبول
کرتا ہوں۔ اے اہل کوفہ اُس خدا سے جسکی طرف تمام مخلوق واپس جانے والی ہے ڈرو اپنے آپ کو فتنہ و فساد میں مبتلا نہ کرو جماعتوں میں تفرقہ نہ ڈالو جو امور
مجھسے سرزد نہیں ہوئے یا میں نے زبان سے نہیں نکالے مجھپر اُن کی تہمت مت لگاؤ اور خوب سمجھ لو کہ میں اپنی درست رائے کو تمہاری خواہش نفس کے لئے
نہ بدلونگا تمہارے اور اپنے لئے خدا سے راہ راست کی دعا مانگتا رہتا ہوں اور ہمیشہ اسکی عبادت کرتا ہوں کہ وہ مجھسے راضی ہو۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ
یعنے اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی میں طاقت و قدرت نہیں پھر ابو موسےٰ اشعری کو کوفہ میں اور حذیفہ کو نواح کوفہ میں مقرر کرکے روانہ کیا۔ اشتر اُس لشکرگاہ میں
جہاں فوج فراہم کی تھی چالیس روز رہکر کوفہ میں آیا ابو موسےٰ بھی اُسکے پاس آمد و رفت رکھتا تھا وہ اور حذیفہ دونوں عدل و انصاف پر چلتے اور لوگوں سے نیکی
سے پیش آتے تھے۔ خلیفہ نے ابو موسےٰ اور حذیفہ کو جانب کوفہ روانہ کرنے کے بعد مسجد میں تشریف لاکر اور منبر پر بیٹھکر خطبہ پڑھا خدا تعالیٰ کی تعریف اور محمد مصطفےٰ ؐ
پر درود بھیجکر کہا اے لوگو خدا سے ڈرتے رہو۔ صاحب حکم کی اطاعت لازم سمجھو۔ جماعتوں میں تفرقہ نہ ڈالو بیعت کے شرائط کو نہ بھولو۔ اور یاد رکھو کہ تمام امور
خدا تعالےٰ کی مرضی سے وابستہ ہیں اور حکم قضا و قدر کو کوئی شے نہ ٹال سکتی ہے نہ روک سکتی ہے۔ تم میں سے جو شخص زیادہ فرمانبردار اور خیرخواہ ہے وہی میرے
نزدیک زیادہ دوست ہے اور ہم سب خدا ہی پر بھروسہ رکھتے اور اسی کا فضل و کرم چاہتے اور اپنے کاموں کو اسی کے حوالہ کرتے ہیں وہی ہمارا محافظ و
مددگار ہے پھر ہاتھ اٹھاکر یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فَاَعْجِزَ عَنْ اَمْرِیْ وَلَا اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ بَلْ اَنْتَ یَا رَبِّ تَوَلَّ
اَمْرَ دُنْیَایَ الَّتِیْ اَعِیْشُ فِیْهَا وَاٰخِرَتِی الَّتِیْ اَنَا صَائِرٌ اِلَیْهَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنے اے خدا تو مجھے میرے نفس پر چھوڑ کہ میں اپنے کام سے عاجز
ہو جاؤں نہ میرے کاموں کو دوسروں کے اختیار میں دے کہ وہ مجھے پست کر دیں اے خدا تو ہی میری دنیا اور آخرت کے کاموں کو انجام پہنچا تو ہر شے
پر قادر ہے۔ ابو موسےٰ اور حذیفہ مدینہ سے روانہ ہوکر سب سے پہلے اشتر کے پاس پہنچے تھے اور حج کا وقت قریب آگیا تھا۔ عثمان نے عبداللہ بن عباس
کو بلاکر اور حاجیوں کا امام قرار دیکر مکہ معظمہ کیطرف بھیجا کہ مراسم و مناسک حج بجا لائے اور خلق اللہ کے ساتھ رعایت و مروت میں سعی کرے۔ عبداللہ بن
عباس خلیفہ کے حکم سے گیا حج کے تمام امور پورے کرکے واپس آیا۔ اسوقت ترفار مصر کی ایک جماعت اپنے عامل کی شکایات لیکر داخل مدینہ ہوئی اور
مسجد رسول خدا میں پہنچکر مہاجر و انصار کے گروہ کو موجود پایا۔ سب سلام بجا لائے انہوں نے بھی جواب سلام دیا اور پوچھا تم کس مقصد کے لئے مصر

یہانتک آنے کی تکلیف گوارا کی انہوں نے کہا اسوجہ سے کہ ہمارے عامل سے ایسے ایسے امور ظہور میں آتے ہیں جو صلاح وصواب کے طریقے سے علیحدہ ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تمہیں جلدی نہ کرنی چاہئے بلکہ اپنا حال خلیفہ کے روبرو عرض کرو ممکن ہے کہ تمہارے عامل نے وہ کام اپنی دانست میں ٹھیک ہی کئے ہوں خدمت خلیفہ میں حاضر ہونے کے بعد اپنے عامل کے ان امور کا ذکر کردینا جو تمہیں ناگوار گزرے ہیں اگر اسوقت خلیفہ نے اپنے عامل کو علیحدہ کردیا اور ملامت فرمائی تو تمہارا مطلب پورا ہوگیا اور اگر معزول نہ کیا اور برقرار رکھا تو پھر جیسی مصلحت ہو دیکھ لینا۔ اہل مصر نے دعا دیکر عرض کی کہ آپ نے نیک صلاح دی۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ازراہ الطاف وکرم ہمارے ساتھ عثمان کے پاس تک چلنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ علیؑ نے کہا میرے جانے کی ضرورت نہیں صرف تمہارا ہی حاضر ہوجانا کافی ہے۔ انہوں نے کہا اگرچہ یہی بات ہے لیکن ہم چاہتے ہیں یہ معاملہ آپ کے روبرو طے ہو کہ آپ بھی گواہ رہیں حضرت علیؑ نے فرمایا وہاں مجھ سے بھی قوی تر گواہ موجود ہے وہ تمام مخلوق سے بڑا اور بندوں کے حال پر سب سے زیادہ رحیم ہے۔ غرض مصری عثمان کے دروازے پر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر اندر گئے مراسم آداب وخدمت بجالائے خلیفہ نے بھی عزت وآبرو سے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کس کام کے لئے آئے ہو شاید تمکو کسی نے ستایا ہوگا۔ اسلئے آزردہ ہوکر میری اور میرے عامل کی اجازت بغیر یہاں آئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا تمہارے عامل کے ناپسندیدہ افعال کے سبب آپ سے شکایت واقع ہوئی اس سبب سے ہم یہاں آئے کہ آپ سے اُس کی پوچھ پرستش کریں۔ اے خلیفہ اللہ تعالٰے نے تمکو بہت دولت دی ہے اسکی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہو خدا سے ڈرو۔ خلیفہ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ مجھ سے کون کون سے افعال ناپسندیدہ ظہور میں آئے ہیں۔ مصریوں نے کہا بایں وجہ کہ آپ معاملہ کیطرف رجوع فرماکر حق امر کو دریافت کرنا چاہتے ہیں ہم سب باتیں بیان کئے دیتے ہیں۔ پہلا ناپسندیدہ فعل جو آپ سے ظہور میں آیا یہ ہے کہ حکم بن عاص کو رسول خدا صلعم نے مدینہ سے نکلوادیا تھا اور طائف میں بھیج رکھا تھا تم نے اُسے مدینہ میں بلالیا دوسرا قرآن شریف کو چاک چاک کرکے جلایا تیسرا بارش کا پانی جو بنجانب پروردگار بندوں کے لئے کارآمد ہے تمنے اُس کے ذخیرہ کو اپنے عزیزوں کے حوالہ کرکے باقی لوگوں کو اس سے محروم کردیا ہے چوتھے رسول خدا کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کو بے خطا شہر سے نکالکر اہل وعیال اور کنبہ والوں سے علیحدہ کردیا حالانکہ اللہ تعالٰے قرآن شریف میں فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ یعنے اور جسوقت ہمنے تم سے عہد لیا کہ آپس میں خونریزی نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو اپنے شہروں سے نکالو۔ پھر تمنے اقرار کرلیا اور گواہی دی۔ پانچویں تم چاہتے ہو کہ تمام آدمی تمہاری پیروی اور فرمانبرداری اور اطاعت کرتے رہیں حالانکہ حکم شریعت یہ ہے کہ جو شخص حکم خدا کے خلاف کام کرے اور گنہگار رہے اسکی اطاعت نہ کرنی چاہئے۔ اگر تم احکام خدا پر چلو اور اس کے فرمان کی متابعت کروگے تو ہم آپکے فرمانبردار اور مطیع ہیں۔ جان ودل سے آپ کا ساتھ دیں گے ایسی حرمت کرینگے جیسی بیٹا ماں باپ کی اور اگر آپ نیک کاموں سے انکار فرمائینگے اور اسی روش کو اختیار کئے رہو گے تو ہم آپ کا حکم نہ مانیں گے اور نتیجہ بد نکلیگا کہ ہم اور تم سب ہلاک ہوجائینگے۔ خدا سے ڈرو اور یقین سمجھو کہ تم اُس کے بندے ہو جو کچھ کروگے ذرہ ذرہ بھر کا جواب دینا پڑے گا اور اللہ تعالٰے تمام بندوں کے حالات سے واقف ہے اور سب بندے اُسی کیطرف رجوع ہونیوالے ہیں ہر شخص سے اسکے زیردستوں کی نسبت بازپرس ہوگی حاکموں اور محکوموں کا تعلق بہت ہی نازک شے ہے۔ ہمیں جو کچھ معلوم تھا کہدیا اور اپنے فرض سے سبکدوش ہوگئے۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ اہل مصر کی یہ باتیں سنتے ہی خلیفہ کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا سر جھکا کر اندیشہ مند ہوئے کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر اور انکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے لوگو تم نے بڑا مبالغہ کیا اور اسقدر باتیں بیان کیں کہ میں حیران ہوں کس کس بات کا جواب دوں تاہم حکم بن ابی عاص کا معاملہ یہ ہے کہ حضرت رسول خدا انہی نسبت اس کی کسی نالائق حرکت سے ناراض ہوگئے تھے آپ نے شہر مدینہ سے نکلوادیا میں نے خلیفہ ہونے کے بعد اپنی قرابت اور عزیزداری کے خیال سے اُسے بلالیا۔ اُسنے مدینہ میں کسیکو نہ ستایا تھا اور نہ کسیکو کچھ تکلیف پہنچائی تھی۔

ذکر حالات امیر المومنین عثمانؓ

اور اگر اسکی طرف سے کچھ شکایت ہے تو میں اس امر میں تمہارا طرف دار ہوں پھر مناسب سمجھا کہ اپنے تمام عاملوں کو طلب کرکے اُنسے جواب طلب کئے جائیں تاکہ وہ نیک طریقہ اور عدل و انصاف اور راستی کا چلن اختیار کریں عاملوں کے نام خط لکھے کہ میں ظلم و ستم سے خوش نہیں ہوں میں نہیں چاہتا کہ میرے عامل یا اور بابائے احکام خدا کے خلاف چلیں میں قسم دلاتا ہوں کہ جو شخص اپنی گردن پر میرا حق سمجھتا اور میری فرمانبرداری کو لازم جانتا ہو۔ اس حکم سے مطلع ہوتے ہی سو برس اختیار کرے اور میرے پاس حاضر ہو کر میرے نائبوں اور عاملوں کے حالات بیان کرے اگر اُن سے ظلم و ستم ظہور میں آرہا ہوگا تو میں اصلاح کرونگا اور اُن کی جگہ امانت دار منصف مزاج شخصوں کو مقرر کردونگا اور حتے الامکان رعیت کی پاس داری کرتا رہونگا انشاءاللہ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ

جب ان خطوں کے مضمون سے اہل مصر و بصرہ و کوفہ مطلع ہوئے تو سب سے پیشتر اشتر نخعی ایک سو آدمیوں کے ہمراہ کوفہ سے روانہ ہو کر مدینہ میں آیا اور اسکے پیچھے حکیم بن جبل ڈھائی سو آدمی لیکر بصرہ سے آپہنچا اُسکے بعد عمرو بن بدیل وہب بن ورقاء خزاعی۔ کنانہ بن بشر التجیبی اور سعد بن حمران مرادی چار سو مصری آدمیوں کے ساتھ آئے ان کے جمع ہونے کے بعد مہاجر و انصار میں سے بھی کچھ لوگ جنکے دلوں میں عثمان کیطرف سے گہری رنجش تھی اُن کے شریک حال ہوگئے اب سبنے عثمان کی نسبت صلاح و مشورہ کرکے یہ بات قرار دی کہ اُسے خلافت سے علیحدہ کردیں اور اگر خلیفہ اس امر کو قبول نکرے تو اُسے ہلاک کردیں جس وقت یہ بات امیر المومنین سے کہی وہ اُن کے بلانے سے بہت پچتائے مگر کچھ فائدہ نہ تھا اندیشہ ناک ہو کر اپنے مکان میں جا بیٹھے اور دروازہ بند کرلیا پھر کوٹھے پر آکر لوگوں سے کہا تم کیا چاہتے ہو اور میرے کس فعل کو بُرا سمجھتے ہو میں اُسے تبدیل کردونگا اور تمہاری خواہشوں کے مطابق چلونگا تمہیں رنجیدہ نہونے دونگا انہوں نے کہا تم نے بارش کے پانی کو بند کردیا ہے نہ ہمیں لینے دیتے ہو نہ ہمارے جانوروں کو پینے دیتے ہو۔ عثمان نے کہا میں نے انہیں صدقہ کے اونٹوں کے لئے محفوظ رکھ چھوڑا ہے اگر تم ناخوش ہو تو میں نے اجازت دیدی کہ جسکا جی چاہے برتے انہوں نے کہا تم نے قرآن شریف کو پھاڑ کر جلا دیا عثمان نے جواب دیا قرأتیں زیادہ ہوگئی تھیں اور لوگ مختلف باتیں بیان کرنے لگے تھے۔ حذیفہ الیمانی نے مجھ سے کہا کہ لوگ قرأتوں کی نسبت بہت جھگڑتے ہیں ایک کہتا ہے میری قرأت اچھی ہے دوسرا کہتا ہے کہ میری قرأت سب سے زیادہ فصیح ہے میں نے چاہا کہ لوگوں میں سے یہ مخالفت دور ہو جائے اور ایک ہی قرأت قائم رہے اسلئے میں نے جو کچھ کیا مسلمانوں کی بھلائی کے واسطے کیا ہے۔ اگر اسی طرح رہنے دیتا تو قرآن میں بہت سی ایسی باتیں بڑھا دیتے جو اُس کے خلاف ہوتیں اور اس امت کی قرأت اور قرآن میں اختلاف واقع ہو جاتا انہوں نے کہا یہ بھی رہی جنگ بدر میں تم رسول خدا صلعم کے پاس کیوں نہ حاضر ہوئے عثمان نے کہا اسوقت میری زوجہ محمد مصطفےؐ کی دختر بہت بیمار اور نہایت کمزور تھی اس کی خدمت گذاری کے سبب سے جنگ بدر میں شریک نہو سکا اور حضرت نے بخیر و خوبی واپس تشریف لاکر بدر کے مال غنیمت میں سے اسی قدر حصہ مرحمت فرمایا جسقدر شریک ہونے والوں کو عطا کیا تھا۔ اور اس امر سے تم بھی اچھی طرح آگاہ ہو پھر کہا کہ بیعت رضوان کے وقت تم کیوں نہیں آئے جواب دیا کہ تم خوب طرح سے جانتے ہو کہ اُسوقت مجھے حضرت رسول خدا نے کس جگہ بھیجا تھا اور حضرت نے بیعت کی وقت اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھکر کہا تھا کہ اس بیعت میں یہ دایاں ہاتھ میرا اور بایاں ہاتھ عثمان کا ہے پس میرا دایاں ہاتھ حضرت کے دست چپ کی مانند ہوا انہوں نے کہا اس کی نسبت کیا عذر ہے کہ جنگ احد میں تم حضرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے میرا وہ گناہ معاف کردیا ہے۔ پھر پوچھا اس کا کیا جواب ہے کہ تم نے نیک لوگوں کو مارا اور شہر سے نکالدیا ناتجربہ کار اور نو عمر آدمیوں کو شہروں کا حاکم بنایا جنہوں نے ہمارے خون گرانے اور مال کھانے کو جائز سمجھ لیا۔ اور تم نے جنکو گھروں سے نکالا اُن کے عطیات بھی ضبط کرلئے جسکے سبب وہ اپنے اہل و عیال کی جدائی اور حالت افلاس میں مبتلا ہو کر مرگئے اور کفن تک نہ ملا اگر کسیکو ملا بھی تو بطور صدقہ و رحم ملا۔ جواب دیا کہ جس کسیکو میں نے وطن سے نکالا اور کسی دوسری جگہ بھیجا ہے اس میں مصلحت پوشیدہ تھی کیونکہ وہ لوگ ہمیشہ مجھے بُرا کہتے تھے اور اور آدمیوں کو بھی مجھ سے برگشتہ کرتے رہتے تھے مجھے یہی پسند آئی کہ انہیں کسی اور جگہ پہنچا دوں کیونکہ وہ اپنے گھروں میں رہیں گے تو لوگوں کو دشمن بنا دیں گے اور تفرقہ پڑ جائیگا اور اگر یہ امر گناہ سے تو میں

ہی پہلا والی نہیں ہوں جس سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے اور اگر کوئی شخص مسافرت میں مرگیا ہے تو اُس کے اور میرے درمیان اللہ تعالےٰ کیطرف کا فیصلہ کافی ہے اور جو شخص اسوقت غیر جگہ پڑا ہوا ہے اور تم اُسے گناہ تصور کر کے مجھے تہمت لگاتے ہو تو کیکو بھیجکر بلوالو میں نے جسکو مارا ہو۔ وہ مجھ سے قصاص لے سکتا ہے کہدو کہ وہ حاضر ہو کر مجھ سے اپنا بدلہ لیلیں لوگوں نے کہا سب سے پہلا شخص عمار یاسر ہے جو آپ سے بدلہ لے گا امیرالمومنین نے فرمایا اسکو اس سبب سے مارا تھا کہ جس کام کے لئے آیا تھا اُس میں جلدی کرتا تھا اور تیوری چڑھا کر مجھے میرے روبرو ظالم کہا تھا۔ میری حرمت کے مرتبے کا لحاظ نہ رکھا تھا اب مجھ مشکل امر نہیں کہدو اگر مجھ سے بدلہ لے ہاں میرے عاملوں اور نائبوں کی شکایتیں کہ انمیں سے بعض نے رعیت کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا تم انہیں موقوف کردو اور جس شخص کو عادل اور نیک شعار سمجھو اور تمہارا دل چاہے اُسے مقرر کردو انہوں نے کہا تم نے جو بیت المال کا روپیہ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو بخشدیا ہے اُسکی نسبت کیا کہتے ہو کہا خلیفہ عمر کا بھی یہی طریقہ تھا وہ جس شخص کو صاحب تمیز اور فاضل دیکھتے تھے اوروں کی نسبت اوسے زیادہ دیتے تھے انہوں نے کہا اے دشمن خدا عمر کے عطیات کو تمہارے عطیات سے ایک فیصدی کی بھی نسبت نہیں ہے تم نے فضول خرچی سے کام لیا ہے اور بہت کچھ دیدیا ہے کہا حساب کرلو کہ میں نے کس قدر خرچ کیا ہے جسقدر رقم برآمد ہو میں دیندار رہا اور میرے پاس جسقدر موجود ہے وہ لے لو باقی ماندہ رفتہ رفتہ بہم پہنچا کر ادا کردونگا۔ تم میرے قتل پر کس لئے آمادہ ہو تمہیں اس ارادہ سے باز آنا چاہئیے کیونکہ میں نے جناب رسول خدا سے سُن رکھا ہے کہ مسلمان آدمی کو تین باتوں کے سوا قتل نہ کرنا چاہئیے اوّل اگر کوئی مرد زوجہ والا ہو کر زنا کرے تو اُسے قتل کرنا چاہئیے دوسرے جو شخص مسلمان ہو کر اسلام سے پھر جائے اوسے مار ڈالنا چاہئیے تیسرے اُس شخص کو قتل کریں جسنے کسی دوسرے شخص کو ناحق قتل کیا ہو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دین اسلام کی توفیق و رہنمائی کرامت کی ہے میں نے دین میں کچھ تغیر و تبدل کیا ہے نہ کسیکو قتل کیا ہے نہ زمانہ جاہلیت و اسلام میں کبھی زنا کیا ہے بلکہ جسوقت سے مجھے عزت اسلام نصیب ہوئی ہے اور پیغمبر خدا کے ہاتھ سے ہاتھ ملایا ہے مجھے اسقدر شرم دامنگیر رہی ہے کہ اس ہاتھ سے عضو خاص کو بھی کبھی نہیں چھوا اسوقت عثمان نے یہ باتیں بیان کیں تمام لوگوں پر کچھ اثر پڑا اب ارادے سے باز آئے اور واپس چلے گئے اب عثمان نے اپنے معتمدوں میں سے چند آدمی عمار یاسر کے پاس بھیجے اور صلح و صفائی کی درخواست کی کہ وہ مجھ سے رضامند ہو جائے اور اگر بدلا لینا چاہے تو جو کچھ میں نے بدان خود تکلیف دی ہے اُسکا بدلہ دونگا عمار یاسر نے انکار کردیا اور سخت و سُست باتیں کہتے ہوئے معتمدوں سے کہا عثمان مجھ جیسے آدمی کو نہیں پھسلا سکتا اُسنے جسقدر میری بے عزتی اور خواری کی وہ کی پھر عثمان نے عبداللہ بن عمر کو بلایا اور کہا اے عبداللہ میرے معاملہ میں سوچ سمجھ کر مدد کر۔ دیکھ کہ میں کس آفت میں مبتلا ہو رہا ہوں اُسنے کہا اے عثمان میں حضرت رسول خدا کی خدمت میں بھی رہا ہوں وہ مجھ سے ہمیشہ خوش رہے پھر میں نے ابوبکر کا زمانہ دیکھا ہر وقت اُن کی رضامندی کا خیال رکھا وہ بھی مجھے اچھا سمجھتے تھے کبھی ناراض نہیں ہوئے عرصہ دراز تک اپنے باپ عمر کی خدمت میں حاضر رہا ہوں اپنی ذات پر اُن کے دو حق واجب سمجھتا تھا۔ ایک یہ کہ وہ میرے باپ تھے دوسرے میرے خلیفہ بھی تھے کبھی اُن سے کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جس سے وہ ناراض ہوتے وہ بھی مجھ سے خوش رہے تا اینکہ تم خلیفہ ہوئے آپ کی خدمت میں بھی حتے الامکان نیک صلاح اور فرمانبرداری کا برتاؤ رکھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ بھی مجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوئے اب جو کچھ فرماؤ بجا لاؤں اور بجان و دل سعی کروں عثمان نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن میں تجھ سے یہ بات نہیں پوچھتا کہ اللہ تعالےٰ آل عمر پر رحمت نازل کرے کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں اور میرے حق میں کیا کرنا چاہتے ہیں انکا ارادہ ہے مجھے خلافت سے علیحدہ کردیں۔ عبداللہ نے کہا تم اُن کے کہنے کو نہ مانو تو کیا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہمیشہ اس دنیا میں رہنا ہے۔ خلیفہ نے کہا نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خواہ کتنی ہی میری عمر ہو آخر مرنا ہے عبداللہ نے کہا تو پھر مناسب یہی ہے کہ تم اسلام میں اس بُری رسم کو جاری نہ ہونے دو کہ مسلمان جب کسی خلیفہ سے ناراض ہوں تو اُسے علیحدہ کردیا اور کسی اور شخص کو اُس کی جگہ قائم کردیا۔ اللہ تعالےٰ نے تمہارے بدن پر جو لباس موزون کردیا ہے اُسے نہ اتارو

در رفع مظالم امیرالمومنین عثمان غنیؓ

بیٹھے رہو اور ان لوگوں کو سنا دو کہ میں تم سے بموجب کتاب الٰہی و سنت رسالت پناہی عمل درآمد کروں گا اور ہر امر میں تمہاری رضامندی چاہتا ہوں گا عثمان نے اس رائے کو پسند کیا مغیرہ بن شعبہ کو بلا کر کہا ان لوگوں کے پاس جا اور جسطرح ہو انہیں رضامند کرا اور جو کچھ خواہش ظاہر کریں اسکا ضامن بن جا اور سنا دے کہ خلیفہ عثمان تمہارے ساتھ بموجب کتاب الٰہی و سنت رسالت پناہی عمل درآمد کرے گا مغیرہ نے کہا اسی طرح کہونگا جب ان لوگوں کے پاس پہنچا انہوں نے للکار کر کہا اے کانے بدکار الٹا پھر جا مغیرہ واپس چلا آیا اور حاضر خدمت خلیفہ ہو کر کیفیت عرض کی امیر المومنین نے آدمی بھیجکر عمرو عاص کو بلایا اور وہی پیغام دے کر ان لوگوں کے پاس بھیجا جب وہ ان کے قریب پہنچا اور سلام کیا تو انہوں نے کہا تجھپر نہ سلام ہے نہ دعا اے دشمن خدا نابغہ کے بیٹے الٹا پھر جا ہم تجھے امین نہیں سمجھتے اور نہ تیری کسی بات کا اعتبار۔ عمرو عاص نے خدمت امیر المومنین میں واپس آکر ان کا کہا سا بیان کر دیا عبداللہ بن عمر نے رائے دی کہ اے خلیفہ یہ لوگ حضرت علیؑ کی بات کو اچھا سمجھتے ہیں اگر تم ان کے پاس انہیں بھیجو تو ممکن ہے کہ ان کا فرمایا مان لیں عثمان نے حضرت علی کو بلوا کر کہا اے ابوالحسن مہربانی فرما کر ان لوگوں کے پاس جاؤ اور انہیں کتاب الٰہی اور سنت رسول کیطرف ہدایت کرو اور جو کچھ وہ چاہیں میری طرف سے قبول کر لو تمام کام تمہاری حسب منشا عمل میں لاؤنگا حضرت علی نے فرمایا اگر تم مجھ سے عہد کر لو کہ ان سب امور کو بجا لاؤ گے اور جو کچھ انکی خواہش ہو گی اُسے اختیار کر دگے تو میں اس کام کو کر لاؤنگا عثمان نے کہا مجھے منظور ہے پھر حضرت علی کے ساتھ عہد و پیمان کر کے قسم کھائی کہ جو کچھ وہ کہینگے وہی کروں گا اور جس امر میں مسلمان رضامند ہونگے اسے بجا لاؤنگا حضرت علی عثمان سے ان سب باتوں کا مضبوط عہد و پیمان اور پختہ اقرار لیکر ان لوگوں کی طرف روانہ ہوئے جب قریب پہنچے انہوں نے کہا اے ابوالحسن آپ سعادت کے ساتھ واپس تشریف لیجائیں ہم آپ کو واجب التعظیم جانتے ہیں اور بڑی حرمت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سید اور سردار ہیں حضرت علی نے فرمایا جلدی نہ کرو جو کچھ تم چاہتے ہو عثمان اُسے قبول کر کے تمہاری رضامندی کے کاموں کا وعدہ کرتے ہیں جس حاکم کو تم پسند کرو گے اُسے مقرر کرینگے انہوں نے کہا ان باتوں کا ضامن کون ہے حضرت علی نے فرمایا میں ضامن ہوں اور قبول کرتا ہوں کہ عثمان ان سب اُمور کو بجا لائینگے سب نے جواب دیا ہم راضی ہو گئے حضرت علی نے کہا تم سب اسیوقت میرے ساتھ ان کی خدمت میں چلو اس گروہ کے بڑے بڑے سردار لیے اور سب حضرت علی کے ہمراہ عثمان کے پاس آئے عثمان نے عزت و آبرو سے بٹھایا۔ انہوں نے عثمان سے کہا ان سب امور کی نسبت جو آپ قبول فرماتے ہیں ایک دستاویز تحریر کرو اور حضرت علی کو اس میں ضامن قرار دو خلیفہ نے کہا جن امور کی نسبت تم چاہتے ہو دستاویز لکھدو اور جس شخص کو چاہتے ہو ضامن قرار دے لو۔ ان لوگوں نے اس مضمون کی دستاویز تحریر کی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط امیر المومنین عثمان کیطرف سے یہ دستاویز ان اہل کوفہ و بصرہ و مصر کو لکھکر دیجاتی ہے جنہوں نے اعتراض کیا ہے اور قبول کرتا ہوں کہ اب سے کتاب الٰہی و سنت رسالت پناہی پر عمل کروں گا ان کی رضامندی کو نظر انداز نہونے دونگا اور خطرناک امور کیطرف سے اس رکھونگا جن لوگوں کو ان کے وطنوں سے نکالدیا ہے انکو واپس بلالوں گا اور جن شخصوں کے عطیات ضبط کئے ہیں وہ واپس کر دونگا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو حکومت مصر سے علیحدہ کر کے اس شخص کو مقرر کر دونگا جسے مصری پسند کریں گے مصریوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر حاکم مقرر کیا جائے عثمان نے کہا بہتر ہے غرضکہ ان سب امور پر حضرت علی کو ضامن قرار دیا اور زبیر بن عوام طلحہ بن عبداللہ سعد بن مالک عبداللہ بن عمر زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابو ایوب بن زید کی گواہیاں اور مہریں ثبت کی گئیں آخری جملہ یہ تھا کہ یہ دستاویز ماہ ذیقعدہ ۳۵ھ ہجری میں لکھی گئی اسکے بعد حضرت علی اور اہل مصر امیر المومنین عثمان کے پاس سے اُٹھکر باہر چلے آئے

عثمان کے اوس خط کا گرفتار ہونا جو ۳۵ھ ہجری میں عبداللہ بن سعد کے نام خلاف دستاویز لکھا گیا تھا

جب عثمان نے دستاویز لکھ دی اور محمد بن ابو بکر کو حاکم مصر مقرر فرما دیا تمام مصری خوش ہوگئے اور خلیفہ سے رخصت ہو کر واپسی سفر اختیار کیا محمد بن

ابی بکر بھی ہمراہ تھا تین منزلیں طے کرنے کے بعد دیکھا کہ ایک حبشی غلام تیز رفتار اونٹ پر سوار بعجلت تمام راستہ سے علیحدہ ہٹا ہوا جا رہا ہے اہل مصر نے کہا دیکھنا چاہیے کہ یہ کون شخص ہے اور کہاں جاتا ہے ایک شخص کو دوڑا دیا جو اسے گرفتار کر کے لے آیا پوچھا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے اُسنے کہا عثمان کا غلام ہوں مصر کو جاتا ہوں عبداللہ والیٔ مصر کو پیغام پہنچاتا ہے پوچھا پیغام کیا ہے اُسنے جواب دیا میں اپنے آقا کا راز فاش نہ کرونگا پھر پوچھا حکم نامہ اور فرمان تیرے پاس ہے جواب دیا نہیں مصر والوں نے مشورہ کیا کہ اس کی تلاشی لینی چاہیے۔ پھر اس کے کپڑے اور اونٹ کا سامان دیکھا کہیں کچھ نہ پایا ایک چھاگل پانی سے بھری ہوئی اونٹ کے پہلو میں لٹک رہی تھی اسکا پانی پھینک کر ہلایا کنانہ بن بشیر اور ابو اعور سلمی نے کہا ہمیں خیال گذرتا ہے کہ خط اسی چھاگل میں ہوگا جب چاک کر کے دیکھا تو اس کے اندر ایک شیشی موم سے منہ بند کی ہوئی ملی اسے توڑ کر خط نکالا پڑھا لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ عثمان کیطرف سے عبداللہ ابی سرح کو حکم دیا جاتا ہے کہ جسوقت عمر بن بدیل خزاعی تیرے پاس پہنچے اسکا سر تن سے جدا کر دینا اور علقمہ بن عدیس کنانہ بن بشیر اور عروہ لیثی کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دینا کہ وہ اپنے خون میں لوٹ لوٹ کر مر جائیں۔ پھر انکی نعشیں چھواروں کے درختوں میں لٹکوا دینا۔ محمد بن ابی بکر جو وہاں میرے ہاتھ کا لکھا ہوا لاتا ہے اسکو ناچیز سمجھنا اور ممکن ہو تو کسی تدبیر سے اُسے بھی مار ڈالنا اپنی جگہ پر دلجمعی سے قائم رہ کسی طرح نہ گھبرا اور مصر پر خاطر خواہ حکمرانی کر محمد بن ابی بکر اور معززین مصری اس خط کو پڑھکر حیرت میں گئے نہایت ہی تعجب کیا یہ اچھا عہد و پیمان اور بڑی سچی قسم ہے جو عثمان نے ہم سے کی ہے۔ یہ تو بہت ہی خوب ایفا کیا ہے اگر ہم مصر میں جا پہنچے ہوتے اور یہ غلام ہم سے بھی پہلے جا چکا ہوتا تو کیا ہوتا غرضکہ اس خطرہ سے بچنے پر خدا کا شکر کیا اور تیز رفتاری سے مدینہ کی طرف پھرے داخل شہر ہو کر عام و خاص کے مجمع میں اس خط کو پڑھا اب ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جو عثمان کے خلاف کینہ جو نہ تھا۔ بنی سلیم عبداللہ مسعود کے لئے سخت غضبناک ہوئے بنی مخزوم عمار یاسر کے سبب بھڑکے بنی غفار ابوذر غفاری کے واسطے برہم ہوئے اب سب جمع ہو کر حضرت علی کے پاس آئے اور وہ خط سامنے ڈالکر احوال بیان کیا حضرت علی نے بھی خط پڑھکر تعجب کیا فوراً خط لیکر عثمان کے پاس پہنچے خط سامنے ڈالدیا کہ پڑھیں جب عثمان نے تمام خط پڑھ لیا آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تمہارے معاملہ میں کیا فیصلہ کروں تم نے مجھے بلا کر کہا کہ جا کر اس گروہ کو راضی کر دو اس لئے میں نے مختلف تدبیروں سے انہیں رضامند کیا اور تمہاری طرف سے جو غبار اُنکے دلوں میں جما ہوا تھا وہ نکالڈالا اور اسطرح سے اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارا تم نے مجھے ضامن قرار دیا اور میں نے کہا مان لیا اور وہ میرے بھروسہ پر مطمئن اور خوش ہو کر وطن کیطرف روانہ ہو گئے میں سمجھا تھا کہ یہ معاملہ طے ہو گیا۔ دشمنی جاتی رہی اور مسلمانوں نے اس جھگڑے اور محنت سے نجات پائی لیکن اس واقعہ کی تو یہ کیفیت ہے اب تم ہی کہو کہ یہ کیسا خط ہے کس نے لکھا ہے اور یہ کیسا کام کیا گیا ہے لوگ اس نامناسب فعل کی نسبت کیا کہینگے اور اس دغا و فریب کی چال کو کیسا سمجھیں گے عثمان نے کہا اے ابو الحسن خدا کی قسم یہ خط میں نے نہیں لکھا اور نہ کسیکو اس کے لکھنے کا حکم دیا نہ میں نے اس غلام کو کہا تو مصر جا میں اس معاملہ سے محض لا علم ہوں۔ حضرت علی نے کہا یہ غلام تمہارا ہی ہے جواب دیا ہاں کہا اونٹ بھی تمہارا ہی ہے کہا ہاں کہا خط کی مہر تمہاری مہر ہے یا نہیں کہا ہاں حضرت علی نے کہا خط تمہارے منشی کے خط جیسا مہر اور غلام اور اونٹ تمہارے پھر تمہیں کچھ خبر نہیں بڑے تعجب کی بات اور حیرت کا مقام ہے امیر المومنین نے کہا جو کچھ میں نے کہا ہے سچی بات ہے میں نے نہیں لکھا نہ لکھنے کے لئے حکم دیا دنیا میں اکثر ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ خط سے خط ملجائے اور مہر جیسی اور مہر بنائی جائے اور بے اجازت میرے اونٹ پر میرے غلام کو سوار کرا کر بھیجدیا ہو حضرت علی نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور کس شخص پر کس بات کا گمان کرنا چاہیے کس نے ایسی دلیری کی ہوگی عثمان نے کہا میرا گمان اپنے منشی پر ہے کہ اسی نے میری بے اجازت یہ کام کیا ہوگا حضرت علی نے کہا لوگوں نے بھی یہی نتیجہ نکالا ہے کہ یہ تمہاری کمزوری کا سبب ہے اور یہ غلام تمہاری اجازت بغیر تمہارے اونٹ پر سوار ہو کر نہیں جا سکتا اب جس کام میں اپنی بھلائی سمجھتے ہو وہ کر دیو یہ کہکر اُٹھے اور غصہ میں بھرے ہوئے عثمان کے پاس سے باہر چلے آئے۔ باہر جسقدر لوگ جمع ہو گئے تھے

ذکر احوال امیر المومنین عثمان رض

ذکر احوال عثمان بن عفانؓ

سب نے وہ خط دیکھکر یقین کر لیا کہ یہ خط خلیفہ کے منشی کا لکھا ہوا ہے اور خلیفہ ہی کی مہر ہے جسے وہ خطوں پر لگایا کرتے ہیں اور مروان کے پاس رہتی ہے اگرچہ لوگوں کو خیال تھا کہ عثمان جھوٹی قسم نہیں کھاتے مگر اب شک ہو گیا اور مشورہ کیا کہ عثمان اس معاملہ سے بے خبر ہیں تو مروان کو ہمارے پاس بھیجدیں ہم اس سے کیفیت دریافت کرینگے۔ عثمان کو اندیشہ ہوا کہ اسے انکے پاس بھیجدیا تو مبادا اُسے ستائیں یا مار ڈالیں اسلئے خود مسجد میں تشریف لا کر منبر پر گئے اور حق سبحانہ تعالے کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں کیطرف مخاطب ہو کر کہا اے عزیزو اس معاملہ میں مجھے تہمت نہ لگاؤ اور میری نسبت بدگمانی نہ کرو کہ یہ خط میں نے لکھا یا لکھوایا یا جائز سمجھا ہے اگر تم میری نسبت ایسا گمان کروگے تو خطاوار ہوگے اس خدا کی قسم جسکے سوا دوسرا خدا نہیں ہے کہ میں نے یہ خط لکھا نہ لکھنے کی اجازت دی اور ابھی میں اُسی قول و قسم پر ہوں جو تمہارے سامنے کھائی ہے کہ کتاب الہی اور سنت رسول پر چلونگا تمہاری رضامندی کے خلاف نہ کرونگا اور تمہیں خوش رکھونگا کنانہ بن بشر نے کھڑے ہو کر کہا اے عثمان تم ایسی باتیں کہتے ہو اور اپنے عہد پر قایم نہیں ہو ہم بغیر عمل درآمد تمہاری باتوں سے کسطرح خوش ہو جائیں اس ہفتہ میں کیا کیا کچھ کہا سنی نہیں ہو چکی اور تمنے دستاویز لکھدی حضرت رسول خدا کے چچازاد بھائی حضرت علی کو ضامن بنایا مشہور مشہور اور ثقہ صحابہ کی گواہیاں درج کرائیں ہم رضامند ہو گئے تھے اور اپنے گھر کی طرف چلدیے تھے اسکے بعد تم اس قسم کا خط لکھتے ہو خود اقرار کرتے ہو اور خود ہی اُسے پورا نہیں کرتے اب تم ہی کہو کہ ہم تمہارے کہنے پر کسطرح اعتماد کریں۔ عثمان نے جواب دیا آخر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا اور نہ کسیکو حکم دیا کہ ایسا کچھ لکھدے تم میری بات کا یقین ہی نہیں کرتے اور اچھی طرح جانتے ہو مجھے اور کسی چیز سے اسقدر پرہیز نہیں ہے جسقدر جھوٹی قسم سے اور جھوٹی بات کو میں سب چیزوں سے زیادہ برا جانتا ہوں پھر جھوٹی قسم کھاتی کیسی؟ کنانہ بن بشر نے کہا اے عثمان میں تمہاری اس قسم کھانے کی تصدیق نہیں کرتا نہ اسکا یقین کرتا ہوں اس کے بعد کثیرہ بن عبد اللہ نخلی نے کھڑے ہو کر کہا اے عثمان تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ ہمسے بچکر اور جان بچا کر چلا جائے کیونکہ تو نے ہمارے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا۔ امیر المومنین کے دوست اس بات کو سنکر اس کے مارنے کے درپے ہو گئے لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا مخالف بھی ہر طرف سے ٹوٹ پڑے عثمان کے خیرخواہوں کو پیٹ ڈالا اور چار طرف سے عثمان پر پتھراؤ ہونے لگا عثمان منبر سے نیچے آتے آتے بیہوش ہو گئے اور لوگ اٹھا کر گھر لائے کچھ اصحاب آپ کی تسلی اور دلاسے کے لئے خلیفہ کے پاس گئے حضرت علی بھی انکے ہمراہ تھے بنی امیہ نے امیر المومنین علی کیطرف مخاطب ہو کر کہا یہ سب کچھ تم ہی نے کیا ہے۔ ہمارا تمام عیش مٹی کر دیا ہمارے والی کی بات بگاڑ دی انکی خوبیوں اور صفتوں کو برائیوں اور عیبوں کے پیرایہ میں بیان کر کر لوگوں کو برہم کر دیا زمین و آسمان کے مالک خدا کی قسم ہم تم سے ایسی جنگ کرینگے کہ دنیا میں اس سے زیادہ سخت کبھی نہوئی ہوگی حضرت نے ڈانٹ بتائی اور کہا اے نالائقو چپ ہو سامنے سے دور ہو جاؤ تمہارا یہ رتبہ کہاں کہ مجھ سے کلام کرو مجھی کو شایاں ہے کہ تمہاری بات کا جواب دوں کیونکہ تم محض نادان اور احمق فوجی گروہ ہو اور آزاد کئے ہوئے غلاموں کی اولاد اور آزاد کردہ غلام ہو تمام عالم اچھی طرح جانتا ہے کہ اس معاملہ میں میرا کوئی لگاؤ اور تعلق نہیں ہے میں نے تمہارے کام کی خرابی کا کوئی ارادہ نہیں کیا بلکہ تمہاری بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا خود تمنے ہی خراب کیا ہے اور کرتے جاتے ہو اسکے بعد آپ اسی خشمناک حالت میں عثمان کے پاس سے اٹھکر باہر چلے آئے دوسرے دن امیر المومنین نے دیوانخانہ میں بیٹھکر تمام مسلمانوں کے نام اس مضمون کا خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ عثمان یہ خط تمام مسلمانوں اور ایمان والوں کے نام لکھتا ہے اور سلام کے بعد خدا کو یاد دلاتا ہے وہ خدا جسنے انہیں دولت اسلام اور نعمت ایمان عطا فرما کر ممتاز کیا ہے کفر کی ظلمت اور شرک کی گمراہی سے بچایا ہے سب کے لئے روزی کے دروازے کھولدیے ہیں طرح طرح کی بیشمار نعمتیں کرامت فرمائی ہیں اے مسلمانو اسی خدا کے راستہ پر چلو امر معروف اور نہی منکر کی شرط بجا لاؤ تا کہ بخشے جاؤ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنے تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جنہوں نے اللہ تعالے کی نشانیوں کے بعد تفرقہ اور اختلاف پیدا کیا اور ان لوگوں کے واسطے عذاب سخت ہے اور اس دوسری

حال عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ کو بھی ملاحظہ کرو کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ یعنے جو لوگ خدا کے عہد اور قسم کو کم قیمت پر فروخت کرتے ہیں انکو مقام آخرت میں کچھ نصیب ہو گا نہ وہ کوئی لطف اُٹھائیں گے اللہ تعالٰے روز قیامت نہ اُنسے کلام کرے گا نہ اُنکی طرف نظر ڈالیگا نہ گناہوں سے پاک کریگا بلکہ اُن کے واسطے عذاب شدید ہوگا۔ اے مومنو آگاہ رہو۔ کہ خدا تعالےٰ تمسے اطاعت اور فرمانبرداری کو پسند کرتا ہے اور گناہوں اور تفرقہ پردازیوں سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ اسواسطے اول ہی نبی بھیجے کہ حق و باطل کے راستوں کو جدا جدا دکھا دیں تاکہ اُسکے بعد اگر خلقت راہ حق کو چھوڑکر اور باطل راستہ اختیار کرکے گنہگار ہو تو اللہ تعالٰے اُنسے جواب طلب کرے خدا سے ڈرو حق راستہ پر چلو اور خوب سمجھ لو کہ پہلی قوموں کی ہلاک کا سبب یہی ہوا ہے کہ اُنہوں نے ہادی اور رہنما ہونے کے سبب باہمی مخالفت اختیار کی ہے اگر تمسے میری نسبت اپنے بُرے ارادہ کو پورا کر دکھایا تو تم میں ایسا فساد واقع ہوگا اور اسقدر خرابی اور دلوں میں تاریکی پھیلجائے گی کہ نماز روزہ اور زکوٰۃ بھی چھوڑ بیٹھوگے میں تمپر حجت تمام کرتا ہوں اور اُسی امر کیطرف توجہ دلاتا ہوں جسکے لئے خدا نے حکم دیا ہے اور اُسی شے سے ڈراتا ہوں جس سے خدا نے ڈرایا ہے۔ شعیب پیغمبر کی نصیحت یاد کرو جو اُنہوں نے اپنی قوم کے مخالف افراد کو فرمائی ہے اور اُس سے اللہ تعالٰے یوں خبر دیتا ہے وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْٓ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ یعنے اے قوم تم اپنے آپ کو میری مخالفت میں گنہگار نہ کرو مبادا تمپر وہی عذاب نازل ہو جو قوم نوح قوم ہود قوم صالح اور قوم لوط پر نازل ہوا ہے حالانکہ تم مخالفت میں قوم لوط سے کم نہیں ہو۔ اے لوگو خیال کرو کہ میں نے اپنی ذات سے تمہارا انصاف چکا دیا ہے اور تمہاری رضامندی کو مدنظر رکھتا ہوں تمہارے ساتھ کتاب الٰہی اور سنت رسول کے مطابق برتاؤ رکھونگا اور قبول کرتا ہوں کہ نیک خصلتیں اور پسندیدہ طرز عمل اختیار کرونگا جسے تم بُرا سمجھتے ہو اسے برطرف کردونگا اور جس کو پسند کروگے اسکی جگہ مامور کرونگا میں تم سے قول و قسم کرتا ہوں کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ اسیطرح پیش آتا رہونگا جسطرح پہلے دونوں خلیفہ پیش آتے تھے اور اُسی طریق پر زندگانی بسر کرونگا جس طرح وہ گزار گئے ہیں یہ بھی سمجھ لو کہ انسان غلطی اور عاجزی سے خالی نہیں اور جو کچھ وہ کرتا ہے سبھی کام ٹھیک نہیں ہوتے بلکہ کچھ ٹھیک اور کچھ غلط ہوتے ہیں اس خط کے ذریعہ سے جو تمام مسلمانوں کے نام لکھا ہوں خدا تعالےٰ کے نزدیک اور تمہارے سامنے اپنی معذوری کا اقرار کرتا ہوں اور میرے جس فعل کو تم بُرا سمجھتے ہو اُسے ترک کرتا ہوں میں اپنے آپ کو بالکل بے گناہ نہیں سمجھتا گذشتہ گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور خدا سے معافی کا خواستگار ہوں خدا کی قسم میں اِن باتوں سے جنہیں تم بُرا جانتے ہو باز آگیا اور اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ کوئی ایسا کام نہ کرونگا جس سے تم رضامند یا متفق نہ ہوگے اللہ تعالٰے اپنے بندوں پر انتہا مہربان اور رحیم ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ میرے اور تمہارے تمام گناہوں کو بخشدے گا فقط والسلام جب یہ خط لکھ لیا تو ایک قاصد کو دیکر اُن لوگوں کے پاس بھیجا اُنہوں نے عثمان کی پند و نصیحت اور قول و قسم کسی بات کو نہ مانا اور اسی ارادہ کو مصمم کرلیا کہ اُسے خلافت سے علیحدہ کریں اور ایسا نہ ہو تو مار ڈالیں غرض اس ارادہ سے عثمان کے مکان کے گرد جمع ہوگئے اب عثمان نے جانا کہ معاملہ نرمی اور آشتی کی حد سے گذر گیا ہے عبداللہ بن عامر بن کریز اور معاویہ بن ابی سفیان کے نام خط روانہ کئے اور لکھا واضح ہو کہ کچھ ظالم اور باغی اور سرکش لوگوں نے جو مدینہ اور بصرہ اور کوفہ اور مصر کے رہنے والے ہیں مجھ سے برگشتہ ہو کر گھر کا محاصرہ کر رکھا ہے اور میرے پکڑنے میں کامیاب نہیں ہوئے لیکن محصور و مقید کرنے میں سعی بلیغ کر رہے ہیں ہر چند میں اُنہیں پند و نصیحت کرتا ہوں اور اُنکی رضامندی کو مدنظر رکھنے اور کتاب الٰہی اور سنت رسول پر چلنے کا وعدہ دیتا ہوں مگر وہ میری فہمائش پر دھیان نہیں دھرتے میرے قتل یا خلافت سے علیحدہ کرنے پر مصر ہیں اور میں اُنکی خواہش کے پورا کرنے یعنے خلافت سے علیحدہ ہو جانیکی نسبت موت کو زیادہ سہل اور اچھا سمجھتا ہوں میں نے تمہیں صورت حال سے مطلع کر دیا ہے لازم ہے کہ میری مدد کرو اور مضبوط بہادر لوگوں کی جمعیت میرے پاس روانہ کرو شاید خدا تعالٰے تمہاری ہمت اور امداد کے وسیلہ سے اِس باغی گروہ کے فساد کو مجھ سے باز رکھے والسلام۔ اس خط کو مسور بن مخرمہ معاویہ کے پاس لے گیا جب

محصور شدن امیر المومنین عثمان رض

اوس نے احوال مندرجہ کو مطالعہ کر لیا تو مسور نے کہا میرا خیال ہے کہ اب تک عثمان کو مار ڈالا ہوگا تو کس سوچ میں گیا جلدی کر اس کام میں توقف نہ کرنا چاہیے معاویہ نے کہا اے مسور سچ تو یہ ہے کہ عثمان نے خلافت پانے کے بعد پہلے تو طریق نیک اختیار کیا اور محض خوشنودی خلق خدا کے لیے ہر کام کرتا تھا اسلئے اللہ تعالیٰ بھی اُسکا مددگار تھا اور سب دوست اور ہوا خواہ بھی متفق تھے لیکن بعد میں اپنی حالت بدل دی اور ایسے ایسے کام کرنے شروع کیے جو شریعت کے خلاف اور خلفائے برحق کی روش سے علیحدہ تھے اچھے قاعدے اور نیک خصلتیں ترک کر دیں خدا نے بھی اُس سے دولت چھین لی اب مجھ معاویہ سے کیا ہو سکتا ہے خدا کی چھینی ہوئی نعمت کو میں کسطرح واپس دلا سکتا ہوں میں ایک طرف علیحدہ پڑا ہوں اور علاقہ شام کی سرحد کی حفاظت کر رہا ہوں اور ہر طرف سے دشمن تاک لگائے بیٹھے ہیں اگر میں مدینہ چلا گیا تو اندیشہ ہے کہ دشمن چڑھ آئینگے اور اس ملک کو مسلمانوں سے چھین لینگے اور اُن کے اہل و عیال کا جو حال ہوگا وہ علاوہ رہا غرض معاویہ نے عثمان کی مدد نہ کی اور قاصد کے ساتھ لیت و لعل سے پیش آتا رہا آخر اُسنے مایوس ہو کر مراجعت کی عبداللہ بن عامر نے عثمان کے مضمونِ خط سے واقف ہو کر بصرہ والوں کو جمع کیا خط پڑھ کر سنایا اور بڑی سعی کی کہ وہ عثمان کی امداد کے لیے ہمت کریں مگر کوئی شخص راضی ہوا سب نے طرح طرح کے عذر اور بہانے کر دیئے انجام یہ ہوا کہ جس گروہ نے خلیفہ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا انہیں بھی خبر ہو گئی کہ امیر المومنین نے شام میں معاویہ کو اور بصرہ میں عبداللہ کو خط بھیجکر مدد طلب کی ہے خوف زدہ ہو کر محاصرہ میں زیادہ سختی کی اور پانی بند کر دیا کہ خلیفہ کے اہل و عیال پیاس سے ہلاک ہو جائیں اُسوقت عثمان نے بالائے بام آکر آواز دی کہ تم میں علی ابنِ ابی طالب ہیں یا نہیں لوگوں نے جواب دیا وہ اپنے گھر میں ہو بیٹھے ہیں یہاں نہیں ہیں خلیفہ یہ سُنکر نیچے اُتر گئے کسی نے حضرت علی سے بھی یہ حال جا کہا آپ نے قنبر کو بھیجا کہ میں نے سُنا ہے تم نے بالائے بام آکر مجھے دریافت کیا تھا کیا کام ہے جو کچھ کہو میں کروں عثمان نے قنبر سے کہا کہدیا کہ مجھے کوئی اہم کام درپیش نہ تھا صرف اتنی بات ہے کہ ان لوگوں نے پانی بند کر دیا ہے جس سے میرے بچے اور خاندان کے ضعیف العمر آدمی پیاسے ہیں۔ مجھے پانی کی ضرورت ہے اگر آپ سے ممکن ہو تو پانی پہنچا دیں۔ قنبر نے واپس آکر حقیقت حال بیان کی حضرت علی نے چند مشکیں بھروا کر ان بنی ہاشمی لوگوں کے ہاتھ جو آپ کے بہت ہی قریبی رشتہ دار تھے عثمان کے پاس بھیجیں جب یہ لوگ مشکیں لئے دروازہ پر پہنچے تو علی کے رشتہ داروں کو دیکھکر کچھ نہ کہا اور پانی کو اندر پہنچانے سے نہ روکا جب یہ لوگ اندر گئے امیر المومنین عثمان اور اُن کے بیٹوں اور تمام اُن شخصوں نے جو اُس گھر میں تھے خوب سیر ہو کر پانی پیا اُسکے بعد پھر امیر المومنین نے کوٹھے پر چڑھ کر اور دیوار پر سے گردن نکالکر سلام علیکم کہا لوگوں نے دھیمی آواز سے جواب سلام دیا عثمان نے پوچھا طلحہ تم لوگوں میں موجود ہے؟ طلحہ نے جواب دیا میں حاضر ہوں عثمان نے کہا سبحان اللہ میں ایسا نہ سمجھتا تھا کہ میں لوگوں کو سلام کروں اور تو مطمئن ہو کر جواب سلام بھی نہ دے طلحہ نے کہا میں نے جواب سلام دیا تھا مگر تم نے نہ سُنا خلیفہ نے پھر پوچھا کہ سعد وقاص اور زبیر بن عوام تم میں موجود ہیں دونوں نے کہا ہاں ہم موجود ہیں کیا حکم ہے۔ عثمان نے کہا میں تمہیں اُسی خدا کی قسم دیکر جس کے سوا دوسرا خدا نہیں ہے پوچھتا ہوں کیا تم نے یہ سُن رکھا ہے کہ ایکدن رسولِ خدا نے فرمایا تھا کہ جو شخص اس چوک کو خریدے گا وہ بخشا جائے گا میں نے ہی اُسے خریدا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اُسے خرید لیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ مسجد میں شامل کر دے تجھے اُسکا ثواب ہوگا پھر میں نے مسجد میں ملا دیا سعد اور زبیر نے گواہی دی کہ بیشک جیسا تم بیان کرتے ہو ایسا ہی وقوع میں آیا تھا خلیفہ نے کہا اے خدا تو اس امر کا گواہ رہنا پھر قسمیہ دریافت کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایک دن حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ جو شخص رومہ کے کنوئیں کو خریدے گا وہ بخشا جائیگا میں نے خرید لیا اسکے بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ اسکی سبیل لگانی چاہیئے تاکہ تمام مسلمان سیراب ہوں اور فائدہ اُٹھائیں۔ زبیر اور سعد نے اسکی نسبت بھی گواہی دی کہ یہ سچ ہے تیسری دفعہ پھر قسم دیکر کہا تم جانتے ہو کہ ہم غزوہ کے دن حضرت رسولِ خدا متفکر تھے کہ لشکر کی درستی کسطرح کیجائے یہ کام میں نے اپنے ذمہ لیا اور لشکر کا سامان بہم پہنچا دیا۔ اور مسلمانوں کو جس چیز کی ضرورت دیکھی مہیا کر دی چنانچہ اونٹوں کے زانو بند اور مہاریں فراہم کر دی گئیں سعد اور زبیر نے کہا ہاں یہی بات ہے جو تم کہتے ہو سب درست ہے تم کار ہائے خیرات اور قواعد حسنہ کے استحکام میں سچا شوق اور دلی جوش رکھتے تھے مگر اس کے بعد تم نے اپنا طریق عمل بدل دیا۔

خاتمہ احوال امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ

عثمان نے کہا سبحان اللہ جس روز خلیفہ عمر نے وفات پائی تم نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ کار خلافت ایسے شخص کو ملے جو رحم دل اور منصف مزاج ہو انہوں نے جواب دیا ہاں یہ درست ہے عثمان نے کہا پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالے نے اس کام کو حقیر سمجھا اور تمہاری دعاؤں کو قبول نہ کیا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ جناب باری تعالے نے اس امر کو ناقابل وقعت اور بے قدر سمجھکر یونہی چھوڑ دیا تھا کہ جو شخص چاہے خلافت لے لے اگر تمہارا گمان یہی ہے کہ اللہ تعالے کو در باب خلافت میرے کام کا انجام کسطرح وقوع پذیر ہوگا معلوم نہ تھا تو فی الحقیقت تم بالکل خطا پر ہو ایسے خیال سے باز آؤ میری اُن بڑی بڑی فضیلتوں اور نیکیوں کو یاد کرو جو حضرت رسول خدا صلعم کے سامنے وقوع میں آچکی ہیں تم اپنے ارادہ سے باز آجاؤ اگر تم میری نسبت ایسے باطل ارادہ کو پورا کروگے تو فتنہ پھیل جائے گا اور بہت خونریزی ہوگی خدا سے ڈرو اور میرے کہنے کا یقین کرو کہ میں کتاب خدا اور سنت محمد مصطفےٰ کے مطابق تمسے برتاؤ رکھوں گا یہ لو بیت المال کی کنجیاں تمہارے حوالے کئے دیتا ہوں جسے پسند کرتے ہو اس کی تحویل میں دیدو اور جن جن شخصوں کو اچھا سمجھتے ہو شہروں کی امارت پر مقرر کردو اور جو آرزوئیں ہوں انہیں بھی بیان کرو انہیں بھی پورا کردونگا۔ ہر ایک امر تمہاری رضامندی سے عمل میں آتا رہے گا۔ اور تمہارا یہ دعوےٰ کہ میں نے خط لکھا ہے اسکی کوئی بین شہادت لاؤ نہیں تو میں اُسی خدائے واحد کی جسکے سوا دوسرا خدا نہیں اور تمام ظاہر اور پوشیدہ امور کو جانتا ہے قسم کھاکر کہتا ہوں کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا نہ لکھنے کا حکم دیا مجھے اُس کی اطلاع تک نہیں خلیفہ نے جب اس پیرایہ سے گفتگو کی تو سب سُن سُنکر سُن ہو گئے کسی نے بھی کچھ نہ کہا مگر مصر کے کچھ لوگ بولے اے عثمان ہمیں تمہاری ان باتوں کا یقین نہیں آتا تم اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھتے ہو اور جانتے ہو کہ اسی واسطے اللہ تعالے نے خلیفہ بنایا ہے تم مسلمانوں کے خون کو مباح جانتے ہو اور ہر روز کسی نہ کسی بزرگوار صحابہ کو ہاتھ یا زبان سے رنج دیتے رہتے ہو اور مدینہ رسول سے خارج کر دیتے ہو کہ وہ غریب اپنی قوم اور عزیزوں سے علیحدہ رہکر مرجاتا ہے بیت المال اپنے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا ہے اے عثمان ان باتوں کو چھوڑو۔ تم ہمیں اب نہیں بہلا سکتے یہی دو باتیں ہیں یا تو آپ خلافت سے سبکدوش ہوکر گوشہ نشینی اختیار کرلیں اور امر خلافت کو مشورہ پر رہنے دیں ورنہ تم قتل کئے جاؤگے اب خلیفہ عثمان نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ کسی بات پر رضامند نہوں گے کوٹھے پر سے اُترکر گھر میں آبیٹھے ایک شخص عبداللہ بن سلام یہودیوں کا مشہور اور مشرف باسلام تھا اُسے بلاکر کہا تو ان لوگوں کے پاس جاکر سمجھا اور وعظ و نصیحت کی باتیں سُنا شاید تیری بات اُن کی سمجھ میں آجائے۔ اور وہ اس ارادہ اور حرکت سے دست کش ہو جائیں اور تیری وجہ سے یہ فساد مٹ جائے عبداللہ بن سلام اُن کے پاس گیا سب نے دعا دیکر پاس بٹھایا بیٹھنے کے بعد اُس نے حمد و ثنا خدائے تعالے بیان کی اور حضرت رسول خدا پر درود بھیجکر کہا اے لوگو اللہ تعالے نے تمام دینوں پر دین اسلام کو ترجیح دی ہے اور اسکے استحکام کے لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو پیدا کیا ایمان والوں کو رحمت کا مژدہ سُنایا۔ بے دینوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا اس کو دین اسلام کی ہدایت کی اور دنیا کے تمام مقاموں میں سے مدینہ کو پیغمبر کے رہنے کے لئے منتخب کیا اور مکان اسلام اور سرائے ہجرت محمد لقب بخشا جس وقت تک رسول خدا مدینہ میں تشریف فرما تھے ملائکہ شہر کے گرد صف بستہ تھے اور آج تک بھی یہی کیفیت رہی اور شمشیر فتنہ نیام سے نہ نکلی میں آج اسکے برعکس معاملہ دیکھتا ہوں میں تمہیں خدائے واحد کی قسم دلاتا ہوں کہ فرشتوں کو اپنے پاس سے نہ ہٹاؤ۔ اور سوتے فتنہ کو نہ جگاؤ نیام میں رکھی ہوئی تلواریں مت سونتو مبادا وہ فتنہ جسے اللہ تعالے کے فضل نے دفع کر دیا ہے خلقت کے اعمال بد سے اٹھ کھڑا ہو اور پھر قیامت تک نہ مٹے اس فتنہ سے بچو اور شیخ الاسلام خلیفہ پیغمبر کو قتل نہ کرو خدا کی قسم روئے زمین پر گزشتہ وقتوں میں جب کسی پیغمبر کو شہید کیا ہے اُس کے عذاب میں اُس امت کے اسی ہزار آدمی مارے گئے ہیں اور کوئی خلیفہ پیغمبر ایسا قتل نہیں ہوا جس کے قتل کی وجہ سے پینتیس ہزار آدمی نہ مارے گئے ہوں خدا سے ڈرو اُس بزرگوار کا خون مت بہاؤ یہ کہنا تھا کہ چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنے لگیں اے عبداللہ تو جھوٹا ہے عثمان نے تجھے رشوت دیکر ہمارے پاس بھیجا ہوگا جس لئے تو انکی ایسی تعریفیں کرتا ہے اے یہودی کھڑا ہو جا اور ہمارے پاس سے دور ہو خدا تجھے دفع کرے عبداللہ یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور عثمان کی خدمت میں پہنچکر تمام گفت و شنید بیان کی خلیفہ بہت ہی

ذکر احوال امیر المومنین عثمان رض

حیران ہوئے اور کچھ نہ سمجھ سکتے تھے کہ کیا تدبیر کریں القصہ اُمّ المومنین عائشہ بھی اس روپیہ کی وجہ سے جو اُن کے لئے ابوبکر اور عمر نے مقرر کر رکھا تھا اور اب عثمان نے اُسکی ادائگی میں تساہل اختیار کر لیا تھا رنجیدہ خاطر تھیں اسوقت قوم کو قتلِ عثمان پر آمادہ دیکھکر کہا اے عثمان تو نے بیت المال کو اپنا ہی مال سمجھ لیا ہے امتِ رسول کو تکلیف اور مصیبت کے حوالہ کر دیا ہے اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو مسلمانوں کے مال میں دخیل کر دیا ہے ہر ایک شخص کو ملکی انتظام دے رکھا ہے اللہ تعالےٰ تم کو آسمانی نعمتوں سے بے نصیب اور زمینی برکتوں سے محروم کرے اگر اتنی بات بھی نہ ہوتی کہ تم مسلمانی سیرت رکھتے اور پانچ وقتی نماز ادا کرتے ہو تو تمہیں اسطرح ذبح کر دیا ہوتا جسطرح اونٹ کو ذبح کرتے ہیں عثمان نے ان باتوں کے جواب میں قرآن شریف کی یہ آیہ مبارکہ پڑھی ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا امْرَاَۃَ نُوْحٍ وَّامْرَاَۃَ لُوْطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ یعنے اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے لئے جنھوں نے کفر کیا مثال دی ہے کہ نوح اور لوط کی بیویاں دو عورتیں تھیں جو ہمارے دو نیک بندوں کے تصرف میں تھیں دونوں نے خیانت کی اور اللہ تعالےٰ کی کسی شئے نے انکو کفایت نہ کی اور اُن دونوں سے کہا گیا کہ داخل ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں۔ غرض عائشہ نے قتلِ عثمان میں بہت بڑی کوشش کی اور فرمایا کرتی تھیں اب تک تو حضرت مصطفےٰ کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور عثمان نے انکی شریعت کو کہنہ کر دیا ہے اے لوگو اس بڈھے ساحر کو مار ڈالو۔ خدا اسے مارے اور اسی عالم میں خود سفر مکہ اختیار کیا۔ مروان بن حکم نے حاضر ہوکر کہا اے مادر مومناں اگر تم اس سفر کو قیام سے بدلکر فساد کو مٹا دو اور عثمان کو قتل سے بچاؤ تو اس کا ثواب زیارت مکہ کے ثواب سے زیادہ پاؤ گی۔ عائشہ نے کہا میں حج کی تیاری کر چکی ہوں اور حج مجھپر فرض ہو گیا ہے مروان نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا وَحَرَّقَ قَیْسٌ عَلَیَّ الْبِلَادَ حَتّٰی اِذَا اضْطَرَمَتْ اَحْجَمَا یعنے قیس نے دنیا میں آگ لگا دی اور جب وہ آگ خوب بھڑک اُٹھی تو آپ الگ ہو گیا۔ اور کہا اب تم عثمان کا کام تمام کر کے علیحدہ ہوتی ہو عائشہ نے کہا کیا تیرا یہ خیال ہے کہ میں عثمان کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکی خدا کی قسم میری تو یہ آرزو ہے کہ عثمان کو بورے میں بند کر کے بجائے طوق میرے گلے میں ڈالدیں اور میں اس بورے کو لیجا کر بحیرہ حصر میں پھینک آؤں۔ مروان نے کہا انجام کار تمنے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی عائشہ نے کہا ہاں یہی بات ہے اس کے بعد جانب مکہ روانہ ہوگئیں عبداللہ بن عباس بھی عائشہ کے پاس گیا عائشہ نے کہا اے عبداللہ خدا تعالےٰ نے تجھے علم و فضل اور عقل و گویائی عطا کی ہے۔ خبردار لوگوں کو اس طاغی یعنے عثمان کے قتل سے نہ روکنا کیونکہ یہ اپنی قوم کے لئے ایسا ہی منحوس ہے جیسا جنگ بدر کے دن ابوسفیان اپنی قوم کے حق میں نحس تھا یہ کہکر سواری ہانک دی اور عثمان کو اس کشمکش میں چھوڑ دیا سعید بن عاص والئے کوفہ عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی آپ کے معاملہ میں میں نے کچھ سوچا ہے اور ایک رائے قائم کی ہے فرمایا بیان کر سعید نے کہا حج کا زمانہ آگیا ہے موقع ہے کہ اس طرف چلے چلو لبیک کہتے ہوئے گویا حج کو جاتے ہیں مکان سے نکلو اور بسمت کعبہ راہ لو پھر امن سے ہو جاؤ گے اس کشمکش اور گفتگو سے چھوٹ جاؤ گے۔ عثمان نے کہا خدا کی قسم میں مدینہ کے سوا جو حضرت محمدؐ کا وطن مالوف اور مسکن مقرر ہے کسی دوسری جگہ کی سکونت اختیار نہ کروں گا۔ سعید نے کہا تو ان تین باتوں میں سے ایک بات پر ضرور عمل کرنا چاہئے اول یہ کہ ان لوگوں سے مقابلہ کرو ہم سب تمہارے خدمتگار اور عزیز بھی اُن سے جنگ کریں گے اور مردانہ وار لڑینگے یا فتح پائی یا سب مارے گئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے پاس بہت عمدہ اونٹ موجود ہیں انپر سوار ہوکر شام کیطرف نکلجاؤ وہاں معاویہ مع لشکر جرار موجود ہے تمہارے دوست وغیرہ سب وہاں جمع ہو جائیں گے۔ تم امن میں ہو جاؤ گے اور ان لوگوں میں سے کسیکا حوصلہ ہوگا کہ وہاں پہنچ کر تمہیں ستائے تیسری بات یہ ہے کہ ہمیں اجازت دو کہ ہم تم سب کو مع اہل و عیال اونٹوں پر سوار کرا کر بصرہ میں پہنچا دیں وہاں پر بہت سے دوست اور خدمتگار قبیلہ اسد میں سے موجود ہیں تم نے اس قبیلہ پر بڑی بڑی مہربانیاں اور بخششیں کی ہیں ہم ان لوگوں میں ہونگے تو پھر کوئی شخص بھی ہماری طرف نظر نہ اُٹھا سکیگا اور اگر چڑھائی بھی کی تو تم ہم ان کی مدد سے مار بھگائینگے۔ عثمان نے ان تینوں باتوں کو ناپسند کیا۔ کہا میں کچھ نہ کروں گا اور

ذکر احوال امیر المومنین عثمان

کسی طرح مدینہ سے نکلو نگا جو کچھ ہو گا اسی جگہ ہو رہیگا میں اُسی پر راضی ہوں ادھر عثمان کے دشمن فراہم ہو رہے تھے اور ارادہ قتل کا مصمم کر لیا تھا۔ اسامہ بن زید نے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے ابوالحسن ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ عثمان کو مار ڈالیں مجھے آپ سے از حد محبت اور اخلاص ہے آپ مجھے میرے کانوں اور آنکھوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ مدینہ سے باہر تشریف لے جائیں اور اپنے مال و اسباب کو زیر نظر رکھیں تاکہ یہ قتل تمہارے سامنے وقوع میں نہ آئے۔ اگر آپ مدینہ میں ہونگے اور لوگ اُسے مار ڈالیں گے تو لوگ مطعون کرینگے اور آپ پر تہمت لگائینگے اگر آپ موجود نہ ہونگے تو یہ بات نہ ہوگی نہ آپ پر کوئی الزام لا سکینگے حضرت علی نے فرمایا کہ اے ابو محمد مجھے اس جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ میرے ہاتھ میں کوئی بات ہے۔ جو کچھ پند و نصیحت واجب تھی اس میں کمی نہیں کی اسے کہا گیا۔ جب اُسنے کسیکی بات نہ سُنی اور سب کو اہل غرض سمجھا میں نے بھی سمجھانا چھوڑ دیا اور اپنے گھر میں ہو بیٹھا۔ خدا کی قسم عثمان کے معاملہ میں میری کوئی غرض شامل نہیں ہے بلکہ اگر وہ کہے اور کسی کی نصیحت مانے تو اب بھی اس کے کام کو اُسیطرح انجام دوں جسطرح پہلے کئی مرتبہ بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا ہے اب بھی کوئی کمی نہ کرونگا۔ جہانتک مجھ سے ہو سکیگا مدد کروں گا اور اُن لوگوں کے فساد کو مٹا دونگا یہ کہکر اپنے بیٹے حضرت حسنؑ کو بلایا اور کہا اے فرزند عثمان کے پاس جا اور اُن سے کہہ کہ میرے باپ کو تمہاری طرف سے بہت بڑا خیال ہے اور جب سے یہ سنا ہے کہ یہ لوگ تمہارے معاملہ میں حد سے گذر کر قتل کا پختہ ارادہ کئے ہوئے ہیں اور کسیکی نصیحت نہیں سُنتے وہ بہت ہی متفکر ہے اور میری طرف سے کہنا بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم زحمت میں مبتلا ہو اسلئے سخت متردد ہوں اگر کہو اور حسن امر کو اچھا سمجھو میں تمہاری امداد کروں اور جسطرح ممکن ہو اور جہانتک طاقت سے بن پڑے اُن لوگوں کو تمہارے مکان کے گرد سے ہٹا دوں حسن بن علی نے عثمان کے پاس پہنچکر باپ کا پیغام پہنچایا اور بیٹھ گئے۔ عثمان نے جواب دیا اپنے باپ سے کہدینا کہ میں تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا کہ اُن لوگوں سے لڑو اور جھگڑو کیونکہ میں نے کل شب کو خواب میں جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ مجھ سے فرماتے ہیں اے عثمان یہ لوگ تیرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اگر تو ان سے جنگ کریگا تو فتح پائے گا اور اگر اپنے آپ کو اُنکے حوالہ کر دیگا تو گویا حکم باری سبحانہ تعالٰے پر رضامند ہوگا۔ روزہ میرے پاس آکر کھول اب میرا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ خدمت محمد مصطفٰے میں جا کر روزہ کھولوں اور اس دولت سے مشرف ہوں۔ حضرت حسن خاموش ہو کر واپس چلے آئے اور جو کچھ عثمان نے کہا تھا حضرت علی سے بیان کر دیا امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اسی وقت یہ خبر آئی کہ طلحہ بن عبداللہ عثمان کے مکان کی چھت پر جا پہنچا اور بنی تیم کے کچھ لوگ اسکے ہمراہ ہیں اور عثمان نے بھی یہ بیت لکھکر حضرت علی علیہ السّلام کی خدمت میں بھیجے۔ فَاِنْ کُنْتُ مَاکُوْلًا فَکُنْ خَیْرَ اٰکِلٍ ٭ وَاِلَّا فَاَدْرِکْنِیْ وَلَمَّا اُمَزَّقِ ٭ یعنے اگر مجھے قتل ہی کرنا ہے تو اپنے ہاتھ سے مار ڈالو کیونکہ تم علی بن ابی طالب ہو اور اگر مجھے مارنا نہیں چاہتے تو مجھے طلحہ کے ہاتھ سے قتل ہونے دو اور اس بیت کے علاوہ یہ بھی لکھا کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تمہارا چچا زاد بھائی ایسی نڈر قوم کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے حضرت علی اس تحریر کو پڑھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا حضرمیہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ قتل کر سکے اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے آپ کے فرزند اور دوست سب مسجد میں جمع ہو گئے نماز ظہر پڑھی ادھر بنی تیم یہ دیکھکر کہ حضرت علی علیہ السّلام عثمان کی مدد کے لئے تشریف لائے ہیں طلحہ کو تنہا چھوڑ کر حاضر خدمت ہوئے اب طلحہ نے اپنے آپ کو تنہا پایا بام پر سے اتر کر عثمان کے پاس آیا بہت کچھ عذر و معذرت کی باتیں کہیں عثمان نے کہا اے حضرمیہ کے بیٹے تو نے میرے اوپر قیامت نازل کی لوگوں کو میرے قتل کے لئے فراہم کر لایا اب جو یہ دیکھا کہ حضرت علی میری مدد کے لئے آتے ہیں اور تیری قوم نے اُنکی دہشت سے تیرا ساتھ چھوڑ دیا اور سب متفرق ہو کر حضرت علی کی خدمت میں جا حاضر ہوئے ہیں تو اب تو عذر کرتا ہے خدا تیرا عذر قبول نہ کرے طلحہ عثمان کی یہ باتیں سنتا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا۔ سر جھکائے وہاں سے اُٹھکر باہر چلا آیا اب عثمان پھر کوٹھے پر گئے اور دیوار پر سے سر نکالکر کہا اے لوگو تم بخوبی واقف ہو کہ مجھے جناب رسالت مآب کی خدمت باسعادت میں بہت بڑا مرتبہ حاصل ہے اور اوّل ہی میں مسلمان ہوا ہوں

اور میرے اوصاف مقبول ہیں۔ میں صاحب ولایت اور مجتہد ہوں اگر مجھ سے اجتہاد میں کوئی غلطی واقع ہوئی ہو یا قصداً یا عمداً کوئی چوک ظہور میں آئی ہو تو میں اُس سے آئندہ باز رہونگا اس سے توبہ کرتا ہوں اور سخت بیزار ہوں اور خدا سے اسکی معافی مانگتا ہوں تم میرا عذر قبول کرو میری توبہ اور عذر کو سچا سمجھو سب لوگوں نے عثمان کی یہ باتیں سنکر سر جھکا لئے اور کچھ نہ بولے مگر اہل مصر نے باواز بلند عثمان کو سخت وسُست کہا اور بد زبانی سے پیش آئے زید بن ثابت نے کہا اے انصار تمنے رسول خدا کی امداد کی ہے اسی وجہ سے تمہیں انصار کہتے ہیں آج اس کے جانشین خلیفہ کی مدد کرو کہ دوچند انصار اللہ کہلاؤ اور دگنا ثواب پاؤ حجاج بن عمر ساعدی نے کہا اے زید ہم تیری اس بات کو نہ مانینگے ہم قیامت کے دن اس گروہ میں سے ہونا نہیں چاہتے جو یہ کہینگے اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَ خدا کی قسم ہم نماز عصر کے بعد سے نماز مغرب کے وقت تک کہ عثمان کی حیات باقی ہے اسکو قتل کر کے تقرب بارگاہ الہی حاصل کرینگے اسکے بعد حجاج بن عزیہ انصاری نے اہل مصر کو آواز دی اس کافر کی بات نہ سنو اور جو ارادہ کر لیا ہے اُسے پورا کرو غرض انہیں سے ایک شخص نے کچھ لکڑیاں لیں اور انہیں آگ لگا کر عثمان کے مکان کی پہلی دہلیز پر رکھدیں آگ نے دروازہ جلا کر پہلی دہلیز گرادی پھر دوسرے دروازے میں آگ دی گئی وہ بھی جلکر گر پڑا اب عثمان نے سوچا کہ یہ لوگ جو دروازے جلا رہے ہیں بالکل بے مروت ہوگئے ہیں اللہ خیر کرے جب سب دروازے جلکر گر گئے تو اُن لوگوں نے ہجوم کیا اور غل شور کرتے ہوئے مکان کے اندر گھس گئے امیر المومنین عثمان آج روزہ دار تھے۔ کہتے ہیں جمعرات یا جمعہ کا دن گیارھویں یا سترھویں ذی الحجہ کی تاریخ اور ۳۵ھ ہجری تھا۔ حسن بن علی علیہ السلام اور عبداللہ بن عمر خطاب خلیفہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عثمان نے حضرت حسن کیطرف متوجہ ہو کر کہا اے بھتیجے تیرے باپ کو تیری طرف کا خیال ہوگا اور وہ اسوقت تیری وجہ سے متفکر ہو رہے ہونگے میں تجھے خدائے رب العزت کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اٹھ اور سلامتی سے واپس چلا جا اپنے آپ کو تکلیف اور خطرہ میں مت ڈال میں نے تو اپنے آپ کو مرضی الہی کے حوالہ کر دیا ہے اور اس ناخدا ترس قوم کے ہاتھ میں پڑ گیا ہوں حضرت حسن اٹھکر باہر چلے آئے اور عبداللہ بن عمر بھی جو آپ کے ہمراہ تھا حضرت حسن کے ساتھ ہی اٹھکر چلا آیا خلیفہ عثمان نے مروان کو کہا میں تجھے قسم دلاتا ہوں کہ ان لوگوں سے جنگ نہ کر مروان نے کہا اے امیر المومنین تمکو قسم دیتا ہوں کہ ہمیں جنگ سے نہ روکو کیا تم نہیں دیکھتے کہ دشمن غلبہ کر کے مکان کے اندر گھس آئے ہیں اور آدمیوں کو تکلیف دے رہے ہیں اب مروان بن حکم سعد بن عاص مغیرہ بن اخنس عبداللہ بن ربیعہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوام اور عثمان کے عزیزوں رشتہ داروں غلاموں اور خدمتگاروں نے جمع ہو کر اُن لوگوں پر جو اندر گھس آئے تھے حملہ کیا اور پسپا کر کے باہر نکالدیا۔ جب عثمان نے دیکھا کہ میرے غلام زرہ پہنے برہنہ تلواریں لئے مستعد جنگ ہیں فرمایا تم میں سے جو شخص ہتھیار نہ اٹھائیگا۔ اور تلواریں نیام میں کرے گا اُسے میں نے آزاد کیا یہ سنتے ہی عثمان کے غلاموں نے ہتھیار ڈالدیئے اور تلواریں نیام میں کر لیں پھر خلیفہ نے اپنے عزیزوں سے جو لڑائی کے لئے تیار تھے کہا اگر تمہیں میری خوشی منظور ہے اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی درکار ہے تو ان لوگوں سے مت لڑو اور ہتھیار رکھدو میں نے اپنے آپ کو مرضی الہی کے حوالہ کر دیا ہے اور مرضی الہی پر راضی ہوں اسی اثناء میں دیکھا کہ امیر المومنین کے تمام در و بام سے پتھر آنے لگے ہیں اور کچھ لوگ پسر حزم انصاری کے گھر میں جو خلیفہ کے گھر سے ملا ہوا تھا گھس آئے ہیں اور وہاں سے اینٹ پتھر پھینک پھینک کر لوگوں کو زخمی کر رہے ہیں اور غل مچا رہے ہیں یہ پتھر ہم نہیں مارتے بلکہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے پڑ رہے ہیں عثمان نے جواب دیا کہ اے بے وقوفو تم جھوٹ بولتے ہو اگر اللہ تعالیٰ کیطرف سے آتے تو مجھ سے بچکر نہ گرتے اور کوئی نشانہ بے کار نہ جاتا اب اُن لوگوں نے پھر غل شور مچایا اور دوبارہ خلیفہ کے مکان میں گھس آئے اور تلواریں سونت کر عثمان کے رشتہ داروں پر ٹوٹ پڑے۔ عثمان جا نماز پر بیٹھے تھے اور بالکل حرکت نہ کرتے تھے جب بہت ہی غل ہوا اور آپس میں جنگ ہونے لگی تو خلیفہ کے عزیزوں نے کہا آپ روزے سے ہیں اور یہ لوگ بدی پر آمادہ ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ روزہ کھول لیں۔

اور ہمیں حکم دیں کہ آپ کے سامنے ہم اُنسے جنگ کریں جہانتک ہم سے ہو سکیگا اُن سے لڑینگے امیر المومنین نے کہا جو کچھ مسطور الٰہی ہے میں اسی پر خوش ہوں میں اپنے آپ کو اُسکے حوالہ کر چکا ہوں روزہ نہ کھولوں گا حضرت مصطفےٰ کو میرا انتظار ہے اتنے میں مغیرہ بن اخنس نے تلوار سونت کر اور آگے بڑھکر رفاعہ بن رافع انصاری پر حملہ کیا رفاعہ بھی مقابلہ پر آیا دونوں میں تلوار چلنے لگی رفاعہ نے تلوار کا ہاتھ رسید کر کے مغیرہ کو مار ڈالا۔ مروان نے بھی تلوار لیکر حملہ کیا حجاج بن عزیہ انصاری مقابلہ پر آیا اور ایک تلوار گردن پر ماری جس نے زرہ کو کاٹ کر گردن زخمی کر دی۔ مروان بھاگ کر عورتوں میں جا چھپا عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوام بھی آگے بڑھا اور اُن لوگوں سے بولا خدا سے ڈرو اور شرم کرو امیر المومنین کے قتل سے باز آؤ اسکی اطاعت تمپر فرض ہے۔ جو خلیفہ کتاب الٰہی اور سنت پیغمبر کے مطابق تمہارے ساتھ برتاؤ کرتا ہو اُسے ہلاک کر کے روز قیامت کیا جواب دو گے ابھی یہ کلمے زبان ہی پر تھے کہ عبدالرحمٰن بن حنبل جمحی نے لپک کر تلوار ماری اور عبداللہ گر کر مر گیا۔ اتنے میں عثمان کے غلاموں میں سے ایک غلام نے آگے بڑھکر عبدالرحمٰن بن حنبل پر حملہ کیا مگر اشتر نخعی نے اسے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا پھر ایک اور غلام نے حملہ کیا اشتر نے اسے بھی قتل کر دیا پھر عبداللہ بن زمعہ بن اسود پر حملہ کر کے اسے ہلاک کیا اور اسپر بھی بس نہ کر کے عبداللہ میسرہ بن عوف کو جو بڑا عابد و صالح شخص تھا عین ہنگامہ کی گرما گرمی میں تلوار مار کے بیجان کر دیا پھر امیر المومنین عثمان کیطرف چلا جسوقت بارادہ قتل قریب پہنچا دیکھا کہ خلیفہ تنہا ہے کوئی روکنے والا موجود نہیں۔ خلیفہ نے بھی اشتر کیطرف دیکھا اشتر کو لحاظ دامنگیر ہوا اور خلقت کی ملامت سے ڈرا اسیوقت وہاں سے پلٹ کر چلا آیا مسلم بن کثیر کوفی نے کہا اے اشتر تو نے خلیفہ کے مارنے کا قصد کیا اور قریب پہنچکر ڈر گیا واپس چلا آیا۔ اشتر نے کہا میں ڈرا نہیں مگر میں نے اُسے تنہا پایا کوئی میرا روکنے والا نہ تھا مجھے شرم آئی اور واپس چلا آیا محمد بن ابی بکر دندانہ خلیفہ کے پاس پہنچا اور روبرو ہوتے ہی کہا ہاں اے پیر کفتار سنبھل جا۔ عثمان نے کہا میں عثمان بن عفان رسول خدا محمد مصطفےٰ کا خلیفہ ہوں تو جھوٹا ہے جو میری توہین کرتا ہے۔ محمد بن ابی بکر نے ہاتھ بڑھا کر خلیفہ کی ڈاڑھی پکڑ لی اور کہا تمنے اپنے حق میں خدا تعالیٰ کی قدرت کو کس رنگ میں دیکھا۔ خلیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ میرے ساتھ بھلائی کی ہے اے بھتیجے تو خدا سے ڈر اور میری ڈاڑھی چھوڑ دے اگر تیرا باپ ابی بکر زندہ ہوتا تو وہ کبھی میری ڈاڑھی نہ پکڑتا اور میری یہ توہین نہ کرتا۔ محمد نے کہا اگر میرا باپ زندہ ہوتا تو ہرگز ایسے فعلوں کی اجازت نہ دیتا جو طریقہ شریعت سے باہر ہیں امیر المومنین نے ہاتھ بڑھا کر قرآن شریف جو جانب دست راست رکھا ہوا تھا اُٹھا لیا اور کہا یہ اللہ کی کتاب ہے اور میں اِسکے مطابق تمہارے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں اور ہر امر میں تمہاری رضامندی کا خیال رکھتا ہوں۔ تمہاری آرزوؤں کو پورا کرتا ہوں تم سے کسی شئے کو عزیز نہیں رکھتا۔ محمد بن ابی بکر نے جواب دیا آلْآنَ وَقَدْ عَصَیْتَ مِنْ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ یعنی اب کیا ہو سکتا ہے تو نے پہلے نافرمانی کی اور تو فسادی ہے اور وہ بیلچہ جو ہاتھ میں لئے ہوئے تھا امیر المومنین کی گردن پر مارا۔ گردن کسیقدر زخمی ہو گئی بیلچہ نے زیادہ کاٹ نہ کیا۔ خون جاری ہو گیا کہتے ہیں کہ امیر المومنین کے خون کا پہلا قطرہ اس آیت پر پڑا تھا فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اب محمد بن ابی بکر خلیفہ کی ہلاکت سے شرما کر واپس چلا آیا اور کنانہ بن بشر نے بیباکانہ پہنچکر امیر المومنین کے سر پر ایک گرز مارا اور سودان بن حمران مرادی نے ایک تلوار کا وار کیا اب خلیفہ سخت زخمی ہو کر پشت کے بل گر پڑے پھر اُن لوگوں نے بھی دائیں بائیں جانب سے وار کئے ابو حرب غافقی نے ایک ضرب لگائی اور ایک مصری شخص نے چاہا کہ خلیفہ کی ناک کاٹ ڈالے مگر نائلہ دختر فرافصہ کلبی نے جو بڑی قوی ہیکل عورت تھی ہاتھ بڑھا کر اسکی تلوار پکڑ لی جس سے نائلہ کا انگوٹھا کٹ گیا وہ چلائی کہ اے لوگو تم نہیں جانتے کہ کیسے پارسا اور پاک دامن شخص کو ہلاک کرتے ہو لوگوں نے بقصد ہلاکت اُسکی طرف بھی رخ کیا وہ بھاگ گئی اتنے میں عثمان کا ایک غلام رباح نام خلیفہ کی تلوار لئے ہوئے آیا اور سودان بن حمران پر جو ناک قطع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا حملہ کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ اسکا سر کٹ کر گر پڑا۔ قنبرہ بن وہب نے یہ دیکھکر رباح کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ایک اور غلام نے قنبرہ کو مار ڈالا۔ اسی اثنا میں عمرو بن حمق

ذکر حالات امیر المومنین عثمان غنی رضی

جست مار کر عثمان کے سینہ پر جا بیٹھا انکی کیفیت جان باقی تھی کہ اُسے نو زخم لگائے اور کہا تین زخم تو خدا کی راہ میں لگائے ہیں اور چھ اُس کینہ کی عوض میں جو اسکی طرف سے میرے دل میں موجود تھا۔ عمیر بن ضابی برجمی سے آیا اور لاتیں مار کر خلیفہ کی دو پسلیاں توڑ ڈالیں اور کہا حَبَسْتَ اَبِیْ حَتّٰی مَاتَ فِی السِّجْنِ یعنی اسی نے میرے باپ کو قید کیا تھا یہاں تک کہ وہ قید ہی میں مر گیا۔ الغرض لوگوں نے چاہا کہ عثمان کا سر تن سے جدا کریں عورتیں رونے پیٹنے لگیں اسلئے سب لوگ اس ارادہ سے باز آئے پھر خلیفہ کے گھر کو لوٹا عورتوں اور بچوں کے پاس جو کچھ پایا چھین لیا۔ خزانہ میں سے دو بوری درہموں سے بھرے ہوئے نکلیں اسکے بعد سب لوگ گھر میں سے نکل آئے اس واقعہ کے بعد عبد الرحمٰن بن ابی بکر اور ابوجہیم بن حذیفہ عثمان کے دروازہ پر آئے کہ عثمان کی لاش کے کفن و دفن کی تدبیر کریں حجاج بن عزیہ انصاری کو دیکھا کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ موجود ہے اور کسیکو اندر نہیں جانے دیتا ابوجہیم نے کہا اگر تو ہمیں نماز پڑھنے کے لئے اندر نہ جانے دیگا تو فرشتے نماز پڑھیں گے۔ حجاج نے کہا اگر تو جھوٹ کہتا ہو تو اللہ تجھے بھی انہی کے پاس پہنچائے۔ ابوجہیم نے کہا یہ تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ اگر قیامت کے دن میں اُنکے ساتھ رہونگا ایک مصری بول اٹھا اللہ تعالےٰ تیرا اور اُنکا حشر شیطان کے ساتھ کرے اور یہ ہمارا ہی قصور ہے کہ تجھے زندہ چھوڑ دیا ابوجہیم کے ایک دوست نے سمجھایا کہ تو کیوں بولتا ہے کیا اپنی جان کا دشمن ہے یہاں سے چلا جا۔ ابوجہیم وہاں سے چلا گیا اور حسان بن ثابت کے پاس پہنچا حسان نے پوچھا تو کس لئے رنجیدہ ہو رہا ہے اُسنے کہا اس سے زیادہ اور کیا سبب ہوگا کہ لوگوں نے عثمان کو قتل کر دیا اور اب نہ اُسے اُٹھانے دیتے ہیں نہ نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں حسان نے کہا تو اپنے آپ کو ہلاکت میں کیوں ڈالتا ہے جن لوگوں نے عثمان کے قتل کو آسان سمجھا ہے وہ تجھ جیسے کے قتل کرنے سے کیا اندیشہ کرینگے ابوجہیم خاموش ہو رہا اور اپنے گھر چلا گیا قتل عثمان کا واقعہ جمعہ کے دن سترہ ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری کو نماز عصر کے وقت ظہور میں آیا خلیفہ کی پیدائش کا سال عام الفیل سے چھ برس بعد کا ہے اس ہنگامہ کے وقت انکی بیاسی برس کی عمر تھی اور مدت خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ چودہ روز کیونکہ خلیفہ عمر بن خطاب یکم محرم کو دفن ہوئے تھے اور تین دن تک مشورہ ہوتا رہا تھا پس بالضرور چہارم محرم کو عثمان مسند خلافت پر بیٹھے اور ۱۸ ذی الحجہ تک خلیفہ رہے۔ غرض تین دن تک عثمان کی لاش کو دفن ہونے نہ دیا۔ ویسے ہی بے حفاظت پڑی رہی اور ایک ٹانگ کتے لیگئے عبد اللہ بن سوادہ جو مصر والوں میں سے بزرگ شخص تھا یہی کہتا رہا کہ میں اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دونگا وہ مسلمان نہ تھا۔ کیونکہ بات تحقیق کے ساتھ معلوم ہے کہ اپنی خلافت کے زمانہ میں ایکدن مسجد سے گھر جاتے ہوئے جبکہ بنی اُمیہ گرداگرد جا رہے تھے ابوسفیان آیا اور کہا یَا بَنِیْ اُمَیَّةَ تَلَقَّفُوْهَا تَلَقُّفَ الْكُرَةِ فَوَالَّذِیْ یَحْلِفُ بِهٖ اَبُوْسُفْیَانَ مَا مِنْ عَذَابٍ وَّلَا حِسَابٍ وَّلَا جَنَّةٍ وَّلَا نَارٍ وَّلَا بَعْثٍ وَّلَا قِیَامَةٍ یعنے اے بنی امیہ اس بادشاہت کو حاصل کرو بخدا کہ نہ عذاب کوئی شے ہے نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ نہ حشر نہ قیامت اور عثمان نے اُس پر حد شرع جاری کرنے اور مارڈالنے کے عوض مسلمانوں کے خزانہ عامرہ سے اُسے دو لاکھ دینار دلائے۔ القصہ حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم حضرت علی کے پاس آئے کہ کسی تدبیر سے اس روک کو ہٹا کر عثمان کو دفن کرادیں آپ نے حضرت حسن کو اہل مصر کے پاس بھیجا کہ باز آجاؤ اور عثمان کو دفن کر لینے دو انہوں نے آپکی ہیبت سے اس بات کو مان لیا تیسرے دن نماز شام اور نماز عشا کے درمیانی وقت میں حسن بن علی نے عبد اللہ بن زبیر اور ابوجہیم اور چند اور آدمیوں کو ہمراہ لے کر نعش ایک چھپر کے تختہ پر جسے ایک ٹانگ نیچے لٹکتی رہی اٹھائی اور مصری راستے میں جمع ہو کر مانع آتے رہے اور پتھر مارتے تھے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں نہ لیجائیں ناچار کوکب کے باغیچہ میں لے گئے کوکب ایک صحابی کا نام ہے اور اسکا یہ باغیچہ یہودیوں کے قبرستان کے متصل واقع تھا وہاں پر عثمان کو دفن کردیا انصار میں سے کچھ آدمی آئے انہوں نے نماز جنازہ پڑھنے سے روکا اسوقت حضرت علی نے کسیکو بھیجا انہیں منع کیا اور وہ اس ارادہ سے رک گئے اسوقت حکیم بن حزام نے نماز جنازہ پڑھی معاویہ نے فرمانروا ہونے کے بعد حکم دے دیا تھا کہ مسلمان اپنے مردوں کو باغیچہ کی اسطرف دفن کیا کریں۔ [illegible] عثمان کی [illegible] کہ یہ قبر [illegible] مسلمان [illegible] سے [illegible] جائے۔ عثمان کو اسی پیراہن میں جو بدن پر تھا دفن کر دیا تھا اور غسل بھی نہیں [illegible] دیا تھا اور

شیخ شیطان امیر المومنین عثمان

مسجد کہ عثمان دفن ہے قبرستان بنی امیہ کے نام سے مشہور ہے ہاں جبکہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کو جو سفر مکہ کے وقت تک حتی الامکان لوگوں کو قتل عثمان کی ترغیب و تحریص دلاتی رہی تھیں جیسا کہ پیشتر ذکر آچکا ہے بمقام مکہ اطلاع ہوئی کہ قتل عثمان ممتاز صحابہ کے ہاتھ سے وقوع میں آیا نہایت شاد ہوئیں اور کہا اَبعَدَہُ اللہ بِمَا قَدَّمَت یَدَاہُ اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی قَتَلَہٗ یعنی عائشہ نے عثمان کے قتل ہونے پر خدا کا شکر کیا اور لعن اور نفرین بھیجی۔ سچ تو یہ ہے کہ عثمان نے اپنے آخری وقت میں کچھ ایسے شعر بھی لکھے ہیں جیسا کوئی اپنے افعال سے پشیمان ہوتا ہے اور راوی کہتے ہیں کہ یہ دو شعر انہیں کے ہیں تَفنَی اللَّذَاذَۃُ مِمَّن نَالَ صَفوَتَھَا + مِنَ الحَرَامِ وَیَبقَی الاِثمُ وَالعَارُ + تَبقَی عَوَاقِبُ سُوءٍ مِن مُغَبَّتِھَا + لَا خَیرَ فِی لَذَّۃٍ مِن بَعدِھَا النَّارُ +

امیر المومنین علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام کی خلافت کا بیان جو جنگ جمل سے شروع ہوتا ہے

جب مہاجر اور انصار اور اہلِ مصر متفق ہو کر عثمان کو محصور اور قتل کر چکے تو لازم ہوا کہ کوئی شخص انکا امام اور خلیفہ ہو۔ اسکے بعد تمام مہاجر اور انصار مسجد رسولِ خدا میں جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ کسے خلیفہ بنائیں۔ عمار بن یاسر ابو الہیثم بن التیہان رفاعہ بن رافع۔ مالک بن عجلان اور ابو ایوب خالد بن یزید اور لوگوں کی نسبت حضرت علی کی خلافت کے زیادہ خواستگار تھے ان میں سے عمار یاسر نے بآواز بلند کہا اے انصار اور مہاجرین۔ تم عثمان کو اچھی طرح دیکھے ہوئے ہو کہ تمہارے ساتھ کسطرح پیش آتا رہا اب اپنے آپ کو سنبھالو کہ اس جیسے شخص سے پالا نہ پڑ جائے اسوقت حضرت علی مرتضےٰ تم میں موجود ہیں حضرت رسولِ خدا سے جو قرابت ہے وہ تمہیں سب کو معلوم ہی ہے اور یہ بھی جانتے ہو کہ وہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں جماعت کے تفرقہ سے بچو ان کی بیعت میں جلدی کرو۔ عمار کے اس کلام کے جواب میں تمام مہاجر و انصار نے کہا اے عمار تم نے بہت ٹھیک بات کہی اس سے بڑھکر اور کوئی رائے نہیں ہو سکتی یہ بالکل درست ہے پھر سب کے سب جمع ہو کر حضرت امیر المومنین علی علیہ السّلام کی خدمت میں آئے اور کہا اے ابو الحسن لوگوں نے عثمان کو مار دیا اور آپ جانتے ہیں کہ کوئی شخص خلیفہ ضرور ہونا چاہئے اور آپ کے سوا کسی دوسرے شخص میں اس کام کی لیاقت نہیں ہے آپ منظور فرمائیں اور ہمیں اجازت دیں کہ آپ سے بیعت کریں کیونکہ عثمان کی نعش ہنوز گھر میں پڑی ہے جبتک آپ سے بیعت نہ کر لینگے اُسے دفن نہ کرینگے۔ امیر المومنین علی نے فرمایا اے دوستو مجھے خلافت کی خواہش نہیں نہ مجھے اسکی کچھ ضرورت ہے میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے کوئی شخص بیعت کرے انہیں سے ایک شخص نے کہا سبحان اللہ آپ ہمیں بیعت کرنے کی اجازت نہیں دیتے حالانکہ قتل عثمان میں ان لوگوں کے نزدیک بہت بڑی مصلحت تھی حضرت نے فرمایا ایسا ہونا چاہئے تھا مجھ سے ہاتھ اٹھاؤ اور اس کام کے لئے کسی دوسرے شخص کو لو۔ طلحہ اور زبیر دونو موجود ہیں وہ اس کام کی لیاقت رکھتے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ خلافت کے خواہاں بھی ہوں وہ سب حضرت علی کو ہمراہ لیکر طلحہ کے دروازے پر آئے حضرت علی نے طلحہ سے کہا اے ابو محمد یہ لوگ میرے پاس آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مجھ سے بیعت کریں مجھے منظور نہیں کیونکہ خلافت کا مجھکو کام مجھے اسکی ضرورت نہیں تو ہاتھ بڑھا کہ ہم سب تجھ سے بیعت کریں طلحہ نے جواب دیا اے ابو الحسن اس کام کے لئے تم ہی سب سے بہتر اور افضل ہو اور امت رسول کی خلافت آپ ہی کا حق ہے کیونکہ آپ میں پہلے ہی سے بہت سی خوبیاں اور فضیلتیں مجتمع ہیں اور حضرت رسول خدا کے نہایت قریبی رشتہ دار ہو حضرت علی نے کہا مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جسوقت میں اس خدمت کو قبول کر کے انتظام شروع کروں تو تمہارا داتری جانب سے

پس و پیش اور مخالفت ظاہر ہو۔ طلحہ نے کہا حاشا وکلا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے تمہارا گنہگار اور دشمن نہ بنائے کیونکہ ایسا کرنے سے میں ظالم ہو جاؤں گا۔ حضرت علی نے فرمایا کیا تو ان باتوں کا اقرار اور عہد کرتا ہے اور خدائے عز وجل کو اس امر کا گواہ قرار دیتا ہے طلحہ نے کہا میں نے خدا سے عہد کر لیا اور سب امور قبول کر لئے۔ کبھی ان باتوں سے منحرف نہ ہونگا ہمیشہ تمہاری مرضی کا پابند رہونگا امیر المومنین نے کہا تو آؤ ہمارے ساتھ چلو کہ زبیر کے پاس چلیں اور اس سے بھی ان باتوں کو کہہ لیں۔ طلحہ نے کہا بسر وچشم اور ہمراہ ہو لیا۔ جب زبیر کے پاس پہنچے حضرت علی نے زبیر سے بھی وہی بات کہی جو طلحہ سے کہی تھی اور زبیر نے بھی وہی جواب دیا جو طلحہ نے دیا تھا اور حضرت علی کے ساتھ عہد وپیمان کیا کہ میں آپ کی رضامندی سے کبھی باہر نہ ہونگا اور نہ کسی وجہ سے آپ کی محبت اور ہوا خواہی سے سرتابی کروں گا ہمیشہ عہد شکنی سے اپنے آپ کو بچائے رکھونگا جب طلحہ اور زبیر امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ یہ عہد وپیمان کر چکے اور جملہ صحیح اور شریف اور مہاجر وانصار نے آپ کی خلافت کے لئے سخت اصرار کیا تو آپ زبیر کے پاس سے واپس آکر مسجد رسول خدا میں تشریف لے گئے اور ایک جگہ نشست فرمائی جس وقت تمام آدمی جمع ہو گئے تو مہاجر وانصار میں سے ابو الہیثم بن التیہان رافع بن رفاعہ مالک بن عجلان ابو ایوب خالد بن زید اور خزیمہ بن ثابت وغیرہم نے ایک زبان ہو کر کہا اے لوگو تم جانتے ہو کہ عثمان تم سے کسطرح پیش آتا تھا اب وہ نہیں رہا حضرت علی کی فضائل اور کرامتیں اور قربت قرابت حضرت رسول خدا آفتاب روشن کیطرح ظاہر ہیں اور جو علوم اور اخلاق حسنہ اور خصائل حمیدہ ذات بابرکات والا میں جمع ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں حلال وحرام کے متعلق باریک مسئلوں اور ہماری تمہاری ہر روزہ بلکہ ہر ساعت کی ضرورتوں کی واقفیت سے تم خوب آگاہ ہو اگر ہم اجرائے کار خلافت میں کسی اور شخص کو حضرت علی سے زیادہ بڑھا چڑھا پرہیزگار اور خدا ترس پاتے تو تمہیں اسکی بیعت کی صلاح دیتے لیکن آج دنیا بھر میں یہ نیک خصلتیں آپ سے زیادہ کسی شخص میں موجود نہیں ہیں پس تمہاری کیا مصلحت ہے اور آپ کی کار خلافت کو تم کیا سمجھتے ہو۔ سب نے متفق اللفظ کہا ہم حضرت علی علیہ السلام کی خلافت سے رضامند ہیں اور کسی دباؤ یا مجبوری سے نہیں بلکہ بخوشی خاطر اسکی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں اور از روئے یقین وبصیرت ہم اس امر کو قبول کرتے ہیں نہ بسبب تردد وپریشانی حضرت علی نے فرمایا تم نے جو دباؤ اور مجبوری بغیر محض دلی ارادہ اور شوق سے قبول کرنے کا ذکر کیا ہے تو کیا محض اپنی حسن عقیدت سے ایسا کیا ہے یا منجانب حق تعالے مجھے اسکا حقدار سمجھ کر کہا ہے۔ سب نے کہا ہم منجانب الہٰی آپ کا حق اپنی گردنوں پر واجب سمجھتے ہیں امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا تم آج تو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ اور اس معاملہ میں مزید غور وفکر کر لو پھر کل آنا اور جس امر پر سب کی رائے قرار پائے گی انشاء اللہ اسے عمل میں لایا جائیگا دوسرے دن حضرت علی کے مسجد میں تشریف لانے سے پہلے ہی سب لوگ آکر جمع ہو گئے پھر حضرت علی بھی آگئے اور منبر پر تشریف فرما ہو کر حمد وثنا باری تعالے کے بعد حضرت رسول خدا پر درود بھیجا اور فرمایا اے لوگو آج معاملہ خلافت تمہارے قابو سے نکلتا ہے۔ خوب طرح سے سوچ سمجھ لو جس شخص کو تم اچھا سمجھو اور اس امر کے لائق جانو یا از روئے مصلحت بہتر معلوم ہو اسے خلیفہ بنالو میں علی ابو طالب بھی تمہارے ساتھ ہوں اس معاملہ میں تم سے مخالفت نہ کرونگا تم جس شخص سے بیعت کروگے میں بھی ساتھ دونگا امیر المومنین کی ان باتوں کو سنکر مسجد کی ہر سمت اور ہر گوشے سے آوازیں گوش زد ہوئیں کہ ہم آج بھی اسی ارادہ پر مصر ہیں جس پر کل مستعد تھے ہم انتظام امور خلافت میں آپ سے بہتر کسی دوسرے شخص کو نہیں پاتے آپ دست باسعادت آگے بڑھائیں کہ ہم بیعت کریں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام یہ بات سنکر اور جملہ مہاجر وانصار کو اس ارادہ پر مستعد پاکر خاموش ہو رہے۔ طلحہ بن عبد اللہ نے اٹھکر حضرت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت کی طلحہ کا ایک ہاتھ جنگ احد میں زخمی ہو جانے سے شل ہو گیا تھا قبیصہ بن جابر اسدی نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون یہ تو بڑا غضب ہوا کہ بیعت کرنے حضرت علی کے ہاتھ پر سب سے پہلے شل ہاتھ رکھا گیا خدا کی قسم طلحہ کی بیعت کو قیام نہ ہوگا اس میں نقص واقع ہوگا غرض طلحہ کی بیعت کرنے کے بعد

زبیر نے بیعت کی اس کے بعد اور سب مہاجر و انصار اور شرفا و صلحا اور سرداران عرب و عجم اور اوسط درجہ کے ہر ایک شخص اور صاحب جاہ و حشم
نے جو مدینہ میں موجود تھا دلی رغبت سے بیعت کی حضرت علی نے جلسہ ہو کر فرمایا کہ عثمان کے گھر میں سے وہ تمام مال و اسباب اور اسلحہ جو خزانہ عامرہ سے
تعلق ہیں لا کر حاضر کرو جب لایا گیا تو خزانہ عامرہ میں بھیجدیا پھر صدقہ کے اونٹ منگائے اور ایک محافظ کے حوالے کر دیئے اسکے بعد باقی ماندہ عثمان
کا مال اُس کے وارثوں کے لئے چھوڑ دیا پھر حکم دیا کہ خزانہ عامرہ کا تمام مال حاضر کرو لوگوں نے لا کر موجود کر دیا آپ نے فرمایا کہ یہ سب مال مہاجرین اور
انصار میں تقسیم کرو ہر شخص کے حصہ میں تین تین دینار آئے نہ کم نہ زیادہ باقی احوال سے خدا خوب واقف ہے جب عائشہ صدیقہ نے حج کر کے مدینہ
کیطرف مراجعت کی اور قریب آ پہنچیں تو عبید بن سلمہ لیثی جو ابن کلاب کے نام سے مشہور تھا استقبال کے لئے نکلا عائشہ نے پوچھا کیا حال ہے اُسنے
کہا لوگوں نے عثمان کو مار ڈالا۔ عائشہ نے کہا پھر کیا ہوا عبید نے جواب دیا کہ حضرت علی سے بیعت کر لی۔ عائشہ بولی اے کاش آسمان زمین پر پھٹ پڑتا
اور میں یہ دن نہ دیکھتی اور یہ خبر نہ سنتی خدا کی قسم عثمان کو ظلم سے مار ڈالا اور بیجا اسکا خون بہا دیا واللہ عثمان کی عمر کا ایک دن علی کی تمام عمر سے بہتر
تھا میں نچلی نہ بیٹھونگی جبتک عثمان کے خون کا بدلہ نہ لونگی۔ عبید نے کہا تم ایسا کیوں کہتی ہو کیا تم علی کی تعریفیں نہ کیا کرتی تھیں اور نہ کہا کرتی تھیں
کہ آج روئے زمین پر کوئی شخص درگاہ جناب الہٰی میں حضرت علی ابو طالب سے زیادہ گرامی ہیں۔ اب کیوں اُن کی دشمن بن گئیں اور کسواسطے اُنکی
خلافت سے بیزار ہو گیا تم ہی عثمان کے قتل کے لئے لوگوں کو ترغیب نہ دلاتی تھیں کہ اس پیر کفتار کو مار ڈالو اب کیا ہوا کہ ایسی باتیں کرتی ہو عائشہ
نے کہا میں اُسوقت ایسا ہی کہتی تھی جب سے اُس کی خبر سنی بی باز آئی اُسنے تم سے توبہ کر لی تھی توبہ کے سبب اُسکے تمام گناہ جاتے رہے تھے تم نے
اسے مار ڈالا خدا کی قسم میں اُس کے خون کا بدلہ لوں گی اور کبھی اس کام کو نہ بھولوں گی عبید نے کہا اے ام المومنین خدا کی قسم تم اچھا نہ کرو گی امت مصطفےٰ
میں فساد اور تفرقہ پیدا کرو گی بڑے بڑے فساد اُٹھ کھڑے ہونگے اور بشیار خون ریزیاں وقوع میں آئینگی عائشہ نے عبید کی بات پر ذرا توجہ نہ کی بلکہ
نصف راستہ سے پلٹ کر مکہ کی راہ لی جب عثمان کے مارے جانے اور امیر المومنین علی سے جملہ مہاجر و انصار کے بیعت کرنے کی خبر تمام اطراف میں پھیلگئی
تو کوفہ والوں کو بھی خبر ہوئی وہ ابو موسےٰ اشعری کے پاس جو اُسوقت امیر کوفہ تھا حاضر ہوئے اور کہا تو نے کس لئے امیر المومنین علی سے بیعت نہیں کی اور نہ
انکی بیعت کے لئے اور لوگوں کو فراہم کیا حالانکہ تمام مہاجر و انصار نے اُن سے بیعت کر لی ہے۔ ابو موسےٰ نے کہا مجھے اس امر میں کچھ تامل ہے دیکھتا ہوں
کہ اسکے بعد کیا واقع ہوتا ہے اور کیا خبر آتی ہے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے جواب دیا اور کیا خبر آئے گی عثمان کو مار ڈالا مہاجر و انصار اور خاص و
و عام امیر المومنین علی سے بیعت کر لی کیا تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ علی سے بیعت کر لی تو عثمان دوسرے جہان سے پلٹ آئیگا ہاشم نے یہ کہکر اپنے
دہنے ہاتھ میں بایاں ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بایاں ہاتھ میرا ہے اور دایاں ہاتھ حضرت علی کا میں نے اُن سے بیعت کی اور اُن کی خلافت کو قبول کیا ہاشم نے
اسطرح سے بیعت کر لی تو ابو موسےٰ بھی مجبور ہو گیا کوئی عذر نہ کر سکا اُٹھ کر بیعت کی اس کے بعد تمام اکابر و سادات اور مشایخ و مشاہیر کوفہ نے بیعت کر لی
پھر تو یہ خبریں تمام اطراف و جوانب میں مشہور ہو گئیں۔ یمن والے بھی برغبت دلی ادائے رسم مبارکباد کے لئے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے
سب سے پہلے یمن کے نامور اشخاص میں سے رفاعہ بن وائل ہمدانی وارد مدینہ ہوا اس کے بعد روبیہ بن وبر بجلی نے مع قبائل سفر مدینہ اختیار کیا
حضرت علی نے اطلاع پا کر اشتر نخعی کو طلب کر کے حکم دیا کہ با سرور لوگوں کو ہمراہ لیکر ان کے استقبال کو جائے۔ اشتر شاندار جمعیت اور نمایاں سامان
کے ساتھ نکلا متصل پہنچکر مرحبا اور نہایت عزت و حرمت اور مہربانی سے پیش آیا اور کہا تمہیں اس زمانہ با سعادت و ہمایوں فال اور خدمت امام
عادل و خلیفہ حال سے ہمیشہ خوشی و خورمی حاصل ہو ہم تمہارے دوست ہیں اور تم ہمارے۔ پھر اُن کے ہمراہ مدینہ میں آئے امیر المومنین نے فرمایا
زہے [illegible] بہت اچھے [illegible] مشہور اشخاص ایک دن آرام کیا دوسرے دن امیر المومنین نے طلب کیا۔ کہ اُن سے ملیں اور گفتگو کریں۔ اُس گروہ میں سے دس

شریف آدمی حاضر خدمت ہوئے فیاض بن خلیل الازدی سب سے آگے تھا انکے بعد بالترتیب ورقاء بن وائل ہمدانی یکسوم بن سلمۃ الجہنی۔ روئیہ بجلی رفاعہ بن شداد حولانی ہشام بن ارمیہ نخعی جمیع بن حتم کندی۔ اشعث بن قیس کندی عقبہ بن نعمان محمدی اور عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی تھے امیر المومنین نے باریابی کی اجازت دی اپنے قریب بٹھلایا اور نہایت مہربانی فرمائی پھر فرمایا تم میرے سرآوردہ اور نامور لوگ ہو اگر مجھے کوئی ایسی سخت مہم پیش آجائے کہ اسکا فیصلہ بزبان شمشیر کے سوا ممکن نہو تو تم معرکہ آرائیوں اور جنگ وجدل کے وقت کس حد تک پائیداری اختیار کروگے اور کہاں تک ہمارے ساتھ رہکر جنگ کروگے انمیں سے عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے جواب دیا اے امیر المومنین ہماری ناف تلوار سے قطع کی گئی ہے تیر دکی پستان سے ہمنے دودھ پیا ہے جنگجو بہادروں میں رہکر پرورش پائی ہے تیر وتبر کے زخموں کو ہم اپنے بدن پر بہار پھول پھلواری سمجھتے ہیں۔ ہم آپکی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی عبادت جیسا واجب سمجھینگے اور جنگ کے لئے حضرت کا حکم ملیگا وہیں پہنچکر فتح ونصرت کے ساتھ مزاحمت کرینگے حضرت علی علیہ السلام نے مرحبا کہکر دعا ہائے بزرگ فرمائے اور انعام واکرام اور خلعت مرحمت فرماکر بڑی نوازش فرمائی اور بخیر وخوبی رخصت عطا کی اسکے بعد عمار یاسر نے خدمت بابرکات میں حاضر ہوکر عرض کی کہ تمام وضیع وشریف نجات محبوری وپریشانی بیعت کی ہے ہاں ان لوگوں کا ایک جتھا عبداللہ بن عمر۔ محمد بن عمر بن مسلمہ اسامہ بن زید حسان بن ثابت اور سعد بن مالک جیسے شخصوں کا باقی رہ گیا ہے اگر آپ مصلحت سمجھیں تو انہیں بلاکر دلداری فرمائیں کہ وہ بھی حاضر خدمت ہوکر مہاجر وانصار کے ساتھ شریک بیعت ہوجائیں حضرت علی نے فرمایا اے عمار جس شخص کو ہماری طرف توجہ نہیں ہے ہمیں بھی اسکی کوئی ضرورت نہیں اشتر نخعی نے عرض کی اے امیر المومنین ان کا طلب کرلینا ہی بہتر ہے کہ وہ بیعت کرلیں اگرچہ یہ وہ لوگ ہیں جو قبل ازیں خدمت مصطفےٰ صلعم میں رہ چکے ہیں اور ہماری جماعت سے مقدم ہیں مگر یہ ایسا معاملہ ہے جسمیں سب کو شامل ہونا اور موافقت اختیار کرنی لازم ہے کہ پھر کسیکو جائے عذر باقی نرہے آپ انہیں بلالیں کہ وہ بیعت کرجائیں آج زبان سے کام بنتا ہے مبادا کل کو نیزہ اور تلوار سے کام لینا پڑے اور دوست ودشمن برابر نہیں ہوسکتے۔ مالک بولا لوگ اپنے کاموں کی درستی کے لئے آپکی پیروی اختیار کرتے ہیں آپ بھی اپنے کام کے استحکام کا خیال فرمائیں اور تمام لوگوں کو اپنی خدمت واطاعت کیطرف متوجہ کریں امیر المومنین نے فرمایا اے مالک میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا پہچانتا ہوں انہیں اپنی مرضی پر چھوڑدے زیاد بن حنظلہ تیمی نے اٹھکر کہا جو شخص آپکی خدمت وبیعت پر راغب نہوگا ہمیں اس سے کچھ کام نہیں اور جس شخص سے بجبر بیعت لیجائے وہ کسی شمار میں نہیں آسکتا اگر وہ لوگ اپنی بھلائی اور سعادت سمجھکر برغبت دلی خاص خدمت ہوں اور بیعت کریں تو بہت اچھی بات ہے ورنہ ان سے کچھ مطلب نرکھنا چاہئے سعد وقاص نے آگے بڑھکر کہا اے امیر المومنین خدا کی قسم مجھے اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ تم اس امت کے خلیفہ برحق ہو اور دین ودنیا میں محفوظ اور مطلق ہو لیکن یہ بات بھی ہے کہ ہم میں سے کچھ آدمی آپکے ساتھ اس معاملہ میں ضرور جھگڑا کرینگے اگر تم چاہتے ہو کہ میں بھی تمہاری بیعت اختیار کرلوں تو مجھے ایک ایسی تلوار دو جسکے ایک زبان اور دو لب ہوں بولتی ہو اور حق باطل کا فرق بتاسکتی ہو امیر المومنین نے فرمایا تو مجھ سے حجت طلب کرتا ہے اے سعد تیرا کوئی حال ہے جیسا کوئی خدا کی بھیجی ہوئی وحی کے خلاف کچھ کہتا یا کرتا ہو۔ مہاجر وانصار اور جملہ مسلمانوں میں یہ اقرار یافتہ ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسول کے مطابق میں ان سے برتاؤ کرونگا اگر تجھے امید ہو بیعت کر نہیں تو اپنے گھر میں جا بیٹھ میں تجھے مجبور نہیں کرتا۔ عمار یاسر نے کہا اے سعد خدا اسے ڈر سب کو اس کے سامنے جانا ہے۔ امیر المومنین علی خلیفہ برحق ہیں آپکے مدارج ومناقب جو کلام الٰہی میں درج ہیں محتاج بیان نہیں ہیں جب کہ تمام مہاجر وانصار نے آپکی خلافت کو مان لیا اور سبنے بیعت کرلی ہے تو تجھے بھی اپنی بیعت کیلئے بلایا ہے تو عذر کرتا اور ایسی تلوار مانگتا ہے جسکے لب وزبان موجود ہوں یہ اچھی بات نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دل میں کچھ اور بات سمائی ہوئی ہے۔ اسی گفتگو کے اثناء میں امیر المومنین نے آدمی بھیجکر مروان بن حکم سعید بن عاص اور ولید بن عقبہ کو جو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے اور بیعت سے منحرف تھے بلایا اور پوچھا کیا سبب ہے کہ تم میرے پاس نہیں

آتے اور بیعت سے منحرف ہو۔ ولید بن عقبہ نے جواب دیا اے امیر المومنین ہم کس امید پر آپ کی بیعت اختیار کریں اور آپ سے کس شے کی توقع رکھیں آپ
ہی نے ہمارے پر وبال اکھاڑے اور ہمارے سینوں میں کینہ پیدا کیا ہے میرے باپ کو جنگ بدر میں آپ نے ہلاک کیا سعید بن عاص کے باپ کو بھی جو بنی امیہ کا
جلیل القدر سردار تھا روز جنگ بدر قتل کیا رہا مروان اوس کے باپ کو امیر المومنین عثمان نے مدینہ میں بلا لیا تھا تم نے اُسے جلسا کچھ سخت و سُست کہا سو کہا سے
عثمان کی رائے کو کمزور اور خطا پر بتایا۔ غرضکہ آپ نے ہم تینوں کے ساتھ ایسا کچھ کیا جسکا بیان نہیں ہو سکتا اب ہم کسطرح بیعت کریں اور کس دل سے آپکو
دوست سمجھیں تمہیں انصاف کر سکتے ہو علاوہ ازین اگر آپ سے بیعت بھی کیجائے تو اس شرط پر کریں گے کہ تم عثمان کے قاتلوں کو قتل کرو اور ہم سے جو خطا اور
سہو واقع ہوں انہیں معاف کرو کیونکہ انسان غلطی اور قصور سے خالی نہیں ہو سکتا اور اگر ہم اپنے چچا زاد بھائی معاویہ کے پاس شام کو جانا چاہیں تو ہمیں اجازت
دیجائے اور اسکے پاس جانے سے نہ روکیں۔ امیر المومنین علی نے جواب دیا تمہارا کینہ میری ذات سے ناحق ہے جو کینہ مجھ سے رکھتے ہو وہ خدا سے رکھنا چاہیے
اور عثمان کے قاتلوں کی خونریزی اگر آج میرے امکان میں ہو تو کل پر نہ چھوڑوں رہا تمہارا خوف زدہ ہونا جس امر سے تم ڈرتے ہو میں نے امان دی۔
مروان نے کہا اگر ہم آپ سے بیعت نہ کریں تو آپ ہمارے ساتھ کس طرح پیش آئینگے فرمایا اگر بیعت سے انکار کروگے تو قید کرونگا اور جبتک مسلمانوں سے
متفق اور بیعت سے راضی نہ ہوگے نہ چھوڑوں گا اور اگر بغاوت اور سرکشی کروگے تو سخت ترین سزا دونگا۔ حضرت امیر کی یہ باتیں سُنکر چار ناچار بیعت کی
اور واپس چلے گئے اس معاملہ کے بعد آپ نے سنا کہ وہ ہر وقت متفکر اور خوف زدہ رہتے ہیں جان و مال کیطرف سے مطمئن نہیں ہیں اور مروان بن حکم نے
اس مضمون کے چند اشعار تصنیف کرکے امیر المومنین کو سنائے وہ اشعار یہ ہیں تَقَدَّمْتُ لَمَّا لَمْ اَجِدْ لِیْ مُقَدَّمًا + اَمَامِیْ وَلَا خَلْفِیْ سِوَی الْمَوْتِ
مُوْصِلُ + وَاَوَدِیْ اَنْ اُخْشِیْ وَالْحَوَادِثُ جَمَّۃٌ + وَاِنِّی الْمَنَایَا وَالْکِتَابُ الْمُؤَجَّلُ + اَنْتَ عَلِیًّا کُنْتَ رَاضٍ بِاَمْرِہٖ + وَلَا نَاظِرٌ
فِیْہِ مُجِقٌّ وَمُبْطِلُ + جناب امیر نے یہ اشعار سُنکر آدمی بھیجا اور مروان۔ ولید اور سعید کو بُلا کر فرمایا اگر تمہارا دل مدینہ میں نہیں لگتا اور میری طرف سے ڈرتے رہتے ہو
اور شام کی طرف جانا چاہتے ہو تو میں چلے جانے کی اجازت دیتا ہوں اور اگر جانب شام نہیں جاتے اور کسی اور طرف کا قصد ہے تو بھی کچھ مضایقہ نہیں مروان
نے کہا آپ ہم پر ہر وقت مہربانی اور رعایت فرماتے رہتے ہیں الحمد للہ کہ ہم امن میں ہیں اور مطمئن ہیں کسی قسم کا خوف نہیں اور ہمارے نزدیک مدینہ اور شام متساوی
ہے بہتر ہے آپ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے چاہے یہاں رہو چاہے معاویہ کے پاس یا اور جہاں کہیں جی چاہے جا سکتے ہو۔ وہ خوش ہوتے ہوئے کیں
چلے آئے اس کے بعد مروان نے ایک قصیدہ تصنیف کیا جسمیں ہر قسم کا تذکرہ اور حضرت علی کی برائیاں درج تھیں لکھا تھا کہ امیر المومنین عثمان کے قاتل
خوشحال و فارغ البال ہو گئے وہ مدینہ میں پھرتے اور قتل عثمان پر ناز کرتے ہیں علی انہیں دیکھتا ہے اور خاموش ہے انجام کار معاویہ نے بھی یہ داستان سُنی
اور مدینہ میں بھی ان اشعار کی شہرت ہو گئی اور امیر المومنین نے بھی سُن لیا کچھ مسلمانوں نے مروان کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا مگر حضرت علی نے روکا اور فرمایا۔ کہ
اسے کچھ نہ کہو اُسنے مجھے برا کہا ہے نہ تمہیں ولید بن عقبہ نے وہ شعر سُنکر مروان کو ملامت کی۔ معاویہ ملک شام میں بیٹھا ہوا عثمان۔ بنی امیہ اور دشمنان
شاہ مردان کے حالات کا متلاشی اور جویاں رہتا تھا۔ ہر روز مدینہ کی خبروں کی تلاش تھی ایکدن ایک شخص مدینہ سے وارد شام ہوا اور معاویہ کے پاس
پہنچا۔ معاویہ نے پوچھا تو کون ہے کیا نام ہے اُس نے کہا حجاج بن خزیمہ التیہان ہوں مدینہ سے آیا ہوں معاویہ نے کہا وہاں کے حالات بیان کر
اسنے واقعہ قتل عثمان اول سے آخر تک کہہ سنایا اور تمام ہی اچھے برے حالات کہہ گذرا معاویہ نے کہا میں نے امیر المومنین عثمان کا واقعہ سن رکھا ہے تمام کیفیت
سے آگاہ ہوں کیا تو اس روز مدینہ ہی میں تھا تیہانی نے کہا ہاں میں مدینہ میں تھا اور ذرا ذرا سے واقعات سے باخبر ہوں معاویہ نے کہا یہ بتلا عثمان کو کس شخص
نے مارا ہے اُسنے جواب دیا اول مکسوح مرادی اسکے پاس پہنچا اور حکم بن جبلہ نے اسکی امداد کی محمد بن ابی بکر نے اُسے زخمی کیا کنانہ بن بشر نخعی اور سیدان
بن حمران مرادی نے زخم شدید لگائے۔ پھر اشتر نخعی عمار یاسر۔ عمرو بن حمق خزاعی اور بہت سے اور آدمی جن کے نام موجب تطویل سخن ہیں خلیفہ کے گھر میں گھس

گئے اور جو کچھ کرنا تھا کیا اور غم وغصہ کی باتیں غم وغصہ دلاتی ہیں تیری عمر دراز ہو۔ معاویہ نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ عثمان مارا جاتا اس کے دوستوں اور
معتمدوں نے اُسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ خدا کی قسم جو سب سے پر قادر ہے اگر میری عمر نے وفا کی اور اہل شام نے ساتھ دیا تو اُس گروہ کو اُن کے فعل کی سزا دونگا
اور اُن سے امیر المومنین عثمان کے خون کا بدلا لونگا۔ پھر حجاج سے پوچھا کس کس نے علی کی بیعت کی اُسنے جواب دیا تمام مہاجر و انصار اور سرداران حجاز
ویمن و کوفہ اور مصر کے بڑے بڑے نامور لوگوں اور امیروں نے بھی علی کی بیعت اختیار کر لی ہے اور غالباً اسوقت تک بصرہ کے بزرگوں نے بھی بیعت کر لی ہو گی
مگر باوجود اس کے شامی لشکر جو تیرے پاس موجود تیار و دستدار اور سامان جنگ سے مرتب ہے علی کے لشکر سے دو چند ہے اور ابھی تک اُسکا کام اچھی طرح
نہیں جما نہ کسی امر کو استحکام حاصل ہوا ہے کہ مدینہ سے حرکت کر سکیں آج تیرا لشکر سب کا سب تیرا ساتھی ہے اور جو فوج متفق اور یکدل ہوتی ہے اگرچہ شمار
میں کم ہو نا موافق والے لشکر کثیر پر غالب آتی ہے اور تیرا لشکر تو خود علی کے لشکر سے زیادہ ہے پھر سب کے سب فرمانبردار اگر تو علی سے مخالفت کرنی چاہتا
ہے تو اب خاصا موقع ہے قبل ازیں کہ وہ قوت حاصل کر کے ساز و سامان سے درست ہو تجھے اُس پر حملہ کر دینا چاہئے تاکہ کام ختم ہو جائے اور جس وقت علی نے
اپنا کام درست اور انتظام مستحکم کر لیا تو میں یقین کرتا ہوں کہ ملک شام کو تیرے پاس نہ رہنے دیگا اور بغیر شام کے حجاز و عراق پر راضی نہ ہو گا اور گو تیرے پاس
حجاز و عراق نہیں شام تیرے قبضہ میں ہے تو اسی پر خوش رہے گا۔ معاویہ نے کہا اے حجاج واللہ تو سچ کہتا ہے۔ میں عثمان کی مدد نہ کرنے سے سخت پشیمان
ہوں اُس نے مجھ سے مدد مانگی میں نے مدد نہ کی اگر میں اسکی مدد کرتا تو اسکا کوئی کچھ نہ کر سکتا مجھے اس بات کا بڑا غم ہے پھر اُسنے اسی مضمون کا قصیدہ لکھا
وفات عثمان پر بہت کچھ حسرت و افسوس اور اسکی امداد میں سستی و کاہلی کرنے کے حالات اس میں درج کئے ماسوا اسکے خون طلبی اور انتقام کشی کے جو خیالات
دل میں پکائے جا رہے تھے انہیں بھی ظاہر کر دیا اب یہ قصیدہ مشہور ہو گیا۔ اور مدینہ میں بھی جا پہنچا مغیرہ بن شعبہ سنکر امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر
ہوا اور کہا اگر آپ قبول فرمائیں تو مجھے کچھ عرض کرنا ہے آپنے اجازت دی کہ بیان کر مغیرہ نے کہا آپ معاویہ کیطرف سے خبردار رہیں وہ عثمان کے چچا کا بیٹا ہے
اور ملک شام اسکے قبضہ میں ہے میں آپ کی خلافت کی مخالفت میں اور کسی سے اسقدر اندیشہ نہیں کرتا جسقدر معاویہ کی مخالفت سے اگر آپ مناسب سمجھیں
تو بالفعل اُسے دلاسا دینا چاہئے اور ملک شام اُسی کے پاس رہنے دیں بلکہ ایک جدید دستاویز اسکے پاس بھیجدی جائے کہ وہ خوش ہو کر کوئی اور ارادہ نہ کرے
نیز اطراف و جوانب کے اور دشمن بھی جب اس خبر کو سُنینگے کہ امیر المومنین علی نے معاویہ کی دلداری فرما کر ملک شام پر بحال و قائم رکھا ہے تو آپ کی طرف مائل
ہو جائیں گے اور آپ کی اطاعت و متابعت کی رغبت کرینگے اسطرف دوست اور دشمن سب احاطۂ فرمانبرداری میں آجائیں گے اور جملہ انتظام ٹھیک ہو کر
علاقے سرسبز و آباد ہو جائینگے میری یہی رائے ہے جو عرض کر دی گئی امید جو حضور کی رائے ہو آپ نے فرمایا اے مغیرہ تیری رائے بہت درست ہے اور میں بھی
خوب سمجھتا ہوں کہ مجھے معاویہ کی طرف سے ہوشیار رہنا چاہئے مگر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو فرمان الٰہی عزّ من قائل وما کنت متخذ
المضلین عضدا نازل ہوا ہے۔ معاویہ کے حق میں رعایت کرنے سے روکتا ہے مجھے معاویہ کے ظلم اور اسراف کا حال بخوبی معلوم ہے میں نہیں چاہتا کہ
اُسے مسلمانوں کا والی بنائے رکھوں یا کسی اور علاقہ کا کام اُس کے حوالہ کروں ہاں میں اُسے خط لکھکر مسلمانوں کی متابعت سے مطلع کروں گا اور اپنی
فرمانبرداری او اطاعت کے لئے ہدایت کرونگا اگر وہ اپنی سعادت سمجھکر اپنے افعال سے باز آگیا اور میری بیعت کر لی تو پھر اس کے ساتھ رعایت
کرنے میں کوئی کلام نہ ہو گا اور اگر اُس نے انکار کیا اور مخالفت اختیار کر کے جھگڑا اٹھایا تو اُس کے معاملہ کا تصفیہ خدا پر چھوڑ دوں گا اور منتظر ہونگا کہ کیا نتیجہ
نکلتا ہے۔ مغیرہ نے کہا ان باتوں سے ہمارا صرف یہی مطلب تھا کہ امر خلافت و امامت کو رونق حاصل ہو آپ اسطرح فرماتے ہیں یقیناً معاویہ ان باتوں
سے متاثر نہ ہو گا اور معاملہ بہت طول پکڑ جائیگا۔ خدا نیک انجام کرے مغیرہ یہ کہکر حضرت علی کے پاس سے چلا گیا اس واقعہ کے بعد جناب امیر نے شام کے جانے
اور معاویہ سے ملنے کا یہ اپنا خیال کہ اس کی نسبت جو کچھ مصلحت وقت ہو اس پر عمل درآمد کیا جائے قصد فرمایا ابو ایوب انصاری امیر المومنین کے ارادے

مستطاع ہو کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی مدینہ سے جناب شام آپکا سفر کرنا میری رائے میں خلاف مصلحت ہے یہی بہتر ہے کہ آپ مدینہ میں قیام فرمائیں شہر کو خالی نہ چھوڑیں کیونکہ مدینہ مرکز اسلام ہے اور معدن ایمان۔ مقام ہجرت رسول خدا ہے اور یہاں حضرت رسالت مآب کا روضہ مطہر موجود ہے آپ کے واسطے یہ مقام عمدہ جائے پناہ اور مستحکم و مضبوط قلعہ ہے پہلے خلیفے بھی اسی جگہ رہے ہیں انہوں نے اس مقام کو کبھی خالی نہیں چھوڑا ہے۔ وجوہات مذکورہ بالا یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی اسی جگہ قیام رکھیں یہاں تک کہ امر خلافت کو استحکام حاصل ہو جائے اور جملہ اطراف کے مددگار اور سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادت بیعت سے مشرف ہو لیں اور جمعیت فراہم ہو جائے اگر کسیطرف سے کوئی دشمن نمودار بھی ہوگا تو لوگوں کے اجتماع کے سبب اسکو شکست دینا آسان ہوگا۔ غرضکہ مدینہ کے قیام کے ساتھ بہت سی برکتیں شامل ہیں اور حضور ان باتوں کو بخوبی جانتے ہیں آپ نے جواب دیا اے ابوایوب جو کچھ تو نے کہا بالکل ٹھیک ہے اور عین مصلحت اور مناسب وقت ہے لیکن لشکر اور مال دونوں عراق میں ہیں اور شام والوں کا کچھ بھروسا نہیں عراق میں میرے موجود ہونے سے شام کیطرف کا کھٹکا مٹ جائیگا لیکن تیری یہ رائے نہیں ہے تو میں نے بھی ارادہ شام فسخ کر دیا اور تیرے ہی مشورہ کو اختیار کیا۔ غرضکہ مدینہ میں قیام فرما کر انتظام ممالک میں مصروف ہوئے ایسے ہی آپ نے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کو بلا کر خراسان کی حکومت کا فرمان لکھ دیا اور حکم دیا کہ وہاں پہنچکر خراسان کے کے باقی حصہ کو بھی جو ہنوز فتح نہیں ہوا ہے فتح کرے پھر عبدالرحمن بن ابزی کو نواح ماہین کی حکومت کا فرمان تحریر کر کے اُس سمت بھیجدیا اسی طرح تمام اپنے عامل مقرر کر کے اُن علاقوں میں بھیجدیئے جو زیر فرمان تھے۔

طلحہ و زبیر کی مخالفت کی ابتداء اور ام المومنینؓ کی ہمراہ انکا بصرہ کیطرف جانا

جس وقت عثمان کے حادثہ اور علی ابن ابی طالب کے خلیفہ ہونے کی خبریں ہر طرف پھیل گئیں عبداللہ بن عامر کریز کو بھی جو عثمان کیطرف سے والی بصرہ تھا اطلاع ہوئی اُسنے اندیشہ کیا کہ امیر المومنین علی حکومت بصرہ سے اُسے علیحدہ کر دیں گے اور کسی اور کو حاکم بنائیں گے اسلئے آدمی بھیجکر تمام لوگوں کو جامع مسجد میں فراہم کیا اور کہا اے لوگو عثمان کو دشمنوں نے ظلم سے قتل کر دیا ہے اسکی بیعت کے حقوق کی محافظت تم پر واجب بلکہ لازم تھی اور بعد وفات احسانوں کے حقوق ادا کئے جائیں تو بہت ہی اچھی بات ہے میں نہیں چاہتا کہ عثمان کا خون ضائع جائے۔ میں جب تک اُس کے قاتلوں کو پکڑ کر بطور قصاص قتل نہ کرواونگا خاموش نہ رہونگا۔ تم نے علی ابن ابی طالب اور اُس گروہ کا حال جسنے اُن سے بیعت کر لی ہے سن ہی لیا ہے لازم ہے کہ مستعد ہو جاؤ اور سامان جنگ درست کر لو۔ اس کام میں مجھے مدد دو۔ بصرہ کے ایک نامور شخص نے کہا اے سردار ہم تیرے ہاتھ بکے ہوئے نہیں ہیں نہ تو نے اس شہر کو بزور شمشیر فتح کیا ہے تو عثمان کی طرف سے حاکم مقرر تھا آج عثمان مارا گیا اور قاتل مدینہ میں موجود ہیں۔ عثمان کے بیٹے جو اس خون کے وارث ہیں وہ بھی اُسیجگہ ہیں۔ جملہ مہاجر و انصار اور بڑے بڑے صحابہ اور بزرگان دین و ملت نے حضرت علی سے جنکا مرتبہ عالی اور شان رفیع اور جاہ و جلال ظاہر ہے بیعت کر لی ہے اور سب نے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر لیا ہے اگر انہوں نے اس علاقہ کی امارت پر تجھی کو قائم رکھا اور نیا فرمان تحریر کر کے تیرے پاس بھیجدیا تو ہم تیرے فرمانبردار ہیں بجان و دل تیری اطاعت کو واجب و لازم سمجھیں گے اور اگر تجھے موقوف کر کے کسی اور کو بھیجدیا تو ہم اُس کا حکم بجا لائیں گے تو اسوقت کیا ارادہ رکھتا ہے جو ہم سے لشکر و اسلحہ طلب کرتا ہے۔ عبداللہ سمجھ گیا کہ بصرہ والے علی کے خلاف میرا ساتھ نہ دینگے پھر کچھ نہ بولا اور اپنے گھر کی راہ لی اور اپنا ایک نائب بصرہ میں مقرر کر کے خود آدھی رات کو بصرہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا کہ وہاں پہنچکر حضرت علی کی خلافت کے حالات دریافت کرے اور دیکھے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ جب مدینہ میں پہنچا تو سب سے پہلے طلحہ اور زبیر سے ملا۔ انہوں نے کہا تو نے کیا غضب کیا کہ بصرہ سے چلا آیا اور اُسے مفت ہاتھ سے کھو دیا وہاں کی دولت اور سامان سب چھوڑ دیا۔ شاید حضرت علی سے ڈر گیا وہ تیرا کیا کر سکتا ہے تجھے اسوقت تک وہاں رہنا چاہئے تھا کہ ہم بھی تیرے پاس پہنچ جاتے۔ ولید بن عقبہ بن ابی معیط

بھی اسے بصرہ سے چلے آئے سرملامت کی اور کہا تجھے اوسیجگہ ٹھہرنا چاہیئے اس شہر کو ہرگز ہاتھ سے چھوڑنا الغرض امیر المومنین علیؑ کا کام بگڑنے لگا۔ اطراف و جوانب سے علی الاعلان اداریاں ہونے لگیں جا بجا حاسد اور دشمن آپ کے مقرر کئے ہوئے عاملوں کو خاطر میں نہ لاتے اور وہ ناکام واپس آتے تھے صرف اہل بصرہ و کوفہ و مصر اور بعض مقامات حجاز آپ کے فرمانبردار تھے حضرت علی نے یہ حال ملاحظہ فرما کر جان لیا کہ فتنہ و فساد کی آگ ضرور مشتعل ہوگی اپنے دوستوں کو بلا کر فرمایا جس بات سے میں ڈرتا تھا وہی ظاہر ہوئی مفسد اور بدمعاش لوگوں کی جماعتوں نے فساد پھیلا دیا۔ میری اطاعت و فرمانبرداری سے نکلکر مخالفت و عداوت کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ فتنہ کی مثال آگ جیسی ہے کہ جسقدر زیادہ سامان پاتی ہے اور زیادہ مشتعل ہوتی ہے۔ مجھ سے جہانتک بن پڑے گا اس آتش فساد کے بجھانے میں سخت کوشش کرونگا اگر مقصد دلی حاصل ہوا تو بہتر اگر انہوں نے اطاعت اختیار نہ کی تو ان سے جنگ کرونگا یہانتک کہ احکم الحاکمین حق و باطل کا فیصلہ فرما دیگا اسی اثنا میں ایک رات امیر المومنین کسی کام کے لئے باہر تشریف لے گئے تھے جسوقت ابو سفیان کی بیٹی زینب کے دروازے پر پہنچے تو آواز سنی کہ ڈھولک کے ساتھ کوئی شخص کچھ اشعار گا رہا ہے اور مضمون یہ ہے طلحہ و زبیر امیر المومنین عثمان کے قتل میں برابر سعی کرتے رہے اور انہی نے یہ آتش فساد روشن کی اب جو حضرت علی سے بیعت کی ہے تو انکی بھی کچھ اصل نہیں ضرور مخالفت اختیار کرینگے وہ بظاہر علی کے دوست ہیں مگر دل میں دشمنی و مخالفت رکھتے ہیں امیر المومنین دروازہ پر ٹھہر کر یہ تمام اشعار جو ڈھولک پر گائے جا رہے تھے سماعت فرمائے۔ بہت ہی تعجب کیا بعدہ مراجعت فرما کر اپنے مکان پر تشریف لائے اور تمام شب ان اشعار کی نسبت غور و فکر کرتے رہے۔ طلوع صبح کے وقت مسجد میں آکر نماز صبح ادا کی اور اپنے مخلص دوستوں سے ان اشعار کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا آپ کو باطمینان کلی اور خاطر جمعی سے رہنا چاہیئے اللہ تعالےٰ ہمیشہ اس شخص کا حامی و محافظ ہوتا ہے جو اپنے قول و اقرار پر ثابت قدم رہتا ہے عہد شکنی خلاف روی سے بچتا ہے اور جو شخص اپنے عہد و پیمان پر نہیں رہتا خدا اس سے سخت بیزار ہوتا ہے اور عاملوں کو انکے قول و فعل کی بے اعتباری پر نتیجہ تک آوے دوسرے دن طلحہ و زبیر حضرت امیر المومنین میں حاضر ہوئے اور کہا ہم عمرہ کے واسطے مکہ جانا چاہتے ہیں اسلئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمیں اجازت ملجائے حضرت علی نے فرمایا تم عمرہ کے واسطے مکہ نہیں جاتے میں جانتا ہوں کہ تمہارے دلوں میں کیا سمایا ہوا ہے کیا میں نے شروع ہی میں تم سے نہ کہا تھا کہ مجھے خلافت کی خواہش نہیں میں تم سے بیعت کرونگا تم نے نہ مانا اور قسمیں کھائیں کہ ہم آپ سے موافق رہینگے ہرگز مخالفت نہ کرینگے بلکہ اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہیں گے اب تم کچھ اور ارادہ رکھتے ہو اور کہتے ہو کہ مکے جائینگے اللہ تعالےٰ تمہارے دلوں کا حال خوب جانتا ہے اور تمہاری طبیعت سے بخوبی آگاہ ہے جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ یہ سنکر انہوں نے سر جھکا لئے کچھ نہ بولے چپکے ہی امیر المومنین کے پاس سے چلے آئے اور سفر مکہ اختیار کیا عبداللہ بن عامر نے جو عثمان کی خالہ کا بیٹا تھا اور ان کے ہمراہ تھا کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ مدینہ سے نکل آئے خدا کی قسم میں ایک لاکھ شمشیر زن سپاہی تمہاری مدد کیلئے جمع کر دونگا القصہ جب مکہ میں پہنچے تو عائشہ صدیقہ جو بنی امیہ کی ایک جماعت کے ہمراہ وہاں موجود تھیں طلحہ و زبیر و عبداللہ بن عامر کے آنے کی خبر سنکر بہت ہی شاد ہوئیں اور امیر المومنین علی کی عداوت و مخالفت پر مستعد ہو کر بنی امیہ کو جن کے دلوں میں پیشتر ہی سے علی کی دشمنی سمائی ہوئی تھی شامل حال کر لیا۔ اور یہ صلاح ٹھہری کہ خون عثمان کا بہانہ کر کے علی سے جنگ کرنی چاہیئے عبداللہ بن عمر بھی اسوقت مکہ میں موجود تھا طلحہ اور زبیر اسکے پاس آئے کہا عائشہ خون عثمان کے بدلہ لینے کا ارادہ رکھتی ہے اور ہمارے ساتھ بصرہ جانے والی ہے۔ تجھے بھی ہمارا ساتھ دینا چاہیئے لازم ہے کہ ہماری ہمراہ بصرہ کو چلے کیونکہ خلافت کے لئے تمام لوگوں سے تو ہی زیادہ حقدار ہے۔ ہم سے جہانتک ہو سکیگا تیرے واسطے بہت ہی کوشش کرینگے اور ہر طرح سے تیرے حقوق ادا کرینگے تجھے صرف ہمارے ساتھ رہنا چاہیئے اور ہم نے بیعت عثمان اور بیعت علی کے شروع میں جو کچھ کہا تھا اسکا خیال نہ کر ہمارا آج کا کہنا سچ سمجھ اور یقین رکھ کہ جو ارادہ ہم کر رہے ہیں محض بہ نیت خالص حضرت رسول خدا کی امت کے واسطے ہے۔ عائشہ جنکی حرمت اور جلالت ظاہر ہے اس کام میں ہمارے ساتھ ہے اور اسی میں مسلمانوں کی بہتری سمجھتی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جو کچھ عائشہ فرماتی ہیں اور صلاح دیتی ہیں تجھے بھی اس سے کچھ انکار نہ ہوگا اور انکی مصلحت سے سرتابی نہ کرے گا

عبداللہ بن عمر نے جواب دیا اے جو تم مجھے فریب دینا چاہتے ہو جس طرح دھوکہ دیکر خرگوش کو بھٹ سے نکالتے ہیں تم مجھے گھر سے نکالنا اور پھر تیر کے منہ میں یعنی علی ابن ابی طالب کے حوالہ کر دینا چاہتے ہو۔ تمہاری یہ باتیں مجھ پر اثر نہیں کر سکتیں میں تم سے دھوکہ نہ کھاؤں گا۔ اور لوگوں کو زر و سیم اور دنیا ی حقیر ساماں سے فریب دے سکتے ہیں میں نے ان سب سے ہاتھ اٹھا لیا ہے ایک گوشہ میں پڑا ہوں اگر ایسی باتوں کا خواہاں ہوتا تو جس وقت میرے باپ کی وفات کے بعد امر خلافت کو میرے واسطے پیش کیا تھا اور بلا محنت و مشقت اور بغیر فساد و مخالفت ہاتھ آتی تھی قبول کر لیتا اب میں نے ان تمام باتوں سے واسطہ نہیں رکھا صرف عبادت و طاعت الٰہی سے کام ہے میرا پیچھا چھوڑو اور کسی اور شخص کو اس کام کے لئے ڈھونڈو۔ میں اُن لوگوں میں سے نہیں جو تمہارے مکر و دغا سے دھوکہ کھا جائیں نہ مجھ پر تمہاری باتیں اثر کر سکتی ہیں نہ میں تمہارے کہنے سے ڈگمگا سکتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر کی یہ باتیں سنکر انہوں نے سمجھ لیا کہ ہمارا جادو اس پر نہ چل سکا اور وہاں سے چلے گئے۔ حسب اتفاق اسیوقت یعلی بن منیہ عامل یمن جو عثمان کا مقرر کردہ تھا چار سو اونٹ سونے سے لدے ہوئے یمن سے آیا۔ زبیر نے کہا اس نقد روپیہ میں سے ہمیں کچھ قرض دے کہ اس مہم میں صرف کریں بعد ازاں ادا کر دینگے یعلی بن منیہ نے ساٹھ ہزار دینار قرض دیئے اور زبیر نے اس روپیہ سے لشکر کا سامان مرتب کر لیا۔ اس کے بعد باہم مل جلکر مشورہ کیا کہ کس سمت جانا چاہئے زبیر نے کہا شام کیطرف جانا اچھا ہے کیونکہ وہاں پر زر و مال اور لشکر موجود ہیں۔ اور معاویہ علی سے عداوت رکھتا ہے وہ ہمارے آنے سے خوش ہوگا اور اسکی اعانت سے بہت بڑے بڑے کام نکلینگے ولید بن عقبہ نے کہا شام اور معاویہ سے ہمیں کوئی فائدہ نہ پہنچیگا کیونکہ جسوقت امیر المومنین عثمان کو مخالفوں نے گھیر لیا تھا تو انہوں نے معاویہ سے مدد طلب کی تھی مگر اُس نے ذرا مدد نہ کی بلکہ اس خیال سے کہ ملک شام براہ راست اُسکے قبضہ میں آجائے قتل عثمان کو اچھا سمجھا اب تم یہ امید رکھتے ہو کہ وہ تمہارے داخلہ شام سے خوش ہوگا۔ اور مدد دیگا یہ خیال بالکل غلط ہے شام کا قصد نہ کرو بلکہ کسی اور سمت چلو معاویہ بھی اس حال سے مطلع ہو گیا کہ عائشہ و طلحہ و زبیر اور بنی امیہ کی جماعت علی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ علاقہ شام میں داخل ہوں۔ سخت ناراض ہوا۔ اُس کے واسطے چند اشعار ایسی طرح لکھے کہ یہ نہ جان سکیں کہ کس نے تحریر کیے ہیں مضمون یہ تھا۔ عائشہ و طلحہ و زبیر کو نصیحت کرتا ہوں جس کے ماننے میں سراسر انکا فائدہ ہے کہ معاویہ کے پاس شام میں نہ جائیں اور اسے ناخوش اور رنجیدہ نہ کریں کیونکہ معاویہ بڑا حیلہ باز شخص ہے جسوقت عثمان نے مجبور ہوکر مدد مانگی تھی تو اُس نے مدد نہ دی تھی اور یہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ عثمان کے پاس نہ آنے اور مدد نہ دینے سے اسکا کیا مطلب تھا اگر معاویہ عثمان کی مدد کرتا تو یہ حادثہ نہ گذرتا غرض اسی مطلب کے کچھ شعر لکھ کر ایک نامعلوم آدمی کے ہاتھ مکہ میں بھیجے اور اُس نے مکہ میں پہنچکر ان لوگوں کے نشست خانہ کے مقابل ایک دیوار پر وہ کاغذ چسپاں کر دیا۔ طلحہ و زبیر نے جسوقت وہ کاغذ دیکھا اُتار لیا سمجھ لیا کہ یہ معاویہ ہی کی چال ہے اور سب اُسی کی باتیں ہیں شام کا ارادہ ملتوی کر دیا اسکے بعد عائشہ ام سلمہ منکوحہ حضرت رسالت مآب کے پاس جو مکہ ہی میں سکونت پذیر تھیں پہنچیں کہا اے ام سلمہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو تقرب تمہیں حاصل تھا ظاہر ہے اور تم اُن کی بیویوں میں سب سے بڑی ہو اور جس عورت نے اُن کے ساتھ ہجرت کی تم ہی ہو اور حضرت کے پاس جو تحائف آتے تھے وہ تمہارے ہی گھر میں پہنچائے جاتے تھے اور ہم سب کا حصہ تمہارے ہی گھر سے آتا تھا اب تمہیں معلوم ہے کہ عثمان کے حق میں مخالفوں نے کیسا کچھ ظلم و ستم کیا ہے مجھے اُن لوگوں کے فعل پر اسلئے انکار ہے کہ انہوں نے عثمان سے توبہ کرانی چاہی اُسنے توبہ کر لی پھر وہ باتیں پیش کیں جو انکو ناپسند تھیں ظلم کی قسم وہ اُس سے بھی باز آگیا اسپر بھی انہوں نے اسکے کہنے کو سچ نہ سمجھا اور قتل کر دیا۔ عبداللہ بن عامر کہتا ہے کہ بصرہ میں ایک لاکھ شمشیر زن طلب خون عثمان کے لئے جمع ہو سکتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا ان میں جنگ اور خونریزی واقع ہو اسلئے طرفین کی صلح و صفائی کے واسطے میں وہاں جانا چاہتی ہوں تمکو بھی میرا ساتھ دینا اور میرے ہمراہ ہوکر اُسطرف چلنا چاہئے کیا عجب کہ اللہ تعالےٰ کی مدد سے یہ کام ہمارے ہاتھوں درست ہو جائے اُم سلمہ نے کہا اے دختر ابوبکر مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ تو اب خون عثمان طلب کرتی ہے کیا تو لوگوں کو اُس کے قتل کے واسطے نہ بھڑکاتی تھی اور اُسے پیر کفتار نہ کہتی تھی تجھے

خونِ عثمان کے طلب کیسے کیا تعلق۔ وہ بنی مناف میں سے تھا اور تو بنی تیم بن مُرّہ میں سے ہے تجھ میں اور اس میں کوئی رشتہ داری نہیں پائی جاتی۔ میں نے اسکی زندگی میں بھی تجھے اُسکا خیر خواہ نہیں دیکھا اب تو نے یہ کیا بدعت اختیار کی ہے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے خلاف جو رسولِ خدا کا چچیرا بھائی ہے قدم باہر نکالتی ہے اور اُن کی خلافت کو پسند نہیں کرتی ہے۔ حالانکہ جملہ مہاجر و انصار نے اُن سے بیعت کر لی ہے اور اُن کی امامت و خلافت کو برضا و رغبت قبول کر کے کمر بستہ خدمت گذاری ہیں سب اُن کی امامت پر متفق ہو گئے تو حضرت علی کی بزرگیوں اور فضیلتوں کو بھی خوب جانتی ہے عبداللہ بن زبیر اُم سلمہ کے سامنے کھڑا ہوا یہ باتیں سُن رہا تھا بولا اے ام سلمہ تم کب تک ایسی باتیں بنائی رہو گی ہم اپنے حق میں تمہاری دشمنی کو خوب جانتے ہیں کسی وقت بھی تم نے ہمیں عزیز نہیں رکھا نہ کبھی رکھو گی ام سلمہ نے جواب دیا اے پسر زبیر تو کوئی وجہ نہیں پا سکتا ہے کہ مہاجر و انصار اور صحابہ اکابر علی کو جو مسلمانوں کا والی ہے چھوڑ دیں اور تیرے باپ سے بیعت کر لیں تو اور تیرا باپ جو اپنے آپ کو اس فساد میں مبتلا کرتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ اس غوغا سے کوئی مطلب بر آئیگا عبداللہ نے کہا میں نے حضرت محمد مصطفےٰ سے کبھی یہ کلمہ نہیں سُنا کہ علی مسلمانوں کا والی ہے۔ ام سلمہ نے کہا اگر تو نے نہیں سُنا تو تیری خالہ یہاں موجود ہے اُس نے ضرور سنا ہوگا میں یہ بات اُس کے منھ پر کہہ رہی ہوں اُس سے پوچھ لے وہ تجھے بتا سکتی ہے کہ رسولِ خدا نے علی کے حق میں کہا ہے کہ علی میری زندگی میں بھی اور میرے بعد بھی میرا خلیفہ ہے پھر کہا اے عائشہ کیا تو نے علی کے حق میں زبان مبارک حضرت رسول خدا سے یہ بات سُنی ہے اور گواہی دے سکتی ہے؟ عائشہ نے کہا ہاں یہی بات ہے اور میں نے رسولِ خدا کی زبان سے علی کے حق میں یہ بات سُنی ہے اور میں اس امر کی گواہی دیتی ہوں۔ ام سلمہ نے کہا اے عائشہ جب تو ان سب باتوں سے واقف ہے تو پھر کیوں علی کے مقابلہ پر نکلتی ہے اور اُن دغاباز لوگوں کے فریب میں کیوں آتی ہے۔ خدا سے ڈر اور اس بات سے جسکی جناب رسالت مآب نے تجھے خبر دی تھی اور جس سے حذر فرماتے تھے اپنے آپ کو بچا اور تجھے حضرت کی یہ نصیحت تھی کہ لَا تَكُونِي صَاحِبَ كِلَابِ الْحَوْأَبِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ الزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ فَإِنَّهُمَا لَا يُغْنِيَانِ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا یعنے اے عائشہ ہرگز تو وہ عورت نہ ہونا جس پر حواب کے کتے بھونکیں اور زبیر و طلحہ تجھے فریب دیں کیونکہ وہ تجھ سے کسی بات کو اُٹھا نہ رکھیں گے اور اُنکی بات کو قبول کرنے سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا اے عائشہ تو حضرت کے اس کلام مبارک کو نہ بھول اور جس وقت حضرت نے تجھے یہ وصیت کی تھی اُسے یاد کر عائشہ کو ام سلمہ کی باتیں پسند نہ آئیں ناراض ہو کر اُن کے پاس سے چلی آئیں اور بمعیت زبیر و طلحہ و جماعت بنی امیہ مکہ سے جانب بصرہ کوچ کیا جب یہ لوگ مکہ سے نکل گئے تو ام سلمہ نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو اس مضمون کا خط لکھا کہ امیر المومنین علی کو معلوم ہو کہ طلحہ و زبیر اور عائشہ نے مکہ میں جمعیت فراہم کر کے یہ تجویز کی ہے کہ خون عثمان کے خواستگار ہوں اور عبداللہ بن عامر کی ہمراہ بصرہ کی طرف گئے ہیں اللہ تعالےٰ ان کے ارادوں کو آپ کے ہاتھ سے برباد کرے اگر اللہ تعالےٰ عورتوں کو گھر سے نکلنے کی ممانعت نہ فرماتا اور جناب رسالت مآب اس امر کی سخت تاکید نہ فرماتے تو میں اُم سلمہ ضرور گھر سے نکلتی اور آپ کے لشکر کے ہمراہ اُن کے مقابلہ پر جاتی لیکن مجبور ہوں اللہ تعالےٰ کے حکم اور محمد مصطفےٰ کے ارشاد کے خلاف حرکت نہیں کر سکتی عمر بن ابی سلمہ کو جو میرا فرزند ہے اور جسے حضرت بہت چاہتے تھے آپ کی خدمت میں بھیجتی ہوں کہ جس خدمت کے لئے حکم دو گے بجا لائیگا پھر خط بند کر کے اپنے بیٹے عمر کے حوالہ کیا اور خدمت جناب امیرؑ میں بھیجدیا۔ عمر بن ابی سلمہ نہایت ہی پرہیزگار اور عالم و عاقل شخص تھا حضرت علی اُس کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور ام سلمہ کا مضمون خط پڑھکر اون کی عفت اور صلاح اور سلامتیِ عقل و دیانت کی بڑی تعریف کی ام الفضل دختر حارث نے بھی آپ کی خدمت میں خط بھیجا کہ امیر المومنین کو واضح ہو کہ طلحہ و زبیر جانب بصرہ کا قصد رکھتے ہیں اور لوگوں کو آپ کے مقابلہ اور جنگ کے لئے ترغیب دلاتے ہیں اور یہ مشہور کیا ہے کہ ہم خون عثمان کا بدلا لینگے وہ عنقریب بصرہ کی طرف جانے والے ہیں اللہ آپ کا مددگار ہے تم حق پر ہو اور انشاء اللہ بہت جلدی مظفر و منصور ہوگے والسلام۔ یہ خط قبیلہ جہینہ کے ایک شخص ظفر نام کو جو بڑا عقیل اور فصیح تھا دیا اور سو دینار حوالہ کر کے کہا اس قدر تو ابھی لے اور اس کام کے بعد بھی تیرے ساتھ سلوک کروں گی کوشش

بلیغ نہایت جلدی خدمت امیر المومنین علی علیہ السلام میں پہنچکر یہ خط اُن کے حوالہ کر کے جہنی روانہ منزل مقصود ہوکر نہایت تیز روی سے سفر طے کر کے مدینہ کے متصل پہنچا اور امیر المومنین کی دستوں سے ملا انہوں نے پوچھا تو کسطرف سے آتا ہے اور کیا خبر لایا ہے جہنی نے تمام کیفیت اور حالات بیان کئے اور خط حضرت جناب امیر میں پیش کیا آپ نے مضمون خط سے آگاہ ہو کر محمد بن ابی بکر کو بلایا اور کہا تونے کچھ سنا کہ تیری بہن عائشہ نے کیا ارادہ کیا ہے اول اس گھر سے نکل کھڑی ہوئی جہاں رہنے کے لئے خدا نے حکم دیا ہے دوسرے طلحہ و زبیر کو میری مخالفت اور دشمنی پر آمادہ کیا اور جمعیت بہم پہنچا کر میرے مقابلہ کے لئے بصرہ کی طرف گئی ہے۔ محمد بن ابی بکر نے سن کر عرض کی کہ اے امیر المومنین سہل سی بات ہے اللہ تعالے آپ کا مددگار ہے ظفرمند فرمائیگا اور تمام مسلمان آپ کے ساتھ اور خدمت کے لئے کمر بستہ ہیں انشاء اللہ نتیجہ آپ کے منشاء عالی کے مطابق ہوگا۔ جناب امیر نے لوگوں کو مسجد میں طلب کیا اور فرمایا اے لوگو اللہ تعالے نے ہمارے پاس اپنا راست گو پیغمبر بھیجا اور ایک ایسی کتاب عطا کی جو حق اور باطل کو علیحدہ کرتی ہے کتاب الٰہی اور فرمان رسالت پناہی کے مطابق یہ چلنا اور شک و شبہ اور بدعت کو اختیار کرنا موجب ہلاکت و بربادی ہے خدائے عزوجل کے امر و نہی کی حفاظت کرنا اور سید المرسلین کے ارشاد کی تعمیل کرنا سبب نجات و درجات عالیہ ہے۔ ہمیشہ عبادت الٰہی میں مصروف رہو اپنی دینی و دنیوی اصلاحیں صاحب الامر کی اطاعت اور پیروی پر منحصر سمجھو آگاہ ہو کہ طلحہ اور زبیر کو میری خلافت پسند نہیں آئی دشمنی حسد اور بغاوت نے انہیں میرے مقابلہ کے لئے آمادہ کیا ہے انہوں نے جمعیت فراہم کی ہے اور مکہ سے جانب بصرہ گئے ہیں میرا ارادہ ہے کہ اسطرف جاؤں انہیں راہ راست پر لانے کی سعی و کوشش کروں اگر وہ فرمانبرداری کے راستے پر آئے اور جنگ کرنی چاہی تو ان سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالے ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے هُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ لازم ہے کہ مستعد ہوکر سامان جنگ درست کرو۔ امیر المومنین کی یہ بات سنتے ہی سب نے بجان و دل قبول کیا۔ ہاں جسوقت عائشہ اپنی جمعیت کے ساتھ مکہ سے نکلکر جانب بصرہ روانہ ہوئیں تو صبح کے وقت حواب پانی پر پہنچیں اس بستی کے کتے بھونکنے لگے عائشہ نے دریافت کیا اس پانی کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا اسے حواب کہتے ہیں آپ نے کہا مجھے واپس لے چلو اور کئی دفعہ تاکیداً اس کلمہ کو کہا۔ لوگوں نے پوچھا کیا سبب ہے جو آپ ایسا فرماتی ہیں کہا اس لئے کہ حضرت رسالت مآب سے میں نے سن رکھا ہے وہ فرماتے تھے کہ میری بی بیوں میں سے ایک بی بی حواب پانی پر پہنچیگی اور اس بستی کے کتے اسپر بھونکیں گے اے حمیرا زنہار تو وہ بی بی نہ ہونا اب میں کسیطرح بھی تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی اس بستی سے واپس چلونگی ان لوگوں نے بہت سی تسلی دی اور اسی جگہ قیام کردیا سورج نکلنے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے فریب گانٹھا اس بستی کے پچاس آدمی بلا لایا اور سب سے گواہی دلوادی کہ اس پانی کا نام حواب نہیں ہے تم بوقت شب اس سے آگے بڑھ آئے ہو وہ جگہ تم سے بہت پیچھے نکل گئی ہے اسلام میں سب سے پہلے جھوٹی گواہی یہی ہوئی ہے۔ پچاس مسلمانوں کی اسطرح کی گواہی پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اعتبار کرلیا اور ان کے ہمراہ ہولیں جب بصرے کے قریب پہنچے تو عثمان بن حنیف جو امیر المومنین علی کی طرف سے عامل بصرہ تھا علی کے دوستداروں کی جمعیت ہمراہ لے کر بصرہ سے نکلا اور معرکہ آرائی کا قصد کیا۔ پھر سوچا کہ شاید حضرت علی لڑائی کو پسند نہ فرمائیں تامل کیا اور کچھ آدمیوں نے بیچ میں پڑکر طرفین کو سمجھایا اور اس قرارداد پر صلح کرادی کہ اسوقت تک خزانہ اور دارالامارت عثمان بن حنیف کے قبضہ میں رہے کہ حضرت علی تشریف لے آئیں پھر جیسا کچھ عمل میں لائیں دیکھا جائیگا دونوں گروہ اس بات پر راضی ہوگئے ایک عہدنامہ لکھا گیا اور طرفین کے دستخط ہوگئے طلحہ و زبیر و عائشہ نے حریبہ موضع میں قیام کیا اور اپنے مقصد اور ارادہ کی نسبت صلاح و مشورہ کرنے لگے احنف بن قیس کو بلا بھیجا وہ حاضر ہوا تو کہا ہمارا ارادہ ہے کہ خون عثمان کا بدلہ لیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ انہیں ظلم و ستم سے قتل کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تو بھی ہمارا ساتھ دے اور اعانت کرے اس نے جواب دیا اے ام المومنین عائشہ لازم ہے کہ آپ کی زبان سے سوائے سچ اور راستی دوسرا کلمہ نہ نکلے ظاہر و باطن کے جاننے والے خدا کی قسم دلا کر میں ایک بات دریافت کرتا ہوں جو کچھ آپنے فرمایا تھا وہی بیان کرنا عائشہ نے پوچھا وہ کیا بات ہے احنف نے کہا جبدن امیر المومنین عثمان کو لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور ارادہ قتل رکھتے تھے میں نے آپ سے

دریافت کیا تھا کہ عثمان کو قتل کردیں تو میں کس کی بیعت اختیار کروں تم نے یہ کہا تھا کہ علی ابو طالب سے بیعت کر لینا کیوں یہی بات تھی یا نہیں عائشہ نے کہا ہاں یہی کہا تھا اے احنف میں نے اس روز تجھ سے ایسا ہی کہا تھا لیکن پھر ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جنسے تیری نسبت ہم بخوبی واقف ہیں احنف نے کہا میں ہر نہیں جا سکتا مگر علی ابو طالب کے ساتھ جو رسول کا بھائی اور داماد ہے جنگ نہ کروں گا خاصکر اسوقت میں کہ جملہ مہاجر و انصار و صحابۂ اکابر اور عربی قبیلوں کے سرداروں اور بزرگوں نے انکی بیعت اختیار کرلی ہے اور اسکی خلافت اور امامت پر متفق ہو گئے ہیں یہ کہکر وہاں سے چلا آیا اور اپنی قوم بنی تمیم کو بلا کر چار ہزار جوان تھے وہاں سے کوچ کیا اور دو فرسنگ کے فاصلہ پر جا پڑا طلحہ و زبیر نے عثمان بن حنیف عامل امیر المومنین کے ساتھ صلح اور اس قرارداد کے بعد کہ ایک دوسرے کے خلاف کوئی حرکت نہ کرینگے صلاح کی کہ کسیطرح عثمان اور دوستداران علی کو جو انکے ہمراہ ہیں قتل کر دینا چاہیے۔ غرض اس ارادہ کو مصمم کر کے بوقت شب عثمان بن حنیف اور انکی قوم کو جا گھیرا۔ علی کے تمام دوستداروں کو قتل کر دیا۔ اور چاہا کہ عثمان کو بھی مار ڈالیں مگر انہی میں سے ایک شخص نے کہا عثمان انصار میں سے ہے اس کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا حصہ بے شمار ہے اگر اسے مار ڈالوگے تو وہ خاموش نہ رہیں گے بلکہ سب کے سب جنگ کرے اور بدلہ لینے کے واسطے تمہارے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہونگے جس سے بڑی بڑی خرابیاں واقع ہونگی اس بات کو سنکر قتل سے باز آئے لیکن سر اور ڈاڑھی مونچھوں بھووں اور پلکوں کے تمام بال اکھاڑ اور مونڈ مانڈ کر نہایت ہی ذلت و خواری کے ساتھ چھوڑ دیا۔ عائشہ نے عبد اللہ بن زبیر اور محمد بن طلحہ کو پیشنماز قرار دیا کہ ایک دن ایک نماز پڑھائے دوسرے دن دوسرا حضرت علی بھی اپنے لشکر کو مرتب فرما کر مدینہ سے روانہ ہوئے مقام ربدہ میں پہنچکر سنا کہ طلحہ و زبیر نے بصرہ میں عثمان بن حنیف پر بعالم بے خبری چھاپہ مار کر جملہ دوستداروں کو قتل کر دیا ہے اور عثمان کی سخت فضیحت کی ہے آپ نے وہاں سے کوچ کر کے منزل ذی قار میں نزول اجلال فرمایا اور اپنے بیٹے حضرت امام حسن علیہ السلام کو عمار یاسر کے ساتھ کوفہ بھیجا کہ وہاں سے فوج فراہم کر کے اس قوم کے مقابلہ کے لئے بصرہ میں پہنچ جائیں حضرت امام حسن اور عمار یاسر داخل کوفہ ہو کر جامع مسجد میں آئے لوگوں کو بلا کر فرمایا کہ بہت جلدی جنگ کی تیاری کر کے امیر المومنین کی مدد کے واسطے چلو ابو موسے اشعری جو حضرت علی کیطرف سے کدورت رکھتا تھا اٹھکر بولا اے اہل کوفہ خدا سے ڈرو اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو مسلمانوں سے جنگ کرنے کو روا نہ سمجھو اور اس آیت کو جسمیں اندریں باب تنبیہ اور تاکید آئی ہے یاد کرو۔ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔ عمار یاسر کو اس بات پر غصہ آیا فوراً اٹھکر اسے روکا زید بن صوحان اور اس کے ہمراہی اور دوستداران علی کھڑے ہو گئے اور تلواریں کھینچ لیں کہ جو شخص امیر المومنین علی علیہ السلام کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر ہوگا ہم شمشیر آبدار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے ابو موسے اشعری نے کہا تمہیں خاموش رہنا چاہیے کیونکہ عائشہ نے مجھے خط لکھکر حکم دیا ہے کہ اہل کوفہ کی دلجوئی کروں اور ہدایت کر دوں کہ آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور جسوقت کوئی امر سدید آئے اسے عمل میں لائیں عمار یاسر نے کہا اگر عائشہ نے کہا ہے کہ اہل کوفہ کو اپنے گھروں سے نہ نکلنے دے تو حضرت علی کا حکم ہے کہ ہم کوفہ کے لوگوں کو فراہم کر کے انکی خدمت میں پہنچا دیں کیونکہ ان کا ارادہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ سے مخالفت اختیار کر کے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی ہے ان سے معرکہ آرا ہوں زید بن صوحان عبدی نے کہا اے کوفہ والو یہی بہتر ہے کہ ہم امیر المومنین کا حکم بجا لائیں اور ان کی خدمت میں جا پہنچیں جس سے سیدھا راستہ نصیب ہو پھر عمار یاسر نے سمجھایا کہ اے لوگو یہ ضروری بات ہے کہ کوئی شخص اس امر کا منتظم ہو اور وہ ایسا قوی حاکم ہونا چاہیے جو ظالموں کو روک سکے اور مظلوموں کی مدد کر سکے میں جانتا ہوں کہ اس کام کو جناب علی مرتضے وصی و برادر محمد مصطفٰے سے بہتر اور کوئی شخص نہیں کر سکتا انہوں نے مجھے اور اپنے فرزند حسن کو بھیجکر تمہیں اسواسطے طلب کیا ہے کہ بعض شخصوں نے انکی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر لشکر جمع کیا ہے اسوقت حضرت علی رسول خدا کے چچازاد بھائی اور آنحضرت کی حرم عائشہ اور طلحہ و زبیر بصرہ میں جمع ہو رہے ہیں تم وہاں چلو اور دیکھو کہ حق امر کسطرح ہے جسطرح [illegible] ابو موسیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرتا ہے حضرت امام حسن فرزند دلبند علی ابن ابی طالب نے فرمایا اے لوگو عنقریب تمام آدمی اس [illegible] شخص کے

ساتھ ہوا چاہتے ہیں جسے لوگوں نے منظور کر لیا ہے۔ ہم تمہیں طلب کرتے ہیں تم ہمارا کہا مانو اور اس واقعہ میں جو درپیش ہے ہماری مدد کرو خدا کی قسم جو شخص اس معاملہ میں ہماری اطاعت کرے گا وہی نیک بخت اور دین و دنیا میں سعادت مند ہوگا۔ ہیثم بن مجمع عامری نے اٹھکر کہا اے لوگو امیر المومنین ہمیں طلب فرماتے ہیں اور اپنے فرزند کو ہماری طلب کے لئے بھیجا ہے اُن کا حکم ماننا چاہئے لازم ہے کہ بہت جلدی اُن کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور جو کچھ تمہیں کرنا یا کرنا ہے وہ بیان کر دو۔ الغرض کوفہ والوں نے امام حسن اور عمار یاسر کا کہنا مان لیا نو ہزار دو سو جوان فراہم ہوئے کچھ تو دریا کے راستے سے اور کچھ خشکی کی طرف سے حضرت علی کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ جب قریب آ پہنچے تو جناب امیر ان کے پاس آئے اور مرحبا کہا۔ سردار اور بزرگ اشخاص کو قریب بلا کر بٹھایا اور فرمایا اے کوفہ والو میں تمہاری شجاعت اور مردانگی کو خوب جانتا ہوں تمہاری نیک خصلتوں اور مبارک عادتوں سے آگاہ ہوں تم ارادہ اور احتیاط کے ایسے مضبوط ہو کہ اسکے بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے ہمارا ایرانی بادشاہوں سے مقابلہ کرنا اور ان کے خزانوں اور نفیس سامانوں کو حاصل کرنا بعد آراں ایسے شہر کی حفاظت کہ مقتضائے عقل بھی تھی عمل میں لانا تمام عالم میں مشہور ہے تمہاری یہ نیک عادت بھی کہ جو شخص تم سے مدد طلب کرتا ہے اُسکی امداد کرتے ہو عیاں ہے۔ غرض مجھے اسوقت ایک اہم درپیش ہے ان دوستوں اور بھائیوں ہی کی ایک جماعت نے جنسے مجھے مخالفت اور دشمنی کی امید بھی تھی عداوت کی راہ سے ہاتھ پاؤں نکالے ہیں اور میری موافقت سے منحرف ہو کر بصرہ میں لشکر جمع کیا ہے اور چاہتے ہیں کہ معرکہ آرا ہوں تم میری ہمراہ بصرہ چلو وہاں پہنچکر دیکھیں اُن لوگوں کا کیا خیال ہے اول میں اُنہیں فہمایش کروں گا کہ راہ راست پر آجائیں اور اگر بمقابلہ پیش آئے تو میں بھی اُن کی آتش فساد کے بجھانے میں سعی کرونگا یہانتک کہ خدا کی مرضی ظاہر ہو جائے امیر المومنین کی زبان مبارک سے یہ کلام سنکر تمام سرداروں اور امیروں نے بجان و دل اطاعت کا اظہار اور اپنے آپ کو خدمت گذاری کے لئے پیش کیا آپ نے ذیقار میں فوج کا جائزہ لیا مدینہ مصر اور نواح حجاز سے جو فوجیں آئی تھیں اُنکا شمار چھ ہزار تھا اور نو ہزار کوفہ اور ہر سمت سے سپاہ آ آ کر شریک لشکر ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ ذی قار ہی کے مقام پر اُنیس ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ اب امیر المومنین نے اس لشکر کے ہمراہ ہو کر بصرہ کا رُخ کیا اور سپاہی پیدہ آدمی آ آ کر شامل افواج ظفر موج ہوتے رہے

جنگ جمل کا حال اور بیشمار لوگوں کا مارا جانا

طلحہ و زبیر یہ خبر سنکر کہ امیر المومنین لشکر آراستہ کے ہمراہ قریب بصرہ آ پہنچے ہیں جنگ کی تیاریاں کر کے فوج کثیر کے ہمراہ شہر سے نکلے۔ دایاں بایاں دستہ اور آگے پیچھے کی فوج کو قرینے سے قائم کر کے طلحہ کو سواروں کی نگرانی پر مقرر کیا اور عبداللہ بن زبیر نے پیادوں کا انتظام اپنے ذمہ لیا میمنہ کے سوار مروان بن حکم کے حوالے ہوئے اور میمنہ کے پیادے عبدالرحمن بن عتاب بن اسلم کی سپردگی میں آئے میسرہ کے سواروں پر ہلال بن وکیع سردار ہوا اور پیدلوں کے میسرہ پر عبدالرحمن بن حارث بن ہاشم سواروں کے قلب میں عبداللہ بن عامر بن کریز نے جگہ لی اور پیادوں کے قلب میں حاتم بن بکیر باہلی نے۔ سواروں کے جناح پر عمر بن طلحہ اور پیادوں کے جناح پر مجاشع بن مسعود سلمی مقرر ہوئے اس انتظام سے میدان جنگ میں نکلے جناب امیر نے سنا کہ طلحہ و زبیر نے میدان میں نکلکر فوج کو ترتیب جنگ دی ہے۔ سپاہ کے امیروں حجاز کے شریفوں اور کوفہ و مصر کے مددگاروں سے کہا کہ طلحہ و زبیر میدان میں نکل آئے ہیں اور سپاہ کو آراستہ کر کے جنگ کے لئے مستعد ہیں تم کیا بہتر سمجھتے ہو۔ ہمیں جنگ کرنی چاہئے یا اُنکی اطاعت منظور کر لیں سب سے پہلے رفاعہ بن شداد بجلی نے کہا ہم خوب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ مخالف گمراہ ہیں اور آپ حق پر ہیں راہ راست آپ کی طرف ہے اور دین بھی۔ دین کی حفاظت کرنا آپ کی خصلت ہے اگر وہ نرم ہیں تو بے شک آپ بھی ان کے ساتھ نرمی اختیار کریں اور اگر وہ خیال جنگ رکھتے ہوں تو اُن سے لڑیں ہم خدا تعالیٰ کی مدد اور بھروسے پر اُن کے دفعیہ کے لئے کمربستہ ہیں۔ جہانتک ہم سے ہو سکے گا اس مہم میں جان و دل سے

سعی کی جائے گی ذرا کمی گوارا نہوگی کیونکہ آپ حق پر ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے آپ کو اس مہم سے مطمئن رہنا چاہیئے جب دونوں فوجیں ایک دوسری
کے مقابل ہوئیں تو زبیر کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے جسکی کنیت ابوالجرباتھی زبیر سے کہا اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ ہم بوقت شب ان پر چھاپہ
ماریں کیونکہ چھاپہ مارنا بھی شجاعت اور مردانگی کا نشان ہے اور اس تدبیر سے جلدی مطلب براری ہوجاتی ہے زبیر نے کہا اے بھائی ہمکو معرکہ آرائیوں
میں بہت سے تجربے ہوئے ہیں اور بہت سی باتیں معلوم ہیں جو کسی دوسرے کے وہم و گمان میں نہیں آسکتیں یہ دونوں فوجیں جو آج میدان میں پڑی
ہوئی ہیں مسلمان ہیں اور مسلمانوں پر چھاپہ مارنے کا دستور نہیں ہے نہ ہمنے جناب رسالت مآب سے سنا ہے کہ کسی دستہ کو چھاپہ مارنیکا حکم دیا ہو۔ علاوہ
ازیں علی وہ شخص نہیں جسے غافل تصور کرسکیں مجھے یونہی فتح پانے کی امید ہے اسی اثنا میں احنف بن قیس اپنی جمعیت کے ساتھ خدمت امیرالمومنین
میں حاضر ہوا اور عرض کی اے ابوالحسن بصرہ والے کہتے ہیں کہ حضرت علی نے ہمپر فتح پائی تو مردوں کو قتل اور زن و فرزند کو اسیر کرینگے آپ نے فرمایا مجھ
ایسا کام ہرگز نہو سکیگا اہل بصرہ مسلمان ہیں کفار کے اہل و عیال لونڈی غلام بنائے جاتے ہیں اے احنف میں نہیں جانتا کہ تیرا کیا خیال ہے تو ہمارے
ساتھ ہے یا نہیں احنف نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے آپ کو اب تک میری دوستی پر شک ہے آپ دو کاموں میں سے ایک کام کی نسبت جسکی بہتر
مجھ سے لینی منظور ہو فرمادیں۔ آپ چاہیں تو دو سو آدمیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر رہکر جنگ کروں یا آپ فرمائیں تو چار ہزار شمشیر زن جوانوں کو
آپ کے مقابلہ سے ہٹا دوں امیرالمومنین نے فرمایا میں اسے اچھا سمجھتا ہوں کہ مقابلہ پر سے چار ہزار آدمی ہٹا دیئے جائیں۔ احنف نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی
ہوگا آپ اس طرف سے تسلی رکھیں اس کے بعد وہ چلا گیا اور اپنے ہمراہیوں سے جا ملا۔ اب طلحہ و زبیر نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تیس ہزار سوار اور پیدل
گنتی میں آئے۔ وہاں سے کوچ کر کے موضع زابوقہ میں آن پڑے امیرالمومنین کو انکے آگے بڑھ آنے کی خبر ہوئی آپ اٹھے اور خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی اقسام عنایات
اور نعمتوں کا ذکر کیا اور جناب رسالت مآب صلعم کی روح مقدس پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا اے لوگو مجھے اپنے بھائیوں اور دوستوں سے تین کام آپڑے ہیں جنکا
ذکر قرآن شریف میں بھی موجود ہے۔ بغاوت۔ بیوفائی اور دغا بغاوت ظلم و حسد کا نام ہے جسمیں میرے بھائی اور دوست میرے خلیفہ رسول خدا ہونیکے وقت
سے مبتلا ہیں وہ چاہتے ہیں کہ جس لباس خلافت کو اللہ تعالیٰ نے میرے جسم پر موزوں فرمایا ہے اسے میرے جسم سے اتار لیں پھر مجھ سے رضامند ہوں مگر اسمیں وہ
کامیاب نہیں ہو سکتے بیوفائی کی کیفیت یہ ہے کہ یہی لوگ جنہوں نے میری مخالفت اختیار کی ہے بخوشی میری بیعت میں آئے تھے اور بڑی سخت قسمیں کھائی
تھیں کہ ہم اپنے عہد و پیمان سے نہ پھرینگے اب قول و قسم کے خلاف کر رہے ہیں اور اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا ہے رہی دغا۔ حسد اور بیوفائی کے بعد دغا بازی
اختیار کی ہے اور فریب کا منصوبہ رکھا ہے جس سے انکا منشا یہ ہے کہ مجھ سے خلافت لے لیں اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں ان تینوں مذموم عادتوں کی نسبت فرمایا ہے
إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ وَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ان تینوں مبارک کلموں کا ماحصل یہ ہے
کہ حسد بے دغا اور مکر کا وبال اس شخص پر پڑتا ہے جو ان بری خصلتوں کو اختیار کرتا ہے مثل مشہور ہے من حفر بئرا لاخیه وقع فیه مکبا
یعنی جسنے اپنے بھائی کے واسطے کنواں کھودا وہ اس میں منہ کے بل گرتا ہے مدعا یہ کہ برائی مت کر تیرا بھی برا ہوگا دوسرے کے واسطے کنواں نہ کھود تو خود
ہی اسمیں گر پڑے گا۔ مشکل کا مقام ہے کہ دنیا میں چار آدمی چار باتوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اور وہ چاروں میرے خلاف ہوکر عداوت و دشمنی پر کمر
بستہ ہیں اور جناب مصطفے صلعم کے بعد سے کسی شخص کو ان چار جیسے شخصوں سے خصومت پیش نہیں آئی ان میں سے ایک زبیر بن عوام جس سے زیادہ
بہادر شہسوار کوئی نہیں ہوا دوسرا طلحہ بن عبداللہ جس سے زیادہ مکار شخص دنیا میں کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ تیسری عائشہ ہے دنیا میں کسی شخص کی لوگوں
نے ایسی فرمانبرداری نہیں کی جیسی عائشہ کی۔ چوتھا یعلیٰ بن منبہ ہے جس کے پاس اسقدر دنیاوی زر و مال موجود ہے کہ ان زمانوں میں کسی دوسرے کے
پاس نہیں ہوگا اور یہ تینوں اس سے جسقدر مال طلب کرتے ہیں کہ میری مخالفت کے لئے لشکر پر خرچ کریں وہ حوالہ کر دیتا ہے۔ اور یہ ذرا کمی نہیں کرتے

عدل سے واحد کی قسم اگر وہ میرے قابو چڑھ گیا تو اُس کے مال اور فرزندوں کو مسلمانوں کی لوٹ قرار دونگا اور اسکا تمام مال خزانۂ عامرہ میں شامل کروں گا
حضرت علی کے اس ارشاد کے بعد جریہ ابن تاسے اٹھکر کہا جناب کا ارشاد عالی بالکل درست اور سچ ہے اُس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد صلعم کو پیغمبر برحق
بنا کر خلقت کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہے۔ یہ لوگ آپ سے حسد کرتے ہیں بے وفا بھی ہیں اور بداندیش بھی لیکن خدا کا شکر ہے کہ آپ کی شجاعت زبیر کی دلیری سے
برتر ہے اور آپکا علم طلحہ کے مکر سے بالاتر ہے اور لوگ آپ کی اطاعت اُس سے زیادہ کرینگے جیسے عائشہ کی اور دنیاوی مال کی کوئی حقیقت ہیں اللہ تعالے یعلی
بن منیہ سے بہت زیادہ مال و دولت آپکو بوجہ حلال کرامت فرمائیگا اسکا مال محض ظلم سے جمع کیا گیا ہے اسلئے ضرور ہے کہ فساد اور گمراہی میں خرچ ہو۔
اب پھر امیر المومنین نے اپنی فوج کا جائزہ لیا بیس ہزار آدمی موجود پائے اُسکے بعد اُس موضع سے کوچ کیا اور مخالفوں کے مقابل پہنچکر قیام فرمایا مصری
قبیلے بصریوں کے مقابل اور ربیعہ ربیعہ کے سامنے اور اہل یمن یمن والوں کے محاذی اُترے حضرت علی نے مناسب سمجھا کہ طلحہ و زبیر کو خط لکھکر اُن کی بیوفائی
اور فریب سے آگاہ کردیں اور معرکہ آرائی کی نسبت اپنی مجبوری کا اظہار فرمادیں قلم دوات منگاکر خط لکھا مضمون یہ تھا تم لوگوں کو معلوم ہو کہ مجھے خلافت
کی خواستگاری نہ تھی اور جس دن مجھے خلافت کے لئے کہا گیا تھا میں انکار کرتا تھا اور لوگ بڑی ضد اور اصرار سے مجھے مجبور کررہے تھے پھر بھی میں نے اُسوقت
تک کہ تم دونوں رضامند نہ ہوئے اور بیعت نہ کرلی اور لوگوں کو بیعت کی اجازت نہ دی تھی اور جسوقت تم نے بیعت کی تھی کوئی زور یا ظلم یا سختی نہ کی گئی تھی نہ اُسوقت
تمہیں کوئی ایسا مطلب اور مدعا ہی مدنظر تھا جس کے حاصل کرنے کے لئے تمنے بیعت کی ہو۔ میں نہیں جانتا اب تم نے کیوں ایسا ارادہ کیا ہے اور مجھ سے مخالف
ہوکر جھگڑا اُٹھایا اور عہد شکنی کو جائز سمجھ لیا ہے اگر تم میرے اس بیان کو سچ سمجھتے ہو اور جانتے ہو کہ میں نے تمہارے حقوق کی رعایت میں کوئی کمی نہیں
کی ہے تو اپنے اس خیال اور ارادہ کو چھوڑ دو اور اگر میں غلط کہتا ہوں اور تم نے کراہت کے ساتھ بیعت کی ہے تو یہ بات ضرور ہے کہ تمنے ظاہر میں تو بیعت کرلی
ہی ہے جسے اور لوگوں نے بھی دیکھ لیا ہے گو تم دل میں مجھ سے دشمنی ہی کیوں نہ رکھتے تھے۔ تم نے میری فرمانبرداری کا حق اپنے ذمہ عاید کرلیا اب متابعت
کے بعد جس کام میں میری مخالفت اختیار کروگے لوگ اسکی نسبت تمہیں ملامت کرینگے اے قریشی سواروں کے سردار زبیر اور اے مہاجروں کے بزرگ طلحہ
تمہارے لئے آج خلافت کرنے اور عہد توڑ ڈالنے کی نسبت یہ امر بہت آسان تھا کہ امر خلافت کے شروع ہی میں بیعت نہ کرتے اور تمہارا یہ دعوے کہ عثمان
کو میں نے قتل کیا ہے۔ مجھے تمہارے اس کہنے اور مجھے اس تہمت سے بری نہ سمجھنے پر بڑا تعجب آتا ہے میں اجازت دیتا ہوں کہ مدینہ کے جو لوگ آج نہ میرے
ساتھ ہیں نہ تمہارے وہ اس معاملہ میں ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور قتل عثمان کے متعلق ہر شخص کے ارادہ اور سعی کا مفصل اور تحقیق شدہ حال
جو اُنھوں نے بچشم خود دیکھ رکھا ہے بیان کردیں پھر ہر ایک کا حال کھل جائیگا اور اُس کے قتل میں جسنے جتنی سعی کی ہے ظاہر ہو جائے گی عثمان کے بیٹوں کو
پہلے میری خلافت کا مقر ہونا اور متابعت اختیار کرنی لازم ہے۔ پھر جن لوگوں پر اپنے باپ کے خون کا دعوے رکھتے ہیں انہیں میرے روبرو لاکر دعوے
کرنا چاہئے اسوقت از روئے شریعت و عدالت جو کچھ اس معاملہ کی نسبت لازم آئیگا اسکا حکم دیا جائیگا اور تمکو طلب خون عثمان سے کیا سروکار تم دونوں مہاجرین
میں سے ہو اور عثمان بنی عبدالمناف میں سے تھا اسے حق پر قتل کیا یا ناحق تمہاری اس سے کوئی قرابت اور رشتہ داری نہیں ہے پھر کس بنا پر اس کی
خونخواہی کا دعوے کرتے ہو۔ تم دونوں نے کسی دباؤ اور سختی کے بغیر بخوشی خاطر مجھ سے بیعت کی اور سخت قسمیں کھائیں اور خدا سے عہد کیا کہ مخالفت اختیار
نہ کرینگے اب عہد توڑ ڈالا اور میرے مقابلہ پر نکل آئے حرم رسول خدا کو گھر سے نکال لائے جہاں اسے رہنے کے لئے خدا نے حکم دیا ہے اور اتنے ہزار آدمیوں
کو شبہ اور شک میں ڈالکر میرے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب و تحریص دیتے ہو نہ معلوم تمہارا کیا ارادہ ہے اللہ ہی نتیجہ کو پہنچائے جو درست اور
ٹھیک ہے اور تمہیں راہ راست دکھائے اُس کے بعد امیر المومنین نے عائشہ کے نام بھی اس مضمون کا ایک خط تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم
اے عائشہ تم سوچو کہ اپنے گھر سے نکل آئی ہو خدا اور رسول خدا کی گنہگار ہوئی [illegible] اور [illegible] نیا کیا ہے جس سے خدا نے عورتوں کو بری فرما

رکھا ہے یہ دعوے کرتی ہو کہ مسلمانوں کی اصلاح حالت کے لئے گھر سے نکلی ہوں مجھ سے یہ تو کہو کہ عورتوں کو لشکر کشی اور مردوں کی اصلاح حالت سے کیا علاقہ تم نے یہ بھی مشہور کیا ہے کہ میں خون عثمان کا بدلہ لینا چاہتی ہوں تم میں اور عثمان میں کونسی قرابت اور عزیز داری ہے عثمان بنی امیہ میں سے تھا اور تم بنی تیم بن مرہ بن کنانہ میں سے ہو۔ تمہارا گھر سے نکل آنا اور اپنے آپ کو اور خلق خدا کو معرض ہلاکت میں ڈالنا ہی ان لوگوں کے گناہ سے زیادہ بڑا گناہ ہے کہ جنہوں نے عثمان کو قتل کیا ہے مجھے معلوم ہے کہ تم از خود اس فعل کو نہیں کرتی ہو بلکہ اور لوگوں نے تمہیں آمادہ کر رکھا ہے اور خون عثمان کے سبب سے بھڑکا دیا ہے اے عائشہ خدا سے ڈرو اور اپنے گھر میں جا بیٹھو۔ عورتوں کی صلاحیت اسی میں ہے کہ اپنے گھر سے پاؤں باہر نہ نکالیں۔ طلحہ و زبیر امیر المومنین کے خط کو پڑھکر کچھ جواب نہ لکھ سکے صرف یہ کہلا بھیجا کہ اے ابو الحسن تم اس غرض سے لشکر لے کر آئے ہو کہ لوگ آئندہ زمانہ میں تمہارا ذکر کیا کریں اور اس معاملہ میں تمہاری شہرت ہو جائے تم کسی صورت سے بھی واپس نہ جاؤ گے تاوقتیکہ اپنا مدعا حاصل نہ کر لو گے۔ اور ہم بھی آپ کی فرمانبرداری ہرگز اختیار نہ کریں گے تمہیں جو کچھ کرنا ہو کرو معاملہ غصہ ظاہر کرنے کی حد سے گزر چکا ہے۔ والسلام اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے اٹھکر کہا اے لوگو علی ابو طالب نے خلیفہ برحق عثمان کو قتل کر دیا اور اب لشکر فراہم کر کے تم پر چڑھائی کی ہے کہ تمہاری حکومت تم سے چھین لیں اور تمہارے شہروں اور قصبوں پر اپنا قبضہ جمالیں تم مردانگی سے اپنے خلیفہ کے خون کا بدلا لو۔ اپنی حرمت بچاؤ اور اپنے زن و فرزند اور رشتہ داروں کی حفاظت کے لئے جنگ کرو کسی شخص نے امیر المومنین سے بھی وہ کلمے جو عبداللہ بن زبیر نے بھری مجلس میں آپ کے خلاف کہے تھے اور قتل عثمان کی تہمت لگائی تھی کہہ سنائے امیر المومنین حسن بن علی ابن ابی طالب نے تمام لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت فصاحت سے حمد باری تعالیٰ بیان کی اور جناب رسالت مآب صلعم پر درود بھیجا پھر فرمایا اے لوگو ہمیں خبر دی گئی ہے کہ عبداللہ بن زبیر میرے باپ کے ذمہ برائیاں عائد کرتا اور قتل عثمان کو ان سے منسوب کر کے تہمت لگاتا ہے اے مہاجر و انصار اور دیندار مسلمانو تم خوب جانتے ہو کہ عبداللہ کا باپ زبیر بن عوام اکثر اوقات عثمان کی نسبت کیسے کلمے کہتا رہتا تھا اور کیا نام رکھ چھوڑا تھا اور کس درجہ انکی برائیاں بیان کرتا تھا۔ طلحہ بن عبداللہ نے عثمان کی زندگی ہی میں خزانہ عامرہ میں کس قدر ناواجب تصرف کیا تھا اب اس کی یہ مجال کہ میرے باپ پر ان باتوں کا الزام لگائے جس سے تمام لوگ اچھی طرح آگاہ ہیں اور بدگوئی سے پیش آئے الحمد للہ کہ ہمیں جواب دینے کی قدرت حاصل ہے اگر ہم چاہیں تو اس کی نسبت کچھ کہہ سکتے ہیں اور اسکا یہ کہنا کہ علی لوگوں کی حکومت چھینا اور ان کے شہروں اور علاقوں کو لینا چاہتا ہے یہ تو خود اس کے باپ زبیر کی عین آرزو ہے وہ خود کہتا ہے کہ میں نے ہاتھ سے علی کی بیعت کی ہے نہ دل سے۔ غرض اسنے بیعت کر لی ہے اور اقرار کے بعد انکار قابل سماعت نہیں ہوتا شرع سے ظاہری امور پر حکم جاری ہوتا ہے اور پوشیدہ امور کا والی خدا ہے اور اہل بصرہ کے دفعیہ کے لئے اہل کوفہ کا آنا کوئی نیا امر نہیں ہے ہمیشہ نیک راستہ پر چلنے والے بدراہوں کا دفعیہ کرتے اور اصلاح کرنے والے مفسدوں کو روکتے رہے ہیں۔ یقیناً ہمیں مددگاران عثمان سے کوئی سروکار نہیں نہ ان سے جنگ و جدل کی احتیاج۔ ہماری لڑائی صرف ان شخصوں سے ہے جو شتر سوار بیعے عائشہ کی پیروی کرتے ہیں تمام لوگوں نے اس خطبہ کو بہت پسند کیا اور حسن کی بڑی تعریفیں کیں اسکے بعد لشکر آگے بڑھے اور ایک دوسرے کے مقابل اور قریب تر آگئے۔ بصرہ کے غلام اور نوجوان بصرہ سے نکلکر غلامان اہل کوفہ کی برابر آجمے کعب بن سور عائشہ کے پاس گیا اور کہا اب دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے ہیں جنگ ہونے والی ہے اگر یہ آگ بھڑکی تو بے شمار خون ہو جائینگے اور پھر اس آگ کا بجھانا بہت مشکل ہوگا۔ اے مادر مومنان اس کا کچھ علاج کر کہ یہ سلگتی ہوئی آگ بجھ جائے۔ عائشہ ہودج میں سوار ہوئیں اور لوگ ان کے اونٹ کو جانب لشکر لے چلے بصرہ کے لوگ اونٹ کے آگے آگے چلتے تھے۔ لشکر میں پہنچکر امیر المومنین کو دیکھا کہ اپنے لشکر کو پیچھے ہٹا رہے ہیں اور جنگ سے روکتے ہیں عائشہ یہ حال ملاحظہ کر کے واپس چلی گئیں اور وہ لوگ بھی جو ہودج کے ہمراہ تھے چلے گئے دوسرے دن امیر المومنین علی نے عبداللہ بن عباس اور زید بن صوحان کو طلب فرما کر کہا تم عائشہ کے پاس جا کر کہو کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں اپنے گھر میں بیٹھنے کے لئے حکم دیا ہے اور باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم بھی اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہو

مگر ان لوگوں نے تمہیں ورغلا رکھا ہے اور ان کے کہنے سے گھر سے نکل آئی ہو۔ اور تمہارا اُن لوگوں کے ساتھ ہوجانا خلق خدا کو مصیبت میں مبتلا کرے گا بہتر یہی ہے کہ واپس چلی جاؤ۔ اور لڑائی جھگڑے میں نہ پڑو۔ اگر تم واپس نہ جاؤ گی۔ اور اس آتش فساد کو نہ بجھاؤ گی تو انجام کار جنگ ہوگی بے شمار آدمی مارے جائینگے اے عائشہ خدا سے ڈرو گناہوں سے توبہ کرو اور اللہ کیطرف متوجہ ہو وہ اپنے بندوں کی توبہ سنتا اور عذر قبول کر لیتا ہے سمجھ لینا چاہئے کہ عبداللہ بن زبیر کی ہوا خواہی اور طلحہ بن عبداللہ کی عزیز داری تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اور انجام دوزخ کی آگ ہوگا۔ یہ دونو شخص عائشہ کے پاس آئے امیر المومنین کا پیغام پہنچایا عائشہ نے کہا میں ان باتوں کا جواب کچھ نہیں دے سکتی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ حضرت علی سے از روئے دلیل و حجت بر سر نہیں آسکتی وہ یہ سنکر واپس چلے آئے اور جو کچھ عائشہ نے کہا تھا امیر المومنین علی سے کہدیا آپ نے حکم دیا کہ لشکر کے سرداروں اور امیروں کو بلاؤ جب سب حاضر ہوگئے آپ نے اٹھکر خطبہ پڑھا محمد مصطفے صلعم پر درود بھیجکر کہا اے لوگو جسقدر ممکن تھا میں نے ان لوگوں سے نرمی کی اور امید لگائی کہ یہ آگ نہ روشن ہو مخالفوں کو معرکہ آرائی اور فساد انگیزی کے نتائج سے بھی ڈرایا جب ان باتوں سے بھی انہیں کچھ اثر نہ ہوا تو میں نے انہیں خدا کے واسطے دیئے اور جو جو تدابیر تقاضائے بشریت سے ممکن تھیں سب کر دیکھیں کہ شاید یہ لوگ خدا کا خوف کریں اور نصیحت پر چلیں میں نے جنگ کے نقصانات بھی یاد دلائے کہ اپنے زن و فرزند ہی پر رحم کھائیں یا خدا و پیغمبر ہی سے شرمائیں مگر وہ نہیں مانتے نہ کسی نصیحت کو سنتے ہیں بار بار یہی پیغام دیتے ہیں کہ حرب و ضرب کے لئے مستعد ہوکر میدان جنگ میں نکلو۔ کوئی مجھ جیسے شخص سے یہ بات کسطرح کہہ سکتا اور لڑائی سے ڈرا سکتا ہے میں نے اپنی تمام عمر جنگ و جدال میں صرف کی اور حرب و ضرب کے میدانوں ہی میں پرورش پائی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ مجھے کیوں بھول گئے ہیں میں وہی علی ہوں جس نے ان لوگوں کے بہادروں کی صفوں کو درہم برہم اور ان کے باپ اور بھائیوں کو قتل اور ان کی جماعتوں کو منتشر کیا ہے وہی شمشیر بُران جس سے میں نے عرب کے دلیروں کے سر قلم کئے ہیں ہنوز میرے قبضہ میں ہے اور وہی نیزہ جس سے شجاعوں کے پہلو شگافتہ کئے ہیں میرے ہاتھ میں ہے الحمد للہ کہ میرا دل قوی ہے اور بازو طاقتور ہیں اور صبر و یقین حاصل ہے مجھے کیا خطرہ۔ کیا خدا تعالے نے مجھ سے فتح و ظفر کا وعدہ نہیں کیا ہے اور اُس نے اپنی نعمتوں کے دروازے میرے واسطے نہیں کھول رکھے ہیں؟ موت سے کوئی نہیں بھاگ سکتا اور حکم خدا سے چھوٹے ہوئے تیر اجل کو کوئی نہیں روک سکتا جو مارا جائیگا انجام کار اُسے بھی مرنا ہی تھا اور مرنے سے مارا جانا سو درجہ اچھا ہے جس خدا کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے اُسی کی قسم ہے کہ بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کی نسبت مجھے بدن پر تلوار کے ہزار زخم کھانے زیادہ آسان معلوم ہوتے ہیں اس کے بعد آپ نے دستِ دعا بلند فرمائے اور کہا اے خدا طلحہ نے اگر مجھ سے بخوشی خود بیعت کی پھر عہد شکنی کی اور اپنے اقرار سے پھر گیا اے خدا یہ بات سچ ہے تو اُسے زیادہ مہلت نہ دے اور مجھے اس کے مکر سے بچالے اے خدا زبیر بن عوام نے میری بیعت کا حق فراموش کر دیا اور مجھ سے دشمنی و عداوت سے پیش آیا بیوفائی اختیار کی مجھ میں اور مسلمانوں میں آتشِ جنگ روشن کی اور پھر یہ سمجھتا ہے کہ میں نے بُرائی کی اور ظالم ہوں اے خدا اُس کی شر کو مجھ سے دُور کر اس خطبہ کے بعد مناجات کی اور حمد باری تعالٰی کے بعد ترتیب فوج کی طرف متوجہ ہوئے سواروں کے میمنہ پر عمار یاسر کو پیادوں کے میمنہ پر شریح بن ہانی کو سواروں کے میسرہ پر سعید بن قیس ہمدانی کو اور پیادوں کے میسرہ پر رفاعہ بن شداد بجلی کو مقرر کیا۔ محمد بن ابی بکر کو سواروں کے قلب میں اور عدی بن حاتم طائی کو پیادوں کے بیچ میں قائم کیا سواروں کے جناح کا دستہ زیاد بن کعب ارحبی کو اور پیادوں کا حجر بن عدی کندی کو ملا۔ عمر بن حمق خزاعی کو سواروں کی اور جندب بن زہیر ازدی کو پیدلوں کی کمین عطا کی گئی اسکے بعد ہر ایک عربی قبیلہ کے سردار کو بلاکر حکم دیا کہ اپنی جماعتوں کا دھیان رکھیں اور جس امر کیطرف رجوع ہوں اسے انجام کریں غرض امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنی فوج کو اس ترتیب سے آراستہ کرکے سواروں اور پیادوں کی صفیں قائم کردیں دوسری طرف سے عائشہ بھی نکلیں ہودج میں سوار تھیں جو عسکر نام اونٹ کی پیٹھ پر بندھا ہوا تھا اس اونٹ کو یعلی بن منیہ نے دو سو دینار میں خریدا تھا اور یہ ہودج بھی بہت بڑا تھا اس کا ٹھاٹھ لکڑی کا تھا اور لوہے کی میخیں جڑی تھیں اور اونٹ کی کھال اس کے اوپر منڈھ دی تھی اندر کیجانب عمدہ قسم کا کپڑا لگایا تھا اُسی اونٹ پر بصرہ والوں کا جھنڈا

نصب تھا جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہو چکے اور دلیروں کا آمنا سامنا ہوا امیر المومنین علی علیہ السّلام اپنے لشکر سے نکلکر طرفین کی صفوں کے اندر آکھڑے ہوئے جناب رسالت مآب صلعم کا لباس زیب تن تھا اور آنحضرت کی ردائے مبارک دوش مقدس پر پڑی تھی اور سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ رسولخدا کی سواری کا مرکب جو رنگ میں خنگ اور دُلدُل نام تھا آپ کی سواری کے نیچے تھا آپ نے بآواز بلند فرمایا زبیر بن عوام کہاں ہے اسے کہو میرے سامنے آئے۔ کچھ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین زبیر ہتھیار لگائے ہوئے ہے اور آپ خالی ہاتھ ہیں آپ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں۔ اسے میرے پاس بھیجو زبیر حاضر ہوا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فریاد کی کہ افسوس غریب اسما بیوہ ہوگئی۔ لوگوں نے تسلی دی کہ تم کچھ اندیشہ نکرو حضرت علی کسیکو یونہی نہیں مارتے اور وہ تو بغیر اسلحہ تشریف لائے ہیں شاید کچھ فرماتے ہوں گے غرض زبیر امیر المومنین کے سامنے آیا آپ نے فرمایا اے ابا عبداللہ یہ کیا بات ہے جو تو کرنا چاہتا ہے اور کس امر نے تجھکو اس بات پر آمادہ کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ طلب خون عثمان نے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ خود تو نے اور تیرے ہمراہیوں ہی نے تو اُسے مارا ہے اور اب تک انکا خون تمہاری تلواروں سے ٹپک رہا ہے کیا تو اپنے آپ سے اور اپنے دوستوں سے بدلہ لیا چاہتا ہے پھر فرمایا میں تجھے خدائے واحد کی جسنے محمد صلعم پر قرآن شریف نازل فرمایا ہے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ حضرت رسولِ خدا نے کبھی تجھ سے دریافت کیا تھا کہ تو علی کو دوست رکھتا ہے؟ اور تو نے کہا تھا کہ میں کیوں نہ دوست رکھتا کہ وہ میری خالہ کا بیٹا ہے حضرت نے اسوقت خبر دی کہ ایک دن تو اُس کے مقابلہ کے واسطے میدان میں نکلیگا اور دشمنی کرے گا اور یقیناً تو اسدن ظالم ہوگا۔ زبیر نے جواب دیا ہاں یہی بات تھی۔ پس آپ نے فرمایا ایک اور قسم دیکر پوچھتا ہوں تجھے کچھ یاد ہے کہ جسدن رسولِ خدا سرائے عمرو بن عوف سے تشریف لا رہے تھے تو اُن کے ہمراہ تھا اور تیرا ہاتھ آنحضرت کے دست مبارک میں تھا اتنے میں میں بھی سامنے سے آگیا جناب رسالت مآب نے مجھے سلام کیا اور میں آپ کے چہرہ کیطرف دیکھکر ہنسا۔ تو نے مجھ سے کہا اے ابو طالب کے بیٹے رسولِ خدا کو پہلے سلام کیوں نہ کیا تو تکبر سے باز نہیں آتا آنحضرت نے فرمایا اے زبیر خاموش رہ علی مغرور نہیں ہے۔ ایک وہ دن ہوگا کہ تو اُس کے مقابلہ پر آئیگا اور اسدن تو ظالم ہوگا۔ زبیر نے کہا ہاں یہ بھی سچ ہے اور جناب رسولخدا نے ایسا ہی ارشاد کیا تھا۔ اے امیر المومنین میں ان باتوں کو بھول گیا تھا آپ نے یاد دلایا اب میں سمجھا کہ آپ حق پر ہیں اگر یہ بات مجھے پہلے سے یاد آجاتی تو ہرگز آپ کے مقابلہ کے لئے نہ نکلتا۔ اسوقت آپ نے جتلا دیا میں اپنے فعل سے باز آیا اب کوئی ایسا کام نہ کروں گا جس سے خاطر مبارک پر میل آئے یہ کہکر چلا گیا اور عائشہ کے پاس پہنچا۔ عائشہ ہودج میں تھیں پوچھا اے ابا عبداللہ تم میں اور علی میں کیا باتیں ہوئیں۔ زبیر نے ان باتوں کا ذکر کیا جو حضرت علی نے جناب رسالت مآب صلعم کی فرمودہ یاد دلائی تھیں اور کہا ایک اور بات بھی ہے وہ یہ کہ قسم خدا کی میں زمانہ جاہلیت اور عہد اسلام میں جس جس معرکہ میں شریک ہوا ہوں کہیں نہیں ہچکچایا ہر موقع پر بڑا باحوصلہ اور دلیر رہا ہوں لیکن آج علی کے مقابلہ پر میں دیکھتا ہوں کہ فکر و اضطراب سے گویا خود بخود میرے قدم پیچھے ہٹے جاتے ہیں عائشہ نے کہا اے عبداللہ معلوم ہوتا ہے کہ تو علی کی تلوار سے ڈر گیا ہے اور تو ڈر جائے تو کوئی عیب اور عار بھی نہیں کیونکہ تجھ سے پیشتر اکثر بڑے بڑے بہادر اُس سے کانپ اُٹھے ہیں اُس کے بیٹے عبداللہ نے کہا اے باپ شاید تو علی کی تلوار میں اپنی موت کا منہ دیکھ آیا ہے جو اُس سے ڈر کر پلٹ آیا ہے۔ زبیر نے کہا خدا کی قسم اے بیٹے تو میرے لئے ہر موقع پر بدبخت نکلا ہے اُس نے جواب دیا میں تو بدبخت نہیں نکلا مگر تو نے مجھے اہل عرب کے سامنے ذلیل اور رسوا کر دیا اور بدنامی کا ایسا داغ لگا دیا جو سات سمندروں کے پانی سے بھی نہیں دُھل سکتا۔ زبیر یہ بات سنکر غضبناک ہوا اور مرکب کو للکار کر لشکر امیر المومنین کیطرف پلٹا حضرت علی نے اُسکی یہ حالت دیکھکر اسی طرح سے کہا اسے راستہ دو کہ صفوں سے دوسری طرف نکلجائے لوگوں نے اسے نہ روکا اور وہ صفوں کو چیرتا ہوا دوسری سمت نکلگیا وہاں سے پھر پلٹا اور گھوڑا اڑاتا ہوا صفوں سے اسطرف نکل آیا مگر کسیکو زخمی نہیں کیا پھر اپنی جگہ پہنچکر بیٹے سے کہا کیا نامرد ایسا ہی حملہ کرتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا حملہ تو بہت اچھا تھا لیکن کسیکو ایک زخم بھی نہ لگایا۔ اور اسوقت جبکہ جنگ سے کام آپڑا ہے تو ہمیں پیٹھ دکھاتا ہے اور ہمیں چھوڑے جاتا ہے زبیر نے کہا اے بدبخت میں نے جناب محمد مصطفےٰ کا کلام سن رکھا

ہے۔ کیا تیرے لئے میں اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالدوں اس کے بعد وہ لشکر سے نکلا اور پچاس سواروں نے اسکا پیچھا کیا کہ واپس لے آئیں زبیر نے باگ موڑ دی اور حملہ کرکے انہیں منتشر کر دیا۔ پھر آگے روانہ ہوا یہانتک کہ وادی سباع کے ایک موضع میں پہنچا اور بنی تمیم کی ایک جماعت کے پاس قیام کیا اس کے ایک آشنا نے پوچھا کہ لشکروں کو کس حال میں چھوڑا زبیر نے جواب دیا کہ دونوں جنگ آزمائی کا ارادہ رکھتے تھے اور لڑائی شروع ہونے کو تھی مجھ سے نہ دیکھا گیا چلا آیا آشنا نے اس کے لئے کھانا منگایا اس نے کچھ کھا کر اوپر سے دودھ پیا اور وضو کرکے نماز پڑھی پھر سو رہا۔ آشنا نے جو سوتا پایا کر تلوار سے سر کاٹ ڈالا اور اسکے اسلحہ اور انگشتری لیکر جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا لکھے ہیں کہ اس شخص کا نام عمرو بن جرموز مجاشعی تھا جب زبیر کا سر اور اسکا گھوڑا اور ہتھیار امیر المومنین کے سامنے لایا تو آپ اس کے مار ڈالنے سے بہت ہی ناراض ہوئے اور عمرو سے مواخذہ کیا کہ تو نے اسے کیوں مار ڈالا۔ عمرو نے کہا میں سمجھا تھا آپ اس کے مارے جانے سے خوش ہونگے۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ ہرگز آپ کی اطاعت نہ کرے گا اس لئے اسے قتل کر دیا حضرت نے فرمایا میں نے جناب رسول خدا سے سنا ہے کہ زبیر کے قاتل سے کہدو کہ وہ دوزخ میں جائیگا۔ عمرو اس خبر سے سخت رنجیدہ ہو کر واپس چلا گیا حضرت علی زبیر کی تلوار کو ہاتھ میں لیکر گردش دیتے تھے اور رو رو کر فرماتے تھے یہ وہ تلوار ہے جس نے جناب مصطفےٰ کے مقابلے سے بہت سی تکلیفوں کو دور کیا تھا اور خدا کے راستے میں بڑی کوششیں کی تھیں اسی طرح زبیر کے قتل پر بہت سا افسوس اور رنج فرماتے رہے آخر کار صبر کیا پھر لشکر کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ آنکھیں نیچی کرکے دل میں معرکہ آرائی کا مصمم ارادہ کر لو یاد خدا کے سوا اور کوئی ذکر ہو نہ نعرہ مارو کیونکہ یہ بزدلی کی علامت ہے۔ عائشہ بھی اپنی فوج کا دل بڑھا رہی تھیں اور اہل بصرہ جنگ پر مستعد تھے اب لشکر امیر پر پیہم تیر آنے شروع ہوئے اور اہل لشکر زخمی ہونے لگے مگر حضرت علی ابتک بھی خاموش تھے دوستوں نے کہا اے امیر المومنین ان لوگوں کی شوخی حد سے تجاوز کر گئی ہے۔ وہ تیر افگنی سے ہماری جمعیت کو خستہ کر رہے ہیں اور آپ اجازت جنگ عطا نہیں فرماتے۔ ہم نہیں سمجھتے آپ کس بات کا انتظار فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا میں چاہتا تھا کہ اپنے آپ کو جنگ سے باز رکھوں۔ مگر دیکھتا ہوں کہ وہ نصیحت نہیں سنتے بلکہ جنگ شروع کرکے ہمارے بہت سے آدمیوں کو زخمی اور مجروح کر دیا ہے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا اس کے بعد اپنی زرہ پہنی اور شمشیر حمائل کرکے سر پر عمامہ باندھا اور دلدل پر سوار ہو کر قرآن شریف لیا اور آواز دی کہ تم میں کون شخص اس قرآن شریف کو میرے ہاتھ سے لیکر ان لوگوں کے سامنے لیجانا چاہتا ہے تاکہ انہیں اس قرآن مجید کی مندرجہ امور ہی کیطرف بلائے مجاشع میں سے ایک غلام مسلم نام آگے بڑھا اور کہا میں لیجاکر ان کے سامنے پیش کروں گا آپ نے فرمایا اے جوان اگر تو قرآن شریف کو ان کے سامنے لیجائے اور وہ تجھے قتل کر ڈالیں تو کیا تجھے اپنا قتل گوارا ہے اس نے کہا ہاں مجھے گوارا ہے آپ نے خبر دی کہ وہ سب سے پہلے تیرے ان ہاتھوں کو جنمیں قرآن شریف ہو گا قطع کریں گے پھر اور زخم لگائیں گے اور ہلاک کر دینگے اس نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا میں اس سب پر راضی ہوں۔ جبکہ مجھ سے میرا خدا رضامند ہو گا تو مجھے پھر کسی بات کا غم نہیں۔ آپ نے مکرر اس سے یہ کلمات بیان فرمائے اور حجت ختم کی اس نے کہا خدا کے راستے میں شہید ہونا۔ اور درگاہ سے ثواب موعود حاصل کرنا بمقابلہ تکلیف قتل بہت اچھا ہے اس کے بعد آپ نے دعا خیر دی اور وہ قرآن شریف لیکر مخالفوں کے پاس پہنچا کہا اے لوگو امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے جو رسول خدا کا چچیرا بھائی اور وصی ہے یہ قرآن شریف میرے ہاتھ تمہارے پاس بھیجا ہے اور اپنے آپ کو مجبور کرکے کہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ اس کلام الہٰی کے مطابق عمل کرونگا تم مجھ سے مخالفت نہ کرو اور جنگ سے پیش نہ آؤ خدا سے ڈرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاک نہ کرو۔ عائشہ کے مددگاروں میں سے ایک آدمی نے آتے ہی اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کے دونو ہاتھ کاٹ ڈالے اس جوان نے قرآن شریف کو سینہ اور بازوؤں سے روکا دوسری تلوار سینہ پر ماری اور قتل کر دیا امیر المومنین علی نے یہ حال معائنہ فرما کر علم اپنے بیٹے محمد حنفیہ کے حوالہ کیا اور کہا اے میرے بیٹے علم لیکر دشمنوں پر حملہ کر محمد نے علم لیا اور صفوں کے مقابل آکر رجز پڑھی اور توقف کیا حضرت علی نے آواز دی کیوں دیر لگائی ہے حملہ کر محمد حنفیہ نے حملہ کرکے کئی شخص مار گرائے

اور ایک طرف سے دوسری طرف حملہ کرتا تھا جناب امیر بلا خطر وار رہے تھے اور اسکی شجاعت اور طریقۂ جنگ سے خوش ہو رہے تھے اور کہتے تھے
اَطعن بھا طعن ابیک تحمد لا خیر فی الحرب اذا لم توقد محمد بن حنفیہ نے کچھ دیر تک جنگ کی پھر علم واپس لئے ہوئے اپنی صف میں آملے اسکے
بعد امیر المومنین نے شمشیر کھینچکر حملہ کیا کچھ عرصہ تک دائیں جانب کی فوج پر حملہ کرتے رہے اور بہت سے آدمیوں کو خاک و خون میں ملایا پھر کچھ عرصہ تک بائیں
دستہ پر حملہ آور ہو کر قتل و قمع کیا آخر آپ کی تلوار خمیدہ ہو گئی آپ مرکب سے اتر پڑے اور تلوار کو رانو کے نیچے دبا کر سیدھی کرنے لگے کسی دوست نے کہا۔
آپ تلوار مجھے دیں خود سیدھی کرنے کی تکلیف نہ اٹھائیں میں سیدھی کر دونگا آپ نے کچھ جواب نہ دیا اور تلوار سیدھی کرکے پھر سوار ہوئے اور دوبارہ حملہ
کیا جو سامنے پڑتا اسکو مار گراتے اب پھر تلوار میں بل آگیا آپ پلٹ کر اپنی صف میں چلے آئے اور تلوار کو درست کرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے خدا کی قسم میں
صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے یہ جنگ کر رہا ہوں پھر اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کیطرف دیکھکر کہا ایسی جنگ کر جیسی تیرا باپ کرتا ہے اسی اثنا میں اہل بصرہ
کے میمنہ کی فوج نے کوفہ والوں کی فوج میسرہ پر حملہ کیا اور کسقدر پیچھے ہٹا لے گئے مگر اہل کوفہ نے پھر جم کر جنگ کی علی کے دوستوں میں سے مخنف بن سلیم ازدی
نے صاحبان جمل پر حملہ کرکے کئی شخصوں کو قتل اور زخمی کیا پھر خود بھی زخم کھایا اور واپس چلا آیا پھر اُسکا بھائی صقعب بن سلیم گیا۔ اور سخت زخمی ہوکر شہید
ہوا۔ پھر زید بن صوحان عبدی جو جناب امیر کے مشہور و معروف دوستوں میں سے تھا اور نامور شریف اور امیر المومنین کا علم بردار بھی تھا حملہ آور ہوا اور کچھ
عرصہ تک جنگ کرکے شہید ہو گیا اس کے بعد اس کے بھائی صعصعہ بن صوحان نے علم لیکر حملہ کیا اور سخت زخمی ہوکر پلٹا۔ اسکے بعد ابو عبیدہ عبدی جو اصحاب
امیر المومنین میں سے نہایت نیک شخص تھا علم لیکر حملہ آور ہوا اور شہادت پائی اسیطرح عبد اللہ بن رقیہ اور رشید بن سمرہ نے یکے بعد دیگر علم سنبھالا اور حملہ
آور ہوکر جام شہادت نوش کیا غرضکہ ایک ہی جگہ پر حضرت علی علیہ السلام کے سات مشہور و معروف دوست شہید ہوئے اب اصحاب جمل میں سے ایک شخص
عبد اللہ بن یثربی نام میدان میں آیا اور رجز خوان ہوکر کہا ابو الحسن جو اس فتنہ کا بانی ہے اور جس کی دشمنی فرض ہے کہاں ہے امیر المومنین نے آگے بڑھ کر
فرمایا میں موجود ہوں آگے آئیں دیکھوں تو کیا کرتا ہے اُس شخص نے تلوار کھینچکر حضرت پر حملہ کیا اور آپ نے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اسکا سر اور گردن اور بازو
کٹ کر دور جا پڑے پھر اُس کے سر پر کھڑے ہو کر فرمایا کیوں تو نے ابو الحسن کو کیسا دیکھا اسوقت بنی ضبہ عائشہ کے اونٹ کے گرد حلقہ زن ہو گئے ہر شخص اپنی
یہی کہہ رہا تھا اور اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ اُن میں سے ایک شخص اونٹ کی مہار سنبھالے تھا اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے فخر کر رہا تھا زید بن لقیط شیبانی
نے کھینچکر تلوار ماری اور زمین پر گرا دیا۔ بنی ضبہ میں سے ایک اور آدمی نے مہار آ سنبھالی اُسکا نام عاصم بن زلف تھا اُسنے امیر المومنین کی دشمنی کے مضمون
کا شعر پڑھا تھا کہ آپ کے ہوا خواہوں میں سے منذر بن حفصہ تیمی نے حملہ کرکے مار ڈالا پھر میدان میں گھوڑے کو کاوے دیتا ہوا فخر کرنے لگا اتنے میں
اصحاب جمل کے ایک جوان وکیع بن مومن ضبی نے صف سے نکلکر منذر پر حملہ کیا دونوں تلوار سے جنگ کرنے لگے انجام کار منذر نے تلوار مار کر گرا دیا اب اشتر
نخعی میدان میں نکلا شیر غضبناک کیطرح دھاڑا اور مرد مقابل طلب کیا۔ عامر بن شداد ازدی مقابلہ پر آیا کچھ دیر نیزہ سے جنگ کرتا رہا مگر اشتر نے نیزہ سے
مار کر نیچے گرا دیا پھر للکارا کہ اور کون شخص ہے جو مجھ سے جنگ آزمائی کرنا چاہتا ہے سامنے آئے مگر کوئی نہ نکلا اشتر میدان جنگ میں گھوڑے کو جولان کرتا
اور فخریہ اشعار پڑھتا تھا جب کوئی شخص منہ پر نہ چڑھا تو اپنی جگہ پر واپس چلا آیا پھر محمد بن ابی بکر اور عمار یاسر نکلا اشتر کے پہلو میں آ کھڑے ہوئے اور اشتر
اُن کے عقب سے گذر کر دوسری طرف ان کے برابر جا کھڑا ہوا اتنے میں اصحاب جمل میں سے ایک شخص نے آواز دی کہ تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا
تجھے نام سے کیا کام اگر کچھ جنگ کا حوصلہ رکھتا ہے تو سامنے آ کہ تجھے بھی دیکھ لیں عمرو بن یثربی ضبی نکلکر مقابلہ پر آیا عمار یاسر نے حملہ کرکے ہلاک کر دیا۔ کعب
بن سوار ازدی نے عمار یاسر پر حملہ کرنے کا قصد کیا مگر ایک غلام ازدی زیادہ پرجوش ہوکر اُس پر سبقت لیگیا غرضکہ وہ عمار کیطرف بڑھا اور عمار نے چاہا کہ حملہ
آور ہو ابو زینب ازدی نے لپک کر حملہ کیا اور اس غلام کو قتل کر دیا پھر جناب امیر کے سامنے جا کھڑا ہوا اب عمرو بن یثربی اور کچھ اور اصحاب جمل اپنی جگہ سے

بڑھے اور دونوں صفوں کے بیچ میں ایسی جگہ جہاں سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کا اونٹ قریب تھا کھڑے ہو کر لڑنے والوں کو طلب کیا جناب امیر کے اصحاب میں سے الہیثم بن سدوسی نکلا عمرو بن یثربی نے حملہ کرکے شہید کر دیا پھر اور مرد مقابل طلب کیا عبد اللہ بن سوحان عبدی نے بڑھکر اسپر حملہ کیا اور شہید ہو گیا پھر اور کسی جنگجو کو طلب کیا مگر سب اس کی شجاعت اور زور کو دیکھ چکے تھے کوئی مقابلہ پر نہ آیا عمرو میدان میں گھوڑے کو کاوے دیتا تھا اور اپنی تعریف کرتا تھا اور اسکا خوف دلوں پر چھا گیا تھا یہ حال دیکھکر عمار یاسر نے اپنا مرکب اسکی طرف بھپکا اور سامنے آکر کہا یہ لاف و گزاف کب تک اگر تو سچا ہے تو ذرا ٹھہر کہ تو مردوں کا وار ملاحظہ کرے عمرو نے تلوار گھسیٹ کر عمار پر حملہ کیا عمار نے بھی تلوار کھینچ لی اور مقابلہ پر آیا بہت دیر تک دونوں میں کشش و کوشش اور رد و بدل ہوتا رہا آخر کار عمار نے تلوار مار کر اسے گھوڑے سے نیچے گرا دیا پھر آپ بھی نیچے اتر کر اور اسکا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لایا اور جناب امیر کے سامنے ڈال دیا آپ نے حکم دیا کہ اسکا سر کاٹ ڈالو عمرو نے کہا مجھے مت مار جسطرح میں ان کی مدد کرتا تھا اسیطرح تمہاری رضامندی کے لئے اب ان سے جنگ کرونگا آپ نے فرمایا اے دشمن خدا میں تجھے کسطرح چھوڑدوں کہ تو نے میرے تین مصاحب جو بہادری اور شجاعت اور دانائی اور عقل میں نظیر نہ رکھتے تھے قتل کئے ہیں عمرو نے کہا اے امیر مجھے تم سے کچھ کہنا ہے قریب آؤ تو کان میں کچھ کہوں وہ ایک ایسے بڑے راز کی بات ہے جس کے معلوم ہونے سے آپکو بہت بڑا فائدہ ہوگا آپ نے کہا تو بڑا شقی ہے اور جناب رسول خدا نے مجھے فرما رکھا ہے کہ تم دو شخص سے علیحدہ رہنا عمرو نے کہا خدا کی قسم اگر تم میرے قریب آتے تو اپنا کان میرے لبوں کے متصل کرتے تو آپکا کان یا ناک کتر لیتا حضرت نے اس کی اس عداوت سے بڑا تعجب کیا پھر اپنے ہاتھ سے اسے ہلاک کیا پھر اسکا بھائی عبد اللہ بن یثربی نکلا اور مرد مقابل چاہا جناب علی مرتضے ایسے طریق سے سامنے تشریف لے گئے کہ وہ نہ پہچانے عبد اللہ نے حملہ کیا اور آپ نے تلوار کا وار رسید کیا کہ آدھا چہرہ اور سر کٹ کر گر پڑا پھر آپ نے مراجعت کی کہ اپنی صف میں آجائیں اتنے میں ایک آواز سنی مڑ کر دیکھا تو وہ عبد اللہ بن خلف خزاعی عائشہ کے گھر کا سر راہ کار اور بصرہ کا رہنے والا تھا آپ نے استفسار فرمایا کہ عبد اللہ کیا کہتا ہے اس نے کہا یا علی کیا تم تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے میدان جنگ میں مقابلہ کرنا منظور کرتے ہو آپ نے فرمایا یہ کوئی مشکل بات نہیں لیکن تجھے مارے جانے میں کیا راحت ملے گی غالباً تو مجھے نہ بھولا ہوگا اور جانتا ہوگا کہ میں کون شخص ہوں عبد اللہ نے کہا اے ابو طالب کے بیٹے اس تکبر اور غرور سے باز آؤ کب تک اپنی تعریفیں کئے جاؤ گے اور آدمیوں کو کچھ نہ سمجھو گے قدم آگے بڑھاؤ کہ اپنے کئے کی سزا کو پہنچو امیر المومنین نے باگ موڑی اور اسکیطرف بڑھے اور کہا عبد اللہ جو کچھ تیرے پاس ہو وار کر عبد اللہ نے تلوار کھینچکر آپ پر چھپٹا اور وار چھوڑا حضرت علی نے اسکا وار خالی دیا اور اسی تیزی میں گھوڑے کو اسپر لوٹا کر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اسکا دایاں ہاتھ اور کھوپڑی کٹ کر جا پڑی آپ نے اس کے سر پر گھوڑا دوڑایا اور سموں کے نیچے لیکر یہ شعر پڑھا اور اس کی اسدرجہ کی سنگدلی اور عداوت پر تعجب فرماتے تھے وہ شعر یہ ہے **شعر** ایای تدعوانی الوغا یا ابن الارب وفی یمینی صارم یبدی اللہب * آپ نے اس شعر کو ایک دو مرتبہ پڑھا پھر اپنی صف میں چلے آئے پھر مازن بن عوف ضبی نے مرکب نکالا اور کوئی جنگجو طلب کیا عبد اللہ بن نہشل اسکے مقابل ہوا دونو نیزہ سے جنگ کرنے لگے عبد اللہ نے اسے نیزہ سے ہلاک کیا پھر ثور بن عدی جو مازن بن عوف کا چچیرا بھائی تھا میدان میں آیا اور کسی لڑنے والے کا خواستگار ہوا محمد بن ابی بکر نے نکلکر تلوار سے کاٹ دیا عائشہ یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئیں کہا- مجھے ایک مٹھی کنکریاں دو لوگوں نے دیدیں عائشہ نے انہیں امیر المومنین کے اصحاب کیطرف پھینککر کہا شاہت الوجوہ یعنے یہ چہرے سیاہ ہوں علی کے مصاحبوں میں سے ایک نے کہا اے عائشہ ما رمیت اذ رمیت ولکن الشیطان رمی اسوقت طلحہ بن عبد اللہ نے آواز بلند کہا اے بندگان خدا صبر کرو صبر کرو کیونکہ صبر اور ظفر دونوں ہمدوش ہیں اور صابروں کے ثواب عظیم ہیں - اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ +
مروان بن حکم نے اپنے غلام سے کہا تو جانتا ہے کہ مجھے کس بات پر بڑا تعجب آتا ہے غلام نے کہا تم کچھ کہو تو معلوم ہو مروان نے کہا مجھے اس بات سے تعجب آتا ہے کہ قتل عثمان میں طلحہ سے زیادہ اور کوئی شخص ساعی نہ تھا وہ اس کے دشمنوں کو ترغیب دلاتا تھا اور خون عثمان کے بہانے کے واسطے خوب زور

لکار رہا تھا آج کہتا ہے کہ میں عثمان کے خون کا بدلہ لیتا ہوں اور لوگوں کو ہلاکت میں مبتلا کر رہا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ سارا لشکر کٹوا دیگا۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے تیر سے ہلاک کر دوں تاکہ اور مسلمان اس کے شر اور فساد سے رہائی پاویں اور میں اس طریقہ سے اسکا شر مٹا دوں تو میرے آگے ایسی طرح کھڑا ہو جا کہ میں چھپ جاؤں اور کوئی اور مجھے نہ دیکھ سکے اور یہ معلوم نہ ہونے پائے کہ میں نے تیر مارا ہے اگر تو ایسا کرے گا تو میں تجھے آزاد کر دونگا غلام اسکے سامنے کھڑا ہو گیا مروان نے زہر کے بجھے ہوئے پیکان والے تیر کو کمان میں جوڑا اور طلحہ کو نشانہ بنایا جس سے طلحہ کا پاؤں رکاب کے ساتھ چھید گیا طلحہ اس زخم سے تاب نہ لا کر گھوڑے سے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا اپنے غلام سے کہا مجھے اٹھا اور سایہ میں لے چل غلام نے کہا اے آقا یہاں کوئی ایسا سایہ نظر آتا ہے نہ جائے پناہ جہاں آپ کو لے چلوں۔ طلحہ نے کہا سبحان اللہ آج میں اپنے خون سے زیادہ رائیگاں اور کسی کا خون نہیں پاتا۔ نہ معلوم یہ تیر میرے پاؤں میں کہاں سے آلگا یہ تیر ضرور موت کا تیر ہوگا اور حکم الٰہی بغیر نہیں لگا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا۔ طلحہ یہ الفاظ کہتا جاتا تھا اور تڑپتا تھا یہاں تک کہ مر گیا لوگوں نے اسے اسی موضع میں دفن کر دیا عائشہ کو اسکے مرنے سے سخت رنج ہوا کیونکہ طلحہ ان کے چچا کا بیٹا تھا کوفہ اور بصرہ والے اس حادثہ سے بہت غمگین ہوئے اور سخت افسوس کھا کر رات ہو جانے پر دونوں لشکر اپنے اپنے قیام گاہوں پر چلے گئے دوسرے دن پھر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہودج میں سوار ہو کر اپنے اونٹ کو لشکر کے آگے لا کر بڑھایا اور تمام آدمی اسکے گرد صف بستہ ہو گئے امیر المومنین نے بھی اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور جنگجو بہادروں نے میدان میں نکلکر جنگ چھیڑ دی آج اسقدر آدمی مارے گئے کہ میدان جنگ کی ساری زمین لال ہو گئی جناب امیر کے اصحاب نے ایک دوسرے کے پیچھے اصحاب جمل پر حملہ کیا سب سے پہلے حجاج بن غزیہ انصاری نے باگ اٹھائی اسکے بعد عقب سے خزیمہ بن ثابت نے حملہ کیا پھر شریح بن ہانی حارثی۔ ہانی بن عروہ مذحجی زیاد بن کعب ہمدانی۔ عمار یاسر۔ اشتر نخعی۔ سعید بن قیس ہمدانی عدی بن حاتم طائی۔ رفاعہ بن شداد نے باترتیب یکے بعد دیگرے پیچھے حملے کئے پھر امیر المومنین علی کے اصحاب ہر سمت سے دائیں بائیں اور قلب و جناح کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے ایسے ایسے لاجواب حملے کئے اور اسطرح لڑے کہ آج جیسی لڑائی کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی بیشمار اصحاب جمل مارے گئے اور عائشہ کا ہودج جس میں آپ تشریف رکھتی تھیں تیروں کی بوچھاڑ کی کثرت کے سبب اس میں اسقدر تیر پیوست ہو گئے تھے کہ ساہی کی پیٹھ معلوم ہوتا تھا اصحاب جمل انتہائے اعتقاد سے عائشہ کے اونٹ کی مینگنیاں اٹھا اٹھا کر سونگھتے تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ مومنوں کی ماں عائشہ کے اونٹ کی مینگنیوں میں سے تو مشک سے بھی زیادہ خوشبو آتی ہے اور اس امر پر بہت نازاں تھے اونٹ کی مہار تھام تھام کر خوب مردانگی دکھا رہے تھے اور اس کے سامنے قتل ہو ہو کر گرتے جاتے تھے اسطرف سے اشتر نخعی معرکہ آرا ہو کر داد شجاعت دے رہا تھا عبداللہ بن زبیر نے اسے دیکھکر آواز دی کہ اے دشمن خدا ایسی جگہ ٹھہر میں تجھے سب جگہ ڈھونڈھ پھرا اب کوئی لمحہ جاتا ہے کہ تو مردوں کے ہاتھ دیکھ لیگا یہ کہکر نیزہ لیا اور مرکب دوڑا کر آیا دونو نیزہ سے جنگ کرنے لگے مگر عبداللہ بن زبیر نے بمشکل اپنے آپ کو اسکے ہاتھ سے بچایا اشتر آج روزہ سے تھا اور اس سے پہلے دو یوم تک بوجہ بیمار ہو جانے کے کچھ نہ کھایا تھا ورنہ عبداللہ اس کے ہاتھ سے بچکر نہ جا سکتا جسوقت امیر المومنین کے دوستوں نے ہر سمت سے حملہ کر دیا اور آثار ظفر نظر آنے لگے اور بصرہ والوں کی تعداد کثیر قتل ہو گئی تو انجام کار تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ نکلے اور لشکر امیر نے تعاقب کر کے بہت آدمیوں کو خاک و خون میں ملا دیا اسوقت آپ نے حکم دیا کہ اس اونٹ کو جسے شیطان نے ابھی تک سنبھال رکھا ہے پاؤں کاٹ دو کوئی شخص اسطرف دوڑ پڑے عبدالرحمن بن صرد تنوخی نے پہنچکر اس اونٹ کی اگلی ٹانگوں پر تلوار ماری کہ دونوں پاؤں قلم ہو گئے اور وہ اونٹ ہیبت ناک آواز نکالکر سینہ کے بھل زمین پر آ رہا عمار یاسر نے تلوار سے تنگ کاٹ دیا کہ ہودج زمین پر آ رہا اس کے بعد جناب علی مرتضےٰ آپہنچے عائشہ نے آپ کو دیکھکر کہا اے علی تم نے فتح پائی ہے تو نیکی سے پیش آؤ آپ نے محمد بن ابی بکر سے کہا اپنی بہن کو سنبھال اور اپنے سوا اور کسی کو اس کے ہودج کے پاس نہ آنے دے محمد دوڑ کر گیا اور ہودج کے اندر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ عائشہ کو اس کے اندر سے نکالے عائشہ نے کہا تو کون ہے۔ تیرا ہاتھ میرے دامن کو چھو گیا۔ محمد نے کہا اے

بہن ہیں ہوں تونے اپنا کیا حال کیا۔ ایسی آبرو ضائع کی اور ہلاکت میں پڑی اسکے بعد اُسے شہر بصرہ میں لیجا کر عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں جو ان
وہ آتے ہی اُتری تھیں ٹھہرایا عائشہ نے کہا میں قسم دلاتی ہوں کہ عبداللہ بن زبیر کو بلا دو۔ محمد نے کہا اُسے بلا کر کیا کرو گی یہ سب مصیبت اور خرابی تمہیں اُسی کے
سبب اُٹھانی پڑی ہے۔ عائشہ نے کہا مجھے زیادہ مت ستاؤ اُسے بُلا لاؤ وہ تیرا بھانجہ ہے میں اُسے دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس معرکہ میں اسکا کیا حال ہوا محمد میدان
جنگ میں واپس آیا عبداللہ کو بہت ہی مجروح اور خستہ حال دیکھا کہا کہ اُٹھ کہ ہم اپنے گھر چلیں عبداللہ گھوڑے پر سوار ہوا اور محمد اس کے پیچھے پیچھے جب داخل
خانہ ہوا عائشہ اسکا یہ حال دیکھکر رونے لگیں اور گلے سے لگا لیا پھر مصروف علاج ہوئیں پھر عائشہ نے محمد سے کہا جا اس کے واسطے علی سے امان طلب کر محمد نے
خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عبداللہ بن زبیر کے واسطے اماں طلب کی آپ نے فرمایا ایک عبداللہ کیا میں نے تمام عالم کو اماں دیدی اُس کے بعد جناب امیر نے عبداللہ
بن عباس کو بلا کر کہا عائشہ کے پاس جاؤ اور کہدو کہ اُٹھو مدینہ جاؤ بصرہ میں زیادہ نہ ٹھہرو۔ عبداللہ بن عباس نے عبداللہ بن خلف کے دروازے پر کہا مجھے عائشہ
سے کچھ کہنا ہے۔ اجازت ہو تو اندر آکر پیام پہنچادوں عائشہ نے اجازت نہ دی عبداللہ بے اجازت ہی اندر چلا گیا۔ چند تکیے پڑے ہوئے تھے اُنہی میں سے ایک اٹھا کر
اُس پر ہو بیٹھا۔ عائشہ نے کہا اے عباس کے بیٹے تو نے سنت امر کو ترک کر دیا کہ میری اجازت بغیر اندر چلا آیا اور میرے بغیر کہے تکیہ پر ہو بیٹھا۔ عبداللہ نے کہا تمہیں
سنت سے کیا علاقہ سنت ہماری وضع اور آئین ہے ہمنے ہی تمکو اور تمہارے باپ کو سنت کی تعلیم دی ہے اگر تم اُسی حجرہ میں رہتیں جس میں جناب رسول خدا نے
چھوڑا تھا اور اُس گھر سے قدم باہر نہ نکالتیں تو کوئی شخص آپ کی بلا اجازت قدم اندر نہ رکھتا تمہارا گھر وہ ہے جس میں رہنے کے لئے خدا اور رسول خدا نے
تمکو حکم دیا ہے تم خدا اور رسول خدا کی اجازت بغیر اُس گھر سے نکل آئیں اور جو کچھ فساد کیا سو کیا اب جناب امیر المومنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ فوراً مدینہ چلی جاؤ
یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرو۔ عائشہ نے کہا اللہ تعالٰے امیر المومنین عمر بن خطاب پر رحمت نازل کرے امیر المومنین تو وہ تھے عبداللہ بن عباس نے کہا شکر خدا کہ آج اہل عالم
کے امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں گو تم اُن سے ناخوش ہو عائشہ نے کہا میں اس امر سے انکار کرتی ہوں۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ انکار کرنا تمہارے حق میں بہت
نامبارک ہوا ہے اور بہت جلدی اسکا ظہور ہو گیا ہے۔ تمہارا حکم اور دبدبہ زیادہ دیر نہیں رہا بہت جلدی ختم ہو گیا عائشہ رو پڑیں اور کہا میں ایسا ہی کروں گی
اور اس شہر سے نکل جاؤں گی کیونکہ اے بنی ہاشم جس جگہ تم نظر آتے ہو مجھے وہ جگہ سب جگہ سے زیادہ ناگوار گزرتی ہے عبداللہ نے کہا تم ایسا کیوں فرماتی ہو تمہارے
پاس جسقدر نعمتیں موجود ہیں سب ہماری ہی دی ہوئی ہیں عائشہ نے کہا میں تمہاری ایک بھی نعمت نہیں رکھتی عبداللہ نے جواب دیا اوّل تمہارا نسب تیم اور عدی
ہے تم اُس کے سبب ام المومنین نہیں کہلاتی ہو بلکہ ہماری وجہ سے تمہیں اُمّ المومنین کہتے ہیں ورنہ تم ام رومانی کی بیٹی ہو تمہارا باپ جسے صدیق کہتے ہیں
تو ابو قحافہ کا بیٹا ہے وہ بھی ہمارے سبب سے صدیق ہوا ہے عائشہ نے کہا تو رسول خدا صلعم کے ذریعہ سے مجھ پر احسان جتاتا ہے عبداللہ نے کہا ہاں رسول خدا
صلعم کے ذریعہ سے تم پر کیوں نہ احسان جتاؤں خدائے واحد کی قسم جناب رسالتمآب کا ایک بال بلکہ اسقدر حصہ جتنا ناخن سے لگا رہ جائے کسی شخص
پر ہو تو بھی تو تم پر بلکہ تمام مومنین پر ہم احسان رکھ سکتے ہیں کیونکہ ہزار در ہزار احسان کا موقع ہے۔ اور کون شخص ہے
جو آنحضرت کے بال برابر احسان کا حق ادا کر سکتا ہے تم اُن کی نو بیویوں میں سے ایک بی بی ہو۔ تم اُن سے شکل میں زیادہ اچھی نہیں نہ اصل اور نسب ہی میں زیادہ
عزیز اور بزرگ ہو اور تم حکمرانی چاہتی ہو کہ سب تمہارا کہنا مانیں کوئی خلاف امر نہ کرے ہم جناب رسول خدا صلعم کے گوشت پوست اور خون ہیں آنحضرت کا ورثہ
اور علم ہم میں موجود ہے۔ عائشہ نے کہا علی تیری ان باتوں سے گرویدہ نہ ہو گا اور جو کچھ تو کہتا ہے وہ اسے تسلیم نہ کرے گا۔ عبداللہ نے کہا میں اُن سے جھگڑا نہیں
کرتا بلکہ اُن کا فرمانبردار ہوں کیونکہ میری نسبت آپ رسول خدا کے زیادہ قریبی قرابت دار ہیں اور وراثت علم رسول خدا کے سب سے زیادہ حقدار اور سزاوار ہیں کیونکہ
آپ جناب رسالتمآب کے بھائی اور چچا کے بیٹے اور اُنکی لڑکی کے شوہر اور اُن کے دو فرزندوں کے باپ وصی اور شہر علم اور میدان جنگ کے بہادر ہیں اور تمکو
ان امور سے کیا نسبت خدا کی قسم جسے تمہارے اور تمہارے باپ کے حق میں جو کچھ کیا ہے تم اسکا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتی تھیں اور جسقدر کر سکتی تھیں وہ بھی نہیں

کیا ملا جو کچھ تمسے کیا وہ کیا عبداللہ اسقدر کہکر عائشہ کے پاس سے واپس چلا آیا اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوکر جملہ گفت وشنید عرض کردی آپ نے فرمایا میں سمجھتا تھا کہ اس قسم کی باتیں ہونگی پھر حکم دیا کہ رسول خدا کی سواری کے مرکب پر زین رکھیں اور میرے پاس لائیں جس مرکب آیا سوار ہوکر عائشہ کے دروازے پر تشریف لائے اذن چاہا پھر اندر گئے دیکھا عائشہ بیٹھی رو رہی ہے اور بصرہ کی کچھ عورتیں اسکی اردگرد بیٹھی ہوئی روتی ہیں عبداللہ بن خلف خزاعی کی عورت نے امیر المومنین کو دیکھکر فریاد کی اور اس کے قبیلہ کی جو عورتیں وہاں موجود تھیں انہوں نے بھی فریاد کرتے ہوئے آپ کی طرف منہ کیا اور کہنے لگیں اے دوستوں کے قاتل اور جماعتوں کے پریشان کرنے والے خدا تیرے فرزندوں کو یتیم کرے جیسا کہ تو نے عبداللہ بن خلف کے بچوں کو یتیم کیا ہے جناب امیر نے اسے پہچان کر فرمایا تو یہی ہے جو مجھے دشمن سمجھتی ہے کیونکہ میں نے تیرے دادا کو بدر کی لڑائی میں اور تیرے باپ کو جنگ احد میں اور تیرے شوہر کو کل ہی قتل کیا ہے اور اگر جیسا تو کہتی ہے میں ویسا ہی دوستوں کا قاتل ہوتا تو جتنے آدمی اس گھر میں ہیں سب کو قتل کر دیتا پھر عائشہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا ان کتیوں کو مجھ پر تم نے بھونکایا ہے اگر میں اس کو پسند کرتا تو اسیوقت سب کو گھر سے نکالکر قتل کر دیتا۔ عائشہ اور اور عورتیں حضرت علی علیہ السلام کا یہ ارشاد سنتے ہی دم بخود ہوگئیں پھر کچھ نہ بولیں اس کے بعد آپ نے عائشہ کو تنبیہ فرمائی اور کہا اللہ تعالے نے تمہیں گھر میں بیٹھے رہنے کا حکم دیا تھا کہ باہر نکلنا تم گھر سے نکلکر خدا کی گنہگار ہوئیں آپ کو لڑائی میں مبتلا کیا لوگوں کو مجھ سے لڑایا اور اس بات کا خیال نہ کیا کہ اللہ تعالے نے تم کو اور تمہارے باپ کو ہماری ہی وجہ سے شریف کیا ہے اور ہماری قرابت کے سبب تم ام المومنین کہلائیں اٹھو اسی گھر میں جاکر رہو جو تمہارے رہنے کی جگہ ہے یہ فرماکر آپ واپس چلے آئے دوسرے دن آپ نے اپنے فرزند حسن رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپ نے جاکر کہا امیر المومنین نے اس خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں ہے قسم کھائی ہے کہ اگر تم اسیوقت نہ اٹھیں اور جانب مدینہ روانہ ہوئیں تو جس بات سے تم آگاہ ہو تمہارے حق میں وہی کلمہ کہدوں گا۔ عائشہ اسوقت سر میں کنگھی کر رہی تھیں ایک طرف کے بال گوندھ لئے تھے اور دوسری طرف کے رہے ہوئے تھے جونہی حسن نے یہ کہا عائشہ دوسری طرف کے بال ویسے ہی بے گندھے چھوڑکر کھڑی ہوگئیں اور کہا ابھی جاکر میری سواری لاؤ اور اسباب لادو کہ میں مدینہ جاتی ہوں۔ مہالبہ کی ایک عورت نے جو وہاں موجود تھی پوچھا اے ام المومنین عبداللہ بن عباس تمہارے پاس آیا جو کچھ اس نے کہا تم نے ایسے سخت سخت جواب دیئے کہ وہ غصہ ہوکر چلا گیا پھر جناب امیر بنفس نفیس تشریف لائے اور کئی باتیں درمیان میں آئیں لیکن عبداللہ اور علی کی تخویف اور تہدید سے اسقدر نہ گھبرائیں جسقدر اس لڑکے کے کہنے سے اسکا کیا سبب۔ عائشہ نے جواب دیا میں اسکی بات سے اس لئے مضطرب ہوگئی کہ وہ فرزند رسول خدا ہے جو شخص حضرت مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کی زیارت کرنا چاہے وہ اس کی آنکھ کی سیاہی دیکھ لے اور ایک اور بات ہے جو حضرت علی کی زبان سے علاقہ رکھتی ہے حسن کی زبانی اس بات کا اشارہ کہلا بھیجا ہے ناچار مجھے ماننا اور یہاں سے جانا پڑا اس عورت نے کہا میں اس خدا کی جس نے جناب محمد مصطفے صلعم کو راستی کے ساتھ پیدا کیا ہے قسم دلاکر کہتی ہوں کہ مجھے بتادو وہ کیا بات ہے عائشہ نے کہا تو نے مجھے قسم دلادی ہے اسلئے تجھ سے کہتی ہوں ایک دفعہ آنحضرت صلعم جہاد سے تشریف لائے اور بہت سا مال غنیمت آیا آپ وہ مال صحابہ میں تقسیم فرمانے لگے میں اور آپ کی کچھ اور بیبیاں اس مال غنیمت میں سے کوئی شے طلب کرنے لگیں ہمنے زیادہ اصرار کیا اور جناب رسالت مآب ہمارے اصرار سے تنگ ہوگئے۔ علی بھی اسوقت موجود تھے اس اصرار پر ہمیں ملامت کی اور کہا زیادہ نہ بولو خاموش رہو آنحضرت کی طبیعت مکدر ہوتی ہے ہمنے جواب میں سختی سے کام لیا اور علی کو رنجیدہ کیا علی نے کلام الٰہی میں سے یہ آیۃ پڑھی عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ ہمنے پھر بھی اصرار کیا اور سخت باتیں کہیں حضرت رسول خدا کو غصہ آگیا اور جو کچھ ہمنے علی کی نسبت کہا تھا انہیں سخت ناگوار گذرا فرمایا اے علی میں نے ان عورتوں کی طلاق اپنی وفات کے بعد تیرے اختیار میں دی ان میں سے جسے چاہے طلاق دیدے اب میں ڈر گئی کہ علی کی بات نہیں مانتی تو وہ مجھے طلاق دیدے گا پھر میں رسول خدا کی زوجہ نہ رہونگی اس سبب سے میں ابھی مدینہ جاتی ہوں۔ القصہ جب عائشہ نے بصرہ سے سفر مدینہ اختیار کیا امیر المومنین نے بصرہ کی کچھ عورتوں کو مردانہ لباس پہناکر اور سر پر عمامے بندھواکر حکم دیا کہ عائشہ کے ہمراہ مدینہ جاؤ۔ بصرہ سے کچھ دور نکلکر عائشہ نے حضرت علی کی شکایت کی کہ مجھے [illegible] مردوں کی

قصہ بازگشتن عائشہ از بصرہ بمدینہ

ہمراہ بھیجا ہے انہیں سے ایک عورت نے اپنا اونٹ نزدیک لاکر منہ کھولدیا اور کہا اے عائشہ ہم بھی عورتیں ہی ہیں اور مردانہ لباس میں تیرے ساتھ ہیں علی نے یہی حکم دیا ہے کہ مردوں کی شان میں ہمراہ رہیں تاکہ اثنائے راہ میں کوئی برا ارادہ نہ کرے اور ہم نقصان سے محفوظ رہیں عائشہ یہ دیکھ کر کہ سب عورتیں ہیں بہت خوش ہوئیں اور جناب امیر کا احسان مانا اور اس شکایت کو شکریہ سے مبدل کیا داخل مدینہ ہوکر اپنے حجرے میں قیام کیا اور ان عورتوں کو بہت اچھی طرح سے رخصت کردیا اسکے بعد اپنے فعل پر نادم ہوتی تھیں اور جب کبھی جنگ جمل کا واقعہ یاد آجاتا تو اسقدر روتی تھیں کہ آنسوؤں سے چادر تر ہو جاتی تھی اور یہ کہا تھا کبھی فرماتی اے کاش میں بصرہ جانے سے بیس برس پہلے مر چکی ہوتی کہ مجھ سے یہ حرکت سرزد نہ ہوئے باقی راویوں کا بیان ہے کہ جنگ جمل میں عائشہ کے لشکر کی تعداد تیس ہزار سوار اور پیدل تھے بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ تھے اور علی کا لشکر بیس ہزار آپ کے لشکر میں سے ایک ہزار سات سو آدمی شہید ہوئے اور اصحاب جمل میں سے نو ہزار مرد مارے گئے ازد قبیلہ کے چار ہزار ضبہ کے دو ہزار بنی ناجیہ کے چار سو بنی بکر بن وائل کے آٹھ سو بنی حنظلہ کے نو سو اور بنی عدی اور ان کے دوستداروں میں سے نو سو آدمی کام آئے بنی تمیم بن مرہ میں سے ایک شخص نے عبدالرحمن بن صرد تنوخی سے جس نے عائشہ کے اونٹ کی ٹانگیں قطع کی تھیں دریافت کیا کہ تو نے اونٹ کے پاؤں کیوں قطع کئے تھے اس نے کہا یہ بات کیا دریافت کی ہے اگر میں عائشہ کے اونٹ کے پاؤں کاٹ کر نہ گرا دیتا تو اسدن عائشہ کی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا اونٹ کے گرتے ہی لڑائی ختم ہوگئی غرض جناب امیر نے جنگ جمل سے فارغ ہوکر اور اس فساد کو مٹا کر چند روز بصرہ میں قیام فرمایا پھر مناسب سمجھا کہ وہاں سے کوفہ کو تشریف لے جائیں حکم دیکر ایک منبر لشکرگاہ میں رکھوایا اور اس پر تشریف لیجا کر خطبہ پڑھا۔ حمد باری تعالےٰ کے بعد جناب رسالتمآب پر درود بھیجکر اس فساد اور مخالفت کے متعلق چند امور بیان فرمائے مدینہ جانے کا وعدہ کیا پھر آخری زمانہ کی خرابیوں کی نسبت سوال کیا آپ نے اسکا مفصل حال اور عجائب غرائب واقعات کا ذکر کیا۔ جو بعد وفات جناب رسول خدا صلعم دنیا میں ظاہر ہونگے اسوقت ہر ایک آدمی سرور رہا تھا اور آپ کے کمال علم و فضل کا ثناخواں تھا آخر میں فرمایا کہ اے منبر میں نے جناب رسول خدا سے سن رکھا ہے کہ قیامت اس روز آئیگی جبکہ تمام آدمی شریر ہی شریر ہونگے محرم کی پہلی تاریخ اور جمعہ کا دن ہوگا اے مسلمانو اس روز سے ڈرو اور اسے یاد رکھو اعمال نیک میں سعی کرو تاکہ ان شریروں میں شمار نہو۔ اللھم صل علی محمد الکریم فی نسب الرفیع فی الحسب النقی المنتخب الزکی المھذب سلیل عبدالمطلب سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ پھر منبر سے تشریف لے آئے اور اہل لشکر کو حکم دیا کہ اسباب باندھیں سرخ وظفر و سرور و شادمانی کے ساتھ سمت کوفہ روانہ ہوں الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی محمد وآلہ اجمعین بس جنگ جمل کا قصہ ختم ہوگیا۔

حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں جنگ صفین اور معاویہ بن ابی سفیان کی

مخالفت کی ابتدا

ابو محمد احمد بن اعثم کوفی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ حالات بڑے بڑے مشہور ثقہ اور معتبر لوگوں اور ان گروہوں سے جو راست بیانی اور نیک نامی میں نام پائے ہوئے ہیں خلوتوں اور جلسوں میں سنتے ہیں اگرچہ انکی روایتیں الفاظ میں کسیقدر مختلف تھیں مگر مطالب میں کچھ فرق نہ تھا اس لئے ان سب روایتوں کو ایک ہی سلسلہ میں بیان کردیا گیا ہے تمام ثقہ راویوں اور مشہور محدثوں کا بیان ہے کہ امیر المومنین علی نے جنگ جمل سے فارغ ہوکر خطبہ پڑھا اور آخری زمانہ کے واقعات کا ذکر کیا مسلمانوں کو پسندیدہ نصیحتیں کیں اور عجیب و غریب احوال کا بیان فرمایا اس کے بعد عمار یاسر اور اشتر نخعی اور بڑے بڑے صحابہ اور امراء نے پوچھا کہ حضور کا ارادہ عالی کس سمت ہے کہ ہم بھی تیاری کرکے رکاب باسعادت میں کمر بستہ موجود رہیں آپ نے فرمایا فی الحال

کوفہ جانے کا عزم ہے وہاں پہنچنے کے بعد جو کچھ مناسب معلوم ہوگا وہ ظہور میں آئیگا ۱۲ رجب سنہ ۳۶ ہجری پیر کے دن بجانب کوفہ سفر کیا تمام لشکر آپ کے ساتھ تھا۔ اور صحرا میں سے مددگاروں اور شریفوں کی بڑی تعداد آپ کی شریک صحبت تھی کوفہ میں پہنچنے کے وقت تمام خاص و عوام اور ادنیٰ و اعلیٰ نے خلیفہ رسولِ خدا کی سواری پہنچنے کا استقبال کیا اور مبارکبادوں کے ساتھ آپ کی تشریف آوری سے نہایت شاد و مسرور ہوئے قصر دار الامارۃ آپ کے رہائش ہونے کے لیے خالی کیا گیا مگر آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہم رحبہ میں قیام کریں گے حسب الحکم رحبہ میں اسباب اتارا گیا امیرالمومنین جامع مسجد میں تشریف لائے اور تمام آدمیوں کو طلب فرمایا جب سب حاضر ہو گئے منبر پر تشریف لیجا کر خدا تعالیٰ کی حمد ان الفاظ سے بیان فرمائی اُس خدائے جل جلالہ کے لئے حمد و ثنا زیبا ہے جس نے اپنے دوستوں کو مظفر و منصور فرمایا اور دشمنوں کی جمعیت کو ابتر و پریشان کر دیا صادق برحق کو عزیز اور جھوٹے کاذب کو ذلیل کیا اے مسلمانو میں تمہاری طرف سے کسی امر کا اسقدر خوف نہیں کرتا جسقدر تمہاری خواہش نفس کی پیروی اور درازی عمر کی خواہش سے ڈرتا ہوں کیونکہ نفسانی خواہش انسان کو حق رستے سے منحرف کرتی ہے اور درازی عمر کی خواستگاری عقبےٰ کو دل سے بھلا دیتی ہے۔ آگاہ رہو کہ دنیا گزر جانیوالی شے ہے اور آخرت قائم رہنے والی بہت سے انسان ہیں کہ دنیاوی لالچوں سے دل لگی رکھتے ہیں اور مال کے جمع کرنے میں مشغول ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اس مکار دنیا کے عیبوں کو پہچان گئے ہیں اور اس کے بے حقیقت سامانوں سے منہ پھیر کر باقیات صالحات کی تحصیل کے لئے ہمت وقف کر چکے ہیں اے لوگو تم اس جماعت میں سے ہو جاؤ جسنے بمقابلہ دنیا آخرت کو اختیار اور دل سے غرور کو دور کر دیا ہے اور اس گروہ میں سے ہو جاؤ جو کثرتِ مال و دولت پر مغرور اور نفسانی لذتوں میں مصروف ہو کر سعادت آخرت سے محروم رہ گیا ہے آج عمل کا دن ہے اور کل حساب کا اے کوفیو اپنے پیغمبر کی اہل بیت کی فرمانبرداری اختیار کرو کیونکہ وہ ان باغی جماعتوں سے افضل ہیں جو حق کا دعوے کرتی ہیں اور راہ حق سے بہت دور ہیں اس دنیا میں انہوں نے اپنے گناہوں کے وبال کا مزا چکھا ہے اور آخرت میں آتش دوزخ سے حصہ پایا ہے۔ کوفہ میں کچھ ایسے شخص بھی ہیں جنہوں نے اس جنگ میں میرا ساتھ نہیں دیا وہ میری امداد سے علیحدہ رہے ہیں اسوجہ سے میں اُن سے ناراض ہوں تم ان شخصوں سے نہ تو اُن کے پاس نشست برخاست رکھو تاوقتیکہ وہ عذر خواہ ہو کر ہماری رضامندی کے طالب ہوں مالک بن حبیب یربوعی نے اٹھکر دریافت کیا کہ اے امیر آپ کی مخالفت کے جرم پر اس گروہ سے گفتگو اور اختلاط ترک کر دینا جائز ہے کیونکہ آپ کی فرمانبرداری و خدمت گذاری سے انحراف کرنا سخت قابل عقوبت ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم انہیں قتل کر دیں آپ نے فرمایا اے مالک انہیں تنبیہ کرنی چاہیے نہ قتل کر دینا اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا یعنے جب تک کوئی کسی کو قتل نہ کرے اُسے قتل نہ کرنا چاہیے اور جو شخص کسی کو بیجا مار ڈالیگا اسکے وارث و والی کو خون کا بدلا لینے کا استحقاق حاصل ہوگا اور انجام کار وہ مظلوم قتل کیا ہوا فتحمند اور قتل کرنیوالا گرفتار عذاب ہوگا۔ ابو بردہ بن عوف ازدی نے جو اس گروہ میں سے تھا جس نے جنگ جمل کے دن حضرت علی کا ساتھ نہ دیکر فرمانبرداری سے مخالفت ظاہر کی تھی کہا اے امیرالمومنین جنگ جمل میں عائشہ اونٹ کے گرد جو لوگ مارے گئے ہیں انہیں کیوں قتل کیا۔ آپ نے فرمایا اس سلئے کہ انہوں نے اول میرے اصحاب اور عاملوں کو بے گناہ مار ڈالا تھا اور جب میں نے وہاں جاکر قاتلوں کو قصاص کے لئے طلب کیا تو انہوں نے نہ سنا اور کسی قاتل کو میرے حوالہ نہ کیا بلکہ میرے ساتھ جنگ و جدال اور خونریزی سے پیش آئے دوم ان کی گردنوں پر میری بیعت کا حق تھا اور میرے گروہ کے جو تقریباً ایک ہزار آدمی مار ڈالے تھے اُن کا قصاص لینا تھا اے ابو بردہ جو کچھ میں نے کہا ہے سچ کہا یا غلط اور تجھے میرے اس کلام میں کچھ شک ہے یا نہیں ابو بردہ نے عرض کی اب کچھ شک نہیں لیکن اسوقت تک میں شک میں مبتلا تھا آپ کے حقیقت حال بیان فرمانے سے مجھے اس گروہ کی خطا اور آپ کا برحق ہونا معلوم ہو گیا۔ اسکے بعد آپ منبر سے اتر آئے اور سوار ہو کر جعدہ بن ہبیرہ بن وہب مخزومی کے پاس گئے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے سلیمان بن صرد خزاعی نے آکر سلام کیا آپ نے فرمایا تو مجھ سے پھر گیا اور علیحدہ ہو کر شک میں پڑ گیا اور یہ دیکھنا چاہا کہ میرا معاملہ کس پہلو پر قرار پاتا ہے تو نے اللہ تعالےٰ کی صنعت کو میرے حق میں کیا دیکھا مجھے تو یہ گمان نہ تھا کہ تو مجھ سے پھر گیا حالانکہ میں سب سے زیادہ تجھ پر بھروسہ رکھتا تھا سلیمان نے کہا اے امیر گذشتہ امر کو جانے دیجئے اور حسب عادت علم کا برتاؤ فرمائیے آپ شکر کریں کہ اس

واقعہ کے سبب جو آپ کو پیش آیا دوست اور دشمن سب کا حال معلوم ہوگا موافق اور مخالف ظاہر ہو گیا آپ مجھے ملامت نفرمائیں یونہی چھوڑ دیں انشاءاللہ تعالیٰ اب آپ کی خدمت میں ہر طرح کی سعی کرتا رہونگا اور شرط مودت بجالاؤنگا مخاصمت کے پاس نہ جاونگا آپ نے اُس کی بات سنکر کچھ نفرمایا خاموش ہو رہے سلیمان تھوڑی دیر بیٹھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور جامع مسجد میں آیا یہاں حسن ابن علی تشریف رکھتے تھے سلیمان آپ کے پاس جا بیٹھا اور کہا میں کچھ بیان نہیں کرسکتا کہ حضرت علی نے تمام لوگوں کے سامنے مجھے کیا سخت سُست کہا اور کسقدر رنج دیا اور ملامت کی حسن نے فرمایا اے سلیمان دوستوں ہی سے غصہ ظاہر کیا جاتا ہے تجھے رنجیدہ ہونا چاہیے سلیمان نے کہا یہ سچ ہے مگر ابھی تک پورا پورا استحکام حاصل نہیں ہوا اور نہ تمام علاقے اور ممالک محفوظ و مضبوط ہونے پائے ہیں اور گرد میں بسیار اہل عناد اور دشمن موجود ہیں جنہیں شمشیر آبدار بغیر سیدھا نہیں کرسکتے ملاسک ہم جیسے شخصوں کی مدد اور اعانت کی حاجت پڑے گی ہمکو خوش باتوں سے رنجیدہ نہ کرنا چاہیئے امیرالمومنین حسن نے کہا یہی بات ہے لیکن امام کی اطاعت فرض بلکہ واجب ہے امیرالمومنین رسول خدا کے وصی خلقت کے پیشوا ہیں اور تمپر اُن کی بیعت کا حق لازم ہے تم نے کیسے گوارا کر لیا کہ امیرالمومنین کا ساتھ نہ دیا حالانکہ جسقدر تجھپر بھروسہ ہے کسی دوسرے پر نہیں نہ تیری دوستی میں شک و شبہہ کی گنجایش ہے امیرالمومنین نے جعدہ بن ہبیرہ کے گھر میں قیام کیا کوفہ کے معزز اشخاص آتے تھے اور سلام کرتے تھے امیرالمومنین جواب سلام دیکر مہربانی فرماتے تھے اور جن لوگوں نے جنگ جمل میں آپ سے علیحدگی اختیار کی تھی اُن سے جواب طلب فرماتے تھے جب روز جمعہ آیا جامع مسجد میں تشریف لیجاکر نماز پڑھائی اُسکے بعد انتظام اور بندوبست کی طرف توجہ فرمائی اُن شہروں کے واسطے جو تصرف میں تھے مثلاً عراق ماہان حلوان اور خراسان وغیرہم پر حاکم اور عامل مامور فرمائے

اہل جزیرہ سے اشتر نخعی کی جنگ

بیان کرتے ہیں کہ جزیرہ والے امیرالمومنین عثمان کے ہوا خواہ تھے اور معاویہ بن ابوسفیان کے مطیع اور اس سے بیعت کئے ہوئے تھے امیرالمومنین علی علیہ السلام نے یہ خبر سنکر کہ وہ معاویہ کی متابعت کرتے ہیں اشتر نخعی کو طلب کیا اور اُس جزیرہ کی امارت عطا کی ضحاک بن قیس فہری معاویہ کی طرف سے اُسوقت جزیرہ کا حاکم تھا جب اُس نے اشتر نخعی کے آنے کی خبر سُنی قاصد بھیجکر اہل رقہ کو مطلع کیا اور اُس کے دفعیہ کے لئے مدد مانگی اُنہوں نے جمعیت فراہم کرکے سماک بن مخرمہ کو سرلشکر قرار دیا اور ضحاک کی کمک پر بھیجا اشتر کوفی لشکر کو لئے ہوئے حران کے قریب پہنچا تھا کہ ضحاک اور سماک فوجیں لیکر آپہنچے لڑائی واقع ہوئی اور رات تک جاری رہی آخرالامر ضحاک بھاگ کر قلعہ حران میں پناہ گیر ہوا اور اشتر نے حصار کا محاصرہ کر لیا معاویہ نے اس حال کی خبر پاکر خالد بن ولید کے بیٹے عبدالرحمن کو سواروں اور پیدلوں کی فوج دیکر ضحاک کی مدد کے واسطے روانہ کیا اشتر اُسکے آنے کی خبر سنکر محاصرہ کو چھوڑ کر اسطرف متوجہ ہوا رقہ کے میدان میں ملاقی ہو کر جنگ کی بڑی خونریزی کے بعد اشتر نے فتح پائی اور عبدالرحمن بھاگ نکلا اشتر کی فوج نے تعاقب کرکے بہتوں کو مار ڈالا بھاگے ہوؤں نے رقہ میں پناہ لی اور اشتر نے انکا محاصرہ کر لیا اب ضحاک بن قیس حران سے نکلکر جانب رقہ بڑھا کہ اشتر کو وہاں سے ہٹادے اسی اثنا میں معاویہ کی بھیجی ہوئی اور کمک ایمن بن خریم کے ماتحت اُس سے آملی اب یہ سب مل ملا کر اور بہت بڑی طاقت اور جمعیت بہم پہنچا کر آمادہ ہوئے کہ اشتر کو محاصرہ پر سے اُٹھایا جاوے اس ارادہ سے اشتر کیطرف بڑھے اور جنگ عظیم واقع ہوئی سخت کشش و کوشش کے بعد پھر اشتر ہی نے فتح پائی اور دشمنوں کا لشکر بدتر حالت کے ساتھ بھاگ کر معاویہ کے پاس پہنچا جزیرہ اشتر کے قبضہ میں آگیا اشتر نے لوٹ مار شروع کی جو شخص اطاعت منظور نہ کرتا تھا اسکو گرفتار کرکے قتل کر دیتا یہاں تک کہ تمام جزیرہ پر اپنا قبضہ اور تصرف کر لیا اور جناب امیر کی خدمت اقدس میں خط لکھا لشکر معاویہ کے ساتھ جو کچھ گذری تھی اور فتح جزیرہ کا سب حال مفصل تحریر کیا جسوقت حضرت علی کو معاویہ کی مخاصمت اور منازعت کا حال معلوم ہوا اٹھ کھڑے ہوئے خطبہ پڑھا حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ جو بندوں کا پیدا کرنے والا ہے اُسوقت تک اپنے بندوں پر مہربان ہے جبتک وہ راہ حق پر چلتے باہم محبت و موافقت رکھتے اور ایک دوسرے کو ظلم اور طمع سے یاد نہیں کرتے ہیں اسی صورت میں مخصوصات و انتظامات

درست اور برتصرف رہتے ہیں۔ ورنہ خلاف طریقہ اختیار کرنے لڑائی جھگڑا رکھنے آپس میں اقوال و افعال ناپسندیدہ کی تہمتیں لگانے سے ہی خرابیاں ظاہر ہوتی ہیں اور انجام کار ہلاکت اور بربادی ظہور میں آتی ہے میرے اس کلام کا مرجع یہ ہے کہ معاویہ نے اہل شام کو شک و شبہ میں ڈال کر ان کے دلوں کو میری اطاعت و فرمانبرداری سے منحرف کر دیا ہے اور تہمت دی ہے کہ عثمان کو علی نے قتل کیا ہے اس نے مجھے ایسے فعل کے لئے متہم کیا ہے ماسوا اشتر کے مقابلہ کے لیے جسے میں نے امیر جزیرہ مقرر کر کے بھیجا ہے فوجیں بھیجکر جنگ کی ہے اور اب چڑھائی کی تیاریوں میں مصروف ہے فوجیں فراہم کر رہا ہے معرکہ آرائی پر تلا ہوا ہے میرا ارادہ ہے کہ اسے خط لکھکر سمجھاؤں اور تنبیہ کروں شاید کچھ اثر ہو جائے اور ارادہ مخالفت کو ترک کر دے اس میں تم لوگوں کی کیا رائے ہے اور کس امر کو پسند کرتے ہو۔ حضرت علی کے اس ارشاد کے جواب میں مسجد کے ہر گوشہ سے یہی آواز آئی کہ جو کچھ حضور کی رائے ہو وہی ہماری رائے ہے حضور کی مصلحت سے بڑھکر اور کسی کی مصلحت نہیں ہو سکتی ہم آپ کے ایسے ہی مطیع و فرمانبردار ہیں جیسے جناب رسول خدا کے مطیع تھے اب امیر المومنین منبر سے اتر آئے اور اپنے گھر پر تشریف لا کر دوات قلم طلب کیا پھر معویہ کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔

امیر المومنین کا خط معویہ بن ابی سفیان کیطرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں اللہ کا بندہ علی امیر المومنین یہ خط معاویہ بن صخر کے نام لکھتا ہوں واضح ہو کہ جسوقت مدینہ میں مہاجر و انصار نے میری بیعت اختیار کی تو وہاں موجود نہ تھا شام میں مقیم تھا تجھ پر میری بیعت اس وجہ سے لازم ہو گئی ہے کہ جن لوگوں نے ابوبکر و عمر سے بیعت کر رکھی تھی وہ میری امامت و خلافت پر متفق ہو گئے ہیں اور سب نے بخوشی خاطر بیعت کر لی ہے جبکہ موجودہ لوگوں کو اختیار چون و چرا حاصل نہ تھا تو موجود نہ ہونے والوں کے لئے جائے اعتراض نہیں رہی رہا قتل عثمان اس کے قتل کی خبر دینے والا نا علیک کا ماسد ہے اور سننے والا بہرا جو گروہ عثمان کے عیب بیان کرتا تھا اسی نے قتل کر دیا اور جو شخص دوست تھے انہوں نے کچھ امداد نہ کی جو موجود تھے اس معاملہ میں جھوٹ سے منسوب ہیں اور جو غائب تھے اب بری قتل کی تہمت سے اس کے تمام عام و خاص نے مجھ سے بیعت کر لی ہے اور میری خلافت پر رضامند ہو گئے ہیں جو شخص میری بیعت کیطرف راغب ہو گا وہ درگاہ الٰہی سے بخشا جائیگا اور جو مجھ سے موافقت اختیار نہ کریگا وہ عیب دار ہے کہ جسنے کا جرم میں حجت ڈالا میں خیال کرتا ہوں کہ تو اس پسند کر کے جھگڑے سے باز رہیگا لازم ہے کہ اپنے ارادہ اور باقی الضمیر سے مجھے مطلع کرے والسلام پھر خط بند کر کے حجاج بن عزیہ انصاری کے حوالہ کیا کہ معاویہ کے پاس لیجائے حجاج نے معاویہ کے پاس پہنچکر رسم سلام کے بعد خط دیا معاویہ نے خط پڑھکر سر اٹھایا اور قاصد کو سخت سست کہا قاصد نے کہا کیا تو وہی شخص نہیں ہے جس سے عثمان نے امداد طلب کی اور تو نے مدد نہ دی معاویہ اس بات سے سخت ناراض ہوا اور کہا میں اسکا جواب تیرے حوالہ نہ کرونگا میرا ایلچی تیرے پیچھے ہی پیچھے جواب خط لیکر پہنچیگا۔ حجاج پھرا اور خدمت امیر المومنین میں حاضر ہو کر معاویہ کے ساتھ جو کچھ گذرا تھا عرض کر دیا ولید بن عقبہ یہ خبر سنکر کہ حضرت علی کا ایلچی بغیر جواب کے واپس آیا ہے بہت خوش ہوا کیونکہ وہ حضرت علی کا دشمن تھا اور سبب دشمنی یہ واقع ہوا تھا کہ عثمان کے زمانہ میں کوفہ کے لوگوں نے وارد مدینہ ہو کر گواہی دی تھی کہ ولید بن عقبہ نے شراب پی ہے عثمان نے آپ سے مشورہ کیا کہ ولید کو کیا سزا دینی چاہیے ولید اسوقت سے آپکا دشمن ہو گیا تھا عداوت و کینہ دل میں رکھتا تھا۔

کوفہ میں ولید بن عقبہ کا شراب پینا اور بحالت نشہ جامع مسجد میں پیشاب کرنا اور حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھنا

ولید بن عقبہ کو عثمان نے امیر کوفہ مقرر کیا تھا وہ عدل و انصاف کرتا مگر اکثر اوقات شراب نوشی میں مصروف رہتا ایک دن بوقت صبح نماز کے لئے نکلا عالم نشہ میں

اُسے حیرت ہی کہ کیا کرتا ہے یعنی نماز بجائے دو رکعت کے عوض چار رکعتیں ادا کیں اور کہا اسوقت میں نہایت ہی شاد و خرم اور مسرور ہوں اگر تم کہو تو اور بھی کئی رکعتیں پڑھ دوں لوگ سمجھ گئے کہ وہ مدمست ہے سب نے ملامت کی اور اس کیفیت کے متعلق اشعار تصنیف کئے گئے عثمان تک بھی اس گنہگاری کی شکایت آئی عثمان نے اسکا شراب پینا درست سمجھکر حسب مشورہ علی بموجب حد شرع دُرّے لگوائے اس سبب سے وہ امیر المومنین علی سے دشمنی رکھنے لگا۔

ولید بن عقبہ اور علی مُرتضےٰ کی گفتگو

راویوں کا بیان ہے کہ ایکدن ولید بن عقبہ نے از روئے اعتراض امیر المومنین علی علیہ السلام سے کہا اَنَا اَحَدُّ مِنْكَ سِنَاناً وَاَبْسَطُ مِنْكَ لِسَاناً وَاَمْلَأُ مِنْكَ لِلْكَتِيْبَةِ حَشْواً یعنی میری سنان نیزہ آپکے نیزہ کی سنان سے زیادہ تیز ہے اور میری فصاحت آپسے بالاتر ہے اور میرا جسم آپکے جسم سے زیادہ طاقتور ہے حضرت علی نے فرمایا اے فاسق خاموش رہ ولید کو یہ بات ناگوار گذری جناب مصطفےٰ صلعم کی خدمت میں علی کی شکایت کی اسیوقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور یہ آیت لائے اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِناً كَمَنْ كَانَ فَاسِقاً لَا يَسْتَوُوْنَ یہ آیت شریفہ جناب علی مرتضےٰ کی شان میں نازل ہوئی جس سے آپ کا مومن ہونا اور ولید کا فاسق اور دشمن ہونا ثابت ہے اور ولید کے اس قول کو کہ میں علی سے فصیح تر ہوں رد کر کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ علی ابوطالب کی جگہ بہشت ہے اور ولید کی آتش دوزخ۔ ایک یہ امر بھی حضرت علی اور ولید کی دشمنی کا سبب تھا ولید ہمیشہ آپ کی طرف سے کینہ رکھتا تھا اور منتظر وقت رہتا کہ کوئی ایسا کام کروں یا کسی ایسی بات کہنے کا موقع ملے جس سے حضرت علی علیہ السلام کو رنج پہنچے اب جو یہ خبر سنی کہ معاویہ مخالفت حضرت علی پر آمادہ ہے اور آپ کے قاصد کو بغیر جواب خط حوالہ کئے واپس کر دیا ہے بہت خوش ہوا اور معاویہ کو خط لکھکر امیر المومنین علی سے جنگ کرنے کی رغبت دلائی اور اسی مضمون کے کئی شعر تصنیف کرکے اُس خط میں لکھدیئے معاویہ اس خط اور اشعار کو پڑھکر بہت شاد ہوا پھر دو کاغذ طلب کئے اُن کو جوڑ کر پہلے کاغذ کے سرے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ درج کیا اس کے سوا اور کچھ نہ لکھا سادہ کاغذ رہنے دیا پھر بنی عبس کے ایک جوان کو جو بڑا تیز زبان حاضر جواب اور بولنے میں بے شرم تھا جو کچھ منہ میں آتا بکدیتا تھا اور کسی امر سے ذرا نہ ہچکچاتا تھا بلا کر وہ خط حوالہ کیا کہ کوفہ میں پہنچکر حضرت علی علیہ السلام کے حوالہ کرے۔ وہ شخص خط لیکر جانب کوفہ چلا اور وارد منزل مقصود ہو کر خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوا اول سلام کیا اسوقت خاص خاص مہاجر و انصار موجود تھے جناب امیر نے جواب سلام دیا عبسی نے ادھر ادھر دیکھکر پوچھا اس مجلس میں قبیلہ عبس یا قوم قیس غیلان کا بھی کوئی شخص موجود ہے لوگوں نے کہا تیرا کیا مطلب بیان کر تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے کیا خبر لایا ہے اُسنے کہا میں معاویہ کا ایلچی ہوں خبر یہ ہے کہ شام میں پچاس ہزار سن رسیدہ اشخاص عثمان کے بیٹھا مارے جامے پر اپنی داڑھیوں کو آنسوؤں سے تر کر رہے ہیں۔ اور انکی آنکھیں خون کے آنسو بہا رہی ہیں۔ سب نے تلواریں کھینچ رکھی ہیں اور باہم عہد کر لیا ہے کہ جبتک خون عثمان کا بدلہ نہ لینگے شمشیر کو نیام میں نہ کرینگے باپ اپنے بیٹوں کو طلب خون عثمان کی وصیت کرتا ہے اہل عرب اپنے وطن مالوف کو ترک اور طلب خون عثمان کے ارادے سے فرزندوں کی جدائی کو اختیار کر رہے ہیں مائیں اپنے بچوں کو طلب خون عثمان کا سبق پڑھا رہی ہیں اور انہی خیالات کے ساتھ انکی پرورش ہو رہی ہے اب بھی پہلے شیطان پر لعنت کرتے تھے اب قاتلان عثمان پر۔ امیر المومنین نے پوچھا وہ کس شخص پر قتل عثمان کی تہمت لگاتے ہیں جواب دیا آپ پر اور سب یہی سمجھتے ہیں کہ تمہیں نے مارا ہے۔ امیر المومنین نے کہا تیرے منہ میں خاک آخر عثمان کے مارے جانے میں میری کیا خطا ہے صلہ بن زفر عبسی جو حذیفہ الیمانی کا دوست تھا اٹھ کھڑا ہوا اور بولا تو بہت برا قاصد ہے جسے اس نے بھیجا ہے تیری نالائق باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تو بے شرم اور بے حیا آدمی ہے تو امیر المومنین اور مہاجر و انصار کو اس بات سے تہدید کرتا ہے کہ جاہل لوگ عثمان کے کفن پر رو رہے ہیں انکا کفن یوسف کا پیراہن نہیں نہ رونے والوں کا رونا یعقوب کا رونا ہے اب اگر اُس کے مرنے پر روتے ہیں تو پہلے ہی اسکی امداد کیوں نہ کی کہ جسوقت وہ بےبس اور مدد کا طلبگار تھا اور تمہارا یہ ارادہ کہ امیر المومنین کا مقابلہ کرو اللہ تعالےٰ انکا مددگار ہے اپنے فضل و کرم سے اعانت فرمائیگا اور تمہیں فتح و نصرت عطا کرے گا اِنَّهٗ وَلِيُّ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی تحقیق وہ اپنے مومن بندوں کا والی ہے۔ اتنے میں کچھ لوگوں نے تلواریں

سونت لیں اور عیسی کے قتل کا ارادہ کیا امیر المومنین نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ قاصد ہے ہاں اس سے خط لے لو۔ لوگوں نے خط لیکر جناب امیر کو دیا آپ نے مہر توڑ کر دیکھا تو صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ سمجھ لیا کہ معاویہ جنگ پر آمادہ ہے کسی بات سے بھی موافقت و متابعت نہ کرے گا فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ حسبی اللہ ونعم الوکیل یعنی اللہ کے سوا اور کسی میں کچھ قدرت و قوت نہیں ہے اور وہی اچھا مددگار ہے۔ اسکے بعد معاویہ کے قاصد نے اٹھکر عرض کی اے امیر المومنین میں نے اہل شام سے آپ کے خلاف بہت کچھ باتیں سن رکھی تھیں اسلئے جو وقت یہاں پہنچا تو آپ سے زیادہ اور کسی کو دشمن نہ سمجھتا تھا مگر اب جو حضور کی خدمت کی سعادت سے بہرہ مند ہوا اور آپ کی مبارک باتیں سنیں۔ نیک برتاؤ اور کمالیت حلم کو دیکھا تو آپ سے زیادہ اب مجھے کوئی اور پیارا نہیں مجھے معلوم ہو گیا کہ شام والے بہت بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں اور امر حق اور راہ راست آپ ہی کی طرف ہے۔ خدائے قادر مطلق کی قسم میں آپ کی خدمت سے علیحدہ نہ رہونگا اور آپ ہی کی رکاب میں رہکر جان دوں گا اس کے بعد معویہ کی گمراہی اور امیر المومنین کی ہدایت کے متعلق کچھ اشعار تصنیف کئے اور معاویہ کے پاس روانہ کرکے اپنے ارادہ سے اطلاع دی کہ اب جناب امیر ہی کی خدمت میں رہونگا معاویہ نے ان اشعار کو غور پڑھا اور تعجب سے کہا جان تا تھا بڑا ہی فصیح اور زبان داں آدمی ہے میں جانتا تو اسے نہ بھیجتا۔ بیشک وہ حضرت علی کو ہمارے تمام ظاہری اور باطنی حالات سے مطلع کردے گا اور ہمارے مقابلہ پر معرکہ آرا ہونے کی ترغیب و تحریص دلائیگا۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک دن معاویہ ہواخوری کے لئے سوار ہو کر خواصوں اور غلاموں کے ساتھ جنگل میں جا رہا تھا ایک شخص کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار عراق کی طرف سے آرہا ہے معاویہ نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا تو کون شخص ہے اسنے کہا طے کے قبیلہ میں سے ہوں پھر پوچھا کہاں سے آتا ہے اسنے جواب دیا کوفہ سے پھر دریافت کیا کس کام کے لئے نکلا ہے کہا حابس بن سعد طائی سے جو تیرے پاس رہتا ہے اور میرا چچا زاد بھائی ہے ملنے آیا ہوں معاویہ نے حابس بن سعد کو بلوایا جب اسنے حاضر ہو کر اپنے چچا زاد بھائی کو دیکھا بغلگیر ہوا اور مرحبا کہا۔ حابس نے کہا اے امیر یہ میرا چچیرا بھائی ہے عراق کے تمام حالات سے خوب واقف ہوگا۔ اور اس سمت کے ذرہ ذرہ حالات و معاملات سے اچھی طرح آگاہ ہے۔ معاویہ نے اسے اپنے پاس بٹھا کر پوچھا اے طائی علی ابن ابی طالب کا کیا حال ہے سچ سچ کہنا تو نے انہیں کہاں چھوڑا اور وہ کس سمت کا قصد رکھتے تھے۔ طائی نے جواب دیا کہ حضرت علی جنگ جمل سے فارغ ہو کر چند روز بصرہ میں رہے پھر کوفہ میں آئے۔ تمام ادنیٰ و اعلیٰ خورد و بزرگ بڑے جوش سے بیعت کے لئے حاضر ہوئے اسقدر ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے کہ کندھوں پر سے چادریں گرے پڑتے تھے۔ بچوں کو کندھوں پر سوار کر رکھا تھا اس حالت سے آآکر بیعت کرتے تھے محلوں میں سے دلہنیں اور لکڑی پکڑنے والی اور سو برس کی بوڑھی عورتیں آآکر آپ کے قدموں میں گرتی تھیں۔ تمام باشندگان شہر علی ابن ابی طالب کے تشریف لانے اور ان سے بیعت کرنے سے ایسے مسرور اور شاد کام ہوئے ہیں کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا حضرت علی کا اور کچھ ارادہ نہیں کہ شام کیطرف بڑھیں اور تجھ سے جنگ کریں نہ کہ وہ شام پر چڑھائی کرکے تجھ سے جنگ کرینگے معاویہ اس کی باتیں سنکر فکرمند ہوا حابس سے کہا میں جانتا ہوں کہ تیرا چچیرا بھائی جاسوس بنکر آیا ہے اس شخص نے کہا بخدا میں جاسوس ہوں نہ ایسے ارادہ سے یہاں آیا ہوں بلکہ میں شام سے عراق کو بہت زیادہ اچھا سمجھتا ہوں میں تیرے ہمسایہ میں ٹھہرنا پسند نہیں کرتا جانب عراق واپس چلا جاتا ہوں۔ اسطرف امیر المومنین علی علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں کو جامع مسجد میں طلب کیا جب سب حاضر ہو گئے انکو اچھی اچھی نصیحتیں کیں اور شام پر چڑھائی کرنے کی ترغیب دلائی۔ قبیلہ فزارہ کے ایک شخص اربد نام نے اٹھکر کہا اے ابو طالب کے بیٹے تم ہمیں شام کی مہم پر لیجاتے ہو اور ہمیں ہمارے بھائیوں ہی سے جو شام میں رہتے ہیں لڑانا اور ہمارے ہاتھوں سے انہیں قتل کرانا چاہتے ہو۔ جسطرح ہمیں بصرہ میں لیجاکر ہمارے بھائیوں سے لڑایا اور ہم نے انہیں قتل کیا۔ ایک مرتبہ تو ہم نے ایسا کام کیا مگر دوسری مرتبہ نہ ہو سکیگا چاہے آپ ہمارا کچھ ہی حال کیوں نہ کریں اشتر نے للکار کر کہا اس بکواسی ملعون فاسق کو پکڑو مگر وہ شخص بھاگ نکلا لوگوں نے پیچھا کرکے اسپ فروشوں کے بازار میں جا پکڑا اور اسقدر مارا کہ وہیں مرگیا امیر المومنین نے یہ خبر سنکر کہ اسے مار ڈالا ہے دریافت کیا کہ کس شخص نے مارا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ عوام کے ہجوم اور غل و شور میں جوتوں لکڑیوں اور لاتوں کی ضربوں سے ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا اگر یہ امر معلوم نہیں ہو سکتا

کہ اُسے کس شخص نے مارا ہے تو اسکا خون بہا بیت المال سے دیا جاوے۔ امیر المومنین اس فزاری شخص کی باتوں سے کسی قدر آزردہ نظر آئے اشتر
نے کہا یا علی آپ اس بیہودہ شخص کی باتوں کا ملال نہ فرمائیں ہم ہر شخص کو آپ کا ہوا خواہ جاں نثار اور مطیع و فرمانبردار پاتے ہیں کوئی شخص آپ سے
مال سے مار ہے نہ جان سے یہی سمجھتے ہیں کہ ہماری جانیں آپ کے حیات سے وابستہ ہیں جسوقت مرضی مبارک ہو آپ حکم دیں ہم اسیوقت آپکے دشمنوں پر چڑھائی
کرکے حملہ کریں گے اور آپ کی خدمت گذاری میں جانیں فدا کر دیں گے کیونکہ ہم آپ کی خدمت میں یقین صادق اور اعتقاد کامل رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آپ
حق پر ہیں اور جن گروہوں نے آپ سے مخالفت اختیار کی ہے وہ گمراہ ہیں انہوں نے دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالا ہے امام برحق سے پھر کر اور خلیفہ وقت کے
مقابلہ پر نکلکر اللہ تعالےٰ کو ناراض اور روئے زمین کو اپنے ظلموں سے آلودہ کیا ہے اسی سبب آفتاب حق کے نور سے محروم ہیں آپ کو بامداد الٰہی معرکہ آرائی میں
نصرت کامل حاصل ہے ہمنے آپکو برحق سمجھا ہے اور یقین ہے کوئی شخص بے موت نہیں مر سکتا اور جو مرگ سے بچا چاہتا ہے اسے بھی اجل آ کر کیوقت جام فنا
پینا پڑتا ہے موت سے دو دن چارہ نہیں نہ موت ہی کے دن نہ اُسدن جبکہ موت نہیں ہے موت کے دن کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی اور جبدن موت نہیں
ہوتی اسدن مرجانا بھی ناممکن ہے اب جناب امیر نے مناسب سمجھا کہ گرد و نواح کے امیروں اور سرداروں کے نام فرمان بھیجکر بیعت کے لئے طلب کریں انہیں سے
ایک جُریر بن عبداللہ بجلی عثمان کیطرف سے عامل ہمدان تھا دوسرا اشعث بن قیس آذربائیجان کا حاکم آپ نے پہلے جریر کو اس مضمون کا خط لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین علی کیطرف سے جریر بن عبداللہ بجلی کے نام ہے جُریر بن عبداللہ عامل ہمدان کو واضح ہو کہ اللہ کے بندے جب تک اُس کی عبادت
و طاعت کے طریق پر چلتے گناہوں اور سرکشیوں سے بچتے ہیں آسمانی نعمتیں ہر روز اسپر زیادہ ہوتی ہیں اور جب ایسی حالتیں بدل ڈالتے ہیں یعنے عبادت و طاعت
الٰہی ترک کر دیتے ہیں تو اُن کی نعمت و دولت بھی زوال میں آجاتی ہے اس بات کا ثبوت کلام الٰہی میں موجود ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا
مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ۔ امیر المومنین عثمان کا واقعہ اور اُس کے بعد مہاجر و انصار اور
تر غار و مددگاران کا مجھ سے بیعت کرنا میری امامت و خلافت کو متفق ہو کر مان لینا سب تجھے معلوم ہو چکا ہوگا اور یہ بھی کہ کس جماعت نے متابعت کے بعد مخالفت
اختیار کی اور بصرہ میں جمعیت بہم پہنچائی پھر میرا بصرہ جانا انکو سمجھانا اور انجام کار گوشمالی دینا پھر تائید ربانی فتح پانا عبداللہ بن عباس کو وہاں کا امیر بنا کر
کوفہ میں آجانا سب سن ہی لیا ہوگا اسکے دوہرانے کی حاجت نہیں اب مہم تمام درپیش ہے معاویہ نے وہاں فوج جمع کی ہے اور مخالفت پر آمادہ ہے میرا قصد
ہے کہ اسطرف روانہ ہوں تجھے لازم ہے کہ مضمون خط سے واقف ہوتے ہی جسقدر سوار اور پیدل تیرے پاس ہیں سب کو ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہو اور اس امر میں نہایت
جلدی کر والسلام جریر کا بھانجہ جناب امیر کی خدمت میں موجود تھا اُس نے بھی ایک خط بہت تاکید اور تقاضے کا لکھا کہ فوراً چلا آئے پھر خط بند کر کے اور زحر
بن قیس کو دیکر جانب ہمدان روانہ کیا ایلچی نے داخل ہمدان ہو کر خط دیا اور جریر مضمون خط سے آگاہ ہو کر مسجد میں آیا اور منبر پر جا کر کہا اے لوگو یہ خط امیر المومنین
علی نے میرے نام بھیجا ہے حضرت علی ایسے شخص ہیں جو دین اور دنیا دونوں جگہ محفوظ اور امین ہیں صحابہ مصطفےٰ صلعم نے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر کے
اطاعت و فرمانبرداری پر کمر بستہ کی ہے آپ سے زیادہ لائق و فائق اور بہتر کوئی دوسرا شخص نہیں ہے کیونکہ آپ کی ذات میں علم۔ شجاعت۔ سخاوت سب سے
زیادہ ہے۔ شرافت اور قرابت میں رسول خدا صلعم سے بہت نزدیک ہیں یقین سمجھو کہ راحت اور آرام آپ کی موافقت کے ساتھ ہے اور رنج و تکلیف علیحدگی
میں طول حیات اتفاق کا پھل ہے اور مرگ و ہلاکت نفاق کا نتیجہ۔ اگر تم موافقت کے ساتھ آپ کی خلافت و امامت سے رضامند ہو گئے تو تمہارے کام درست
ہو جاینگے اگر خدانخواستہ اُن کی بیعت سے انحراف کیا تو امیر المومنین کو لازم آجائیگا کہ جبر و اکراہ سے تم سب کو حلقہ اطاعت میں لائیں اور طریق موافقت پر
چلائیں جسوقت جریر اسقدر بیان کر چکا مسجد کے ہر گوشہ سے آواز آئی کہ امیر المومنین علی کی خلافت سے ہم راضی ہیں اور بآرزوئے دلی سبھوں نے اُن کی بیعت
کی اسکے بعد زحر بن قیس خلیفہ امیر کا ایلچی اُٹھا اور بآواز بلند بولا اے باشندگان ہمدان امیر المومنین علی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمام حالات تحریر کئے ہیں

نامہ امیر المومنین علی بنام اشعث بن قیس الکندی

اپنے عزم سے بھی اطلاع دی ہے جناب مصطفےٰ صلعم کے تمام صحابہ اور مہاجر و انصار بڑا دنیٰ و اعلیٰ نے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر لیا ہے۔ سب رعایا سرداری
کے لئے ہمہ تن گوش ہیں اس امر میں تمہارا کیا ارادہ ہے اور امیر المومنین کے خط کا کیا جواب دیتے ہو۔ سب نے کہا اے جریر ہم سب امیر المومنین کے مطیع۔ انکی خلافت و امامت
کے خواہاں اور تعمیل احکام کے لئے گوش بر آواز ہیں۔ اس کے بعد جریر بن عبداللہ مع افواج سوار و پیادہ اور تزک و احتشام کے ساتھ جانب کوفہ روانہ ہوا۔ خدمت امیر المومنین
میں پہنچکر بیعت کی اور دوستوں کے حلقہ میں شامل ہوا۔ اسی قسم کا ایک خط جس میں مہربانی اور ملائمت بیان اور نصیحت شامل تھی اشعث بن قیس کے نام جو عثمان کیطرف سے آذربائیجان
کا عامل تھا روانہ کیا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے علی امیر المومنین کیطرف سے اشعث بن قیس کو معلوم ہو کہ ہمیں تجھپر بہت بڑا بھروسا
اور اعتقاد تھا اور تیری عقل و فہم اور دانائی و بینائی پر کامل یقین تھا ہماری آرزو تھی کہ سب سے پہلے جو شخص ہماری بیعت کرتا اور اس معاملہ کی طرف خواہشمند ہوتا
وہ تو ہی ہوتا۔ مگر تیری طرف سے کچھ ایسی باتیں سنی گئیں اور تیری ذات سے بعض امور ایسے سرزد ہوئے جن کی وجہ سے تیری طلبی میں تاخیر اور بلانے
میں ڈھیل کی گئی اسوقت تیری گذشتہ باتیں نظر انداز کر دی گئیں اور تیرے اعمال ناپسندیدہ کو ان حسنات حسنہ سے جو تجھ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں محو کر دیا ہے
ہاں تو نے عثمان کا واقعہ مہاجر و انصار کی زبانی ضرور سنا ہوگا اور اصحاب رسول خدا اور خاندانی اور اعلےٰ خاص و عام کا بیعت کرنا بھی معلوم ہو چکا ہوگا۔ ہمارا ارادہ
ہے کہ شام کیطرف جائیں ہمیں تیرے آنیکا منتظر ہوں لازم ہے کہ مضمون خط سے واقف ہوتے ہی ہمارے پاس پہنچنے میں جلدی کر اور جسقدر سوار اور پیدل تیرے ساتھ
ہیں سب کو ہمراہ لے آ اور خوب یاد رکھ کہ آذربائیجان کی امارت خاص تیرا ہی حق نہیں ہے بلکہ عامل کے ہاتھ میں ایک امانت کی چیز ہے اور وہاں سے جسقدر مال حاصل ہوا ہے وہ
بیت المال سے علاقہ رکھتا ہے تو اس زر و مال کا محض ایک خزانچی اور امین ہے ہر گز اس میں تصرف بیجا نہ کرنا اور جسقدر جمع ہو چکا ہو لا کر داخل خزانہ عامرہ کر دینا یہ بھی سمجھ لے کہ
تیرے حقوق ہمارے دل سے فراموش ہو گئے اور انشاء اللہ تعالیٰ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس علاقہ کی امارت تجھی پر برقرار رہے گی۔ اسکے بعد خط لپیٹ کر زیاد بن مرحب ہمدانی کو دیا کہ آذربائیجان
میں پہنچکر اشعث بن قیس کو دے۔ اشعث کا چچازاد بھائی امیر المومنین کی خدمت میں موجود تھا اُسنے بھی اسی مضمون کا ایک خط اشعث کے نام لکھدیا کہ میرے چچیرے بھائی
اشعث بن قیس کو معلوم ہو کہ قتل عثمان کے بعد جملہ مہاجر و انصار بلکہ صحابہ کبار اور اشراف و اخیار نے امیر المومنین علی کی بیعت اختیار کر لی ہے میں نے بھی انکی متابعت میں دینی
اور دنیوی بہتری سمجھی ہر چند میں نے عثمان کے معاملہ میں غور و تامل کیا مگر مجھے کوئی بات ایسی معلوم نہ ہوئی کہ امیر المومنین علی کی متابعت کو مانع آجاتی اب انہوں نے تیرے
نام خط لکھا ہے اور اپنی بیعت کے لئے طلب کیا ہے مضمون خط سے واقف ہو کر ہر گز کچھ تامل اور توقف یا کوئی عذر و حیلہ نہ کرنا اگر بیعت اختیار کرو کیونکہ امیر المومنین امام برحق
خلیفہ مطلق اور گذشتہ و آئندہ سے فاضل تر ہیں جو کچھ میں لکھتا ہوں اسے سچ جاننا اور مجھے اپنا خیر خواہ صادق سمجھنا والسلام جب زیاد نے اشعث کے پاس پہنچکر امیر المومنین
اور اس کے چچازاد بھائی کے خط حوالے کئے اور اس نے پڑھکر مضمون مندرجہ سے اطلاع پائی تو منادی کر دی کہ تمام آدمی جامع مسجد میں جمع ہو جائیں
جب سب آدمی جمع ہو گئے اشعث نے منبر پر جا کر خطبہ پڑھا اور کہا جو شخص تھوڑی سی پر اکتفا نہیں کر سکتا اُسے بہتات بھی سیر نہیں کر سکتی امیر المومنین عثمان نے
ولایت آذربائیجان میرے حوالے کی تھی چنانچہ اسوقت تک میں امیر نائب ہوں مگر انکا زمانہ ختم ہو گیا اور جو واقعات امیر المومنین علی اور طلحہ و زبیر و عائشہ کے درمیان
واقع ہوئے تمہیں سب معلوم ہیں اسوقت تمام مہاجر و انصار ادنےٰ و اعلےٰ حضرت علی کی خلافت و امامت پر متفق ہو گئے ہیں امیر المومنین بڑے عالی خاندان
اور دین و دنیا میں محفوظ و امین ہیں آپ نے مجھے خط لکھکر بلایا ہے اس میں تمہاری کیا صلاح ہے سب نے متفق اللفظ کہا ہم نے سنا اور اطاعت اختیار
کی علی ہمارے امام ہیں اور ہم آپ کی خلافت و امامت پر بخوشی قلب رضامند ہیں اور ان کے سوا اور کسی سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے امیر المومنین کے ایلچی زیاد
بن مرحب نے بھی منبر پر جا کر حمد و ثناء الٰہی کے بعد جناب رسول خدا صلعم پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو عثمان بن عفان کے معاملہ میں غور کرنا بیفائدہ ہے۔ اور
نہ وہ کوئی مفید خبر ہے اگر حقیقت حال معلوم کرنا چاہیں تو کوئی ایسی بات بیان نہیں ہو سکتی جس سے اطمینان خاطر نصیب ہو گر بیان کرنے والے اس معاملہ کو دیکھا ہو
کہاں وہ شخص جس نے دیکھا بھی ہو اور معاینہ سے بڑھکر کوئی خبر نہیں ہو سکتی اسوقت تمام آدمیوں نے کسی دباؤ یا جبر کے بغیر بخوشی خود امیر المومنین علی کی بیعت اختیار

کرلی ہے اور جن لوگوں نے بیعت کرکے توڑ ڈالی اور مخالفت اختیار کرکے اور اہل بصرہ کو ساتھ لیکر جنگ کی تھی اللہ تعالٰے نے انہیں اُن کے کئے کی سزا دی حضرت
کو فتح و ظفر نصیب ہوئی میں اُنکا ایلچی تمہارے پاس آیا ہوں اُنکا حکم سنو اور اطاعت قبول کرو مسجد کے ہر گوشہ سے صدا آئی کہ ہمنے اُن کے حکم کو مان لیا اور
ان کی امامت و خلافت کا دل و جان سے اقرار کرتے ہیں جسوقت تمام لوگوں نے رضا و رغبت حق تعالیٰ حضرت علی کو اپنا خلیفہ مان لیا تو اشعث اپنے گھر چلا گیا اور
اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے ملکر کہا اگرچہ حضرت علی بزرگ شخص ہیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھے ان کی اطاعت لازم ہے اور اگر میں اُن کی خدمت میں
جاؤنگا تو وہ ضرور میرے ساتھ لطف و کرم پیش آئیں گے لیکن خطایں آذربائیجان کے زرِ محاصل کا جو ذکر درج ہے میں اُس سے رنجیدہ ہوں اور نہیں چاہتا
کہ انکی خدمت میں جاؤں میری یہ رائے ہے کہ معاویہ کے پاس چلا جاؤں اور اس سے ملتجی ہو کر اس مال کی واپسی سے پہلو بچاؤں اس معاملہ میں جسقدر غور و فکر
کرتا ہوں معاویہ ہی کے پاس جانا بہتر نظر آتا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے اُسکے دوستوں اور عزیزوں اور رشتہ داروں نے جواب دیا معاذ اللہ معاویہ کے پاس جانے سے ہمیں
مرجانا بہتر ہے اس عیب اور برائی کو کسطرح گوارا کرسکتے ہیں تو کسطرح اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے علیحدگی اپنے شہر اور وطن اور قدیمی گھر سے جُدائی
اختیار کرنا۔ امیر المومنین علی کی بیعت و اطاعت سے منحرف ہونا چاہتا ہے۔ حالانکہ وہ رسول خدا صلعم کے بھائی وصی اور اسکے فرزندوں کے باپ ہیں تو شام کو
جاتا اور معاویہ کو علی پر ترجیح دیتا ہے اشعث اپنے متعلقین کی نصیحت کو سُنکر شرمندہ ہوگیا اور بوجہ حیا اپنے ارادہ سے باز رہا پھر اپنے خدمتگاروں اور خیل و حشم
کو بلاکر تسلی و تشفی دی اور جانب کوفہ روانہ ہوا۔ داخل کوفہ ہو کر خدمت امیر المومنین میں حاضر ہُوا اور بیعت کرلی آپنے بھی اُس کے آنے سے اظہار خوشنودی کیا
اور بڑی دلداری کی اسکے بعد احنف بن قیس نے کہا اے امیر المومنین بنو سعید بن زید بن مناۃ بن تمیم نے جنگ جمل کے وقت آپ کی امداد نہیں کی اب جو معرکہ
پیش آنیوالا ہے وہ اسمیں آپ کی امداد اور خدمت گذاری کرینگے وہ جنگ جمل میں اسلئے آپ کے ساتھ نہ ہوئے تھے کہ طلحہ و زبیر نے شبہ ڈالدیا تھا اس میں شبہ
نہیں کہ اب وہ معاویہ کے مخالف اور آپ کے دوست ہیں اور آج تمام قوم بصرہ میں موجود ہے اگر حضور حکم دیں تو میں انہیں کچھ لکھوں۔ اور آپ کی اطاعت
و خدمت گذاری کے واسطے بلاؤں کہ بہت جلدی حاضر درگاہ ہو کر گزشتہ غلطی کا تدارک کریں بنی تمیم کے لوگوں نے جو اسوقت موجود تھے احنف کی رائے کو پسند
کیا سبنے کہا عین مصلحت ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے بھی اجازت دیدی کہ تجھے اختیار ہے جو مناسب سمجھے اسپر عمل کر غرض احنف بن قیس نے بنی عم اور
دوستوں اور اپنے عزیزوں کو اس مضمون کا خط لکھا واضح ہو کہ تمہارے سوا بنی تمیم میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہا جسنے امیر المومنین علی کی بیعت اختیار
نہ کی ہو سبنے بخوشی بیعت کرلی ہے۔ یاد رکھو کہ آج جو کچھ تمہارے قبضۂ اقتدار میں ہے وہ میری ہی نیک صلاح کا پھل ہے اور تمہارا دشمنوں سے امن میں رہنا
بھی میری ہی ان تدبیروں کا نتیجہ ہے جو تمہارے واسطے عمل میں لائی گئیں جسوقت ہم کوفہ میں وارد ہوئے تو تمہارے عزیزوں اور متعلقین نے جو یہاں سکونت
پذیر ہیں جناب امیر کی خدمت گذاری کی اور جان و مال سے دریغ نہ کیا اور اب مستعد ہیں حضرت کے ہمراہ مہم شام پر جائیں اور امداد کریں الغرض مجھے جو رائے بہتر
اور تمہارے حق میں فائدہ بخش نظر آئی اُس سے تمہیں مطلع کرتا ہوں اپنے دوستوں سمیت بلا تامل امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ خوب سمجھ لو کہ بفضلہ تعالےٰ
آپکا اقتدار کمال پر ہے کوئی جائے تردد نہیں تم حیلہ نہ کرنا فوراً چلے آؤ کیونکہ تمہارے لئے دینی اور دنیوی بھلائیوں کا موجب ہے والسلام بنی تمیم نے
احنف کے خط کو مطالعہ کرکے تمام باتوں پر غور کی اور اسی امر کو اچھا سمجھا سبنے جمع ہو کر بصرہ سے جانب کوفہ سفر کیا اور خدمت جناب امیر میں حاضر ہو کر
شرف حضوری حاصل کیا اور آپ سے اس اقرار کے ساتھ بیعت کی کہ ہم آپ کی خدمت میں رہیں گے جہاں ہونگے مطیع فرمان رہیں گے لڑائیوں میں ساتھ دینگے اور
زیر رکاب جائیں گے اب اپنے دوستوں کے ساتھ مشورہ کیا اور فرمایا میں معاویہ کے ساتھ مکر اور اسپر ظلم کرنا نہیں چاہتا کیونکہ بغاوت اور ظلم کا نتیجہ اچھا نہیں
ہے کوئی ایسا شخص ہو جس نے زمانہ کا بہت سا تجربہ کیا ہو دنیا کی اونچ نیچ دیکھی اور اسکی تلخی و شیرینی کا مزا چکھا ہو اور ظاہر و باطن اور سختی و نرمی میں
پسندیدہ عادات رکھتا ہو۔ وہ معاویہ کے پاس میرا خط لیجائے میں اُسے سمجھاتا اور نصیحت و تاکید کرتا ہوں شاید سعادت حاصل کرے اور اپنے ارادہ

مانا اگر اطاعت و موافقت اختیار کری اور اگر پھر بھی اسی اس گمراہی اور مخالفت پر قائم رہے گا تو اس سے جنگ کریں گا۔ جریر بن عبداللہ بجلی نے کہا اے امیر المومنین آپ مجھے ایلچی بنا کر اس کے پاس روانہ کریں کیونکہ میں اور وہ دوست رہ چکے ہیں اور وہ کسی وقت بھی میرے کہنے کو ٹالتا نہ تھا میری بات کو بے لاگ سمجھتا تھا میں وہاں جا کر اسے بخوبی سمجھاؤں گا اور نصیحت کر کے حق امر کیطرف توجہ دلاؤنگا میں خیال کرتا ہوں کہ میری بات مان لے گا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرے گا۔ میں شامیوں کو بھی آپ کی بیعت کی ترغیب دونگا وہاں میرے قدیمی عزیز و قریب بہت سے ہیں آپ نے اسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے جریر تجھے معلوم ہے کہ میرے پاس حضرت مصطفےٰ کے بہت سے وہ اصحاب موجود ہیں جو آپ کے ہمراہ لڑائیوں میں رہ چکے ہیں اور سب کے سب معتمد ہیں ان میں سے جس کسیکو بھیجنا چاہوں وہی اس امر کو نہایت دیانت داری اور امانت گذاری سے ایسی اچھی طرح بجا لائیگا کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں لیکن بایں سبب کہ تو نے اس کام کے لئے سبقت اختیار کی ہے اور تیری امانت و دیانت داری اور محبت و مودت بھی ظاہر ہے معاویہ کے پاس بطور قاصد روانہ کرنے میں کسی دوسرے کو تجھ پر ترجیح نہیں دیتا بخیر و خوبی جا اور معاویہ کو میرا خط پہنچا اور فہمائش کر کہ جماعت کے خلاف نہ چل اطاعت و دوستی اختیار کر جریر مستعد ہو گیا اور آپ نے اس مضمون کا خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبداللہ علی امیر المومنین کی طرف سے معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ جملہ مہاجر و انصار نے خلافت و امامت کے کاموں کی درستی کے لئے باہم مشورہ کر کے ایک شخص کو منتخب کیا ہے اور اسکو اپنا امام اور رسول خدا کا خلیفہ اور خاص و عام کا پیشوا قرار دے لیا ہے اور عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ہمارے قرار داد سے راضی نہ ہوگا اس سے جنگ کرینگے تا اسکہ اطاعت و موافقت اختیار کرے تجھے یہ سب حالات اچھی طرح معلوم ہیں زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں میرے اور اہل بصرہ کے درمیان جو جنگ اور خونریزی واقع ہوئی ہے وہ بھی سن لی ہوگی تجھ سے چھپی ہوئی نہ ہوگی اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنی فتحمند کیا ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَارِهُوْنَ یعنی امر الٰہی ظاہر ہوا گو وہ کراہت کرنے والے ہوں میں نے سنا ہے کہ تو عثمان کے معاملہ میں بہت مبالغہ کرتا ہے اور قاتلوں کی نسبت کچھ کہتا ہے مناسب یہ ہے کہ پہلے میری بیعت اختیار کرکے اور مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو پھر عثمان کے وارث میرے سامنے قاتلوں پر دعوے کریں اور میں کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ کردوں تو اسوقت جس بات کو چاہتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی اپنے بچہ کو دھوکہ دیکر اور کسی دوسرے طرف متوجہ کر کے دودھ چھڑانا چاہتا ہو۔ اگر تو عقل سے کام لیکر دیکھے تو خون عثمان کے معاملہ میں مجھ سے زیادہ بے لگاؤ اور کسی شخص کو نہ پائیگا میں خوب جانتا ہوں کہ تو ان لوگوں میں سے نہیں جو خلافت کے سزاوار ہو سکتے اور اس منصب شریفہ کی لیاقت رکھتے ہوں میں یہ خط بھیجکر فہمائش کا حق ادا کرتا ہوں جریر کو جو بڑا پایدار مہاجر اور دیانت دار آدمی ہے تیرے پاس بھیجتا ہوں اور اسکی زبانی ان تو یہ کا پیغام دیا ہے جیسے تیری حالتیں درست اور امیدیں پوری ہو سکتی ہیں اگر تو نصیحت کو قبول اور ان باتوں کو عقل سے مسموع کرے گا تو دونوں جہان میں تیرے واسطے بھلائی اور عاقبت بخیر ہوگی اور مسلمانوں میں نیک نام رہے گا ورنہ بخیال دیگر تو اپنے آپ کو ہلاکت اور بلا میں مبتلا کرے گا میں اللہ تعالےٰ سے امداد طلب کر کے تجھ سے جنگ کرونگا اور جو کچھ مناسب وقت ہوگا اس طرح سے پیش آؤنگا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ یعنے بزرگ و برتر اللہ کے سوا اور کسی میں کچھ طاقت و قدرت نہیں ہے پھر خط کو ختم کر کے اور لپیٹ کر جریر کے حوالہ کیا وہ خط لیتے ہی جانب شام روانہ ہوا قطع منازل کے بعد داخل شام ہو کر معاویہ کے پاس پہنچا اور سلام کیا معاویہ نے جواب سلام دیکر بڑی عزت سے اپنے پاس بٹھایا اور بہت نرمی سے دریافت کیا کہا اے جریر تو کس کام کے لئے آیا ہے اور کیا حالات ہیں بولے کہا اچھی خبریں ہیں اور میں تیرے پاس محض تیری رعایت اور خاطر سے آیا ہوں کیونکہ حرمین و عراقین اور حجاز و یمن والے سب تیرے چچیرے بھائی علی بن ابی طالب کے ہمراہ ہو کر ان کی بیعت میں آگئے ہیں تمام علاقے حوالہ کر دیئے ہیں تیرے پاس چند قلعوں کے سوا اور کچھ نہیں اگر حضرت علی علیہ السلام اس طرف تشریف لے آئے تو ان کے لطف و کرم کو دیکھکر تمام آدمی اور فوج ان کے ہمراہ ہو جائیگی اور تو تنہا رہ جائے گا پھر چند حصار بھی تیرے قبضہ سے نکل جائینگے میں اس لئے آیا ہوں کہ تجھے نیک مشورہ دوں اور راہ راست دکھاؤں اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین کی متابعت اختیار کر وہ آنحضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ مطلق اور امام برحق ہیں اگر تو اس معاملہ میں اچھی طرح غور کرے گا اور برے خیالات کیطرف مائل نہ ہوگا اور میرے ہمراہ جناب کی خدمت میں چلیگا تو تیری سب مرادیں بر آئینگی

اور یہ علاقہ بھی تیرے حوالہ کر دیا جائیگا۔ حضرت علی تجھ پر مہربانی فرمائینگے جب کہ حضرت زندہ ہیں اس علاقہ کو تجھ سے نہ لیں گے ان کی بعد وفات اگر تو زندہ رہا اور تیرا کچھ اور ارادہ ہوا تو اسوقت وہ بھی ممکن ہوگا رہا عثمان کا واقعہ جو لوگ اسدن مدینہ میں موجود تھے وہ بھی حقیقت حال سے واقف نہیں ہیں پھر وہ لوگ جو موجود ہی نہ تھے کیا جان سکتے ہیں تو بھی اس امر سے خوب آگاہ ہے مگر دانستہ اپنے آپ کو غلطی میں ڈالتا ہے فتنہ پردازوں اور خود غرضوں کی باتوں میں آکر علی ابن ابی طالب کے مقابلہ پر تُلا ہے تیری یہ رائے اچھی نہیں دشمنی کی راہ سے نہیں بلکہ دوستی کے خیال سے جو کچھ تیرے واسطے بہتر معلوم ہوا ارشاد فرمایا گیا ہے آئندہ تجھے اختیار ہے
پھر معاویہ نے جناب امیر کا فرمان اوّل سے آخر تک پڑھا اور جریر کو دیکر کہا تو بھی پڑھ کہ تجھے بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا لکھا ہے جریر نے خط لیکر پڑھا پھر وہاں سے اٹھ کر اپنے قیام گاہ پر آیا دوسرے دن جریر جامع مسجد میں آیا لوگ جمع ہو گئے معاویہ بھی آیا جریر نے تقریر شروع کی اور بہت عمدہ بیان کیا جس میں لوگوں کو پند و نصیحت تھی اور جناب علی مرتضےٰ کی بیعت کی طرف ترغیب و تحریص دلائی تھی پھر کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ تمام مہاجر و انصار نے دل وجان سے امیر المومنین کی بیعت اختیار کر لی ہے اور ان کی خلافت و امامت کا اقرار کر لیا ہے بصرہ والوں نے مخالفت کی تھی تو اپنے کئے کی سزا پائی بصرہ کے صحرا میں سرتن سے اور تن سر سے جدا کئے ہوئے اپنے خون میں تڑپتے تھے میں نے اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ کیا کہ نہ کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا نہ کسی وقت میں کوئی ایسا ہیبت ناک واقعہ ظہور میں آیا علی وہی علی ہے جسے تم دیکھ چکے ہو ہم نے اسکی شجاعت بھی دیکھ رکھی ہے اور اسکا حلم اور مہربانی بھی اس تمام اکابر و معارف نے آپ کی امامت کا اقرار کر لیا ہے فی الحال اگر حضرت علی سے بیعت بھی نہ کی ہوتی اور یہ کام ہمارے قبضہ میں ہوتا تب بھی ہم حضرت علی کے سوا اور کسیکو خلیفہ نہ مانتے اے معاویہ خدا سے ڈر اور اپنے لوگوں کو ہلاکت میں نہ ڈال جسطرح اور لوگوں نے علی کی بیعت کر لی ہے تو بھی بیعت اختیار کر اور یہ کہا کہ اس علاقہ کی امارت مجھے عثمان نے دی ہے اور کبھی معزول نہیں کیا قابل اعتماد نہیں کیونکہ وفات پانا پوری معزولت ہے تمام دنیاوی مقبوضات قبضہ سے نکل جاتے ہیں اور بعد میں آنے والے کے زیر تصرف ہو جاتے ہیں معاویہ جریر کی باتیں سنکر خاموش ہو رہا کچھ عرصہ کے بعد کہا اللہ تعالےٰ نے مجھے عزت عطا کی ہے اور اپنی طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں لباس عزت میرے زیب تن کیا ہے میں کبھی اس بات پر راضی ہونگا کہ مجھ پر سے اس عزت کے لباس کو اتار لیں اور نہ عزت کے عوض ذلت اختیار کروں گا بلکہ مجھے بھروسہ ہے کہ اللہ تعالےٰ حاسدوں اور مخالفوں کے دفع کرنے میں میری مدد کرے گا اس کے بعد کہا اے لوگو تم جانتے ہو کہ میں امیر المومنین عمر اور عثمان کا خلیفہ ہوں اس عرصہ تک ان کا نائب رہکر میں نے تمہاری نگہداشت کی ہے اور کسیطرح سے ظلم و زیادتی کو گوارا نہیں کیا۔ اور کسی شخص کی آبروریزی نہیں کی اب امیر المومنین عثمان کو ظلم سے مار ڈالا ہے میں اسکا ولی ہوں اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا یعنے جس شخص نے بے گناہ کو قتل کیا ہمنے اسکے ولی کو قاتل پر غلبہ دیا میں چاہتا ہوں کہ تمہارے دلوں کا حال عثمان کے بارے جانے کے متعلق مجھے معلوم ہو جائے کہ بدلا لینا چاہتے ہو یا نہیں مسجد کے ہر گوشے سے صدا آئی کہ ہم قتل عثمان کے معاملہ میں خاموشی اختیار نہ کرینگے ہم سب اسکے خون کے طالب ہیں ہم سے جہانتک ہو سکے گا بدلہ لینگے جریر کی واپسی سے پہلے ہی امیر المومنین علی کو اس حال سے اطلاع ہو گئی معاویہ کے خطبہ اور طلب خون عثمان کی نسبت شامیوں کے ارادوں کا تمام حال لوگوں نے جناب امیر کو آ سنایا آپ نے ارادہ کیا کہ بہت جلدی شام کیطرف روانہ ہوں اور اس معاملہ کے متعلق عجلت سے بندوبست کیا جائے مگر اور لوگوں کی رائے نہ ہوئی صرف پانچ آدمی اشتر نخعی عدی بن حاتم طائی عمرو بن الحمق خزاعی سعید بن قیس ہمدانی اور ہانی بن عروہ مذحجی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر بولے کہ جو ہم شام سے مانع آتے ہیں ہماری جانیں ڈرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ اس جنگ میں مارے جانے سے زیادہ اور کچھ نہیں ہو سکتا ہماری عین آرزو ہے کہ یا تو آپکے دشمنوں پر فتح پائیں یا آپکے زیر رکاب مارے جائیں اور یہ ظاہر ہے کہ جسقدر آپ توقف فرمائیں گے معاویہ زیادہ قوت بہم پہنچا کر ساز و سامان درست کرے گا اب مخالفت اور جنگ تک نوبت پہنچ چکی ہے جسقدر جلدی ہم اسطرف روانہ ہو جائیں اسیقدر اچھا ہے جناب امیر نے فرمایا تمہاری رائے بہت ٹھیک ہے مگر میں نے ایلچی بھیج رکھا ہے۔ جبتک وہ اور خط کا جواب نہ آلے ہمارا وہاں جانا دانائی سے بعید ہے آپ کے دوست یہ بات سن کر خاموش ہو رہے جریر ہر روز معاویہ سے واپسی کی

اجازت طلب کرتا مگر وہ حیلے بہانے کر کے ٹال دیتا کہ جلدی نہ کریں شامیوں سے مشورہ کر لوں جب کوئی ایک رائے قرار پا جائیگی اور میری تشویش رفع ہو جائے گی تو حضرت علی کے خط کا جواب لکھوں گا اور تجھے روانہ کر دونگا معاویہ نے ایسی ایسی باتیں بنا کر جریر کو روک رکھا اور اپنا کام درست کرتا رہا اسی اثنا میں اس نے عمرو بن عاص کو خط لکھا وہ فلسطین میں تھا مضمون خط یہ تھا کہ عمرو کو معلوم ہو کہ تو نے امیر المومنین عثمان کے قتل ہونے اور اُن پر ظلم و ستم کئے جانے کا حال سن ہی لیا ہوگا حجاز یمن کوفہ اور بصرہ کے لوگوں نے علی کی بیعت اختیار کر لی ہے اور انہوں نے خط دیکر جریر کو میرے پاس بھیجا ہے اور بیعت کے لئے طلب کیا ہے ایسے وعدے دیئے ہیں میں نے اسوقت تک خط کا جواب نہیں دیا نہ قاصد ہی کو واپس جانے دیا ہے میں تیرے آنے کا منتظر ہوں کہ بہت جلد یہاں آ کر صلاح دے اور جو امر مناسب معلوم ہو وہ کیا جائے یہاں آنے میں ذرا دیر نہ کرنا۔ عمرو عاص نے معاویہ کا خط پڑھکر اپنے بیٹوں عبداللہ اور محمد کو بلایا یہ خط دیکر کہا اسے پڑھو اے میرے بیٹو میں تم سے صلاح لیتا ہوں کہ معاویہ کے پاس چلا جاؤں یا امیر المومنین علی سے جا ملوں تم ان میں سے کس بات کو اچھا سمجھتے ہو عبداللہ نے کہا اگر مجھ سے پوچھتا ہے تو سب اچھی یہ رائے ہے کان لگا کر سن جسوقت جناب محمد مصطفٰے نے انتقال فرمایا۔ وہ تجھ سے بہت خوش تھے اُن کے بعد دو خلیفہ ابوبکر اور عمر بھی تجھ سے راضی تھے جسوقت عثمان کو قتل کیا ہی تو وہاں موجود ہی نہ تھا تجھ سے کسی امر کو منسوب نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی مرتبہ اور دولت دے رکھی ہے تو کیا محتاج نہیں ہے تجھے خلافت کی طمع ہے حرمت اور مرتبہ تجھکو حاصل ہے مناسب نہیں کہ اس عالم ضعیفی میں دنیا کی لالچ سے اپنے آپ کو مصیبتوں میں مبتلا کرے اور علی بن ابو طالب کی جو جناب مصطفٰے کا چچیرا بھائی۔ داماد اور وصی ہے عداوت اور معاویہ بن ابی سفیان کی خدمت و ملازمت اختیار کرے۔ نیک بختی سے اپنے گھر میں بیٹھکر دیکھنا چاہئے کہ معاملہ کس پہلو پر بیٹھتا اور کیا نتیجہ نکلتا ہے میری تو یہ رائے ہے آیندہ تجھے اختیار ہے اُسکے بعد اس کے دوسرے بیٹے محمد نے کہا مجھے عبداللہ کی بات پسند نہ آئی کیونکہ گھر میں بیٹھ رہنا محض بوڑھی عورتوں اور کم ہمت شخصوں کا کام ہے اب کہ خلیفہ وقت عثمان کو بیگناہ مار ڈالا ہے اور معاویہ اُس کے خون کے بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے اور تو بھی قریش کا بہت بڑا نامور اور مشہور سردار ہے معاویہ سے کم نہیں اگر اس کام سے علیحدہ رہجائیگا اور گھر میں بیٹھ رہیگا تو کیسو معاملہ ہو جانے کے بعد تیری کوئی قدر و منزلت اور عزت و حرمت باقی نہ رہے گی اس میں تیرا سراسر نقصان ہوگا مصلحت یہ ہے شام میں جا کر معاویہ سے مل جا اور خون عثمان کا بدلہ اور معاویہ کے لشکر کی سرداری لے عمرو عاص نے دونوں بیٹوں کی باتیں سنکر کہا عبداللہ مجھے وہ راستہ دکھاتا ہے جسمیں دین اور آخرت کی سعادت موجود ہے اور محمد مجھے اس بات کی رائے دیتا ہے کہ آخرت کے عوض دنیا کو اختیار کر لوں اور انجام کار ٹوٹے میں رہوں وصی مصطفٰے کا دشمن بنوں لیکن لوگوں میں بھی مشہور ہو گیا ہے کہ عمرو عاص معاویہ کے پاس جاتا ہے اگر باز رہونگا تو اچھا ہوگا اس کے بعد سمت شام روانہ ہوا معاویہ کے پاس پہنچا تو وہ اُس کے آنے سے زیادہ قوی نیت ہو گیا بڑی عزت و حرمت کی اپنے قریب بٹھا کر کہا اے بھائی مجھے تین کام درپیش ہیں میں نہیں جانتا کہ انکا کیا علاج کروں اول یہ کہ محمد بن خدیفہ مصر کے قید خانہ کو توڑ کر نکل آیا ہے اور جمعیت فراہم کر لی ہے تو بھی جانتا ہے کہ وہ نرا فتنہ پرداز شخص ہے دوسرا یہ کہ سنتا ہوں کہ قیصر روم نے بہت بھاری لشکر جمع کر کے شام کا قصد کیا ہے تیسرے علی ابن ابی طالب کوفہ میں موجود ہیں اور فوجیں فراہم کر کے مجھے تاکید و تنبیہ فرما رہے ہیں اور جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں ان واقعات کی نسبت تیری کیا رائے ہے عمرو عاص نے کہا اگرچہ یہ تینوں امر موجب پریشانی و حیرانی ہیں مگر تو نہ گھبرا انجام اچھا ہوگا محمد ابن خدیفہ کا معاملہ مشکل نہیں کچھ لشکر بھیجدے اگر مقابلہ سے پیش آئے اسے گرفتار کر لائیں اگر ہزیمت اختیار کرے تو ملک خدا ہر طرف پھیلا پڑا ہے کہدے کہ جدھر جی چاہے چلا جائے اور بادشاہ روم کی خدمت میں تھوڑے تحائف اور کچھ اقسام پارچات زرّیں وغیرہ بھیجکر رضا مند کرے یقین ہے کہ وہ صلح کرے گا۔ مگر علی ابن ابی طالب کا معاملہ نہایت دشوار اور اہم ہے کوئی آدمی تجھے اُن جیسا نہ سمجھیگا اور تمام امور میں انہی کو تجھپر ترجیح و بزرگی دیں گے معاویہ نے کہا انہوں نے ایسا برگزیدہ اور خلیفہ وقت کو قتل کر کے خدا کا گناہ کیا ہے عمرو نے جواب دیا اے معاویہ ایسا نہ کہ علی یکتائے جہان شخص ہے ہر طرح کی فضیلتیں اور [illegible] ان میں موجود ہیں جناب رسول خدا کے نزدیک بلحاظ ہجرت و قرابت سبقت اور کو یہ مرتبہ اور منصب حاصل نہیں جو آپ کو حاصل ہے جو صفات پسندیدہ اور [illegible] ہیں وہ انہی میں ہیں اور جہاد شجاعت

ومردانگی اور دانائی اور فصاحت و بلاغت ذات بابرکات میں موجود ہے اور جیسے جیسے تجربے اور مواقع معرکہ آرائیوں اور دیگر مہموں میں آپ کے معاینہ اور نظر سے گذر چکے ہیں اور اقبال روزگار اور اتفاقات حسنہ کے بے شمار جلوے جو آپ نے دیکھے ہیں اور انواع و اقسام کی نعمتہائے الٰہی اور علوم و فنون عطیہ ربانی جناب محمد مصطفےٰ صلعم کی کمال عنایت اور حسن نظر جو شامل حال رہی ہیں بزرگان وقت اور اکابر عصر میں سے کسی ایک کو بھی نصیب نہیں کوئی شخص از روئے شرافت انکی برابری نہیں کر سکتا تو بیہودہ خیالات رکھتا ہے وہ طوبیٰ درخت ہیں معاویہ نے جواب دیا تو نے جسقدر اوصاف اور خصوصیتیں بیان کی ہیں ہزار میں سے ایک اور ڈھیر میں سے نمونہ بھی نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ طلب خون عثمان کے بہانے سے جنگ چھیڑ دی جائے اور لوگوں کے سامنے ان پر قتل عثمان کی تہمت لگاکر علانیہ خون کا دعوے کروں عمرو ان باتوں پر ہنسا اور کہا تو عجیب باتیں کرتا ہے تجھے ان باتوں سے کیا واسطہ کہ خون عثمان کا بدلا چاہے جس وقت عثمان کو محاصرہ میں لے رکھا تھا انہوں نے تجھے بلایا اور مدد طلب کی تھی مگر نہ تو گیا نہ امداد بھیجی اب کسطرح انکے خون کا دعوے کر سکتا ہے یہ تو وہی بات ہے کہ تو سانپ اور مچھلی بننا چاہتا ہے۔ مگر نہ بالکل سانپ ہی بنتا ہے نہ مچھلی ہی تو مخالفت کرنا چاہتا ہے تو سانپ ہی بن جا یا مچھلی ہی اور میرا حال بھی ظاہر ہے کہ میں نے اس مصیبت کے وقت ساتھ نہیں دیا اور دشمنوں میں چھوڑ کر فلسطین کو چلا گیا تھا اس کونسی حجت سے ان کے خون کا طالب ہوں معاویہ نے کہا اے عمرو عاص ان باتوں کو چھوڑ دے ایسی حجتیں مت لا مجھسے بیعت کر کے میرے ہمراہ ہو جا پھر ہم تم دونو و جنگ کشی سے دنیا کو اپنے تصرف میں لائیں اور حیلوں اور فریبوں سے علی کو شکست دیں پھر باقی عمر بے کھٹکے حکومت کریں اور عیش سے گذاریں عمرو نے کہا اے معاویہ دنیا کو چھوڑ دینا آسان ہے اور دین کو ترک کرنا بہت دشوار ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ اس معاملہ میں تیرا ساتھ دینا اور حضرت علی کی مخالفت کرنی بہت بڑا گناہ ہے اگر تو مجھے اپنا شریک حال بنانا چاہتا ہے تو میری مرضی پر چلنا اور میرے کہے پر عمل کرنا تجھے لازم ہوگا معاویہ نے کہا جیسا تو چاہتا ہے میں ویسا ہی کرونگا اس تو میری موافقت اختیار کر اس نے پوچھا کس بنیاد پر ہم طلب خون عثمان کریں معاویہ نے کہا لوگوں کو مکر و حیلہ اور دغا و فریب سے گمراہ کر سکتے ہیں اور جھوٹ سچ کے پیرایہ میں پیش ہو سکتا ہے اگر میں آمادہ ہو جاؤں تو تجھ جیسے عقیل و فہیم اور ہوشیار و دانا شخص کو بھی جسکا آج دنیا میں نظیر نہیں دھوکہ دے سکتا ہوں اگر باطل امر کو حق ثابت کرنا چاہوں تو تمام عالم اقرار کرے گا اور اگر کسی امر حق کو باطل دکھانا چاہوں تو کوئی انکار نہ کرے گا عمرو نے کہا میں تیرے مکر اور حیلوں کو اور جو تجھے بھی اچھی طرح جانتا پہچانتا ہوں اور جو کچھ چالیں چلیگا ان سے بھی ناواقف نہیں ہوں مگر تو مجھے کسیطرح بھی دھوکہ نہیں دے سکتا معاویہ نے اس بات کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور مطلب کی بات جاری رکھی ادھر ادھر کے قصے کہتا رہا اثنائے گفتگو میں عمرو سے کہا مجھے تجھسے ایک بھید کی بات کہنی ہے۔ میں چاہتا ہوں کوئی اور نہ سن سکے میرے منہ کے قریب کان لا تو کہوں عمرو نے اپنا کان اسکے لبوں کے قریب کر دیا معاویہ نے فوراً اسکا کان دانتوں میں داب کر زور سے کاٹا پھر کہا اے عمرو تو نے دیکھا کہ میں نے تجھے کسطرح دھوکہ دیا ہے یہاں پر میرے اور تیرے سوا اور کون تھا جب راز کی بات سننے کے واسطے کہا تھا کہ اپنا کان میرے منہ کے قریب لا تو تجھ کو کہنا چاہئے تھا کہ اس مکان میں میرے اور تیرے سوا اور کوئی نہیں پھر کان میں کہنے کی کیا حاجت ہے تو نے دھوکہ کھایا اور کان میرے دانتوں کے حوالہ کر دیا میں چاہتا تو جڑ سے کاٹ لیتا عمرو نے کہا خیر ان باتوں کو جانے دے معویہ نے کہا جو کچھ تو کہے میں موجود ہوں عمرو نے کہا میں مصر کا خواستگار ہوں معاویہ نے کہا مصر عراق کے مقابلہ پر ہے عمرو نے کہا جب ملک شام تیرے تصرف میں ہوگا تو مصر میرے قبضے میں معاویہ نے چار و ناچار علاقہ مصر کا فرمان اسکے نام لکھدیا اور وہ اس حکمنامہ کو لیکر شاد و شادان اپنے گھر واپس آیا اسکے چچا کا بیٹا وہاں موجود تھا اس نے کہا اے عمرو تو نے آخری عمر میں دنیا کے عوض دین فروخت کر دیا تو اسقدر کیوں خوش ہوتا ہے یہ کوئی یقینی امر نہیں کہ مصر تجھے مل ہی جائیگا اور اگر مل بھی گیا تو اہل مصر نے جب عثمان کو کچھ نہ سمجھا تو تجھے کیا سمجھیں گے یہ باتیں پردہ غیب میں ہیں اور تو نادان بچوں کیطرح حرص کے گھوڑے پر سوار ہوا اور ہوس کے میدان میں اچھل کود رہا ہے عمرو نے ہنسکر کہا اے بھائی تمام امور اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشا پر ظہور میں آتے ہیں نہ معاویہ کے سمجھنے میں ہیں نہ [illegible] ہے میں ایک کوشش کرتا ہوں شاید یہ ملک مجھے مل جاوے اور نام پا جاؤں اسکے چچیرے بھائی نے کہا تو بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہوتا ہے تو جانتا ہے کہ معا[illegible] ہے [illegible] الحال ترا [illegible] دین چھین لیا ہے اور آگے دیکھا چاہئے کہ تو دنیا میں سے کیا کچھ پاتا ہے عمرو عاص اور اس کے چچیرے بھائی

کی یہ باتیں معاویہ تک بھی جا پہنچیں بدحواس ہو کر حکم دیا کہ اسے پکڑ کر مار ڈالو یہ خبر سنتے ہی وہ بھاگ کر حضرت علی مرتضٰے علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آیا اور معاویہ و عمرو عاص کی موافقت کا حال سنایا امیر المومنین نے اس شخص کی دلداری و مہربانی اور مہربانیوں کے ساتھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ الغرض معاویہ اور عمرو عاص باہم موافقت اختیار کر کے حضرت علی کی مخالفت اور معرکہ آرائی پر کمر بستہ ہو گئے اب پھر حضرت علی نے جریر بن عبداللہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ خط کے پہنچتے ہی پہلے معاویہ سے تصفیہ کرنا پھر اس خط کو ہاتھ سے چھوڑنا معاویہ سے اقرار بیعت یا جنگ یا صلح کا حوالے لینا اگر وہ صلح پر رضامند ہو تو عہدنامہ ایسے طریق پر لکھوا لینا جس پر پھر وسوسہ ہو سکے اور اگر طالب جنگ ہو تو فوراً مجھے اطلاع دے اور خود بھی واپس چلا آ جریر اس خط کو مطالعہ کرتے ہی معاویہ کے پاس آیا اور کہا مجھے تیرے پاس آئے ہوئے بہت عرصہ گذر گیا میں نے تیرے تمام حالات سے اطلاع پا کر غور و فکر کر کے یکو واضح سمجھا۔ اور تیری دوستی اور محبت کے لحاظ سے جو امر مجھ پر واجب تھا عرض کر دیا مگر تجھے کسی بات کا بھی کچھ اثر نہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تو حضرت علی سے کسی بات پر بھی رضامند نہ ہو گا ظاہر میں کچھ کہتا اور لکھتا ہے اور دل میں کچھ اور ارادہ کئے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر بھی ویسی ہی مہر لگا دی ہے جیسی ظالموں اور مغرور لوگوں کے دلوں پر جبتک تو عاجز اور بے بس نہ ہو گا علی کی بیعت اختیار نہ کرے گا جس طرح منافق آدمی جب تک تنگ نہیں لگا لیتا اور پریشان نہیں ہو لیتا مار پڑنے کی طرف رجوع نہیں کرتا اب امیر المومنین نے مجھے سخت تاکیدی خط بھیجا ہے میں زیادہ نہیں ٹھہر سکتا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میرے ٹھہرنے سے اب کچھ فائدہ نہیں مجھے واپس جانے کی اجازت دے کہ واپس جا کر تمام کیفیت سے اطلاع دوں معاویہ نے جواب میں نرم باتوں سے سمجھانا چاہا کہ تو سچ کہتا ہے اور تجھے بہت عرصہ لگ گیا مگر میں اس فکر میں ہوں کہ تجھے بامراد روانہ کروں اور تجھ سے جو کچھ کہوں اور جو امور خط میں لکھوں قابل اعتماد ملیں ابھی تک میں یکسو نہیں ہو سکا اس کے بعد معاویہ نے عمرو عاص کو طلب کیا اور جریر کے روانہ کرنے کی نسبت صلاح کی عمرو نے کہا علی سے بیعت کرنا بہت ہی سخت اندیشناک اور اہم کام ہے اور خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے جو کسی عذر سے معاف ہو گا کیونکہ علی کی دشمنی پیغمبر کی دشمنی ہے اور پیغمبر کی دشمنی اللہ تعالیٰ کی دشمنی ہے اگر تجھے بیعت کرنی منظور ہی نہیں ہے تو میری یہ رائے ہے کہ شرجیل بن سمط کندی کہ جو اشراف و سادات شام کا بہت بڑا سردار ہے خط لکھ کر بلا بھیج جب آ جائے تو اس سے کہنا علی بن ابو طالب نے عثمان کو مار ڈالا ہے اور اب ہم پر چڑھائی کا ارادہ ہے فتنہ و فساد پھیلے گا جریر کو بھیجکر ہمیں بیعت کے لئے طلب کیا ہے ہم نے تیرے آنے کا انتظار کیا کہ اس امر میں تجھ سے بھی مشورہ کر لیں اور جو تجھے مناسب معلوم ہو اس پر عمل کریں نیز اس کے آنے سے پہلے چند آدمیوں کو گواہ بنا رکھ کہ بصورت ضرورت یہ گواہی دے سکیں کہ علی بن ابی طالب نے عثمان کو قتل کیا ہے اور یہ لوگ ایسے بزرگ ہوں جن پر شرجیل اعتماد کرے اور ان کی گواہی کو سچ جانے معاویہ نے اس تدبیر کو پسند کیا آدمی بھیجکر سرداران و بزرگان شام میں سے یزید بن انس۔ بسر بن ارطاۃ۔ حمزہ بن مالک حابس بن سعد طائی۔ ابو الاعور سلمی جیسے دشمن مشہور و معروف شخص جو حضرت علی سے عداوت رکھتے تھے بلایا اور کہا میں نے شرجیل بن سمط کندی کو جو شام کا بہت بڑا سردار اور ممتاز شخص ہے بلایا ہے وہ بہت ہی بڑا عقیل و فہیم اور شجاع اور لڑائیوں میں یکتائے روزگار ہے میں اسے کہوں گا علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور اب شام پر چڑھائی کیا چاہتا ہے پس اگر اس نے مجھ سے گواہ طلب کئے تو تمہیں جو اس ملک کے اکابر و معزز آدمی ہو متفق اللفظ گواہی دینی چاہئے تاکہ شرجیل علی کے مقابلہ کے لئے ہمارے ساتھ ہو جائے اور تمہاری گواہی سے ہمارا مطلب نکل آئے انہوں نے جواب دیا کہ بہت بہتر مگر جب وہ آ جائیگا اور تو ہم سے گواہی دلانا چاہیگا تو ہم اس کے سامنے گواہی دینگے۔ معاویہ نے یہ سنکر ان کی تعریف کی اور خوش ہو کر رخصت کر دیا واللہ اعلم بالصواب ۔

حمص میں شرجیل بن سمط کندی کے نام معاویہ کا خط بھیجنا

واضح ہو کہ علی بن ابی طالب نے جریر بن عبداللہ بجلی کو ایلچی بنا کر میرے پاس بھیجا ہے اور بیعت کے لئے بلایا ہے میں نے اسے ٹھہرا رکھا ہے کہ تجھ سے بھی مشورہ کر لوں جب تک تیری رائے اور اجازت نہ ہو گی میں اسے واپس نہ بھیجوں گا اس خط کو پڑھتے ہی بہت جلدی چلا آ اور جس قدر جلدی آئیگا مجھے اطمینان حاصل

ہوگا والسلام۔ شرحبیل معاویہ کا خط پڑھکر عبدالرحمٰن بن غنم ثمالی کے پاس گیا یہ شخص بہت بڑا عالم فقہ داں اور پارسا تھا معاویہ کے پاس جانے کے لئے اُس سے صلاح کی عبدالرحمٰن نے کہا اے شرحبیل جسوقت سے تونے جناب رسالت مآب کے ہمراہ ہجرت کی ہے اللہ تعالےٰ نے تجھ پر فضل کیا انواع و اقسام کی نعمتیں عطا کیں جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی عطیات کا شکریہ ادا کرتا رہتا ہے اور اپنے نیک خیالات میں تبدیلی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بھی اُس سے منہ نہیں پھیرتیں سرداروں اور امیروں کو لازم ہے کہ ہر ایک کام کو عقل و فہم سوچ سمجھ اور عاقبت اندیشی سے کریں تو قبیلہ کندہ کے نیک لوگوں میں سے ممتاز شخص ہے یاد رکھ کہ لوگوں نے افواہ اڑا رکھی ہے اور عوام الناس کا یہ قول ہے کہ علی ابن ابی طالب نے عثمان کو مار ڈالا ہے اور اس بات کا جھوٹ ظاہر ہے کیونکہ علی بن ابی طالب نے عثمان کو مارا ہوتا تو مہاجر و انصار بلکہ صحابہ کبار اور اشراف و اخیار جو علماء اسلام اور عقلائے عصر ہیں آپ سے بیعت نہ کرتے اور نہ خلافت پر رضامند ہوتے معاویہ اسلئے بلاتا ہے کہ اپنے ارادہ میں تجھے بھی شریک کرلے معاویہ کے ساتھ رہنے میں اگرچہ دنیوی سامان حاصل ہوجائیگا اور مال و دولت عمرو عاص کی طرح مل جائیگا مگر دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالنا اور اپنی عقبیٰ کو خراب کرلینا عقلمندوں کا کام نہیں اور وہی شخص دانا ہے جو اپنی عاقبت کو خراب نہونے دے اگر تجھے دنیا و آخرت اور دین و امارت درکار ہے تو حضرت علی علیہ السلام کے پاس چلا جا نعمت اور ناموری بھی حاصل ہوگی اور ثواب اُخروی بھی شرحبیل نے عبدالرحمٰن کی گفتگو سنکر کہا آپ نے بہت خوب فرمایا اور سب سچ ارشاد کیا اس سے بڑھکر دوسری بات نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ معاویہ کے پاس بھی ہو آؤں اور سنوں کہ وہ کیا کہتا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے یہ کہکر چلنے کی تیاری کی اور معاویہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوا اور اپنے بھائیوں اور عزیزوں کا جتھا ہمراہ لیا جسوقت معاویہ کے پاس پہنچا اُس نے بڑی خاطر تواضع کی اور عزت و آبرو سے اپنے قریب بٹھایا اور کہا علی بن ابی طالب نے جریر کو خط دیکر میرے پاس بھیجا ہے اور اپنی بیعت کے لئے بلایا ہے اگرچہ علی بڑا بزرگ عالم اور دیندار آدمی ہے مگر یہ امر بھی ہے کہ اُس نے عثمان کو جو خلیفہ وقت اور شیخ الاسلام تھا مار ڈالا ہے میں نے جریر کو ابھی تک روانہ نہیں کیا صرف تیرے آنیکا منتظر تھا کیونکہ تو سادات کندہ میں سے ہے اور تیری عقل و فہم اور تدبیر اور حسن سیرت مشہور و معروف ہے اور ہماری تمہاری قرابت بھی ہے اس امر میں تیری کیا رائے ہے جو کچھ تیری مرضی ہوگی وہی میری ہے شرحبیل نے کہا میں نے تیری بات سنی ابھی اس کا جواب نہیں دے سکتا آج کی رات مجھے مہلت دے کہ اس معاملہ میں غور و فکر کرلوں اور حادثہ عثمان کا حقیقت حال دریافت کرلوں اور لوگوں سے سنوں اگر دو معتمد شخص بھی جو شام کے سرداروں میں سے ہوں میرے سامنے اس بات کی گواہی دینگے کہ علی نے عثمان کو ہلاک کیا ہے تو میں تجھے سچا سمجھونگا اور اپنے تمام عزیزوں اور رشتہ داروں کو ہمراہ لیکر تیری طرف سے علی سے لڑونگا معاویہ نے کہا تیری رائے بہت درست ہے شرحبیل واپس چلا گیا معاویہ نے آدمی بھیجکر بناوٹی گواہوں کو بلایا اور سکھا پڑھا دیا کہ کل کے دن کس طرح سے گواہی دیں دوسرے دن صبح کے وقت گواہوں کی جماعت کو شرحبیل کے پاس بھیجدیا سب نے متفق اللفظ گواہی دی کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور ہمیں یہ حال معلوم ہے ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں جب اسطرح کی گواہی گذر گئی شرحبیل معاویہ کے پاس آیا اور کہا ابھی عادل لوگوں کا ایک گروہ جنکی گفتار جھوٹ اور شک اور لغویت سے خالی ہے میرے پاس آیا تھا اور گواہی دی کہ علی نے عثمان کو ظلم اور سرکشی سے ہلاک کیا ہے مجھے تیرے بیان کی سچائی اور دعوے کی راست بیانی معلوم ہوگئی خدا کی قسم اگر تو علی کی بیعت کر بھی لیتا تو میں تجھے شام سے نکال دیتا۔ خدا کی قسم علی کے واسطے ہمارے پاس تلواروں کے سوا اور کوئی شئے نہیں ہے شرحبیل کا ایک بھانجا تھا اُس نے ان باتوں پر ملامت کی اور جسقدر ہوسکا سمجھایا معاویہ نے بھی سن پایا چاہا کہ اسے مروا ڈالے وہ شام سے بھاگ کر کوفہ میں چلا آیا۔ حضرت علی مرتضےٰ کو خبر ہوئی بلایا لطف و کرم سے اپنے پاس بٹھایا اور اپنے ملازموں کے سلسلہ میں داخل فرمایا ایک شاعر نے جو امیرالمومنین کا مداح تھا اسی باب میں ایک قطعہ تصنیف کرکے شرحبیل کے پاس بھیجا اور اُس میں اس گواہی کی بابت اُسکے قول و فعل کے لئے سخت ملامت کی مگر اُس نے اس قطعہ کے مطالب پر ذرا توجہ نہ کی اور جریر کے پاس آکر کہا تونے اور علی نے بڑا مشکل کام اختیار کیا ہے اور تو اس لئے آیا ہے کہ ہمیں شبہہ میں ڈالے اور شیر کے منہ میں لیجائے جسطرح عراق کو برہم کیا ہے اسیطرح شام میں بھی شورش پھیلائے میرا یہ خیال نہ تھا کہ علی عثمان کو مار ڈالے گا اور ایسے گناہ کا روادار ہوگا

روادار ہوگا مگر اس میں نے شام کے بڑے بڑے معتمد سرداروں سے سُنا تمام شبہہ جاتا رہا اور صاف صاف کھل گیا کہ علی ہی نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ جریر اس کے اس کلام سے خفا ہوا اور کہا تیرا یہ کہنا کہ مشکل کام اختیار کیا ہے اگر مشکل اور نامناسب عمل ہوتا تو تمام مہاجر و انصار جو دین کے ستون اور راہ ہدایت کے رہنما ہیں اس کام کے حامی اور علی مرتضےٰ کی امامت و خلافت پر راضی ہوتے اور طلحہ و زبیر کے ساتھ جنہوں نے بیعت کے بعد مخالفت اختیار کی تھی جو کچھ کیا ہے کرتے۔ حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ ان معرکہ آرائیوں میں دیتے جو حدّ اعتدال سے تجاوز کر گئی تھیں اور شام کے برہم کرنے کی نسبت جو تو کہتا ہے انجام کار شام میں حق اور برکت کا ظہور ہوگا اور فتنہ اور بطلان کے منکس ہونے سے بہتر حالت ہوگی رہی علی پر قتل عثمان کی تہمت سراسر جھوٹ ہے اور تیرا یقین غلطی کے ساتھ ہے تو نے محض انہی لوگوں سے سُنا ہے جو حرص کے بندے دنیاوی طمع میں مبتلا ہو کر معاویہ کے پاس جمع ہو گئے ہیں اور عمرو عاص کی جھوٹی باتوں میں آ کر دین کو دنیا کے عوض فروخت کر چکے ہیں اور حضرت امیر پر تہمت لگاتے ہیں بہت جلدی حق و باطل ظاہر ہو جائیگا اور روز قیامت تجھ سے پوچھا جائیگا اور تو کسی طرح بھی اس الزام سے بری نہ ہو سکے گا تیرے پاس اس سوال کا کوئی جواب ہوگا حالانکہ دنیا کے مال و مرتبہ کے سبب آخرت کو خراب کر کے ایسے گناہ عظیم میں مبتلا ہوا اور اس بات کو سچ سمجھ کہ میں یہ باتیں محض تیری بھلائی کے لئے کہتا ہوں اُن سے میری کوئی اور غرض نہیں ہے شرحبیل کا مزاج بگڑا اور غصے ہو کر جریر کے پاس سے چلا آیا اور معاویہ کے پاس پہنچا اس سے کہا ہم سمجھتے تھے کہ تو عثمان کا چچیرا بھائی اسکا ولی اور نائب ہے جبکہ ایسا حادثہ گذر گیا ہے تو تو اس کے بدلہ لینے میں سعی کرے گا مگر میں دیکھتا ہوں کہ تو بڑا سست آدمی ہے تجھ سے یہ کام ہرگز نہ بن پڑے گا اگر تو اس مہم کی فکر میں ہے تو زیادہ کوشش کر اور بہت جلدی یا بالکل کہ ہم عثمان کے خون کا بدلہ علی سے لیں اگر تو اس کام میں سستی اور دیر اختیار کرے گا اور توجہ سے کام نہ لے گا تو ہم تجھے معزول کر کے کسی دوسرے شخص کو تیری جگہ قائم کرینگے اور جبتک ہم میں سے ایک آدمی بھی باقی رہے گا علی کی جنگ سے منہ نہ پھیرینگے۔ معاویہ نے یہ باتیں سُنکر کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اور ہر ایک امر میں تمہارا شریک حال تم جس شخص سے جنگ کروگے میں بھی اُس سے لڑونگا اور جس سے بصلح پیش آؤگے میں بھی اُس سے صلح رکھونگا پھر معاویہ نے آدمی بھیجکر جریر کو بلوایا اور کہا تو تمام حالات سے آگاہ ہو چکا ہے اور اہل شام کی باتیں سُن لی ہیں اب واپس جاکر علی سے یہاں کی تمام کیفیت اور حالات جو دیکھے اور سُنے ہیں بیان کر دے۔ جریر ایک سو بیس دن کے قیام کے بعد واپس ہوکر خدمت جناب امیر علیہ السلام میں پہنچا معاویہ اور شامیوں کے ساتھ جو کچھ معاملہ گذرا تھا سب مفصل عرض کر دیا۔ اشتر نخعی نے کہا خدا کی قسم اگر آپ اُس کے عوض مجھے بھیجتے تو بہت اچھا ہوتا جریر بہت سُست آدمی ہے اُس نے اس کام کو معمولی سمجھ لیا اور چار مہینے معاویہ کے پاس گذار دئے پھر کوئی کام ٹھیک نہ ہوا بلکہ اُس کی سعادت سے نقصان واقع ہوا صلح اور تدبیر کے موقع جاتے رہے جنگ و جدل کی نوبت آپہنچی کاش وہ نہ جاتا جریر نے جواب دیا خدا کی قسم اگر میرے عوض تو جاتا تو اُسی دن تجھے مار ڈالتے کیونکہ وہ سب تجھی کو قاتل عثمان تصور کرتے ہیں اور تجھسے سخت عداوت رکھتے ہیں پھر کہا اے امیر المومنین اگر جب کبھی اشتر محمد بن ابی بکر عمار یاسر حکیم بن جبل اور مکشوح مرادی پر قابو پائینگے تو انہیں ہلاک کر دینگے اشتر نے کہا اے جریر ان بچوں کی سی باتوں کو چھوڑ خدا کی قسم اگر تیرے عوض میں جاتا تو اس کام کو بہت اچھی طرح سے پورا کر لاتا اور معاویہ کے سامنے وہ طریق اختیار کرتا کہ چار و ناچار اسے ملنا ہی پڑتا تو نے گفتگو کو بہت طول دیا ہے اور ہمارے چار مہینے ضایع کر دیئے جریر نے کہا ابھی وقت ہے جا کر اس معاملہ کو درست کر لا اشتر نے کہا تو کام خراب کر چکا ہے اب میرا جانا لاحاصل ہے غرض اشتر جریر کی سعادت پر معترض ہوا مگر چاہت الٰہی کچھ اور ہی تھی کچھ فایدہ نہ ہوا معاویہ نے جریر کے روانہ کر دینے کے بعد شرحبیل سے کہا تو نے ہمارا ساتھ دیا خاص و عام کو بہت پسند آیا تو نے یہ بہت بڑا کام کیا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسکا پورا ثواب ملیگا یہ وہ کام ہے جو علم اور کثرت عبادت سے حاصل ہوگا بلکہ عوام الناس کی حرکت بغیر کام نہ چلیگا مصلحت یہ ہے کہ شام کے تمام شہروں میں خطوط روانہ کئے جائیں اور جملہ ادنیٰ و اعلیٰ لوگوں کو اس حال سے اطلاع دیں اور اپنے متفق کرنے کی کیفیت درج کرنی چاہئے تاکہ عوام الناس کو یہ حال معلوم ہو جائے کہ تو طلب خون عثمان کے لئے ہمارے ساتھ ہو گیا ہے۔ شرحبیل نے کہا یہ کام تحریروں سے نہ بن پڑے گا میں آپ سفر کرونگا اور شام کے تمام لوگوں کو تمام کیفیت اور واقعات سے مطلع کر کے سب خورد و کلاں اور

ادنیٰ و اعلیٰ کو اس جنگ میں شریک ہونے کی ترغیب دونگا اور سب کو آراستہ و پیراستہ کرکے تیری خدمت میں لا حاضر کروں گا معاویہ نے کہا تیری رائے بہت خوب ہے
اس سے تیرے ارادے کی سچائی اور کمال تعلق عیاں ہے اب تیری دوستی اور خلوص محبت شک و شبہ سے بری ہے مجھے گمان غالب ہے کہ یہ مہم تیری حسن تدابیر اور
کوشش بلیغ سے فتح ہو جائے گی بے شک تیری زبان سے کہا اور سنا تو علی نور ہوگا خاص و عام تیرے گرد فراہم ہو جائیں گے الغرض شرجیل روانہ ہوا اور سب سے پہلے
داخل حمص ہو کر منادی کی - لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کرکے منبر پر بیٹھا اور خطبہ پڑھکر لوگوں سے کہا واضح ہو کہ علی بن ابی طالب نے عثمان کو مار دیا اور امت محمدی
میں تفرقہ ڈالا ہے بصرہ میں مسلمانوں کے قتل و غارتگری کی بابت جو کچھ کیا وہ بیان سے باہر ہے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے ایک شام باقی ہے سو لشکر فراہم کرکے بر سر
تلواریں سونتے تم پر چڑھائی کرنے والے ہیں کہ تمہیں تمہارے وطن اور گھروں سے نکال دیں رنج و مصیبت اور محنت و مشقت میں مبتلا کر دیں - میں نے جہاں تک سوچا
کوئی شخص انکا مقابلہ نہیں کر سکتا - مگر ایک معاویہ بن ابی سفیان ایسا شخص ہے مناسب ہے کہ تم سب مستعد ہو کر معاویہ کا ساتھ دو تاکہ اس دشمن سے بچ جاؤ شہر
حمص کے تمام باشندوں نے شرجیل کی گفتگو سنکر اس کی رائے پر اتفاق کر لیا اسکے بعد وہ اور شہروں میں گیا - جہاں جاتا یہی بات کہتا کہ مجھے خوب معلوم اور تحقیق
ہو چکا ہے کہ علی بن ابی طالب ہی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور اب فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے معاویہ اس سے خون عثمان طلب کرے گا تم کو معاویہ کی مدد کرنی چاہیے
بڑا نیک کام ہے لوگوں نے شرجیل جیسے بزرگ شخص سے ان باتوں کو سنکر یقین کر لیا اور اسکی طرف مائل ہو گئے - غرض شام کے شہروں میں سے لشکر کثیر اسکے پاس
جمع ہو گیا وہ ان سب کو لیکر چلا اور معاویہ کے پاس آ پہنچا تمام لوگوں نے علی کی دشمنی کے لئے معاویہ سے بیعت کر لی اور اقرار کیا کہ ہم اسکا ساتھ دیں گے اور جنگ سے
منہ نہ پھیریں گے یا تو اس کی رکاب میں رہکر قتل ہو جائینگے یا فتح و ظفر حاصل کریں گے اس بیعت کے موقع پر سکاسک کے باشندوں میں سے ایک شخص اسود
بن عرفجہ نے اٹھکر کچھ اشعار پڑھے جنمیں اسوقت کے حالات اور شام کی کیفیت اور شرجیل کے وہاں پہنچنے اور ترغیب و تحریص دلاکر لشکر فراہم کرنے کا ذکر تھا جسوقت
جناب امیر علیہ السلام کا ذکر آیا تو یہ بیت پڑھے فاحذر الموصولت الاسد الورد + اذا جال فی رحا الهیجاء معاویہ نے کہا تو ہمیں کو سے رد شیر سے
ڈراتا ہے - اس نے جواب دیا علی بن ابی طالب سے جو رسول خدا کا چچیرا بھائی اسکی بیٹی کا شوہر ان کے دونوں فرزندوں کا باپ ان کا وصی اور وارث علم ہے - اسی نے
جنگ بدر میں تیرے دادا خالو اور بھائی کو اور تیری ماں کے چچا کو قتل کیا ہے - معاویہ نے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو - شرجیل نے کہا اے معاویہ اسے کچھ نہ کہو وہ بڑا بزرگ
اور فاضل شخص ہے اپنی قوم کا سردار ہے اگر تو اسے گرفتار کرکے رنجیدہ کرے گا تو خدا کی قسم میں تیری بیعت کو توڑ دونگا اور اپنے اقرار سے پھر جاؤنگا معاویہ نے مجبور ہو کر
کہا میں نے تیری سفارش کے سبب اسے چھوڑ دیا ورنہ ایسی سزا دیتا کہ دنیا کو عبرت ہوتی اس کے بعد وہ شخص بھاگ کر خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوا اور جو کچھ
احوال گذرا کہہ سنایا سعید بن قیس ہمدانی اسوقت موجود تھا اٹھکر بولا اے امیر المومنین شرجیل بڑا کور دل اور بدبخت آدمی ہے معاویہ کے کہنے سے اسنے تمام شام میں گشت
کیا اور فوجیں فراہم کرکے اسکے پاس لے آیا اگر حضور اجازت دیں تو اسے خط لکھکر ملامت کروں - اور کچھ گذشتہ و موجودہ حالات یاد دلاؤں شاید اسے یاد کرکے
راہ راست پر آجائے - آپ نے اجازت دی کہ جو کچھ مناسب ہو لکھ بھیج - سعید نے اس مضمون کا خط لکھا اے شرجیل تو نیک اعتقاد آدمی تھا اور تیری اصل ولایت یمن ہے
جہاں سے تو ہجرت کرکے کوفہ میں آیا پھر شام میں چلا عثمان کے عہد اور ان کے حادثہ کے وقت تک شام ہی میں رہا - جب مہاجر و انصار نے امیر المومنین علی بن
ابی طالب سے بیعت کر لی اور آپ کی امامت پر اتفاق کر لیا اور انہیں خلیفہ بنا لیا تو معاویہ نے تجھے دھوکہ دیا اور فریب سے علی کے ان دشمنوں کو جو حرام و حلال میں
تمیز نہیں کر سکتے آمادہ کر دیا کہ تیرے سامنے آکر جھوٹی گواہی دی اور تہمت لگائی کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور ایسے کام کو جائز سمجھا ہے مجھے تیری سمجھ پر بہت
تعجب آتا ہے کہ تو نے اس معاملہ کو ذرا بھی نہ سوچا اور بغیر تحقیق و تفتیش حالات ان کے کہنے کو مان لیا اور ان کی گواہی کو سچا سمجھ لیا - خدا کی قسم اگر تو سوچتا اور گواہی
پر بحث کرتا اور عقل سے کام لیتا تو تجھے صاف معلوم ہو جاتا کہ لوگ جھوٹ بولتے اور دنیاوی لالچ کے سبب گواہی دیتے ہیں کیا تو اس بات کو نہیں سوچ سکتا کہ
امیر المومنین علی نے عثمان کو قتل کیا ہوتا یا کم از کم انکے قتل میں امداد کی ہوتی یا اس امر سے رضا مند ہوتے تو مہاجر و انصار جو دین کے پیشوا اور حق و راستی پر

نامہ سعید بن قیس بنام شرجیل

چلنے والے ہیں حضرت علی کی خلافت اور بیعت کو کیوں قبول کر لیتے آپ کی امامت پر کبھی متفق ہوتے۔ اِس معاملہ کے بعد بصرہ والوں کی جنگ میں اسلحہ اُٹھاتے۔ نہ امیر المومنین کا ساتھ دیتے اے شرحبیل خدا سے ڈر ایسے ارادہ پر مُصر ہو اِن جھوٹے اور فتنہ پرداز شخصوں کی گواہی اور قول پر اعتماد نہ کر۔ معاویہ نے یہ فعل محض دنیاوی جاہ و حشم اور حکومت و عظمت کے لئے اختیار کیا ہے تو اسکا شریک حال نہ بن۔ میری بات سُن میں ہمیشہ سے تیرا دوست خیر خواہ اور مشفق ناصح رہا ہوں میری نصیحت کو بنظر انصاف سے دیکھ کہ انشاء اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت دونو جگہ تیرا بھلا ہوگا اور سعادت دارین حاصل کرے گا شرحبیل نے یہ خط پڑھکر معاویہ کو دیدیا۔ اُس نے پڑھکر کہا یہ کوئی مشکل کام نہیں سعید بن قیس بھی بزرگ آدمی اور قبیلہ ہمدان کا سردار اور امیر ہے تو بھی مشہور و معروف اور قبیلہ کندہ کا سردار ہے سعید نے تجھے خط لکھا ہے تو بھی اُسے لکھ بھیج۔

جواب نامہ سعید بن قیس از شرحبیل

شرحبیل نے سعید کے خط کا یہ جواب لکھا۔ اے سعید تیرا خط پہنچا جو کچھ لکھا تھا سب حال معلوم ہوا میں نے کوفہ میں ہجرت کر کے آنا اور عرصہ تک شام میں رہنا سچی بات ہے۔ عراق میرا گھر نہیں ہے اور شام کی سکونت مجھپر کوئی عیب یا برائی عاید نہیں کر سکتی کیونکہ میں جہاں رہتا ہوں عزت و آبرو کے ساتھ رہتا ہوں اور عقل و صلاح کے طریقہ پر عمر بسر کی ہے قتل عثمان کی کیفیت سے میں بے خبر تھا شام میں آئے اور معاویہ کے پاس پہنچے پر ثقہ اور معتمد اور مشہور بزرگوں سے یہ بات معلوم ہوئی اور اُنہوں نے متفق اللفظ گواہی دی کہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے گواہ سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تو نے یہ گواہی کیوں دی اور تجھے کہاں سے خبر ہوئی ہاں یہ لوگ بزرگ تھے اُن کے قول کا یقین کر لیا مہاجر و انصار کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے بیشک وہ ایسے ہی ہیں جسطرح اُنہوں نے علی کی بیعت کر لی ہے اسیطرح میں نے معاویہ کی ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے امام کا محکوم اور مطیع ہوگا۔

رفتن عبید اللہ بن عمر بن خطاب نزد معاویہ در شام

اسی اثنا میں عبید اللہ بن عمر خطاب معاویہ کے پاس اِس ارادے سے جا پہنچا کہ امیر المومنین علی کے خلاف ہو کر معاویہ سے جا ملے معاویہ بھی اُس کے آنے سے بہت ہی شاد ہوا اور عمرو عاص سے کہا اس کے آنے سے ہمارے لئے امیر المومنین عمر زندہ ہو گئے لوگ اُسے ہمارے ساتھ دیکھکر اور بھی زیادہ اعتقاد سے آئینگے میں اُسے خوب پھیلاؤں گا اور اچھے اچھے وعدہ کرونگا۔ عمرو عاص نے کہا عبید اللہ بن عمر تیرے پاس تیری دوستی یا موافقت کے خیال سے نہیں آیا بلکہ علی سے بھاگ کر آیا ہے اور اُس کی شمشیر سے ڈر کر تیرے پاس پناہ لایا ہے سو اُس سے تجھے فائدہ کلی حاصل نہیں ہو سکتا۔ تیری کوئی مراد بر آسکتی ہے۔ معاویہ نے تنہائی میں بلاکر نہایت عزت و مہربانی سے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اے برادر زادہ تو مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے الحمد للہ کہ آج تجھ سے تیرے باپ کا نام روشن ہے تو نے بڑا کرم اور احسان کیا جو میرے پاس چلا آیا میں ممنون ہوں جو کچھ تیری آرزو ہو مجھ سے بیان کر کہ میں اسے بہم پہنچاؤں تجھے معلوم ہی ہوگا کہ قتل عثمان سے میرے دل پر کیا صدمہ گذر رہا ہے۔ کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ اِس حادثہ سے کیسا غمگین اور پریشان خاطر ہو رہا ہوں کونسی رات ہے کہ میرا جی الٹ پلٹ نہیں ہوتا اور کس دن میں مُردے سے بدتر نہیں ہو جاتا مجھے یہی بڑا تعجب ہے کہ اسقدر غم و الم سے میری جان کیوں نہیں نکل جاتی۔ اب اس کے سوا کہ خون عثمان کا بدلا لوں اور اُس کے قاتلوں کو قتل کر کے اپنی تندرستی کی تدبیر کروں اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تو مہربانی کر کے میرے پاس آگیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تو منبر پر بیٹھکر علی کی کچھ برائیاں بیان کر دے اور اُن کے خلاف قتل کی گواہی دے یہ لوگ جو طلب خون عثمان کے لئے میرے ساتھی بنگئے ہیں تیری بات سُنکر زیادہ متفق ہو جائینگے عبید اللہ نے جواب دیا معاذ اللہ میں اُنپر کس بات کا عیب لگا سکتا ہوں اور کس برائی سے متہم کر سکتا ہوں اگر آبا و اجداد کیطرف سے مطعون کرنا چاہوں تو کیا مجال کیونکہ علی ابی طالب کا بیٹا ہے اور وہ عبد المطلب بن ہاشم کا اگر ماں کی طرف سے کچھ کہوں تو بھی نا ممکن کیونکہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بڑی بزرگوار اور اپنے عہد کی تمام عورتوں سے زیادہ صاحب عفت و عصمت ہیں آپکا نسب تو ایسا ہے اور حسب کی نسبت میں کیا بیان کر سکتا ہوں انسان کا حسب تین امور سے علاقہ رکھتا ہے۔ علم سخاوت اور شجاعت سے سو آپ تینوں صفتوں میں کامل ہیں آپکی مردانگی شجاعت دانائی اور سخاوت دنیا میں آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور چودھویں رات کے چاند سے زیادہ عیاں ہے۔ آپ کے خصائل کی خوبیاں اور عادتوں کی نیکیاں زمانہ کی پیشانی پر درج اور عام و خاص کی زبان زد ہیں آپ کا نسب ستارہ کو شرماتا ہے آپکے ہنر زمانہ کو ہنسی میں اُڑاتے ہیں آپ کا کلام لقمان کے پندنامہ کا جواب ہے۔ آپکے بیان پر عہد نامہ لکھے

کو حسد آتا ہے ہماری آپ بھی گئے روئی منور ہی روشنی پا گئے ہوئے ہیں آپ کی ماریا ظلم سے ہتھیلیاں پر ہو گئی ہیں اسکی موافقت تن و جان کے لئے آب باران کیطرح حلال ہے اور اسکی مخالفت دل و دین کے لئے مثل زہر حرام ہے ایسے شخص کو میں کیا عیب لگا سکتا ہوں اور کس زبان سے برا کہہ سکتا ہوں ہاں تمہاری گفتگو میں تیری رضا سدی کے لئے خون عثمان کا اتہام لگا دونگا معاویہ نے کہا بس بس اب تو مطلب کی بات پر آگیا۔ ہماری اصلی غرض بھی یہی ہے اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں چاہتے تو قتل عثمان کو علی پر تھوپ دیگا تو ہمارا مطلب نکل آئیگا عبیداللہ نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا معاویہ کے پاس سے چلا آیا اور معاویہ نے عمرو عاص سے کہا تو نے خوب تاڑا اگر علی کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو ہم اسے یہاں نہ دیکھتے تو سن ہی رہا تھا دیکھ علی کی کیسی تعریفیں کرتا اور کس طرح سے اسکی شجاعت سخاوت اور علم کو بڑھا چڑھا کر بیان کر رہا تھا عمرو نے کہا اے معاویہ تو بھی علی کے انساب روشن اور اخلاق حسنہ کا منکر ہے خدا کی قسم جیسا عبیداللہ نے کہا علی ایسا ہی ہے بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ۔ ہم اس مکار دنیا پر فریفتہ اور اسکی لاحاصل سود اور ناچیز ساماں پر معزز ہو گئے ہیں اور ایسے شخص کو جس کی خدمت سے سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے چھوڑ دیا ہے یقین رکھ کہ ہم آخر کار شرمندہ ہونگے۔ مگر اس وقت جبکہ شرمندگی کچھ سودمند نہ ہوگی عبیداللہ نے بھی معاویہ اور عمرو عاص کی یہ باتیں سن پائیں منبر پر گیا اچھا خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد جناب رسالتمآب پر درود بھیجا پھر لوگوں کو پند و نصیحت کی اور اپنے حالات سنائے جب علی اور عثمان کا ذکر آیا تو خاموش ہو رہا معاویہ نے جس امر کی درخواست کی تھی اسکی نسبت کچھ نہ کہا اور منبر پر سے اتر آیا۔ معاویہ نے کہا کیا تو بولتے بولتے تھک گیا تھا جو علی و عثمان کے معاملہ میں کچھ نہ کہہ سکا عبیداللہ نے کہا منبر پر جھوٹ بولنا گوارا نہ ہوا کہ علی کے خلاف قتل عثمان کی گواہی دوں کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ علی عثمان سے کچھ خصومت یا عداوت نہ رکھتے تھے اور نہ عثمان کے مارے جانے سے خوش تھے

نامۂ معاویہ بنام عبداللہ بن عمر الخطاب

اب معاویہ نے عبداللہ بن عمر خطاب کے نام خط لکھا مضمون یہ تھا میں عثمان کے بعد قریش میں سے کسی شخص کو جسکی لوگ خدمت و متابعت اختیار کریں تجھ سے بہتر نہیں سمجھتا۔ میں نے سنا ہے کہ تو عثمان سے ناراض تھا اسکے اعمال پر اعتراض کرتا تھا اور اس حادثہ کے موقع پر تو نے اس کی کچھ مدد نہ کی مجھے تیری اس بات سے بہت بڑا تعجب ہے اب میں سنتا ہوں کہ تو نے علی سے مخالفت اختیار کی ہے میں تیرے اس فعل سے بہت خوش ہوا ہوں۔ تو جانتا ہے کہ عثمان کو ظلم سے مار ڈالا میں اس کی خونخواہی کرونگا اور تجھے خلیفہ بناؤنگا میں اس مہم کی تکلیف زیادہ تیرے ہی واسطے گوارا کرونگا اور اگر خلافت کو تو اختیار نہ کرے گا تو تیرے باپ کیطرح اس امر کو تمام لوگوں کی رائے پر منحصر رکھونگا اس بات کو سچ ہی سمجھنا اور جو اگر ہماری امداد و اعانت کرنا اور جسقدر جلدی ممکن ہو یہاں پہنچ جانا والسلام یہ خط عبداللہ کے پاس پہنچا تو پڑھکر جواب میں لکھا۔ معاویہ کو معلوم ہو کہ تیرا خط پہنچا۔ اس باب میں کہ تو مجھے خط لکھکر اپنی اطاعت و متابعت کے لئے بلاتا ہے تجھ سے بہت برا ہوا اور قصور سرزد ہوا ہے مجھے تیری اس غلطی پر بہت تعجب آتا ہے تیرا یہ اندیشہ بھی دوسرے خیالات کی طرح عین خطا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ میں حضرت علی کو چھوڑ کر تیرے پاس چلا آؤں گا اور تیری اطاعت اختیار کروں گا۔ افسوس! تیرا یہ خیال بالکل باطل ہے یہ لکھنا کہ میں نے سنا ہے تو علی کا مخالف ہے دوسری بڑی بھاری غلطی ہے تو اس بات کو کس وجہ سے کہہ سکتا ہے کہاں سے اور کس سے سنا کہ میں حضرت علی کا مخالف ہوں معاذ اللہ میں آپ کی مخالفت کبھی اختیار نہ کروں گا۔ انکی خلاف رضا کوئی قدم اٹھاؤں گا ایمان اور ہجرت و قرابت اور غزوات میں جو مدارج و مناصب اور خدمت جناب محمد مصطفے صلعم میں جو شرف و امتیاز علی مرتضے کو حاصل ہیں صحابہ اور اکابر میں سے کسی ایک کو بھی میسر نہیں تو خود ہی سمجھ کیا میں ایسے بزرگوار شخص سے روگردانی کرونگا اور تجھ جیسے سے جس نے دنیا کے لئے دین کو فروخت کر دیا اور دنیاوی طمع دلانے والے سامانوں پر جان دینے لگا ہو دل بیٹھوں گا افسوس! افسوس! دیکھ تو سہی کتنا بڑا تفاوت واقع ہوا ہے تو اپنی حالت کو دیکھ پھر ایسی بیہودہ اور جھوٹی باتیں نہ لکھنا مجھے حضرت علی علیہ السلام کا دشمن سمجھنا نہ اپنی اطاعت کے واسطے بلانا والسلام

نامۂ معاویہ بنام سعد بن ابی وقاص

معاویہ نے عبداللہ بن عمر خطاب کا خط پڑھکر سمجھ لیا کہ وہ میرا شریک حال نہ ہوگا اسکا خیال چھوڑ دیا اور سعد بن وقاص کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ابی وقاص کو معلوم ہو کہ اہل شام عثمانی گروہ تھا انہوں نے عثمان کے مرتبہ عالی اور کمال کے معلوم ہونے کے سبب ان کے حقوق مدنظر رکھے اور دوسروں پر ترجیح دیکر ان کی خلافت و امامت پر راضی ہو گئے طلحہ اور زبیر جو تجھ جیسے تھے اور نسبت اور شہرہ اور اسلام میں تجھ سے ذرا تفاوت نہ رکھتے تھے طلب خون عثمان کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور مادر مومنان عائشہ صدیقہ ان کے شریک حال ہو گئیں امید ہے کہ تو میری موافقت

نامہ معاویہ بنام محمد بن مسلمہ انصاری

جواب محمد بن مسلمہ انصاری بنام معاویہ

اختیار کرکے اس فعل کو جیسے طلحہ و زبیر اور عائشہ نے اچھا سمجھا تھا ناپسند سمجھیگا اور میری اطاعت و متابعت اور یہاں پہنچنے میں جلدی کرے گا والسلام سعد وقاص نے معاویہ کے اس خط کو پڑھکر جواب میں لکھا۔ معاویہ کو معلوم ہو کہ امیر المومنین عمر نے مشورہ میں ایسی جماعت کو پیش کیا تھا جس میں سے ہر ایک خلافت کی قابلیت رکھتا تھا اور کسی ایک کو دوسرے پر کچھ بزرگی اور ترجیح نہ تھی لیکن یہ بات ضرور تھی کہ ان میں سے ہر ایک شخص مشورہ کا حق رکھتا تھا اور حضرت علی کو وہ حق بھی حاصل تھا اور وہ خصوصیتیں اور بزرگیاں آپ میں موجود تھیں اُن میں سے کسی ایک میں بھی نہ تھیں۔ طلحہ اور زبیر اگر بیعت نہ توڑتے اور مخالفت اختیار نہ کرتے تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا۔ اللہ تعالٰے ان کے گناہ معاف کرے اور اس معاملہ میں جو کچھ عائشہ صدیقہ نے کیا انشاء اللہ خدا اُسے بھی معاف کردے گا والسلام معاویہ نے ایک خط محمد بن مسلمہ انصاری کے نام بھی لکھا مضمون یہ تھا۔ واضح ہو کہ میں نے تیرے پاس اسلئے خط نہیں بھیجا کہ تو میرے پاس آکر بیعت اختیار کرے بلکہ مدعا یہ ہے کہ تو آگاہ ہو جاوے کہ تو کن نعمتوں کو چھوڑ کر کس شک و شبہہ میں مبتلا ہو گیا ہے تو انصاریوں کا سردار اور اُن کی پشت پناہ ہے لیکن ایک یہ بات بھی ہے کہ تو نے حدیث جناب رسول خدا صلعم کا ذکر کیا ہے اور تو اس سے نہیں پھر سکتا وہ حدیث تو یہ ہے کہ ایک ہی قبلہ کیطرف نماز ادا کرنے والے لوگوں کو آپس میں جنگ کرنے سے روکنا اور منع کیا جاوے جبکہ جناب مصطفٰے نے ایسا ارشاد فرمایا تھا تو تجھے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو جو اہل قبلہ اور عثمان سے معرکہ آرا اور اُس کے قتل کا عزم بالجزم کئے ہوئے تھے روکنا اور ایسے افعال کے صادر کرنے سے باز رکھنا لازم تھا لیکن تیری قوم اللہ تعالٰے اور اُس کے پیغمبر کی گنہگار ہوئی عثمان کا ساتھ چھوڑ دیا اور جو کچھ اُس کے ساتھ کیا وہ کیا اللہ تعالٰے قیامت کے دن تجھ سے اور اُن لوگوں سے جواب طلب کرے گا والسلام۔ محمد بن مسلمہ انصاری نے جواب میں لکھا واضح ہو کہ جناب رسول خدا صلعم نے مجھے ان واقعات اور حادثات کی خبر دی ہے جو واقع ہونے والے ہیں انہیں سے حادثہ عثمانؓ کے دنوں میں کچھ واقعات اور فتنے نمایاں ہوئے۔ میں لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گیا تلوار توڑ کر پھینکدی اور گھر کے اندر ہو بیٹھا کیونکہ نظر آرہا تھا کہ مجھ میں نیک کاموں کی ہدایت اور بُرے فعلوں سے روکنے کی قدرت نہیں ہے پر اس تنہائی اور گوشہ نشینی کا اختیار کرنے والا میں ایک ہی شخص نہیں تھا بلکہ وہ لوگ بھی علحدگی اختیار کرکے گوشہ نشین ہو گئے جنہوں نے حضرت کی زبان مبارک سے اسی قسم کے حالات سُن رکھے تھے میں سمجھتا تھا کہ میرے ہاتھ یا زبان سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا اور یہ فساد میری کوشش سے نہیں مٹ سکتا اس سبب سے میں عثمان کی مدد نہ کر سکا اے معاویہ تو نے جو فعل اختیار کیا ہے وہ محض دنیا کے جاہ و مال کی طمع اور خواہش نفس کی پیروی سے کیا ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ جس وقت امیر المومنین عثمان نے عاجز ہو کر تجھ سے مدد طلب کی تھی تو نے مدد نہ کی۔ یہ حال سب کو معلوم ہے کہ اسوقت تو نے اُن کا ساتھ نہ دیا اور اب امارت و حکومت کے واسطے طلب خون کا بہانہ نکالا ہے دین کو بعوض دنیا بیچکر جاہ و مال کا طلبگار بنا ہے خدا کی قسم تو پشیمان ہوگا مگر اسوقت جبکہ پشیمانی کچھ فائدہ نہ دیگی تیرا یہ لکھنا کہ اللہ تعالٰے نے تجھے نعمتوں میں سے الگ کر دیا اور شک و شبہہ میں ڈالدیا ہے غلط ہے الحمد للہ میں اپنے حال پر برقرار ہوں کسی شک و شبہہ میں نہیں پڑا اور اللہ تعالٰے کی نعمتیں میرے واسطے روز بروز ترقی پر ہیں اور اُسکے افضال ہر وقت شامل حال والسلام جس وقت معاویہ نے عبد اللہ بن عمر سعد بن وقاص۔ محمد بن مسلمہ کے جوابوں کو پڑھا بہت پچھتایا عمرو عاص نے بھی ملامت کی کہ میں نہ کہتا تھا انہیں خط نہ بھیج وہ تجھے سخت و سُست جواب دینگے تو نے میرا کہنا نہ سُنا اپنی ہی رائے پر چلا آخر ایسے کڑے جواب پائے اور وہ علی بن ابی طالب کے زیادہ مطیع اور فرمانبردار اور دوست صادق بن گئے اور تجھے خجالت کے سوا اور کیا فائدہ ہوا۔ دوست سمجھاتے اور نیک بخت نصیحتوں کو مانتے ہیں معاویہ نے عمرو کی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا منادی کرادی کہ لوگ جامع مسجد میں جمع ہوں جب سب فراہم ہو گئے منبر پر بیٹھکر حمد و ثنار باری تعالٰے کے بعد جناب رسول خدا صلعم پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو تم خوب جانتے ہو کہ امیر المومنین عثمان کو ظلم سے مارا ہے اللہ تعالٰے اُسکے ولی کی مدد کرکے مظفر مند فرمائیگا جیسا کہ اسکا ارشاد ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا یعنے جسے کسی مظلوم کو مار ڈالا ہے اُس کے ولی کو غلبہ عطا کیا ہے میں عثمان کا ولی ہوں کیونکہ اُسنے مجھے شام کا امیر بنایا اور معزول نہیں کیا تم میرے مطیع اور فرمانبردار ہو اور تم سب حق پر ہو اور جو ہم سے علیحدہ ہیں وہ سب کے سب گنہگار اور باغی ہیں اور یہ مفسد جماعت وہی ہے جس نے خلیفہ وقت کو قتل

کر دیا ہے۔ زیادہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن کا ساتھ نہ دیا اور مدد نہ کی علی نے جس سے زیادہ میں اور کسی کو دشمن نہیں سمجھتا۔ خلاف اختیار کر لی ہے اور قاتلان عثمان کو اپنے ساتھ ملا کر فوج فراہم کی ہے اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اس دھن میں ہے کہ وارد شام ہو کر ہم سے جنگ کرے میں اس کے مقابلہ پر صبر و استقلال سے کام لوں گا تمہارا یہ قصد ہونا چاہیئے کہ شام کی حفاظت کرو اور علی بن ابی طالب کا یہ ارادہ ہے کہ شام کے علاقہ کو تم سے چھین لے تاکہ عراق اور شام دونوں اسکے تصرف میں ہو جائیں اگرچہ عراق کے لوگ معرکہ آرائی میں بڑے بہادر ہیں مگر میں خوش ہوتا ہوں کہ مقابلہ کے وقت صبر و تحمل میں تم ان سے زیادہ نکلو گے تیاریاں کر لو کہ اس لشکر کے حملہ کے وقت جو چلا آتا ہے اور جنگ و جدال میں بہت دلیر ہے قوی دل ثابت ہو ابوالاعور سلمی۔ ذوالکلاع حمیری اور حوشب ذوالظلیم نے کھڑے ہو کر کہا اے معاویہ تمام عربوں کو معلوم ہے کہ ہم کام کرنے والے لوگ ہیں نہ بولنے والے ہمارا فعل قول سے بڑھا ہوا ہے اور ہماری گفتگو بمقابلہ افعال بہت گھٹی ہوئی ہے ہماری فرمانبرداری اور دعوے کی سچائی تجھے اُس روز معلوم ہو جائیگی جبکہ ہمیں صف جنگ میں تو کھڑا کرے گا اور میدان حرب و ضرب میں نکلنے کا حکم دے گا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ خلافت کا لباس تیرے ہی جسم پر ٹھیک آتا ہے یا اسکو زیب دیتا ہے جسے تو اپنے بعد مقرر کرے گا معاویہ نے اسیوقت اہل مجلس کیطرف مخاطب ہو کر کہا مجھ سے بیان کرو کہ علی ابو طالب خلافت کے لئے مجھ سے کیوں برتر ہے اور کس وجہ سے مجھ پر فضیلت اور ترجیح ہو سکتی ہے میں رسول خدا کا منشی ہوں میری بہن آپ کے گھر میں تھی میں عمر اور عثمان کیطرف سے شام کا عامل ہوں میرا باپ ابوسفیان بن حرب اور ماں ہندہ دختر عتبہ بن ربیعہ ہے اگر حجاز اور عراق والے علی کی خلافت و بیعت پر رضامند ہو گئے ہیں تو شام والوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے مجھ میں اور علی میں ذرا بھی تفاوت نہیں جسوقت دو آدمی کسی امر کے لئے جھگڑتے ہیں تو وہ غالب آنے والے کو ملتی ہے اسکے بعد معاویہ نے امیرالمومنین علی کیخدمت میں خط بھیجا یا کاغذ قلم دوات منگائی اور اس مضمون کا خط لکھا۔

خط معاویہ بنام امیرالمومنین

اے علی اگر تو گذشتہ خلفاء کی سیرت پر چلتا اور انکا سا پسندیدہ شیوہ اختیار کر کے انہی چلنے پر چلتا تو میں کبھی مخالف نہ ہوتا۔ مطیع و فرمانبردار رہتا عثمان کے معاملہ میں جو خطا واقع ہوئی ہے اس نے مجھے بیعت سے باز رکھا ہے اب سے پہلے خدا تعالیٰ کے احکام کے جاری کرنے کے لئے اہل حجاز حاکم تھے مگر جسوقت سے انہوں نے روگردانی کی اور امر حق کو پوشیدہ رکھا تو وہ حکومت اہل شام کو مل گئی اور امور حقہ کی تقدیم اور شرائط دینی کا نفاذ ان سے علیحدہ ہو کر شامیوں سے متعلق ہو گیا تیری حجت جسطرح اہل بصرہ پر عاید ہوتی ہے مجھ پر نہیں ہوتی کیونکہ طلحہ و زبیر اور اہل بصرہ نے بیعت کر لی تھی اور شامیوں نے نہیں کی ہاں تیرے علم و فضل اور قرابت جناب مصطفےٰ سے کسی اہل اسلام کو انکار نہیں ہو سکتا فقط اتنی بات ہے اور بس جناب علی مرتضیٰ نے معاویہ کے اس خط کو پڑھکر جواب تحریر فرمایا

جواب نامہ معاویہ از امیرالمومنین

واضح ہو میرے پاس اُس شخص کا خط آیا جو گرداب ضلالت میں پڑا ہوا خواہش نفسانی کے دریا میں غوطہ کھا رہا ہے نہ اسکے پاس کوئی ہادی ہے کہ گمراہی سے نکالے نہ کوئی کھینچ لینے والا ہے جو ہوا و ہوس کی لہروں سے بچائے حرص و طمع نے اُسے اپنی طرف بلایا ہے اور اس نے اُسے منظور کر لیا ہے۔ خواہش نے ہاتھ سے ہدایت کی آنکھیں سی دی ہیں اور وہ اسی میں خوش ہے یہ لکھا کہ معاملہ عثمان میں جو خطا ہو گئی ہے اس کے سبب بیعت سے باز رہا ہوں وہ خطا تیری ہی خطا ہے کیونکہ عثمان کے معاملہ میں میں نے کوئی خطا نہیں کی میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں اور مسلمانوں کا ہر حال میں شریک اور خیر خواہ اور یہ امر ظاہر ہے کہ مہاجر علم و حقیقت و معرفت والے لوگ ہیں جس کام میں کوئی خرابی اور گمراہی کی بات پائی جاتی ہے وہ اُس کے طرفدار نہیں ہوتے ہاں یہ لکھنا کہ اہل شام حجاز والوں پر حاکم ہیں شام کے قریشیوں میں ایسے دو شخصوں کو مقرر کر جنکی بات مجلس شوریٰ میں قابل قبولیت اور مہاجر و انصار کے نزدیک لائق یقین ہو پھر وہ کہیں کہ خلافت تیرے لئے جائز ہے۔ یا تو کہے تو میں حجاز کے قریشیوں میں سے ان صفتوں کے دو آدمی چن کر دوں۔ طلحہ و زبیر و اہل بصرہ اور شامیوں کے درمیان جو تفاوت بیان کیا ہے وہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ جب بیعت عام ہو گئی تو پھر کوئی شخص مستثنیٰ اور جدا نہیں رہ سکتا۔ جناب رسول خدا کی قرابت اور خدمت کے وسایل کی نسبت جو کچھ تحریر یا اقرار کیا ہے اُس سے تیرا عقیدہ ظاہر ہے اگر تیرا بس چلتا اور مجھ سے ان فضیلتوں اور شرفوں کو ہٹا سکتا تو اسمیں بھی ذرا کوتاہی نہ کرتا والسلام۔ امیرالمومنین کا یہ خط پڑھکر معاویہ بھڑک اُٹھا اور جواب میں لکھا اے علی خدا سے ڈر۔ حسد کو چھوڑ حاسد حسد سے کبھی فائدہ نہیں اٹھاتا نہ اٹھائیگا

ایسی ہلی اسلام کی بھلائیوں کو اپنے برُے کلمات سے زائل نہ کر۔ اعمال کی قدر و قیمت اور مصروفیت کی کوتاہی و تاریکی انجام کار سے علاقہ رکھتی ہے اور جسکا کوئی حق نہیں ناحق اسکا حق نہ ٹھہرا کیونکہ اسی طرح کرتا رہیگا تو اُسکا ضرر تجھ پر پڑے گا اور تیرے اعمال میں نقصان واقع ہوگا تجھے وہی نیک کام لازم تھے جو دین کی بنیادوں اور اسلامی قاعدوں کی مضبوطی کے باب میں کرتا رہتا تھا خلق خدا کی ایذا رسانیوں جو رنزیوں اور طرح طرح کی جسارتوں اور دلیریوں کے سبب جو تو نے کی ہیں اور کرتا ہے حد سے ڈر اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھ اسے حاسد نفس کی شرارت کے لئے خدا سے پناہ مانگ اللہ تعالٰے تیرے دلکو رم کرے اور زیادہ توفیق ثواب عطا کرے کیونکہ یہ دعا قبول ہوگئی تو اس کی سعادت کا بہترین حصہ مجھے ملے گا والسلام امیر المومنین علی نے جواب میں لکھا عبداللہ علی امیر المومنین کیطرف سے معاویہ بن صخر کو واضح ہو کہ تیرا خط وصول ہوا جو باتیں قلم سے نکالی تھیں ان سے کچھ تعجب اور حیرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ بھی تیرے اسی نفس باطل جیسی ہیں جو ظلم و تعدی کے ساتھ تو نے شام میں اختیار کر رکھا ہے۔ اگر تو وہ شخص ہوتا جسے نیک اچھی طرح پہچان رکھا ہے اور تیری طبیعت کی اس ہٹ کو جو وعظ و نصیحت کو قبول نہیں کرنے دیتی نحو بی نہ جانتا اور جناب رسالت مآب صلعم سے تیرے حق میں جو باتیں سن رکھی ہیں وہ یاد نہ رہی ہوتیں تو تجھے نصیحت کرتا اور سمجھاتا لیکن اس شخص کو نصیحت سے کیا فائدہ جو مستوجب عذاب الٰہی ہو چکا ہو۔ عذاب و عقوبت سے نہ ڈرتا ہو خلقت کی ملامت کا خیال نہ رکھتا ہو اور نہ شرم ہی ان باتوں سے مانع آسکتی ہو۔ اسلئے میں نے تیری طرف سے توجہ اُٹھالی ہے اور ملامت و نصیحت کرنی چھوڑ دی ہے کیونکہ تو اسی طرح گمراہی اور جہالت میں مبتلا رہیگا یہانتک کہ اللہ تعالٰے روز قیامت تجھکو تیرے ناشائستہ اعمال کی سزا اور نامحمود کاموں کا بدلہ دے گا میں اسقدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں اور جناب محمد مصطفٰے صلعم نے جو تیرے اور تیرے ماں باپ کے حق میں فرمایا ہے وہ تجھے بھی معلوم ہے میں زیادہ نہیں لکھتا والسلام معاویہ نے پھر جواب لکھا گناہوں کی کثرت نے تیرے دل کو ڈھک لیا ہے اور دل کی روشنی پر پردہ پڑ گیا ہے تیری آنکھیں ڈھک گئی ہیں تیری بینائی میں خلل آگیا ہے حرص اور لالچ تو تیری عادت ہی ہوا در حسد تیری ذات اور خصلت میں داخل ہے اب مجھ میں اور تجھ میں جائے کلام باقی نہیں رہی۔ جنگ کے لئے تیار رہ دلکو حرب و ضرب کے لئے مضبوط کر لے اپنے ٹھکانے پر رہ اور اپنے آپ کو دیکھ اور اس شخص کے ہتھکنڈے پر ہاتھ نہ ڈال جسکے حلم کے مقابلہ پر پہاڑ بھی بہت ہلکا ہے یقین رکھ کہ تیری آرزو برآنی ناممکن ہے تیری خواہش نفس تیرے دل کو بڑی مصیبت میں ڈالے گی علم تجھکو کچھ فائدہ نہ بخشیگا اس کام کا انجام اور اس گفتگو کا نتیجہ وہی ہوگا جو تجھے بھی معلوم ہے اور عاقبت متقیوں کے واسطے ہے حضرت علی نے اس خط کا جواب اس طرح لکھا۔ عبداللہ علی امیر المومنین کیطرف سے معاویہ بن صخر کو واضح ہو کہ سعادت اور بدبختی مقدر کی ہے اور نیکی و بدی مہر کردہ تو اصل میں بدبخت واقع ہوا ہے اسلئے حکم الٰہی تجھے سعادت حاصل کرنے سے مانع ہے تیرے اور صلاحیت کے درمیان روک واقع ہے تو جو دعوٰے کرتا ہے کہ ہماؔ تیرے حلم کا ہمپلہ نہیں ہو سکتا اور تیرا علم حق و باطل کو جدا کرے گا یہ بہت بڑی غلطی ہے تو صخر کا بیٹا لعین منافق سخت دل اور دینی امور سے جاہل اور بے عقل ہے تو مجھے لڑائی سے ڈراتا ہے اور حرب و ضرب سے خوف دلاتا ہے شاید تو مجھے بھول گیا ہے میں وہی ابوالحسن ہوں جس نے جنگ بدر میں تیرے دادا عتبہ تیرے چچا شیبہ تیرے خالو ولید اور تیرے بھائی حنظلہ کو قتل کیا ہے اور وہی تلوار جس نے راہ خدا میں ان لوگوں کا خون بہایا ہے میرے قبضہ میں ہے اور وہی زور بازو مجھ میں اب موجود ہے جو اسوقت تھا اگر تو یہ باتیں سچائی سے کہتا ہے اور نالائق دم بریدہ عمر عاص کے فریب پر نازاں نہیں ہے اور خود کو بہادر اور سر لشکر سمجھتا اور جنگ کی ہمت رکھتا ہے تو لشکر کو چھوڑ اور اگر مکر سے باز آکر میدان جنگ میں نکل آ کہ میں اور تو باہم جنگ آزمائی کریں پھر تجھے معلوم ہو جائیگا کہ کثرت گناہ نے کس کے دل کو ڈھک رکھا ہے اور کس کی بینائی اور عقل میں خلل آیا ہوا ہے معاویہ نے اس خط کے جواب میں لکھا تو حد سے تجاوز کر گیا اور گمراہی و ضلالت میں بہت بڑھ گیا حبش کا بیٹا عمار یاسر جو جو برُا بھلا سے تجھے دیتا ہے اور آتش فساد روشن کرتا ہے تو اس کے غرور میں طالب جنگ ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اگر تیری موت خدائی برحق تو مجھ سے جنگ کا ارادہ نہ کر یا یقین جان کہ تو اس جنگ میں زندہ نہ رہے گا اپنی گفتار و کردار کے وبال کا ثمرہ چکھیگا اگر انہی تمام باتوں کو اختیار کئے رہیگا اور ہر لمحہ گمراہی اور سرکشی میں ترقی کرتا رہیگا۔ تو بہت بہت سی مصیبتوں میں مبتلا ہوگا اور تیری عادت ہی ایسی ہے وہ تجھے گمراہ کرتی رہتی ہے تیرا علم تجھے مغرور کر رہا ہے اور فہم

راہ حق کی پہچان سے معذور تو نے کبھی کوئی کام اتفاق کے ساتھ نہیں کیا۔ نہ دینی امور میں درست اور سچی رائے دی اسی واسطے اچھی عاقبت اور نیک خاتمہ سے محروم رہ گیا ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ عاقبت متقی لوگوں کے واسطے ہے والسّلام حضرت علیؑ نے جواب میں لکھا۔ عبداللہ علی امیرالمومنین کیطرف سے معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ تو کافر کا بیٹا ہے تجھے اسلام اور مسلمانی کی کیا قدر۔ تیرے باپ دادا چچا جناب مصطفیٰ صلعم کے منکر رہے اور کفر و ضلالت نے انہیں اس حد تک آمادہ کیا کہ مقابلہ پر آئے اور تلواریں کھینچکر ان کے روبرو ہوئے انجام کار میں نے عین معرکہ میں انکو اُکے اعمال کی سزا دی اور ایک ہی لحد میں سلا دیا۔ نہ وہ اسی آرد ہی بچا سکے۔ میری تلوار ہی کو اپنے سے باز رکھ سکے تو اُن کا خلف ہے اور وہ بُرا خلف ہے جو جہنم کی آگ میں اپنے بزرگوں کا پیرو ہو وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ یعنے اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ معاویہ نے جواب دیا جہاں تک ہو سکتا ہے تو ضلالت کے مرکب کو سرکشی کے میدان میں کودا رہا ہے۔ اور لڑائی سے ڈرانے دھمکانے کے لئے شیر کیطرح غراتا اور جنگ و جدل سے کھنچتا ہے۔ خط لکھنے وقت اسقدر لاف و گزاف اور معرکہ آرائی میں یہ سستی اور دیر اگر ان جیالوں بہادروں سے مار کر معرکہ آرائی کے لئے نکلے تو دیکھے کیسے کیسے نیک نیت صاف دل جوان صف جنگ سے نکلتے ہیں خدا کے راستے میں شمشیر زنی کرنے والے اور ایسے شخص کے معاہدہ کی شرائط کو بھی پورا کرنے والے جو اپنے عہد سے پھر جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے تیرا ساتھ نہ دیا اور تو اسیطرح تاریکی و گمراہی اور سرکشی میں مبتلا رہا اور معرکہ جنگ میں نکل آیا تو ان لوگوں کو جنکی میں نے تعریفیں کی ہیں اپنے مقابلہ پر دیکھیگا اور اپنے وبال میں مبتلا ہوگا الساں تیرے جبر سے بچ جائینگے اور تیرے غرور سے محفوظ ہو جائینگے اور تجھے تیرا انجام نظر آجائیگا وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلَيْكَ رَقِيْبًا فقط حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں لکھا۔ عبداللہ علی امیرالمومنین کی طرف سے معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ مجھے تیری باطل آرزوں ناممکن خواہشوں اور بے حقیقت اور بے فائدہ بکواس پر ذرا تعجب نہیں آتا کیونکہ میں تیرے عقل و فہم اور مرتبہ و منصب کو خوب اچھی طرح پہچانتا اور تیرے انجام کار کو جانتا ہوں میں صرف اسی سبب سے تاخیر کر رہا ہوں کہ وہ وقت آن پہنچے جسکا مجھے اقرار ہے اور تجھے انکار اور تیرا جو کچھ حال ہو رہا ہے گویا میں اُسے دیکھ رہا اور مشاہدہ کر رہا ہوں یعنی میں میدان جنگ میں نکلا ہوں اور ذوالفقار سے کام لے رہا ہوں اور تو زار زار روتا اور اسطرح چیختا چلاتا ہے جیسے بھاری بوجھ کے نیچے لدا ہوا اونٹ اور میں صف جنگ سے تیری آواز سُن رہا ہوں کہ تو رو رو کر مجھے پکارتا ہے اے ابن آکلۃ الاکباد جیسے جگر کھانیوالے کے لڑکے تو کب تک ان لبنے لبنے سیدھے تیروں۔ چمکدار شمشیروں۔ متواتر زخموں پے در پے کی ضربوں جگر دوز تیروں اور تیز تلواروں سے فریاد کرتا اور روتا رہیگا اور اُسطرف سے اسطرف نے فائدہ بھاگتا پھریگا یہ سب امور بالضرور نازل ہونے والے ہیں اور یہ احکام الٰہی ہیں جو ظاہر ہونگے کتاب الٰہی میں یہ حالات درج ہیں تم لوگ اُن سے منکر ہو اور ان حدود پر ایمان نہیں لائے وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى جسوقت یہ خط معاویہ کے پاس پہنچا اور مضمون سے مطلع ہوا عمرو عاص نے سوچ کر معاویہ سے کہا معاملہ طے ہو چکا تو علیؑ سے کیسا سخت سخت نامہ و پیام کرے جائیگا تلخ باتیں لکھیگا اور سخت جواب سنیگا آخر اسکی کوئی انتہا بھی ہونی چاہیئے۔ خدا کی قسم اگر شام کے تمام منشی بھی جمع ہو جائینگے کہ علی ابوطالب کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ کریں تو برابری نہ کر سکیں گے۔ نہ عبارت آرائی اور فصاحت میں سر بسر آئینگے علیؑ کو بھولنا چاہیئے اگر تو جنگ کرنا چاہتا ہے تو ساز و سامان تیار کرلے اور اگر صلح کا ارادہ ہے تو اسکے سامان مہیا کر کیونکہ خط پر خط لکھنے سے کوئی مطلب برآری نہ ہوگی۔

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے معاویہ کا شام سے نکلنا

معاویہ نے عمرو عاص کی یہ بات سُنکر کہا تو سچ کہتا ہے کہ خط و کتابت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جنگ کی تیاری کر لینی چاہیئے۔ پھر منادی کر کے سپاہیوں کو جمع کیا جب سب فراہم ہو گئے امیرالمومنین علیؑ سے لڑنے کا قصد کر کے شام سے صفین کیطرف کوچ کیا تمام فوج سامان جنگ سے آراستہ اور معرکہ آرائی پر تلی ہوئی تھی مروان بن حکم سرنگ گھوڑے پر جسکے چاروں ہاتھ پاؤں سفید تھے سوار ہو کر عثمان کی تلوار حمائل کئے ہوئے سب سے آگے چلتا تھا۔ دمشق سے ایک منزل آگے نکلکر قیام کیا

جواب امیرالمومنین علی بنام معاویہ دوسرا

جواب معاویہ بنام امیرالمومنین دوسرا

جواب امیرالمومنین علی بنام معاویہ دوسرا

اور چھاؤنی ڈالدی کہ پیچھے رہے ہوئے آدمی بھی آکر شامل ہوجائیں جب سب آگئے معاویہ نے لشکر کا جائزہ لیا چوراسی ہزار سوار و پیدل شمار میں آئے عبدالرحمٰن
بن خالد کو میمنہ کا سردار بنایا اور عبداللہ بن عمرو بن عاص کو میسرہ کا مقدمۃ لشکر پر ابوالاعور سلمی کو مقرر کیا اور ساقہ پر بسر بن ارطاۃ کو معاویہ لشکر کو اس طرح پر مرتب کرکے
آگے بڑھا جب صفین کے مقام پر نازل ہوا ماہ محرم کے چند ہی روز گذرے تھے حکم دیا کہ جگہ درخت تخش دیں رم اور دریائے فرات قریب ہے اسجگہ خیمے لگا دو غرض
اسجگہ بنیادیں ڈالدیں اب بھی ہر سمت سے جوق جوق لوگ چلے آرہے تھے اور لشکر معاویہ میں شامل ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک
پہنچگئی اب معاویہ نے جناب امیر کیخدمت میں یہ اشعار لکھے ؎ لَاتَحْسَبَنِّيْ يَا عَلِيُّ غَافِلًا + لَاُوْرِدَنَّ الْكُوْفَةَ الْقَنَابِلَا + وَالْمَشْرِقِيَّ وَالْقَنَا الذَّوَابِلَا +
فِيْ عَامِنَا هٰذَا وَعَامًا قَابِلًا جناب امیر نے بھی جواب میں یہ اشعار تحریر فرمائے ؎ اَصْبَحْتَ ذَا حُمْقٍ تُمَنِّي الْبَاطِلَا + لَاُوْرِدَنَّ شَامَكَ الصَّوَاهِلَا
اَصْبَحْتَ اَمِنْتَ بِاَنْ هِنْدٍ جَاهِلًا + لَاَرْمِيَنَّ مِنْكُمُ الْكَوَاهِلَا + تَسْعِيْنَ اَلْفًا رَامِحًا وَنَابِلًا + يَزْدَحِمُوْنَ الْحُزْنَ وَالسَّوَاهِلَا + بِالْحَقِّ
وَالْحَقُّ يُزِيْلُ الْبَاطِلَا + هٰذَا لَكَ الْعَامَ وَعَامًا قَابِلًا + حضرت علی نے یہ خبر سنکر کہ معاویہ لشکر لئے ہوئے صفین کے مقام پر آپہنچا ہے منادی کرادی کہ تمام
سرداران امیر حاضر ہوں جب سب آگئے آپ نے منبر پر تشریف لیجاکر بلیغ خطبہ پڑھا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ پر درود بھیجکر کہا اے دوستو آگاہ
ہوجاؤ کہ معاویہ کو قیصر روم کیطرف سے بہت بڑا اندیشہ تھا اُس نے اس امر میں بہت بڑے حیلے بہانے کئے آخر قیصر کے پاس تحائف بھیجکر صلح کرلی اب لشکر لیکر
صفین کے مقام پر آپڑا ہے اور ہم سے جنگ کرنا چاہتا ہے اُس نے اس جنگ کے ارادے سے ہمارے پاس یہ لکھ بھیجا ہے تم بھی مردانہ وار معرکہ آرائی کا مصمم قصد
کرلو یہ بھی یاد رکھو کہ اگر ہم نے اسپر فتح پائی تو وہ ضرور قصر سے بے دخل کرے گا اور اگر تم نے ظفر پائی ہوا تو نہ عراق تمہارے پاس چھوڑے گا نہ حجاز میں نے سنا ہے کہ معاویہ
اہل شام کو جنگ و جدال اور شجاعت و دلیری میں تم پر ترجیح دیتا اور تمہاری نسبت اُنکو زیادہ ثابت قدم اور بہادر تصور کرتا ہے مگر اسکا یہ قول بالکل غلط اور بے اصل
ہے کیونکہ وہ لوگ شبہ اور گمراہی میں مبتلا ہیں اور تم مہاجر و انصار ہو اور حق پر قائم ہو باطل حق کی برابری کب کرسکتا ہے اب ظالموں سے جنگ کرنے کا وقت آن
پہنچا ہے میں تم سے اس معاملہ میں مشورہ لینا چاہتا ہوں اور بہت بڑا مشورہ ہے جس شخص کی سمجھ میں جو بات مناسب وقت معلوم ہو بیان کرے والسلام سب سے
پہلے عمار یاسرؓ نے اٹھکر کہا اے امیر المومنین تمام خورد و کلاں اور ادنیٰ و اعلیٰ کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ یہ لوگ آپ کی نصیحت کو نہ مانیں گے اور اطاعت و فرمانبرداری
اختیار نہ کریں گے اور آپ نے بسبب حلم ان لوگوں کے سمجھانے میں کوئی امر فروگذاشت نہیں کیا۔ بارہا خط لکھے۔ قاصد بھیجے مگر وہ لوگ مال اور مرتبہ پر ایسے فریفتہ
اور مغرور ہو رہے ہیں کہ کلمہ حق کو سن نہیں سکتے۔ معرکہ آرائی کے سوا اب انکا کوئی علاج نہیں۔ بہرحال لڑائی ہوگی اسلئے حضور جسقدر جلدی آگے بڑھیں اتنا ہی
اچھا ہے۔ کیونکہ آج اچھا دن ہے جس وقت یہ قوم جن آپکے سایہ دولت اور رکاب سعادت میں رہکر قریب جا پہنچیگی تو ایک دفعہ اور نصیحت فرماکر اپنی بیعت
اور متابعت کا حکم دیجئے گا اگر وہ اپنی بدبختی سمجھکر آپ کا فرمان قبول کرلیں گے سعید بنجائیں گے ورنہ اپنی ضلالت و جہالت اور اندیشہ باطل پر مصر رہے
اور جنگ ہی کے خواستگار ہوئے تو ہم بھی ان سے جنگ کرینگے اور جہانتک ممکن ہوگا سخت کوشش و سعی اور ثابت قدمی کو اختیار کرینگے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ
جو سب سے بہتر حاکم ہے ہم میں اور انمیں فیصلہ فرمادیگا۔ اسکے بعد ہر ایک سردار فوج نے کھڑے ہوکر اسی قسم کی گفتگو کی قیس بن سعد عبادہ نے بھی اُٹھکر عرض کی اے
امیر المومنین مصلحت یہی ہے کہ ہم آگے بڑھیں اور مصمم قصد و ارادہ سے بغیر کسی تشویش اور سوچ کے اس گروہ سے جنگ کریں اور جسقدر ممکن ہو خوب دل کھول
کر لڑیں ہم ان سے جنگ کرنے کو رومیوں ترکوں اور دیلمیوں کے جہاد سے بھی زیادہ اچھا سمجھتے ہیں کیونکہ یہ دین کے منافق اور ظالم ہیں اولیاء اللہ کو حقیر
سمجھتے اور ہنستے ہیں اور رسول خدا کے دوستوں سے ذرا ذرا سی باتوں پر بگڑ بیٹھتے اور غضبناک ہوکر انہیں ایذا پہنچاتے ہیں مارتے ہیں اور قید میں ڈالدیتے
ہیں خراج انہیں سے لیتے اور انکے مال و اسباب کی لوٹ کو حلال سمجھتے ہیں سہل بن حنیف انصاری نے کہا اے امیر المومنین ہم سب ہر ایک امر میں آپ کے
شریک حال اور محکوم ہیں اور آپ ہی کی فرمانبرداری اور تعمیل احکام میں ہم اپنی سعادت دارین سمجھتے ہیں آپ جس سے جنگ کرنے کا حکم دیں گے ہم اس سے

لڑیں گے اور جس سے صلح کا ارشاد فرمائیں گے اس سے ملکر بیٹھینگے جس وقت آپ ہمیں طلب کریں گے ہم حاضر ہو جائینگے اور جس خدمت پر مامور ہونگے اسکے پورا کرنے کے لئے تیار کمر کس لینگے جب تک ہماری جان باقی ہے ہم آپکے مطیع و فرمانبردار ہیں آپکے دائرہ احکام سے ذرا قدم باہر نہ رکھیں گے ؎ یکجو زصدق کم نکنیم ور ہوائے تو، تا دانہ چیند مرغ اجل ہمچو ارزنم ۔ یعنی آپ کی محبت میں اگر مرغ اجل چڑیا کیطرح مجھے ایک ایک دانہ کرکے چگے تو میرا اعتقاد ذرا بھی کم نہ ہوگا۔ پھر زید بن صوحان عبدی نے کہا ان لوگوں سے جنگ کرنا بالکل حلال ہے ذرا بھی شک و شبہہ کی بات نہیں جس کے سبب دیر کیجائے مجھے پورا یقین ہے کہ خلیفہ وقت کی مخالفت کرنے والے گروہ سے لڑنا جائز ہے پھر ان حامیان ظلم کے دفع کرنے اور شیطانی گروہ کے قتل اور ان لوگوں کی ہلاکت میں کیوں دیر کی جائے جو دین اور اسلام سے کچھ بہرہ نہیں رکھتے فساد و نفاق کے بانی ظلم و سرکشی کے خوگر ہیں نہ مہاجرین ہیں نہ انصار نہ تابعین ہیں ہمکو تو اب اس معرکہ آرائی میں جلدی کرنی چاہیے اگر زیادہ دیر لگائی جائے گی تو سخت نقصان ہوگا۔ ہر روز ان کی جمعیت بڑھتی جائے گی اور جسقدر مہلت ملے گی زیادہ سامان بہم پہنچا کر مضبوط و مستحکم ہو جائینگے پھر ان کا دفعیہ مشکل ہو جائیگا اور وہی مثل صادق آئے گی کہ آج کا کام کل پر ڈالا اچھا نہیں ؎ مخالفان تو موران بدند مار شدند۔ برآر از سر موران مار گشتہ دمار۔ مدہ امان شان زین بیش و روزگار مبر۔ کہ اژدہا شود ار روزگار یابد مار۔ یعنے تیرے دشمن چیونٹے جیسے تھے اب سانپ بنگئے۔ ان سانپ سے ہوئے چیونٹیوں کا بھیجا نکال ڈال۔ انہیں زیادہ مہلت نہ دے اور زیادہ دیر نہ لگا کیونکہ سانپ زیادہ عرصہ تک زندہ رہکر اژدہا بنجاتا ہے۔ پھر ابوزینب بن عوف نے کہا اگر ہم حق پر ہیں تو یا علی آپ کو حق تعالیٰ کی درگاہ سے پورا صلہ ملے گا اور آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ اس معاملہ کا سرا ابھی تک اختیار سے باہر نہیں ہوا ہے آپ نے ہمیں شام کیطرف بڑھنے اور معاویہ سے جنگ کرنیکا حکم دیا ہم حسب الحکم کمربستہ ہوکر سفر کرکے یہاں تک آئے اور آپ کی دوستی اور معاویہ کی دشمنی پر جس سے ایک زمانہ اچھی طرح واقف ہے ہم بالکل ثابت قدم ہیں اب اس کے اور ہمارے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ نہیں رہا ہے آپ جانتے ہی ہیں کہ ان منزلوں کے طے کرنے سے محض آپ کی دوستی و الفت اور آپ کے دشمنوں کی عداوت و مخالفت مقصود ہے تاکہ آخرت کا ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت نصیب ہو۔ اے امیرالمومنین ہم جس طریق پر ہیں وہ سچا راستہ ہے اور جس راستہ پر دشمن پڑا ہوا ہے وہ باطل ہے اور گمراہی سے وابستہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اے ابوزینب ہمارا طریق برحق ہے اور ہمارا شیوہ سچائی ہے اگر تو نے ہماری دوستی اور محبت کے سبب اس گروہ سے دشمنی و عداوت اختیار کی ہے اور ہماری فرمانبرداری اور موافقت کا دم بھرا ہے تو اسکا اجر ضائع نہ ہوگا بلکہ اسکا پھل نہایت نیک ملے گا اور راحت و مغفرت و سعادت عظیم حاصل ہوگی اے ابوزینب تجھے خوشخبری ہو کہ تو اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ہوگا جو روضہ رضوان میں جگہ پائیگا اور طاعت الٰہی کی رحمت گاہ میں سبزہ رحمت سے مستفیض ہوگا۔ پھر عبداللہ بن بدیل خزاعی نے اٹھکر کہا اگر اہل شام کو رضامندی حق جل شانہ مطلوب ہوتی اور جس بات کی رضامندی کے لئے جنگ کرنا چاہتے تو ہم سے کبھی نہ ڈرتے نہ ہماری مخالفت اختیار کرتے بات یہ ہے کہ انمیں سے ہر شخص نے دنیاوی مال و متاع بکثرت پا لیا ہے اب ڈرتے ہیں کہ مبادا یہ دولت یکایک ہاتھ سے جاتی رہے دوسرے ہماری طرف سے اپنے دلوں میں پرانا کینہ بھی رکھتے ہیں ان وجہوں سے لڑنا چاہتے ہیں کہ ان کے پاس جو دولت دنیا ہے وہ ان کے قبضہ میں رہے اور دوسرے ممکن ہو تو ہمسے بدلا لیکر دل ٹھنڈا کریں اور ہماری طرف سے جو کدورت دلوں میں اٹھا رکھی ہے اسے مٹائیں۔ اے لوگو معاویہ ہرگز امیرالمومنین علی علیہ السلام کی بیعت اختیار نہ کرے گا نہ زیر فرمان ہوکر رہے گا کیونکہ آپ نے جنگ بدر میں اس کے بھائی خالو دادا اور اسکی ماں کے چچا کو قتل کیا ہے خدا کی قسم میرا خیال یہ ہے کہ اگر معاویہ کے سر کو شمشیر سے اور پسلیوں کو آہنی گرز سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے کہیں کہ علی کی بیعت اختیار کرے گا تو اس عذاب سے نجات پائیگا تب بھی بیعت نہ کرے گا اور اس شدت کی تکلیف کو جھیلنا منظور کرے گا تمام حاضران محفل نے متفق اللفظ کہا اے عبداللہ تو سچ کہتا ہے ٹھیک یہی بات ہے اس کے بعد حجر بن عدی اور عمرو بن الحمق خزاعی نے کھڑے ہوکر اہل شام سے نفرت ظاہر کی اور ان پر لعنت بھیجی امیرالمومنین نے لعنت کرنے سے منع فرمایا انہوں نے کہا اے امیرالمومنین ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر آپ نے فرمایا یہ درست ہے کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور وہ باطل راستہ پر ہیں انہوں نے کہا پھر کیا سبب کہ آپ ہمیں باطل لوگوں پر لعن وطعن بھیجنے سے منع فرماتے ہیں آپ نے ارشاد کیا کہ

میں نہیں چاہتا تمہاری زبانوں میں سے لعن و شتم کے کلمے نکلیں اگرچہ لعن و شتم اُن کے بُرے افعال اور گناہوں کا نتیجہ ہے لیکن مسلمانوں کے اخلاق سے اور خصوصاً حسب نسب والوں کی ذات سے بعید ہے کیونکہ اُن سے برائی اور بدی کا ظہور نہیں ہوتا مجھے وہ شخص زیادہ عزیز ہے جو دعا مانگے اور اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہو کہ انہیں راہ راست دکھائے اور تمہارے اور ان کے درمیان صلح و صفائی کرا دے جس سے طرفین کی خونریزی نہ ہونے پائے اگر تم اس ڈھنگ پر چلو تو بہت اچھا ہے انہوں نے امیر المومنین کی نصیحت کو قبول کر لیا۔ عمرو بن الحمق نے کہا اے امیر المومنین میں نے آپ سے اس وجہ سے بیعت نہیں کی کہ مجھ میں اور آپ میں رشتہ داری کا تعلق ہے یا مجھے آپ کی ذات سے کسی مال یا احسان کی آرزو ہے یا میں کسی عزت و مرتبہ کا خواہشمند ہوں کہ اس بیعت کرنے سے میسر ہو جائے بلکہ محض آپ کی اطاعت کو دو خصلتوں اور تین بزرگیوں کے سبب سے جو ذات اقدس میں موجود ہیں اپنے لئے فرض عین سمجھتا ہوں دونوں خصلتیں علم و شجاعت ہیں جن میں جناب رسالت مآب کے بعد ہرگز کوئی اور شخص آپ سے برابری نہیں کر سکتا اور تین شرف یہ ہیں۔ ایک جناب رسول خدا کا تولّا دوسرا آنحضرت سے قرابت قریبہ تیسرا اسلام میں سب سے پیشتر داخل ہونا اگر مجھے کسی ایسے کام کا حکم دیا جائے جس میں آپ کے دوستوں کی رضامندی اور آپ کے دشمنوں کی خرابی مقصود ہو تو سخت مستحکم پہاڑوں کو بھی اُکھاڑ پھینکنا پڑے تب بھی محض آپ کی خوشنودی کے خیال سے نہایت ہی سہل اور آسان کام معلوم ہو گا اور آپ کے اُن حقوق کی ادائیگی کے مقابل جو میری گردن پر واجب ہیں ہزاروں میں سے ایک اور بہتوں میں سے تھوڑا سا بھی سمجھونگا۔ امیر المومنین اسکی ان باتوں سے خوش ہوئے اور دعا دی اللهم نور قلبه بالتقى واهده الى صراط المستقيم یعنی اے خدا تو اسکے دل کو پرہیزگاری سے روشن فرما اور اسے راہ راست کی ہدایت کر۔ پھر کہا اے عمرو کاش میری فوج میں تجھ جیسے سو آدمی ہوتے۔ پھر حجر بن عدی نے کہا اے امیر المومنین آپ کے لشکر میں سب کے سب ہی خیرخواہ جان نثار ہیں اور سب کی یہی تمنا ہے کہ آپ کے قدموں پر سر قربان کر دیں اور آپ کے ہمرکاب رہ کر درجہ شہادت حاصل کریں اب مصلحت یہ ہے کہ بخوبی لشکر آراستہ کر کے بہت جلدی چڑھائی کر دی جائے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے عاملوں اور نائبوں کو فرمان لکھکر ملک شام پر چڑھائی کرنے اور معاویہ سے قصد جنگ رکھنے کی اطلاع دی اور سب کو حکم دیا کہ بعجلت حاضر خدمت ہوں عبداللہ بن عباس بصرہ سے۔ مخنف بن سلیمان اصفہان سے سعد بن وہب ہمدان سے اور اسی طرح اور نائب و عامل بھی اپنے اپنے علاقوں سے پے در پے آنے شروع ہوئے سب کے بعد ربیع بن خثیم عامل علاقہ رے چار ہزار مسلح و مکمل سواروں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ فراہمی فوج کے بعد امیر المومنین علی نے خطبہ پڑھا اور سب لوگوں کو شام پر چڑھائی کرنے اور معاویہ سے لڑنے کی ترغیب دلائی بعض نے بدل و جان منظور کیا اور بعض نے اس معاملہ سے کراہت ظاہر کی آپ نے قبیلہ باہلی کے ایک گروہ کو بلا کر کہا میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے دشمنی رکھتے ہو اور میں بھی تمہیں دوست نہیں سمجھتا۔ اپنا دیا ہوا لے لو اور جہاں چاہے چلے جاؤ احنف بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین ہم تو آپ کو عزیز رکھتے ہیں آپ کے دوستوں کو دوست اور آپ کے دشمنوں کو دشمن سمجھتے ہیں ہمارا یہی عقیدہ ہے اور اسی پر قائم رہیں گے ظاہر و باطن اور سختی و راحت میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں گے ؎ مارا تو بہر صفت کہ داری + دل کم نکنم ز دوست داری۔ آپ مجھے جس طرح چاہیں رکھیں میرے دل سے آپ کی محبت کم نہ ہو گی امیر المومنین نے دعائے خیر دیکر فرمایا کہ منادی کر دو اور لشکر کو سنا دو کہ کوچ کر کے نخیلہ میں قیام کرے اور اسی جگہ سب لوگ فراہم ہو جائیں مالک بن حبیب یربوعی کو حکم دیا کہ لشکر کو ترتیب دے اور ہر شخص کو اس کی جگہ مناسب پر اتارے۔ مسعود بن عقبہ بن عمر انصاری کو بلا کر کوفہ میں اپنا نائب قرار دیا پھر فوجوں کا جائزہ لیا کل سوار و پیدل نوے ہزار تھے اس کے بعد آپ بخیر و خوبی سوار ہوئے اور اس آراستہ و پیراستہ فوج کو ہمرکاب لیکر روانہ ہوئے۔ سعید بن جبیر بیان کرتا ہے کہ اس روز امیر المومنین علی علیہ السلام کے لشکر میں آٹھ سو انصار اور نو سو ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے جناب رسول خدا صلعم سے بیعت کی تھی اور اسی ان شخصوں میں سے تھے جنہوں نے جنگ بدر میں آنحضرت کا ساتھ دیا تھا اور اسی آدمی رسول خدا صلعم کے صحابی موجود تھے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتا ہے کہ اُس دن سید التابعین [illegible] بھی جناب امیر المومنین کا

برخی از احوال سید التابعین اویس قرنی رضہ

علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے اور جنگ صفین میں ہمرکاب رہکر شہادت پائی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا قصہ اس طرح منقول ہے کہ لوگوں نے اویس قرنی کا حال دریافت کیا عبداللہ نے کہا وہ ایک بہت بڑے بزرگ کا بیٹا تھا۔ زہد تقوٰی۔ عبادت اور طاعت میں بڑا درجہ پایا ہے تابعین کا سرتاج تھا اور میں نے جناب مصطفٰے کو اپنے اصحاب اور دوستوں سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک شخص اویس قرنی نام پیدا ہوگا بروز قیامت اُسے شفاعت کا درجہ نصیب ہوگا ربیعہ اور مضر کے قبیلوں کی آبادی جتنے گنہگاروں کو بخشوائیگا اللہ تعالٰے کے نزدیک اُس کا یہ درجہ ہوگا کہ کیسے اہم کام کے لئے وہ خدا کو قسم دلائیگا تب بھی خدا اُسکی قسم کو پورا کریگا میرے بعد جب تم اُس سے ملو میرا سلام پہنچانا امیرالمومنین علی نے پوچھا یا رسول ہم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو اُسے ملیگا آپ نے فرمایا عمر بن خطاب اور تم جب اُس سے ملو تو میرا سلام کہنا اور اپنے لئے دعا خیر چاہنا حضرت علی نے پوچھا کس علامت سے اسے پہچان سکتے ہیں آپ نے ارشاد کیا بھوری جیسی آنکھوں والا اور دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہوگا حقارت کو دیکھے دکھانے والا ہوگا نہ کسی کا آشنا۔ لوگ اُسے پہچانتے نہ ہونگے۔ لوگ اسکی موجودگی اور چلے جانے کو یکساں سمجھتے ہونگے یعنی اسکے چلے جانے پر کسی کو اسکی تلاش نہ ہوگی اور اُس کے آنے سے کوئی خوش نہ ہوگا لوگ اس کے سلام کا جواب بھی نہ دیتے ہونگے۔ عبداللہ بیان کرتا ہے کہ جسوقت ہمنے جناب رسول خدا صلعم کی زبان مبارک سے اُس کی بابت حالات سُنے تھے اسیوقت سے اُس کی خبر و خبر کے متلاشی اور جویا رہتے تھے۔ جب عمر کی خلافت کے زمانہ میں کچھ اہل کوفہ کسی کام کے لئے عمر کے پاس آئے تو عمر نے دریافت کیا تمہارے ہاں ایک یمن کا باشندہ اویس قرنی نام ہے تم میں سے کوئی اسے جانتا پہچانتا ہے یا نہیں اُن میں سے ایک شخص نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں قبیلہ قرن کا ایک شخص ہے اور اویس نام۔ ایک گمنام سا شخص ہے کوئی اسکی طرف خیال بھی نہیں کرتا بلکہ اکثر آدمی اسے دیکھکر ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں۔ عمر نے کہا حضرت مصطفٰے نے ہمیں اسکے حالات سے مطلع کیا ہے وہ اسی رنگ ڈھنگ کا آدمی ہوگا مرض برص میں مبتلا ہوگا وہ خدا سے اپنی تندرستی کی دعا مانگے گا اور اللہ تعالٰے اسکی دعا کو قبول فرماکر شفا بخشیگا اگر وہ کسی کام کے لئے خدا کو قسم دے گا تو خدا اُس کی قسم کو پورا کریگا اور بروز قیامت اُسکی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی مردم شماری جتنے گنہگار عذاب دوزخ سے رہائی پائیں گے اہل کوفہ اویس قرنی کی نسبت عمر کی زبانی ان فضیلتوں کو سنکر خاموش ہو رہے مگر دل میں یاد رکھا جب کوفہ میں واپس آئے تو اویس کو بہت دوست رکھنے لگے اُسکی عزت و آبرو کرتے ہر وقت اُس کے پاس آتے جاتے سلام کرتے اور طالب دعا ہوتے اویس نے پوچھا اس سے پہلے تم مجھے دیکھا کرتے اور جواب سلام نہ دیتے تھے اب کیا ہوا جو طالب دعا ہوتے ہو انہوں نے جو باتیں اسکی نسبت عمر سے سنی تھیں بیان کردیں اویس اس خبر سے خوش ہوا اور انہیں دعا خیر دی اُس کے بعد وہاں سے روپوش ہوگیا پھر کسی نے کوفہ میں نہ پایا۔ عمر ہمیشہ اس کی خبر پوچھتا رہتا تھا یہانتک کہ دس برس گذر گئے امیرالمومنین عمر اس حج کے واسطے حرم میں آئے ہوئے تھے اور وہاں ہر گروہ کے آدمی جمع تھے اُن سے اویس کا حال پوچھا ایک قرنی شخص نے کہا میں نے سنا ہے آپ اکثر اویس کو یاد کرتے رہتے ہیں میرے بھتیجے کے سوا جسے اویس کہتے ہیں اور کوئی شخص ہم میں اس نام سے نہیں پکارا جاتا مگر وہ اس درجہ کا شخص نہیں جسے امیرالمومنین ہر وقت یاد فرماتے رہتے ہوں کیونکہ وہ غیر مشہور شخص ہے اُس سے زیادہ حقیر اور گمنام کوئی دوسرا شخص نہ ہوگا۔ عمر نے کہا اے شیخ تیرا بھتیجا کہاں ہے اُس نے کہا اسی جگہ ہمارے ساتھ موجود ہے اسوقت ہمارے جنگلی اونٹ جنگل میں لیگیا ہے جہاں پیلو کے درختوں کا جُھنڈ ہے۔ وہاں چرا رہا ہوگا۔ عمر اور امیرالمومنین علی فوراً سوار ہوکر پیلو کے جُھنڈ کے پاس گئے تو دیکھا کہ دو ادنٰی کپڑے پہنے ہوئے پیلو کے درختوں تلے نہایت ہی توجہ اور شوق و ذوق سے نماز پڑھ رہا ہے۔ امیرالمومنین علی نے فرمایا اگر دنیا میں اویس قرنی ہے تو یہی شخص ہوسکتا ہے جو اس رنگ ڈھنگ سے مصروف عبادت خدا ہے دونو پیادہ پا ہوکر اُس کے پاس پہنچے اُس نے انہیں دیکھکر قرأت نماز ختم کردی اور تشہد کے بعد بیٹھکر سلام پھیرا اُن دونوں بزرگواروں نے آگے بڑھکر فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اویس نے جواب میں کہا عَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عمر نے کہا میں تمہارا نام دریافت کرنا چاہتا ہوں اُس نے کہا اللہ کا بندہ ہوں اور اُسی کے بندہ کا غلام اور

اسکے حضور شکار کا بیٹا۔ عمر نے کہا ہاں زمین و آسمان کے درمیان جو کوئی ہے اُسی کا بندہ ہے لیکن تم اپنا نام بتاؤ۔ کہا مجھے اویس کہتے ہیں امیر المومنین علی نے فرمایا اللہ اکبر اپنا مطلب پورا ہوا۔ مہربانی فرما کر کپڑے کو بائیں جانب سے اُٹھاؤ۔ اویس نے کہا اس بات سے آپ کا مدعا کیا ہے۔ امیر المومنین علی نے کہا رسول خدا صلعم نے ہمیں تمہارے حال سے مطلع کیا اور تعریف کی ہے اس میں سے تمہیں ویسا ہی پایا۔ رسول خدا نے مجھے تمہاری ایک نشانی بھی بتائی ہے کہ بائیں پہلو پر ایک سفید داغ دینار یا درم کے برابر ہوگا میں چاہتا ہوں کہ اس سفیدی کو دیکھوں۔ اویس نے اپنے بائیں شانہ پر سے کپڑا سرکایا دونوں بزرگوں نے جناب مصطفےٰ کے ارشاد کے مطابق اس سفیدی کو ملاحظہ کیا۔ پھر بوسہ دیکر روئے اور کہا جناب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا تھا کہ جب اویس سے ملو میرا سلام کہنا اور اپنے حق میں اُس سے دعائے خیر طلب کرنا۔ اور جناب باری تعالےٰ سے اپنی بخشش کی دعا چاہنا۔ اب ہمیں رسول خدا کا سلام پہنچا دیا ہے اور درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے حق میں دعائے خیر و بخشش مانگو۔ جناب مصطفےٰ نے تمہارے حق میں فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اتنے گنہگاروں کی شفاعت کی اجازت ہوگی جتنے ربیعہ اور مضر کے قبیلوں کے لوگ ہیں اویس حضرت علی سے یہ بات سُنکر زار زار رویا اور کہا ع سودا چہ پزم بیہودہ اکنوں نہ منم * کز دہر ورا چنیں توجہ باشد یعنی مجھے ایسا عاصی خیال کیوں کرنا چاہئے میں وہ شخص نہیں ہو سکتا جسے دنیا میں ایسی بڑی نعمت میسر ہوئے شاید حضرت مصطفےٰ نے کسی اور اویس کے حق میں ایسا فرمایا ہوگا۔ امیر المومنین علی نے کہا ہمیں اچھی طرح معلوم ہوگیا ہے کہ جس اویس کے حق میں جناب رسول خدا نے یہ فرمایا اور سلام کہا ہے وہ اویس تم ہی ہو اور وہ تمہارے سوا اور کوئی اویس نہیں۔ مہربانی فرما کر ہمارے لئے دعا کیجئے اویس نے کہا میری یہ عادت نہیں کہ اپنی دعا ایک دو ہی شخصوں پر محدود رکھوں میں رات دن تمام بر و بحر کے مومنوں اور مومنات کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تم دونوں کون بزرگوار ہو۔ امیر المومنین علی نے کہا یہ شخص عمر بن خطاب ہے اور میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اویس انہیں دیکھکر بہت خوش ہوا اور اُٹھکر سلام کیا اور مرحبا کہا۔ پھر دونوں سے بغلگیر ہو کر بولا آخر مجھ جیسا حقیر گنہگار اور مبتلائے غفلت شخص تم جیسے دو آدمیوں کے حق میں جو زہد اور تقوےٰ اور جاہ و جلال اور کثرت عبادت و طاعت میں مرتبہ عالی رکھتے ہیں کیا دعا کر سکتا ہے اور جناب باری تعالےٰ سے تمہارے واسطے کس چیز کو طلب کر سکتا ہے کیونکہ ہر طرح عزت و سعادت اور نجات آخرت کے سامان اللہ تعالےٰ نے کرامت فرما رکھے ہیں۔ میری کیا مجال کہ تمہارے لئے کچھ دعا کروں یا کسی امر کا سوال بھی لا سکوں انہوں نے کہا ان باتوں کو جانے دو اور ہمیں اسی طرح احتیاج مند سمجھو اور دعا کرو کہ ہم آمین کہیں اسکے بعد اویس نے ہاتھ اُٹھا کر بسمت آسمان بلند کئے اور یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَیْنِ یَذْکُرَانِ اَنَّھُمَا یُحِبَّانِیْ فِیْکَ وَقَدْ رَاٰوْنِیْ فَاغْفِرْلَھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ شَفَاعَةِ نَبِیِّھِمَا مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ امیر المومنین عمر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کل بھی ہمارے پاس آکر کچھ دیر تک تمہاری صحبت سے فائدہ اٹھائیں اویس نے کہا سبحان اللہ تم کس خیال میں پڑے ہو یاد رکھو کہ یہ دنیائے فانی بڑی بے وفا ہے اُسنے بہت سے اولوالعزم اور اقبالمند بادشاہوں کو مبتلائے زوال کیا اور اکثر نامور سرداروں کو نیچا دکھایا ہے۔ جو شخص آج کی زندگی کی امید کرتا ہے وہ کل کی حیات کی بھی امید کر سکتا ہے اور جو شخص کل کی زندگی کا بھروسہ کرتا ہے وہ ایک ہفتہ کا بھی بھروسہ کر سکتا ہے اور ایک مہینے کی امید حیات رکھنے والا ایک برس کی بھی امید باندھ سکتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ وہ اپنی مراد کو نہ پائیگا اور جو شخص اس فریب دینے والی دنیا کو ترک کر دے گا اور اس کی بے حقیقت اشیا کا آرزومند نہ ہوگا بلکہ اپنی ہمت کو صرف نیکی اور باقی رہنے والی چیزوں سے تعلق رکھیگا وہ اسی دنیا میں اپنی مرادیں پالیگا اور حور و غلمان۔ قصر و ولدان۔ نہریں اور درخت تمام اقسام کے میوے اور یہی سب کچھ حاصل ہو جائیں گے اسی قسم کی اور بھی چند نصیحت آمیز باتیں کیں اور رخصت کر کے سلام کیا اور چلدیا دونوں اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ ان کی نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ اسکے بعد حضرت عمر اُس کی خبر کے جویا رہے اور ہر شخص سے دریافت کرتے تھے مگر کسی نے کچھ نہ بتایا۔ ہاں بعض علماؤں نے جنہوں نے دیکھا تھا کچھ بیان کیا القصہ جس وقت امیر المومنین علی معہ لشکر بارادہ جنگ معاویہ بن ابی سفیان جانب شام روانہ ہوئے بقول حرم بن حیان اُس نے اویس قرنی کو دیکھا کہ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور آپ اسکے آنے سے بہت شادمان ہوئے مرحبا کہا اور بہت سی مدارات کی اویس حضرت کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ جنگ

صفین میں شہید ہوگئے رحمتہ اللہ علیہ اب امیر المومنین علیؑ نے خطبہ پڑھکر دوستوں اور دیگر اشخاص کو شام پر چڑھائی کرنے اور شامیوں سے لڑنے کی ترغیب و تحریص دلائی اور فرمایا اے مسلمانو دین اور سنت کے دشمنوں اور شیطانی گروہوں سے لڑنے میں جلدی کرو گنہگاروں اور باغیوں اور مہاجر و انصار کے قاتلوں کے قتل میں عجلت اختیار کرو۔ تمام لوگوں نے آپ کے ارشاد کو منظور کیا اور ہمرکاب ہوکر روانہ ہوئے کوفہ کے پل کو عبور کرکے ابو سبرہ کی مسجد کے مقام پر اترے نماز ادا کی پھر وہاں سے کوچ کرکے ابو موسیٰ کے دیر کیطرف جو کوفہ سے دو فرسنگ پر تھا گئے وہاں بھی نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہوکر امیر المومنین نے یہ تسبیح پڑھی سبحان من یولج اللیل فی النھار و یولج النھار فی اللیل پھر وہاں سے روانہ ہوکر سرزمین طے کرتے ہوئے سرزمین بابل میں پہنچے آپ نے اپنے گھوڑے کو تیز رفتار کیا اور لشکر کو بھی حکم دیا کہ اس سرزمین سے بعجلت گزر جائیں کیونکہ یہاں دلدل ہوگی اور بہت سے آدمی اس میں دھنس کر گور ہو جائیں گے لشکر نے بھی چلنے میں جلدی کی اس جگہ سے گذر کر قیام فرمایا نماز ظہر پڑھکر پھر سوار ہوئے اور چلتے چلتے زمین کربلا پر گذر ہوا دریائے فرات کے کنارے پر پہنچکر چند کھجوروں کے درختوں کو جو وہاں موجود تھے ملاحظہ کیا پھر عبداللہ بن عباس سے پوچھا تو اس مقام کو جانتا ہے کہ کون جگہ ہے اس نے عرض کی میں نہیں جانتا آپ نے فرمایا اگر تو واقف ہو جائے کہ یہ کونسی جگہ ہے تو بے اختیار روئے گا۔ پھر خود اسقدر روئے کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہوگئی پھر فرمایا آہ مجھے آل ابی سفیان سے کیسا پالا پڑا ہے اس کے بعد حضرت حسینؑ کو بلایا اور کہا اے فرزند صبر کر اور دیکھ کہ تیرا باپ آل ابو سفیان سے کیسے صدمے اٹھا رہا ہے کل کو تو بھی ان کے ظلم سہیگا۔ پھر سوار ہوکر کچھ دیر تک زمین کربلا میں ادھر ادھر پھرتے رہے گویا کسی گمشدہ چیز کو ڈھونڈ رہے ہیں پھر اتر پڑے پانی طلب کرکے وضو کیا اور کھڑے ہوکر چند رکعت نماز ادا کیں۔ لشکر بھی زمین نینوا پر دریائے فرات کے کنارے اتر پڑا اسکے بعد آپ قدرے سو رہے تھوڑی ہی دیر بعد اسطرح بیدار ہوئے جیسے کوئی کسی شے سے ڈر گیا ہو عبداللہ بن عباس کو بلا کر کہا میں نے عجب خواب دیکھا ہے اس نے کہا فرمایئے وہ کیا خواب ہے امیر المومنین نے فرمایا میں ابھی ذرا سو رہا تھا خواب میں دیکھا کہ سفید چہرے والے آدمی تلواریں لٹکائے اور سفید علم ہاتھوں میں لئے آسمان سے اتر رہے ہیں اس سرزمین پر انہوں نے خط کھینچا ہے پھر کیا دیکھتا ہوں کہ یہ کھجوروں کے درخت اپنی شاخوں کو زمین پر دے دے مار رہے ہیں اور ایک تازہ خون کا دریا بہہ رہا ہے۔ اور میرا فرزند حسین اس دریا میں گھرا فریاد کر رہا ہے کوئی اسکی فریاد کو نہیں سنتا وہ مدد مانگتا ہے اور کوئی اسکی مدد نہیں کرتا اتنے میں وہی سفید چہرے والے آدمی جو آسمان سے اترے تھے یہ منادی کرتے اور کہتے ہوئے نظر آئے کہ اے آل رسول صبر کرو اور آگاہ رہو کہ تم بدترین مخلوقات کے ہاتھ سے مارے جاؤگے۔ اے حسین بہشت تیری آرزومند ہے۔ پھر میرے پاس آکر پرسا دیتے ہیں اور کہتے ہیں اے ابوالحسن تجھے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت تیری آنکھوں کو تیرے فرزند حسین کے دیدار سے روشن کرے گا میں یہ خواب دیکھ ہی رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی اس خدا کی قسم جسکے قبضہ میں علی کی جان ہے کہ جسطرح میں نے یہ خواب دیکھا ہے اسیطرح مجھ سے صادق القول ابوالقاسم صلوات اللہ علیہ نے بیان فرمایا تھا کہ اسوقت دشت کربلا میں تو ایسا خواب دیکھے گا جبکہ باغیوں سے لڑنے کے لئے جاتے وقت وہاں سے گذر ہوگا یہ وہی زمین کربلا ہے جہاں میرے فرزند حسین اور اسکے دوستوں اور فاطمہ دختر رسول خدا کی اولاد میں سے ایک جماعت کو دفن کرینگے یہ جگہ بڑی مشہور ہے جسے اہل آسمان کرب و بلا کہتے ہیں اسی جگہ سے قیامت کے دن ایسے آدمی اٹھینگے جنہیں بغیر حساب و کتاب داخل بہشت کرینگے پھر فرمایا اے عبداللہ اس جگہ ہرن کے بیٹھنے کی جگہ تلاش کر انکا بیان ہے کہ میں کچھ دیر تک ڈھونڈتا رہا آخر کار ان کے بیٹھنے کی جگہ دیکھی اور امیر المومنین کی خدمت میں واپس آکر عرض کی کہ ہرنوں کی خوابگاہ مل گئی ہے۔ مجھ سے اس خبر کو سنکر فرمایا اللہ اکبر جناب رسول خدا نے صحیح فرمایا تھا۔ پھر اٹھکر بہت جلدی چلے اور اسجگہ پہنچکر ہرنوں کی مینگنیوں میں سے ایک مٹھی بھر لی اور سونگھا۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ ان مینگنیوں کا رنگ مثل زعفران تھا اور ان میں سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی امیر المومنین نے فرمایا ہاں جناب رسول خدا نے ایسا ہی ارشاد کیا تھا۔ پھر پوچھا اے عبداللہ تجھے بھی اس حال کی کیفیت معلوم ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت

عیسٰیؑ کا گذر حواریوں سمیت اس جگہ ہوا ہے اور ان مینگنیوں کو اسی طرح آپ نے بھی سونگھا ہے پھر ہرن آپ کے پاس آکر کھڑے ہو گئے ہیں اور حضرت عیسٰیؑ اور ان کے حواری خوب روئے ہیں مگر حواری رونے کا سبب نہ جانتے تھے آخر کار ایک حواری نے پوچھا یا روح اللہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے اور آپ اس جگہ پر کیوں ٹھہرے۔ جناب عیسٰیؑ نے فرمایا اے میرے حواریو تم اس سرزمین کو جانتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ براہ مہربانی آپ فرمائیں کہ یہ کیا جگہ ہے حضرت نے فرمایا۔ وہ زمین ہے جس پر رسول خدا احمد محمد مصطفٰےؐ کے فرزند کو قتل کریں گے اور وہ صاحبزادہ آپ کی دختر زہرا پاک و باکرہ ثانی مریم بنت عمران کا بیٹا ہو گا۔ حضرت عیسٰیؑ نے جب مینگنیوں کی مٹھی بھر کر اٹھائی اور سونگھی ہے تو حواریوں سے فرمایا ہے کہ یہ مینگنیاں اس صحرا کے ہرنوں کی ہیں اور اس سرزمین پر چرنے کے سبب یہ خوشبو پیدا ہو گئی ہے اے خدا تو جناب مصطفٰےؐ کے بیٹے کے باپ کو یہ مینگنیاں سنگھائیو تاکہ وہ ان سے تسلی پائے۔ اے عبداللہ جس وقت میں سوار ہو کر اس صحرا کے گرد پھر رہا تھا تو ہرنوں کی اس خوابگاہ اور مینگنیوں کا متلاشی تھا۔ اے عبداللہ یہ وہی مینگنیاں ہیں جنہیں حضرت عیسٰیؑ نے ہاتھ میں لیا اور سونگھا ہے اس زمانہ سے اب تک اسی جگہ پڑی رہی ہیں اور درازی مدت کے سبب زرد رنگ ہو گئی ہیں یہ جگہ زمین کرب و بلا کہلاتی ہے اس کے بعد جناب علی علیہ السلام بہت روئے اور کہا اے خدا میرے فرزند کے قاتل کی عمر حضرت عیسٰیؑ کی عمر میں ایزاد فرما اور اس شقی کو ہمیشہ کا لعنتی کر اب حضرت کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور اسقدر روئے کہ غش آگیا۔ تمام ہمراہی آپ کے رونے سے غمگین ہو کر رونے لگے جس وقت ہوش آیا اٹھ کر آٹھ رکعت نماز اس طرح ادا کی کہ ہر دو دو رکعت کے بعد بیٹھ کر سلام پھیرتے جاتے تھے پھر ان مینگنیوں کو اٹھا کر سونگھتے تھے اور اپنے فرزند حسینؑ کی تسلی و دلداری کرتے اور وصیت صبر فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اے راحت جان مصطفٰےؐ صبر کر اور اے غنچہ گلشن خدا صبر کر پھر ان مینگنیوں کی خاک کی ایک مٹھی لیکر تھیلی میں بھری اور پھر اس کے اندر رکھکر فرمایا میرے مرنے کے وقت تک یہ خاک اسی تھیلی میں رہے گی۔ اے پسر عباس جس وقت تو اسے مثل خون دیکھے یقین کر لینا کہ میرا حسینؑ شہید ہو گیا ہے ابن عباس کہتا ہے کہ میں ہر وقت اس تھیلی کا خیال رکھتا تھا۔ اور نگران حال رہتا تھا۔ اور حضرت امیر المومنین کی وفات کے بعد اس تھیلی کو ہر روز دیکھ لیتا تھا صفین کی جنگ اور نہروان کے خارجیوں کی لڑائی کے بعد حضرت علی کوفہ کو واپس تشریف لائے ہیں تو ایک دن اعور ہمدانی سلام کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا بہت غمگین ہیں عرض کی یا امیر المومنین آپ کس وجہ سے غمگین ہیں فرمائیے کہ ہم جان نثار خادم اس رنج کے دفعیہ کے لئے کوشش کریں ورنہ ہم بھی آپ کے ساتھ شریک اندیشہ ہوں۔ کیا آپ اہل شام سے لڑنے اور باغی گروہوں کے قتل کرنے پر افسوس کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میں عہد شکن اور باغی جماعت کے مقابلہ میں حق پر تھا جس سے مجھے بہت بڑی خوشی ہے لیکن میرا رنج اس خواب کی وجہ سے ہے جو شام کو جاتے ہوئے زمین کرب و بلا میں دیکھا تھا اور حسینؑ کو اس حال میں مشاہدہ کیا تھا کہ آسمان پھٹ پڑے ہیں پہاڑ دب کر زمین سے مل گئے ہیں اور درختوں کی چوٹیاں زمین پر ٹکراتی تھیں۔ اس وقت ایک آواز سنی جاتی تھی کہ حسینؑ بن علیؑ کو مار ڈالا خدا انہیں غارت کرے۔ جس وقت سے میں نے یہ سخت دردناک خواب دیکھا ہے سرنجیدہ اور غمگین رہتا ہوں۔ اعور ہمدانی نے کہا انشاء اللہ بہتر ہی ہو گا۔ امیر المومنین نے فرمایا افسوس! اے حارث یہ خدا تعالٰی کا حکم اور قضاء مبرم اور تقدیری امر ہے جو کسی طرح ٹل ہی نہیں سکتا صبر اور تسلیم و رضا کے سوا کوئی چارہ نہیں وَلَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ خدا ہی کے لئے حکم ہے اور اسی کی طرف ہم رجوع کرنے والے ہیں۔ جناب رسول خدا صلعم نے مجھے اس حال سے مطلع کر دیا ہے کہ یزید علیہ اللعنۃ میرے نور چشم راحت جان حسینؑ کو شہید کرے گا۔ زید بن ارقم بیان کرتا ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علی علیہ السلام کو زخمی کیا اور آپ بستر ناتوانی پر لیٹے تھے اور زندگانی کی امید قطع ہو چکی تھی تو میں آپ کے پاس گیا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حسینؑ کو اپنے سینہ پر لئے ہوئے فرما رہے ہیں اے میرے نور چشم اور نتیجہ دل اور پیغمبر خدا محمد بن عبداللہ کی راحت جان میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ہلاک کریں گے میں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کون بدبخت شقی ہو گا جو انہیں شہید کرے گا۔ آپ نے فرمایا اے زید حسینؑ کو اس امت کا لعنتی قتل کرے گا جسے خدا توبہ کی توفیق نہ دے گا اور ایسے وقت گرفتار اجل ہو گا جبکہ شراب پیے ہوئے اور بدمست ہو گا سب سے زیادہ بری حالت میں یعنی جبکہ اس کے پیٹ میں شراب بھری ہوئی ہو گی مرے گا۔ [illegible]

کہ ہیں آپ سے یہ خبر سنکر رونے لگا۔ امیر المومنین نے فرمایا رونے سے کیا فائدہ یہ تو شدنی امر اور ظہور میں آنے والا واقعہ ہے ؎ بے حکم او نیفتد برگے زہیچ شاخ * از جرم خاک تا بمحلے کہ مشتریست * یعنے زمین کی خاک سے لیکر مشتری کے مقام آسمان تک ایک تنکا بھی حکم الٰہی بغیر شاخ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا لَا مَرَدَّ لِقَضَائِہٖ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ۔ الغرض امیر المومنین علی علیہ السلام اور لشکر نے صحرائے کربلا سے کوچ کیا اور چلتے چلتے مدائن کے ساباط تک پہنچے گروہ آتے اور حاجتیں طلب کرتے تھے جناب امیر بھی ان پر لطف و کرم فرماتے تھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر اس مقام پر پہنچے اور قیام کیا جہاں کسریٰ کے محل اور دیوان خانے ہوئے تھے ایک لشکر کا ایک جوان حریر بن سہم بن طریف تمیمی ان مکانات کی سیر کو نکلا ان عالیشان اور مستحکم تعمیرات وسیع باغات حوضوں نہروں اور دلکش سیرگاہوں کو دیکھ کر از راہ عبرت بطور مثل یہ شعر پڑھا جَرَتِ الرِّیَاحُ عَلٰی مَکَانِ دِیَارِھِمْ * فَکَاَنَّمَا کَانُوْا عَلٰی مِیْعَادٖ حضرت علی نے اس کی آواز سنی اور فرمایا ان در و دیوار و اشجار و انہار کے نظارہ کے وقت اگر اس شعر کی بجائے قرآن شریف کی یہ آیہ مبارکہ پڑھتا تو نہایت موزوں ہوتا۔ کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ وَّنَعْمَةٍ کَانُوْا فِیْهَا فٰکِهِیْنَ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ كَانُوْا وَارِثِیْنَ فَاَصْبَحُوْا مَوْرُوْثِیْنَ ۰ کسرٰے اور اس کے عزیز و اقارب اور خدم و حشم وہ لوگ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی نعمتیں اور قسم قسم کے سامان خاص کرامت فرمائے تھے۔ مہروں اور عطیات عظیمہ سے دوسروں سے ممتاز کیا تھا انہوں نے ان بخششوں کی قدر نہ جانی شکر گذاری سے منہ موڑا اللہ تعالیٰ نے بھی ان سے وہ نعمتیں کم کر دیں یہاں تک کہ بڑے بڑے املاک اور سامانوں کے وارث بیٹے کے بعد نیست و نابود ہو گئے اور وہ محل و مکانات اور جائدادیں دوسروں کے لئے چھوڑ گئے یاد رکھنا چاہیئے کہ شکر کرنے سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے ناشکری اور گنہگاری انسان کو مبتلائے عذاب و ہلاکت کرتی ہے امیر المومنین نے یہ کہکر حکم دیا کہ سفر کریں پھر منزل انبار میں قیام کیا باشندگان انبار نے نہایت عمدہ طور سے استقبال کیا اور نذرانہ کے زر نقد اور سامان رسد لائے اور معقول سامان پیش کیا آپ نے پوچھا کہ یہ اسباب اور سامان طعام کس لئے لائے ہو انہوں نے کہا ہمارا معمول ہے کہ امیروں اور بزرگوں کی خدمت میں اسی قسم کی چیزیں پیش کرتے اور طعام اور تحائف نذر میں دیتے ہیں اسی سبب سے حضور کے پاس لیکر آئے ہیں آپ نے فرمایا میں اس شرط سے اس اسباب کو قبول کرتا ہوں کہ اسکی قیمت تمہارے محصول سے وضع کر دوں اور اس کھانے کی قیمت نقد دے دوں۔ انہوں نے کہا کھانے کی قیمت لینا ہمارے لئے سبکی کی بات ہے اگر آپ مہمانی کے طور پر قبول نہیں فرماتے تو آپ کے لشکر میں ہمارے بہت سے دوست ہیں اجازت ملجائے کہ ان کے پاس بھیجا دیں۔ حضرت نے فرمایا اس امر کی اجازت ہے کہ کھانا بھیجکر اپنے دوستوں کی خاطر تواضع کرو میں اس بات سے منع نہیں کرتا لیکن میرا کوئی خدمتگار تم سے کچھ شے تھوڑی یا بہت طلب کرے تو مجھے ضرور اطلاع کر دینا۔ ثقہ لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت علی نے انبار میں دو روز قیام کیا تیسرے دن روانہ ہوئے اثنا راہ میں صحرائے بے آب واقع ہوا لشکر نے پانی ساتھ نہ لیا تھا پیاس سے بیتاب ہو گئے۔ دور سے ایک صومعہ یعنے آتش پرستوں کا عبادت گاہ نظر آیا حضرت گھوڑا بڑھا کر وہاں پہنچے ایک راہب صومعہ میں رہتا تھا آواز دیکر اسے بلایا اس نے بالائے بام سے سر نکالکر جواب دیا آپ نے پوچھا یہاں پانی کس جگہ ملے گا ہمارا لشکر پیاسا ہے۔ اسنے کہا میرے واسطے بھی دو فرسنگ فاصلے سے پانی آتا ہے اس جگہ سے قریب تر پانی کی اور کوئی جگہ مجھے معلوم نہیں حضرت امیر المومنین نے پھر اس سے کچھ نہ کہا گھوڑا بڑھا کر کچھ دور گئے اور ایک جگہ پر ٹھہر کر کچھ سوچا اور گھوڑے کو اس زمین کے گرد ادھر ادھر پھیر کر فرمایا اس جگہ کو کھودو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پانی بہت نزدیک موجود ہے لوگوں نے تھوڑا ہی سا کھودا تھا کہ ایک گول پتھر چکی کے پاٹ جیسا برآمد ہوا وہ ایسا صاف اور ستھرا تھا گویا سودے سے مصلح کیا ہوا ہے حضرت نے حکم دیا کہ اس پتھر کو اٹھاؤ ایک سو جوانوں نے کوشش کی مگر نہ ہلا آپ یہ حال جانچ کر گھوڑے سے اترے اور پتھر کے قریب کھڑے ہو کر ہونٹوں کو جنبش دی اور کچھ پڑھا کہ دوسرا شخص نہ سن سکا اس کے بعد دست مبارک سے اس پتھر کا سرا پکڑا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر ایک طرف پھینک دیا اس پتھر کے نیچے سے ایسا عمدہ صاف شیریں اور خوشگوار پانی نکلا کہ پہلے کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ لوگوں نے آواز تکبیر بلند کی اور اس چشمہ میں سے پانی پیا گھوڑوں اور چوپایوں کو پلایا

کوچ کیا پایا امیر المومنین نے حکم دیا کہ مشکیں بھر لو اور یہاں سے پانی ہمراہ لے لو۔ شاید آگے بھی پانی موجود ہو اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے ناموں میں سے کوئی نام لیا اور دونوں ہاتھوں سے اُس پتھر کو اٹھا کر چشمہ پر رکھدیا اور فرمایا کہ اس پر مٹی ڈال کر جیسا تھا ویسا ہی ہموار کردو بعدہ سوار ہوکر چلے اور منزل پر پہنچکر پانی خراب اور قلیل پایا حکم دیا کہ کچھ لوگ واپس جاکر اُسی چشمہ کا پانی لائیں کچھ سوار گئے اور اُس صومعہ کے پاس اس چشمہ کو بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ پایا راہب کے پاس پہنچے اور پوچھا صومعہ کے قریب والا چشمہ جہاں سے امیر المومنین نے پانی نکالا اور تمام لشکر نے پیا تھا کہاں ہے راہب نے کہا میں نہیں جانتا مگر اسقدر سنا ہوا ہے کہ اس صومعہ کے قریب عمدہ پانی کا ایک چشمہ ہے جسے چشمہ جو لکتے ہیں اور اُس چشمہ کے پانی سے اس صومعہ کو تعمیر کیا ہے لیکن میں اسقدر عرصہ سے یہاں رہتا ہوں کبھی اس چشمہ کو نہیں دیکھا۔ ہاں یہ بھی سنا ہے کہ اس چشمہ کا پانی ستر پیغمبروں اور اُن کے اوصیاء نے پیا ہے اور پیغمبر یا اُس کے وصی کے سوا اور کوئی شخص اُس چشمہ کا پانی نہیں نکال سکتا اُن لوگوں نے اس چشمہ کو ہرچند تلاش کیا نہ پایا واپس آکر جناب امیر کی خدمت میں راہب کا قول عرض کیا آپ نے یہ حال سنکر کچھ نہ فرمایا پھر اُس منزل سے بھی کوچ کیا اور مقام ہیت میں اُترے اور وہاں سے چلکر اس منزل پر جسے اقطار کہتے ہیں قیام فرمایا یہ بہت اچھی جگہ تھی۔ آپ کے حکم سے یہاں ایک مسجد بنائی گئی۔ جو عرصہ دراز تک قائم رہی کہتے ہیں کہ اب تک بھی اُسکے آثار موجود ہیں اسکے بعد دریائے فرات سے گذر کر علاقہ درش میں بلاد جزیرہ تک سفر کیا وہاں سے بسمت رقہ رُخ کیا اور موضع بلیخ پر پہنچے یہاں ایک بڑا دریا تھا امیر المومنین نے اس دریا کے کنارے پر قیام فرمایا۔ قریب ہی ایک صومعہ تھا جس میں ایک راہب رہتا تھا یہ دیکھکر کہ امیر المومنین نے وہاں قیام فرمایا ہے حضرت اقدس میں حاضر ہوا وہ عیسائی مذہب رکھتا تھا اب امیر المومنین کے ہاتھ سے مسلمان ہوا آپ نے اسپر بڑی مہربانی فرمائی اُس نے کہا میرے پاس ایک کتاب ہے جسے حضرت عیسے کے ہاتھ کی لکھی ہوئی بتاتے ہیں اگر حکم ہو تو حاضر کروں آپ نے فرمایا لاؤ میں دیکھونگا وہ جاکر ایک کتاب اٹھا لایا بہت ہی پرانی تھی قریب تھا کہ ناقابل قرئت ہو جاتی امیر المومنین نے اس کتاب کو لیکر بوسہ دیا اور بغور ملاحظہ فرمایا پھر اُسی راہب کو دیکر کہا پڑھو اسمیں کیا لکھا ہے راہب نے کسقدر پڑھا لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ تعالےٰ نے جو کرنا تھا کیا اور جو کچھ حکم دینا تھا دیا اور جو کچھ واقعات ظہور میں لانے تھے لایا مگر تمام امور میں سے ایک یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک امی پیغمبر دنیا میں بھیجیگا کہ وہ دنیا کے لوگوں کو کتاب خدا اور نیکی کی تعلیم کریگا اور سب کو راہ راست دکھائے گا وہ پیغمبر نہایت حلیم اور رحیم ہوگا بدخو اور سخت دل نہوگا نہ فریاد کرے گا نہ بلند آواز سے بولیگا بدی کا بدلہ بدی سے نہ لیگا بلکہ معاف فرمائیگا اور اہل خطا سے درگذر کریگا۔ اُس کی اُمت کے لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہونگے اور ہر وقت اور ہر حالت میں خدا کو یاد کرتے اور زبان پر اس کے نام کی تسبیح جاری رکھتے ہونگے اور خدائے جل جلالہ کی نعمتوں کے بڑھکر شکر گذار ہونگے جو شخص اس پیغمبر سے دشمنی اور عداوت رکھیگا وہ ذلیل و خوار ہوگا اور اللہ تعالے نے تمام دشمنوں پر مظفر و منصور فرمائیگا اس پیغمبر کی وفات پانے اور جوار رحمت الٰہی میں جا پہنچنے کے بعد امت میں اختلاف واقع ہوگا چند سال انہی لوگوں میں خلافت رہے گی پھر ایک مرد اسی امت میں سے ایک دفعہ اس دریا کو عبور کرے گا جسکی عادت و خصلت یہ ہوگی کہ نیک کاموں کی ہدایت اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہوگا خلقت کو حق کی طرف رجوع کرے گا رشوت نہ لے گا دنیاوی مال و دولت کو حقیر جانے گا وہ دنیا کو اُس سے بھی زیادہ خوشی کے ساتھ ترک کرے گا جیسا کوئی پیاسا شربت کو خوش ہوکر پیتا ہے وہ خدا تعالے سے ڈرنے والا اور ظاہر و باطن میں اوامر و نواہی الٰہی پر عمل در آمد رکھنے والا ہوگا لوگوں کو برائیاں کرنا سے حق راستہ سے باز رکھیگا جو شخص اس پیغمبر کو دیکھے ایمان لے آئے کیونکہ جو شخص اس پر ایمان لے آئیگا اس سے خدا راضی ہوگا اور بہشت کرامت کرے گا اور جو شخص اس کی امت میں سے اس شخص سے ملے جو اس دریا کو عبور کرے گا تو لازم ہے کہ اس کی مدد کرے کیونکہ وہ وصی پیغمبر ہوگا اور جو شخص اُسکے ہمراہ ہوکر دشمنوں سے جنگ کرے گا اور مارا جائیگا وہ شہید ہوگا۔ اُس کے بعد راہب نے عرض کی میں آپ کے ہمراہ رہونگا اب کبھی جدا نہ ہونگا ظاہر و باطن سختی و شدت میں آپ کا ساتھ دونگا مصرع ۔ از تو نشوم جدا اگر بکشندم ۔ میں آپ سے جدا نہ ہونگا چاہے مجھے ہلاک کر ڈالیں امیر المومنین نے راہب کی یہ باتیں سنکر اور اپنے ہمراہی کی تمنا دیکھکر کہا الحمد للہ جل شانہ کا شکر ہے کہ اُس نے میرے نام کو پہلے لوگوں کی کتابوں میں شامل فرمایا

قصہ راہب و دیدن کتاب حضرت عیسیٰ و ذکر نام امیر المومنین علیؑ

مجھے برگزیدہ اور نیک لوگوں میں شمار کیا ہے اُس کے بعد آپ وہاں سے بھی کوچ کیا وہ راہب بھی ہمراہ ہولیا کسی وقت آپ سے علیٰحدہ نہ ہوتا تھا کھانا بھی آپ ہی کے ساتھ کھاتا یہاں تک کہ صفین کے مقام پر پہنچے اور وہ وہاں شہید ہوگیا۔ امیر المومنین کے حکم سے اُسے شہیدوں میں سے تلاش کر کے نکالا۔ اس پر نماز پڑھکر دفن کیا اور حضرت علی نے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اُس کی بخشش کی دعا مانگی اور کہا یہ ہمارا دوست ہے۔ غرض چلتے چلتے مقام رقہ پر پہنچے یہاں کے باشندے عثمان کے دوستدار اور معاویہ کے خیر خواہ تھے امیر المومنین علی علیہ السلام کو اپنی طرف تشریف لاتے دیکھکر قلعہ بند ہو بیٹھے آپ نے دریائے فرات پر لشکر اُتارا اور چھاونی ڈالدی۔

پھر معاویہ کو اس مضمون کا خط لکھا۔ عبداللہ علی امیر المومنین کیطرف سے معاویہ بن ابی سفیان کو واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو قرآن شریف پر ایمان لائے ہیں کلام الٰہی کی تفسیر اور تاویل سے آگاہ ہوئے ہیں علم فقہ سیکھا۔ سنت اور فرض شرعی امور سے واقفیت حاصل کی ہے اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی فضیلت کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے اور اُن کے حالات بیان فرمائے ہیں تم اُسوقت میں مصطفےٰ صلعم کے دشمن تھے قرآن پر ایمان نہ لاتے تھے مسلمانوں کے دشمن تھے اللہ تعالےٰ نے جناب مصطفےٰ کو مظفر و منصور کیا مسلمان دلی رغبت سے ایمان لائے اور دین اسلام میں بڑے درجے حاصل کئے جس شخص میں عقل موجود ہے وہ واجب سمجھیگا کہ حضرت مصطفےٰ کے حقوق کو پہچانے اور قدر کرے اور اپنی حد سے آگے قدم نہ نکالے اے معاویہ تو جانتا ہے کہ خلافت کے لئے تمام اشخاص میں سے وہی آدمی بہتر اور لائق تر ہے جو جناب مصطفےٰ کا زیادہ قریبی اور رشتہ دار ہو کتاب الٰہی کو زیادہ اچھی طرح سمجھتا ہو دینی شریعت اور اسلامی طریقوں سے واقف تر ہو اور سب سے بیشتر مسلمان ہوا ہو۔ خدا کے راستہ میں سب سے زیادہ جہاد کئے ہوں اے معاویہ جس خدا کی طرف سب لوگوں کو پلٹ کر جانا ہے اُس سے ڈر حق امر کو باطل سے نہ ڈھک۔ اور یاد رکھ کہ وہی خدا کے بندے سب سے بہتر ہیں جو حق و باطل میں امتیاز رکھتے ہیں میں علی ابن ابی طالب تمہیں کتاب الٰہی اور سنت رسالت پناہی کیطرف بلاتا ہوں اگر میرا کہنا سنوگے راہ راست پر آؤگے اور دونوں جہان کی سعادت پاؤگے اور اگر میری بات نہ مانوگے جہالت و گمراہی میں پڑکر ہلاک ہو جاؤگے والسلام علی من اتبع الھدیٰ معاویہ نے جواب میں لکھا۔ واضح ہو کہ حسد کے دس حصے کئے گئے ہیں ان میں سے نو حصے تجھ میں شامل ہیں۔ اور ایک حصہ تمام جہان کے لوگوں میں کیونکہ مصطفےٰ کے بعد جو شخص خلیفہ مقرر ہوا اور جسکی امامت پر تمام مہاجر و انصار نے اتفاق کر لیا تو نے اس پر بھی حسد کیا اور اپنی فضیلت و برتری ظاہر کرنی چاہی ہم تیرے قول و فعل اور جملہ حرکات و سکنات سے حسد کے آثار ملاحظہ کرتے ہیں اور تو حرص کی نگاہوں سے دیکھتا رہا ہے جسوقت خلیفہ کی بیعت کرنی چاہئے تھی تجھے اسیطرح بیعت کے لئے کھینچ کر لائے ہیں جسطرح بھاگے ہوئے اونٹ کی مہار پکڑ کر کھینچے لاتے ہیں اور وہ بعالم مجبوری آتا ہے تو نے کبھی خوشی سے بیعت نہیں کی خیر یہ تو اور بات تھی مگر عثمان کے حق میں جو تو نے ارادہ کیا تھا وہ تجھے نہ بھولا ہوگا اور اسکی زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں اُسی خدا کی قسم جسکے سوا دوسرا خدا نہیں کہ ہم خون عثمان کا بدلہ لینگے اور اُسکے قاتلوں کو خشکی یا سمندر ہی میں کسیجگہ کیوں نہ ہوں گرفتار کر کے ہلاک کرینگے ہم اس امر میں سعی کرینگے اور اپنی جانوں کے جاتے رہنے سے بھی کچھ اندیشہ نہ کرینگے امیر المومنین نے جواب میں لکھا تیرا خط پہنچا پڑھا مضمون معلوم ہوا۔ حسد کی نسبت جو کچھ لکھا ہے محض مجھپر تہمت لگائی ہے۔ معاذ اللہ میں نے دنیا میں کسی سے حسد نہیں کیا ہے متہم کردہ مرا بحسد ۞ از چو من کاملے حسد ناید ۞ تا جمال جلال من بیند دیدہ تیز بین ہمے باید ۞ یعنے تو نے مجھے حسد سے متہم کیا ہے مجھ جیسے کامل شخص کو حسد نہیں ہو سکتا میرے جلال اور جمال دیکھنے کے لئے تیز نظر آنکھ چاہئیے اور تیری آنکھیں اس قابل نہیں۔ خلفاء سے بیعت کرنے میں جو میں نے تاخیر کی اسکا سبب یہ تھا کہ جناب مصطفےٰ کی وفات کے بعد جبکہ مہاجر و انصار میں مخالفت پیدا ہوئی اور ہر ایک گروہ نے چاہا کہ خلیفہ ہم میں سے ہو اور قریش نے کہا کہ حضرت ہم میں سے تھے خلیفہ بھی ہم میں سے ہونا چاہئیے تو سب نے اس بات کو تسلیم کر لیا تھا پس ہم اہلبیت رسالت خلافت کے لئے سب سے زیادہ مستحق و سزاوار ہوئے عثمان کا معاملہ یہ ہے جو کچھ اُس کی ذات سے وقوع میں آیا اور جو جو امور کتاب الٰہی اور سنت نبوی کے خلاف اُس سے سرزد ہوئے تو خود اُن سے آگاہ ہے اور یہ بھی جانتا ہی ہے کہ اس کے قتل میں میرا کچھ دخل نہ تھا اور رہا عثمان کے قاتلوں کا تذکرہ جیسا تو لکھتا ہے کہ میں اُن کے پکڑنے میں کوشش کرونگا وہ خود تیری ہی مجلس میں لگے ہوئے ہیں اگر تو اس مخالفت اور دشمنی سے باز نہ آئیگا اور اسی

نامہ امیر المومنین علی بجانب معاویہ

جواب معاویہ بنام امیر المومنین [illegible]

جواب نامہ معاویہ از امیر المومنین علی

طرح گمراہی اور جہالت میں مبتلا رہے گا تو عنقریب تو انہیں اسطرح دیکھے گا جیسا دیکھنے کا حق ہے۔ جس وقت لوگوں نے ابوبکر کی خلافت پر بیعت کی تھی۔
تیرا باپ ابوسفیان میرے پاس آیا تھا اور کہنے لگا کہ تم ابوقحافہ کے لڑکے کی نسبت امر خلافت کے زیادہ حقدار و سزاوار ہو میں تمہارا اس میں مددگار رہونگا اور جو شخص
تمہارا طرفدار ہو کر کچھ بولے گا یا مخالفت ظاہر کرے گا میں اسے سامنے سے ہٹا دونگا اسطرح سے ابوقحافہ کا بیٹا ہٹ جائیگا اور خلافت تمہیں دلوا دونگا میں نے منظور
نہ کیا اور حسب امر مسلمانوں سے اتفاق کر لیا تھا میں نہ چاہا کہ وہ طول پکڑے اور امت مصطفے صلعم میں جنگ و جدال واقع ہو۔ تیرا باپ اس بات کو دل و جان سے کہتا تھا
اگر تو بھی اپنے باپ کی طرح میرا حق پہچانے گا تو سعادت ابدی اصلاح حاصل کرے گا۔ اور اگر انکار و مخالفت اختیار کرے گا تو میں بھی آیا اور تیرا جواب دونگا
والسلام۔ معاویہ نے لکھا۔ اللہ تعالٰے نے خلقت میں سے مصطفے کو چن لیا اپنے احکام کا امین قرار دیا اور خلقت کی ہدایت کے واسطے بھیجا مہاجر و انصار اور
دوست اور دیگر کرامت کئے سب آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور دل و جان سے اُن کے احکام کو بجا لاتے تھے ہر شخص ایک مرتبہ اور حرمت رکھتا تھا صحابہ میں سب سے
سب سے زیادہ فاضل سب سے سوا نصیحت کرنیوالے اور عالم ہر ایک سے زیادہ صاحب علم اور بزرگوار تر تمام امت کے اتفاق و اجماع کے موجب ابوبکر صدیق تھے اسلئے
پیغمبر کے بعد خلیفہ ہے اُن کے بعد عمر خطاب اور اُن کے بعد عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین۔ تو ہمیشہ ابوبکر و عمر کا مخالف رہا اُن کو دشمن سمجھتا تھا یہانتک کہ وہ دونوں عادات
حمیدہ اور خصلت تسلیم و رضا پر رہکر دنیا سے گذر گئے اُن کے بعد تو نے عثمان کی دشمنی اختیار کی حالانکہ عثمان تیرا داماد تھا تو نے قطع رحم کیا اُسکے حق اور حرمت اور رشتہ
داری کا ذرا لحاظ نہ کیا اُس کی خوبیوں اور بزرگیوں کو عیوب اور برائیوں کے پردہ میں لوگوں کے سامنے بیان کیا ہر طرف سے سوار و پیدل بلائے اور رسول خدا کے
حرم میں جو کچھ کرنا تھا کیا پھر خود گھر میں ہو بیٹھا اور کچھ نہ بولا یہانتک کہ تیرے ہی محلے میں اُسے قتل کر دیا تو اُس کی اور اس کی عورتوں اور بچوں کی فریادیں اور رونے
پیٹنے کی آوازیں سنتا رہا اور ذرا مدد نہ کی میں خدائے پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تو اُس کی مدد کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا اور مفسد لوگوں کو للکار دیتا اور انہیں سمجھاتا
تو وہ تیرے کہنے سے پھرتے اور تیرے حکم کو نہ ٹالتے اس فساد سے ٹلجاتے۔ مگر تجھے تو وہ فساد اچھا معلوم ہوتا تھا اور چاہتا تھا کہ اسے مار ڈالیں اور اس بات کا
ثبوت یہ ہے کہ آج اُس کے قاتلوں کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔ انکو عزیز اور مکرم کیا ہوا ہے اور اُن سے امداد و قوت چاہتا ہے۔ پھر اُن سے بیزاری کا اظہار
کیا ہے۔ اگر تو سچ کہتا ہے تو عثمان کے قاتلوں کو علیحدہ کر دے اور انہیں میرے پاس بھیجدے کہ میں انہیں عثمان کے قصاص میں قتل کردوں اگر تو اس سب
کارروائی کو اختیار کرے اور اُن لوگوں کو میرے پاس بھیجدے تو میں سب سے پہلے تیرے پاس آ کر تیری خلافت کو منظور کر لونگا ورنہ تو اسی طرح عثمان کے تمام قاتلوں
کو اپنے گرد عزت و آبرو سے رکھیگا اور اس مخالفت پر مُصر رہیگا تو میرے پاس تیرے اور تیرے دوستوں کے واسطے تلوار کے سوا اور کوئی شے موجود نہیں والسلام حضرت
امیرالمومنین علیہ السلام نے جواب دیا کہ تیرا خط آیا جو کچھ خدا کیطرف سے امت کی درستی دین کی تقویت اور رسالت و نبوت کے واسطے محمد مصطفے کے برگزیدہ اور پیغمبر
ہونے کا حال لکھا ہے اور اُن نعمتوں کا بھی ذکر کیا ہے جو اور پیغمبروں کی نسبت آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا ہوئی ہیں سب کچھ معلوم ہوا بہت ہی خوب لکھا ہے
شکر خدا کہ ایسا ہی ہوا ہے اور اللہ تعالٰے نے اُن کو برگزیدہ اور وحی کے متواتر بھیجنے سے عزیز اور مشرف فرمایا اور جو کچھ وعدے کئے تھے انہیں پورا کر دیا ہے تمام دشمنوں
پر فتحیاب کیا آپ کا نام مشرق سے مغرب تک تمام ممالک میں پھیلا دیا آپ کے ساتھ کسی غیر نے وہ عداوت و مخالفت اختیار نہیں کی جسقدر آپ کے عزیزوں رشتہ
داروں مقربوں اور دلیلوں نے کی انجام کار یکے سب رضا و رغبت سے یا مجبور و بے بس ہو کر فرمانبردار اور مطیع ارشاد ہو گئے اور سمجھ گئے آپ ہی کے احکام و
متابعت کی پیروی موجب بہبودی ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہی باتیں تو مجھے لکھتا ہے اور جن نعمتوں کو اللہ تعالٰے نے ہمارے واسطے مخصوص کیا ہے انہیں
ہمارے مقابلہ پر بیان کرتا ہے تیری یہی مثل ہے جیسا کوئی شخص خرما بصرہ میں اور زیرہ کرمان میں بھیجے تو مجھ سے ان باتوں کا ذکر کیوں کرتا ہے اور اس تذکرہ
سے کیا مطلب ہے کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں ان باتوں کو بھولا ہوا ہوں خدائے جل شانہ کی نعمتیں جو جناب مصطفے کی شان عالی اور جلال کامل کے ساتھ
متواتر ہم پر نازل ہوتی رہی ہیں کیا تو اُن سے ناواقف ہے اے معاویہ تو بڑا بے حیا آدمی ہے۔ سبحان اللہ علی ابوطالب سے یہ کہتا ہے کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ

جواب معاویہ بنام امیرالمومنین علی ع

جواب نامہ معاویہ از امیرالمومنین علی ع

بڑے پیمبر تھے یہ امر تو میری اور تیری سعی اور کوششوں سے بہت زیادہ ہے جیسا کہ تجھ پر ظاہر ہے۔ تیرا یہ لکھنا کہ جناب مصطفےٰ کے اصحاب میں سے ابابکر صدیق سب سے زیادہ خاص تھے اور اُن کے بعد فاروق مجھے اپنی جان اور سر کی قسم کہ اسلام میں اُن کا مرتبہ بہت بڑا تھا اُن کی وفات سے میرے دل کو اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو سخت رنج ہوا تھا۔ اللہ تعالےٰ اُن پر رحمت نازل کرے اور اسلام کی خدمت گذاری میں جو جو کام کئے اور جو رسمیں مٹائیں اُنکی جزائے خیر عطا فرمائے تو نے جو یہ لکھا ہے کہ عثمان اُن میں سے بہتر اور افضل ہے اور اُن کے عملہائے نیک اور مدارج عالیہ کی طویل فہرست درج کی ہے تجھے ان باتوں سے کیا علاقہ اگر وہ نیک تھے تجھے کیا فائدہ پہنچتا ہے اور اگر وہ بُرے تھے تو تیرا کیا نقصان۔ صدیق سے تیرا کوئی تعلق نہیں ہے نہ اُس سے کوئی رشتہ داری یا تقرب حاصل ہے وہ صدیق تھا تو ہم میں سے تھا اور ہم سے علاقہ رکھتا تھا۔ تجھے اُس سے کیا نسبت تو کیوں اُنکا حیلہ پکڑتا ہے۔ فاروق تھا تو وہ بھی ہم میں سے تھا حق اور باطل کو جدا رکھتا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں امتیاز کرتا تھا تو جو اُنکی نسبت ایسا کچھ کہتا اور تعریف کرتا ہے اُنکو اس سے کیا فائدہ یا نقصان پہنچتا ہے جیسا کچھ تھا ہم سے علاقہ رکھتا تھا۔ اور عثمان اگر نیک تھا اُسکی جزا پائیگا اور اگر بُرا تھا ایسے اعمال کی سزا بھگتیگا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ یعنی نیک آدمی بہشت میں ہونگے اور بدکار دوزخ میں اے پسر ہند مجھے بتا کہ تو نے کیا کام کیا ہے اور اُن لوگوں کے ذکر سے تیرا کیا مدعا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ طلقا پسر طلقا اور احزاب پسر احزاب کو مہاجر و انصار کے اعمال و اقوال کی اصلاح سے کچھ علاقہ نہیں جا اپنا کام کر اور اپنی حد سے باہر ہو اپنی چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلا الحمد للہ کہ حضرت محمد مصطفےٰ کو تمام نبیوں سے افضل اور برتر کیا ہے اور ہمیں تمام مہاجر و انصار پر فوقیت اور فضیلت کرامت کی ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کو جس نے خدا تعالےٰ کے راستہ میں شہادت کا شرف حاصل کیا بڑا مرتبہ اور حرمت ملی ہے میرے چچا حمزہ کو جو شہید ہو گئے ہیں سید الشہدا کہتے ہیں اور جناب مصطفےٰ نے انکو ستر تکبیروں سے مخصوص فرمایا اور خاص اپنے دست مبارک سے مدفون کیا ہے میرے بھائی جعفر کو جس کے دونو ہاتھ خدا کے راستہ میں کٹے گئے ہیں الطیار فی الجنہ لقب ملا ہے۔ ہمارے مسلمانوں نے اسلام میں تمہارے مسلمانوں پر فضیلت پائی ہے اور ہمارے کافروں نے کفر میں تمہارے کافروں پر ترجیح کیا تو نے نہیں سُنا کہ میرے چچا عباس بن عبدالمطلب نے کیا کہا ہے ؎ ابا طالب لا تقبل النصف منہم + وان انصفوا حتی نعق و نظلما + ابی قومنا ان ینصفونا فانصفت + قواضب فی ایماننا تقطر الدما + ترکناہم لا یستحلون بعدہا + لذی حرمۃ من سائر الناس محرما اگر اللہ تعالےٰ مومنوں کو اپنی تعریف سے منع نہ فرماتا تو میں اپنے خاندان کے کچھ فضائل اور مناقب بیان کرتا جنہیں سنکر ہر ایک مسلمان مقر ہوتا اور کوئی مومن اُن سے انکار نہ کر سکتا اور اگر تو میرے مدارج حمیدہ اور مشہور عام نیکیوں اور مطہرہ خوبیوں کو بھول گیا ہے یا تجھ سے پوشیدہ رہ گئی ہیں اور اب چاہتا ہے کہ میں اُن میں سے کچھ تحریر کروں اور تجھے یاد دلاؤں تو کسی قدر لکھے دیتا ہوں اے ہندہ کے بیٹے اس فعل سے باز آ اور مجھے مجبور نہ کر کہ اظہار کروں جن لوگوں نے تجھ پر از روئے شرف بلندی اور سبقت حاصل کی ہے اُن سے برابری نہ کر اور آگاہ ہو کہ ہم خدا تعالےٰ کے صنائع اور بدائع ہیں اور تمام لوگ ہمارے صنائع ہیں۔ ہمارا حلم بھی اس درجہ کا ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ شفقت خاص رکھتے اور اُن سے ملتے جلتے ہیں مشکوٰۃ نبوت ہم میں سے ہے اور شجر ملعونہ تم میں سے ہاشم بن عبد مناف ہم میں سے اور امیہ جو سگ اخلاف ہے تم میں سے شیبتہ الحمد عبدالمطلب ہم میں سے اور کذاب مکذب تم میں سے اسد اللہ ہم میں سے اور رسول خدا صلعم کا نکالا ہوا تم میں سے طیار فی الجنہ ہم میں سے اور کتاب الٰہی اور سنت رسول کا دشمن تم میں سے سیدۃ النساء العالمین ہم میں سے اور حمالۃ الحطب تم میں سے اور خود مجھے جناب مصطفےٰ صلعم کی دامادی کا شرف کافی ہے قاتلان عثمان کے بارے میں جو لکھا تھا اور درخواست کی تھی کہ انہیں تیرے حوالہ کر دوں سو خون عثمان کی باز خواست تیرا حق نہیں ہے جو تو انہیں مجھ سے مانگتا ہے اگر عثمان کی اولاد اور رشتہ دار اپنے باپ کے قاتلوں کو طلب کریں تو جائز ہے تجھے اس امر سے کیا واسطہ اور کیوں مجھ سے قاتلان عثمان کو طلب کرتا ہے اگر بایں وجہ دعوےٰ کرتا ہے کہ تو عثمان کے بیٹوں سے زیادہ صاحب قدرت ہے تو جس امر کو مہاجر و انصار نے منظور کر لیا اور اتفاق کے ساتھ ہم زبان ہو گئے ہیں تو بھی اس میں شریک ہو پھر قاتلان عثمان کو

میرے سامنے لاکر موجب فرمان الٰہی اس کی نسبت حکم صادر کرے تو نے یہ کہا کہ میرے پاس تیرے اور تیرے دوستوں کے واسطے سوائے شمشیر کے کوئی اور چیز موجود نہیں مجھے ہنسی آتی ہے اے جگر کھانے والی کے پوت تو نے کس سے سنا اور کہاں دیکھا کہ عبدالمطلب کے بیٹے تلوار سے ڈرتے ہیں یا جنگ میں کبھی دشمن کو پیٹھ دکھائی ہے جلدی نہ کر اتنی دیر توقف کر کہ ہم تیرے پاس پہنچ جائیں اور وہ تلواریں جنکے قصے ابھی تک تیرے بھائی اور خالو اور دادا اور تیری ماں کے چچا اور تیرے دوسرے بزرگوں کے خون سے رنگین ہیں تجھ تک پہنچ جائیں اسوقت تجھے دینداروں اور یقین والوں کی جنگ کا حال کھل جائیگا اور اگر تو فتح یاب ہوا تو بھی کچھ حرج کی بات نہیں اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ط بیشک ہم اپنے رب کیطرف پلٹ کر جانے والے ہیں وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ ط اللہ کے نیک بندوں پر سلام۔

جسوقت معاویہ نے اس خط کو پڑھا ہکا بکا رہ گیا بہت ہی مضطرب اور پریشان ہوا بیحد حیران ہو گیا کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس خط کا کیا جواب دے انجام کار یہ شعر لکھ بھیجا ؎ لیس بینی و بین قیس عتاب + غیر طعن الکلی وضرب الرقاب + امیر المومنین علی علیہ السلام نے قرآن شریف کی یہ آیت اسکے حسب حال لکھ بھیجی اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ والسلام اسکے بعد امیر المومنین نے باشندگان رقہ کو بلا کر کہا کہ دریائے فرات پر پل باندھیں کہ یہ لشکر عبور کر جائے انہوں نے جواب دیا کہ ہم سے نہیں بندھ سکتا حضرت نے سمجھ لیا کہ وہ معاویہ کے خیر خواہ ہیں کچھ نہ کہا اور حکم دیا کہ منبج کے پل کیطرف سے ہو کر پل پر سے عبور کر جائیں پھر خود سوار ہو کر اسطرف روانہ ہوئے اور لشکر نے بھی کوچ کیا اشتر نخعی نے رقہ والوں کو بلا کر کہا تم نے امیر المومنین کے ساتھ بہت بڑی جہالت کی اور انہوں سے مواخذہ تک نہ کیا تم سخت بے حیا لوگ ہو تم خدا اور رسول کے گنہگار ہوئے آنحضرت علی نفس رسول ہیں اور تمام مہاجر و انصار اور بڑے بڑے صحابہ کے اتفاق سے وہ تم سب مسلمانوں کے امام برحق اور خلیفہ مطلق ہیں تم نے انکے حکم کو حقیر سمجھ کر نافرمانی کی خدا کی قسم اگر تم نے اس امر میں سستی کی تو میں تلوار کھینچکر تم سب کو ہلاک کر ڈالونگا اور تمہارے مال و اسباب اور عیال کو لوٹ کے حوالہ کر دونگا رقہ کے رہنے والے اس تنبیہ سے ڈر گئے اور آپس میں کہنے لگے اشتر نخعی جو بات منہ سے نکال دیتا ہے اسے کر کے رہتا ہے فوراً حضرت امیر المومنین میں دوڑے گئے اور عرض کی کہ از راہ سعادت واپس تشریف لے چلیں کہ جس امر کا حکم دیا تھا ہم اسے بجا لائیں اور عمدہ پل باندھ دیں آپ واپس چلے آئے۔ اور رقہ والوں نے فرات پر ایک مضبوط پل باندھ دیا امیر المومنین ایک ہزار سواروں کے ہمراہ پل کے سرے پر کھڑے ہو گئے جب تمام لشکر پل سے گذر گیا تو خود بھی مع رکاب سمیت عبور کر کے لشکر میں جا ملے معاویہ نے یہ خبر سنکر کہ حضرت علی دریائے فرات سے عبور کر آئے ہیں منادی کرائی کہ تمام سرداران لشکر جمع ہوں۔ سب آ گئے ان سے کہا تم جانتے ہو کہ تم سے کون شخص جنگ کرنے کے لئے آرہا ہے وہ کالا شیر اور بے نظیر یکتا بہادر علی بن ابی طالب ہے جو عراق کے بہادروں اور حجاز کے سواروں اور کوفہ کے شجاعوں اور بزرگان مہاجر و انصار ہمراہ لئے تمہاری طرف بڑھا آرہا ہے۔ جس شخص میں ذرا بھی توانائی اور دلیری دیکھ پائی ہے اسی کو ساتھ لے لیا ہے اور ان علاقوں کے رندوں اور بدمعاشوں کے گروہ بھی تمام کی لوٹ و غارت کی طمع سے اسکے ہمراہ ہو گئے ہیں وہ دین کی مضبوطی آبرو کی حفاظت مال و عیال کی نگہداشت کے لئے بڑی احتیاط اور ہوشیاری اور عزم صادق کے ساتھ تم سے جنگ کرینگے اگر تم سمجھتے ہو کہ ہم اس لڑائی میں ثابت قدمی اور استقلال سے کام لینگے تو ابھی تک موقع حاصل ہے مروان نے اٹھکر کہا اے معاویہ خدا میں نے جنگ جمل کے دن اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر اسقدر کوشش کی تھی کہ مارا جاؤں یا فتح پاؤں اور اس رنج والم سے رہائی پاؤں مگر حکم خدا۔ بھاگنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا اب کوئی عذر باقی نہیں رہا مجھے نظر آتا ہے کہ میری موت آ گئی ہے خدا کی قسم اگر علی کو دیکھ پاؤنگا تو ان سے جا الجھونگا کہ مارا جاؤں اور اس کشمکش سے آزاد ہو جاؤں پھر ذوالکلاع حمیری نے کھڑے ہو کر کہا اے معاویہ میں نے اپنی قوم سے تیرے ارادہ کا حال کہ علی بن ابی طالب سے جنگ کرنا چاہتا ہے بیان کیا تھا اور انہیں اس جنگ میں شریک ہونے کی ترغیب دلائی تھی سب نے ساتھ دینا دل سے منظور کر لیا اب فقط تجھ سے کام رہا ہے جو حکم دے گا بجا لائینگے اور تیری رضامندی کے لئے خوب ہی سعی کرینگے والسلام۔ پھر حوشب ذوالظلیم اٹھکر بولا ہم تیرے واسطے لڑنے نہیں تیرے سبب غصہ ہوتے ہیں بلکہ محض اس مظلوم خلیفہ کے سبب سے جسے ناحق مار ڈالا اور ایسا بڑا ظلم و ستم صریحاً جائز رکھا ہے ہم جنگ میں

رغبت سے شریک ہونا اور کوشش کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم بدلا لیں اور قاتلوں کو پکڑ کر مار ڈالیں دوسرا یہ سبب ہے کہ علی بن ابی طالب لشکر فراہم کرکے ہمارے وطن تمام کی طرف آ رہا ہے ہم اپنے ملک اور عزت کی حفاظت کے لئے لڑینگے اور جہاں تک ہو سکیگا اس معرکہ میں جان توڑ کر مقابلہ کرینگے۔ علی اور اس کی فوج سے اسقدر کیوں ڈرنا چاہئے۔ انہیں اسقدر طاقتور سمجھنا چاہئے وہ میرے ایک حملہ کے سامنے بھی نہیں ٹھہر سکتے جب ان سے سابقہ پڑے گا ہم دلیرانہ حملہ کرینگے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اسی حملہ میں کام تمام ہو جائیگا ان میں سے اکثروں کو ہلاک کر دونگا اور انکا فساد مٹا دونگا اِنْشَاءَ اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ابوالاعور سلمی بھی اٹھا اور کہا اگر ہم قتل عثمان کے وقت مدینہ میں ہوتے اور کیفیت قتل کا معائنہ کر لیتے اور قاتلوں اور اُن کے مددگاروں کو پہچان لیتے تو ہمیں طلب خون عثمان اور انکے قاتلوں کے ہلاک کرنے میں ذرا بھی شک و شبہہ باقی نہ رہتا اگرچہ میں اس شہر میں موجود نہ تھا اور وہ واقعہ آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن تو ہم سے اس حال کو بیان کرتا ہے ہم تیرے کہنے کو سچ سمجھتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں اور طلب خون عثمان کے لئے تیرے شریک حال ہوتے ہیں۔ اب اس امر میں جو کچھ مناسب سمجھے اور حکم دے۔ اگر کارسد ہو سکے اس معاملہ میں اگر ہماری جانیں بھی ضائع ہو جائینگی تو ہمیں بخوشی گوارا ہوگا اسی اثنا میں معاویہ کو خبر لگی کہ امیر المومنین نے مع لشکر دریائے فرات کے کنارے شہر رقہ کے مقابل لشکر لا ڈالا ہے۔ معاویہ نے ابوالاعور سلمی کو بلا کر اور شامی فوجوں کا انبوہ کثیر حوالہ کرکے کہا اس لشکر کو لیجا اور موقع دیکھکر فوج عراق پر حملہ کر دینا شاید تو انہیں قتل کرکے فتح حاصل کرے ابوالاعور نے کہا میں ایسا ہی کرونگا۔ پھر اس لشکر سمیت جو معاویہ نے ساتھ کر دیا تھا معرکہ آرائی کے لئے امیر المومنین کی طرف بڑھا آپ نے بھی اس ارادہ سے مطلع ہو کر زیاد بن نصر اور شریح بن ہانی کو طلب کرکے کچھ فوج حوالہ کی اور ابوالاعور کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ دونوں روانہ ہو گئے اور ابوالاعور کو دور سے دیکھکر کہ فوج کثیر لئے آ رہا ہے ایک سوار کو لوٹا کر شامی فوج کے حال سے اطلاع دی آپ نے اشتر نخعی کو طلب فرما کر کہا کہ زیاد بن نصر اور شریح نے سوار بھیجکر ابوالاعور کی فوج کی کثرت سے اطلاع دی ہے یہ مہم تیرے سوا کسی دوسرے سے سر نہ ہوگی جلدی کر اور اپنے دوستوں کی کمک پر پہنچ جا جب ان لوگوں کے مقابلہ پر جا پہنچے تو جنگ شروع نہ کرنا اتنی دیر توقف کرنا کہ وہی جنگ شروع کر دیں جب لڑائی چھیڑ دیں تو انہیں فہمایش کرنا اور مطیع ہونے کے لئے کہنا اگر وہ اطاعت اختیار کریں تو بہتر ہے ورنہ ان کے مقابلہ پر خدا سے طالب امداد ہو اور اسی کے فضل و امداد پر بھروسہ کرکے ان کا فساد مٹانا پھر جیسا کچھ ظہور میں آئے مجھے اس حال سے اطلاع دینا۔ اشتر یہ کہکر کہ میں مطیع فرمان ہوں فوج لیکر روانہ ہوا اور ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے دوستوں سے جا ملا۔ ابوالاعور نے اپنے مقابلہ پر عراقی لشکر کو موجود پاکر اپنی فوج سے کہا ان لوگوں پر مردانہ حملہ کرکے منتشر کر دو۔ پھر اشتر نخعی اور اسکی فوج پر حملہ کیا بڑی سخت لڑائی ہوئی اور طرفین نے جان توڑ کر مقابلہ کیا اشتر نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابوالاعور کو جس پر معاویہ بڑا فخر کرتا ہے مجھے دکھاؤ میں بھی دیکھوں وہ کیسا بہادر ہے لوگوں نے کہا وہ اس بلند ٹیلے پر شامی فوج کے ساتھ موجود ہے اشتر نے ایک سوار کو بھیجکر پیغام دیا کہ آ تھوڑی دیر ہم تم آپس میں جنگ کریں ابوالاعور نے انکار کر دیا اور کہا اشتر نے بڑی نادانی اور کامل جہالت سے سب عثمان کی نیکیوں کو برائیوں کے پیرایہ میں مشہور کیا ہے اور بڑی عداوت و دشمنی برتی ہے اور گھر میں گھسکر کینہ ظاہر کیا ہے وہ میرا ہمسر نہیں ہو سکتا نہ میں ایسے شخص سے میدان جنگ میں دوبدو ہونا چاہتا ہوں جب قاصد نے ابوالاعور کی یہ گفتگو بیان کی اشتر نے ہنسکر کہا وہ اپنی موت سے ڈر گیا اگر میرے مقابلہ پر نکل آتا تو کبھی زندہ نہ رہتا اب ہمیں تمام لشکر سے اسپر حملہ کر دینا چاہئے یہ کہکر ابوالاعور پر حملہ کیا ہیبت ناک جنگ واقع ہوئی طرفین کو لڑتے لڑتے رات ہو گئی مگر ہنوز لڑائی بڑی شدت کے ساتھ جاری رہی یہانتک کہ صبح ہو گئی اب نور کے تڑکے اشتر نے ابوالاعور پر نہایت ہی سخت حملہ کیا کہ وہ تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلا اور معاویہ کے پاس پہنچا اس نے پوچھا تو نے ان لوگوں کی لڑائی کو کیسا پایا ابوالاعور نے کہا میں نے انہیں کامل بہادر اور مقابلہ کے وقت مستقل اور حملہ میں پورا مضبوط و مستحکم دیکھا یہ مہم نہایت ہی خطرناک ہے موجودہ حالت سے بہت زیادہ ساز و سامان اور کوشش بلیغ عمل میں لائی جانی چاہیے یہ مہم ایسی مہم نہیں ہے جیسے ہم سمجھے ہوئے تھے۔ الغرض اشتر ابوالاعور کو شکست دینے کے بعد مظفر و منصور ہو کر امیرالمو

کیخدمت میں واپس آیا اور آپ نے اس موضع سے کوچ کرکے معاویہ کے لشکر کا رخ کیا قریب پہنچکر قیام فرمایا اور چھاونی ڈالدی۔ ماہ محرم کی پندرھویں تاریخ سنہ ۳۷ ہجری تھا اودھر سے معاویہ بھی اپنی فوج کو لیکر دریائے فرات کے کنارے آپڑا اس دونو لشکروں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا

پہلی لڑائی جو امیر المومنین علی اور معاویہ بن ابی سفیان میں دریائے فرات کے لئے واقع ہوئی

جب امیر المومنین علی کا لشکر اس مقام پر اتر پڑا تو آپ نے تمام غلاموں اور خدمتگاروں کو بھیجا کہ پانی لائیں مگر معاویہ کے لشکر نے جو دریائے فرات کے متصل آ پہنچا تھا پانی نہ لینے دیا باہم بہت کچھ قیل وقال ہوئی۔ امیر المومنین علی نے مسیب بن ربیع ریاحی اور صعصعہ بن صوحان عبدی کو بلاکر کہا تم معاویہ کے پاس جاکر کہو کہ تیرے لشکر والے ہمارے لوگوں کو پانی لینے سے روکتے ہیں اگر ہم تم سے پہلے اسجگہ پہنچکر دریا کے کنارے قیام کرتے تو کبھی تیرے لشکر پر پانی بند نہ کرتے اب لوگوں کو سمجھا دے کہ پانی لینے سے نہ روکیں جب امیر المومنین کے قاصدوں نے معاویہ کے پاس جاکر پیغام دیا معاویہ نے سنکر عمرو ابن العاص سے پوچھا اس میں تیری کیا صلاح ہے۔ عمرو عاص نے کہا علی اتنے ہزار سوار و پیدل لئے فرات کے کنارے موجود ہے اگر تمام دنیا بھی اس کی دشمن ہو اور پانی سے روکنا چاہے تو وہ کسی سے نہ ڈرے گا اور پانی لیجائے گا اور جو شخص اسے روکے گا وہ اس کی آبرو خاک میں ملا دے گا میری صلاح تو یہی ہے کہ پانی کے معاملہ میں کچھ مضائقہ نہ کر کیونکہ تیرے اور اس کے درمیان جو معاملہ پیش آیا ہوا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے ولید بن عقبہ نے کہا اے معاویہ ان لوگوں نے امیر المومنین عثمان پر چالیس دن پانی بند رکھا ہے انکو اور ان کے فرزندوں کو پیاسا رہنے دینا ہے تو بھی ان سے پانی کو روک لے تاکہ دریائے فرات کے کنارے پیاسے مر جائیں اور اللہ تعالےٰ آخرت میں انپر پانی بند کرے گا کیونکہ یہ اس عذاب کے مستحق ہیں صعصعہ بن صوحان نے کہا اے عقبہ اللہ تعالےٰ آخرت میں کافروں منافقوں اور تجھ جیسے فاسقوں کا پانی بند کرے گا۔ کیونکہ تو خدا کا گنہگار ہوا ہے تو نے شراب پی ہے اور اسی کیحالت میں مسجد کوفہ کے اندر داخل ہو کر مسلمانوں کی پیشنمازی کی ہے اور بیہوشی کیحالت میں صبح کی نماز میں چار رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر کر یہ کہا ہے کہ آج میرا دل بہت ہی خوش ہے اگر تم کہو تو اور کئی رکعتیں پڑھا دوں اسی خطا پر عثمان نے حد جاری کرکے تجھے کوڑوں سے پٹوایا تھا تو نے امیر المومنین علی سے بحث کی اور چاہا کہ اپنے آپ کو ان سے بہتر ظاہر کرے اسوقت خدائے تعالےٰ نے وحی نازل فرما کر تجھے فاسق اور علی کو مومن فرمایا اور تجھے مسجد رسول خدا میں تمام مہاجر و انصار کے روبرو ذلیل و خوار کیا ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن ابی سرح صعصعہ کی بات سے غضبناک ہوئے اور تلواریں نکالکر اسکی طرف بڑھے کہ وار کریں۔ معاویہ نے اس حرکت سے روکا اور کہا اس سے مواخذہ نہ کرو یہ قاصد ہے اور قاصدوں کا ستانا خلاف رسم ہے اس کے بعد معاویہ نے برہم ہو کر اپنا عمامہ زمین پر دے مارا اور کہا اللہ تعالےٰ معاویہ اور اسکے باپ کو حوض کوثر سے پانی نہ دیجیو اگر میں علی اور اس کے لشکر کو فرات سے پانی لینے دوں۔ ہاں علی غلبہ اور زور سے لے لے۔ مسیب اور صعصعہ یہ بات سنکر بہت برہم اور ناراض ہوتے ہوئے واپس چلے آئے تمام حال جناب امیر سے عرض کر دیا۔ آپ کو بھی رنج ہوا اور فوج میں سے العطش العطش یعنی پیاس پیاس کی آواز بلند ہوئی اشعث بن قیس اور اشتر نخعی حاضر خدمت ہو کر عرض رسان ہوئے کہ تمام فوج رات بھر پیاس کی شکایت کرتی رہی ہے کب تک صبر ہو سکتا ہے آپ ہمیں حکم اور اجازت دیں کہ ان بے حیاؤں نالائقوں مسلمانی سے خارج شدہ بزدلوں کی آبرو خاک میں ملا کر پانی ان کے قبضے سے چھین لیں اور اپنے تصرف میں لائیں امیر المومنین نے فرمایا تمہیں اختیار ہے جو کچھ مناسب معلوم ہو ویسا کرو اشعث اور اشتر نے حضرت کے پاس سے آکر اپنے بھائیوں اور متعلقین کو شامیوں سے جنگ کرنے کے لئے طلب کیا دس ہزار سوار و پیدل سے زیادہ جمعیت نکلی۔ دونو سرداروں نے ہتھیار

لگائے اور فرات کیطرف بڑھے حارث بن حجر کندی اشعث کا علم لئے آگے آگے رواں تھا اور اشعث کی تعریف میں رجز خواں اشعث نے بھی اسکی تعریف کی اور انعام کا وعدہ کیا اس ترتیب سے دریا کنارے جا پہنچے اور للکار کر کہا اے شامیو کنارا چھوڑ دو اور پرے ہٹ جاؤ ورنہ تمہارا خون جانوروں کی آب کیطرح خاک پر بہا دیا جائے گا شامی لڑنے کے لئے مستعد ہو کر مقابلہ پر آئے اشعث نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہاں اے بہادر مردو ان پر دلیرانہ حملہ کرو لشکر والے یہ حکم سنتے ہی شامیوں پر ٹوٹ پڑے دونوں طرف سے جنگ ہونے لگی اور دریائے فرات پر ایسی خونریز لڑائی ہوئی کہ ایسی کسی اور وقت نہ ہوئی ہوگی اکثر شامی مارے گئے اور کچھ دریا میں ڈوب مرے عراقی لشکر میں سے بہت کم کام آئے انجام کار امیر المومنین کی فوج فتحیاب ہوئی اور شامی مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے اصحاب حضرت علی کے لشکر نے فرات پر پیچھے لا ڈالے اور حضرت علی نے آب فرات پر متصرف ہو کر منادی کر دی کہ جو دل چاہے پانی لیجائے کسیکو پانی کی ممانعت نہیں ہے۔ غرض طرفین پانی سے مطمئن ہو گئے تین دن گذرے تھے کہ معاویہ نے دو سو آدمیوں کو مقرر کر کے پھاوڑے اور بیلچے دیئے اور کہا علی کے لشکر کے قریب جو بند بندھا ہوا ہے رات کے وقت اسے کاٹ کر پانی کا رخ لشکر کیطرف پھیر دو کہ سب ڈوب جائیں۔ معاویہ کے کہنے سے وہ دو سو آدمی کدال پھاوڑوں سے بند کو کاٹنے اور شور و غوغا کرنے لگے امیر المومنین کے لشکر والے یہ شور و غل سنکر گھبرا گئے اور چاہا کہ وہاں سے اسباب اٹھا کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں امیر المومنین نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ معاویہ کا یہ محض دھوکہ اور فریب ہے وہ اس بند کو نہیں کاٹ سکتا اور اگر تمام ملک شام کا خراج بھی اس میں کھپا دے گا تب بھی اسکا قطع ہونا ممکن نہیں تم مطمئن اور بے فکر ہو معاویہ چاہتا ہے کہ تمہیں یہاں سے ہٹا دے اور خود اس مقام پر قابض ہو جائے۔ ہر چند امیر المومنین نے انہیں ایسی ایسی باتوں سے سمجھایا کچھ فائدہ نہ ہوا گھبراہٹ بڑھتی گئی اور اسباب سمیٹتے جاتے تھے آخر کار امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم ڈوبنے سے ڈرتے ہیں اسلئے اس جگہ سے جاتے ہیں اگر تم بھی ہمارا ساتھ دو تو اچھا ہے اور اگر تم اسی جگہ رہنا چاہتے ہو تو ہم تو جاتے ہیں آپ یہاں رہیں یہ کہکر اسباب اٹھا لیا اور وہاں سے ہٹ کر دریائے فرات سے کچھ فاصلہ پر پیچھے اتر گئے۔ جب تمام لشکر والے وہاں سے چلے گئے تو حضرت علی بھی مجبور ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے رات کے وقت معاویہ مع لشکر اسی جگہ سے حرکت کر کے امیر المومنین کے لشکرگاہ میں آ قیام کیا صبح کے وقت امیر المومنین کی فوج نے یہ دیکھا کہ معاویہ نے اپنی فوج ہمارے قیام گاہ پر لا ڈالی ہے یقین کر لیا کہ معاویہ نے انہیں دھوکہ دیا بہت پچھتائے اور شرمندہ ہوئے اسیوقت حضرت علی نے اشتر اور اشعث کو بلا کر کہا تمنے معاویہ کا مکر دیکھ لیا میرے کہنے پر عمل نہ کیا تم اپنی رائے پر چلے وہاں سے ہٹ گئے اور مجھے چھوڑ گئے آج شرمندہ ہوتے ہو تم سمجھ بھی گئے کہ اس مکر و فریب سے معاویہ کی غرض یہی تھی کہ تمہیں دریا کے کنارے سے ہٹا دے اور خود وہاں جیسے لا ڈالے کیونکہ لشکرگاہ کے لئے وہ نہایت ہی عمدہ جگہ ہے اب یقیناً وہ تم میں سے کسیکو پانی کے پاس نہ پھٹکنے دیگا اشعث نے کہا اے امیر المومنین آپ کا ارشاد بجا و درست ہے ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ اس جگہ کو چھوڑا اب بھی کچھ مشکل نہیں بہت آسان علاج ہے ہمنے جو کچھ خرابی کی ہے آپ کی ہمت کی برکت سے اس کی درستی کر لینگے یہ کہکر اشعث اپنی قوم بنی کندہ کے پاس آیا انہیں جمع کر کے کہا مجھ سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی کہ اس لشکرگاہ سے اٹھ آیا اور وہاں معاویہ آ پڑا امیر المومنین ہم سے ناراض ہو گئے میں نے محض تمہارے بھروسہ پر آپ کی خدمت میں عہد کیا ہے کہ شامیوں کو وہاں سے ہٹا دونگا تمام سرداران کندہ نے اس امر کو دل و جان سے منظور کیا اور اسلحہ سج کر اشعث کے پاس حاضر ہوئے اسیطرح اشتر کے دوست آراستہ ہو کر اشتر کے پاس فراہم ہو گئے اس دونوں اپنی جمعیت لیکر معاویہ کے خیمہ گاہ کیطرف بڑھے قریب پہنچکر دیکھا کہ معاویہ نے بھی اپنی فوجوں کی صفیں مرتب کر رکھی ہیں اور مقابلہ کے لئے مستعد ہیں جنگ شروع ہو گئی اور اشتر لشکر سے آگے بڑھا ہوا جا رہا تھا شام کے نامی گرامی سردار یکے بعد دیگرے آتے اور جنگ کرتے تھے یہانتک کہ معاویہ کی فوج کے سات مشہور و معروف سرداروں کو اشتر نے تہ تیغ بیدریغ کیا اس کے بعد دونوں فوجیں غٹ پٹ ہو گئیں اور غضبناک لڑائی ہونے لگی ایک شامی سردار شرحبیل بن کندی نے آگے بڑھکر رجز پڑھی اور مرد مقابل طلب کیا اشعث بن قیس کندی نے اسپر حملہ کر کے ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے گر گیا ابو الاعور نے دوڑ کر کہا تو اشعث کے مقابلہ میں برہنہ آ سکا پہلے ہی وار میں گھوڑے سے زمین پر آ رہا شرحبیل نے

کہا کوئی برائی کی بات نہیں وہ اپنے قبیلہ کا سردار ہے میں اسے گرو کا اس نے مجھ پر نیزہ کا وار کیا گھوڑے سے نیچے گر پڑا اگر تو کچھ مرد ہے آگے بڑھ کر ہاتھ دکھا کر مجھے بہادروں کی کیفیت معلوم ہو جاوے۔ ابوالاعور کو یہ کلمہ بہت ناگوار گزرا فوراً میدان میں آکر حریف ہوئے اشعث مقابلہ پر آیا تھوڑی دیر تک رد و بدل ہوتی رہی انجام کار اشعث نے ابوالاعور کو نیزہ مارا اور وہ سخت زخمی ہو کر سامنے سے بھاگ گیا۔ پھر حوشب ذوالظلیم اور ذوالکلاع حمیری جو شام کے نامی سردار تھے میدان میں آئے ادھر سے اشعث و اشتر نے گھوڑے بڑھا کر حملہ کیا بہت دیر تک رد و بدل ہوتی رہی اور طرفین نے جان لڑا دی ابھی اثنا میں لشکر معاویہ نے مہلت طلب کی کہ آج رات کی مہلت مل جائے تو ہم تمہارے لشکرگاہ کو خالی کر دینگے اور تمہاری جگہ تمہارے حوالہ کر دیں گے اشعث و اشتر نے کہا ہم مہلت نہ دینگے نہ تمہیں اسجگہ ایک لمحہ کے لئے ٹھہرنے دیں گے انہوں نے کہا ایک ساعت کے لئے جنگ بند کر دیجائے کہ ہم اپنا سامان اٹھالیجائیں اشعث نے حکم دیا کہ ایک ساعت کے لئے جنگ ملتوی کر دیجائے اور وہ اسی گھڑی لشکرگاہ مذکور کو خالی کر کے اپنی جگہ پر چلے گئے اشعث نے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اب تو آپ ہم سے راضی ہوئے آپ نے فرمایا ہاں میں راضی ہوا اللہ تعالےٰ بھی تم سے راضی ہو پھر حکم دیا کہ اپنے مقام پر واپس جائیں سب اسجگہ چلے گئے اب حضرت علی نے سعید بن قیس اور بشر بن عمرو انصاری کو بلا کر حکم دیا کہ چند مشہور شخصوں کو اپنے ہمراہ لیکر معاویہ کے پاس جاؤ اور اس مہم کے لئے جو اس نے اختیار کی ہے ملامت کرو اور حجت تمام کر کے میری اطاعت کی طرف ترغیب دو اور حال کر کے دیکھو کہ وہ کس فکر میں ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے۔ سعد بشر شبیث بن ربعی یزید بن قیس ارحبی زیاد بن حفصہ تمیمی اور عدی بن حاتم طائی ملکر معاویہ کے پاس گئے اسے سمجھایا اور کہا اے معاویہ دنیا بڑی مکار ہے اسنے کسی شخص کے ساتھ بھی وفا نہیں کی پھر تیرے ساتھ کب وفا کرے گی

جہاں چون من و چون تو بسیار دید ✤ نخواہد ہمے باکسے آرمید ✤

دنیا کو مجھ اور تجھ جیسے بہت سے شخصوں نے دیکھا ہے مگر اس نے کسی کو بھی آرام نہیں پہنچایا دنیا اس قابل نہیں کہ حسن طمع اور فانی نعمتوں کے واسطے اسکے اسقدر رنج برداشت کئے جائیں اپنے عزیزوں قریبوں رشتہ داروں دوستوں اور ہمنشینوں کو اسنے آزردہ اور رنجیدہ کریں دنیا کمینہ شے ہے جو کسیکی مدد نہیں کرتا اور ایسا عاجز ہے کہ اسے کوئی نہ اٹھائے اگر کوشش کر کے مال بھی فراہم کر لیا تو انجام کار گور کنارے چھوڑنا پڑتا ہے۔ معاویہ نے کہا یہ نصیحتیں تم اپنے امیر کو کیوں نہیں سناتے ان نصیحتوں پر عمل کرنا میری نسبت اسے زیادہ سزاوار ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ ہمارا امیر تجھ جیسا نہیں وہ خلافت و امامت کے لئے تجھ سے بلکہ تمام عالم سے اس علم و فضل کے سبب جو اس کی ذات میں موجود ہے اور ان سابقہ احسان کی بدولت جو دین کے استحکام کے متعلق ہیں اور ان رضاء الٰہی کے وسیلوں کے باعث جو ابتداء دین شریف کے شروع میں حاصل ہوئے اور جناب مصطفےٰ کی قرابت کی عزت اور شرف عظمےٰ کی وجہ سے بزرگ و افضل ہے معاویہ نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ تم مجھ سے کیوں رنجیدہ ہو اور کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا ہم تجھے پرہیزگاری اور خوف خدا کی ہدایت کرتے ہیں اور خلیفہ برحق اور پیشوائے خلقت کی بیعت و اطاعت کے لئے بلاتے ہیں ہماری آرزو ہے کہ جس کام میں مہاجر و انصار کا اتفاق ہو گیا ہے اس میں تو بھی موافقت اختیار کرے اور خلیفہ وقت کی متابعت اور فرمانبرداری میں انکا شریک حال ہو جائے اس مخالفت اور نافرمان برداری سے باز آجائے کیونکہ تیرے لئے یہ امر بہت اچھا اور سلامتی سے اقرب ہے معاویہ نے کہا اے میرے عزیزو میں خون عثمان کے بدلہ لینے سے کبھی باز نہ آؤنگا اور جبتک بدلہ نہ لے لونگا دست بردار نہوں گا خدا کی قسم ایسا ہی ہوگا اور مجھ سے تمہیں اور تمہارے امیر کو تلوار کے سوا اور کوئی چیز میسر نہ ہوگی تم اس جھوٹی طمع کو جانے دو اور سلامتی سے واپس چلے جاؤ اور جنگ کے لئے تیار ہو رہو انہوں نے کہا اے معاویہ ہم تیرے پاس اسلئے آئے ہیں کہ تجھے اچھی بات بتائیں برائی بھلائی کو جتائیں جسمیں تیری دینی اور دنیوی بہتری ہے اگر تو ہمارا کہا مان لے گا اور نہیں بے ہوش سمجھیگا تیرے لئے اچھا ہوگا سب کی خونریزیاں ظہور میں آنے سے بچ رہینگی ورنہ خدا کی قسم تو علی کی تلوار سے ایسی زحمتیں ملاحظہ کریگا کہ جینے پر موت کو ترجیح دے گا اور کہے گا کاش مجھے میری ماں نہ جنتی۔ معاویہ نے کہا تم مجھے تنبیہ کرنے آئے ہو اور ڈراتے ہو میں بچہ نہیں کہ ڈرانے سے ڈر جاؤنگا مجھے معاویہ کہتے ہیں عمر کاٹی ہوں زمانہ کے اونچ نیچ راحت و سختی اور گرمی و سردی بہت کچھ بھگت چکا ہوں ایسی دھمکیوں میں نہ آؤنگا سعید نے کہا اے معاویہ ہم ایلچی ہیں ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے

ہماری ربانی پیغام دیا ہے ایلچی جو کچھ بیان کرتا ہے اسکے لئے کوئی روک ٹوک روا نہیں۔ علی وہ شخص ہے جسے تو ہماری نسبت بہت اچھی طرح جانتا ہے اور تمام عالم اسکے علم و فضل و اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سے بخوبی واقف ہے اور تو بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ جسے علم و فضل سے حصہ ملا ہوا ہے تو اس کے برابر نہیں ہو سکتا اور انہیں تجھ پر ترجیح حاصل ہے۔ علاوہ ازیں علی سے دشمنی نہ کر جسطرح مہاجرین و انصار نے ان سے بیعت کر لی ہے تو بھی ان کی موافقت بیعت اختیار کر ان کی مخالفت سے باز آ موجودہ خیال سر سے دور کر کہ تیرے لئے دینی و دنیوی بھلائی اسی میں ہے۔ معاویہ نے کہا تم مجھ سے علی کی فرمانبرداری اور اطاعت کے لئے کہتے ہو اور میں اپنی ذات پر اسکا کوئی حق اور اسکی اطاعت کو اپنے لئے لازمی امر نہیں سمجھتا کیونکہ اُسنے خلیفہ وقت عثمان کو قتل کیا ہے اور ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے اور اب انکار کرتا ہے کہ میں نے عثمان کو نہیں مارا نہ میں نے ایسا حکم دیا اس بات سے خوش تھا۔ اگر وہ اس فعل سے راضی نہ تھا تو قاتلان عثمان کو میرے حوالہ کر دے کہ میں انہیں بطور قصاص قتل کر دوں اگر وہ ان امور کو عمل میں لے آئیگا تو میں انہیں خلیفہ مان لونگا اور حاضر خدمت ہو کر اطاعت اختیار کر لونگا اور دلی رضا و رغبت سے اسکے احکام بجا لاؤنگا نہیں تو میں حکم الٰہی اور مرضی خدا پر راضی ہوں جو کچھ ہونا ہوگا ہو رہیگا تم واپس چلے جاؤ اور جو کچھ تم نے کہا اور سنا ہے اسے عرض کر دو وہ وہاں سے رخصت ہو کر امیر المومنین علی کی خدمت میں آئے اور جو کچھ معاویہ سے گفت و شنید ہوئی تھی بیان کی امیر المومنین نے فرمایا اے دوستو کیا یہ واضح نہیں کہ یہ لوگ بطلان اور جھوٹ پر ہو کر اسقدر کوشش کریں اور ہم حق اور سچائی پر ہو کر اس سے زیادہ راغب اور ساعی ہوں جسقدر کہ اہل شام ازروئے اعتقاد و محبت و نیت صادق جواب دیا کہ ہم سے جسقدر ممکن ہوگا آپ کی خوشنودی مزاج کے لئے حد سے زیادہ کوشش کرینگے اور کسی امر میں ذرا بھی سستی یا دیر نہ کرینگے القصہ دوسرے دن صبح کے وقت عبید اللہ بن عمر خطاب آراستہ فوج کے ہمراہ معاویہ کے لشکر سے نکلا امیر المومنین نے اطلاع پا کر محمد بن ابی بکر کو کچھ سوار اور پیدل دیکر اسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا دونوں میں سخت جوش سے جنگ ہوئی اور طرفین سے بہت آدمی مارے گئے۔ نماز شام کے وقت ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے دوسرے دن معاویہ کی طرف سے شرحبیل بن سمط کندی بڑے جاہ و حشم کے ساتھ نکلا اور امیر المومنین کی طرف سے اشتر نخعی اپنی مستعد قوم کو لے کر آگے بڑھا آج بھی صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی اور دونوں طرف کے بے شمار آدمی کام آئے آفتاب غروب ہوتے ہی لڑائی بند ہو گئی اور سب اپنی اپنی جگہ پر چلے آئے تیسرے دن عمرو عاص بہت ہی بڑی تیاری اور ساز و سامان کے ساتھ نکلا جرار فوج کی جمعیت کثیر ہمراہ تھی امیر المومنین نے عبد اللہ بن عباس کو بہت سی فوج دیکر اسکے مقابلہ کے لئے بھیجا دونوں میں سخت جنگ ہوئی اور بہت سے لوگ قتل اور زخمی ہوئے آخر شام ہو گئی اور دونوں اپنے اپنے فرودگاہ کو لوٹ آئے اسی طرح ہر روز جنگ ہوتی رہی اور یہ محرم کا مہینہ تھا جب محرم گذر گیا اور صفر کا چاند دکھائی دیا۔ امیر المومنین نے فوج میں منادی کرادی کہ ہم اسوقت تک دو سببوں سے جنگ اہل شام میں تاخیر کر رہے تھے اول ماہ حرام کا زمانہ تھا جس میں جنگ کرنا منع ہے دوم میں سعی کر رہا تھا کہ یہ لوگ اس معاملہ پر غور کریں اور سعادت حاصل کریں میری بیعت اور فرمانبرداری اختیار کر لیں اس مخالفت اور دشمنی سے دست بردار ہو جائیں اب ماہ محرم گذر گیا اور صفر کا مہینا آپہنچا اور یہ لوگ بدستور گمراہی و سرکشی و عداوت پر کمر بستہ ہیں ہر چند میں نے سمجھایا انہیں کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اب میں نے بھی ان سے جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے مستعد ہو جاؤ اور جنگ و جدال کے لئے تیاری کر لو اور یقین رکھو کہ ہم حق پر ہیں اور سچے یقین اور پاک اعتقاد کے ساتھ اس ظالم گروہ سے جنگ کرینگے واللہ یؤید بنصرہ من یشاء وھو لا یھدی کید الخائنین یعنے اللہ تعالےٰ جس بندے کو چاہتا ہے نصرت عطا فرماتا ہے اور وہ خیانت والوں کے مکروں کو نہیں چلنے دیتا۔ لشکر نے یہ منادی سنکر جان لیا کہ جنگ میں آپکے توقف و ملنے کا یہ سبب تھا سب مستعد ہوکر لڑنے مرنے پر کمر بستہ ہو گئے معاویہ نے بھی یہ خبر سنی اور اپنی باقی فوج کو عمدہ طرح سے مرتب اور آراستہ کر قلب و جناح اور میمنہ و میسرہ قائم کئے امیر المومنین نے بھی اپنی فوج کو اسطرح ترتیب دیا سواروں کے میمنہ پر اپنے دو بیٹوں حسن اور حسین کو مقرر کیا اور پیادوں کے میمنہ پر عبد اللہ بن جعفر طیار اور مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو۔ سواروں کے میسرہ پر محمد بن حنفیہ اور محمد بن ابی بکر کو اور پیادوں کے میسرہ پر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور اسکے

بھائی عمرو بن عتبہ کو مامور فرمایا سواروں کے قلب میں عبداللہ بن عباس اور عباس بن ربیعہ بن حارث کو جگہ دی اشعث بن قیس اور اشتر نخعی کو پیدلوں کا قلب حوالہ کیا۔ سواروں کے جناح پر سعید بن قیس ہمدانی۔ عبداللہ بن بدیل۔ ورقا خزاعی کو اور پیدلوں کے جناح میں رفاعہ بن شداد بجلی۔ عدی بن حاتم طائی کو قایم کیا سواروں کی کمین عمار یاسر اور عمرو بن حمق خزاعی کو سونپی اور پیادوں کی کمین عامر بن واثلہ کنانی و قبیصہ بن جابر اسدی کے حوالہ کی اس ترتیب سے فارغ ہوکر ہر ایک قبیلہ ربیعہ ومضر و یمن میں سے ایک ایک بزرگ شخص کو افسر مقرر فرمایا کہ وہ انکی حرکات و سکنات پر نظر رکھیں ان کی ترتیب میں فرق نہ آنے دیں اور معرکہ آرائی اور جنگ و جدل کے لئے ہدایت کرتے رہیں جب صفیں قایم ہو چکیں جنگ چھڑ گئی بہادروں نے میدان میں بڑھ بڑھ کر مرکب نکالے سب سے پہلے معاویہ کے لشکر کا ایک بہادر معروف حارثی نام اپنی صف سے نکلا اور کچھ دیر میدان میں گھوڑے کو کاوے دیکر رجز پڑھتا رہا پھر مرد مقابل کو طلب کیا علقمہ بن قیس امیر المومنین کے اصحاب میں سے مقابلہ پر آیا اور حملہ کرتے ہی ایک نیزہ اس کے سینہ پر مار کر گھوڑے سے نیچے پھینکدیا پھر عمرو عاص نے اپنا علم اپنے بیٹے عبداللہ کو دیا وہ کچھ شامی فوج ہمراہ لے کر بڑھا رجز خوانی کرتا اور اپنی دلیری و بہادری کی تعریفیں سناتا ہوا لشکر امیر المومنین پر حملہ آور ہوا اور کچھ دیر جنگ کر کے اپنے مقام پر واپس چلا گیا امیر المومنین نے اس صف پر نظر ڈالی جس میں عمرو موجود تھا اور ملاحظہ کیا کہ وہ کس مقام پر کھڑا ہے پھر ربیعہ قبیلہ کے ایک بہادر حصین بن منذر کو بلا کر سیاہ علم دیا اور ربیعہ قبیلہ کے پانسو چیدہ سوار حوالہ کر کے کہا مردانہ وار ان سواروں کو لیکر عمرو عاص کے لشکر پر حملہ کر اور کچھ دست برد دکھا حصین نے کہا ایسا ہی کرونگا علم لیا اور ربیعہ سواروں سمیت عمرو عاص کی جمعیت پر جا پڑا عرصہ تک اس طرف سے اس طرف اور ادھر سے ادھر حملے کرتا رہا اور بہت سے شامیوں کو مار گرایا معاویہ دور سے دیکھ رہا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ سیاہ علم لئے ہوئے کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا حصین بن منذر اپنی قوم ربیعہ کو ہمراہ لئے جنگ کر رہا ہے۔ معاویہ نے حکم دیا کہ قبیلہ عک ولخم و حمیر کے پانسو سوار حصین کے مقابلہ پر جائیں اس طرف سے بھی۔ باشارہ امیر المومنین قبیلہ مذحج کے ایک سو سوار حصین کی کمک پر روانہ ہوئے جب یہ لوگ حصین سے جا ملے تو بڑی شد و مد سے جنگ کی اور حصین ان سواروں سے حملہ آور ہو کر کشت و خون کرتا معاویہ کے سراپردہ تک جا پہنچا اب معاویہ کی فوج کے غول کے غول اس کے سامنے سے فرار ہونے لگے اور مقابلہ کی تاب نہ لائے معاویہ کے سراپردہ کے اندر سے ایک مرد بولا اے اہل کوفہ ہم تمہارے چچازاد بھائی ہیں ذرا تو ترحم کرو اور ہمارے حرم سرا میں نہ گھسو حصین نے ان باتوں کی پروا نہ کی برابر جنگ جاری رکھی اور جو شامی نظر پڑتا اور آگے آتا اسی کو قتل کر دیتا اسی طرح شامیوں کے بہت سے آدمی ہلاک کئے اس کے بعد مظفر و منصور ہو کر پلٹا اور اپنی صف میں آ کھڑا ہوا اس کے بعد عثمانی گروہ میں سے ایک شخص احمر نام دو صفوں کے درمیان آ کر کھڑا ہوا اور عثمان کی تعریف میں رجز خواں ہوکر مرد مقابل طلب کیا امیر المومنین کا ایک محب کیسان نام مقابلہ کے لئے نکلا اور کچھ دیر تک رد و بدل کرتا رہا آخر احمر نے وار لگا کر شہید کر دیا امیر المومنین کو کیسان کے قتل ہونے کا بہت رنج ہوا غصہ کی حالت میں اس شخص کی طرف مرکب دوڑایا احمر یہ جانتا تھا کہ یہ کون سوار ہے ازراہ شوخی آپ کے برابر آ لگا۔ قریب پہنچتے ہی آپ نے اس کا گریبان پکڑ کر گھوڑے پر سے اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے اس طرح زمین پر دے مارا کہ اس کی تمام ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور فی الفور مر گیا۔ معاویہ نے یہ حال دیکھ کر اپنے غلام حریث نام کو جو بڑا نامی بہادر سوار تھا اور جو اکثر دفعہ معاویہ کے ساتھ رہ کر لڑائیوں میں ناموری حاصل کر چکا تھا۔ بلا کر کہا کیا تو اس حجازی سوار سے جس نے احمر کو مار لیا اپنے بھائی کا بدلہ لے سکتا ہے۔ حریث نے کہا ہاں میں فرمانبردار ہوں اور جہاں تک ممکن ہوگا شرط خدمت بجا لاؤنگا اور اگر یہ شخص علی ہوا تو اسے زندہ چھوڑوں گا معاویہ نے کہا خبردار تو اور جس کسی سے چاہے جنگ کرنا مگر علی سے اپنے آپ کو باز رکھنا اس کے قریب نہ جانا حریث معاویہ کے پاس سے کچھ دور گیا تھا کہ عمرو عاص نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا معاویہ نہیں چاہتا کہ تجھے ناموری اور شہرت حاصل ہو اسواسطے وہ تجھے علی کے مقابلہ سے روکتا ہے اگر تو موقع پا کر علی کو قتل یا زخمی کر سکے گا تو کمی نہ کرنا کیونکہ تو بڑا نامور اور تمام دنیا میں مشہور ہو جائیگا تو علی سے نہ ڈرنا کیونکہ تو خود بڑا بہادر ہے جیسا علی بہادر ہے حریث انکی ان باتوں پر زیادہ حریص ہو کر میدان میں نکلا اور مبارز طلب کیا امیر المومنین نے جان لیا کہ یہ معاویہ کا غلام حریث ہے جسے احمر کے انتقام کے لئے بھیجا ہے سر پر زرد عمامہ باندھا اور تنگ گھوڑے پر سوار ہو کر کہ حریث انکو نہ پہچان سکے اس کی طرف بڑھے حریث نے دیکھکر کہا اے

سوار علی نے مجھے میرے پاس بھیجا تاکہ موت کے منہ میں ڈال دیا ہے آپ نے فرمایا یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے ہر ایک دن دنیا میں آتے ہیں اور ایک دن دنیا سے گزر جاتے
ہیں حریث گھوڑا اڑا کر حملہ آور ہوا امیر المومنین نے بھی جواب میں ایک شمشیر لگائی کہ اس کی کھوپڑی کٹ کر رہ گئی اور حریث ذلت کے ساتھ زمین پر آ رہا اور فوراً اپنی جان
مالک دوزخ کے حوالہ کر دی اب معاویہ نے سمجھ لیا کہ یہ سوار علی ہے حریث کے قتل ہونے سے بہت غمناک ہوا اور افسوس کرتا عمرو عاص کو ملامت کرتا تھا کہ تو نے حریث
کو فریب دیکر شیر کے منہ میں جھونک دیا۔ پھر عمر بن حصین سکونی کیطرف متوجہ ہو کر کہا کیا تو حریث کا بدلہ اس سوار سے لے سکتا ہے۔ یہ بڑا کچل جانا سوار تھا گھوڑا اڑا کر چلا اور
چند شامی سواروں نے بھی اسکی ہمرکاب رہنے کے واسطے مرکب ڈالے مگر امیر المومنین کی پشت کی طرف سے آیا اور چاہا کہ وار کرے سعد بن قیس ہمدان نے دیکھ کر پہچان
لیا کہ عمر ہے اور یہ بھی سمجھ گیا کہ وہ کس ارادے سے آگے بڑھا ہے چونکہ امیر المومنین اسکی طرف سے غافل تھے اور دوسرے سواروں کی طرف متوجہ کارزار تھے سعید نے
للکار کر کہا او نالایق کدھر جاتا ہے ذرا ٹھہر عمر سعید کیطرف پلٹ پڑا سعید نے اسیوقت نیزہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا اور وہ اسیوقت مر گیا معاویہ کو اس کے مارے جانے کا بھی
بہت رنج ہوا حرب روبا بیٹا کیونکہ وہ شام کا بہت بڑا نامی سردار تھا۔ پھر ذوالکلاع حمیری کو بلا کر اور قبائل کندہ و لخم و جذام کے منتخب سواروں کا مکمل و آراستہ دستہ
حوالہ کر کے حکم دیا کہ میں عمر بن حصین کے مارے جانے سے سخت غمناک ہوں چاہتا ہوں کہ ان چیدہ سواروں سے حملہ کر کے سعید بن قیس ہمدانی سے انتقام لے اور اسے
قتل کر کے میرا دل ٹھنڈا کرے اسنے قبول کیا اور ہزار سواروں کی جمعیت سے لشکر امیر المومنین کیجانب بڑھا حضرت نے معلوم کر لیا کہ یہ معاویہ کی چیدہ فوج کے سوار ہیں
اور قبیلہ ہمدان کا قصد کر کے نکلے ہیں آواز دی کہ اے آل ہمدان بہت ہوشیاری سے کام لو کیونکہ معاویہ نے یہ فوج تمہارے مقابلہ پر بھیجی ہے سعد نے کہا یا امیر آپ
مطمئن رہیں اور ہمیں ان کے لئے چھوڑ کر تماشہ دیکھیں پھر اپنی قوم کو مطلع کر کے حکم دیا کہ سب آپس میں متفق ہو جاؤ اس کے بعد ذوالکلاع اور اس کے لشکر پر حملہ
کیا طرفین نے سخت جانکاہی سے کام لیا انجام کار قبیلہ ہمدان ہی غالب آیا قیس اور اسکی قوم نے ان ایک ہزار سواروں کو سراپردہ معاویہ تک مار ہٹایا اور انہیں
سے کئی نامی سردار ہلاک کر دیئے یہ جنگ نماز شام تک جاری رہی اور باہم قتل و قمع ہوتا رہا امیر المومنین نے اس حملہ کو بہت ہی پسند فرمایا سعد بن قیس اور اس کی قوم
کو اپنے سامنے بلایا ان کی بڑی تعریف کی اور اچھے اچھے وعدے فرمائے اور کہا اے آل ہمدان گویا تم میری جوشن و زرہ اور تیر و کمان ہو میں ہمیشہ تم سے قوی پشت رہا
ہوں اور تم پر بھروسا کیا ہے اے سعید تو مجھے مثل اپنے چشم اور دست راست کے ہے اور ہمیشہ ہر ایک کام میں تیری شجاعت و مردانگی اور فصاحت و عقلمندی پر
اعتماد کرتا رہا ہوں خدا کی قسم اگر بہشت کا دینا میرے اختیار میں ہوتا تو اے قبیلہ ہمدان تمکو سب سے زیادہ عمدہ اور برتر مقام میں جگہ دونگا۔ سعد بن قیس ہمدانی
نے کہا اے امیر المومنین ہم یہ کام خداتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیں کچھ آپ پر احسان نہیں درگاہ باری تعالیٰ سے ہمیں اسکا ثواب اور اجر عظیم ملے گا جو کام
نہایت دشوار ہو اس کے لئے حکم دو اور جس طرف دل چاہے ہمیں روانہ کرو ہم مطیع ہیں اور آپ ہمارے سردار ہیں اور آپ کو جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں امیر المومنین یہ باتیں
سماعت فرما کر بہت خوش ہوئے اور ان کی تعریف کی وہ بھی فتحمندی کے ساتھ خوش خوش اپنے فرودگاہ پر چلے گئے دوسرے دن جسوقت سورج نکلا دونوں لشکروں نے
جنگ کی تیاری کی اور صف بستہ ہو گئے امیر المومنین علی نے اپنے دوستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا آج کل سے بھی زیادہ مضبوطی اور ثابت قدمی و استقلال کو اپنا شعار
بناؤ اور جسوقت یہ لوگ جنگ چھیڑ دیں تو تم بھی ان پر حملہ کرو اور نمایاں کام کر کے دکھاؤ جب وہ بھاگ نکلیں تو بھاگ جانے والوں زخمیوں اور عاجزوں کو قتل نہ کرنا عورتوں
کی پردہ دری سے باز رہنا کسیکا پردہ فاش نہ کرنا اور میری اجازت بغیر کسی کے خیمہ میں نہ گھسنا ان کا اسباب اور ان کے خیموں سے نہ نکالنا۔ اور برباد نہ کرنا لیکن
اثنائے جنگ میں مقتولوں کے پاس سے جو کچھ ملے وہ مال لے لو اگر ان کی عورتیں تمکو گالیاں اور کوسنے دیں تو تم کسیکا جواب نہ دینا خاموشی اختیار کرنا کیونکہ عورتیں بے عقل
ہوتی ہیں۔ غرض شامی سوار میدان جنگ میں آئے اپنی تعریفیں کرتے ہوئے معاویہ کے ثناخوان تھے اور رجز پڑھتے تھے امیر المومنین کے لشکر میں سے بھی جنگجو
بہادر نکلے اور باہم الجھ پڑے ابوایوب انصاری نے اپنی صف سے نکلکر اور میدان میں پہنچکر مقابل طلب کیا بہت دیر تک آواز دیتا رہا مگر شامی لشکر میں سے
کسی نے بھی سر نہ نکالا جب ایک شخص نے بھی اس کے مقابلہ پر نکلنے کی جرات نہ کی تو خود ہی ابوایوب انصاری نے مرکب کو اڑا کر اور شامی لشکر پر جا پڑا جسطرف

حملہ کرتا تھا کوئی سامنے نہ ٹھہرتا تھا یہاں تک کہ معاویہ کے سراپردہ تک جا پہنچا اس وقت معاویہ دروازہ پر کھڑا تھا ابوایوب کو دیکھکر بھاگا اور سراپردہ میں گھسکر دوسری طرف سے نکل گیا۔ ابوایوب دوبارہ پر آگئے اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا کچھ شامی مقابلہ پر آئے ابوایوب نے حملہ کرکے کئی نامی سرداروں کو قتل کر دیا اسکے بعد سلامتی سے پھر آیا اب معاویہ بھی خوف زدہ ہو کر دوبارہ خیمہ میں واپس آیا اپنی سپاہ کو ملامت کرنے لگا کہ علی کے ایک سوار نے تمہیں اسقدر لتاڑا اور یہاں تک کہ میرے سراپردہ تک چلا آیا اور یہاں یہ حال ہوا گویا قیدی بنا رکھا ہے اور ہاتھ پاؤں باندھ رکھے ہیں کسی ایک سے بھی اتنا نہ ہوا کہ بڑھکر اس کے گھوڑے کے منہ پر ڈالدیتا ایک شامی بہادر نے جسکا نام مترفع بن منصور تھا معاویہ سے کہا خاطر جمع رکھیں میں بھی اسی سوار کیطرح حملہ کرونگا جسطرح وہ تیرے سراپردہ تک آیا تھا میں بھی علی بن ابی طالب کے سراپردہ تک پہنچونگا اور اگر علی کو دیکھ پایا تو موقع پاکر زخم زدہ کرونگا کہ تیرا دل شاد ہو اسکے بعد مرکب ڈالا اور لشکر امیر پر حملہ کیا اور خاص سراپردہ جناب امیر چلا ابوایوب انصاری نے اسکو تاڑ کر گھوڑے کو ایڑ دی اور اس کے سر پر پہنچکر شمشیر کا ایک ہاتھ گردن پر رسید کیا اس صفائی کا ہاتھ بیٹھا کہ تلوار دوسری سمت سے نکل گئی اور سر بدستور گردن پر دھرا رہا اسی اثنا میں گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اسکا سر ایک طرف اور دھڑ دوسری سمت جا پڑا جو لوگ دیکھ رہے تھے ابوایوب کے ہاتھ کی صفائی پر تعجب کرتے اور اسکی تعریف کرتے تھے اب امیر المومنین کے لشکر میں سے قبیلہ طے نے آگے بڑھکر لشکر معاویہ کے مقابل جنگ کی اور معاویہ کی طرف میں سے حمزہ بن مالک ہمدانی نے نکلکر پوچھا تم کون ہو سعداللہ بن حلمہ طائی نے کہا ہم بھی قبیلہ طے اور طے کے یمن سے ہیں۔ شمشیر زن جنگجو نیزہ باز اور شب و روز لڑنے والے سوار ہیں حمزہ نے کہا واہ واہ اے طے والو تمنے اپنی خوب ہی تعریف کی اور اپنے آپکو بہادروں میں شامل کر دیا اُس کے بعد اپنی جمعیت سمیت اُن پر حملہ کیا انہوں نے بھی خوب ہاتھ دکھائے دونوں طرف سے جان توڑکر مقابلہ ہوا اس جنگ میں امیر المومنین کے بہت سے اصحاب شہید ہوئے آخر محمد بن ابی بکر نے کچھ سواروں سے انکی امداد کی اور معاویہ کی فوج کے تمام آدمی خاک پر گرا دیئے اور ظفر و نصرت کے ساتھ اپنے قیام گاہ کو پلٹے۔ دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا صفیں مرتب ہوئیں۔ معاویہ کے لشکر سے کچھ سوار نکلے سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھے آنکھ کے سوا اور کوئی برہنہ عضو نظر نہ آتا تھا حضرت علی کیطرف سے بھی اسیطرح مسلح ہوکر نکلے طرفین میں ایک ہزار سے زیادہ بہادر شریک تھے ایسے لڑے کہ سب کے سب کام آئے اور ان ایک ہزار میں سے طرفین کا ایک آدمی بھی زندہ نہ رہا اس کے بعد عبیداللہ بن عمر خطاب نے میدان میں آکر امیر المومنین حسن بن علی کو آواز دی کہ مجھے کچھ کہنا ہے اگر قدم رنجہ فرماؤ تو عرض کرونگا حسن نے خیال کیا کہ شاید عبیداللہ جنگ کرنے کے واسطے بلاتا ہے ہتھیار لگاکر میدان میں آئے۔ عبیداللہ نے قریب آکر کہا تم مسلح ہوکر کیوں آئے معاذاللہ میں آپکا دشمن نہیں ہوں بلکہ میں آپ سے ملاقات کرنا اور کچھ سمجھانا چاہتا تھا اور یہ کہ جو کچھ کہنا ہے عرض کروں۔ حسن نے کہا جو کچھ کہنا ہے کہو۔ عبیداللہ نے کہا تمہارے باپ نے قریش کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا اس سبب سے لوگ انکے دشمن ہوگئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ اب یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم علی کا ساتھ چھوڑ دو اور ہمارے پاس چلے آؤ ہم سب متفق ہوکر خلافت آپکے حوالہ کر دیں گے اور مطیع و فرمانبردار رہیں گے۔ پھر یہ عداوت اور لڑائی بھی رفع دفع ہو جائے گی حسن بن علی نے کہا اے عبیداللہ مرحبا کیا اچھی تدبیر نکالی ہے اور بڑی نیک رائے دی کیا کہنے ہیں بھلا مجھ سے ایسا کام کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی جناب میں کافر ہو جاؤں جناب مصطفٰے صلعم کے ارشاد کے برخلاف چلوں۔ خلیفہ وقت اور وصی رسول برحق سے سرتابی کروں خبردار پھر ایسا کلمہ منہ سے نکالنا تجھے شیطان نے بہکا رکھا ہے تیری آنکھ کی روشنی زائل کر دی ہے اور ان برے اعمال نے جو تجھ سے ظہور میں آئے ہیں تیرے دل کو تاریک کر دیا ہے تجھے دھوکہ دیکر دین سے برگشتہ بنایا ہے اور اس ظالم مکار۔ فاسق اور مکار کی خدمت میں لا ڈالا ہے کیا تو اس کے نسب کو بھول گیا ہے اسکا باپ ابوسفیان۔ بھائی سالو اور چچا سب حضرت مصطفٰے کے دشمن تھے اور اب بھی ہیں اور اگر ایمان بھی لائے ہیں تو محض مصلحت وقت سمجھکر کلمۂ شہادت زبان سے کہدیا ہے دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے نہ اب ہیں انہیں مسلمان نہ کہنا چاہئے بلکہ نام کو مسلمان کہنا لازم ہے اور تو جو فاروق کا بیٹا ہے اسلئے جنگ کرتا ہے کہ کوئی تجھے ملامت نہ کرے مگر تجھے یہ بات خود ہی معلوم ہے کہ تو کیا کر رہا ہے اور کس شخص سے مل بیٹھا اور کس کی

مدد کرتا ہے۔ جو خود اسلام سے کچھ بہرہ رکھتا ہے۔ اس کے باپ بھائی چچا وغیرہ بھی مسلمان تھے اے عبید اللہ پھر جا اور تو بھی جہاں تک تجھ سے ہو سکے وصی مصطفےٰ اور نفس رسول کی دشمنی میں زور لگا لے

شکار گاہ میں ہشام بن عبد الملک کا ایک ایسے بوڑھے سے ملنا جو دقیق سوال و جواب سے آگاہ تھا

بیان کرتے ہیں کہ ایکدن ہشام بن عبد الملک جنگل میں سیر کر رہا تھا اتفاقاً غبار اٹھتا نظر آیا۔ ملازموں سے کہا اسجگہ ٹھیرو اور خود ایک غلام کے ساتھ اطراف چلا۔ قریب پہنچکر ایک قافلہ نظر آیا جو ہر قسم کی جنس لا رہا تھا ہشام نے اس میں ایک ضعیف العمر آدمی دیکھا جو سب سے زیادہ خوبصورت اور ممتاز شخص معلوم ہوتا تھا اس سے پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے۔ تیرا وطن کسجگہ ہے بڈھے نے جواب دیا میرا وطن کوفہ ہے مگر تجھے اس سے کیا مطلب اگر میں تو بجھے سب سے زیادہ معزز قبیلہ سے ہوا تو تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا اور اگر میں سب سے زیادہ ذلیل گروہ میں سے ہوا تو اس میں تیرا کچھ نقصان نہیں اور جس امر سے کوئی نفع یا نقصان متعلق نہیں تو اسکا پوچھنا ہی کیا۔ ہشام نے کہا مجھے تیری بات سے معلوم ہوا کہ تو اپنا حقیقت حال کہتے ہوئے شرم کرتا ہے۔ ہشام بھینگا اور بدصورت تھا۔ بوڑھا ہنسا اور بولا میں تیرے کمینہ نسب کو تیری بدصورتی اور کریہ شکل سے پہچان لیا اور اگر مجھے اپنی تعریف کرنے پر مجبور ہی کرتا ہے۔ آگاہ ہو کہ میں اس قبیلہ سے ہوں اور فلاں فلاں آدمی میرے قبیلہ میں سے ہیں۔ ہشام نے کہا اللہ اکبر تو بہت ہی عیب دار نسب والا ہے اور جو شخص برے قبیلہ سے ہو اسے شکر کرنا چاہیے۔ بڈھے نے کہا اسی صورت ریا اور حشیم تھہلا پر تو اوروں کے عیب نکالتا ہے ذرا اپنی تو کہہ کس قوم میں سے ہے اور تیرا حسب اور نسب کیا ہے ہشام نے کہا۔ میں قریش میں سے ہوں بڈھے نے کہا قریش بہت بڑا قبیلہ ہے اس میں اعلےٰ اور ادنےٰ وضیع و شریف سبھی شامل ہیں تو کس بطن سے ہے اور کیا صفات رکھتا ہے ہشام نے کہا میں بنی امیہ کے ان اراکین اور سرداروں میں سے ہوں جنکی شرافت اور بزرگی کی برابری کوئی دوسرا نہیں کر سکتا نہ کوئی جماعت اس گروہ سے انتقام لے سکتی ہے بڈھے نے یہ باتیں سنکر زور سے قہقہہ لگایا اور کہا اے بھائی بنی امیہ تجھے مرحبا ہے کہاں تک تو نے اپنی نسب کی نفاست کو چھپا کر رکھا اور مجھے اپنی نسبت غلط فہمی میں ڈالے رکھا خوب کیا کہ یہ بات کہدی اور میرے دل سے اس فکر کو دور کر دیا سچ ہے تو بہت ہی اچھی نسب منتخب خاندان۔ قابل تعریف گروہ اور عالی مرتبہ جماعت میں سے ہے تجھے ایسے نسب پر شرم آنی چاہیے کیا تو نے نہیں سنا کہ بنی امیہ زمانہ جاہلیت میں سود کھاتے تھے مسلمان ہوئے تو خاندان نبوت کے حقوق پر ہاتھ صاف کیا۔ تمہارا بڑا بڈیرا سردار زمانہ سابق میں شراب خور تھا اور اب ظالم ہے۔ تیرے قبیلہ نے چالیس معرکوں میں پشت دکھائی اور بھاگ کر اپنے بہادروں کو برباد اور اپنی آبرو کو خراب کیا بدلہ لینے سے عاجز رہ گیا ہے تو تو بڑی حقیر جماعت میں سے ہے جس کی ہر کچھ خصلت اور مذہب ہے اور دلیری و بہادری اس قسم کی۔ علاوہ ازیں تم سید المرسلین کی گواہی کے مطابق دوزخی بھی ہو۔ تمہارے مردوں کی عار کے سبب آنکھ نہیں ملا سکتے تمہاری عورتیں طبیعت کی بدی اور شہوت کے غلبہ کے باعث سر اونچا نہیں کر سکتیں۔ عقبہ جو بدر کے دن علم بردار تھا تم سے نسب ملاتا ہے اور ہندہ جو تمام عیبوں کی خزانہ مشہور تھی تم سے علاقہ رکھتی ہے صخر بن حرب یعنی ابوسفیان زمانہ جاہلیت میں شراب خوار اور بیکار تھا۔ جونہی دولت دنیا نے ذرا ساتھ دیا کئی مرتبہ جناب مصطفےٰ پر لشکر لے کر چڑھائی کی اور جبوقت اسلام میں لایا گیا تو حسن اعتقاد کی توفیق میسر نہوئی یہ بھی تمہیں میں سے تھا۔ معاویہ جس کی نسبت جناب رسالت مآب نے سات مرتبہ ایسا اور ایسا کہا ہے تمہارے سر کا سرتاج اور امام و پیشوا تھا وہ رسول خدا کے وصی اور چچا زاد بھائی کے ساتھ لڑا اور زیاد ولد الزنا کو اپنی نسب میں شریک کیا اور ذات القلائد کو جو اسکی منکوحہ اور طلاق تھی اپنے نکاح میں لایا جب اپنا آخری وقت آیا تو اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد بنایا سنت سو کو مٹایا

ہر ایک سنت کے عوض بدعت جاری کی اور اُس نے خونریزی کی عادت ڈالی اصحاب علی بن ابی طالب پر مسلط کیا۔ عقبہ بن ابی معیط کو جسے رسول اللہ نے قریشی نسب سے خارج فرما دیا تھا تم نے اپنے ساتھ ملحق کر لیا۔ ایسے عزیزوں میں سے ایک عورت اُس کے حوالہ کر دی حالانکہ وہ صفوریہ والوں میں سے یہودی تھا جس کی نسبت امیر المومنین علی نے فرمایا ہے کہ اُسے بہترین بندہ نے قتل کیا ہے اور تمہیں عار لگا دی تم ایسے پسندیدہ اور قابل تعریف لوگ ہو اُسکا بیٹا ولید جس نے کوفہ میں شراب پی کر صبح کے وقت بےشماری کی اور دو رکعت کے عوض چار رکعتیں پڑھا دیں اور اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں جس کی نسبت فاسق ہونا فرمایا ہے جس جگہ یہ ارشاد کیا ہے أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ وہی تمہارا ولید اور محمود ہے اور عبد الملک بن مروان جو کہ سب سے بڑا جاہل دوست اور سب سے زیادہ مصاحب امیر حجاج لعین تھا وہ بھی تمہارا رگ ہے وہ بدکاروں خیانت کرنے والوں اور بے وفاؤں کا جتھا ہے جس نے پیغمبر کی اولاد کو تہدید کیا اور گرجوں میں پتھر اور نجاست بھر بھر کر خانہ کعبہ میں پھینکے سب تمہارے ہی یار و عار اور مددگار تھے تمہارا پہلا مددگار دریا فی علاج اور آخری مکار ہے تمہارا رگ شرابی اور جھوٹا بے حیا ہے بوڑھا جب ان مذکورہ بالا باتوں کو بیان کر چکا تو ہشام ہکا بکا اور ششدر حیران کھڑا رہ گیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا جواب دے۔ غمزدہ حالت میں جانب لشکر پلٹا اور غلام سے کہا دیکھا اس بوڑھے نے ہمارا کیا حال کیا تجھے اس کی کچھ باتیں یاد ہیں جو بیان کر سکتا ہو۔ غلام نے کہا خدا کی قسم میں تو اُس کی باتیں سنکر ایسا ششدر اور متحیر ہو گیا تھا کہ اپنا نام تک یاد نہ رہا تھا۔ پھر اس طویل گفتگو کو کیا یاد رکھ سکتا میں نے تو کئی دفعہ چاہا کہ تلوار سے اسکا سر اُڑا دوں وہ تو بڑا ہی کافر بڈھا لسان شیطان اور برا آدمی تھا ہشام نے کہا اگر تو اسکے برخلاف کچھ کہتا تو ابھی میں تیرا سر قلم کر دیتا خبردار تجھے ان باتوں میں سے کوئی بھی یاد نہ رکھنی چاہیے نہ کسی سے ذکر کرنا ورنہ تو اپنی جان ضائع کرے گا ہشام نے اپنے خدمتگاروں کے پاس بھیجا ایک دستہ کو حکم دیا کہ اس شکل و شبیہہ کا ایک بڈھا قافلہ کے ہمراہ اس مقام پر ہے اسے میرے پاس پکڑ لاؤ اُن لوگوں نے اس دشت ویرانہ میں بہت کچھ ڈھونڈا۔ اور دیکھ بھال کی مگر کہیں پتہ نہ لگا کیونکہ ہشام کے پلٹنے کے بعد اسے خیال آیا کہ یہ سوار حاکم وقت معلوم ہوتا ہے اب میری گرفتاری کے لئے آدمیوں کو بھیجیگا اس لیے نہایت عجلت کے ساتھ راستہ سے علیحدہ ہو کر ایسی طرف سے نکل گیا کہ جہاں سے کسی عام و خاص کا گذر نہ تھا۔ ہشام اسوقت سے ہمیشہ اس شخص کی گرفتاری کے درپے رہتا تھا اور اس دن کی اُس چوک پر کہ اُسے گرفتار نہ کیا۔ افسوس کیا کرتا تھا۔ غلام بیان کرتا ہے مجھے اس بڈھے کا کہا حرف بحرف یاد تھا اور تمام باتیں مجھے سورۃ الحمد سے زیادہ ازبر تھیں لیکن میں نے اسوقت مصلحت نہ سمجھا اس لئے ہشام کے جواب میں انکار کر دیا اور سلامت رہا جب تک ہشام زندہ رہا میں نے ان باتوں کا ذکر کسی شخص سے بھی نہیں کیا۔ الغرض ہم پھر اسی جگہ سے بیان شروع کرتے ہیں کہ عبید اللہ حسن ابن علی کی یہ باتیں سنکر بہت شرمندہ ہوا اور واپس پھر گیا اور جو گفتگو باہمی ہوئی تھی معاویہ سے جا کہی اسکے بعد معاویہ نے شامیوں کی ایک جماعت کو طلب کر کے اہل عراق سے جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور کہا علی کے لشکر پر حملہ کرو شاید کچھ کام نکل آئے کیونکہ اس جنگ کو بہت عرصہ ہو گیا ہے ان لوگوں نے عراق والوں پر بڑا سخت حملہ کیا اور ایک ہزار سواروں کو بہت پیچھے ہٹا لے گئے امیر المومنین یہ حال دیکھکر گھوڑے پر سوار ہوئے آپ کے دوست بھی سوار ہو کر ساتھ ہوئے پھر بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے ان پر حملہ کیا۔ شامی تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ نکلے آپ نے فرمایا کہ ان نالائقوں کو پوری سزا دو چنانچہ امیر المومنین کی فوج اُن کے قتل کرنے پر مستعد ہو گئی ایک ہی حملہ میں سات سو شامی کاٹ چھانٹ کر گرا دیئے اور خود فتح و ظفر کے ساتھ اپنے ٹھکانے پر پلٹ آئے دوسرے دن سورج نکلتے ہی صف آرائی ہو گئی امیر المومنین علی علیہ السلام نے بھی اسلحہ سجے اور جناب رسول خدا کی سواری کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور آواز دی کہ اے ہندہ کے لڑکے ان خدا کے بندوں سے ہاتھ اٹھا اور ان کی خونریزی سے باز آ اور خود میدان میں آ کہ باہم کچھ دیر جنگ آزمائی کریں اگر تو غالب آیا مجھ پر فتح پائیگا اور ملک ہاتھ آ جائیگا اور اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے مظفر و منصور کیا تو مسلمان اس شدت اور رنج سے بچ جائیں گے معاویہ امیر المومنین کی آواز سنکر خاموش ہو رہا عبید اللہ بن عمر بن خطاب نے کہا اپنے اوپر عیب نہ لگا اگر تو ابو سفیان کا بیٹا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے شجاعت اور جنگ و جدال میں مہارت کامل حاصل ہے تو میدان میں جا ہم بھی تیری بہادری اور دلیری دیکھیں معاویہ پھر بھی چپ ہو رہا اور کچھ نہ بولا امیر المومنین نے

کچھ عرصہ تک گھوڑے کو میدان میں کاوے دیئے اور جب دیکھ لیا کہ معاویہ مقابلہ پر آنا نہیں چاہتا تو باگ اٹھائی اور اس کی فوج کے میمنہ و میسرہ پر حملے کرکے سب کو اتر و بتر کر دیا اور کئی شخصوں کو قتل کرکے اپنے لشکر گاہ میں واپس چلے آئے۔ عمرو عاص نے کہا اے معاویہ یہ تو اچھا ہوا کہ علی ابو طالب نے میدان میں آکر تجھے طلب کیا اور تو مقابلہ پر نہ نکلا معاویہ اس کی یہ بات سنکر بیٹھا اور بات ٹالکر اور اور ذکروں میں مشغول ہو گیا اب امیر المومنین نے اور رنگ کا لباس بدل کر پہنا اور معرکہ میں نکلکر مرد مقابل طلب کیا۔ عمرو عاص نکلکر آیا اس بےخبری میں کہ یہ کون شخص ہے اسنے رجز پڑھی اور کہا اے اہل عراق میں تم سے جنگ کرونگا اور اگر تم سب کے سب ابو الحسن ہی کیوں نہ ہو میں سب کو شمشیر سے پرزے پرزے کر ڈالوں گا امیر المومنین کو یہ بات سخت ناگوار گذری ضرورت سمجھکر اپنا نام ظاہر کر دیا۔ عمرو عاص آپ کا نام سنتے ہی سمجھا کہ شیر کے منہ میں آگیا گھبرا کر بھاگا امیر المومنین نے بھی گھوڑا اس کے پیچھے ڈالا اور قریب پہنچکر نیزہ رسید کیا۔ اتفاقاً نیزہ کی سنان اس کے ازار میں پہنچی اور عمرو کو گھوڑے سے گرا دیا وہ گدی کے بل زمین پر گرا ٹانگوں میں ازار نہ تھی پاؤں اونچے ہونے کے سبب اسکی ستر گاہ آشکارا ہو گئی امیر المومنین نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا تجھے خدا کی پھٹکار جا تو اپنی شرمگاہ کا آزاد کردہ ہے عمرو عاص موقع پاکر اٹھا اور بھاگ کر معاویہ کے پاس جا پہنچا معاویہ نے قہقہہ لگایا اور کہا اے عمرو تو نے ویسا کیا کسی شخص نے کوں دکھا کر قتل ہونے سے پیچھا نہیں چھڑایا اور جس شخص نے یہ حیلہ کیا اور کوں برہنہ کرکے جان بچائی ہے وہ تو ہی ہے علی عجب نیک خلق مرد ہے جس نے کسی کوں پر نظر ڈالنی گوارا نہ کی اور نہ چاہا کہ برہنہ کوں والے کو قتل کرے اگر کوئی اور ہوتا تو تجھے مار ہی ڈالتا لیکن انکی حیا اور کرم نے اسے روک دیا کہ تجھے قتل کرے چھوڑ دے اور ستر گاہ پر نظر نہ ڈالے۔ عمرو نے کہا اے پسر ابو سفیان تو کب تک یہ ذکر کئے جائیگا خدا کی قسم اگر تو میری جگہ اس حالت سے بھی وہاں ہوتا تو علی تیری جان لے ہی ڈالتا اور تجھے برہنہ کوں ہونے سے بھی اماں نہ ملتی میں دیکھتا تھا کہ جس وقت تجھے لڑائی کے لئے طلب کیا تھا تو تیرا رنگ زرد ہو گیا تھا اور منہ پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں تو اتنی بیہودہ بکواس نکر اور میرے ساتھ تمسخر کرنے سے باز آ تو ایسا دلیر اور بہادر نہیں جو مجھپر ہنس سکے عمرو عاص کہہ رہا تھا اور معاویہ خوش ہو ہو کر ہنستا تھا اور کہتا تھا اے ابا عبد اللہ اگر تو علی کے سامنے سے بھاگ پڑا کوئی ڈر کی بات نہیں مگر کوں کو برہنہ کر دینا اور ستر گاہ کو کھول دینا بہت ہی بڑی فضیحت اور رسوائی کی بات ہے۔ عمرو نے کہا ان باتوں کو جانے دے معرکہ آرائی کے لئے قدم بڑھا اور میدان میں نکل کہ تیری بھی دلیری اور بہادری دیکھوں

دوسرے دن آفتاب طلوع ہوتے ہی امیر المومنین نے اپنے آدمیوں کو طلب کیا جب سب جمع ہو گئے خطبہ پڑھا اور مسلمانوں کو اچھی اچھی نصیحتیں کیں اور اثناء خطبہ میں فرمایا اے لوگو خدا تعالے نے تمہیں ایک کام کا حکم دیا اور ایک تجارت کی ہدایت کی ہے جسکی طرف متوجہ ہونا اور دلی رغبت رکھنا سبب حصول نجات اور موجب درجات عالیہ ہے تم جنتوں کی نعمتوں اور حوروں کو پا لوگے جیسا کہ کلام مجید میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ہ یعنے بے شک اللہ تعالے ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں ایسی صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ دھات کی دیواریں ہیں اس آیت شریف کے معانی پر غور کرو اپنی صفوں کو دھات کی دیواروں جیسی بناؤ زرہ والوں کو آگے رکھو اور جن شخصوں کے پاس اسلحہ کم ہیں انہیں پیچھے رکھو دلوں کو مضبوط اور قدم کو اپنی جگہ قائم رکھو۔ یہ باتیں لڑائی کے لئے ضروری ہیں اور ایسا کرنے سے تم پر تلوار کارگر نہیں ہوگی تمہارا دل قوی رہے گا جنگ کے وقت تیر کو اچھی طرح کھینچنا چاہئے کہ پورا کام دے سکے نیزہ کو سب سے اچھا ہتھیار سمجھو اور اسے ایسے شخص کو نہ دو جو تجربہ کار اور عمدہ سوار نہ ہو۔ صفوں میں سے نکلکر نہ بھاگو کیونکہ اس سے غضب الٰہی میں گرفتار ہوگے آگاہ ہو کہ احتیاط اور بچاؤ حکم کو رد نہیں کر سکتا اور دلیری زندگی کو گھٹا نہیں سکتی مقررہ موت اور حکم خدا کو کوئی شے نہیں ہٹا سکتی جیسا کہ وارد ہے قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اگر اسوقت بچاؤ کروگے اور جنگ سے بھاگوگے تو اس صورت میں کہ حکم خدا یہی ہوگا کہ موت آجائے تو بھاگنے سے کوئی فائدہ نہ نکلیگا نہ تم بھاگ سکوگے جو کچھ زمانہ کی تبدیلیاں مقدر ہو چکی ہیں وہ دیکھنی ہی پڑیں گی اس لئے دل کو حکم الٰہی کے تابع کرو اور صبر سے طالب امداد ہو کیونکہ صبر سے ظفر حاصل ہوتی ہے امیر المومنین کے سچے دوستوں اور پکے ہوا خواہوں نے بڑی خوشی اور مسرت سے آپ کا یہ فرمان قبول کیا اور عرض کی ہم آپ کے غلام مطیع فرمان دار

ہیں جان و دل سے زیادہ آپ کو عزیز رکھتے اور آپ کے خیر خواہ ہیں جس امر کے لئے حکم دیں گے دل و جان سے بجا لائینگے اور جبتک ذرا سی بھی جان تن میں باقی ہوگی خدمت گزاری میں دریغ نہ کریں گے امیر المومنین نے اُن کو دعا خیر دی پھر سوار ہوئے اور تمام لشکر آپکے ہمرکاب مستعد ہوگیا جسوقت رزمگاہ میں آئے ایک شامی بہادر مسیح بن بشر حرامی نے قوم بنی حرام کے پاس آکر کہا اے بھائیو میری مدد کرو میں چاہتا ہوں کہ آج کچھ نمایاں خدمت ادا کروں لوگ علی کی دلیری اور بہادری کی بڑی تعریف کرتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اُسے دیکھوں اور اُس کے ساتھ جنگ کروں بنی حرام میں سے کسی نے بھی اُسکا ساتھ نہ دیا ناچار گھوڑے کو چابک لگا کر میدان میں آیا اور کہا علی کو بتاؤ کہاں ہے میں اس سے جنگ کرونگا۔ عدی بن حاتم طائی گھوڑا بڑھا کر میدان میں آیا اور کہا یہ شیخی کب تک میں تیرے مقابلہ کے لئے آ پہنچا دکھا کیا ہنر رکھتا ہے حرامی نے یہ بات سنکر عدی پر حملہ کیا اور عدی نے اسکے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ فوراً گھوڑے سے گر کر مر گیا اب خالد بن معمر دوسی جو زمانہ کے مشہور و معروف بہادروں میں سے بڑا نامور شخص تھا امیر کی فوج میں سے نکلا اور میدان رزم میں کھڑے ہوکر بولا اے عراق و حجاز کے باشندو تم میں سے کون اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ فروخت کرتا اور میرا ساتھ دینا چاہتا ہے کہ میں اس بدذات گروہ سے جنگ کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کروں۔ ہر ایک قبیلہ سے سوار و پیدل غول کے غول نکلنے شروع ہوئے یہانتک کہ اس کے پاس نو ہزار بہادر جمع ہوگئے سب اسکے ہمراہ ہولئے اور تلواروں کے میان توڑ کر اُس کے سامنے ڈالدیئے پھر شامیوں کے معرکہ کیطرف متوجہ ہوئے بہادرانہ حملہ کئے اور ایسی کارزار کی کہ کبھی نہ دیکھی نہ سنی گئی اور نہ کسی تاریخ یا جنگنامہ میں اس جیسی لڑائی پائی جاتی ہے لڑتے بھڑتے معاویہ کے سراپردہ تک پہنچ گئے معاویہ یہ حال دیکھ کر نکل بھاگا اور شامی لشکر میں جا چھپا خالد سراپردہ کے اندر گھس گیا اور جسقدر سامان و اسلحہ موجود پایا لوٹ لیا۔ اب معاویہ نے ایک چال چلی ایک قاصد خالد کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ تو جنگ اور لوٹ میں اسقدر سختی کیوں کرتا ہے اس حرکت سے باز آ اگر میں فتحیاب ہوگیا تو خراسان کی امارت تیرے حوالہ کروں گا خالد کو خراسان کی امارت کا لالچ آگیا معاویہ کی شرط قبول کرکے اسی جنگ سے ہاتھ روک لیا اور اپنی قیام گاہ پر پلٹ آیا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین علی کو بار میں تمہید کردیا اور معاویہ کا کام بگڑگیا تو خالد بن معمر معاویہ کے پاس پہنچا جو شی اسکے ہمراہ تھا معاویہ نے ان دونو کو دیکھکر بہت سخت و سست کہا اور گالیاں دیں اور سامنے سے دھتکار کر نکالدیا اور اُسکے اُس روز کے حملے کرنے یاد دلائے وہ چپکے کھڑے رہ گئے جب معاویہ اپنے کام سے فارغ ہوگیا تو خالد نے یہ قطعہ پڑھا **قطعہ** معاوی لا تحمل علینا قاسیا + نزلل فی المحرب العصیب معاویا + متی تدع فینا دعوة ربعیة + یجبک وحال المحصون العوالیا + فان تطعنا یابن حرب بمثلہا + تکن خیرہم تدعوا و کنت داعیا + وکنت امرأ اھوی العراق واھلہا + وکنت حجازیا ولمراک شامیا + فلا تجھما واحتم الیک قلوبنا + ما لک فی وحلم و ما کنت جانیا + وذو عنک شیئا قد مضی لسبیلہ + علی ای حالة مصیبا وخاطیا + معاویہ نے یہ اشعار سنکر خطا معاف کردی اور کہا میں نے تجھے معاف کیا۔ پھر خزانچی کو حکم دیا کہ پچاس ہزار دینار میرے خزانہ سے لیکر خالد کے گھر پہنچا دے۔ بیس ہزار خاص خالد کو دے اور تیس ہزار اُس کے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردے + الغرض ہم پھر اصل مطلب بیان کرتے ہیں دوسرے دن ابو ہریرہ اور ابو درداء لشکر امیر المومنین سے نکلکر معاویہ کے پاس گئے اور کہا تو مسلمانوں سے کیوں جنگ کرتا ہے اور کس لئے ہزارہا مسلمانوں کی خونریزی چاہتا ہے سچ یہی ہے کہ علی ابن ابی طالب خلافت کے باب میں اولیٰ تر ہیں کیونکہ دین کے اختیار کرنے میں سب پر سبقت رکھتے ہیں اور جو فضیلتیں آپکو اسلام میں حاصل ہیں اور جہاد رسول خدا کے سامنے کئے ہیں نیز ہجرت میں بھی اول درجہ رکھتے ہیں اور تو بھی اور سب لوگوں کی نسبت اُن کے وسائل حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ اور علم و فضل اور خصائل جملہ سے بخوبی آگاہ ہے اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ آپکے اخلاق حسنہ اور محامد نفسی تجھ سے بیان کریں علاوہ ازیں تو خلافت کا مستحق نہیں ہو سکتا پھر کس لئے دنیاوی طمع کے سبب جس پر خدا کی لعنت ہے تو ایسے شخص سے جھگڑا اور فساد رکھتا ہے اور اپنے دین میں خلل ڈالتا ہے۔ اے پسر ابو سفیان خدا سے ڈر اور خدا اور رسول خدا کا اپنا دشمن نہ بنا ہم یہ باتیں محض تیری بھلائی کے لئے کہتے ہیں آئندہ تجھے اختیار ہے **ع** در دہر بکام دل سر افراشتہ گیر + ملک عرب و عجم بخود داشتہ گیر + تا در نگری آنچہ مراد دل تست

برداشتہ گیر بار بگذاشتہ گیر۔ یعنی فرض کرے کہ دنیا میں اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ عرب وعجم کا ملک فتح کر لیا ہے اگر غور کر کے دیکھے گا تو تمام دنیا مرادیں
حاصل کرنے کے بعد چھوڑنی ہوگی یکبارگی۔ معاویہ نے کہا میں اپنے آپ کو علی پر ترجیح اور فضیلت نہیں دیتا اور یہ نہیں کہتا کہ میں امر خلافت میں اُس سے زیادہ مستحق
اور لائق ہوں یا اُس کے علم وفضل سے انکار کرتا ہوں۔ علی ان پسندیدہ خصلتوں اور کریمانہ صفتوں اور ذاتی شرافتوں میں ایسا ہی ہے جیسا تم بیان کرتے ہو
بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ میں اُس سے قاتلانِ عثمان کو طلب کرتا ہوں اور وہ انہیں اپنے پاس فراہم کیے ہوئے ہے اور ہر روز ان کی عزت وحرمت اور مرتبوں میں
اور ترقی کیجاتی ہے انہیں میرے حوالہ نہیں کرتا مجھ میں اور اس میں دشمنی اور عداوت کا یہی سبب ہے اگر علی قاتلان عثمان کو میرے حوالہ کر دے تو پھر مجھے اُس سے کوئی عداوت
ودشمنی باقی نہ رہے پھر میں اُس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا اور جسطرح اور مسلمان متفق ہو گئے ہیں میں بھی اتفاق کر لوں گا بلکہ ہزارہا اور خدمتیں بھی بجا لاؤں گا
انہوں نے کہا اس امر کے علاوہ جو تو نے بیان کیا کہ عثمان کے قاتلوں کو طلب کرتا ہے کوئی اور بات بھی ہے یا نہیں معاویہ نے کہا اس کے سوا اور کوئی حاجت
نہیں انہوں نے کہا یہ آسان کام ہے ہم جاتے ہیں اور ابھی اس کام کو کر لاتے ہیں اور اس دشمنی اور لڑائی کو مٹا کر آتش فساد پر پانی ڈال دیتے ہیں۔ وہاں
سے اُٹھ کر امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر ہوئے شرطِ آداب بجا لائے اور بیٹھ کر عرض کی اے امیر المومنین آپ کی فضیلت وشرافت کا مرتبہ عالی سب لوگوں پر
آشکارا ہے اور آپ کی شان کی رفعت وبلندی آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور معاویہ ایک بے دین دنیا طلب شخص ہے اُس کے پاس بے وقوفوں جاہلوں اور لالچی
لوگوں کا اجتماع ہو گیا ہے آپ نے اپنے آپ کو اس مہم کی تردد میں مبتلا کر رکھا ہے اور سفر دور دراز قطع کر کے یہاں معرکہ آرا ہوئے ہیں۔ ہر روز طرفین سے
بے شمار خلقت ماری جاتی ہے اور مسلمان سخت رنج وتکلیف میں مبتلا اور ذلت وخواری میں گرفتار ہیں آپ بھی تمام دن دل پر صدمہ اُٹھاتے رہتے ہیں اور
رات دن اسی فکر اور سوچ میں کٹتے ہیں۔ معاویہ آپ سے صرف قاتلان عثمان کو طلب کرتا ہے کچھ اور نہیں چاہتا آپ انہیں اسکے حوالہ کر دیں۔ پھر یہ کاوش
وعداوت اور لڑائی جھگڑا اٹھ جائے گا۔ ہم معاویہ کے پاس گئے تھے اور اس معاملہ کا فیصلہ اس طریق پر کر لائے ہیں اگر آپ رضامند ہوں اور قاتلان عثمان کو اُسکے
حوالہ کر دیں تو وہ حضرت مبارک میں حاضر ہو کر بیعت کر لے گا امیر المومنین نے کہا اے اصحاب رسول معاویہ بڑا مکار فریبی اور فتنہ پرداز ہے تم نہیں جانتے کہ اس بیان
سے اس کی کیا مراد ہے تمکو اور تمام مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ جس دن عثمان کو قتل کیا ہے میں وہاں نہ تھا اور تحقیق طور پر مجھے معلوم نہیں کہ عثمان
کا قاتل کون شخص ہے اگر تم جانتے ہو بیان کرو انہوں نے کہا ہمنے سنا ہے کہ محمد بن ابی بکر ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اسکے ہلاک کرنے کا قصد کیا اور گھر میں
داخل ہوئے اور عمار یاسر اشتر نخعی عدی بن حاتم طائی۔ عمر بن حمق خزاعی وغیرہ تھے آپنے فرمایا جاؤ ان لوگوں کو بلا لاؤ ابوہریرہ اور ابو درداء نے جا کر ان
لوگوں کو بلایا اور کہا تم نے عثمان کو مارا ہے امیر المومنین نے ہمکو حکم دیا ہے کہ تمہیں پکڑ کر قصاص میں قتل کریں یہ کہنا تھا کہ تمام لشکر پر جوش ہو کر بولا اے ابوہریرہ
اور اے ابو درداء قتل عثمان کے دن تمام مہاجر وانصار اور صحابہ مدینہ میں موجود تھے کسی نے بھی اس کی مدد نہ کی سب علیحدہ رہے کیونکہ وہ طریقہ شرع پر
نہ چلتا تھا ہر روز اُس سے اور اُس کے ظالم عاملوں سے کوئی نہ کوئی ایسا ہی امر سرزد ہوتا تھا جس کی برداشت کسی سے نہ ہو سکتی تھی لوگ دشمن بن گئے ہر ایک
گروہ کے بہت سے لوگ بھڑک اُٹھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ۔ طلحہ وزبیر نے متفق ہو کر فساد کی آگ بھڑکائی اور سب سے پہلے جو شخص عثمان کے مکان پر چڑھا طلحہ
تھا اس کے علاوہ عثمان نے معاویہ کے پاس قاصد بھیجکر مدد طلب کی تھی معاویہ نے مدد بھی منظور نہ کی اگر وہ مدد کرتا تو اس میں شک نہ تھا کہ عثمان قتل نہ ہوتا
پھر یہ سب باتیں تمہیں اچھی طرح معلوم ہیں معاویہ نے تمہیں بے وقوف پاکر ان غلط باتوں سے دھوکہ دیا ہے تم اس بات سے باز آؤ اگر زیادہ درپے ہوگے تو تمہیں بھی
عثمان کے پاس پہنچا دیں گے قتل عثمان میں دس ہزار شمشیر زن شریک تھے تم دو آدمی ہمیں کسطرح ہلاک کر سکتے ہو ابو درداء اور ابوہریرہ یہ باتیں سُنکر حیران رہ گئے
کچھ نہ کہہ سکے اور امیر المومنین کے لشکر سے نکلکر معاویہ کی فوج کیطرف چلے اور باہم کہتے جاتے تھے کہ بڑی مشکل کی بات ہے یہ فساد کسطرح نہ مٹ سکیگا معاویہ کے
کے پاس پہنچکر جو کچھ کہا اور گذرا تھا مفصل کہہ سنایا پھر وہاں سے نکلکر شہر حمص میں عبدالرحمٰن بن غنم کے پاس گئے جو معاذ بن جبل کا دوست تھا اور اُس کے

بعد شامیوں کو علم فقہ اور طریق اسلام اور احکام دین کی تعلیم کرتا تھا۔ پھر دونوں نے اُس سے وہ تمام حالات جو معاویہ اور امیر المومنین علی کے مابین ظہور میں آئے اور کہے سُنے تھے بیان کئے اور امیر المومنین کے لشکر میں دس ہزار شخصوں کا جمع ہونا اور تلواریں کھینچکر یہ کہنا کہ ہم سب قاتلان عثمان ہیں کہہ سنایا۔ عبد الرحمن نے کہا مجھے تم پر تعجب آتا ہے تم دونو سمجھ دار اور رسول خدا کی صحبت یافتہ اور تمام حالات سے آگاہ ہو اور جانتے ہو کہ جسدن عثمان کو مدینہ میں قتل کیا ہے تمام مہاجر وانصار موجود تھے کسی نے بھی مدد نہ کی اور نہ کسی دشمنی کرنے والے کو روکا اور یہ امر بھی آفتاب سے زیادہ روشن اور تمہیں معلوم ہے نہ اس کے بیان کرنے کی کچھ حاجت ہے کہ جو شخص حضرت علی ابی طالب سے بیعت کرے گا وہ اُس شخص سے اچھا ہے جو معاویہ کی بیعت اختیار کرے گا کیونکہ معاویہ طلقا میں سے ہے اور انہیں خلافت کرنا جائز نہیں ہے تم یہ سب باتیں جان کر بھی معاویہ کے پاس پیغام لیجاتے اور اُمت محمدؐ کے معاملہ میں اس سے فیصلہ چاہتے ہو یہ تو نہایت ہی عجیب وغریب معاملہ ہے جو میں تم سے سنتا ہوں قصہ کوتاہ ابوہریرہ اور ابو درداء کی سفارت وپیغام بری سے کچھ فائدہ نہوا۔ انکی وساطت اور فہمائش کارگر نہوئی بلکہ آتش فساد زیادہ مشتعل ہوگئی اور اسکی لپٹیں زیادہ دور دور تک پہنچنے لگیں دوسرے دن لشکر صف بستہ ہوکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے عمر عاص نے آگے بڑھکر قبیلہ عک کو بلایا اُس نے اسکا ساتھ دیا اب وہ رجز پڑھتا ہُوا میدان جنگ میں ادھر ادھر مرکب کو کاوے دینے لگا مگر ڈر ڈر کر قدم بڑھاتا تھا ادھر سے اشتر نخعی نے دیکھا کہ قبیلہ عک زیادہ بڑھ آیا ہے اور عمرو عاص کے زیر حکم ہے قبیلہ مدحج کے تین سو سوار ہمراہ لے کر نکلا اور قبیلہ عک کا رخ کیا دونوں میں جنگ ہونے لگی اشتر عین ہنگامہ کارزار میں عمرو عاص کو تلاش کرتا پھرتا تھا کہ دیکھ پائے تو اسپر وار کرے اُسی اثنا میں دیکھا کہ وہ گھوڑے کو دوڑاتا رجز پڑھتا ہُوا اپنی تعریفوں کے پل باندھ رہا ہے اشتر نے اُسپر حملہ کیا وہ بھاگ کر قبیلہ عک کے سواروں میں جا چھپا اب اشتر نے اپنے سواروں کو حکم دیا کہ تان یکبارگی حملہ کرو اور قبیلہ عک کے سواروں کو پیچھے ہٹا لے جاؤ شاید اس حملہ میں ہم عمرو کو دیکھ پائیں اور گرفتار کرکے یا وار لگا کر اُسکے شر کو مٹا دیں اُس کے ہمراہیوں نے کہا ہم ایسا ہی کرینگے اور دفعۃً اس جوش وخروش سے حملہ کیا کہ قبیلہ عک کو ہٹاتے ہوئے سراپردہ معاویہ تک جا پہنچے اور اُسی سے زیادہ سوار مار ڈالے اور عمرو کو بھی اشتر کے ایک ساتھی نے گرد وغبار میں دیکھ پایا اور نیزہ رسید کیا جس سے عمرو عاص سخت زخمی ہوکر بھاگا اور خیموں میں جا چھپا قبیلہ عک کے اکثر آدمی زخمی وخستہ ہوگئے آج معاویہ بہت حیران وپریشان ہوا کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا تدبیر کرے بیحد گرد وغبار بلند تھا اور برچھیوں پر برچھیاں اور تلواروں پر تلواریں پڑنے کا اور بہادروں کے نعرہ رن ہونے کا غل وشور آسمان تک جا رہا تھا اسی ہنگامہ میں ام سنان مدحجہ بھی ایک ٹیلہ پر کھڑی ہوئی شامیوں کو گالیاں دے رہی تھی اور اپنی قوم والوں کا دل بڑھاتی جاتی تھی معاویہ اُسے دیکھ رہا تھا اور اُسکی آوازیں سنتا تھا آج بھی لڑائی نے صبح سے شام تک طول کھینچا جب رات ہوگئی دونو لشکر آپس سے علیحدہ ہوکر قیام گاہوں کو پلٹ آئے معاویہ رات بھر سخت غمناک رہا اور اپنے دوستوں اور خواصوں سے کہتا تھا کہ مجھے اپنے اسقدر سرداروں اور بہادروں کے قتل ہو جانے کا وہ صدمہ نہیں ہوا جو ام سنان کی دل خراش باتیں اور شامیوں کو گالیاں دینا دلگیر کھٹک رہی ہیں اگر زمانہ نے ساتھ دیا اور میں نے فتح پائی تو میں نہیں جانتا کہ اسکو کیسی سزا دوں گا حکومت معاویہ کے کام نے رونق حاصل کی تو ام سنان مدینہ سے داخل شام ہوکر معاویہ کے دروازے پر آئی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی معاویہ نے کہا اسے میرے روبرو لاؤ جب سامنے آئی سلام کرکے بیٹھ گئی معاویہ نے کہا اے ام سنان اور مدحج کی بہن تو کس کام کے لئے آئی اور کیوں مدینہ سے شام میں داخل ہوئی۔ مجھے تیری وہ دل شکن باتیں اور بکروہ گالیاں یاد ہیں جو تو نے شام والوں کو دی ہیں اور جس جس طرح سے ہمیں بُرا کہا اور اپنی قوم کو ہمسے لڑنے کے لئے اکسایا اور دل بڑھایا ہے۔ ام سنان نے کہا میری بات سُن اے معاویہ تیرے بڑے عبد مناف والے بڑے خلیق اور روشن حسب والے ہو گذرے ہیں اُن کی عادت تھی کہ جب کسیکی خطا معاف کر دیتے تھے تو پھر اُس کے سر نہ ہوتے تھے اور حلم کے بعد جہالت کو اور معافی کے بعد سزا کو کام میں نہ لاتے تھے اور کوئی شخص تجھ سے زیادہ اس بات کا سزاوار نہیں کہ اپنے بزرگوں کی پیروی کرے اور اُن کی پسندیدہ عادتوں اور نیک خصلتوں پر چلے ۵ العفو والحلم تفاخر بود کہ در قرآن العفو والحلم تمدح ہے کند مولے یعنے معافی اور بردباری پر فخر حاصل کرنا چاہئے کیونکہ قرآن شریف میں خدا بھی معافی اور بردباری کی تعریف فرماتا ہے (جس

حکایت ام سنان با معاویہ

باپ دادا کی سنت کو قائم رکھ اور مجھ ضعیفہ کی خطا معاف کر معاویہ نے کہا کیا تو نے جنگ صفین کے دن یہ اشعار کہے تھے ع عزب الرقاد فمقلتی لا ترقد

والليل يصدر بالهموم و يورد + يا آل مذحج لا مقام فشمروا + ان العدو لآل احمد مقصد + هذا علی کالهلال تحفه + وسط السماء من الكواكب اسعد + خير الخلائق وابن عم محمد + وكفاه شرفاً بالامام محمد + مازال مذ عرف الحروب مظفراً + والنصر فوق لوائه قد يقعد + ام سنان نے کہا ہاں یہ اشعار میں نے ہی کہے تھے اگر حضرت علی زندہ ہوتے تو ہم کبھی تیرے پاس نہ آتے کیونکہ میں انکو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھی اور سچ یہ ہے کہ وہ اسی قسم کی تعریف و توصیف کے مستحق تھے اور میں کیا ذکر کروں جو حضرت علی کی صفات حمیدہ میں سے ہزار ایک یا صد ہزار میں سے تھوڑا بھی بیان کر سکوں ان کی خصلت پسندیدہ ایک یہ بھی تھی کہ امت محمد صلعم کے حق میں نہایت شفیق و مہربان اور خیر خواہ تھے سب لوگ انکو اپنے ماں باپ جیسا مربی اور پرورش کنندہ سمجھتے تھے میں ایک دفعہ کسی حاجت کے لئے آپ کی خدمت میں گئی حسب اتفاق اسوقت پہنچی کہ آپ جانماز پر کھڑے تھے اور نماز کی نیت باندھنے کو تھے مجھے دیکھکر نماز شروع نہ کی اور بڑی مہربانی اور شفقت سے مخاطب ہوکر فرمایا اے ام سنان تجھے کوئی کام درپیش ہے میں نے کہا ہاں اے ابوالحسن اور صورت بیان کر دی کہ عامل صدقات نے مجھ پر زیادتی کی ہے امیر المومنین نے اسیوقت جانماز پر بیٹھے بیٹھے دوات قلم اور کاغذ طلب کر کے اس کے نام تاکیدی فرمان لکھا کہ خدائے پاک اور اس کے رسول کی قسم میں نے تجھے ظلم کرنے کی اجازت نہیں دی میں ظلم سے رضامند نہیں ہوں ان حرکتوں سے باز آ خلقت کو مت ستا اور خدائے پاک اور اسکے رسول کو جور و جفا کر کے اپنا دشمن نہ بنا ظلم و ستم کو ترک کر اور مسند حکومت پر سے اٹھ کھڑا ہو حکومت سے دست بردار ہو میں کسی اور کو جو مہربانی اور پرورش خلق اور انصاف کرنے میں تجھ سے بہتر ہوگا تیری جگہ مقرر کرونگا والسلام پھر اس فرمان کو اسی طرح بغیر بند کئے میرے حوالہ کر دیا اور عذر کیا پھر جانب آسمان منہہ کر کے کہا اے خدا تو تمام بھیدوں سے آگاہ ہے اور پوشیدہ امور تجھ پر عیاں ہیں تو ہی میرا گواہ ہے کہ میں نے اس عامل کو ظلم کی اجازت نہیں دی ہے اس کے ظلم سے رضامند نہیں ہوں اسکے بعد سواری اور راستہ کا خرچ دیکر مجھے رضامندی سے واپس بھیجدیا میں اس عامل کے پاس آئی خط حوالہ کیا۔ پڑھکر اسیوقت اپنے ظلم سے باز آیا اور مجھے خوش کر دیا اے معاویہ اب حضرت علی دنیا سے رحلت فرما گئے اور تو خلیفہ ہو گیا مجبور ہو کر تیرے پاس آئی اب تو معافی کا برتاؤ کر اور جس کام کے لئے آئی ہوں اسے لطف و کرم سے پورا کر ایک ہمنشین نے کہا اے مذحج کی بہن کیا یہ اشعار علی کے غم میں تو نے نہیں کہے ع اما هلكت ابا الحسين فلم تزل + بالحق تعرف هادياً مهدياً + فاذهب عليك صلوات ربك مادعت + فوق الغصون حمامة قد كنت بعد محمد خلفاً لنا + اوصى اليك بنا فكنت وفيا + فاليوم لا خلف يؤمل بعده + هيهات نمدح بعده انسيا + ام سنان نے کہا تو سچ کہتا ہے یہ اشعار میرے ہی کہے ہوئے ہیں اسوقت طبیعت اشعار گوئی پر قادر تھی اور زبان گویا اور اے معاویہ آج تو میری آرزو کو پورا کر دے تو تیرے حق میں اس سے بھی بہت زیادہ لکھوں اور تیری بہت کچھ تعریف کروں مگر تیرے ایسے ایسے خدمتگار موجود ہیں جو ہر وقت آگے پیچھے اسی قسم کی باتیں کہتے اور سناتے رہتے ہیں اور تیرے دلکو ہماری طرف سے برگشتہ کرتے رہتے ہیں اے معاویہ اگر کوئی گروہ تیرا دشمن ہے تو اسی سبب سے اور اسی قسم کے لوگوں کی وجہ سے ہے ایسے خدمتگاروں کو دور کر ان کی بیہودہ بکواس جھوٹی گپوں اور بے بنیاد باتوں کو نہ سن پھر دیکھنا کہ زمانہ میں تیرے کسقدر ہواخواہ ناصح دوست اور شفیق ہمنشین اور عقلمند مصاحب میسر ہو جاتے ہیں معاویہ نے کہا کیا تو نے ہی علی کی تعریف میں ایسے ایسے اشعار لکھے اور اسقدر مناقب و فضائل سے اس کی مدح کی ہے ام سنان نے کہا سبحان اللہ حضرت علی کی تعریف ان اشعار سے نہیں ہو سکتی نہ اسقدر مناقب و محامد سے ان کی شان ظاہر ہو سکتی ہے کوئی مجھ جیسا کیوں کر جھوٹ بول سکتا ہے اور کسطرح غلطی کا عذر کر سکتا ہے تجھے میرے اعتقاد کی خود ہی خبر ہے جب تک حضرت علی زندہ تھے ہم انکو تجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اب اللہ تعالی کی رحمت کے شامل حال ہو گئے تو اوروں سے زیادہ تجھے دوست رکھتے ہیں۔ معاویہ نے پوچھا تو مجھے کس گروہ سے زیادہ دوست رکھتی ہے ام سنان نے کہا مروان بن حکم اور سعید بن عاص اور انہی جیسے لوگوں سے معاویہ نے کہا ان لوگوں سے زیادہ مجھے کیوں عزیز رکھتی ہے اس نے کہا تیرے حلم کی خوبی اور معافی کے کرم کے سبب جو خدا تعالے نے تجھ میں ان لوگوں سے زیادہ عطا کیا ہے اور بہت

سے اور شخصوں سے مخصوص و ممتاز و مستثنیٰ کیا ہے۔ معاویہ نے کہا اے ام سنان تو بڑی حاضر جواب ہے اور مدح و ذم کو خوب آمیز کرتی ہے میں نے تیرا کہا ہوا اور تیری سب خطائیں معاف کر دیں جو کچھ گذر گیا میں اُسے یاد نہیں کرتا اب کہہ تیری کیا حاجت ہے کہ اُسے بر لاؤں ام سنان نے کہا میری یہ حاجت ہے کہ تو نے مروان بن حکم کو امارت مدینہ عطا کر رکھی ہے اور وہ اچھا برتاؤ نہیں کرتا نہ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آتا ہے مسلمانوں کی مستورات کی پردہ دری اور عورات مومنات کا تتبع کرتا ہے میرے ایک عزیز کو قید کر دیا ہے میں نے اس کے پاس جا کر سفارش کی تو مجھے بھی ایذا دی اور بہت ظلم کیا میں بھی ضبط نہ کر سکی اور میں نے بھی اسے زیادہ سخت اور کھلے سے زیادہ تلخ باتیں سنائیں پھر میں نے سوچی ایسے آپ کو ملامت کی اور تیرے پاس داد خواہی کے لئے آئی کہ تو میری امداد کر اور اپنے کمال حلم و فضل کے سبب میرے اس رشتہ دار کو اس ظالم کی قید سے چھڑا دے۔ معاویہ اس کی باتوں سے خوش ہو کر ہنس پڑا اور اس کی بیان کی لطافت و فصاحت پر تعجب کرتے ہوئے کہا تیری مراد حاصل ہے میں تیرے عزیز کی خطا کو دریافت نہیں کرتا تجھ سے اس کی برأت کے واسطے کوئی دلیل و حجت چاہتا ہوں مروان بن حکم کو اس کے قید کرنے پر ملامت کروں گا اور اسے چھڑاؤں گا گو یہ امر مروان کو ناگوار خاطر ہو گا ام سنان نے کہا میں تیرے بے حد حلم و کرم اور بے عدیل لطف و عدل سے یہ امر ذرا بھی بعید و مشکل نہیں سمجھتی اور جب وقت میں مدینہ سے چلی تھی مجھے پورا یقین تھا کہ تو معاف کرے گا اور میرے باب میں اسی قسم کا حکم دے گا۔ چلیا دیا ہے معاویہ نے کہا اس کے واسطے مروان کے نام فرمان جاری کرو کہ اس کے عزیز کو رہا کر دے اور کسی قلیل و کثیر کا خواستگار نہ ہو اور پھر ام سنان اور اس کے رشتہ داروں سے کوئی تعلق نہ رکھے اور ان پر معترض نہ ہو بلکہ ہر طرح سے ان کی رعایت کرتا رہے یہ حکم لکھ کر ام سنان کے حوالے کر دو اور اسے خوش کر کے رخصت کرو۔ ام سنان نے کہا میں واپس کس طرح جا سکتی ہوں میری سواری کا جانور دبلا ہونے سے چلنے کے قابل نہیں رہا اور سفر خرچ بھی ختم ہو گیا ہے معاویہ نے کہا اسے ایک سواری اور ایک ہزار درم بھی دیدو۔ ام سنان نے کہا تو مجھے ایک ہزار درم دینے سے بھی زیادہ کریم ہے معاویہ ہنس پڑا اور کہا دس ہزار درم اور دو عمدہ سواری اور جس قسم کا کپڑا اسے درکار ہو اس کے لئے مہیا کر دو کہ وہ بہت خوش ہو کر جائے ام سنان نے حسب منشا وہاں لکھوا کر اور دس ہزار درم اور سواری لے کر شاداں و فرحاں جانب مدینہ مراجعت کی۔ القصہ اشعث بن قیس کی کوئی بات لوگوں نے جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہدی آپ سنکر رنجیدہ ہوئے اور اشعث کو اس کی قوم کی سرداری سے برطرف کر دیا اور اس سے علم لیکر حسان بن مخدوج ذہلی کے حوالہ کر دیا امیر اشعث کے قبیلہ کے امیر اور کندہ کے رئیس امیر المومنین سے ناراض ہو گئے اور حسان بن مخدوج کے عزیزوں اور ان میں بہت جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ جنگ بڑی واقع ہو حسان کے عزیز جو ربیعہ قوم کے رئیس اور سردار تھے سادات کندہ کے پاس آئے اور کہا یہ ناراضی کی بات نہیں ہے تمہارا امیر اشعث بن قیس زمانہ جاہلیت میں ملکیت اور اسلام میں سرداری اور سروری رکھتا ہے اور ہمارا امیر حسان بھی مرد بزرگ اور مشہور ہے کوئی دہقانی گمنام شخص نہیں ہے امیر المومنین نے جو ریاست و امارت اُسے دی ہے وہ بھی اس کی قابلیت رکھتا ہے حسان نے اپنی قوم سے کہا ٹھیرو میری بات سنو میں کچھ کہنا چاہتا ہوں پھر اشعث بن قیس سے مخاطب ہو کر کہا اے بھائی تو ملول نہ ہو اگر امیر المومنین علی نے یہ علم مجھے دیدیا ہے تو کیا ہوا۔ علم موجود ہے اٹھا لے میں نے اپنا علم تجھکو دیا اور اپنی قوم سے کہدوں گا کہ وہ سب تیری ملازمت اور فرمانبرداری کریں گے تو میرا علم لے اور اپنا مجھے دیدے اشعث نے کہا معاذ اللہ میں ایسا نہ کروں گا کہ تیرا علم اسے علم کے عوض لے لوں۔ معاویہ نے بھی یہ خبر سن پائی کہ امیر المومنین علی نے اشعث کو معزول کر دیا ہے بہت خوش ہوا اپنے شاعر کعب بن جعیل کو بلا کر کہا کوئی حیلہ نکال اور کچھ شعر کہکر نا معلوم شخص کے ہاتھ اشعث کے پاس بھیجدے شاید وہ علی کا ساتھ چھوڑ دے اور ہمارے پاس چلا آئے کعب بن جعیل نے چند شعر لکھے جس میں ملک شام کی دولت و نعمت اور خوبی آب و ہوا کا ذکر کیا اور لکھا کہ بہت بڑی شرم کی بات ہے کہ علی معزول کر دے اور تجھے گوارا ہو جائے معاویہ کے پاس بھی بڑی دولت و حرمت اور نعمت کثیر موجود ہے یہاں آ جانا چاہئے۔ غرض اس مضمون کے کچھ اشعار لکھکر اشعث کے پاس بھیجدئے جب یہ اشعار اشعث کے پاس پہنچے تو سادات یمن کو خبر ہو گئی شریح بن ہانی مذحجی نے اشعث سے کہا خبردار کوئی اور ارادہ نہ کرنا اور نہ کسی اور خیال میں پڑنا معاویہ کی یہ غرض ہے کہ ہم میں فساد اور پھوٹ پڑے اور عداوت و مخالفت واقع ہو جائے اسکے سوا اس کی اور کوئی غرض نہیں ہے اس کی یہ خواہش نہیں کہ تیری حرمت و نعمت میں ترقی ہو

اسکی باتوں پر نہ جانا اپنے ارادہ پر ثابت قدم رہنا معاویہ جیسے مکر و فریب میں آمادہ خدا اور رسول کا دشمن ہے پھر معاویہ کے اشعار کے جواب میں ایک قطعہ لکھکر جسمیں سخت سخت باتیں تھیں معاویہ
کے پاس بھجوا دیا معاویہ نے پڑھکر جانا کہ میرا جادو اثر نہ کارگر ہوگا اسطرف کا خیال چھوڑ دیا اسکے بعد لشکر کو لڑائی کے لئے مرتب کیا اور صف بندی کرکے امیر المومنین کی
طرف بڑھا اور علموں کو شمار کرتا جاتا تھا دیکھا قبیلہ قضاعہ کا علم موجود نہیں ایک غلام کو جو اس کے پاس موجود تھا کہا نعمان بن جبلہ قضاعی سے جا کر کہہ تو کیوں معرکہ آرائی
کے لئے نہیں نکلا یہ سُستی کی عادت اور پست ہمتی کس واسطے اختیار کی ہے مجھے مجبور نہ کر کہ قضاعہ کی امیری سے تجھے معزول کرکے کسی اور شخص کو جو تجھ سے زیادہ مستعد اور
بے عیب و خیرخواہ ہو اور حرب و ضرب میں زیادہ جانفشاں تیری جگہ مقرر کر دوں وہ غلام نعمان کے پاس گیا اور معاویہ کا پیغام سنایا اسیوقت قضاعہ کا لشکر گروہ در گروہ
نکلنا شروع ہوا اور اپنی جگہ پر آ جما معاویہ انہیں دیکھ رہا تھا کہ نعمان بن جبلہ پر نظر پڑی کہ غصہ میں بھرا ہوا آ رہا ہے معاویہ نے دور ہی سے اُس کے چہرہ کا تغیر اور آثار غضب
دیکھ پائے۔ کہا اللھم انی اعوذ بک من شر لسان ھذہ المقبل یعنی اے خدا میں اس آنے والے شخص کی زبان کی شر کے لئے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں نعمان معاویہ
کے قریب آکر گھوڑے پر سے اتر پڑا اور بیٹھکر شمشیر کا قبضہ اپنے زانو پر رکھ لیا اسقدر سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا معاویہ نے کہا اے ابا المنذر تجھے معلوم ہے کہ میں اس
لشکر میں سے کسی اور پر اسقدر بھروسہ نہیں رکھتا جسقدر قبیلہ قضاعہ پر یہی میرے لشکر کے رکن اور میری فوج کے بہادر جنگجو اور جلیل و فخیم ہیں آج تمام علم میدان
میں نکل آئے اور مستعد جنگ ہوکر اپنی اپنی جگہ قایم ہو گئے تھے مگر تم دیر میں نکلے۔ مجھے تمہاری توقف اور سستی کا سبب کچھ معلوم ہوا میں نہیں جانتا کیسے اسقدر
دیر اور کاہلی کیوں کی نعمان نے کہا اگر تونے ہمارے واسطے ہر روز ایک خوان لگا رکھا ہو اور بہت سی نعمتیں اسپر چن رکھی ہوں اور سرد شراب آراستہ اور بعض جو سودا
شرابیں مہیا کر رکھی ہوں اور طرح طرح کے میوہ اور پھل جمع کرکے ملاتا ہو تب بھی ایک وقت آنے میں توقف ہوجانا ممکن ہے کہاں یہ بات کہ تو ہمیں ہر روز حجازی
دلاوروں عراقی پہلوانوں کوفہ کے تیر اندازوں اور بصرہ کے شمشیر زنوں کے مقابلہ پر طلب کرتا اور ایسے لشکر کی جنگ کی ترغیب دلاتا رہتا ہے جسکا سردار علی بن طالب
ہے یہ مہم جیسا تونے سمجھ رکھا ہے انجام نہیں پا سکتی کیونکہ سینوں کو نیزوں اور نیزہ بازوں کے سامنے رکھدینا اور سروں کو شمشیر زنوں کے واروں تلے جھکانا کوئی
آسان کام نہیں اور میری فوج کو ایسے لشکر کے مقابلہ پر نکلکر ضرور کوئی نمایاں کام کرنا چاہیے اسلئے پورے ساز و سامان اور تیاری سے نکلنا لازم ہے نہ اسطرح
جیسا کہ تو خیال کرتا ہے کہ سب ہتھیار لگائے کمر باندھے آنکھیں کھولے کان لگائے موجود رہیں ادھر طبل جنگ کی آواز کان میں پہنچی ادھر بھاگتے دوڑتے میدان جنگ
میں نکل آئیں اور ہلاکت کے دریا میں کود پڑیں ہاں تونے مجھے پیغام دیا ہے کہ قضاعہ کی سرداری سے معزول کر دونگا اور کسی اور شخص کو جو زیادہ لائق مشفق و ناصح
ہوگا تیری جگہ مقرر کروں گا تو یہ بڑی عمدہ تدبیر سوچی ہے اور میرا حق بہت اچھی طرح ادا کرنا چاہا ہے اگر میں اپنے دین کو تیری دنیا کے لئے فروخت نہ کرتا اور تیری
اطاعت کو علی بن ابی طالب کی بیعت کے خلاف اختیار نہ کرتا تو کبھی ایسے لفظ نہ سنتا خطا مجھ سے ہوئی کہ راہ راست کو دیکھ بھال کر چھوڑ دیا اور جس محل سے مجھے سعادت
حاصل ہوتی ہے اُس سے برگشتہ ہوگیا ؏ رہ رہا کردہ ام ازانم گم + عز بگذاشتہ ام ازانم خوار + یعنے میں نے سیدھا رستہ چھوڑ دیا اسی لئے بھٹک رہا ہوں۔
میں نے عزت کی قدر نہ کی اسی وجہ سے ذلیل ہو رہا ہوں + مجھے خوب معلوم ہے کہ علی کے مقابلہ کے لئے مجھ سے زیادہ اور کسی نے تیری بات کو منظور نہیں کیا میں
ہر وقت تیری خدمت گذاری میں مشغول اور ہوا خواہ رہا ہوں پھر میں نہیں جانتا کہ میں نے ایسا کیا قصور کیا ہے جس کے عوض ایسی باتیں سننے کا مستحق اور ایسے
عتاب کا سزاوار ٹھہرا ہوں۔ معاویہ نے کہا اے ابو المنذر جو کچھ تو کہتا ہے سب سچ ہے آجتک تونے کسی خدمت میں کمی نہیں کی ہمیشہ خیرخواہ و درست رہا ہے اور
ہماری ہی طرف سے تمام قصور عائد ہوتے رہے ہیں اگر اس زمانہ اور اس دنیا نے وفا کی تو ہم عذر خواہ ہوں گے اور تیری نیک اور پسندیدہ خدمتوں کا بدلہ حسب
ممکن ہوگا بڑھ چڑھ کر دوں گا۔ اسوقت جو پیغام دیا تھا اُس سے صرف یہی غرض تھی کہ تو جلدی کرے اور تیری جگہ خالی نظر نہ آئے تو کچھ اور سمجھ بیٹھا لیکن یہ کہنا کہ راہ
راست کو چھوڑ کر میری خدمت اختیار کی ہے۔ ٹھیک نہیں کونسا حق اس سے زیادہ اچھا ہوگا کہ تو اس مظلوم خلیفہ کی خون خواہی کر رہا ہے جسے جرم و خطا
مار ڈالا ہے اور ظالم فاسق ناحق شناس بے رحم جماعت سے بدلا لے رہا ہے۔ نعمان نے کہا سبحان اللہ عجب گفتگو ہے تو اس بات کو مجھ سے کیونکر پوشیدہ رکھ سکتا ہے

میں تو یہاں کی کھال تک سے واقف ہوں کیا میں اس وقت کو بھول گیا ہوں جبکہ عثمان نے تجھ سے امداد طلب کی اور تو نے مدد نہ کی۔ حالانکہ اس وقت تو اُسے دشمنوں سے بچا سکتا تھا۔ آج تو اس کے خون کا بدلا لینے اُٹھا ہے۔ باوجودیکہ خلیفہ وقت علی کی موجودگی میں تجھے طلب خون عثمان کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اس جنگ سے تیرا مطلب ملکی طمع کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ میں نے ایسے معاملہ میں خطا کی عقبٰے کی بہبودی و درستی سے جاہل ہوا وطن چھوڑا تیرے پاس آیا اور تیری حرص کے لئے رسول خدا کے وصی اور چچا زاد بھائی سے لڑا جو شخص سب سے پہلے محمد مصطفےٰ پر ایمان لایا اور جس نے سب سے پہلے ہجرت اختیار کی وہ علی ہے اگر میں جسطرح تیرے پاس چلا آیا علی کی خدمت میں پہنچ جاتا تو آج میرے دینی اور دنیاوی دونوں کام ہزار درجہ بڑھکر درست ہوتے اور حضرت علی بھی مجھپر تیری نسبت بہت زیادہ لطف و کرم فرماتے اور یہاں کی نسبت وہاں بہت زیادہ عزت و حرمت حشمت و دولت اور جاہ و مرتبت حاصل ہوتی ؎ یک مرد کہ اندر مرا خویشتن + گم شدہ تدبیر و خطا کردہ ظن بہ یقینے میں ایسی حالت سے بہت غمناک ہوں تدبیر میں بڑی غلطی کی ہے اور برا خیال سوچا ہے۔ معاویہ نے یہ باتیں سنکر گردن جھکالی اور کچھ نہ بولا۔ عمر بن مُرہ جہنی اور حارث بن نمر حرمی نے جو معاویہ کے مشہور خادم اور نعمان کے رشتہ دار تھے اُٹھکر نعمان کو قسمیں دیں کہ اب خاموش ہو رہو زیادہ نہ بول کہ معاویہ کی طبیعت زیادہ پریشان اور غمگین ہوگی نعمان نے اُن کا کہنا مان لیا اور کچھ نہ بولا اور خاموشی کے ساتھ وہاں سے اُٹھکر اپنی قوم میں آملا اور اپنی جگہ پھر کھڑا ہو گیا اس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے دو زبردست اور بہادر دستے علیحدہ ہوئے سروں پر خود بدن پر زرہ پہنے اسلحہ چمکاتے گویا آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں آگے بڑھے اور اُن کے گھوڑوں کے سموں کا غبار تا بہ آسمان بلند ہوا۔ اُن میں سے ایک طاقت مذحج کے قبیلوں سے متعلق تھی اور اشتر نخعی اُن کا سپہ سالار تھا دوسری قوت قبائل ہمدان سے علاقہ رکھتی تھی اور سعید بن قیس کے زیر فرمان تھی ان دونوں فوجوں کے سوار نہایت جرار تھے آتے ہی معاویہ کے لشکر پر جا پڑے اور صفوں کو ہٹاتے ہوئے دور لے گئے نہایت سخت جنگ کی شامی لشکر کے بہت سے آدمی کام آئے اور قریب تھا کہ وہ شکست کھا کر بھاگ نکلیں معاویہ نے قاصد بھیجکر نعمان قضاعی سے درخواست کی کہ میری امداد کر دیکھ تو سہی کہ ان دو فوجوں نے مجھپر کیا آفت ڈھا رکھی ہے۔ جان لبوں پر اور چھری ہڈی تک پہنچ گئی ہے ایک تو ہی کوشش و دلیری سے باقی رہا ہوا ہے اگر تو مدد کرے تو ابھی تک جان باقی ہے نعمان نے قاصد کو جواب دیا کہ معاویہ سے کہدے کہ اس شخص کو ان فوجوں کے مقابلہ پر بلا جو مجھ سے زیادہ بے عیب اور ہوا خواہ ہو۔ معاویہ نے عمر بن مُرہ جہنی اور حارث بن نمر حرمی سے جو نعمان کے عزیز تھے کہا دیکھتے ہو کہ نعمان نے ہمیں کس وقت میں جواب دیا ہے اُس کے پاس جاؤ اور ملامت کرو میری طرف سے عمدہ عمدہ وعدے کر کے سمجھاؤ تاکہ وہ میدان میں نکلکر ان دونوں لشکروں کو پسپا کرے کیونکہ اُس کے بغیر اور کوئی انہیں دفع نہیں کر سکتا عمر بن مُرہ نے کہا اے معاویہ جب تجھے کوئی کام نہیں ہوتا تو ہمیں فراموش کر بیٹھتا ہے اور کبھی یاد نہیں کرتا نہ ہمارا کوئی حق یاد رکھتا ہے اور جب کوئی سخت مہم آپڑتی ہے تو ہم یاد آتے ہیں اور ہمیں مامور کرتا ہے معاویہ نے کہا ان باتوں کا یہ وقت نہیں پہلے اس کام کو انجام دو اور کوئی تدبیر سوچو کہ اس مہم سے فارغ ہو جائیں دونو نعمان کے پاس آئے اُسے بہت سا سمجھایا اور دلاسا دیا پھر کہا تجھے جو کچھ کہنا تھا تو نے منہ پر کہہ لیا اپنے دل کا بخار نکال ڈالا اب حد سے تجاوز کرنا اور اسکی مرضی کو خاطر میں نہ لانا مناسب نہیں آخر ہمیں اس بغیر چارہ نہیں۔ جب تو نے ایسا کام کو اختیار کر لیا تو انجام دیئے بغیر چھوڑ بیٹھنا داخل عیب ہے نعمان نے کہا میں ایسا ہی کروں گا پھر اپنی قوم بنی قضاعہ کو ہمراہ لیکر ان دونوں فوجوں پر حملہ کیا اشتر اور سعید نے بھی یہ دیکھکر کہ بنی قضاعہ نے ماتحتی نعمان حملہ کیا ہے اور زیادہ سخت کوشش اختیار کی باہم خوب جنگ ہوئی اور طرفین نے جانیں لڑا دیں شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا انجام کار نعمان اور اُسکی جمعیت کا زیادہ حصہ قتل ہو گیا آج طرفین میں سے ایک شخص نے بھی نماز نہ پڑھی تھی رات ہوگئی یہ دونو فوجیں علیحدہ ہوئیں اور اپنے اپنے قیام گاہوں کو پلٹ گئیں اور قضا نمازیں پڑھیں معاویہ نے مصلحتاً نعمان کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا اور آثار ملال ظاہر کرتا رہا مگر دل میں شاد تھا کہ وہ امیر المومنین علی سے محبت رکھتا تھا +

ابو نوح اور ذوالکلاع حمیری کی گفتگو

اسی جنگ و جدل کے اثنا میں ذوالکلاع حمیری نے ابو نوح کو آواز دیکر بلایا اور جب وہ آیا تو پوچھا کیا تو جا کر عمار یاسر سے کہہ سکتا ہے کہ وہ عمرو کے ساتھ بیٹھکر
کچھ گفتگو کرے اور باہم جانبین کی صفائی و صلح کے معاملہ میں مشورہ کریں اور ہم اس گفتگو کو سنیں ابو نوح نے کہا کیوں نہیں اور اسیوقت واپس جا کر عمار یاسر
سے ملا اور ماجرا بیان کیا عمار نے کہا میں آمادہ ہوں اور احسانمند ہوں عمار یاسر نے تیاری کی اور تیس مشہور و معروف صحابہ ہمراہ لئے یہ سب کے سب مالک بن حارث نخعی
اور عمرو بن حمق خزاعی کے سوا شریک جنگ بدر ہوئے تھے جب معاویہ کے پاس پہنچے تو معاویہ کے ایک مقرب صباح نام نے معاویہ سے کہا ذوالکلاع کو ابو نوح
کے ساتھ مکالمہ کی اجازت دینا میرے نزدیک مصلحت نہیں ہے کیونکہ وہ بڑا لسان مکار اور فصیح و بلیغ شخص ہے مبادا اپنی تقریر بیانی اور فصاحت سے ذوالکلاع
دھوکہ دیکر شک میں ڈالدے معاویہ نے کہا میں بھی مصلحت نہیں سمجھتا مگر میں نے اسے روکا تھا اور اسنے میرے کہنے کو سنا نہیں ذوالکلاع بزرگ شخص ہے وہ اپنی
بہتری کو برائی سے امتیاز کر سکتا ہے ایسا نہیں کہ ابو نوح اسے فریب دے سکے ذوالکلاع نے ابو نوح سے کہا آؤ عمرو عاص کے پاس چلیں اور عمار یاسر کے آنے
سے مطلع کریں اور اس معاملہ میں کچھ کہیں اس نے کہا ایسا ہونا چاہئے مبادا کوئی مجھے کچھ کہے یا معترض ہو۔ پھر اسکا جواب دینا ضروری ہوگا اور وعید لازمی ذوالکلاع
نے کہا تو مطمئن اور بے فکر رہ جب میرے ہمراہ ہوگا تو کسیکی کیا مجال جو تجھ سے بُرا یا درشت آمیز کلمہ کہے یا معترض ہو سکے ابو نوح اس کے ہمراہ ہو لیا اور عمرو عاص
کے پاس پہنچے وہ اسوقت ایک ٹیلے پر کھڑا لشکر کو ترغیب جنگ دلا رہا تھا ذوالکلاع نے کہا یا ابا عبداللہ میں ایک مشفق اور ناصح راست گو شخص کو لایا ہوں
کہ تو اس کی بات سُنے اور اسکے ہمراہ عمار یاسر کے پاس چلے اور جو گفتگو ضروری ہو وہ کہیں اور سنیں۔ عمرو عاص نے پوچھا وہ ناصح اور عقلمند کون شخص ہے
جسے تو لایا ہے اس نے کہا یہ ہے جو اسجگہ موجود ہے اور میرے چچا زاد بھائیوں میں سے ہوتا ہے۔ عراق کا باشندہ ہے میں نے اس سے عہد کر لیا ہے کہ تجھے کوئی شخص
ہاتھ یا زبان سے ایذا نہ دے گا تاوقتیکہ جو کچھ کہنا ہے نہ کہا جاوے اور وہ اپنے لشکرگاہ میں واپس نہ ہو لے عمرو عاص نے کہا میں تیرے چچا کے اس بیٹے کی پیشانی
پر ابوترابی نشان پاتا ہوں ابو نوح نے کہا جس امر کو تو نے مجھ میں دیکھا وہ ابوترابی پیشانی سے متعلق نہیں بلکہ سنت مصطفے کی پیروی کا نشان ہے اور میں تیرے
منہ پر آشکارا طور سے ابوجہل کی پیشانی ملاحظہ کر رہا ہوں بلکہ فرعون کی پیشانی ابوالاعور سلمی نے شمشیر سونت لی اور کہا اس جھوٹے کم بخت کو جسکی پیشانی سے ابوترابی
عیاں ہے تو اس لئے لایا ہے کہ اپنی حد سے باہر قدم رکھے اور ہمیں منہ در منہ گالیاں سنائے میں ابھی تلوار لگا کر اسکا سر اُڑا دیتا ہوں ذوالکلاع نے کہا
وہ بیچارہ ابو نوح میرا ابن عم اور ہمسایہ ہے اس کے علاوہ میں نے اس کے ساتھ عہد حفاظت کر لیا ہے اور اس لئے لایا ہوں کہ اس معاملہ میں جو شبہ واقع
ہوا ہے رفع کر دے اور تمہیں راہ راست دکھائے اگر کچھ اعتراض کرے گا تو میں تجھے تلوار کے گھاٹ اتار دونگا ابوالاعور ذوالکلاع کی یہ بات سنکر اور اسے
ضدی پا کر خاموش ہو رہا تلوار میان میں کر لی۔ عمرو عاص نے کہا کیا تو ہی ابو نوح ہے اسنے کہا ہاں عمرو نے کہا میں تجھے خدائے واحد کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں
سچ سچ کہنا مکر و دغا سے بات نہ کرنا عمار یاسر کہاں ہے اسنے کہا جب تک تو مجھے یہ نہ بتائیگا کہ یہ بات کس لئے دریافت کرتا ہے میں ہرگز اسکا حال نہ بتاؤنگا
ہمارے ساتھ بہت سے بڑے بڑے صحابہ اور نیک و برگزیدہ اشخاص موجود ہیں اور سب کے سب تم سے جنگ کرنے کیلئے عمار یاسر سے بھی زیادہ مستعد و مشتاق
ہیں۔ عمرو عاص نے کہا میں عمار یاسر کو اس لئے دریافت کرتا ہوں کہ میں نے سنا ہے کہ جناب مصطفے نے اسے خبر دی ہے کہ تو باغیوں کی جماعت کے ہاتھ
سے مارا جائیگا یہ بات عمار کی ذات سے بہت بعید اور تعجب آمیز ہے کہ وہ ہم سے علیحدہ ہے۔ ابو نوح نے کہا اللہ اکبر عمار ہمارے ساتھ ہے اور تم سے
جنگ کرنے میں سخت کوشش کرتا ہے عمرو نے کہا کیا جیسا تو بیان کرتا ہے یہی بات ہے کہ وہ ہم سے سخت جنگ کرتا ہے اس نے کہا خدا کی قسم یہی بات ہے عمار
تم سے جنگ کرنے کا از حد مشتاق ہے۔ جب ہم جنگ جمل میں مشغول تھے مجھ سے ایکدن کہا تھا کہ اطمینان رکھنا چاہئے۔ ہم فتحیاب ہوں گے اور کل مجھ سے

یہ کہا ہے کہ معاویہ کی وجہ سے ہمیں شکست دیکر مدینہ کی کھجوروں تک بھگا دے جائیگی اور میں اس امر میں کہ علی حق پر ہے اور معاویہ باطل پر ذرا بھی شک و شبہ نہیں سکتا اور مجھے یقین حاصل ہے کہ ہمارے مقتول جنتی اور اُن کے مقتول دوزخی ہیں۔ عمرو عاص نے کہا اے ابو نوح میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی دیر کیلئے عمار سے ملوں کوئی ایسی تدبیر کر سکتا ہے کہ میں اس سے ملوں اس نے کہا آسان بات ہے میں نے اور ذوالکلاع نے ابھی یہ بات سوچی ہے اور عمار سے بھی کہا ہے وہ رسول خدا کے بہت سے مشہور اصحاب کے ہمراہ تمہارے لشکر کے قریب موجود ہے عمرو عاص نے یہ سنتے ہی گھوڑے کو ایڑ کی اور عمار یاسر کے سامنے آ کھڑا ہوا اور معاویہ کے چند حامی اس کے ہمراہ تھے۔ عمار یاسر نے عمرو عاص کو دیکھکر قبیلہ عبد القیس میں سے ایک شخص عوف بن بشر کو اس کے پاس بھیجا اس نے عمرو کے پاس پہنچکر کہا عمار وہاں موجود ہے اگر تجھے کچھ کہنا ہو تو قریب آ کر بیان کر۔ عمرو عاص نے کہا اس سے کہنا کہ میں تیرے مکر اور بیوفائی سے ڈرتا ہوں اس لئے قریب نہیں آ سکتا تو ہی میرے پاس چلا آ تا کہ جو بات بیان کرنی ہے بیان کیجائے پھر کہا اے شخص تو کسقدر دلیر اور بے باک ہے کہ میرے پاس چلا آیا تجھے کس نے اسقدر نڈر کر دیا ہے عوف نے کہا ہمیں اللہ تعالےٰ نے جرأت دلائی ہے اور تجھ اور تیرے مددگاروں پر غلبہ دیکر قوت و طاقت کرامت فرمائی ہے اگر چاہوں تو تجھ سے مناظرہ کر سکتا ہوں کیونکہ الحمد للہ تقریر کرنے والی زبان رکھتا ہوں اور جنگ و جدل کا زور بازو۔ عمرو عاص نے کہا اے بھتیجے تو کس قبیلہ میں سے ہے اور کیا نام رکھتا ہے جواب دیا کہ میرا نام عوف بن بشر ہے اور قبیلہ عبد القیس میں سے ہوں عمرو عاص نے کہا تو چاہے تو میں تجھ سے جنگ کرنے کے لئے سوار کو بھیجوں عوف نے کہا جسے چاہے بھیج اور اگر تو خود مقابلہ پر نکلے تو سب سے بہتر ہو عمرو نے کہا اب جنگ کا وقت نہیں رہا ہمیں بہت سے سوال و جواب در پیش ہیں لیکن تیرے پاس بھیجتا ہوں کہ باہم مناظرہ کرو۔ عوف نے کہا یہی سہی اب عمرو اپنے ہمراہیوں کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا تم میں سے کون عوف کے ساتھ بحث کر سکتا ہے ابو الاعور سلمی نے کہا میں اس سے گفتگو کروں گا۔ عمرو عاص نے کہا اچھا جا گفتگو کر وہ آ کر عوف کے سامنے کھڑا ہوا عوف نے کہا میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جسکی پیشانی سے دوزخی ہونا ظاہر ہو رہا ہے ابو الاعور نے کہا تو بڑا الٹے والا شخص ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تیری یہ زبان تجھے جہنم کی آگ میں ڈالے۔ عوف نے کہا خدا کی قسم میری صورت اور زبان مجھے جانب جنت راہ نما ہوگی کیونکہ حق بات کے سوا میں اور کچھ نہیں کہتا اور راست گوئی کے سوا میری زبان اور باتوں سے آشنا نہیں میرا طریق یہ ہے کہ گمراہوں کو راستہ بتاتا ہوں اس سب سے مجھے اللہ تعالےٰ کی مہربانی پر پورا بھروسہ ہے اور اس لئے کہ میں گمراہوں سے جنگ کرتا اور اسے جہاد سمجھتا ہوں خدا مجھے جنت عنایت کرے گا اور جب میں تیری طرف دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ تو نے خدائے تعالےٰ کے عذاب کو اس کی بخشش کے عوض اختیار کر رکھا ہے اور گمراہی و بے دینی کو راہ راست سے بدل لیا ہے کسی ایسے شخص کو جو دیدہ بینا رکھتا ہو کہنا چاہئے کہ ہمارے اور تمہارے حال پر نظر کرکے پیشانیوں کو ملاحظہ کرے اور ہمارا انصاف و عدل معائنہ کرے اور حقیقت حال معلوم کرکے تم سے بیان کرے پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ ہم میں سے کمتر درجہ کا شخص بھی تمہارے بہتر سے بہتر آدمی سے برتر اور حضرت مصطفےٰ صلعم سے نزدیک تر ہوگا۔ ابو الاعور نے کہا بات طول پکڑ گئی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ مناظرہ مجھ سے اور تجھ سے انجام نہ پائیگا اور وقت گذر جائیگا اپنے دوستوں کے پاس جا کر انہیں بلا لا اور میں بھی اپنے دوستوں کو مطلع کروں کہ وہ بھی آ جائیں اور دن کے ختم ہونے سے پہلے جو کہنا ہے کہہ لیں اب عوف نے واپس جا کر عمار یاسر کو خبر دی اور وہ صحابہ کے گروہ سمیت عمرو عاص کے پاس گیا اور عمرو عاص بھی اپنے رفیقوں کو لے کر اس کی طرف بڑھا۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے اسقدر متصل جا کر ٹھہرے کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے آگے نکل گئیں اس کے بعد اتر کر زمین پر بیٹھ گئے۔ عمرو عاص نے گفتگو شروع کی چاہا کہ خطبہ پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی کہا تھا کہ عمار یاسر نے یہ کلمہ اس کی زبان سے چھین لیا اور بولا یہ مبارک کلمہ تیری زبان سے کبھی نہیں نکلا اب تجھے اس سے کیا واسطہ زمانہ جاہلیت کے طریق پر خطبہ بیان کر کیونکہ اسلام اور مسلمانی سے تجھے کچھ بہرہ نہیں یہ مبارک کلمے ہر شخص کی زبان سے نکلنے کی لائق نہیں ہیں یہ کلمہ شہادت میرے حسب حال ہے اسے میرے واسطے رہنے دے تجھ جیسے نالائق و ناپاک کی زبان پر اسے نہ آنا چاہئے اگر تجھے کچھ بیان کرنا ہے تو اسی طریق سے بیان کر جو تیرے باطل مذہب کیطرح ذلیل و حقیر ہو اور کفر و ضلالت میں تیرے سرکا تاج [illegible] گروہ میں سے ہے جسے

مصطفےٰ صلعم سے جنگ کی ہے اور حضرت کے روئے مبارک پر تلوار کھینچی اور ہجو کی ہے اور ان کی وفات کے بعد ان کی امت میں فساد برپا کیا ہے اسی وجہ سے تجھے ابتر ابن الابتر کہتے ہیں جبتک زندہ رہا خدا اور رسول کا دشمن رہا اور خاندان نبوت سے عداوت رکھی۔ عمرو عاص کو عمار یاسر کی باتوں سے غصہ آگیا کہا تو ایسا بڑا پارسا اور بے عیب پاک دامن نہیں جو مسلمانوں پر طعنہ زن ہو سکتا ہے مجھے تیرا سب حال معلوم ہے تیرے ظاہر و باطن سے خوب آگاہ ہوں اگر چاہوں تو تیرے عیبوں اور برائیوں میں سے بہت کچھ بیان کر سکتا ہوں اور ایسا کرنے کی قوت و قدرت بھی رکھتا ہوں مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ تو اس امر سے واقف ہو کر بھی کہ یہ میرے حال سے اچھی طرح آگاہ ہے میرے روبرو ایسی باتیں بناتا اور مجھ میں عیب لگاتا ہے شاید تو نے یہ شعر نہیں سنا کہ ؎ آنکہ از حال تو خبر دارد ٭ چہ بدکنی ناز تو بیازارد ٭ یعنی جو تیرے حال سے خبردار ہو اُس کے ستانے میں کوشش کر۔ عمار نے کہا تو مجھے کیا کہیگا اور کس بات کا عیب لگا سکیگا اگر یہ کہیگا کہ گمراہ تھا خدا نے مجھے راہ راست دکھادی اگر یہ کہیگا کہ کمینہ تھا خدا نے مجھے شریف بنا دیا اگر یہ کہیگا کہ حقیر تھا اللہ تعالےٰ نے عزیز کر دیا جو کچھ کہے گا سچ کہے گا مگر یہ نہ کہہ سکیگا کہ کبھی خدا اور رسول کی خیانت کی ہے یا کسی وقت بھی اس کی عبادت میں سستی اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ کی دوستی میں خلل ڈالا ہے تو ان باتوں میں کیوں جا پڑا جس مدعا کے لئے ہم یہاں آئے ہیں اسکا ذکر کرنا چاہیے اگر تو دشمنی سے پیش آئیگا ہم بھی دشمنی اختیار کرینگے جس سے ہمارا حق پر ہونا ظاہر ہو جائے اور تیرے دعوے کا جھوٹ کھل جائے اور اگر تو یہ چاہتا ہے کہ پہلے میں گفتگو کروں تو یہ امر تجھے سزاوار نہیں کیونکہ ہم گفتگو کرنے میں تجھ سے بہتر ہیں اور اگر تو چاہے تو میں ایک ہی ایسی بات کہدوں جو ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے اور اسجگہ سے اٹھکر جانے سے پہلے ہی تجھ پر کفر ثابت ہو جائے اور تو خود بھی میری بات کو تسلیم کرے اور یقین لے آئے اور اس کلمہ کے سبب تو خود اپنی کفر کی آپ شہادت دے اور مجھے اس بات میں جھوٹا نہ کہہ سکیگا یقیناً تجھے عثمان کا حال اور اس کے مارے جانے کا سبب معلوم ہوگا اور تو نے خود اس واقعہ کی مفصل کیفیت دیکھی یا سنی ہوگی اور تجھے اس میں کچھ شبہہ باقی نہ رہا ہوگا اور یہ بھی دیکھا ہوگا کہ بعض آدمیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور بعض اُس کے قتل کی ترغیب دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ تمام ادنے و اعلےٰ اور نامی و گمنام اور شریف و امیر میں سے جو محاصرہ کے دنوں میں مدینہ کے اندر موجود تھے کسی ایک نے بھی اُس کی مدد میں ہاتھ یا زبان نہیں ہلائی اور ذرا ساتھ نہ دیا محاصرہ کے چالیس دن تک اتنی مجال نہ ہوئی کہ نماز جمعہ یا نماز جماعت کے لئے نکلتا۔ تو نے وہ مختلف باتیں بھی جو زید و عمر ان دنوں عثمان کے حق میں کہتے تھے سنی ہی ہونگی طلحہ و زبیر کی عہد شکنی سے تو آگاہ ہی ہے اور مومنوں کی ماں عائشہ صدیقہ نے جو کچھ عثمان کے حق میں اسوقت کہا تھا کہ جب اس نے عائشہ کا وظیفہ بند کر دیا تھا وہ بھی سن رکھا ہوگا نیز قتل عثمان کے لئے جو ترغیب و تحریص دلاتی اور پیر کفتار اور نعثل کہتی تھی اُس سے بھی تیرے کان آشنا ہوں گے پھر اُس کے بعد کہ عائشہ نے قتل عثمان کا حکم دیا اور قاتلوں کو بھڑکایا اور اکسایا آپ ہی طلب خون عثمان کے لئے ناجائز طور پر اٹھ کھڑی ہوئی حالانکہ خدا ہی نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا اب معاویہ اٹھا اور امیر المومنین علی سے انکا خون اور اس کے قاتلوں کو طلب کرتا ہے۔ تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ امیر المومنین نے واقعہ قتل عثمان میں کوئی قصد نہیں کیا نہ کوئی حکم دیا نہ آپ اس فعل پر رضامند تھے تو خود اس معاملہ پر غور کر اور اس حادثہ کا خود ہی تصفیہ کر اور بغور و تامل سوچ کہ اس معاملہ میں معاویہ کی طلبی اور گفتگو کو کیا تعلق ہے اور اسے یہ حق کیونکر حاصل ہو سکتا ہے کہ خون عثمان کو طلب کرے نہ وہ عثمان کا وارث ہے نہ مسلمانوں کا والی بلکہ خون عثمان خود اس کی گردن پر عائد ہے۔ عمرو عاص نے کہا اے ابوالیقظان جو کچھ تو نے کہا سب سچ کہا اور طلحہ و زبیر کی عہد شکنی اور عائشہ کی تحریص قتل عثمان کا بیان اسیطرح ہے جیسا تو نے بیان کیا۔ اور انہیں سے اکثر امور کو میں نے بچشم خود دیکھا ہے کیونکہ میں وہاں موجود تھا اور کچھ باتیں معتبر لوگوں سے سنی ہوئی ہیں مگر معاویہ کا طلب خون عثمان کرنا حق بامر ہے کیونکہ عثمان بنی امیہ میں سے تھے اور معاویہ بھی بنی امیہ ہی سے ہے وہ تعلق جو اسے عثمان سے ہے اور وہ شفقتیں جو عثمان اس کے حال پر مبذول فرماتے تھے اسکو طلب خون عثمان پر مجبور کر رہی ہیں یہ بات ایسی ظاہر و آشکارا ہے کہ بیان کرنے کی بھی کچھ احتیاج نہیں اور ہم بھی عثمان و معاویہ کے حسب و نسب کی کیفیت بیان کرنے کے لئے نہیں بیٹھے ہماری غرض تو یہ ہے

کہ ان مسخرہ کہ ایسوں کی کیفیت یہ جو ہر روز ظہور میں آرہے ہیں باہم لڑ ڈالیں اور کوئی بُرائی اور بھلائی کی بات نکالیں اس سبب سے کہ تو علی ابو طالب کے لشکر میں سب سے برتر و ممتاز اور صاحب حرمت و جاہ و منزلت ہے ممکن ہے تیری سعی و کوشش سے یہ تشویش جاتی رہے اور تیری حربی تدبیر سے یہ آتش فساد بجھ جائے اور یہ تاریک غبار رفع ہو جائے اور خون ریزیاں بند ہو جائیں اے ابو الیقظان سوچ تو سہی کہ ہم تم دونوں ہی ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں ایک قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہیں وہی پانچ وقت کی نماز جو تم پڑھتے ہو ہم بھی پڑھتے ہیں اور قرآن شریف کے پڑھنے اور اس کے احکام و اتباع کی تعمیل کرنے میں باہم مطابقت رکھتے ہیں پھر ہم میں یہ مخالفت کہاں سے آگئی اور ہم مسلمانوں ایمان والوں کو باہم لڑنا جھگڑنا کیوں چاہیے ایک صف میں پہلو بہ پہلو نماز پڑھکر کیوں صف جنگ میں ایک دوسرے کے مقابل آئیں اور کیوں ایک دوسرے کو قتل کریں تو ان باتوں کو ہیں کہتا اور کچھ نہیں سمجھتا۔ عمار یاسر نے جواب دیا اے عمرو عاص کب تک بیان کیے جائیگا اور کب تک نفاق پھیلا کر عجیب عجیب باتیں کریگا ؏ گرچہ نرگس ہستی شوخ و جوالہ تیرہ دل ٭ پس دو روئے و دو زبان ہمچوں گل سوسن سیاہ ش یعنے تو نرگس یہ بھی لالہ کیطرح شوخ اور سیاہ دل ضرور ہے۔ گل سوسن کیطرح دو رخ اور دو زبانیں رکھتا ہے تو نے جو یہ کہا کہ ہم تم ایک خدا کی عبادت کرتے اور ایک ہی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہیں شکر خدا کہ تیری زبان پر تو یہ بات آگئی تجھے اور تیرے دوستوں کو قبلہ سے کیا کام اور خدا کی عبادت قرآن شریف کا پڑھنا اور دین و ایمان تجھے کیا فائدہ بخش ہے اور تجھے اُن کی کیا خبر قرآن و دین و ایمان ہمکو فائدہ دے گا کیونکہ ہم خالص نیت رکھتے ہیں اور نفاق و ریا سے خالی ہیں اللہ تعالیٰ نے تجھے گمراہ کردیا ہے اور جاہ و مال کی طلب میں تو اسقدر لالچی اور مغرور بنگیا ہے کہ نہ ہدایت و ضلالت میں تمیز کرتا ہے نہ سعادت اور بدبختی کو پہچانتا ہے ؏ اے تراز راہ کبود حصار ٭ دستہ گل بود لیتہ خار ٭ یعنے یہ آسمان کے نیچے تجھے پھولوں کا دستہ بھی خار نظر آتا ہے حضرت محمد مصطفےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ عہد شکن لوگوں سے جنگ کروں اور انہی کے ارشاد کے موافق میں نے جنگ کی اور آپکا حکم بجالایا نیز مجھ سے فرمایا ہے کہ ظالموں اور ستمگاروں پر تلوار نکالوں اور فاسق اور بدکرداروں کو قتل کروں تم وہی لوگ ہو اور یہ اوصاف سب تم میں موجود ہیں اور مارقین کے قتل کا بھی حکم دیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو دین الٰہی سے اسطرح گریز کرتے ہیں جیسا تیر کمان سے میں نہیں جانتا کہ مجھے ان لوگوں سے بھی مقابلہ کرنا ہوگا یا نہیں۔ اے نالائق ابتر تو نے نہیں سُنا کہ حضرت رسول خدا نے علی کی نسبت فرمایا ہے کہ میں خدا کا دوست اور رسول ہوں اور علی میرا دوست ہے اور تو اس دنیا میں شیطان کے سوا اور کسیکا دوست نہیں ہے۔ عمرو عاص نے کہا اے عمار میں تجھ سے نرمی کے ساتھ کلام کرتا ہوں تو مجھے کس لئے گالیاں دیتا ہے۔ عمار نے جواب دیا اس لئے کہ تیری عادت و خصلت میں مکر و نفاق اور دغا و فریب شامل ہو گئے ہیں یہی عیب اسکا باعث ہوا ہے خدا کی قسم میں طریق شریعت پر ثابت قدم ہوں۔ عمرو عاص نے کہا تو قتل عثمان کی نسبت کیا کہتا ہے۔ عمار نے کہا اسے خدا نے مار دیا عمرو نے کہا اے عمار سچ سچ بیان کر کیا تو بھی اس جماعت میں سے ہے جس نے اُسے قتل کیا ہے عمار نے کہا ہاں میں اُس گروہ کے ساتھ تھا۔ اور آج بھی اسی جماعت کے ہمراہ ہوں جس نے اُسے مارا ہے۔ تم سے جنگ کر رہا ہوں عمرو نے کہا اے اہل شام گواہ رہنا کہ عمار نے قتل عثمان کا اقرار کرلیا ہے۔ عمار نے کہا یہ گواہ بنانا محض ایسا ہے جیسا فرعون نے اپنی قوم سے اسوقت جبکہ حضرت موسیٰ نے خدا تعالےٰ کی وحدانیت اور قدرت کا حال بیان فرما رہے تھے کہا تھا کہ دیکھو اور سنو یہ کیا کہہ رہا ہے اے پسر نابغہ میں نے یہ کب کہا ہے کہ عثمان کو میں نے قتل کیا ہے جسپر تو انہیں گواہ قرار دیتا ہے عمرو نے کہا تم سب تلواریں کندھوں پر رکھ کر گئے اور عثمان کو قتل کردیا اس زیادہ بات نہ بڑھاؤ عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کردو پھر یہ تمام فساد مٹ جائیگا اور خونریزی بند ہو جائے گی اگر تم ایسا کروگے تو تمام مطلب حاصل ہو جائیگا ورنہ یہ معاملہ اسقدر طول پکڑے گا کہ ہمارے سر آپس میں کھپ جائیں گے اور اس آتش فتنہ کے دھوئیں سے بہت سے تر دماغ خشک اور سوکھے چشمے لب ریز ہونگے۔ عمار یاسر نے ہنسکر کہا اے پسر نابغہ جبکہ علی بن ابی طالب نے رکاب میں قدم رکھا ہے تو لڑائی کا کیا ذکر کرتا اور شمشیر و نیزہ کا کیا ذکر لاتا ہے گویا اژدہے کے دانتوں کو کریدتا اور شیر کی پلکیں اکھیڑتا ہے یہاں تک گفتگو آئی تھی کہ شام والے اُٹھ کھڑے ہوئے اور سوار ہو ہوکر عمار کی باتیں یاد کرتے چلے گئے اور معاویہ کے پاس پہنچے تو اُس نے پوچھا کیا بات قرار پائی تم نے کیا کہا اور کیا سنا۔ انہوں نے کہا ہم

کیا بیان کریں ہنسے عمار یاسر کی گفتگو سنی شمشیر بُراں سے زیادہ تیز اور افعی کے زہر سے زیادہ ہلاک کنندہ تھی اور عمرو عاص اسکی گویائی کی قوت دیکھتے مقابل محض لوزانشیدہ بے زبان بچہ تھا یا پتھر کا بُت معاویہ نے کہا خدا کی قسم اگر اس حبشی غلام جیسے عمار یاسر کی رائے پر چلینگے تو تمام عرب ہلاک ہو جائیگا

معاویہ کے لشکر میں سے حصین بن مالک اور حارث بن عوف کا بجانب مصر و حمص فرار کرنا

معاویہ کی فوج میں قبیلہ حمیر میں سے ایک شخص حصین بن مالک نام تھا اگرچہ وہ اس کے لشکر میں زندگی بسر کرتا تھا مگر اسکا دل امیر المومنین علی کی طرف رجوع تھا کبھی کبھی آپ کی خیر و عافیت و حالات دریافت کرتا رہتا تھا ایک دن حارث بن عوف سکسکی جو حصین سے بہت ہی محبت اور دوستی رکھتا تھا خبر لایا کہ تو نے بھی سنا ہوگا عمار یاسر اور عمرو عاص میں ایک جلسہ قرار پایا ہے کہ باہم علی اور معاویہ کے معاملہ پر مناظرہ کریں اگر مرضی ہو تو تو بھی اس جلسہ میں چل اُن کی باتیں سنیں حصین نے کہا اے بھائی مجھے اندیشہ ہے کہ پسر نابغہ کے فریب سے مبادا میرے اعتقاد میں کچھ خلل آجائے تھوڑی دیر تک سر جھکائے کچھ سوچا کیا پھر کہا اے حارث آ ہم بھی چلکر ان کی باتیں سنیں گے عرصہ دراز سے میں شریعت کے طریقہ پر چل رہا ہوں اور اپنے اعتقاد کو خوب مضبوط کر لیا ہے پسر نابغہ کا فریب اور جادو مجھے متغیر نہ کرے گا بہ الغرض اُن کے مباحثہ کی جگہ آیا عمار یاسر کی باتیں جو حق و باطل کے تصفیہ میں فصل الخطاب تھیں سُنکر اور عمرو عاص کو اس کے جواب میں چکی کے گدھے کیطرح بے بس پاکر حارث نے حصین سے کہا تو نے کچھ دیکھا ہے کہ پسر عاص گفتگو کے وقت کیسا لاچار اور حیران تھا اس خیال کر کہ ہم اس فتنہ کی دلدل سے کسطرح رہائی پا سکتے ہیں سن لے کہ میں آتش دوزخ اور نعمائے بہشت کے متعلق ہمیشہ فکر کرتا رہا ہوں اگر امیر المومنین کی خدمت میں جاتا ہوں تو یہ لوگ مجھے بدنام اور مطعون کرینگے اور اگر معاویہ کے پاس رہتا ہوں تو دوزخ کی دائمی آگ میں پڑتا ہوں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس معرکہ آرائی سے علیحدہ ہو کر اور دونوں فوجوں سے بے تعلق رہکر زندگی بسر کروں حصین نے کہا تیری رائے بہت درست ہے اور عقل کی بات سوچی ہے میں بھی تیری طرح اسی فکر میں مبتلا ہوں پس دونوں ہم خیال ہو کر معاویہ کی فوج میں سے نکل گئے ایک نے شہر حمص کی راہ لی اور دوسرے نے مصر کی اب ہم پھر عمرو عاص کا ذکر کرتے ہیں جب عمار یاسر کے ساتھ مناظرہ ختم کر کے عمرو عاص معاویہ کے پاس گیا تو فوج والوں کا ایک گروہ اس کے پاس آیا اور کہا اے عمرو تو نے ہم سے بیان کیا تھا کہ رسول خدا نے عمار کے حق میں یہ فرمایا ہے [illegible] الحق مع عمار حیثما دار یعنی حق عمار یاسر کے ساتھ ہے جہاں وہ ہے اسی جگہ حق ہے اُس نے جواب دیا ہاں میں نے کہا تھا اور یہ بات جناب رسول خدا سے سنی تھی لیکن تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ عمار کو ہم سے علیحدہ سمجھتے ہو کیا نہیں دیکھتے کہ وہ ہمارے پاس آیا تھا پس اسے ہم میں سے سمجھو ذوالکلاع حمیری نے کہا اے عمرو خدا سے ڈر ایسی بے معنی اور دھوکہ دہی کی باتیں نہ کر یہ کیسا آنا ہے ہم بھی موجود تھے ہم نے دیکھا کہ عمار آیا اور تھوڑی دیر تیرے ساتھ بیٹھا اور تجھے تیغ زبان سے وہ وہ چرکے دیئے کہ نیزوں کے کوچوں سے بھی کوئی اسطرح زخمی نہیں کیا جاتا اور تو تو تائیدہ بے زبان بچے بلکہ احمق گدھے کیطرح اس کے جواب میں عاجز اور چپ تھا اب اس فضیحت کا نام عمار کا آنا رکھا ہے کاش ایسا آنا وہ نہ آتا اور نہ ذلت دیتا اسوقت عبداللہ بن سوید قبیلہ حرش کے سردار نے ذوالکلاع سے مخاطب ہو کر کہا تجھے کیا ہو گیا تھا کہ عمار یاسر کو عمرو عاص سے بحث و مناظرہ کرنے کے لئے طلب کیا تھا اس نے کہا اس حدیث کے واسطے جو عمرو نے رسول خدا سے سنی اور بیان کی تھی کہ آنحضرت نے عمار سے فرمایا ہے کہ تقتلک الفئة الباغیۃ یعنی تجھے گروہ باغی قتل کرے گا۔ عبداللہ بن سوید نے یہ سنکر عمرو عاص کے حق میں یہ اشعار تصنیف کئے ؎ ما ذلت یا عمرو قبل

اليوم ملتد بأ + تسعى الخصوم كما اعير اسرار + حتى لقيت ابا اليقظان منتصبا + مع العظام برد عير مكنا د + حتى دهي بك في بحر له حدب + تهوى بك الموج ها فاذهب الى الدار + عبداللہ بن عمر عنسی جو تمام شام میں عبادت اور زہد میں مشہور اور شجاعت و حریت میں کامل شخص تھا۔ عمرو عمار کی نیتوں کو تاڑ گیا اور اس گفتگو کو سنکر سمجھ گیا کہ معاویہ کو اور گنہگاری اختیار کرکے علی مرتضےٰ کا مقابلہ کر رہا ہے اور حکومت کی خواہش میں پڑ کر خلقت کو گمراہ بنا رہا ہے بوقت شب معاویہ کے لشکر سے بھاگ کر امیر المومنین کی فوج میں چلا آیا اور یہ اشعار ذوالکلاع کو لکھ بھیجے

شعر والراقصات بركب عامدين له + ان الذي جاء من عمرو لما ثور + قد كنت اسمع والانباء شائعة + هذا الحديث فقلت الكذب والزور + حتى تلقيته عن اهل عيبته + فاليوم ارجع والمغرور مغرور + واليوم ابرأ من عمرو وشيعته + ومن معاوية المحدو به العير + لا لا اقاتل عمارا على طمع + بعد الرواية حتى ينفخ الصور + تركت عمرا واشياعا له نكدا + اني بتركهم يا صاح معذور + يا ذا الكلاع فدع لي معشرا كفروا + او لا فدينك عين فيه تعزير + ما في مقال رسول الله في رجل + شك ولا في مقال الرسل تحبير +

صبح کے وقت معاویہ نے یہ حال سنکر سخت صدمہ اٹھایا اور عمرو عاص سے کہا تو کیا نا سمجھ آدمی ہے تیری نسبت جو مجھے عمدہ گمان تھا اسپر افسوس کرتا ہوں میں خیال کرتا تھا کہ تو بڑا عقلمند اور صاحب خرد ہے اس میں تجھکو کیسا پاتا ہوں قریب ہے کہ میری تمام سپاہ خراب ہو جائے اے شخص ہوش میں آ جو کچھ تو نے مصطفےٰ سے سنا ہوا اسکا ذکر بھی نہ ہونا چاہیے میں نے بھی بہت باتیں رسول خدا سے سن رکھی ہیں لیکن مصلحت وقت سمجھکر انکو چھوڑ رکھا ہے حضرت مصطفےٰ نے بھی کبھی مصلحت وقت سمجھکر کچھ فرمایا ہے تو نے بیوقت روایت بیان کی اور میرے لشکر میں سے ایک بڑے نامی بہادر سردار کو کھو دیا اور آگے دیکھئے تو کیا کچھ کرکے رہتا ہے اور میں تیرے ہاتھوں سے کیا کچھ دیکھونگا عمرو عاص نے کہا میں نے عمار یاسر کے حق میں حضرت مصطفےٰ سے ایک حدیث سنی تھی بیان کردی اور جسوقت بیان کی تھی نہ تو تھا نہ تیری فوج۔ علی کا لشکر نہ تو علی کا دشمن تھا۔ علی کی جنگ مجھے کیا خبر تھی کہ اسکے بعد صفین کے مقام پر ایک لاکھ آدمی جمع ہوں گے ایک لشکر کا سردار تو ہوگا اور دوسرے گروہ کا امیر علی اور عمار یاسر علی کو اختیار کرے گا اور میں تیرا طرفدار ہوں گا اسوقت یہ روایت جو میں عمار کے حق میں بیان کرتا ہوں مجھے نقصان پہنچائے گی اور اس کے سبب ایک کم ہمت بزدل منافق تیرے لشکر سے بھاگ کر علی سے جا ملیگا اور تو اس کے سبب مجھے رنج دیگا اگر میں ان واقعات کے ظہور میں آنے سے پہلے ہی ان حادثوں سے آگاہ ہوتا تو غیب دان ہوتا اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول سے کہدیا ہے کہ خلقت سے کہدے ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء یعنے اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو اکثر اچھے ہی کام کرتا اور مجھے کوئی رنج اور برائی لاحق ہوتی غیب کا جاننے والا صرف اللہ جل شانہ ہے تو نے بھی عمار کے حق میں کئی حدیثیں بیان کی ہیں اگر میں نے بھی ایک روایت بیان کردی تو کیا ہوا ایک بہادر نہ رہا نہ سہی تو نے علی کے ساتھ جو انتہا اٹھائی ہے اگر اس میں ایک سپاہی کے چلے جانے سے خلل واقع پڑا اور تو اس سے دل شکستہ ہوتا ہو تو اس خیال کو ترک کر علی سے صلح کرلے

شعر ار ہرچہ بمراد تو نخواہد بود + گر رنجہ شوی در ار رکھے داری + یعنے جو کام تیری مراد کے موافق انجام نہ پائے اگر تو اس سے رنجیدہ ہوگا تو بڑے بڑے رنج اٹھائیگا۔ معاویہ سنکر خاموش ہو رہا کچھ نہ بولا اور حلم اختیار کیا جس سے طرفین میں صفائی ہوگئی دوسرے دن صبح کیوقت فوجیں صف بستہ ہو کر ایک دوسرے کیطرف متوجہ ہوئیں معاویہ کیطرف سے ایک شخص ہمام ابن قبیصہ نمیری نام جو امیر المومنین علی کے دشمنوں اور بدگویوں میں سے تھا نکلا اور جوڑ طلب کی عدی بن حاتم طائی مقابل سے نکل آیا۔ ہمام نے امیر المومنین کو برا کہا عدی نے کہا برا کہنا اور گالی دینا بڑھی عورتوں اور عاجز لوگوں کا کام ہے بہادر سیف و سنان سے جواب دیتے ہیں یہ کہکر حملہ کیا دونوں نے نیزے سنبھالے کچھ عرصہ تک خوب جوڑ بند چلتی رہی انجام کار عدی بن حاتم طائی نے اس کے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ پشت سے نکل گیا اور وہ فوراً مردہ ہوکر زمین پر گرا عدی تھوڑی دیر تک میدان

میں گھوڑے کو دوڑاتا اور اشعار پڑھتا ہا پھر اپنی صف میں آملا معاویہ کو ہمام کے مارے جانے سے سخت صدمہ ہوا اور کہا اگر میں نفتحیاب ہو گیا اور کسیدن عدی حاتم
طائی کا تو جھگڑا گیا تو جو سرا ور لگا ساں کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی کی شہادت پائے اور دنیائے مالی سے عالم جاودانی کیطرف رحلت فرمانے کے بعد جب معاویہ
کا کام بنگیا تو ایک دن عدی بن حاتم طائی کسی ضرورت کی لئے اس کے پاس آیا اسوقت عمر و عاص اور بنی وحید کا ایک نامور آدمی بھی موجود تھا عدی نے سلام
کیا حاضران مجلس نے جواب سلام دیا معاویہ نے کہا اے ابا طریف زمانے علی کی دوستی میں سے تیرے پاس کچھ نہ چھوڑا۔ عدی بن حاتم نے جواب دیا زمانے علی کی محبت
اور دوستی کے سوا میرے پاس اور کچھ باقی نہیں رکھا میں زمانہ کیطرف سے صرف یہی محبت اور دوستی رکھتا ہوں معاویہ نے کہا اس کی محبت نے تیرے دل میں کسقدر جگہ
لے رکھی ہے۔ جوامید یا ہمیشہ تمام دل میں یاد رہے انکا نام سنتا ہوں اُن کی دوستی میرے دل میں جوش مارتی اور ترقی پاتی ہے **ع** چنداںکہ مرا حدیث آں جان جہاں
بیشتم گردی ہیوز بیشتم باید ہ یعنے اس جان عالم کا ذکر جسقدر زیادہ کرے گا مجھے اور زیادہ سننے کی تمنا ہوگی معاویہ نے کہا میرا خیال تھا کہ وہ زمانہ گذر گیا اور کام کا رُخ
بدل گیا علی کی دوستی بھی تیرے دل سے خالی رہی ہوگی عدی نے کہا معاذ اللہ اُن کی دوستی میرے دل میں ہر وقت بڑھتی جاتی ہے اور ہر لمحہ زیادہ **قطعہ** جوں گشت
گشادہ بردل اسرار ہواتش ✦ بد ہم تنگ جہاں خار ہواتش ✦ ما پشت سوئے ہوائے شادی کردیم ✦ اکنوں رخ زرد ما و دیوار ہواتش ✦ جب کہ ان کی آرزو کا راستہ
دل پر کھل گیا میں دنیا کے پھول کے عوض ان کی آرزو کا خار ہی ۔ ہو نگا ہم نے خوشیوں کی آرزو کیطرف پشت کر لی ہے اب ہارا رخ زرد کے دیوار کیطرف منہ کر لیا ہے
حضرت علی کی دوستی میرے دل میں اسیطرح موجود ہے اور اے معاویہ تیری دشمنی بھی بدستور باقی ہے جو تجھے معلوم ہی ہے معاویہ نے ہنسکر کہا اے عدی قبیلہ طے
کی عجیب عادت تھی کہ ہمیشہ حاجیوں کا زاد راہ اور سواریاں چُراتے تھے اور خانہ کعبہ کی درا حرمت نہ کرتے تھے اس نے جواب دیا زمانہ جاہلیت میں ایسے ہی تھے۔
علیا تو سیاں کرتا ہے مگر جب اللہ تعالےٰ نے ہمیں دولت اسلام کرامت کی اسوقت سے میرے قبیلہ سے زیادہ نہ کسی نے حاجیوں کی رعایت کی نہ خانہ کعبہ کی اسقدر حرمت
معاویہ نے کہا تم بہت خراب حال لوگ تھے اور تیرے قبیلہ کی سب سے افضل چور اک ٹڈی تھی عدی نے کہا میں تجھے اور تیری قوم کو خوب دیکھ رکھا ہے تمہاری سب سے عمدہ
غذا مردار تھی ۔ عمرو عاص اور بنی وحید کے اُس شخص نے جو معاویہ کے پاس موجود تھے کہا اے امیر المومنین عدی کو یہ شاید خود ہی غمزدہ ہے عدی نے کہا تم سچ کہتے
ہو اُٹھا اور ناراض ہو کر معاویہ کے پاس سے چلا آیا اور یہ اشعار کہے **ع** یحاولنی معاویۃ بن حرب ✦ وحظی فی امانی جسن جلیل ✦ ولیس الی
الذی یرجو سبیل ✦ یذکرنی اباحسن علیاً ✦ وحظی فی ابی حسن جلیل ✦ یعاتبنی ولیعلم ان ظرفی ✦ علی تلک التی احفی دلیل
ویزعم اننا قوم جفاۃ ✦ حرادیون لیس لنا عقولُ ✦ وکان جوابہ عدی عقیل ✦ ویکفی مثلہ منی القلیل ✦ وقال ابن الوحید
وقال عمرو ✦ عدی بعد صفان دلیل ✦ فقلت صدقتما قد ھد رکنی ✦ وفارقنی الذی بھم اصول ✦ ولکنی علی ما کان منی
اقلل صاحبتی بما اقول ✦ وان احاکم فی کل یوم ✦ من الایام محملہ ثقیل ۔ معاویہ نے یہ اشعار سنکر آدمی بھیجا اور عدی کو بلا کر اسکی
حاجت پوری کر دی اور قیمتی اور گران بہا صلہ عطا کیا۔ ذکر ہے کہ معاویہ کی فوج میں سے ایک شخص جس بن اثال نام نکلا دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر مقابل
طلب کیا اسکا ایک بیٹا اثال نام امیر المومنین علی کی فوج میں تھا یہ دیکھکر کہ معاویہ کی فوج میں سے ایک بہادر نکلکر میدان میں آیا اور اپنے مقابلہ کے لئے کسی کو طلب
کرتا ہے اسکے لڑنے کے لئے نکلا نہ بیٹا باپ کو پہچانتا تھا نہ باپ بیٹے کو بیٹے نے باپ پر نیزہ چھوڑا اور وہ زخم کھا کر گھوڑے سے نیچے آرہا خود سر سے الگ جا پڑا اس
بیٹے کی نظر پڑی تو باپ کو پہچان لیا اور خود بھی گھوڑے پر سے گر پڑا اور اپنا منہ باپ کے مُنہ کے قریب رکھکر زار زار رونے اور معافی چاہنے لگا اور کہا تم جانتے
ہو کہ میں نے نہ پہچانا تھا اور تم بھی مجھے نہ پہچانتے تھے اب بتاؤ کہ زخم کچھ تکلیف دہ ہے یا نہیں باپ نے کہا زخم بہت تکلیف دہ ہے لیکن مقام خوف نہیں جان
بچ جائے گی اے پسر میں چاہتا ہوں کہ معاویہ کی خدمت میں رہنے سے جو مراحتیں اور آرام و قسم قسم کے فائدے اور عیش حاصل ہیں انکا اور تمام نعمتوں کا ذکر
کروں مگر میرا منہ نہیں سکتا آ تجھے معاویہ کی خدمت میں بھیجا دوں اور تو اس رنج و غم و سختی شقاوت سے بچ جائے گا بیٹے نے کہا اے باپ دنیا فنا ہونے والی

سے ہے خواہ رنج ہو یا راحت سب جاتا رہتا ہے آخرت کا سامان مہیا کر اور عقبیٰ کی نعمتوں اور بہشتی راحتوں کے واسطے کوئی وسیلہ امیر المومنین علی کی خدمت و متابعت سے بڑھکر نہیں فنا ہونے والی نعمتوں کو چھوڑ اور باقیات کے لئے کمر ہمت باندھ میں حضرت امیر المومنین میں بھیجا دوں گا کہ سعادت ابدی حاصل ہو اور دینی راحت اور عقبیٰ کی نجات نصیب ہو۔ باپ نے کہا میں علی کی خدمت میں نہ جاؤنگا نہ اُنکی متابعت اختیار کروں گا بیٹے نے کہا میں بھی معاویہ کا منہ دیکھنا نہیں چاہتا اُس کے پاس نہ جاؤں گا باپ نے کہا اچھا تو اٹھ اور علی کے پاس واپس چلا جا اور میں معاویہ کے پاس جاؤں دونوں نے یہی کیا اور دونو فوجیں تماشا دیکھ رہی تھیں اور اُن کی باتیں سنتی تھیں اس واقعہ پر تعجب کرتی تھیں اب رات ہو گئی اور طرفین نے اپنے اپنے قیام گاہ کی راہ لی۔ دوسرے دن صبح کے وقت جب آفتاب جہانتاب نے مشرق سے طلوع کیا دونو لشکر مقابلہ کے لئے نکلے معاویہ کی فوج نے چار صفیں قائم کیں سر پر عمامے باندھ کر موت کی ٹھان لی ابوالاعور سلمی اُنکا پیشرو تھا اور ترغیب جنگ دلا رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے شامیو بھاگنے سے بچو بھاگنا بڑے شرم اور عار کی بات ہے۔ اہل عراق پر حملہ کرو وہ نفاق اور خرابی پھیلانے والا گروہ ہے۔ صفوں سے آواز آئی کہ ہم آج عراق والوں کے سامنے سے نہ بھاگیں گے۔ اور معاویہ کو سرور اور خوش کریں گے امیر المومنین علی علیہ السلام کے لشکر کے سرداروں نے یہ حال معائنہ کیا اور شامی دلیروں کا یہ کہنا سنا تو سعید بن قیس ہمدانی نے اپنی قوم کو طلب کیا اور عدی بن حاتم طائی نے اپنے عزیزوں کو جمع کیا اور اشتر نخعی نے بنی مذحج کو اور اشعث بن قیس نے اپنی جمعیت کو فراہم اور مستعد جنگ کیا لشکر کے اور بھی بہت سے جوانمرد آموجود ہوئے سب نے ملکر ان چار صفوں پر حملہ کیا اور انہوں نے بھی ایسا حملہ کیا بڑی سخت خونریز لڑائی ہوئی انجام کار امیر المومنین کے اصحاب نے فتح پائی ان چار صفوں میں سے پہلے ہی حملہ میں تین ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اُس کے بعد معاویہ کی فوج پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیئے گئے سعید بن قیس نے اپنی قوم کو لیکر اس بلندی پر حملہ کیا جہاں معاویہ کے سپاہی موجود تھے اور وہاں سے انہیں جانب نشیب بھگا دیا اور بہت سے شامی قتل کئے معاویہ نے یہ حال معائنہ کرکے ان کی مدد کے لئے اور سوار بھیجے اور اُن کا دل بڑھاتا تھا اُدھر سے بھی عمار یاسر نعرہ زن ہو کر کہتا تھا کہ اے حملہ کے بعد صبر کرو اور قدم جمائے رکھو یقین جانو کہ جنت نیزہ و شمشیر کے سایہ میں موجود ہے عرب کے قبیلے اسطرح ایک دوسرے پر ٹوٹ کر گرے کہ یہی کندہ کندہ کے مقابل اور سطلے کے سامنے اور مذحج مذحج کے روبرو اور تمیم تمیم سے جنگ کر رہے تھے آج دوپہر سے یہ جنگ شروع ہو کر غروب آفتاب تک جاری رہی اور تمام عربی قبیلے ایک دوسرے کے مقابل جم کر تیغ زنی کرتے اور داد شجاعت دیتے رہے طرفین میں سے کسی شخص نے بھی ظہر اور عصر کی نماز ادا نہ کی صرف تکبیر اور اشاروں سے ادا کی ہاشم بن مرقال نے آج بڑی سخت جنگ کی اور بے نظیر شجاعت دکھائی گشت و جولان کرتا ہوا کہتا جاتا تھا کہ میں آج معاویہ کی فوج کے اسقدر آدمی ہلاک کروں گا کہ امیر المومنین علی مجھ سے رضامند ہونگے۔ عدی بن سیرت (؟) الہمدانی کی لڑکی زرقا دونوں صفوں کے درمیان کھڑی ہوئی اپنے قبیلہ ہمدان کی تعریف کر رہی تھی اور برابر ترغیب جنگ دلاتی تھی اور کہتی تھی ہاں اے دلیران کارزار و بہادران عرصہ پیکار اور اے شیران بیشہ جنگ و جدال اس معرکہ عظیم میں جائیں (؟) لڑاؤ اور پہاڑ کی طرح ثابت قدم بنکر اس تاریکی اور گومگو ہم کا پردہ پھاڑ دو تم لڑائی نہیں لڑ رہے ہو بلکہ ایک بلا میں مبتلا ہو۔ ہاں اے سوارو آفتاب کے سامنے چراغ کی کچھ حقیقت نہیں اور چاند کے سامنے ستارے ماند پڑ جاتے ہیں اور خچر گھوڑوں پر سبقت نہیں لیجا سکتے لوہے کو لوہے سے کوٹنا چاہئے ہاں اے مہاجرو انصار صبر کرو صبر کرو مرنے سے نہ ڈرو جانوں کا اندیشہ دور کرو یہ دنیا زوال ہمیشہ نہیں رہے گی نہ کوئی سدا قائم رہنے ہے پس ان اعدائے دین پر ٹوٹ پڑو اور کچھ آخرت کا توشہ سمیٹ لو غرض زرقا اسی قسم کی باتیں کہہ کہہ کر بہادروں کو مستعد جنگ کر رہی تھی اور اس کی ایک ایک بات معاویہ کے دل میں اسوقت تک رہی کہ وہ خلیفہ ہوا ایک دن عمرو عاص مروان حکم ولید بن عقبہ اور عتبہ بن ابی سفیان اور اور بھی سرداران لشکر و ارکین دولت معاویہ کے پاس موجود تھے ادھر اُدھر کی باتیں ہو رہی تھیں جب اتفاق جنگ صفین کا ذکر آگیا اور زرقا کی باتیں یاد آگئیں معاویہ نے کہا تمہیں کچھ یاد ہے کہ اس کے کلمات کسقدر دلخراش تھے اب تک میرے دل سے دور نہیں ہوئے تمہاری کیا

رائے ہے اگر مناسب ہو تو اسے بلا کر سزا دوں مروان حکم نے کہا ضرور حکم جاری کر اور بلا کر تلوار سے خبر لے معاویہ نے کہا تو نے یہ اچھی رائے نہیں دی بہتر یہ ہے کہ اسے بلاؤں اور سنوں کہ اب کیا کہتی ہے اس لئے امیر کوفہ کے نام فرمان جاری کیا کہ زرقا کو طلب کر اور سامان سفر مہیا کر کے اُسے جانب درگاہ روانہ کر اسے زرقا کو معاویہ کے حکم سے مطلع کر دیا زرقا نے کہا اگر اس نے کوفہ میں رہنے یا قصد شام کرنے کی نسبت مجھے اختیار دیا ہو تو میں سفر کی نسبت یہاں رہنے کو زیادہ پسند کرتی ہوں امیر کوفہ نے کہا تجھے فرمان کے مطابق شام کا سفر اختیار کرنا لازم ہے پھر اس کے واسطے نہایت عمدہ ہودج منگوایا اور بردیمانی کا بالا پوش تیار کیا اور جو اشیا سفر میں درکار ہوتی ہیں سب مہیا کر دیں پھر اُسکو اسکے کئی عزیزوں قریبوں کے ہمراہ جانب شام روانہ کر دیا زرقا داخل شام ہو کر معاویہ کے دروازے پر آئی اور اجازت طلب کی اور پھر اندر داخل ہو کر سلام کیا معاویہ نے بملائمت جواب سلام دیا اور بہت اچھی طرح احوال پوچھا اور تکالیف سفر اور افراط سامان در راہ کی کیفیت دریافت کی اُس نے کہا امیر کوفہ نے کسی امر کی کمی نہیں کی تمام سامان سفر مہیا کر دیا تھا اور مجھے بہت اچھی طرح روانہ کیا معاویہ نے کہا میں نے ایسا ہی حکم دیا تھا اے خالہ تو جانتی ہے کہ میں نے تجھے کیوں بلایا ہے اس نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں کہا کیا تو وہی عورت نہیں جس نے صفین کی جنگ میں لال بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر اپنی قوم کو میرے خلاف بھڑکایا اور آگے بڑھایا تھا اور میرے مقابلہ پر انہیں پُرجوش کر دیا تھا اور یہ جملے کہے تھے یہ تمام باتیں لفظ بلفظ بیان کر دیں زرقا نے کہا میں وہی عورت ہوں اور یہ میرے ہی کہے ہوئے جملے ہیں مگر اے معاویہ مناسب یہ ہے کہ گذشتہ زمانہ کی باتیں بھلا دے اور جو امور دل سے محو ہو گئے ہیں انہیں یاد نہ کر مجھے اسی شخص کی یاد ہے جو ان حمیدہ صفات و آثار کا مالک تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور وہ نشان اپنے ہمراہ لے گیا شاید تجھے خیال نہیں کہ یہ دنیا گذرگاہ ہے اس خاک خوان انتظام نے بہت سے پہلوانوں کو نگل لیا ہے اور بہت سے بادشاہان عظیم الشان صاحب تخت و تاج کو اس دنیائے دنی نے پست اور تباہ کر دیا ہے کسی عقلمند کو اس کے مکر و بیوفائی سے غافل نہ رہنا چاہئے نہ کسی خردمند کو یہ سمجھ لینا سزاوار ہے کہ وہ اس جادو گر زمانہ کے دغا سے محفوظ رہے گا۔ معاویہ نے کہا اے خالہ تو نے مجھے نہایت ہی عمدہ اور شایان حال نصیحت کی ہے اب یہ بتا کہ صفین میں جو باتیں کہی تھیں انہیں سے بھی کچھ یاد ہیں زرقا نے کہا وہ زمانہ جاتا رہا وہ باتیں دل سے محو ہو گئیں معاویہ نے کہا مجھے وہ سب یاد ہیں خدا کی قسم علی ابن ابی طالب نے صفین میں جسقدر خونریزی کی ہے اُسمیں تو پوری طرح شریک ہے اور آخرت میں سزا کی شریک حال ہوگی زرقا نے کہا اے معاویہ تو نے مجھے بہت ہی بڑی سعادت کی خوشخبری دی ہے اس سے زیادہ بڑھکر اور کون دولت ہوگی کہ میں علی مرتضے کے فعل میں شریک سمجھی جاؤں اور آخرت میں اس خونریزی کے ثواب سے بہرہ مند ہوں جو حضرت علی کی ذات سے ظہور میں آئی ہے معاویہ نے کہا تو اس شرکت سے بہت خوش اور مسرور ہوئی جواب دیا کہ خدا کی قسم میں نہایت ہی دلشاد ہوئی ہوں معاویہ نے کہا مجھے بہت تعجب آتا ہے کہ علی کی وفات کے بعد بھی علی کی نسبت تمہاری محبت اور وفاشعاری کو زیادہ ہی دیکھتا ہوں زرقا نے کہا خدا کی قسم تو نے ابھی تک ہماری دوستی کا جو ہم علی سے اندازہ نہیں کیا اُس نے کہا میں جانتا ہوں کہ تم علی کی دوستی کو ترک نہ کرو گی مگر اس سب سے کہ میرے حکم سے دور دراز کا سفر طے کیا اور بہت تکلیفیں گوارا کی ہیں تیری جو حاجت ہو بیان کر کہ اسے پوری کروں زرقا نے کہا مجھے زیبا نہیں کہ جس شخص کا دل مجھ سے آزردہ ہو اس سے اظہار حاجت کروں اور تیرے لائق یہ امر ہے کہ بغیر طلب کے عطا و بخشش کو کام میں لائے اور حاجت روائی کرے معاویہ نے کہا میں اسی کام کا آدمی ہوں حکم دیا کہ اسکو تم کثیر اور بیش بہا تھان دو اور ساتھ اس کے رشتہ داروں میں سے ہر ایک کو اس کے علاوہ عطیہ دیکر شاد و خرم سب کو رخصت کیا۔ اب ہم پھر قصہ صفین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ دوسرے دن معاویہ نے لشکر کو مرتب کیا اور علم و دیگر نفیس نفیس علم منوائے اور قریش کے نامور اشخاص عمرو عاص۔ عبید اللہ بن عمر خطاب۔ عبد الرحمن بن خالد ولید۔ عتبہ بن ابی سفیان۔ مروان بن حکم۔ بشر بن ارطاۃ۔ اور ضحاک بن قیس فہری جیسوں کے حوالے کئے اہل یمن کو یہ امر ناگوار گزرا اور معاویہ سے رنجیدہ ہو کر اس مضمون کے اشعار پڑھے اور شاکی ہوئے معاویہ نے ان کے حال پر رعایت زبانی اور تسلی و تشفی دیکر کہا تم خاص میری جماعت ہو میں نہیں چاہتا کہ تمہیں کسی کے برابر کروں کیونکہ میرے کاموں کا انتظام محض تمہاری ہی ذات سے ظہور میں آتا ہے جب میں خود جنگ کو نکلونگا تو اس وقت تمکو طلب کروں گا اہل

پس اہل اسلام سے خوش ہوگئے امیر المومنین کے لشکر کو بھی اسطرح لشکر کو مرتب کر کے معارف قریش کو علم دیئے اور اہل یمن کے ناراض ہوئے اور گفتگو کے تخلف
درمیان میں آنے کی خبر ہوگئی عدی بن حاتم الطائی نے اٹھکر اور حضرت علی کے روبرو کھڑے ہوکر عرض کی یا علی معاذ اللہ کہ ہم حضور میں ایسی باتیں کہیں جیسی
معاویہ کا لشکر معاویہ سے کہتا ہے اگر ہمیں آپ سے کچھ عرض کرنا بھی ہوگا تو اس طریق سے کہینگے کہ اللہ تعالے آپ کو ہمارے اور اہل اسلام کے سر پر سلامت رکھے
اور آپ ہی دولت وحشمت اور عزت وکرامت میں ترقی فرمائے جو کچھ آپ فرمائینگے اسمیں ہماری سعادت اور بھلائی شامل ہوگی اگر کسی جماعت کو معاویہ سے مقدم کردیگے
یا کسی گروہ کو پیچھے ہٹادینگے تو تقدم وتاخیر کا انجام دمایوسی اور کمی وبیشی اسیطرح ہوگی جیسا تم چاہوگے آپ کا کام حکم دینا اور ہمارا کام اسکو بجالانا ہے آپ ہمارے
ماں باپ جیسے مہربان ہیں ہم آپ کے فرزند جیسے مطیع اگر خدا نخواستہ آپ کو کسی قسم کا رنج پہنچے یا ناگاہ کوئی واقعہ درپیش آجائے اور خدا کرے کوئی ایسا دن نہ
اور ہمیں نہ دکھائیو اور حسین کی عمر دراز ہو جب تک ہماری جان میں رمق جان باقی ہے ہم ادائے خدمت کے لئے کمربستہ ہیں اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری
کو اپنے اوپر واجب سمجھتے ہیں تمام لشکر کے خورد وکلان اور ادنی واعلی نے دل شاد ہوکر اس کی تحسین وتعریف کی اب معاویہ اپنے لشکر کو مرتب کرچکا تھا۔ وہ جنگ
کے لئے آگے بڑھا لشکر میں ارطاۃ معاویہ کا دیا ہوا سیاہ علم لئے ہوئے میدان جنگ میں نکلا تھوڑی دیر تک گھوڑے کو دوڑاتا رہا پھر کسی لڑنے والے کو چاہا امیر المومنین کی
طرف سے سعید بن قیس نکلا دونوں نیزہ سے جنگ شروع کی سعید نے بسر کو نیزہ مارا جس سے وہ سخت زخمی ہوکر بھاگ نکلا اب ایک اور بہادر معاویہ کے لشکر میں سے
نکلا اور میدان میں آکر لڑنے والے کا خواستگار ہوا حجر بن عدی کندی امیر المومنین کی صف سے نکلا اور حملہ کرکے ایک ہی ضرب شمشیر سے اسکا سر اڑا دیا اور گھوڑے کو جولان
کرتے ہوئے مبارز طلب کیا الحکم بن ازہر معاویہ کے لشکر سے نکل آیا اور رجزخوان ہوا حجر بن عدی کا ایک چچازاد بھائی مالک بن سہر نام تھا اپنی صف سے نکلکر حجر کے
سامنے آکھڑا ہوا اور اشعار پڑھکر اپنی دلیری اور فن جنگ کی تعریف کی پھر تلوار کھینچکر حجر پر جھپٹا حجر نے بھی اس پر حملہ کیا اور بضرب شمشیر سے سر کردیا پھر نعرہ مار کر اظہار فخر
کیا اور اشعار پڑھکر کسی مرد مقابل کو طلب کیا معاویہ کے لشکر میں سے ایک بڑا نامی گرامی سوار عامر بن عامری نکلا سر سے پاؤں تک آہن میں غرق تھا اور آنکھ کے سوا
اسکی کوئی شے برہنہ نظر آتی تھی دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑے ہوکر شعر پڑھے اور اپنی دلیری ومردانگی کی بہت کچھ تعریف کی حجر بن عدی نے چاہا کہ اسکا مقابلہ کرے
مگر اشتر نے سبقت کرکے ایک نیزہ اسکی ڈہڈی پر مارا کہ زرہ کو پھاڑتا ہوا پہلو میں در آیا عامر اسیوقت گر کر مرگیا اسیوقت ایک اور بہادر معاویہ کی فوج سے نکلکر اشتر
پر حملہ آور ہوا اشتر نے اسے بھی ڈھیر کردیا ایک اور آیا اور اسطرح اشتر نے چار شخص ہلاک کئے معاویہ یہ حال دیکھکر گھبرا گیا اور مروان بن حکم سے مخاطب ہوکر کہا
یہ کب تک ہوتا رہے گا دیکھ اشتر کیا کام کررہا ہے تو اسکا کچھ علاج کرسکتا ہے کہ اس کے شر کو مجھ سے دفع کرے اگر تو کچھ کرسکتا ہے تو سواروں کے اس دستہ
کو لیکر جو تیرے سامنے کھڑا ہے اسپر حملہ کر شاید تو کچھ کام کرسکے اور اسکو مار کر میرا دل ٹھنڈا کرے مروان نے کہا کیوں یہ خدمت عمرو عاص سے کیوں نہیں لیتا جو تیرا بڑا
کارکن اور معتمد اور مقرب ہے معاویہ نے کہا اگر وہ میرا مقرب ومعتمد ہے تو تو بھی میری جان و روح اور بھائی ہے مروان نے کہا اگر تیرے نزدیک میرا یہ مرتبہ ہوتا
تو میں بھی وہی درجہ رکھتا ہوتا جیسا عمرو عاص انعام مصر وغیرہ کا درجہ پائے ہوئے ہے اور جسقدر مجھے کام کی کوفت اور سختی رہتی ہے وہ اسے اٹھانی پڑتی
معاویہ نے کہا خدا مجھے تجھ سے بے پرواہ رکھے مروان نے کہا ہاں آج خود درآمد نہیں کی ہے اب معاویہ نے عمرو عاص کیطرف متوجہ ہوکر کہا یا ابا عبداللہ کسیطرح
میرا دل خوش کر اور تو اپنے حیلوں سے اشتر پر حملہ کر شاید تو اُسے گرفتار کرلائے یا کسی مصیبت میں ڈالدے کیونکہ اس نے میرا دل زخمی کردیا ہے اور اسکی بے نظیر
شجاعت اور معرکہ آرائی سے مجھ میں طاقت ضبط نہیں رہی ہے عمرو عاص نے کہا میں فرمانبردار ہوں اور تجھ سے ایسی باتیں نہیں کہتا جیسی مروان کرتا ہے معاویہ
نے کہا مروان حق پر ہے میں نے اس کے حق میں بے شک کمی کی ہے اور تجھے اسپر فوقیت حاصل ہے مصر جیسی ولایت تجھے دیدی ہے اور اسے محروم رکھا ہے
عمرو نے کہا اگر تو نے مجھے مقدم اور اسے پیچھے رکھا ہے یا مجھے عطیات سے یاد کیا اور اسے محروم رکھا ہے تو اس میں کوئی نقصان کی بات واقع نہیں ہوئی
بے شک مجھ جیسے شخص کو اچھی طرح رکھنا اور رعایت کرنی چاہیئے **شعر** [illegible]

میں ہر طرح کے ہنروں کے علاوہ پوشیدہ ہیں جو مجھ سے عیاں ہیں یہ کہکر معاویہ کے لشکر اور شامی بہادروں میں سے چار سو نامی گرامی جری مرد جو جنگی شجاعت واہتمام میں رہتے تھے ہمراہ لے کر اشتر پر حملہ کیا اشتر کا قبیلہ عمرو عاص کو اپنی جماعت کے ساتھ اشتر پر حملہ آور دیکھکر سوار ہوا اور اشتر سے جا ملا یہ دو سو جوان نخع اور مذحج کے قبیلوں سے تھے عمرو عاص نے آگے بڑھکر رجز پڑھی اور دیدہ بصیرت سے بیکر کے اپنی مردانگی اور شجاعت پر فخر کرنے لگا۔ اشتر نے اسکا قصد کیا اور اس نے بھی حملہ کیا دونو جنگ کرنے لگے جب قریب پہنچے تو عمرو عاص نے بہت کچھ حیلہ بازی کی مگر کوئی دھوکہ نہ دے سکا آخرکار اشتر نے قریب ہوکر ایک نیزہ لگایا عمرو نے بھاگنا چاہا نیزہ عمرو کے زین کی مہر پر لگ کر ٹوٹ گیا اور گھوڑے کا تنگ ٹوٹ جانے کے سبب عمرو زمین پر آ پڑا اس صدمہ سے اس کی ناک اور چار دانت ٹوٹ گئے عمرو نے بڑی کوشش کی کہ اٹھکر اشتر کے سامنے سے بھاگ جائے اور اس کے سواروں نے آگے بڑھکر اشتر کا راستہ روک لیا اسطرح عمرو عاص اپنے خیمہ تک چلا گیا اور خون اسکی ناک اور منہ سے جاری تھا مروان بن حکم نے اس کے پاس آکر یہ حالت دیکھی اور کہا ہاں اے عمرو کیا حال ہے اس نے کہا یہی ہے جو کچھ تو دیکھتا ہے مروان نے کہا کچھ مشکل نہیں ولایت مصر کی امارت کی امید اس کے مقابلہ پر ارزاں ہے صبر کرنا چاہیئے ص

ے پائے ہمیشہ در رکاب ماستد ۞ بد نیز چو نیک در حساب ماستد ۞

یعنے تیرا پاؤں ہمیشہ رکاب میں رہے گا جبکہ تو نیک و بد کو یکساں تصور کرے گا۔ حمیر قبیلہ کا ایک جوان عمرو عاص کا بہت بڑا دوست تھا اس کا یہ حال دیکھکر بھڑک اٹھا اور اشتر پر حملہ کیا اشتر نے دیکھا کہ ابھی نوجوان بے ریش ہے اس کے ساتھ ہم نبرد ہونے سے عار آئی اپنے بیٹے ابراہیم سے کہا کہ تیری جوڑ میدان میں آئی ہے نکل اور اسکا کام تمام کر ابراہیم گھوڑا دوڑا کر آیا دونو نیزہ سے لڑنے لگے ابراہیم نے اس کے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ دلکو توڑتا ہوا پشت سے پار ہو گیا اور وہ اسیوقت مر گیا۔ آج بھی یہ جنگ شام تک جاری رہی اور شامیوں میں سے بہت سے آدمی مارے گئے لیکن بھاگ جانے سے عار کرتے اور بدستور لڑتے رہے جب رات آگئی تو معاویہ کا لشکر بہت ہی بری حالت سے پلٹ کر اپنے قیام گاہ پر پہنچا۔ معاویہ تمام شب سخت رنج والم میں مبتلا رہا جب صبح نمودار اور دنیا منور ہو گئی ص

پیدا شد از سپہر علامات صبحدم ۞ مالا گرفت دولت خورشید محترم ۞

یعنے آسمان پر پو پھٹنے کی علامتیں ظاہر ہوئیں اور آفتاب کے اقبال نے عروج حاصل کیا۔ معاویہ نے انکو حکم دیا لشکر مرتب ہوا اور صف بندی کیجائے اور بنی عبس کے ایک نامور آدمی عقیل بن مالک کو بلا کر جو بزرگان شام میں بڑا نامی گرامی بہادر اور معرکہ آرا تھا مگر ہمیشہ عبادت الٰہی اور روزہ داری میں مصروف رہتا تھا۔ کہا تو علی اور انکے اصحاب سے کس لئے جنگ نہیں کرتا حالانکہ تو شام میں سب سے زیادہ بہادر اور دلیر آدمی ہے عقیل نے کہا میں بھی اس جنگ میں سعی و کوشش کرنی اور تیری خدمت گذاری چاہتا تھا لیکن جسدن سے عمرو عاص عمار یاسر و ذوالکلاع ابونوح سے باہم مناظرہ کیا مجھے شک وشبہ لاحق ہوگیا۔ اس لئے میں علی اور اس کے ہمراہیوں سے جنگ نہیں کرسکتا اور جہانتک میں نے سوچا علی کو حق پر اور تجھے باطل پر دیکھتا ہوں اس دنیا میں نیک و بد سبھی گذر جائیں گے مجھے آخرت کا اندیشہ ہے اور جناب مصطفٰے کی ناراضی اور خدائے عزوجل کے عذاب سے ڈرتا ہوں یہ دو روزہ زندگی ہے خوشی و غمی اور سردی و گرمی کیا چیز ہے معاویہ کو اس کی باتیں بری معلوم ہوئیں مگر اپنی ناراضی کو ظاہر نہ ہونے دیا دل میں کینہ رکھا اور جی میں کہا جبوقت یونس کیطرح مچھلی کے پیٹ میں چلا جائیگا فرعون کیطرح جیتا نہ بچیگا یعنے بدکی حالت میں قتل کیا جائیگا کہتے ہیں کہ اس کے بعد معاویہ کے حکم سے اسے خفیہ قتل کرادیا اور اسکا خون اپنی گردن پر لیا الغرض اس روز طرفین سے خوب جنگ ہوئی سب سے پہلے جو شخص امیر المومنین علیؑ کیطرف سے جنگ کے لئے نکلا نیکو کار صحابہ میں سے ایک نامور شخص اصبغ بن نباتہ نام تھا اس نے میدان میں آکر رجز پڑھی اور قابل تعریف جنگ کرکے اسقدر آدمی قتل کئے کہ نیزہ زخموں کے خون سے تر ہو گیا اور آخری حملہ میں معاویہ کو اسکی جگہ سے بہت دور تک پس پا کیا اس کے بعد پلٹ کر اپنی صف میں آملا اب معاویہ کا ایک ہوا خواہ عروت بن خزاۃ میدان میں آیا اور لڑنے والیکو آواز دی امیر المومنین کی فوج میں سے کعب بن جریر اسدی نکلا اور عروہ پر حملہ کرکے اسے قتل کیا پھر ادھر ادھر نظر ڈالی معاویہ کو دیکھا کہ سوار کھڑا ہے اور کچھ بہادر اس کے گرد موجود ہیں گھوڑے کو ایڑ دی اور معاویہ کیطرف چلا معاویہ بولا یہ شخص بھاگ کر ہماری خدمت میں آیا چاہتا ہے کعب نے قریب پہنچکر اسپر اور اس کے ہمراہیوں پر جو ٹیلے پر کھڑے تھے حملہ کیا اور کسی اور کیطرف رخ نہ کرکے معاویہ پر جھپٹا اور چاہا کہ اسپر وار کرے

اگر معاویہ کے سامنے جو سوار موجود تھے تلواریں کھینچ کر بیچ میں حائل ہو گئے معاویہ تک نہ جانے دیا کعب نے کہا اے معاویہ تو ضرور مجھے پہچانتا ہوگا میں وہی اسدی غلام ہوں انجام کار تجھے سزا دلا کا سیم پلٹ کر امیر المومنین کی خدمت میں پہنچ گیا آپ نے اس سے پوچھا اے کعب تیرے دل میں یہ کیا سمائی تھی اور اس قدر جم غفیر سے تو کیونکر جنگ کر سکتا تھا اس نے جواب دیا میں نے ارادہ کیا تھا کہ معاویہ کو نیزہ مار کر مسلمانوں کو اس کے شر سے بچا لوں امیر المومنین نے تبسم فرمایا اور تعریف و توصیف کی پھر معاویہ کی فوج میں سے خالد بن ولید کا بیٹا عبدالرحمن نکلا جو پڑھی اور مرد مقابل طلب کیا حارث بن قدامہ امیر المومنین کے لشکر میں سے نکلا اور دونو نیزہ سے جنگ کرنے لگے حارث نے عبدالرحمن کے پستان پر نیزہ مارا جس سے وہ سخت زخمی ہو کر واپس چلا گیا پھر ابو الاعور سلمی معاویہ کی طرف سے آیا اور ادھر سے زیاد بن کعب بن مرحب اس پر حملہ آور ہو کر نیزہ رسید کیا وہ بھی زخم شدید کھا کر واپس چلا گیا اب معاویہ نے بلند آواز سے کہا اے شامیو! قبیلہ ہمدان ہمارے دشمن ہیں انکی طرف بڑھو اور ان سے جنگ کرو سعید بن قیس ہمدانی نے معاویہ کی آواز سنکر اپنے چچا زاد بھائیوں اور عزیزوں اور رشتہ داروں وغیرہ کو جمع کیا اور کہا ایک لخت لشکر شام پر حملہ کر دینے کہا بسر و چشم اور معاویہ کی تمام سپاہ پر ٹوٹ پڑے اور شامی لشکر کے بہت سے آدمی ہلاک کئے اور شام کے وقت تک جنگ ہوتی رہی جب رات ہو گئی اپنی اپنی جگہ پر چلے آئے امیر المومنین علی کے لشکر میں ایک شخص بنی اسد میں سے تھا جسکی کنیت ابو سماک تھی اکثر پانی کا لوٹا اور چھری لیکر مردوں اور زخمیوں میں گشت کرنا شروع کیا جس زخمی کو جانبر ہونے کے لائق پاتا اس سے پوچھتا کیا تو امیر المومنین علی کا دوست ہے اگر وہ دوست ہوتا تو اسے اٹھا کر بٹھلاتا اور اسکا منہ دھلا کر پانی پلاتا اور اگر وہ خاموش ہو رہتا یا کچھ اور جواب دیتا تو اس چھری سے اسکا کام تمام کر دیتا امیر المومنین قبیلہ ربیعہ پر نہایت مہربانی رکھتے تھے کیونکہ وہ بھی آپ کو نہایت دوست رکھتے تھے اور حد سے زیادہ خدمت گزاری کرتے تھے قبیلہ مضر کو یہ بات ناگوار گزری ربیعہ کو برا کہا اور اسکی ہجو کی اور اس کے عیوب اور برائیاں ظاہر کیں اور بات اس قدر بڑھ گئی کہ جنگ ہونے کی نوبت آ گئی بڑے بڑے مشہور و معروف امیر اور سرداروں نے درمیان میں پڑ کر ان کو لڑنے سے روکا اور قبیلہ مضر کے ایک نامی بزرگ نے جس کی کنیت ابو الطفیل کنانی تھی امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ہم ان لوگوں پر جنہیں اللہ تعالے نے عمدہ نعمتوں اور طرح طرح کے اقبال و دولت و عزت سے مخصوص اور ممتاز کیا ہے حسد نہیں کرتے بشرطیکہ وہ اس دولت کی قدر و منزلت سمجھیں اور شکر الہی بجا لائیں ربیعہ والے خیال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے اچھے ہیں اور آپ کے زیادہ مقرب اور ہمیں آپ کی حضور میں اسقدر نزدیکی اور حرمت حاصل نہیں ہے جسقدر انکو ہے اگر مصلحت معلوم ہو تو چند روز کے لئے انہیں جنگ سے معاف رکھیں اور ہماری قوم کو اذن جنگ عطا فرمائیں کیونکہ ہمارا اوروں کے شریک ہو کر جنگ کرنا ہماری خدمتوں کو مشتبہ رکھتا ہے اور آپ کو خبر نہیں ہو سکتی کہ ہم میں سے کس قوم نے بڑھکر مقابلہ کیا ہے امیر المومنین نے کہا تمہاری درخواست بہت اچھی ہے میں اسے منظور کرتا ہوں اس کے بعد ربیعہ کو حکم دیا کہ چند روز کے لئے جنگ میں توقف کریں اور اپنے آپ کو آرام و راحت پہنچائیں ربیعہ نے حسب الحکم جنگ سے منہ موڑ لیا اور بنی کنانہ کے سرغنہ عامر بن واثلہ نے اپنی قوم کو لیکر میدان جنگ میں قدم نکالا اور معاویہ کی فوج پر حملہ آور ہوا کچھ عرصہ تک نیزہ سے اور کچھ دیر شمشیر سے جنگ کی اور مردانہ جنگ کی اس کے بعد ابو الطفیل کنانی نے اپنی قوم کو ہمراہ لیکر حملہ کیا اور عمدہ کارگذاریاں دکھائیں آج صبح سے شام تک ایسی ہی جنگ ہوتی رہی جب طرفین اپنے اپنے قیام گاہوں کو چلے گئے ابو الطفیل امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے آپ کی زبان مبارک سے یہ سن رکھا ہے کہ انسان کا انجام موت ہے اور ہر حال میں اسے شربت مرگ پینا پڑتا ہے مارا جانا مرنے سے اچھا ہے اور خدا کی راہ میں جان دینا اور شہادت کا درجہ پانا سب سے افضل ہے اور میں نے یہ بھی حضور کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہے کہ سب سے عمدہ کام صبر ہے ہمنے مارے جانے پر صبر کیا اور ہمارے بعض ہمراہی قتل اور شہید بھی ہو گئے آج ہمارا مقتول شہید ہے اور ہمارا زندہ شخص کینہ خواہ ہے ہم نیکی کے راستے میں جبکہ ایک قدم نہ رکھیں گے اور کسی ذاتی خواہش کے پاس نہ جائیں گے جب تک جسموں میں جان باقی ہے ہمارا ہاتھ اور آپ کا دامن ہے امیر المومنین نے اس کی زبان سے یہ باتیں سنکر اظہار خوشنودی فرمایا اور تعریف کے بعد دعا خیر دی دوسرے دن بنی تمیم کا سردار عمیر بن عطارد اپنی قوم کو لیکر میدان میں آیا اس نے بڑی عمدہ جنگ کی اور اسکی قوم نے بھی خوب خوب معرکہ آرائی کی کہ بڑے درجہ کی کارگذاری دکھائی اور نماز شام تک میدان میں لڑتے رہے نماز شام کے بعد عمیر حاضر خدمت ہو کر عرض

رسال ہوا کہ یا امیر المومنین مجھے اپنی قوم پر معرکہ آرائی کی نسبت اچھا گمان تھا وہ آج پایہ ثبوت کو پہنچ گیا اور اس نے میرے گمان سے بڑھکر جنگ کی امیر المومنین نے فرمایا ہاں یہی بات ہے میں تجھ سے اور تیری قوم سے بہت خوش رہا ہوں اور آج بہت ہی خوش ہوا ہوں اللہ تعالے تمکو عزیز رکھے اگلے دن بنی اسد میں سے ایک امیر قبیصہ ابن جابر نام نے اپنی قوم سے کہا اے میرے پیارے بھائیو میں چاہتا ہوں کہ آج تمکو ہمراہ لیکر ان گمراہ لوگوں سے جو شیطانی گروہ سے علاقہ رکھتے ہیں مقابلہ کروں کہ امیر المومنین شاد و خرم ہوں سب نے متفق ہو کر کہا ہم حکم بجا لائینگے اب قبیصہ سوار ہوا اور میدان میں آکر نیزہ سیدھا کر کے لشکر معاویہ پر حملہ آور ہوا اور اسقدر کشت وخون کیا کہ نیزہ خون میں تر ہو گیا اور اسکی قوم نے بھی آج نہایت ہی سخت جنگ کی شام کی نماز کے وقت تک ہتھیار چلتے رہے اور معاویہ کی فوج کے کئی نامی سردار قتل کر ڈالے نماز شام کے بعد قبیصہ حاضر ہوا اور کہا جسقدر ممکن تھا آج جنگ میں کوئی کمی نہیں کی اور میری قوم نے بھی کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ہر حال میں ہمیں آپ کی خوشنودی درکار ہے میں جانتا ہوں کہ اصلی زندگانی آخرت میں ہوتی ہے اور یہ دنیا کی زندگی بیکار ہے عقلمند اسی کو عزت سمجھتا ہے کہ جنگ کی ذلت اختیار کرے اور طعن دہر سے پہلو بچائے امیر المومنین نے اس کی کلام کی تعریف کی اور اس کے اور اسکی قوم کے جنگ کو بہت پسند فرمایا اور تعریف وتوصیف کی دوسرا دن ہوا تو امیر ہوازن عبد اللہ بن عامر بن طفیل اپنی قوم کو لیکر میدان کیطرف چلا اور ایسی جنگ کی کہ معاویہ کا لشکر اُس کی ضربوں سے پیچھے ہٹتا اور صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی جب رات ہو گئی تو عبد اللہ پلٹا اور حاضر خدمت امیر المومنین ہو کر آداب خدمت بجا لایا اور کہا آج دشمنوں کے مقابلہ میں امیر المومنین نے ہمیں کیسا پایا اور ہماری جنگ اور سعی مقبول ہوئی امیر المومنین نے اسکے دعائے خیر دی اور تعریف کے ساتھ اسکا اور اسکی قوم کا دل بڑھایا اور خوش کر کے جانے کی اجازت دی اب قبیلہ مضر کے امیر اور سردار وغیرہ امیر المومنین کے کلمات سے جو ان کی نسبت ارشاد کئے تھے بہت ہی شادمان اور بشاش ہو گئے اور آپ کی شفقتوں اور رحمتوں کا شکریہ ادا کرتے تھے اور اشعار تصنیف کرتے تھے اور وہ عداوت بھی جو قبیلہ ربیعہ سے آپڑی تھی ان کے دلوں سے زائل ہو گئی اور موافقت ومحبت سے مبدل ہو گئی اب دن نکلا تو معاویہ نے بہت سویرے ہی سے اُٹھکر فوج کو تیاری جنگ کا حکم دیا اور کہا مرتب ہو کر نکلیں اور صفیں قائم کریں اور بار بار اس حکم کو دہرایا اور تاکید مزید کی مگر لشکر ڈھیلا اتر رہا تھا تھکا ماندہ پڑا تھا اور زخموں کی کثرت اور خستگی کے سبب بہت دیر میں نکلتے تھے معاویہ نے کہا مجھے تمہاری توقف اور دیر کا سبب معلوم نہیں ہوا معاویہ کی تو یہ نوبت آپہنچی کہ ہم میں سے بہت سی خلقت قتل ہو گئی اگر آج سستی ظاہر کروگے تو دشمن زیادہ دلیر ہو جائیگا اور جو سختیاں آجتک اُٹھائی ہیں وہ سب رائیگاں جائینگی اور تمہارے دفتر ناموری پر عیب اور عار کے دھبے لگ جائینگے جو کسی طرح بھی دھل نہ سکینگے جسقدر زمانہ گزرتا جائیگا تمہارے حالات تازہ رہینگے میں تمہیں ایسا نہ سمجھتا تھا میرا خیال تھا کہ تم ہر روز بلکہ ہر ساعت طلب خون عثمان میں زیادہ ہی زیادہ کوشش کرتے رہوگے اور اس کے دشمنوں اور قاتلوں کی گرفتاری وقتل میں ہر وقت سعی بلیغ عمل میں لاؤگے مگر اسوقت دیکھتا ہوں کہ تم تھکن اور لڑنے سے جی چراتے ہو جسکا مجھے گمان تک نہ تھا نہایت ہی تعجب کا مقام ہے سرداران فوج نے معاویہ کی یہ باتیں سُنکر باہم کہا کہ سچ کہتا ہے اسکے بعد تیاریاں کر کے لڑائی کیطرف متوجہ ہوئے امیر المومنین نے بھی لشکر کو مرتب کیا اور اپنی صف سے نکلکر ایک ٹیلہ پر جو لشکر گاہ کے متصل تھا قیام فرمایا پھر باواز بلند یہ رجز پڑھی ؎

انا علی فسلونی تخبروا + ثم ابرزوا لی فی الوغا وادبروا + سیفی حسام وسنانی یزهر + منا النبی الطاہر المطہر + وحمزۃ الخیر ومنا جعفر + له جناح فی الجنان اخضر + وفاطم عرسی وفیها مفخر + هذا الهدی وابن هند محجر +

معاویہ نے جناب امیر کی آواز سنی کہ رجز پڑھ رہے ہیں جو لوگ اس کے پہلو میں کھڑے تھے ان سے کہا علی اپنے مقابلہ کے واسطے مجھے بلاتا ہے اور کئی دفعہ اسیطرح کہا ہے مگر میں مقابلہ کے لئے نہیں نکلا مجھے اس بات سے بہت شرم آتی ہے میں سوچتا ہوں کہ مقابلہ پر نکلوں خواہ کچھ ہی ہو اور سے موت کوئی ڈرتا نہیں اسکے بھائی عتبہ بن ابی سفیان نے کہا ہرگز ایسا خیال بھی نہ کرنا کہ اپنے آپ کو شیر کے جنگل میں جا ڈالے اور اس کلام الٰہی وَ لَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ یعنے تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو کو فراموش کر بیٹھے اور یاد رکھ کہ تو علی کا مرد مقابل نہیں ہو سکتا تیرا غلام حریث کیسا

نامدار بہادر اور بے نظیر شہسوار تھا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اُسے کس طرح مار ڈالا عمرو عاص جو جرأت وصولت اور جنگ وجدال میں بہت بڑی مہارت اور مشق رکھتا اور نامی گرامی جنگجو ہے اور ہمیشہ میدان جنگ میں رہکر طعن وضرب سے پرورش پائی ہے اور ہر طرح سے شجاعت ولیاقت وقابلیت اور فضیلت میں انگشت نما عالم ہے دیکھا میدان میں مقابلہ علی اسپر کیا افتاد پڑی اور کس رسوائی وذلت وخواری سے جان بر ہوا جبتک دنیا قائم ہے اُسکی اس ذلت کا چرچا ہوتا رہے گا اور لوگ اسپر قہقہے لگاتے رہیں گے وہ اُس کے سامنے سے بھاگا اور بھاگ کر جان بچائی زرد رو اور برہنہ کون کرکے بھاگا جب شیر خدا کے خیال سے وہ ملعون عمرو عاص زندہ بچا اگر تجھے زندگی درکار نہیں اور اپنے اور ہمارے حال پر تجھے رحم نہیں آتا اور اس جینے سے ننگ آگیا ہے تو بسم اللہ میدان میں جا اور دیکھ جو کچھ تیرے دشمنوں کے لیے بھی نہیں پسند نہیں کیا ہے اگر تجھے اپنے آپ کو سلامت رکھنا ہے اور تو دنیا سے ناامید نہیں ہوا اور تجھے کم وبیش اپنے اولاد بھائیوں عزیزوں قریبوں اور ملازموں کا کچھ خیال ہے تو اس آواز کو جو تو سُن رہا ہے اَن سُنی کردے کیونکہ موت ناپسندیدہ آرام اور قبر نامرغوب خواب گاہ ہے اور حیات کے مزہ کی کچھ انتہا نہیں اور ایک ساعت کی زندگی جسقدر راحت پاتی ہے اس کی تعریف کرنا اور اسکا حال بیان کرنا بہت کچھ طولانی ہے کوئی صفت اور کوئی تشبیہ اُسکا اندازہ نہیں کر سکتی اور علی کی قوت وشجاعت کا کمال اور جرأت وجلادت کا جلال ہر وقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور ان قرنوں میں آجتک کوئی ایسا بہادر اور صف شکن نامور سوار پیدا نہیں ہوا جس نے علی کے مقابلہ پر آکر اپنی خاک ہستی کو برباد نہ کردیا ہو اُس کی نگاہوں کی ہیبت ہی سے شیر گردوں تک سپر ڈالدیتا ہے اور اس کے خوف ودہشت سے آفتاب بھی اپنی تیزی بھلا دیتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک ولایت بھی اسکی دست برد کو نہیں اٹھا سکتی اور تمام لشکر بھی اس کے ایک حملہ کی تاب نہیں لا سکتا علقمہ نے جب اس طرح سے کہا اور معاویہ کو امیر المومنین علی کے مقابلہ سے روکا تو لشکر شام کے اور سرداروں اور امیروں نے بھی مصلحت یہ سمجھا اور معاویہ بھی اُس سے مخالف نہ تھا یہ شخص اپنے خیال اور مذاق کے مطابق باتیں بیان کرتا تھا معاویہ کو یہ مشورہ خاطر خواہ پسند آیا اور امیر المومنین سے جنگ کرنے کے ارادے کو جو پہلے ہی سے نہ تھا ترک کر دیا۔ ابرہہ بن صباح نے اُٹھکر کہا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشا یہی ہے کہ تم سب اس صحرا میں ہلاک ہو جاؤ اور اسی سبب سے تم اس مہم کو انجام پہنچانے کی سعی نہیں کر سکتے۔ معاویہ نے جو ارادہ کیا ہے اسے ظہور میں لانے دو جبکہ علی اسے بلاتا ہے اُسے جانے دو کہ دونو جنگ کریں اور دیکھیں کسے فتح نصیب ہوتی ہے بہرحال ایک ضرور فتح پائیگا اور دوسرا مقہور ہوگا اور ہم کو اس معرکہ سے رہائی مل جائیگی دنیا اور دنیا والوں میں آسودگی ورونق کا دور شروع ہوگا نسیم سعادت گلشن اقبال میں چلنے لگیگی اور اس فتنہ جہانسوز کی آگ بجھ جائے گی جو نتیجہ ہو اسکی خدمت گذاری پر کمریں کس لیں اور اسی کی متابعت وطاعت کو دل وجان سے منظور کر لیا امیر المومنین علی نے ابرہہ کی باتیں سنکر اظہار خوشنودی فرمایا اور ارشاد کیا کہ جبسے میں یہاں آیا ہوں ابرہہ کی اس بات سے زیادہ اچھی اور منصفانہ گفتگو میں نے نہیں سُنی معاویہ نے کہا ابرہہ میں ذرا بھی عقل نہیں پھر وہ ہمیشہ دانشمندی کا دعوےٰ کرتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا اسے قریب کی صفوں سے بہت دور پچھلی صفوں میں ہٹا دو اور کہدو کہ آخری قطار میں رہے کیونکہ جب وہ بیوقوف اور بے عقل ہے کوئی بات کہیگا جس میں نقصان پہنچائے شامیوں نے کہا ابرہہ بڑا صاحب عقل وفہم شخص ہے اور جرأت ودیانت میں اپنے ہم عصروں سے ممتاز رہتے لیکن تو علی سے ڈرتا ہے اور یہ حوصلہ نہیں کہ علی سے جنگ کرے تاکہ سب آدمی اس محنت ومصیبت اور عذاب وسختی سے بچ جائیں اور یہ تاریکی جہاں روشنی سے مبدل ہو جائے اور مسلمان خونریزی سے بچ جائیں معاویہ نے ابرہہ کو للکار کر کہا کس لئے اپنی حد سے نہیں رہتا اور کیوں یہ بیہودہ باتیں بنائے جاتا ہے عمرو عاص نے بھی ملامت کرکے کہا جب تو جانتا ہے کہ معاویہ کو تیری گفتگو پسند نہیں آتی تو کیوں بار بار کہے جاتا ہے کیا اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا کرے گا آج معاویہ شام کا بادشاہ ہے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ سوار اور ہر قسم کا ساز وسامان اور اسلحہ جنگ مہیا ہیں کہ علی سے جنگ کرے جا تو اپنا کام کر اور اپنی بھلائی کی بات سوچ ورنہ اپنے کیے کی سزا بھگتیگا اور سخت نقصان اٹھائیگا ابرہہ اس بات سے بہت رنجیدہ ہوا معاویہ کے پاس سے چلا گیا اور کچھ نہ بولا لیکن معاویہ نے بعد میں بلا کر بہت کچھ اظہار مہربانی فرمایا اور اسے رضامند کیا اور اس کے دل سے وہ رنج اور وحشت دھو ڈالی القصہ بسر بن ارطاۃ کا ایک غلام لاحق نام بڑا عقلمند تجربہ کار اور جہاندیدہ تھا اُس نے ذریعہ بڑے

اتفاقات اور حوادث دیکھ رکھے تھے بسر نے مشورہ کے طور پر اس سے کہا میں نے ایک بات سوچی ہے اگر وہ ہو گئی تو میں عزت و فخر اور شہرت و ناموری میں مشہور جہان ہو جاؤنگا اس میں تجھ سے صلاح لینا چاہتا ہوں کہ تیری کیا مصلحت ہے لاحق نے کہا وہ کیا بات ہے مجھ سے بیان کر بسر نے کہا علی ابو طالب نے معاویہ کو اپنے مقابلہ پر طلب کیا تھا وہ ڈر گیا اور مقابلہ پر جانے کی جرأت نہ کر سکا اب میرا ارادہ ہے کہ میدان میں جا کر اس سے ہم نبرد ہوں ممکن ہے کہ میں فتح یاب ہو جاؤں اور اسے ہلاک کر ڈالوں پھر تو میں شجاعت و دلاوری اور معرکہ آرائی میں انگشت نمائے عالم ہو جاؤنگا اور رہتی دنیا تک قائم ہو میرا ذکر جاری رہیگا اس میں یہی سوچا اور تیری رائے میں کیا ہے لاحق نے کہا یہ بہت ہی بڑا خطرناک ارادہ ہے اور نہایت ہی خوف کا مقام ہے عقلمند وہ شخص ہے جو کاموں کی انجام پہلے سے نظر نہیں ہٹاتا اور اُسکی مآلی و نتائی کاموں کے نتائج کو ملحوظ رکھتی ہے اس میں شک نہیں کہ علی ابو طالب کا مقابلہ جسے سیاہ شیر کہتے ہیں نہایت ہی خوفناک کام ہے اگر تو اپنی قوت و شجاعت پر پورا بھروسہ رکھتا ہے اور تیرا دل گواہی دیتا ہے کہ ضرور ہی فتحیاب ہوگا اور نتیجہ میں ذلت نہ اٹھائیگا تو مستعد ہو جا ورنہ دل میں کچھ تردد ہو اور اس قسم کی جنگ سے کبھی پالا نہ پڑا ہو اور اپنے زور بازو پر پورا اعتماد نہ ہو تو ہرگز ہرگز اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال اور کلام الہی وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو پر کار بند رہ بسر نے کہا اے لاحق کب تک ڈرا جائیگا آخر موت سے تو زیادہ کوئی چیز نہیں خدا نے میری بھی موت لگا ہی رکھی ہے میدان جنگ میں نیزہ و شمشیر کی ضرب کھا کر مردوں کی طرح جان دینا اس سے بہتر ہے کہ بوڑھی عورتوں کی طرح بستر پر جان بحق ہو جاؤں لاحق نے کہا اگرچہ میں اس ارادہ کے مخالف ہوں لیکن خدا تعالیٰ تجھ کو کامیاب کرے اب بسر میدان میں آیا کچھ دیر گھوڑا اکڈاتا رہا مگر زبان سے ایک لفظ نہ نکالا کیونکہ امیر المومنین کا خوف دل پر غالب تھا چاہتا تھا کہ آپ اسے نہ پہچانیں کہ یہ کون شخص ہے آپ نے بھی دیکھا کہ ایک سوار میدان میں نکلکر گھوڑا پھیر رہا ہے بآہستگی خود بھی بارادہ جنگ اسپر حملہ کیا اور بسر کے سینہ پر نیزہ مارا جس کے صدمے سے وہ گھوڑے سے علیحدہ ہو کر پشت کے بل زمین پر جا پڑا امیر المومنین نے چاہا کہ تلوار سے دو ٹکڑے کر دیں اب بسر کو بھی موت نظر آگئی ٹانگوں میں ازار نہ تھی عمرو عاص کی سنت اختیار کی دونوں پاؤں بلند کر دیئے امیر المومنین کی نظر کا اسکی شرمگاہ پر پڑنا تھا کہ آپ نے منہ پھیر لیا بسر نے اٹھکر بھاگ جانا چاہا حسب اتفاق سر سے خود اتر گیا اور امیر المومنین کی فوج نے اسے پہچان لیا آواز دی کہ اے امیر المومنین وہ بسر ارطاۃ ہے آپ نے فرمایا لعنت ہو اسپر جانے دو معاویہ یہ حال دیکھکر خوب ہی ہنسا اور جب بسر اس کے پاس پہنچا کہا خوب ہوا اے لڑکے میرے اکثر بہادر ایسے ہی ہیں کہ کون برہنہ کر کے علی کے ہاتھ سے جانیں بچاتے ہیں جو امر آج پیش آیا ہے وہ کل عمرو عاص کو بھی پیش آچکا ہے کچھ ڈر نہیں اتنا شرمندہ نہ ہو جان سلامت رہنی چاہیے گو شرمگاہ ننگی ہو جائے اسکا غم نہیں ایک کوفی نے آواز دی کہ اے شامیوں تم نے یہ کیسا بیحیائی کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے بہادر میدان جنگ میں دشمن کی تلوار کو ڈھال پر روکتے ہیں اور تم چوتڑوں پر اور عین جنگ کے وقت ستر ننگا کر لیتے ہیں اور تم کون برہنہ کرتے ہو بڑی بے غیرتی اور رسوائی کی بات ہے جسے عمرو عاص نے شامی لشکر کی سنت قرار دی ہے اسے ابھی یہ بری رسم جاری کی ہے اسی طرح اس کے اور تمام جملے قابل شرم ہیں جیسا کہ عمرو عاص کو یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ اسکی شرمگاہ کے برہنہ ہونے سے حضرت علی نے منہ پھیر لیا اور عمرو بھاگ گیا تھا بسر بن ارطاۃ اس پر ہنستا اور خوش مزاحی کیا کرتا تھا جب بسر اسی حادثہ میں مبتلا ہوا تو عمرو نے جواب دینا شروع کیا خوب ہنستا اور خفیف کرتا لاحق نے بسر سے کہا میں تجھے سمجھاتا رہا کہ تو علی ابو طالب کا مد مقابل نہیں اور اسکی جنگ کی طاقت نہیں رکھتا تو نے میری نصیحت نہ سنی اور اسکا مزا چکھا بسر اپنی اس حرکت اور اس واقعہ سے ہر وقت شرمندہ رہتا اور جس گروہ سواران میں حضرت علی موجود ہوتے اسکے سامنے سے کترا جاتا کیونکہ وہ آپ کے روبرو آنے سے شرم کرتا تھا اب بسر کے غلام لاحق کے دماغ میں غرور سما گیا اپنے آپے سے باہر ہو کر چاہا کہ اس امر کا کچھ علاج کرے اس لئے میدان میں آکر رجز خوان ہوا ۔

قل للعلی قولہ وناقرہ + ادعیت شجاعا عمر باطرہ + ادعیت بسرو الغلام ثایرہ +

اشتر نے اسے میدان میں دیکھکر حملہ کیا اور عین گرما گرمی میں ایک نیزہ اس کے سینہ پر مارا گھوڑے سے گر گیا اور تھوڑی دیر تک خاک و خون میں لوٹ کر مر گیا اسکے بعد امیر المومنین علی کے لشکر کے امیروں اور سرداروں اشتر نخعی، اشعث بن قیس عدی بن حاتم طائی سعید بن قیس ہمدانی عمرو بن حمق خزاعی سلیمان بن صرد اور حارث بن قدامہ سعدی جیسے ایک ہزار جانباز بہادروں اور جوانوں دلیروں نے شامی لشکر کا رخ کیا اور حملہ آور ہو کر انکو

بہت دور تک پیچھے ہٹا لے گئے اور بسی جوان خوار جنگ کی اور انکو مار مار کر کشتوں کے پشتے لگا دیئے آج شامی لشکر کے بے شمار آدمی مارے گئے اور نماز شام کے وقت تک جنگ جاری رہی جب رات ہو گئی دونوں فوجیں علیحدہ علیحدہ ہو کر پلٹ گئیں معاویہ اس واقعہ سے اور کئی نامی گرامی سرداروں کے قتل ہو جانے سے بہت غمزدہ اور خستہ حال ہو گیا تھا ہر چند اسے آپ کو سمجھاتا اور تسلی دیا جاتا تھا آرام قرار نہ پاتا تھا سونا اور کھانا پینا تک حرام ہو گیا آدمی بھیجکر قریش کے سرداروں کو طلب کیا جب حاضر ہوئے تو انہیں ملامت کر کے کہنے لگا میں نے اتنے دنوں تک تمہارا حال دیکھا اور تمہارے کام کو معائنہ کیا حیرت سے دیکھتا رہا کہ تم میں سے کون میرے اس معاملہ میں شفقت آمیز گفتگو کرے گا اور کون دلسوزی اور خاص نیت سے کوئی خدمت بجا لائیگا مگر اسکا اتفاق نہ ہوا تم میں سے کسی نے بھی کوئی ایسی بات نہ کہی اور نہ کوئی کام ایسا کر کے دکھایا جس سے دوستی اور محبت کی بو آتی اور دل خوش ہوتا یا اس کے بعد کسی دن کہہ سکتے کہ میں نے صفین کی جنگ میں ایک کام کیا یا ایسی رائے دی تھی ولید بن عقبہ نے کہا کیا میں بھی انہی لوگوں میں سے ہوں جن سے تو یہ باتیں کہہ رہا اور شکائتیں کر رہا ہے۔ معاویہ نے کہا تو بھی اس جماعت میں سے ہے اور تو نے ہی کونسا ایسا کام کیا یا کوئی مشورہ دیا جس سے میرا دل شاد ہوا ہو اور میری یہ ناراضی اور رنج کچھ تجھی سے علاقہ نہیں رکھتا بلکہ اور سب لوگ جو اسوقت موجود ہیں اس میں شریک ہیں اور میں سارے لشکر سے شکایت کرتا ہوں خاصکر تم سرداروں امیروں اور ارکان سے کہ تم پر لعنت ہو۔ اور ساتھ ہی مجھ پر بھی کہ علی ابو طالب جیسے مرد کی جنگ کے مقابلہ پر تم جیسے لوگوں پر بھروسہ کر لیا مجھے تمہارے جان پر دست قدرت نہیں تو اب میرے ہاتھ اور لعنت تیغ و طناب کیطرح تمہاری گردنوں اور پیر اس سے وابستہ رہیو۔ کسدن تم میں سے کسی نامدار بہادر نے لشکر علی کے ادنیٰ آدمی سے مقابلہ کیا کہ مغلوب اور ذلیل و خوار ہو کر الٹا نہ پھر آیا۔ میں تم میں سے کس کس کا حال بیان کروں عمرو عاص جو شجاعت و مردانگی اور عقل و دانائی کا دعوےٰ رکھتا ہے اگر کوئی بات منہ سے نکالتا ہے تو ایسی کہ تمام ملک کو مجھ سے برانگیختہ اور بدظن کر دے اور مقابلہ کے لئے نکلتا ہے تو اس ذلت و رسوائی سے واپس چلا آتا ہے بسر بن ارطاۃ جو ایسی رعنائی اور نخوت سے کسی وقت خالی نہیں رہتا اور علی کے سوا اور کسی کو مرد مقابل نہیں سمجھتا اور علی کے ساتھ جنگ کر کے ناموری اور شہرت کی آرزو رکھتا ہے واہ واہ کیا کہنے ہیں اس نے تو خوب ہی نام پایا اور اس جنگ میں ڈھکر شہرت حاصل کی ہے۔ واہ واہ کیسے کیسے عمدہ گل کھلے بہادر اور قوی بازو نامی پہلوان اور مرد میدان ہیں مروان نے کہا اے معاویہ جو کچھ تو نے چاہا کہہ لیا اب جواب سن معاویہ نے کہا کہ کیا کہتا ہے اس نے کہا اگر ہم علی ابو طالب اور اسکی جماعت پر فخر کریں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو سنت اسلام کی رو سے اس پر فخر کریں یا زمانہ جاہلیت کے ذریعہ سے اور اہل اسلام کا ایک دوسرے پر فخر کرنا اور شرف پانا پرہیز گاری سے تعلق رکھتا ہے جیسا اللہ تعالے فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور جناب رسول خدا کا ارشاد ہے الکرم للتقوی یعنے تم میں سے جو شخص زیادہ متقی ہے وہی زیادہ فضیلت والا ہے اور جو جاہلیت کے زمانہ میں اہل میں صاحب فخر مباہات ہوتے ہیں اور نسب کے لحاظ سے قریش افضل ہو چکی فضیلت اور برتری کو تمام اہل عرب تسلیم کئے ہوئے ہیں اور سرداری و سربلندی میں عبد المطلب کے بیٹے مشہور ہیں اور انہیں میں سے علی سب سے ممتاز ہے جہانتک اسپر فخر کرنے کے پہلو سوچے ہیں کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی اور کسی طرح سے بھی ہم اسکی برابری نہیں کر سکتے معاویہ نے کہا یہ کیا بات ہے میں نے اسقدر ہزار ہا سوار و پیدل فراہم کئے اور یہ کچھ ساز و سامان مہیا کر کے صفین کی میدان میں آیا ہوں کہ علی ابو طالب اور اس کے متعلقین و متوسلین پر فخر حاصل کروں اور حسب نسب کو سنگ تحقیق پر دے ماروں اور دکھا دوں کہ زمانہ جاہلیت میں کون شخص سردار تھا اور اسلام میں کون افضل اور برتر ہے اے مروان تو محض کم ہمت اور کوتاہ اندیش آدمی ہے میں تم سے فخر کا طالب نہیں جنگ کا طلبگار ہوں میں نہیں چاہتا کہ تم مباہات کا دم بھرو بلکہ چاہتا ہوں کہ سعی کرو۔ ان باتوں سے مروان شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا عتبہ ابی سفیان نے کہا میرا ارادہ ہے کہ جعدہ بن ہبیرہ سے ملوں اور اس سے باتیں کروں مروان نے کہا تو نے بہت اچھا سوچا جعدہ بنی مخزوم میں سے ہے اور اس کے باپ کا نام ہبیرہ ہے وہ ابو وہب کا بیٹا ہے اور اس کی ماں ام ہانی ابو طالب کی لڑکی اور امیر المومنین علی کی ہمشیرہ ہے لیکن پہلے مجھ سے بیان کر تو اس سے کیا کہنا چاہتا ہے عتبہ نے کہا شکر خدا میں بڑا فصیح اور گویا شخص ہوں اور بازو بھی رکھتا ہوں اور

شمشیر بُراں بھی میرے قبضہ میں ہے مروان جب ہو رہا دوسرے دن عتبہ نے کسی شخص کو جعدہ بن ہبیرہ کے پاس بھیجکر اسے طلب کیا جعدہ آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا مروان بھی دیکھنے لگے کہ عتبہ اور جعدہ کی باتیں سنیں عتبہ نے کہا اے جعدہ تو اپنے ماموں علی ابن ابو طالب کی دوستی کے سبب ہمارے مقابلہ پر نکل کر جنگ کر رہا ہے ہم نہیں کہتے کہ معاویہ خلافت کے لئے علی سے زیادہ مستحق ہے لیکن عثمان کے معاملہ میں خلل واقع ہو رہا ہے اگر علی عثمان کے خون سے بری ہوتے تو خلافت و امامت کے لئے کسی شخص کو بھی پس و پیش نہ ہوتی اور معاویہ شام کی امارت کا پورا حقدار ہے کیونکہ اہل شام اس سے خوش ہیں اور اسے بہت دوست رکھتے ہیں اور ہر ایک شامی معاویہ سے زیادہ علی سے جنگ کرنے کا مشتاق ہے اہل عراق و حجاز علی کے ہوا خواہ ہیں اور شام والے معاویہ کے اور کوئی شخص بھی علی کی اس جنگ سے خوش نہیں کیونکہ سلطنت ملتے ہی لوگوں کو جنگ میں مبتلا کر دیا ہے جس سے تمام عرب ہلاک ہونے کے قریب پہنچ گیا ہے جعدہ نے کہا تیری بات سُن لی تو خود ہی اپنے اس قول کی پست کہ اپنے عزیز کو میں بہت دوست رکھتا ہوں انصاف سے دیکھ اور اچھی طرح سوچ کہ امیر المومنین جیسے ماموں کو کیوں دوست نہ رکھوں خدا کی قسم دوستی کے علاوہ میں اُن کے وبال کا سنبھالنا اپنی گردن پر فرض سمجھتا ہوں اللہ کی قسم اگر علی جیسا تیرا کوئی ماموں ہوتا تو تو اپنے باپ اور اولاد کو بھی بھول جاتا اور معاویہ سے علی کا اصل و برتر ہونا ایسی بات ہے جس سے تمام مسلمان آگاہ ہیں کسی و دلیر کو اس میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں اور شامیوں کا ہوا خواہِ معاویہ ہونا اور اسکی موافقت کے سبب علی کے مقابلہ پر سعی و کوشش کرنا ظاہر ہے اہل شام معاویہ کے خیر خواہ بھی گمراہ ہیں کہ جنگ و جدال میں کوشش بیجا کر رہا کوئی بڑی بات نہیں اہل حق کی کمی بھی آج شامیوں کی سرتوڑ کوششوں سے بڑھی ہوئی ہے کیونکہ شامی باطل پر ہیں اور ہم لوگ علی کی متابعت اور فرمانبرداری میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ کریں گے اور وہ خاموشی اختیار کریں گے تو ہم دریافت کرکے درد سر پیدا نہ کرینگے اور اگر وہ کچھ فرماتے ہیں تو ہم اُنکے ارشاد کو رد نہیں کرتے اور تمہارے لشکر میں ایسے بہت سے آدمی ہیں جو خود معاویہ سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار ہیں اور ہماری فوج میں ایک بھی ایسا نہیں جو علم و فضل سخاوت و شجاعت اور تقوے میں علی کی برابری کر سکے رہی جنگ و جدال کی بات کہ سلطنت ملتے ہی علی نے عرب کو ایسی جنگ میں پھنسا دیا کہ سب نیست و نابود ہو جائیں گے یہ معاملہ جو تم سے علاقہ رکھتا ہے اور اسکا وبال تمہاری گردنوں پر ہے کیونکہ تم نے امام پر خروج کیا اور خلیفہ رسول خدا اور وصی مصطفےٰ سے دشمنی اختیار کی ہے اس لئے حضرت امیر المومنین کو بھی واجب ہو گیا کہ باغی اور طاغی کے شر کو دفع کریں جو شخص حق کا راستہ اختیار کرے گا داخل بہشت ہو گا اور جو باطل پر ہو کر مارا جائیگا دوزخ کی آگ میں جلے گا عتبہ اس بات سے بھڑک اُٹھا اور منہ بنا کر جعدہ کو گالی دی اور بآواز بلند کہا اے شامیوں حملہ کرو جعدہ نے بھی آواز دی کہ اے عراق والوں کی خبر لو دونوں طرف سے حملہ آور ہوئیں اور مردانِ جنگ کی طرفین سے آج خوب ہی جان توڑ کر زور مارا اور جعدہ نے عتبہ کے مقابل پر خوب ہی داد شجاعت دی یہانتک کہ عتبہ بھاگ نکلا اور لشکر نے اسکا تعاقب کیا عتبہ بھاگ کر معاویہ کے پاس پہنچا تو اس نے سخت ملامت کی کہ اس جنگ کرنے اور بھاگ آنے سے ہم پر دھبہ لگا دیا جو کسی تدبیر سے نہ مٹیگا میں نہیں سمجھتا کہ تیرا مناظرہ زیادہ مفید نکلا یا زیادہ مضر تو نے جاکر جعدہ سے گفتگو کی اور بیہودہ ہو گیا پھر اس سے جنگ کی اور اسطرح بھاگ کر آیا تیرے مناظرہ اور محاربہ دونوں پر لعنت کاش تو یہ کام نہ کرتا اور یہ شیخی نہ مارتا عتبہ نے کہا۔ تو سچ کہتا ہے خدا کی مرضی یہی تھی پھر ایسے کام نہ کروں گا اور تیری صلاح لئے بغیر کوئی امر اختیار نہ کرونگا۔ مروان بن حکم نے بھی عتبہ کو بہت کچھ ملامت کی اور اس کے اور عزیزوں نے بھی جس کے پاس گیا اسی نے بھاگ آنے پر ملامت و سرزنش کی اور اسطرف امیر المومنین کی فوج نے جعدہ کی گفتگو اور جنگ دونوں امر کی تعریف کی اور مرحبا کہی دوسرے دن بھی حضرت علی نے علی الصباح لشکر کو ترتیب دیکر صفیں قائم کیں اور انصاریوں میں سے ایک گروہ کو علم دیکر آگے بڑھایا معاویہ نے انہیں دیکھکر دریافت کیا کوئی جانتا ہے کہ یہ صفوں سے آگے علم لئے ہوئے کون فرقہ ہے انہوں نے کہا ہم سب ان لوگوں کو جانتے ہیں یہ انصار کا گروہ ہے معاویہ نے بھی اسیوقت نعمان بن بشیر اور مسلمہ بن مخلد کو جو انصاریوں میں سے تھے بلایا اور کہا تمہارے عزیزوں سے مجھے بڑی شکایت حاصل رہی ہیں ہر روز اوس اور خزرج ہی کو میدان جنگ میں کھڑا ہوا اور کندھوں پر تلواریں رکھے ہوئے اور جنگ آزماؤں کو مقابلہ پر طلب کرتے ہوئے

دیکھتا ہوں اور جب اپنے لشکر کے کسی شخص کو واپس طلب کرتا ہوں تو یہی سنتا ہوں کہ اسے انصار نے مار ڈالا میں کب تک تمہاری قوم والوں کے یہ صدمے سہتا رہوں اور یہ رنج اٹھاؤں کاش تم جنگ سے دست بردار ہو جاتے اور کھجوروں کے کھانے اور طفیل کے ذائقہ چکھنے میں مصروف رہتے اور میں اس محنت و رنج و غم سے آزاد رہتا نعمان بن بشیر غضبناک ہو کر بولا اے معاویہ انصار کو ان کی شجاعت و دلیری کے لئے ملامت نہ کر زمانہ جاہلیت و اسلام میں ان کی یہی عادت رہی ہے اور ہمیشہ جس جنگ سے سابقہ پڑا ہے مردانہ اور دلیرانہ جد و جہد کی ہیں ہمیشہ اور خود تو نے بھی ان کی شجاعتوں اور بہادریوں کے وہ کارنامے دیکھے ہیں جو حضرت مصطفےٰ کی خدمت میں صادر ہوئے ہیں ہاں کھجوروں اور طفیل کے کھانے کی عادت اہل عرب کا حصہ ہے طفیل یہودیوں کی غذا تھی جب ہم نے کھائی اور مزا پایا تو اُس کے کھانے میں یہودیوں سے بڑھ گئے اور جب تم نے کھجور کی لذت چکھی تو ہمارے لئے باقی نہ چھوڑی اور خود ہم سے سبقت لے گئے معاویہ کا یہ کہنا اور انصار کو ملامت کرنا قیس بن سعد بن عبادہ کے بھی گوش زد ہو گیا انصار کو طلب کیا اور کہا جگر کھانے والی کا لڑکا ایسا کچھ کہتا ہے اور تمہیں اس طرح کی ملامتیں کی ہیں اور نعمان بن بشیر نے اسکو جواب دیا اور واجبی امر کو بیان کیا ہے آج وہ کینہ ظاہر ہو گیا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارے اور معاویہ کے باپ دادا کے درمیان تھا اور وہی قدیمی عداوت آج از سر نو تازہ ہو گئی الحمد للہ کہ ہم اس لشکر میں سے ہیں جو اس جھنڈے تلے لڑتا ہے جس کے دست راست پر جبرئیل اور دست چپ پر میکائیل فرشتے رہتے تھے اور معاویہ اور اسکی قوم اس لشکر کے جھنڈے تلے رہ چکے ہیں جسکا سر لشکر اور امیر ابوجہل ہو گزرا ہے انصار نے کہا تو سچ کہتا ہے ہم سب کا تو ہی پیشوا اور سردار و رہنما ہے اور ہم سب تیرے فرمان پر کمربستہ ہیں اور ادائے خدمت کے لئے مستعد اور منتظر کہ جو حکم ہو بجالائیں ہم تیرے احکام کی تعمیل کو ایمان جز سمجھتے ہیں ؎ تو مرا دل دہ و دلیری بیں ٭ روبہ خویش خوان شیری بیں ٭ یعنے تو ہماری تسلی کر اور دلیری دیکھ ٭ اپنی لومڑی سمجھکر بلا اور شجاعت دیکھ اب قیس بن سعد نے اسی مضمون کا شعر لکھا اور معاویہ کے کچھ عیوب بیان کرکے اس کے پاس بھیجدیئے معاویہ نے قیس کا لکھا پڑھکر رنج کیا اور کسی شخص کو انصار کے ان نامور اراکین اور سرداروں کے پاس بھیجکر جو امیر المومنین علی کی خدمت میں تھے قیس بن سعد کی شکایت کی انہوں چند معتمد اور مشہور شخصوں کو قیس کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ معاویہ گو ہمارا دشمن ہے مگر اُس نے علانیہ ہم سے کوئی برائی نہیں کی اور ہماری نسبت بدگوئی نہیں کی اُس نے اب ہمارے پاس قاصد بھیجکر تیری شکایت کی ہے کہ تو نے اس کی ہجو اور اس کے اخلاق کی برائیاں ظاہر کی ہیں اور اس کو بُرا کہا ہے ایسی باتیں اچھی نہیں اس کا معاملہ اس حد سے گذر گیا ہے کہ مسلمانوں اور دینداروں کو اُس کے اخلاق کی برائیوں کے اظہار کی احتیاج ہو اگر مناسب جانے زبان کو اس کی بدگوئی سے روک لے اور اسپر لعنت بھیجے کو ستر فرشتوں کے حوالے کردے انہوں نے جواب دیا جب تک میں زندہ رہوں گا اسکا دشمن رہونگا اور دنیا سے گذر جانے کے بعد اسپر لعنت بھیجے اور لعین کرنے میں فرشتوں کا ساتھ دونگا ؎ نشوم تابع عدو ہرگز ٭ ورچہ بر آسمان کند مسکن ٭ یعنے میں کبھی دشمن کا مطیع ہونگا اگرچہ وہ آسمان پر جا رہے کیا مار بھی چڑیا کی فرمانبرداری کرتا ہے اور شیر لومڑی کے آگے گردن جھکا دیتا ہے ابھی گفتگو ہو رہی تھی کہ معاویہ کے لشکر نے حرکت کی اور اس کے سواروں کا دستہ امیر المومنین علی کی طرف بڑھا قیس سمجھا کہ معاویہ انہی میں ہے سوار ہو کر حملہ کیا اور سواروں کے بیچ میں گھسکر ایک سوار پر جسے وہ معاویہ سمجھا حملہ آور ہوا اور تلوار کے ایک ہی وار میں اسکا سر اڑا دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ معاویہ نہ تھا ایک اور سوار کو تاکا جو عمدہ قسم کے اسلحے لگائے ہوئے اور شان و شکوہ والا تھا سمجھا کہ یہی معاویہ ہے اسپر بھی حملہ کرکے تلوار سے مار گرایا پھر جانا کہ یہ بھی معاویہ نہیں اسی طرح اور کئی نامور سرداروں کو قتل کیا انجام کار معاویہ کے سوار عاجز ہو گئے اور معاویہ نے لشکرگاہ میں سے آواز دی کہ اے اہل شام اس سوار کو تیز ضرغام کہتے ہیں جس وقت وہ میدان جنگ میں نکلے پہچان رکھو کہ وہ کون ہے اب قیس مطلع ہو کر کہ معاویہ ان سواروں میں نہیں پلٹ کر اپنی صف میں آ کھڑا ہوا اب معاویہ کی فوج میں سے ایک شخص مخارق بن عبد الرحمن نام جو بڑا جری سوار اور نیک نام تھا نکلکر دونوں صفوں کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور مرد مقابل طلب کیا مومن بن عبید مرادی امیر کے لشکر میں سے مقابل پر نکلا دونوں نیزہ سے جنگ کرتے رہے آخر کار شامی غالب ہوا اور مومن کام آیا اُس نے گھوڑے سے اُتر کر مومن کا سر کاٹ کر منہ زمین پر رکھ دیا اور اُس کی شرمگاہ برہنہ کر دی اس کے بعد پھر گھوڑے

کو کاوے دینے لگا اور کسی لڑنیوالے کو طلب کیا سلم بن عدر رساردی نکلا اور شامی نے حملہ آور ہوکر اسے بھی مار ڈالا اور جسطرح مومن سیسیتی کیا تھا وہی اسکا حال کیا پھر اور جنگجو طلب کیا عوص امیر المومنین علی کے لشکر کے چار آدمی ہلاک کئے اور چاروں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا اب امیر المومنین کے لشکر کے آدمی اس کے مقابلہ پر نکلنے سے بخوف عربا ہی تر مگاہ ہچکیانے لگے اور وہ اسیطرح گھوڑے کو پھیرتا اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا حضرت علی نے یہ حال دیکھکر کہ اس کے مقابلہ کے لئے کوئی نہیں نکلتا لباس تبدیل فرمایا اور مقابلہ کے لئے نکلے شامی نے آپ کو پہچانا اور حملہ کیا امیر المومنین نے تلوار لگائی کہ دو ٹکڑے ہو کر ذلت کے ساتھ خاک پر آ پڑا ۔ آپ نے گھوڑے سے اتر کر اسکا سر کاٹا اور اسکا منہ آسمان کیطرف کر کے زمین پر لٹکا دیا پھر سوار ہوکر میدان میں آئے اور کسی جنگجو کو طلب کیا معاویہ کی صف سے ایک اور بہادر نکلا حضرت نے اُسے نیزہ مار کر ہلاک کیا اور اسکا بھی سر کاٹ کر اسی طرح زمین پر رکھدیا اور سوار ہوکر اور کسی لڑنے والے کو طلب کیا اسیطرح معاویہ کی فوج کے سات یا آٹھ بہادر مار ڈالے اب معاویہ کی فوج یہ حال دیکھکر کانپ اٹھی اور کسیکی جرأت نہ ہوئی کہ اب مقابلہ پر جائے معاویہ کا ایک غلام حارث نام بہت ہی بہادر اور نامور سوار تھا اسے حکم دیا کہ میدان میں نکل اس سوار کا کام تمام کر کیونکہ اسکی دست درازی حد سے گزر گئی ہے تو نے دیکھا کہ میرے لشکر کے کتنے نامدار سوار اُسنے ہلاک کر دیئے حارث نے کہا اے امیر المومنین اس سوار کو ایسا دیکھتا ہوں کہ اگر تیرا سارا لشکر بھی اسپر حملہ کرے گا تو وہ بلا تامل سب کو ہلاک کر ڈالے گا میں اُس کے سامنے جاؤنگا تو مارا جاؤنگا اگر تو مجھ سے دل برداشتہ ہے تو مضائقہ نہیں میں جانسپار ہوں مگر یہ یقین رہے کہ میں زندہ نہ ہونگا اور اگر تو مجھے اپنے پاس رہنے دے اور اس شیر غضبناک کے مقابلہ پر نہ بھیجے تو میں کسی دن تیرے بڑے کام آؤنگا امید ہے جو حکم صادر ہو۔ معاویہ نے کہا معاذ اللہ میں تجھ سے بیزار ہوں میں تجھے عزیز رکھتا ہوں اگر یہی بات ہے تو ٹھہر جا اس سوار کے مقابلے پر نہ جا کوئی اور چلا جائے گا حارث ٹھہر گیا حضرت علی اسیطرح گھوڑے کو کاوے دیتے اور مرد مقابل کو طلب کرتے تھے مگر معاویہ کی فوج سے کوئی شخص نہ نکلا تھا اب حضرت علی نے یہ حال دیکھکر کہ کوئی آدمی لڑنے کے واسطے نہیں آتا اپنے سر سے خود اٹھالیا اور بآواز بلند فرمایا میں ہی ابو الحسن ہوں حارث نے کہا اے امیر میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں تو نے میری سمجھ کو ملاحظہ کیا کسقدر ٹھیک ہے اور میرا یہ کہنا کہ تیرا یہ سارا لشکر بھی اس سے جنگ کرنا چاہیے تو سب کا سب ہلاک ہو جائیگا اب تجھے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ کیسا صحیح تھا اگر میں غریب اس سے لڑنے کے لئے نکلتا تو فوراً اوروں کیطرح خاک میں ملجاتا تو نے مجھ پر مہربانی اور شفقت کی کہ اس کے مقابلہ پر نہ بھیجا گویا مجھے از سر نو زندگی بخشی ان شامیوں میں سے ایک اور بہادر سوار کریب بن صباح بن ذی یزن حمیری نکلکر دونوں صفوں کے بیچ میں آ کھڑا ہوا اور لڑنے والے کو طلب کیا مرتع بن وضاح خولانی مقابلہ پر آیا شامی نے اسے مار دیا اور کسی اور جنگجو کو پکارا حارث بن لجاح حکمی آیا شامی نے اسے بھی ہلاک کر دیا اور کسی اور کو بلایا عباد بن مسروق ہمدانی سامنے ہوا اس نے اسے بھی قتل کر دیا پھر گھوڑے سے اتر کر ان کشتوں کو ایک دوسرے پر رکھدیا اور سوار ہوکر پھر لڑنے والے کا خواستگار ہوا امیر المومنین علی نے اس کی طرف دیکھا اور دل میں کہا یہ سوار بڑا بہادر اور مرد میدان چست و چالاک ہے اُس کے مقابلہ پر تشریف لائے اور مقابل کھڑے ہوکر اُسکا نام دریافت کیا اُس نے کہا مجھے کریب بن صباح حمیری کہتے ہیں آپ نے فرمایا اے کریب خدا تعالےٰ سے ڈر اور بطلان پر اصرار نہ کر میں تجھے حق اور سمت خدا کیطرف بلاتا ہوں میری نصیحت قبول کر تیرے لئے دونوں جہان میں بہتر ہوگا جہالت کی تاریکی اور عداوت کی گمراہی سے بچ جائیگا انواع و اقسام کی سعادت حاصل کرے گا کریب نے کہا تو کون ہے جو مجھے نصیحت کرتا ہے آپ نے فرمایا میں علی ابن ابی طالب ہوں تو خدا سے ڈر اپنے حال پر رحم کر میں تجھے بہادر سمجھکر نہیں چاہتا کہ بے فائدہ مارا جائے اور شقاوت و ظلمت کی گرداب میں جا پڑے کریب نے کہا میں نے ایسی بہت سی باتیں سن رکھی ہیں جن میں مجھے کچھ فائدہ نظر نہیں آتا ان باتوں کو جانے دے سامنے آ کہ بہادروں کی ضرب کی حقیقت معلوم ہو آپ نے فرمایا دیکھ میں دوبارہ تجھے سمجھاتا ہوں کہ معاویہ کی دوستی میں اپنے آپ کو آتش دوزخ کے حوالہ نہ کر بلکہ میرے پاس چلا آ کہ سعادت ابدی پائے کریب نے کہا ایسی باتیں کب تک کہیگا آگے آ کہ تجھے معلوم ہو جائے کون نیک بخت اور کون بدنصیب ہے پھر تلوار گھسیٹ کر امیر المومنین پر جھپٹا حضرت نے گھوڑے کو پھیر کر اسکا وار رد کر دیا اور اسی گرما گرمی میں ذوالفقار سے اسکا سر اڑا دیا اس کے بعد میدان میں کھڑے ہوکر لڑنے والے کو طلب کیا حارث بن وداع حمیری نکلکر سامنے آیا آپ نے اسے قتل کر دیا پھر کسی اور کو طلب کیا ۔ مطاع بن

عبد المطلب عنسی آیا اور مارا گیا اسیطرح چار شامی قتل ہوئے اب آپ نے گھوڑے سے اتر کر ان کشتوں کو ایک دوسرے پر رکھا اور یہ آیت قرآن مجید پڑھی اَلشَّھْرُ الْحَرَامُ بِالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ◆ اس کے بعد آواز دی کہ اے معاویہ باہر آ کہ تھوڑی دیر باہم جنگ آزمائی کریں معاویہ نے کہا مجھے اپنی جان عزیز ہے اور تم سے مقابلہ کی ضرورت نہیں آپ نے آج کے چار نامور بہادر جو شجاع عرب میں سے تھے قتل کر دیئے انہیں پر قناعت کرو آخر کار عروہ بن داؤد دمشقی نے آواز دی کہ اے ابو طالب کے بیٹے اگر معاویہ تجھ سے جنگ کرنے میں کراہت کرتا ہے تو میں نہیں کرتا ذرا توقف کر کہ میں آؤں اور تجھے دکھاؤں کہ بہادر کسطرح لڑتے ہیں امیر المومنین بیٹھے کہ اس سے جنگ کریں - اصحاب نے عرض کی کہ اے امیر المومنین اسکی کیا حاجت ہے کہ آپ بنفس نفیس خود حملہ آور ہوں آپ توقف فرمائیں ہم میں سے کوئی جا کر اسکا کام تمام کر دے گا - آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو وہ میرا ہمسر نہیں لیکن اُس نے مجھے ٹوکا ہے اسلئے میں اپنا کام کسی اور کے حوالے کرنا نہیں چاہتا اپنے ہی ہاتھ سے اُسے ہلاک کرونگا پھر اسنے حملہ کیا اور عروہ نے بھی گھوڑا ایڑ کیا اور امیر المومنین کے پاس پہنچکر تلوار کا ہاتھ چھوڑا آپ نے اسے ذرا مہلت نہ لینے دی فوراً تلوار سے اسکا سر اُڑا دیا کہ میدان میں گیند کی طرح دور جا پڑا پھر ارشاد کیا اے عروہ تجھ پر افسوس ہے جا اپنی قوم کو اس حال سے خبر دے معاویہ کیا بے خبر ہے اسی خدا کی قسم جس نے رسول خدا کو حق پر پیدا کیا ہے کہ اسوقت تو نے کیفر کی سزا کو بھیجا اور دوزخ کی آگ میں جا پڑا اور ایسے رفتہ رفتہ پشیمان ہوا کہ اس پشیمانی کا کچھ فائدہ نہیں دیتی شامی نامور لوگ آپس میں کہتے تھے کہ اس زندگی پر لعنت ہو جو عروہ کی جدائی میں بسر ہو افسوس وہ تمام ملک شام میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا شام سو میں ایک شخص اصبغ بن ضرار معاویہ کے لشکرگاہ کا طلایہ تھا اور رات کے وقت نگرانی رکھتا تھا امیر المومنین کو اس حال کی خبر تھی اشتر سے کہا اگر موقع ملے اسکو گرفتار کر کے میرے روبرو پیش کر حسب اتفاق اسی شب کو موقع مل گیا اصبغ کو پکڑ کر اپنے خیمہ میں لایا اور مضبوطی سے باندھ دیا کہ صبح کے وقت امیر المومنین کی خدمت میں پیش کرونگا اصبغ بڑا فصیح اور عمدہ شاعر تھا جس وقت اشتر نے اسے باندھ کر ڈالدیا ۔ بولا اور ایک قطعہ نہایت اچھا کہکر سنایا اور وہ قطعہ یہ تھا **قطعہ** اَلَا لَیْتَ ھٰذَا اللَّیْلَ اَطْبَقَ سَرْمَدًا ◆ عَلَی النَّاسِ لَا یَاْتِیْھِمْ نَھَارٌ ◆ یَکُوْنُ کَذَا حَتّٰی الْقِیَامَۃِ اِنَّنِیْ ◆ اُحَاذِرُ فِی الْاِصْبَاحِ ضَرْمَۃَ مَالِکٍ ◆ اشتر اسکی فصاحت سے بہت خوش ہوا اور اسکا یہ قطعہ نہایت پسند آیا دل میں کہا ایسے فصیح اور باہنر شخص کے مارے جانے پر افسوس ہے غرض جب سورج نکلا اُسے امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر کیا اور کہا یہ وہی پاسبان ہے جسکی گرفتاری کے لئے حکم فرمایا تھا شب کیوقت قابو پا کر اسے گرفتار کیا اور اپنے خیمہ میں لا رکھا تھا بڑا فصیح اور عمدہ شاعر ہے اسنے بہت خوب قطعہ تصنیف کیا ہے اسکی شیریں کلامی اور فصاحت و بلاغت کی خوبی مجھے اسقدر پسند آئی کہ حضور سے ملتمس ہوں کہ قتل نہ فرمائیں پھر اسکا قطعہ پڑھا آپ نے بھی اس کے اشعار پسند فرمائے اور ارشاد کیا اسے تجھی کو بخشدیا چاہے مارڈال چاہے چھوڑ دے اشتر اسے اپنے خیمہ میں لایا جو کچھ سامان اس سے چھینا تھا اسے دیکر دلداری کی اور نیک سلوک کر کے چھوڑ دیا اُس کے بعد دونو لشکر مقابل ہوئے معاویہ نے مروان بن حکم ولید بن عقبہ ۔ عبداللہ بن عامر بن کریز اور طلحہ طلحات کو بلا کر کہا علی کے ساتھ بیڈھب معاملہ آپڑا ہے تم میں سے کوئی بھی علی سے بدلا نہیں لے سکتا اور تم سب سے زیادہ میں ہوں کہ جسکے چچا اور خالو کو علی نے قتل کیا ہے اور میرے دادا کے قتل میں شریک ہے اور اے ولید تیرے تو باپ کو علی نے جنگ بدر میں مارا ہے اور اسیطرح طلحہ نے اسکی ضرب کا مزا چکھا ہے جنگ احد میں اس کے بھائی کو اور جنگ جمل میں اسکے باپ کو علی ہی نے قتل کیا ہے اور اس کے بھائیوں کو یتیم کر دیا ۔ عبداللہ بن عامر کو بھی اس مصیبت سے حصہ ملا ہے علی نے اسکے باپ کو قید کیا اور اسکے خاندان کو برباد ۔ اور آج سب سے بڑھکر علی کے ہاتھ سے مروان کو رنج پہنچا ہے کہ حال ہی میں اسکے چچا زاد بھائی عثمان کو مارا ہے اور اپنا اسقدر ظلم اور بدنامی اس دیندار امانت گذار صاحب خلافت و امامت خاندان پر جاری رکھا ہے اور اسی قسم کی اور بھی بہت سی بُری باتیں اس سے سرزد ہوئی ہیں اُس نے اسقدر عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیا ہے جنکا کچھ حد و حساب ہی نہیں بہت سے تر دماغ اُس کی آتش شمشیر سے کباب ہو گئے ہیں اور بے شمار آنکھیں اسکے فتنہ فساد کی آتش کے دھوئیں سے گریاں ہو رہی ہیں علی دوست کو قتل کرتا ہے اور دشمن کو بھی اسکی چکی میں خشک اور تر سب پس جاتا ہے آج

حکام احصار کیا اور طرح طرح کی سعی سے اُس جنگل میں اسقدر فوج جمع کی اور سامان جنگ مہیا کیا ہے اور بے انتہا اسلحہ اور شان وشوکت حاصل کی ہے اور علی ابوطالب سے آکر مقابلہ کیا اور سد راہ ہو بیٹھا ہے اسکے متعلق ہم میں سے ایک شخص بھی ایسا پیدا کینہ اور بغض نہیں اُبھارتا کہ سب غفلت کے گریبان میں سر ڈالے اور سستی کی چادر میں پاؤں پھیلائے پڑے ہو عجب بے حمیت عام لوگ ہو اور عجب ناشکرے بے مروت آدمی ہو جب معاویہ نے یہ باتیں کہیں اور انہیں سُستی کے لئے ملامت کی مروان نے کہا جو کچھ امیر نے فرمایا ہے یہی بات ہے علی کے غلبہ اور ان تکلیفوں کا حال جو اسکی زبان اور ہاتھ سے ہمیں پہنچی ہیں ظاہر ہے اور وہ کینہ بھی جو اس کی جانب سے ہمارے دلوں میں موجود ہے محتاج بیان نہیں اب ہمیں کیا حکم ہے اور اس کے دفعیہ کی کیا تدبیر سوچی ہے معاویہ نے کہا اس امر میں کسی دریافت کی کوئی ضرورت نہیں میں چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں موجودہ حالت سے زیادہ سعی و کوشش کیجائے اور زیادہ مستقل ارادہ سے اس کام کو انجام دینا چاہیئے اور سب مل کر حملہ کریں شاید ہم اس کے ظلم و جور اور سختی و ایذا رسانی سے خلقت کو بچالیں مروان نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو ہم سے رنجیدہ ہے اور ہم تجھے گران گذر رہے ہیں اب تو ہمیں زندہ دیکھنا نہیں چاہتا اسی واسطے ہمیں تیر زار اور ہلاکت کے دہان کے منہ میں جھونکنا چاہتا ہے میں اور ولید و طلحہ و عبداللہ تو اس جنگ میں متفق ہو کر ہر طرح کی سعی و کوشش تا امکان بجا لائینگے لیکن تو علی کی جنگ سے بھاگتا ہے اور اس کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا جس طرح ایک دو مرتبہ پہلے اپنے آپ کو اسکے سامنے آزما چکا ہے اور اس کے دیکھتے ہی سامنے سے نکل بھاگا اور ایسا بھاگا ہے جیسے تیر سے لومڑی اور تیری طرح کے بہادر سردار اور امیر علی کی دہشت سے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتے تیرا وزیر اور مشیر عمرو عاص جو اپنے آپ کو بہت ہی بہادر اور ہوشیار اور دنیا میں بے نظیر جانتا ہے علی کے مقابلہ پر نکلا بھی تو اس کی تلوار کی چمک دیکھتے ہی کون برہنہ کردی تاکہ علی اس کی طرف سے منہ پھیرلے اور وہ فرصت پاکر بھاگ آئے اس نے اپنے آپ کو دنیا بھر میں بدنام کر دیا جبکہ یہ صورت ہو اور تو اور عمرو عاص اس کے مقابلہ کی تاب وطاقت نہ رکھتا ہو تو صرف تین چار شخصوں سے کیا ہو سکیگا میں نے فرض کیا ہم چاروں نے میدان میں نکلکر تلواریں کھینچیں اور جان سے ہاتھ دھو کر اسپر حملہ بھی کیا تو جبکہ ہم میں اسقدر قوت نہیں کہ اسپر قابو پالیں تو کیا ہوگا زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ ایک ہی وار میں چاروں زمین پر آرہیں گے اس سے تجھے کچھ فائدہ نہ پہنچے گا اور ہمارا بیفائدہ مارا جانا ہم سب کو ایک ہی جگہ بٹھا دیگا اور عقلمندوں میں سے کون شخص ہمیں اس جنگ سے معذور نہیں رکھتا۔ عمرو عاص اس بات سے غضبناک ہو کر مروان سے بولا مجھے ذرا بھی اس بات کا خیال نہ تھا کہ ہلاکت میں مبتلا ہو کر علی کے سامنے سے میرے بھاگ آنے اور اسکی ضرب شمشیر سے جانبر ہونے پر کوئی شخص ملامت کریگا یا اسے داخل عیب سمجھیگا اَلفِرَارُ مِمَّا لَا یُطَاقُ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ یعنے اس شخص کے سامنے سے بھاگ جانا جسکے مقابلہ کی طاقت نہ ہو رسولوں کی سنت ہے جسمیں ذرا سی بھی عقل ہے اور دنیا اور دنیا داروں کی نیکی و بدی کو سمجھتا اور کم و بیش تجربہ رکھتا ہے جہاں تک ممکن ہے وہ اپنے آپ کو بچانے کا مصیبت سے بھاگے گا اور خطرہ میں نہ پڑے گا پھر ولید کیطرف متوجہ ہو کر کہا اے ولید اگر تو کچھ بہادری اور مردانگی کا دعوے رکھتا ہے اور شجاعت کا سچا دعوے کرتا ہے تو میدان میں نکل اور علی کے سامنے اتنی دیر قرار پکڑ کہ اسکی آنکھ تجھ پر جا پڑے پھر تو زندہ رہجائے اور دنیا تیری نظر میں روشن دکھائی دے تو مجھے ملامت کر سکتا ہے اور اسی مضمون کا ایک قطعہ پڑھا

غرض معاویہ یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ دونوں لشکروں نے حرکت کی اور صفیں ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئیں امیر المومنین علی نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو بلاکر علم حوالہ کیا اور کہا آگے بڑھ یہ ہاشم یک چشم تھا اور عمر بن خطاب کے عہد میں یرموک کی لڑائی کے دن اسکی بائیں آنکھ پر تیر آ لگا تھا جس سے اسکی آنکھ بیکار ہوگئی تھی ہاشم حسب الحکم آگے بڑھا اور وہ آج بڑی زرہ بدن میں پہنے سر پر دیبا کی دستار رکھے ہوئے میدان میں آیا اور مرد مقابل کو طلب کیا معاویہ کے لشکر میں سے فلاں بن جل نام ایک شخص نکلکر آیا گھوڑے کو پھیرا اور حضرت علی کو برا کہتا جاتا تھا ہاشم نے کہا اے فلاں خدا سے ڈر امیر المومنین کو برا نہ کہہ کیونکہ آخر خدا کے پاس جانا ہے اور بالضرور اس امر اور اس گفتگو کا جواب تجھ سے طلب کیا جائیگا شامی نے کہا میں تمہیں برا کیوں نہ کہوں اور کیوں لعنت نہ کروں مجھ سے لوگوں نے کہا ہے کہ تم نماز نہیں پڑھتے ہاشم نے کہا اعوذ باللہ یہ کیا بات کہتا ہے ہم نماز کیوں ترک کرتے ہم میں سے ایک شخص بھی ادائے

نماز میں ذرا کوتاہی نہیں کرتا یا لمحہ بھر کی تاخیر بھی فرائض کے ادا کرنے میں روا نہیں رکھتا پھر کسطرح کہہ سکتے ہو یا خیال بھی کر سکتے ہیں کہ امیر المومنین علی نماز میں کمی کرتے ہونگے تمام اہل اسلام واقف ہیں اور دوست و دشمن سب مقر ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے حضرت رسول خدا کے ساتھ نماز ادا کی ہے وہ علی ہیں اور دین کے فرائض اور سید المرسلین کے سنتی امور کے متعلق نہ علی سے زیادہ کوئی فقیہ ہے نہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے نہ وہ خدا میں عالم تر نہ ایسا حافظ قرآن ہے اگر اس بدبخت جماعت کی باتوں پر بچا سمجھا اور ان کی درستی میں تو اپنے آپ کو گمراہی کے حوالے کر دے شامی نے ہاشم کا جواب سنکر بہت تعجب کیا اور کہا خدا کی قسم تو سچ کہتا ہے اور مجھے دین کے باب میں سمجھاتا ہے اگر میں توبہ کروں اور اس لشکر سے نکلکر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں تو میری توبہ قبول ہے یا نہیں ہاشم نے کہا ہاں قبول ہے وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ لیے اور وہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

شامی نے یہ بات سنکر گھوڑے کو تازیانہ کیا اور امیر المومنین کے لشکر میں پہنچکر حضرت کی خدمت میں رہنے لگا ہاشم نے گھوڑے کو میدان میں نکالا اور لڑنے والے کو طلب کیا مگر اس سے لڑنے کے لئے کوئی نہ نکلا ہاشم نے گھوڑے کو ایڑ کی اور لشکر شام پر جا پڑا کئی آدمی ہلاک کئے اور کئی زخمی کر دئے پھر میدان میں آگیا کہ ذرا دم لے معاویہ کے گروہ میں سے ایک شخص حمزہ بن مالک ہمدانی نے اس پر حملہ کیا اور ہاشم بھی اس پر جھپٹا اور ایک ہی نیزہ مار کر اسے گھوڑے سے نیچے پھینکدیا اور مار ڈالا اسی طرح اور کتنے ہی شخصوں کو ہلاک کیا اب بہت سے آدمیوں نے اسے آگھیرا ہاشم سب سے جنگ کرتا رہا انجام کار درجہ شہادت پا گیا رحمۃ اللہ علیہ شقیق بن ثور عبدی امیر المومنین کیطرف سے نکلا اور حملہ آور ہوا کہ شامی ہاشم کے اسلحہ اور جھنڈا نہ لے سکیں سخت جنگ کی اور ہاشم کا جھنڈا ان سے چھین لیا اور پھر جنگ کی یہانتک کہ شہید ہوگیا اس پر اللہ کی رحمت ہو پھر ہاشم کے بیٹے عتبہ نے باپ کا علم لیا اور حملہ کر کے جنگ کرتے کرتے شہید ہوگیا پھر ابو الطفیل عامر بن واثلہ کنانی نکلا اور بڑھکر اہل شام پر حملہ کیا کئی بہادروں کو خستہ اور کتنے ہی لوگوں کو ہلاک کر کے اسطرح واپس آیا کہ دشمن کیطرف منہ رکھا اور لڑتا پھرتا اپنی صف میں آملا۔ پھر عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی شیر غضبناک کیطرح میدان میں آیا کبھی معاویہ کے لشکر کے میمنہ پر اور کبھی میسرہ پر جھپٹتا تھا اور جو سامنے آجاتا اسی کو فنا کر دیتا تھا اور اس کر و فر کی جنگ میں برابر رجز خوانی کرتا تھا معاویہ نے اپنی فوج کو آواز دی کہ اے اہل شام یہ خزاعہ کے شیروں میں سے ایک شیر ہے کسی تدبیر سے اسے گھیر لو شاید تم اسے مار سکو یا گرفتار کر لو اب شامیوں کے ایک دستہ نے اسے آگھیرا اور تیر برسانے لگے آخر اسے شہید کر دیا معاویہ اس کے مارے جانے سے بہت خوش ہوا اور کہا بنی خزاعہ ہمارے دشمن ہیں اگر ہو سکتا تو ان کی عورتیں بھی ہم سے جنگ کرنے میں ذرا کمی نہ کرتیں پھر مردوں کا تو کیا ذکر اسکے بعد عمرو بن الحمق خزاعی نے میدان میں نکلکر اور اشعار پڑھتے ہوئے لشکر معاویہ پر حملہ کیا اور کئی شخصوں کو مار کر سلامتی سے پلٹ آیا اور اپنی صف میں جا ملا اب آتش جنگ بھڑک اٹھی اور شامیوں نے جان سے ہاتھ دھو کر لڑنے کا قصد کیا ایک نامور سردار تبع اور حوشب بن ذو الظلیم نے میدان میں نکلکر گھوڑے کو کاوے دینے شروع کئے اور رجز پڑھتا تھا سلیمان بن صرد خزاعی حضرت علی کیطرف سے نکلا اور حملہ کر کے اس کے سینہ پر ایک نیزہ رسید کیا جو پشت کیطرف نکل گیا۔ حوشب گر پڑا اور جان مالک دوزخ کے حوالے کر دی معاویہ کو اس حادثہ سے بہت ہی رنج ہوا اور لشکر کو للکار کر کہا دل جلا کر شاید سلیمان کو تم گرفتار کر سکو اور میں حوشب کے قصاص میں قتل کر کے اپنے دل غمگین کو تسلی دوں مقابل میں حضرت علی نے بھی اپنے دوستوں کو شامیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور انصار کی دلداری فرمائی انصار نے سخت کوشش سے کام لیا اور معاویہ کی فوج کو پس پا کرتے ہوئے اسکے حرم سرا تک لے گئے اور بہت سی جماعت کو قتل کر دیا اور کئی مشہور اور نامی سردار ذو الکلاع حمیری جیسے ہلاک ہوگئے معاویہ حیران و پریشان تھا کہ امیر المومنین کی فوج نے اس کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا معاویہ بزرگان قریش کے ساتھ قلب لشکر میں موجود تھا ان سب کو ان کی جگہ سے پس پا کر دیا بھاگتے وقت معاویہ کے گھوڑے نے سکندری لی اور وہ زمین پر آرہا حضرت علی کے دوست اس سے چمٹے کہ گرفتار کر لیں مگر شامی سپاہ درمیان میں آپڑی اور معاویہ کو بچا لیا اور کئی شخصوں نے امداد کر کے اسے پھر گھوڑے پر سوار کرایا مگر کثرت خوف و ہراس سے معاویہ کے عقل اور ہوش و حواس زائل ہوگئے تھے غرض فوجیں ایک دوسرے سے الگ ہوگئیں اور حضرت علی کی فوج نے آج بہت بڑھکر کام کیا

حکایت عبداللہ بن ہاشم با معاویہ

اور جنگ میں پسندیدہ کارگزاری دکھائی معاویہ کے لشکر کے بہت سے مشہور و معروف سردار مارے گئے جب معاویہ اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا تو ایک ایک کا نام لیکر پوچھتا تھا اور جواب میں یہی سنتا تھا کہ مارا گیا یہاں تک کہ حارث بن نوفل کو جو شام کے اراکین اور سادات میں سے تھا دریافت کیا لوگوں نے کہا وہ بھی مارا گیا معاویہ نے پوچھا اسے کس نے قتل کیا لوگوں نے کہا عبداللہ بن ہاشم نے معاویہ نے کہا کیا عبداللہ بن ہاشم نے ایک زخم ہی نہ کھایا لوگوں نے کہا ہاں ایک زخم کھائے ہوئے تھا اور سات یا آٹھ زخم اس نے اور کھائے تھے حارث بن نوفل اس کے مقابلہ پر آیا اس نے ہیرہ رسید کیا جس سے حارث خاک پر گر کر مر گیا معاویہ نے قسم کھائی کہ اگر میں فتحیاب ہوا اور پھر عبداللہ بن ہاشم کو دیکھ پایا تو اسے جو سزا ہی سزا دونگا۔ القصہ جب معاویہ کا کام درست ہوگیا اور وہ مسند خلافت و امارت پر متمکن ہوا عبداللہ بن ہاشم کا حال پوچھا اس کے خواص اور مقربوں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ وہ بصرہ میں قبیلہ بنی ناجیہ کی ایک بڑھیا کے ہاں زیر علاج ہے اور وہ عورت اسکے زخموں کا معالجہ کر رہی ہے معاویہ نے حکم دیکر امیر بصرہ کے نام فرمان لکھوایا کہ عبداللہ بن ہاشم کو بہ کوشش تمام طلب کرکے بہت جلد میرے پاس بھیجدے امیر بصرہ نے وہاں معاویہ سے مطلع ہوکر عبداللہ کو بلایا اور کہا تجھے معاویہ نے طلب کیا ہے عبداللہ نے کہا میں فرمانبردار ہوں اگرچہ بہت کمزور ہوں مگر اسیوقت روانہ ہوتا ہوں خدمت معاویہ میں پہنچکر سلام کیا معاویہ نے جواب سلام کے بعد اسکی طرف دیکھا بالکل لاغر اور نحیف پایا چہرہ زرد تھا اور بشرہ سے آثار نقاہت عیاں تھے حکم دیا کہ بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا عمرو عاص نے اس پر نظر ڈالکر کہا اے امیر یہ وہی جیالہ جو رعنا جوان ہے معاویہ نے کہا ہاں وہی ہے اب اسقدر دبلا اور نحیف و زار ہو رہا ہے اسکا کیا حال کرنا چاہئے اور کس طریقہ سے ہم اسے تکلیف دیں اور اس کے اعمال بد اور افعال ناسزا کی کیا سزا ہونی چاہئے۔ عمرو عاص نے کہا لاغر ہوا تو کیا لاغری ابتدا میں خلال کا تنکا ہوتی ہے کچھ عرصہ گذر جائے پر لاٹھی ہو جاتی ہے سانپ سے کیا پیدا ہوتا ہے وہی سانپ کا بچہ اور بدکرداری کی سزا دینا بہت اچھی بات ہے اگر تو اسکی لاغری اور کمزوری کو دیکھکر سزا نہ دیگا اور چھوڑ دیگا تو وہ صحت پاکر قوت پا جائیگا پھر اس پر غلبہ پانا اور سختی کرنا دشوار ہو جائے گا عمرو عاص نے تو یہ کہا اور عبداللہ نے اسکی طرف دیکھکر کہا کوئی نئی بات نہیں میں ہی وہ شخص نہیں جسکو قوم نے چھوڑ دیا ہو یا جسکی اجل قریب آگئی ہو رنج بھی بہادروں ہی کا حصہ ہے عمرو عاص نے کہا اے امیر اسے میرے حوالہ کر دے میں اس عمل کی سزا دونگا جو جنگ صفین میں اس نے اور اسکے باپ اور بھائیوں نے ہمارے ساتھ کیا ہے وہ غصہ میرے دل سے کبھی دور نہ ہوگا اب موقع مل گیا ہے کہ اپنے سینہ کی آگ کو اسکی اولاد کے آنسوؤں سے بجھاؤں اور شمشیر آبدار سے اس بیکس کا بھیجا نکال ڈالوں اور وہ بھی جان جائے کہ مجھ جیسے شخص کے سامنے میدان جنگ میں مردانگی کی لاف زنی کرنی ایسی ہوتی ہے۔ عبداللہ نے کہا اے پسر عاص ابھی تک تیرے غفلت شعار سر میں سے غرور کی ہوا اور ہوس نہ گئی اور وہی جہالت اور گمراہی کا پیالہ ہاتھوں میں لئے ہوئے ہے۔ تجھے خوب یاد ہوگا کہ جنگ صفین میں جبکہ بہادروں کے سر پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے اور جانیں مضطرب و بے چین تھیں میں میدان جنگ میں حملے کر رہا تھا اور تجھے باواز بلند مقابلے کے لئے طلب کرتا تھا اور تو لومڑی کیطرح مجھ سے بھاگتا اور بچوں کی طرح چھپتا پھرتا تھا اور تجھے اس بات کا یقین تھا کہ قدم بڑھاتے ہی عقاب ہلاکت ہو جائیگا اور بھاگنے کی مہلت بھی نہ پائے گا۔ خدا کی قسم اگر تو معاویہ جیسی جائے پناہ نہ رکھتا ہوتا تو میں تجھ بد اصل کو اس اصیل شمشیر سے دو ٹکڑے کر دیتا۔ عبداللہ نے عمرو عاص کو یہ جواب دیا تو معاویہ اس کی فصاحت اور شیریں کلامی پر بہت متعجب ہوا عبداللہ کو عمرو عاص کے حوالہ نہ کیا بلکہ قید خانہ میں بھیجدیا عمرو عاص اس بات سے ناراض ہوا کہ عبداللہ کو میرے حوالہ کیوں نہ کر دیا اور کچھ شعر لکھکر معاویہ کے پاس بھیجے جن میں سے دو ایک اسجگہ درج کئے جاتے ہیں **اشعار** امرتك امرا حازما فعصيتنى + وكان من التوفيق قتل ابن هاشم + اليس ابوه يا ابن هند هو الذى + رمال على يوم حز الغلاصم۔ عبداللہ کے ایک دوست نے عمرو عاص کے یہ اشعار یاد کرکے اور قید خانہ میں جاکر عبداللہ کو سنائے عبداللہ نے بھی اسی وزن و قافیہ پر ایک قطعہ تصنیف کرکے معاویہ کے پاس بھیجدیا **اشعار عبداللہ بن ہاشم** + ان المرء عمرا ابت له + ضغينة صدر ودها غير سالم + يرى لك قتلى يا ابن هند وانما + يرى ما يرى عمرو ملوك الاعاجم + على انهم لا يقتلون اسيرهم + اذا كان فيه

منتصر للسالم * مضی من قضاء الله فیها الذی مضی * وما ما مضی الا کاضغاث حالم * فان تعف عنی تعف عن ذی
قرابة * وان ترقتلنی فمستحل محارمی * معاویہ کو یہ قطعہ پڑھکر عبداللہ کے قتل کرنے سے شرم آئی اور اس کے جواب میں ایک قطعہ تصنیف کرکے اسکے
پاس بھیجدیا اور اسے رہا کردیا وہ اشعار یہ ہیں ارای العفو عن علیا قریش وسیلة * الی الله فی الیوم العصیب القماطر * ولست اری قتلی
العداة ابن هاشم * بادراک ذحلی فی تمیم و عامر * بل العفو عنه بعد ما بان جرمه * و زلت به احدی
الجدود العواثر * وکان ابوه یوم صفین جمرة * علینا فاردته سیوف التجاثر * عبداللہ یہ اشعار پڑھکر نہایت ہی شاد ہوا اور
جان میں جان آگئی پھر معاویہ نے اسے اپنے سامنے بلا کر اچھی گفتگو کی اور خلعت گراں بہا اور دس ہزار درہم حوالہ کئے عبداللہ خوش خوش بصرہ کو پھر گیا

یکساں دو رخ و لب بیچے ارساب اور دہن * بربست چوں قلم بہ تماشائے اوستاں * یعنی اس کی قرطبا میں ذہن نے دروازے کھولدیئے اور اسکی تماشے
لئے قلم کسطرح کمربستہ ہوگیا۔ الغرض دوسرے دن جس وقت سورج نے نکلکر جہاں کو روشن کیا جناب امیر علیہ السلام نے لشکر مرتب کیا اور طرف ثانی سے بھی معاویہ
نے صفیں قائم کیں حضرت علی کی میمنہ فوج میں مذحج کا قبیلہ تھا اور ربیعہ قبیلہ میں سے بو بکر بن وائل اور مضر قبیلہ قلب لشکر میں تمام تھا معاویہ کے ہوا خواہ
آگے بڑھے عربی گھوڑوں پر سوار زرہیں پہنے ہوئے طلائی جوشن باندھے اور آہنی خود سروں پر رکھے ہوئے تھے اور معاویہ کا ایک غلام حرث نام
تھا اس کی طرف خطاب کرکے کہا اے حرث میں نے ہمیشہ تجھے نہایت ہی بہادر اور جری اور دلاور پایا ہے اور خطرناک موقعوں اور سخت سخت مہموں
میں تجھ پر بھروسہ کیا گیا ہے اور عظیم معرکہ اور ہلاکت کے کاموں اور بہم حریفوں اور دلاوروں کے مقابلہ پر تونے کارگذاریاں دکھائیں ہیں اگر تو آج لشکر علی
پر حملہ کرکے عمدہ کارگذاری دکھائے جس سے میرا دل خوش ہوجائے اور تقویت حاصل ہو تو تجھے آزاد کردونگا اور امیر بنادونگا حرث نے کہا میں فرمانبردار ہوں
تیری تعمیل حکم کو جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں ابھی میدان میں جاکر تیری خدمت گذاری میں کوشش بلیغ کرتا ہوں

کمر بر میان جان بندم * جان
کمر وار بر میان بندم * یعنی جان و جی سے کمر کس کر نکلونگا اور خدمتگذاری کے لئے کمر کیطرح جان کو مستعد کرونگا۔ اسکے بعد اس نے ہتھیار سجائے اور میدان
جنگ میں نکلکر رجز خوانی کرتے ہوئے امیر المومنین علی کے لشکر پر حملہ کیا اور جنگ کرنے لگا اسی اثنا میں امیر المومنین علی کرار تھے آگے اسکا سامنا کرکے
کہا کہ ٹھہر جا کہ تجھے تیرے کئے کی سزا دوں حرث قہر کیطرح پلٹا اور قہر سے ذرا مہلت نہ دیکر شمشیر آبدار کا ایسا وار کیا کہ وہ بدبخت کٹ کر خاک پر آپڑا اور فوراً مر گیا
معاویہ اس کے مارے جانے سے بہت ہی غمگین ہوا ڈاڑھی وا ویلا کی بشر بن ارطاۃ نے کہا اے معاویہ اگرچہ حرث بڑا نیک اور بے نظیر بہادر غلام تھا مگر جب مارا
گیا اور مرضی الٰہی بھی تھی تو یہ رونا پیٹنا بے فائدہ ہے راضی بقضا رہنا چاہیے موت پر اسقدر گریہ و زاری کرنی عقلمندوں کے نزدیک فضول ہے تو ایسا بڑا بزرگ
شخص اس امر کا محتاج نہیں کہ تجھے اس حادثہ پر سمجھائیں اور تسلی و تشفی کے لئے صبر دلائیں تو جناب مصطفےٰ کا منشی اور ولایت شام میں امیر المومنین عمر کا
نائب رہ چکا ہے اور اب امیر المومنین عثمان کا جسے ظلم و ستم سے شہید کردیا ہے ولی ہے اور ایک لاکھ بیس ہزار بہادروں کا سپہ سالار و پیشوا امیر اور سردار
اور سلطنت شام کا والی ہے تیرا حکم تمام مملکت پر جاری اور سب تیرے مطیع ہیں اثنا جنگ میں ایک غلام کے مارے جانے پر اسقدر فریاد اور آہ و بکا کرنا
عبث ہے صبر کر اور عقل ہی صبر کی ہدایت کرتی ہے جب سے دنیا قائم ہے اس میں ایسے واقعات ہوتے ہی رہے ہیں معاویہ نے کہا اے بشر تو سچ کہتا ہے اور
یہ معاملہ بھی اسی قسم کا ہے جیسا تونے بیان کیا لیکن علی مجھ پر زیادتی کرتا ہے اور رسول خدا کی قریبی رشتہ داری کی وجہ سے بے حد سعی کرتا ہے بشر بن ارطاۃ
نے کہا وہ حق پر ہے اور اس کی نیک خصلتوں کا کیا ذکر بے شک علی کے فضائل حمیدہ اور مناقب شریفہ بے شمار ہیں اگر کوئی شخص اسکی نیکیوں اور خوبیوں
کو شمار میں لانا چاہے اور محاسن جلیلہ اور عالی مرتبوں کو منضبط کرنے کی سعی کرے تو انجام کار عاجز آجائیگا اور انکا احاطہ نہ کرسکیگا وہ اس کا باپ
سید اور بنی ہاشم کا سردار بلکہ تمام عرب کی آنکھوں کا تارا عرب اور عجم کا سرگروہ ہے کیونکہ علم، فقہ، سخاوت، شجاعت، زہد اور پرہیزگاری میں تمام دنیا کے

اور اسکا کوئی نظیر موجود نہیں اگر اس کی طبعی فضیلتیں پہاڑ کے سامنے بیان کیجائیں تو پہاڑ بھی ہلکا پڑ جائیگا۔ علی کی ان فضیلتوں بخششوں اور خصلتوں کے باوجود جو اس مقدار سے بھی بہت زیادہ ہیں ہم پاتے ہیں کہ وہ تیری رضامندی اختیار نہیں کرتا اور تیری طرف راغب نہیں ہوتا محض تیری خوشنودی کے لئے اور تیرے حقوق کی حمایت کے واسطے اس سے جنگ کرتے ہیں اور جبتک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہیگا جنگ سے ہاتھ نہ روکے گا یہانتک کہ اُسے کامل طور پر مٹا دیں یا اپنی جانیں گنوا دیں معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کی یہ باتیں سُنکر ڈھارس پکڑی اور ہمت باندھکر پھر لشکر کو تحریص دلائی معاویہ اور بسر بن ارطاۃ کی یہ تمام گفتگو امیر المومنین علی کے گوش مبارک تک بھی پہنچ گئی آپ اپنے لشکر کے سرداروں اور مشہور و معروف امیروں کو بھی سنوائیں قیس بن سعد بن عبادہ نے اُٹھکر کہا اے امیر المومنین آپ ذرا بھی جگر کھانے والی کے بیٹے اور ان شقی لوگوں کی باتوں کا خیال نہ فرمائیں اسی خدا کی قسم جسے ہم اکمل اور قادر مطلق سمجھتے ہیں کہ ہم حق کی خدمتگذار ہیں اور اگر ہم سب کو آپ کی خدمت میں طلب کریں اور ایک شخص بھی ہم میں سے زندہ نہ رہے تو ہمیں اُس کی بھی ذرا پرواہ ہوگی اور نہ کسی حال میں ہم آپ سے روگردانی کرینگے حضرت علی علیہ السلام کو یہ بات پسند آئی اور اُسکی اور اسکی قوم انصار کی بڑی تعریف کی اور دعا دیکر کہا اے دوستو میرا ارادہ ہے کہ ان لوگوں پر حملہ کرو تم سب کو لازم ہے کہ میرے ساتھ ہوکر جنگ کرو سب نے کہا ہم فرمانبرداری کے لئے حاضر ہیں ابن قیس نے ہتھیار لگائے اور اپنی قوم کو لے کر شامیوں پر حملہ کیا اور کئی نامور شخصوں کو قتل کرکے اپنی جگہ پر پلٹ آیا اس کے بعد معاویہ نے عبیداللہ بن عمر خطاب کی طرف متوجہ ہوکر کہا آج تیری باری ہے میں چاہتا ہوں کہ تو کچھ کارگذاری دکھائے جس سے شام والے خوش ہو جائیں عبیداللہ بن عمر نے نکلکر دو زرہیں پہنیں اور سر پر بہت عمدہ خود رکھا اور اُس پر سرخ دوپٹہ باندھکر اپنے باپ کی تلوار حمایل کی پھر میدان جنگ میں نکلکر لڑنے والے کو طلب کیا محمد بن حنفیہ نے مقابلہ پر نکلنا چاہا حضرت علی نے روکا کہ اے بیٹے واپس ہو۔ محمد نے پوچھا کیوں واپس آؤں خدا کی قسم اگر اسکا باپ بھی میدان میں آجائے اور کسیکو مقابلہ پر طلب کرے تو میں اس سے بھی جنگ کروں اور ذرا پرواہ نہ کروں امیر المومنین نے کہا خاموش رہ محمد اپنے باپ کے ارشاد سے رک گئے اور پلٹکر چلے آئے اب عبیداللہ نے دیکھا کوئی اس سے لڑنا نہیں چاہتا امیر المومنین علی کی فوج کے میمنہ پر حملہ کیا ربیعہ بن عبدالقیس میمنہ کا سرلشکر تھا جو شخص سامنے پڑتا عبیداللہ اسی پر نیزہ مارتا اور کہتا انا عبید اللہ ینمینی عمر خیر قریش من مضی و من غبر آخر کار عبداللہ بن سوار عبدی اس کے سامنے آیا اور رجز خواں ہوا عبیداللہ بن عمر نے اس پر حملہ کیا اب دونو نیزہ سے لڑنے لگے انجام کار عبداللہ بن سوار فتحیاب ہوا اور عبیداللہ کے پہلو میں نیزہ مارکر گھوڑے سے گرادیا وہ فوراً مر گیا وصی رسولِ خدا کی مخالفت نے اسے نہ چھوڑا اور دنیا اور دین دونو جگہ نقصان زدہ رہا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ حریث بن جلدہ نے اسے مارا ہے اور ہمدانی قبیلہ کا بیان ہے کہ ہانی بن خطاب نے اسے مارا ہے اور حضر موت والے کہتے ہیں کہ ہانی بن عمر سبیعی نے ہلاک کیا ہے اور بنو بکر بن وائل کا قول ہے کہ محرز بن صبیح نے قتل کیا اور تلوار لے لی مگر صحیح بیان یہی ہے کہ عبداللہ بن سوار عبدی نے مار کر تلوار لے لی تھی جو بعد میں معاویہ کے حوالہ کی گئی معاویہ کے طرفداروں نے اس کے مارے جانے کے بہت سے مرثیے کہے غرض عبیداللہ کے مارے جانے سے لشکر معاویہ میں بڑی بے چینی ظاہر ہوئی اور لوگوں کو بہت شدید رنج ہوا معاویہ نے بھی سخت افسوس کیا اور آہ و زاری کی اُس کے لشکر کے تمام سردار اور امیر و رئیس حاضر ہوئے اور عبیداللہ کے خون کا انتقام لینے کے لئے بڑے زور لگائے اسی وقت معاویہ کے سامنے اسّی علم لائے گئے ہر ایک علم کو ایک سرگروہ قوم معہ ایک ایک ہزار سوار و پیدل کے لئے ہوئے تھا اور اس تمام جمعیت کا سرلشکر حمیر کا ایک بزرگ شخص اصبح بن ذی الجوشن نام تھا۔ طرف ثانی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو طلب کرکے طیاری جنگ کا حکم دیا عمار یاسر جماعت سادات اور سپاہ کے اور سرداروں اور امیروں کے ہمراہ میدان جنگ میں آیا اور جوانوں کو طلب کیا سواروں اور پیدلوں کے گروہ در گروہ لشکر سے نکلنے شروع ہوئے اور اس کے پاس جمع ہوگئے اس کے بعد سب نے مل کر تکبیر کی آواز بلند کی اور یکبارگی شامی فوج پر حملہ کردیا جنگ شروع ہوگئی اسقدر قتل و قمع کیا کہ شمشیریں ٹوٹ گئیں اور نیزے ٹیڑھے پڑ کر بیکار ہوگئیں۔ پھر خنجر سنبھالے یہانتک کہ وہ بھی خالی چھریاں رہکر ننگی ہوگئیں اب گھوڑوں پر سے کود کود کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے خاک پتھر پھینکتے اور باہم لپٹ لپٹ کر لڑتے تھے۔ چھریوں پر نوبت آپہنچی اور دانتوں سے ایک دوسرے کو کاٹتے اور بال پکڑ کر کھینچتے تھے آج طرفین کے ایک ہزار سے زیادہ

سوار و پیدل کام آئے اور بہت سے لوگ زخمی اور خستہ ہوگئے دونوں لشکر اسقدر مصروف جنگ تھے کہ اپنے لشکرگاہوں کو بھی نہ پہچانتے تھے عراقی شامی سے پوچھتا اور ایک دوسرے کو پتہ بتاتا غرض صبح سے رات تک جنگ جاری رہی اندھیرا ہوجانے پر علیحدہ علیحدہ ہوکر اپنے اپنے ٹھکانوں پر آئے ایک شامی بزرگ نے معاویہ سے کہا ہمیں عجب مشکل پیش آئی ہے اور لا علاج مرض لاحق ہوا ہے آج شام کے نامور شہسواروں میں سے سات سو سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور علی کے لشکر کے صرف چند گمنام جوان کام آئے ہیں اور یہ تمام رنج و تکلیف اور سختی و مصیبت صرف تیری وجہ سے ہے کیونکہ ولید بن عقبہ اور بسر بن ارطاۃ عمرو بن عاص بسر بن ارطاۃ عبید اللہ بن عمر خالد اور عتبہ بن ابی سفیان جیسوں کو ہم پر سردار بنا رکھا ہے کہ معرکہ میں کام دیں ہم اسطرح اس مہم کو انجام نہ دے سکینگے نہیں تو ہمیں تیری ضرورت نہیں تو ہم سے دست بردار ہوجا کہ ہم اب اپنے گھروں کو چلے جائیں والسلام۔ یہ کہکر غصہ میں بھرا ہوا واپس چلا گیا معاویہ نے آدمی بھیجکر بلایا مہربانی کی اور کہا مجھے تمہاری رضامندی سے کام ہے خاطر تیری مرضی درکار ہے جسطرح تو چاہیگا ویسا ہی کروں گا اور ہر طرح سے تجھے رضامند رکھوں گا اگرچہ میں اسوقت بہت پریشان خاطر ہوں مگر تیری خوشی کو مقدم سمجھتا ہوں جو کچھ بری رضی اور رائے ہو اس پر عمل کر کیونکہ تیری خوشنودی سے میں بہت خوش ہوں۔ جیسا تو بیان کرتا اور چاہتا ہے اور جن شخصوں کا تو نے ذکر کیا ہے میں انہیں معزول کرکے جن لوگوں کو تم پسند کروگے تمہارا سردار مقرر کروں گا اور ہر طرح سے تمہاری رضامندی کو عمل میں لاتا رہونگا اسیطرح کی بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کرکے اسے رضامند کرلیا دوسرے دن لشکر کے سرداروں اور امیروں کو بلا کر کہا تم جسقدر توجہ اور دشمنوں کے دفعیہ کی سعی و کوشش کرتے اور طلب خون عثمان میں زور لگاتے ہو مجھے سب معلوم ہے تم ہر قدم پر مجھے احسان مند کرتے ہو اسمیں شک نہیں کہ ہمیں کل سخت صدمہ پہنچا اور ہم میں سے کئی شخص ضائع اور بہت سے مجروح ہوگئے خدا ہی خوب واقف ہے کہ میرے دلیران کی طرف سے کسقدر صدمہ پہنچا ہے لیکن حکم خدا اور مرضی الٰہی بغیر چارہ نہیں مل سکتا گزشتہ کا ذکر اور رفتہ پر افسوس کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ گذشتہ سے کو واپس نہیں لاسکتے اور گئی ہوئی کو پھیر نہیں پاتے۔ الماضی لا یستدرک یعنے گزشتہ پھر نہیں آتا ہم کی سابقہ تدابیر گذر گئیں اور آج کا دن موجود ہے میں چاہتا ہوں جنگ میں سب سے بڑھکر سعی اور دل سے جہاد کیا جائے اور اگر کسی کو کچھ عرض کرنا یا کوئی تیاری عمل میں لانی ہو اسے بیان کردے تاکہ میں سرانجام دوں میں تمہاری خوشی اور رضامندی کو سب کاموں پر مقدم و فرض عین اور ضروری سمجھتا ہوں میں تمہاری امیدوں کو پورا کردونگا اگرچہ وہ شیر غضبناک کے منہ کے اندر ہی کیوں نہ ہوں۔ اشعریوں اور قبیلہ عک کے لوگوں نے کھڑے ہوکر کہا اے معاویہ تیرے ساتھ ہمکو سخت مشکل آپڑی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ تو باطل طریقہ پر ہے اور علی حق پر ہے ہمنے تیری رضامندی کے لئے باطل کو اختیار کر رکھا ہے اور حق کیطرف سے روگردانی کرلی ہے رات دن علی سے لڑتے ہیں آخر ہمیں انکا پھل ضرور ملنا چاہئے دین یا دنیا میں۔ جب ہم تیرے ساتھ ہیں اور علی سے جنگ کررہے ہیں تو یہ بات صاف ظاہر ہے کہ دین سے ذرا بہرہ مند نہوں گے پس کم و بیش دنیا سے حصہ پانا چاہئیے تاکہ کافر فقیروں کی طرح دین اور دنیا دونوں سے محروم رہ جائیں۔ اگر تو ہمارے ساتھ احسان سے پیش آئیگا اور بطور انعام یا جاگیر یا تنخواہ کچھ عطا کرے گا تو ہم تیری خدمت گذاری میں خوب کوشش کریں گے نہیں تو تیری طرف سے ہٹ کر علی سے جا ملیں گے اگر دنیا سے کچھ نصیب ہوگا تو دین ہی سے بہرہ یاب ہوں گے لوگ یہ تو نہ کہیں گے گدھے پر سوار ہوا اور پھر پیادہ کا پیادہ ہی رہا معاویہ نے کہا ہر ایک قبیلہ کی جو جو آرزو ہے اسے معین کریں اور اپنی خواہش کو صاف صاف بیان کریں کہ پوری کی جائے قبیلہ عک نے کہا ہم تنخواہ اور انعام چاہتے ہیں اشعری والوں نے کہا موضع حوران اور تیمہ گذارہ کے لئے ہمیں مل جائے اور ہم جب تک زندہ رہیں وہ ہمارے قبضہ میں رہیں اور ہمارے بعد ہماری اولاد کو ورثہ میں پہنچے معاویہ نے ان کی درخواستیں منظور کرلیں جو گروہ تنخواہ اور انعام کا خواستگار تھا اور زیادہ کی طمع رکھتا تھا اس کے لئے حکم جاری کردیا اور جو قبیلہ ان موضعوں کا خواستگار تھا وہ ان کے حوالے کردیئے اور ان کے نام سے وہاں لکھ دیئے اب یہ خبر مشہور ہوئی کہ معاویہ نے ایک جماعت کو انعام واکرام کیا اور بعض کو گزارہ اور جاگیر عطا کی ہے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں بھی یہ حال عرض کیا اور لشکر میں بھی یہ خبر پھیل گئی کہ کسقدر کم عقل اور بے اعتقاد آدمی تھا کہ

مردوں کا دل تھا، مضبوط رائے جاہ و مال کی چاہت میں اگر معاویہ کی طرف راغب ہو گئے اب یہ بات بھی ظاہر ہو گئی اور لوگ اسکا چرچا کرنے لگے منذر بن حفص ہمدانی نے حضرت علی سے عرض کی یقیناً آپ نے سنا ہو گا کہ قبیلہ عک اور اشعری نے اپنا دین دنیا کے عوض فروخت کر دیا اور ہدایت کے عوض گمراہی کو اختیار کر لیا ہے معاویہ سے خواستگار ہو کر طالب انعام و صلہ ہوتے ہیں اشعریوں نے موضع حوران اور تلیہ گدامہ میں مانگا ہے اور معاویہ نے ان کی درخواست قبول کر لی ہے آپ کی طبیعت مبارک کو ان باتوں سے کچھ تردد ہوا چاہئے الحمد اللہ کہ ہم آپ کی خدمت اور متابعت ہی سے ہمیشہ شادمان ہیں اور آپ کی خدمت گذاری سے ہمیں بہت بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے لئے کہ اس ہم تاشینگی رکھتے اور خدا نہ کرے کہ ہم دنیا کو دین پر ترجیح دیں اور فانی شئے کو باقی کے عوض اختیار کریں اور حق کو چھوڑ باطل پر چلیں اور عراق کو شام کے لئے ترک کر دیں اور آپ کی بجائے معاویہ کو اختیار کریں ہم کو یقین کامل ہے کہ ہماری آخرت ان لوگوں کی دنیا سے بہت زیادہ اچھی ہو گی اور ہمارا امام ان کے پیشوا کی نسبت بہت زیادہ خاص اور ہادی ہے اور ہمارا عراق ان کے شام سے زیادہ عزیز اور زیادہ نعمت والا ہے ہم سب نے آپ کی خدمت کے لئے کمریں کس رکھی ہیں اور خدمت گذاری کے لئے کھڑے ہیں اور انتظار صدور حکم میں چشم وا کئے ہوئے ہیں کہ آپ اس ہم کے لئے ارشاد فرمائیں اسے ہم بجا لائیں اور حتے المقدور سعی بلیغ کریں اور آپ کی رضامندی حاصل کریں پھر اس مضمون کے اشعار لکھ کر امیر المومنین کی خدمت میں بھیجے آپ نے اسکی نظم و نثر کو بہت پسند فرمایا اور قریب بلا کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا خوش رہو میں امید کرتا ہوں کہ تو قیامت کے دن سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جنت میں ہو گا اب لشکر ایک دوسرے کیطرف بڑھے اور جنگ شدید واقع ہوئی اور اسقدر گرد و غبار بلند ہوا عمرو عاص نے پوچھا اسقدر گرد و غبار کس سمت سے بلند ہوا ہے کون قوم اس زور شور سے لڑ رہی ہے لوگوں نے کہا تیرے دونوں بیٹے محمد اور عبداللہ میدان جنگ میں نکلے ہوئے ہیں اور مصروف کارزار ہیں یہ گرد و غبار انہیں کے متواتر حملوں کے سبب سے ہے۔ عمرو عاص نے اپنے غلام وردان کو زور سے پکارا اور کہا بہت جلدی علم میرے پاس لے کر آ معاویہ نے کہا تیرے بیٹے سلامت ہیں صف جنگ کو ابتر ہو کر اور بیٹوں کے لئے اتنا گھبرا اسے جواب دیا وہ میرے بیٹے ہیں تیرے نہیں اس لئے جسقدر مجھے ان کا خیال ہے تجھے نہیں ہو سکتا پھر وردان سے علم لیکر میدان جنگ میں نکلا اور بآواز بلند رجز پڑھی امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس کی آواز سنی جانب رزمگاہ بڑھے اور اس کی رجز کا جواب دیکر اشتر سے کہا کہ کوفہ کے بہادروں کو ہمراہ لیکر حملہ کر سرداروں نے کوفہ اور بصرہ کے دلیروں کی جمعیت سے حملہ کیا اور حضرت علی نے بھی ہزاری جوانوں کو لے کر دھاوا کیا شامیوں کی ایک صف بھی قائم نہ رہی وہ اضطراب اور پریشانی کے سبب بات تک نہ کر سکتے تھے حضرت علی کے علمدار بھی متفرق ہو کر لشکر میں پھیل گئے اور جناب امیر بھی اس جنگ شدید کے اثنا میں ربیعہ کے جھنڈے کے قریب جا پہنچے اور وہاں قیام فرما کر لشکر کے امیروں اور سرداروں کو طلب فرمایا مگر کسی کو موجود نہ پایا آج اشتر نے بھی کئی سخت زخم کھائے تھے۔ اور پیاس کی شدت کے سبب زبان منہ سے نکلی پڑتی تھی اور وہ خود بہت ہی سُست ہو گیا تھا اس حال میں جس وقت اسنے امیر المومنین کو دیکھا کہ ربیعہ کے جھنڈے کے قریب تشریف فرما ہیں بہت ہی شاد و خرم ہو کر تکبیر کہی پھر عرض کی کہ اے امیر المومنین آپ کو خوشی ہو کہ ہم غالب اور آپ فتحمند ہیں بخیر و خوبی اپنے مقام پر تشریف لیجائیے کیونکہ اراکین اور مددگار آپکو تلاش کر رہے ہیں اور آپ کو نہ پانے کے سبب ملول ہو رہے ہیں اب اشتر نے دیکھا کہ حسنین اور محمد بن حنفیہ اور محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن جعفر وغیرہ اہل بیت مصطفےٰ صلعم آ رہے ہیں اور ان کی تلواریں خون سے رنگین ہیں ان کی تعریف میں ایک شعر کہا اور مدح خوان ہوا عدی بن حاتم طائی نے امیر المومنین سے کہا اس جنگ میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی اور آپ کی ہمراہ ہو کر اپنی جانیں ہاتھ پر رکھ لیں اور جہانتک ہو سکتا تھا معرکہ آرائی میں سعی و کوشش بلیغ کی ہے۔ انہوں نے بہت بڑا کام کیا ہے آپ نے فرمایا بے شک وہ میرے نزدیک بمنزلہ زرہ اور شمشیر اور نیزہ کے ہیں آج انہوں نے میری متابعت و موافقت میں جسقدر خدمت گذاری کی ہے اسکا حق ادا کرنا نہایت ضروری بلکہ فرض اور واجب ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان کا حق ادا کیا جائیگا اور عمدہ طور سے ان کی رعایت ملحوظ خاطر رہے گی اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے جب رات ہو گئی تو دونوں فوجیں اپنے اپنے مقام کو چلی گئیں زید بن عدی بن حاتم طائی میدان کے اندر کشتی

میں پھر رہا اور انہیں دیکھتا جاتا تھا کہ کس کس قوم کے آدمی مارے گئے ہیں اتفاقاً اس کی نظر حابس بن سعد طائی پر جو اُسکا خالو تھا جا پڑی اسے مردہ پا کر بہت
غمگین ہوا اور وہ بیٹھنے لگا اور اسکے سرہانے بیٹھ کر روتے ہوئے کہتا تھا میں آنکھوں سے بجائے آنسو دل کا خون بہاؤں گا اور اپنی جان تیرے غم میں گھلا دونگا
جبتک تو زندہ رہا میری غمخواری کرتا رہا اب میں جبتک جیوں گا تیرا غم کرتا رہونگا۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تجھے کس نے مارا اور تیرے پیارے جسم کو خاک و خون
میں ملایا ہے میں اُس سے تیرا بدلہ لیتا اور تشفی کے واسطے اسکا بھیجا نکال ڈالتا۔ یہی جملے تھے کہ ایک شخص نے جو حضرت امیر المومنین علی کے دوستوں میں سے تھا کہا
اسے میں نے ہلاک کیا ہے اور اس کے قتل کرنے سے تقرب الٰہی کا امیدوار ہوں کیونکہ وہ معاویہ کے دوستوں میں سے تھا اور منافق تھا۔ اسکی یہ بات عدی
کے بیٹے کو بری لگی تھی زید نے کہا اگرچہ وہ معاویہ کا طرفدار تھا لیکن پھر میرا خالو ہی تھا تو نے نہ سمجھا کہ اس کے خون کو رائیگاں نہ جانے دیں گے اور اس کے قاتل سے
بدلہ لیں گے یہ کہکر تلوار کا ہاتھ رسید کیا اور اسے ہلاک کر کے بھاگ گیا اور معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ نے اس پر بڑی مہربانی فرمائی اور اچھے اچھے وعدے کئے
اور اس کے آنے سے بہت خوش ہوا۔ ادھر امیر المومنین علی حنظلہ حوان کے قتل اور زید بن عدی کے بھاگ جانے اور معاویہ سے جا ملنے کی خبر سنکر ناخوش ہوئے
زید بھی اپنی اس حرکت سے بہت پچھتایا اور چاہا کہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے کیونکہ اسے آپکے خصائل حمیدہ اور کمال بخشش پر پورا اعتماد تھا کہ قصور
معاف فرما دینگے۔ لیکن اپنے باپ سے ڈرتا تھا اس لئے اسیجگہ ٹھہر گیا اور اُس کے باپ عدی بن حاتم نے حاضر خدمت امیر علیہ السلام ہو کر معذرت کی کہ میرے بیٹے
سے نہایت ہی نامعقول اور نالائق حرکت سرزد ہوئی ہے مجھے اُس کا بہت بڑا غم اور افسوس ہے۔ میں سخت شرمندہ ہوں کہ اس سے ایسا فعل وقوع میں
آیا اس دنیا میں بدنام ہوا اور آخرت میں عذاب کا سزاوار لیکن میں اس معاملہ کیطرف غور کرکے آپ کے اس مرتبہ کیطرف جو جناب الٰہی میں حاصل ہے دیکھتا ہوں
اور اس قریبی رشتہ داری کو جو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے ہے خیال کرتا ہوں اور پھر اس کمال شفقت و عنایت پر نظر ڈالتا ہوں جو آپ کی طرف سے میرے حال پر
مبذول ہے تو مجھے اُمید صادق اور یقین کامل ہو جاتا ہے کہ آپ بروز قیامت اس لاعلاج کی شفاعت فرمائیں گے کہ اللہ تعالےٰ اسکی خطا معاف کرے اور
دوزخ کی آگ میں نہ ڈالے اور خدائے رحمان و رحیم کی قسم اگر اسوقت میرا قابو چل جائے تو میں اسے حنظلہ حوان کے عوض قتل کر ڈالوں اور اگر کوئی اس کے مرنے
کی خبر لائے تو ذرا بھی غمگین نہوں کیونکہ زید اسوقت تک میرا بیٹا تھا جبتک وہ آپ کی رضامندی اور حق شناسی کی سعادت کا جویا تھا اور وہی شخص میرا دوست ہے
جو آپ کا دوست ہے اور جو آپ کی مخالفت کا دم بھرتا ہے میرے نزدیک اس سے کتا اچھا ہے اگر میں آپکے بدخواہ کی ذرا بھی قدر کروں تو میں لئیم آدمی ہوں۔
عدی نے امیر المومنین علی کے سامنے جب یہ باتیں کہیں آپ خوش ہوئے اور عدی کی دلداری فرما کر لطف و کرم سے پیش آئے عدی شاد ہو کر واپس چلا گیا۔
اسوقت زید کا ایک دوست موجود تھا یہ سب باتیں اسے جا سنائیں زید باپ کیطرف سے زیادہ ڈر گیا اس کے بعد معاویہ کے پاس سے بھی بھاگ کر پہاڑوں
میں قبیلہ طے کے پاس پناہ لی پھر وہاں سے اپنے عزیزوں میں جا ملا اور انہی میں رہا کہ موت آگئی سالقصہ اس جنگ و جدال کے اثنا میں کعب الاحبار حمص سے
معاویہ کے پاس آیا معاویہ اُس کے آنے سے بہت خوش ہوا اُس کے حال پر بڑی مہربانی فرمائی خلعت گراں بہا عطا کیا کعب ہر روز اس کے پاس جاتا اور
امیر المومنین کے ساتھ جنگ کرنیکے لئے خوب بھڑکاتا امیر المومنین نے اپنی فوج کو مستعد جنگ کر کے صف بندی کا حکم دیا اور معاویہ نے بھی میمنہ و میسرہ قائم کئے
اور بہادر طرفین سے حملہ کرنے لگے عمرو عاص نے معاویہ کے پاس آکر کہا آج علی نے میسرہ فوج میں ربیعہ قوم کو جگہ دی ہے اور وہ میرے بھائی بند ہیں میرا خیال
ہے کہ اگر ان کے پاس جا کر نصیحت کروں تو شاید کچھ آدمی علی سے پھر کر تیرے لشکر میں چلے آئیں اور تیرا ساتھ دیں لیکن معاویہ نے کہا اے ابا عبد اللہ یہ
معاملہ اس حد سے تجاوز کر گیا کہ مکر و فریب سے کام چل سکے یا دغا اور شعبدہ بازی سے چارہ جوئی کی جا سکے ہیں اور تو دوڑ کی اس معاملہ میں وہی حق ہے
کہ پہلے رفیق نہ ہو دوسے ساتھ ان تو جو کچھ کرنا اور ان سے کہنا چاہتا ہے مجھے اس سے بہتری کی امید نہیں اگر تو مصلحت سمجھتا اور اچھے نتیجہ کی امید رکھتا ہے تو
جا لیکن یاد رکھ کہ کوئی مطلب براری نہوگی عمرو عاص روانہ ہوا اور حضرت علی کی فوج میسرہ کے قریب جا کر بلند آواز سے کہا اے میری ماں کے عزیزو

میں عمرو عاص تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اگر تم اپنے میں سے کسی کو جو عقل اور سمجھ رکھتا ہو میرے پاس بھیجو کہ اس سے کہوں قبیلہ عبد القیس میں سے ایک شخص عقیل بن نویرہ اُس کے پاس گیا عمرو عاص نے پوچھا تو کون ہے اُس نے جواب دیا قبیلہ عبد القیس میں سے ایک مرد ہوں اور جنگ جمل میں امیر المومنین کی خدمت با سعادت میں رہکر تیر کے جنگ رہا ہوں اور بڑی بہادریاں دکھائی ہیں اور آج بھی میں ویسا ہی ہوں جیسا کل تھا میری طبیعت میں کسی قسم کا تغیر واقع نہیں ہوا اور اگر اس لشکر میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ تیرا دشمن ہوتا تو میں تیرے مقابلہ پر نہ آتا تو ایک بزرگ اور بڑا شخص اور قریش کا سردار ہو کر شرم نہیں کرتا نہ خدا سے ڈرتا ہے علی ابو طالب کی بجائے معاویہ کا اور دس کے بدلے مصر کی حکومت کا خواہاں ہوا ہے آخر معاویہ سے کیا معاملہ ٹھہرایا ہے اور اس کی خدمت اور فرمانبرداری سے کس درجہ تک پہنچنے کی امید رکھتا ہے فرض کیا تجھے مصر کی حکومت مل گئی اور تمام انتظام ملکی اور تقرر و تعین و موقوفی و برطرفی اہلکاران سلطنت کے اختیارات بھی حاصل ہو گئے اور مملکت بھی زیر قبضہ آگئی تو کیا ہوگا فرعون سے زیادہ ہوگا اور کو برسوں سلطنت کرے گا مگر انجام کیا زمین مصر نے فرعون کو کسطرح نگل لیا اور اسکے دعوے انا ربکم الاعلیٰ لیسے میں تمہارا اس سے برابر ہوں سنے کسطرح اسے غرق دریائے فنا کر دیا زمانہ نے کیسے عروج بخشا جبکی عظمت کو صبح کی طرح کم و قلیل عطا نہیں کی آسمان نے جس کے لئے پیراہن قطع کیا اسی کے لئے اسے کفن قرار دیدیا ہے اگر تو نے سن بھی لیا ہو کہ زمانہ نے کسیکے ساتھ وفا کی ہے تو غور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے عہد میں وفا ہمن کی سعادت مند وہی ہے جو آخرت کیطرف متوجہ ہوا اور دنیا کی ظاہری نمود اور آرائش پر لات مارے اور عمر و رسیدہ کرنے والے سامانوں پر جو بجلی کی چمک کیطرح ذرا قیام نہیں رکھتے ہوا ان باتوں کو تو بھی بہت اچھی طرح سمجھتا اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانتا ہے پھر نہیں معلوم کہ تو کس لئے باطل کو اختیار کر کے حق سے دور جا پڑا ہے اور وصی رسول خدا کی اطاعت سے کس لئے قدم باہر نکالا ہے حالانکہ وہ ہادی دین ہے اور باغی و طاغی معاویہ کے دامن کو جو گمراہ اور ضلالت زدہ ہے پکڑ رکھا ہے اگر تو آج نشہ میں سرشار ہے تو کل اسکا خمار دیکھے گا عقیل بن نویرہ اس قسم کی نصیحتیں کر رہا تھا اور عمرو عاص سہم رہا تھا انجام کار کہا اے عقیل اس نصیحت سے باز آ اور بخیر و خوبی واپس چلا جا اور کسی اور شخص کو بھیج جو مجھ پر اسقدر مہربان نہو اور نہ اتنی عقل رکھتا ہو عقیل نے کہا اس فوج میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ نکلے گا جو میری طرح تیرا دشمن نہو گا یا معاویہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر تجھے ملامت نہ کرے گا اور علی مرتضےٰ کی متابعت کیطرف نہ بلائیگا اس کے بعد پلٹ کر اپنی فوج میں چلا آیا اب بنی تمیم میں سے ایک شخص طحل بن اسود نکلا عمرو عاص نے کہا اے بھتیجے تو کون ہے اُس نے جواب دیا میں وہ شخص ہوں جو تیرا قصور کبھی معاف نہ کروں گا نہ تیرا عذر سنوں گا نہ تیرے اور تیرے بچوں پر رحم کروں گا اور اگر تیرے قتل کا موقع پاؤں تو اتنی مہلت بھی نہ دونگا کہ تو حلق سے پانی کا گھونٹ اتار سکے اے عمرو عاص تو راہ راست سے دور ہو گیا اور دنیائے فانی کو آخرت کے عوض اختیار کر لیا ہے اور حضرت علی پر معاویہ کو ترجیح دیکر اس گمراہ کا دامن پکڑ لیا ہے اور اس نے تجھے ابرار و اخیار کی فرمانبرداری کے احاطہ سے قدم باہر نکال لیا ہے۔ عمرو عاص نے کہا میں نے تجھے اس لئے طلب نہیں کیا۔ نصیحت اور ملامت حد سے گذر گئی بخیر و خوبی واپس چلا جا اور تم میں قبیلہ عنزہ کا کوئی شخص ہو تو اسے بھیجدے طحل بن اسود واپس چلا گیا اور بنی عنزہ کے ایک شخص کو بھیجدیا جب وہ عمرو کے سامنے آیا عمرو نے سلام کر کے مرحبا کہا عنزی نے کہا مرحبا کا جواب مرحبا کہتا ہوں مگر تیرا اسلام میرے نزدیک اسقدر وقعت نہیں رکھتا خواہ تو سلام کرے یا نہ کرے دونوں حالتوں میں کچھ فرق نہیں۔ تو یہ خیال نہ کرنا کہ میں ان دونوں شخصوں کی نسبت جو تیرے پاس ہو گئے ہیں تیری دشمنی اور عداوت میں کچھ کم ہوں بلکہ ان سے بھی زیادہ تیرا دشمن ہوں اور خدا کی قسم میں اسی مطلب کے لئے تیرے پاس آیا ہوں کہ جو کچھ کہیگا اسکا سخت جواب دونگا اور ملامت شدید کرونگا۔ عمرو عاص نے کہا تو تو ان دونوں سے بھی زیادہ بڑا اور سخت دشمن نکلا تجھ سے کچھ کہنا بے فائدہ ہے واپس چلا جا اور بنی خثعم میں سے کسی شخص کو میرے پاس بھیج عنزی واپس چلا گیا اور بنی خثعم میں سے ایک آدمی نکلکر اُس کے سامنے ہوا حسب اتفاق یہ شخص عاص کے بھائیوں ہی میں سے تھا۔ عمرو نے کہا تیرا آنا مجھے نیک فال معلوم ہوتا ہے میں تیرے آنے سے بہت خوش ہوا اسے مجھے حصول مراد کی پوری امید ہو گئی کیونکہ تو میرے بھائیوں ہی میں سے ہے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز بھی ہے خثعمی نے کہا جو کہنا ہو

بیان کریں سوں عمرو عاص نے کہا تم میری اس مہربانی کو جو تمہارے حال پر ہی ہے جانتے ہو گے اس کے بیان کی حاجت نہیں ہمارے بعد صدہا سال تک ان لڑائیوں اور معرکوں کا ذکر ہوتا رہے گا اور یہ جنگ صفین کہ ہم علی سے لڑ رہے ہیں زبان زد خلائق رہیگی اور دفتروں میں درج ہو کر قصہ کہانیوں کی طرح پڑھی جایا کرے گی اگرچہ عوام الناس کا تذکرہ گم ہو جاتا ہے مگر شریفوں اور خاص شخصوں کا ذکر جاری رہتا ہے اور ان کے کارنامے بھلے ہوں یا بُرے یادگار رہجاتے ہیں کسی وجہ سے منسوخ و محو نہیں ہوتے میرا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ علی کا ساتھ چھوڑ دو اور یقین سمجھو کہ اسکا کام بے رونق و بے تازگی والا ہے کبھی سرسبز ہو گا تم سب میرے پاس چلے آؤ اور ہماری متابعت و اطاعت کو وسیلہ نجات اور موجب درجات دینی اور دنیوی تصور کرو میں تم سے محض خیر خواہی کی باتیں کہتا ہوں اور دوستی کی وجہ سے نصیحت کرتا اور سمجھاتا ہوں ان باتوں سے تمہاری بہبودی کے سوا میری کوئی غرض نہیں ہے اگر تم میری نصیحت کو مان لوگے تو اسکا ثمرہ بہت جلد تمہیں حاصل ہو جائیگا تمہارے تمام کام اور حالتیں سرسبز اور بارونق ہو جائیں گے ورنہ تم اس گمراہی میں پڑے رہوگے اور باطل میں مبتلا آئندہ تمہیں اختیار ہے شفقت کرنے والے سمجھاتے ہیں اور نیک بخت نصیحت پر عمل کرتے ہیں۔ عمرو عاص جب تمام باتیں کہہ چکا اور جسقدر تدبیر کے ترکش میں دیکھے تیر بھر رکھے تھے خالی کر چکا تو اور تمام چلے بہانے کہہ گذرا تو ہاشمی جوان نے مخاطب ہو کر کہا اے اپنے نفس کے دشمن خدا تجھے راستہ دکھائے اور عقل و توفیق نیک کی ہدایت دے کہ تو جہل کو علم اور نصیحت کو نصیحت نہ جانے اور برائی کو بھلائی تصور نہ کرے میں سمجھتا تھا کہ تو عقلمند اور تجربہ کار نصائح سُنے ہوئے شخص ہے پر تو نے آج ہی کھلا کر دیا میں تجھ جیسا اور کوئی احمق نہیں تیرا یہ بیان کہ اس جنگ و جدل کا ذکر زمانہ میں یادگار رہے گا اور لوگ قصوں کہانیوں کیطرح پڑھینگے تو کیا ہم اس امر کے بعد کہ علی کے حق کو پہچان چکے ہیں اور عرصہ دراز تک اسکے ساتھ رہکر آخرت اور معاش کی درستی کر چکے ہیں اور طرح طرح کی کرامتیں جنمیں سے ہر ایک بمنزلہ معجزہ عیاں اور دلیل قاطع ہے معاینہ کی ہیں اب بلاسبب ان کا ساتھ چھوڑ کر اور اُس کی متابعت و فرمانبرداری سے منحرف ہو کر ایک فاسق اور مردود خدا و رسول کی خدمت گذاری اختیار کر لیں جو لوگ اب موجود ہیں اور عقل سے بہرہ رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو آئندہ ہوں گے ہمارے اس فعل سے آگاہ ہو کر ہمیں کیا کہینگے اور اگر خدا نخواستہ ہم تیرے مکر و فریب اور دغابازیوں کی چال میں آ کر یہ رذیل فعل اور نفاق وانکار کر بیٹھے تو اسے کس درجہ میں شمار کریں گے جو یہ دنیا ہی سے فانی ہے اور اسکی تمام بھلائی و بدی اور رنج و راحت سب نیست و نابود ہو جائے گی پھر عالم آخرت میں ہم کیا جواب دیں گے اور حق یعنی علی ابن ابی طالب سے روگردانی کرنے اور باطل یعنی معاویہ سے جا ملنے کی نسبت کیا عذر کریں گے عمرو نے کہا جو کچھ تو نے کہا یہی بات ہے لیکن شرحبیل بن ذوالکلاع حمیری تمہاری نسبت کہتا ہے کہ وہ جنگ کرتے ہیں ہمارے مسلم نہیں اور اور لوگ بھی ایسا ہی سمجھتے اور کہتے ہیں اور تمہیں کسی درجہ میں شمار نہیں کرتے مجھے ان باتوں سے شرم آتی ہے اس لئے کہتا ہوں کہ تم علی کا ساتھ چھوڑ دو اور معاویہ کے پاس چلے آؤ کہ ان بدنامیوں سے بچ جاؤ گے اور نیک نام اور آسودہ حال ہو گے ہاشمی نے کہا دور ہو لعنتی تجھ پر اور ذوالکلاع اور تیری ان باتوں پر سو لعنت ہو عمرو عاص بہت ہی حقیر و ذلیل اور مایوس ہو کر الٹا پھرا اور آس چھوڑ کر سمجھ گیا کہ میرا مطلب فریب و دغا سے نہ بر آئیگا لیکن عمرو عاص نے جو ذوالکلاع کا فقرہ جڑ دیا تھا اس کے سبب سے ربیعہ کے دلوں میں عمرو عاص کی الفت پیدا ہوئی اور آپس میں کہنے لگے کہ ہمارے بھلے کو ذوالکلاع حمیری کی سخت سُست کہنے سے غصہ آگیا اور رنج پہنچا اگرچہ وہ معاویہ کے ساتھ ہے مگر جیسے پہلا ہی سا تعلق رکھتا ہے یہ اُن مثل ہے جوں سرد نہیں پڑتا اور ایسا کبھی وقت بھی نہ آئیگا۔ نہیں بن سکتا۔ نعمان بن ہبیرہ شیبانی نے کہا عمرو عاص کی بات پر ذرا اعتماد نہ کرنا اس کے دغا و فریب میں نہ آؤ اسے ہم سے کچھ محبت نہیں اور نہ وہ کسی کے کام سے کچھ مطلب رکھتا ہے وہ سینہ میں شکر بھرے رہتا ہے اور مٹھی میں زہر کی ڈلی لئے رہتا ہے اگر حوا اور آدم زندہ ہوتے تو وہ مکر و حیلہ سے حوا کا دل آدم سے بیزار کر کے شیطان پر عاشق کر دیتا الغرض وہ اسی گفتگو میں مبتلا تھے کہ لشکر ایک دوسرے سے قریب آ پہنچے امیر المومنین علی نے اپنی قوم سے کہا اے میرے خیر خواہ دوستو آج ہی کا دن ہے کہ تمہاری شجاعت اور دلیری کی شہرت چاردانگ عالم میں پھیل جائے اسی قسم کی تحریص و ترغیب جنگ دیکر فرمایا کہ خدا کے نام پر آگے بڑھ جاؤ اور مقابلہ پر جگر تحمل اور وقار کو اپنا شعار اور لباس بناؤ اور زہد و صلاحیت اور نیک لوگوں کی علامتوں کو ظاہر کرو اور آگاہ رہو کہ تم ابتر بن ابتر اور آکلۃ الاکباد یعنی جگر کھانیوالی کے بیٹے اور عقبہ بن ولید سے جنگ کرتے ہو جن کا نہ دین حق اور راہ راست کی

قصۂ عرار بن ادہم

ملاتا ہوں اور وہ مجھے حرام چیزوں کے کھانے اور بتوں کے پوجنے کی طرف ترغیب دیتے ہیں فاسق اور فاجروں کا گروہ ہے جنہوں نے خدا کے بندوں کو گمراہ کر دیا اور فساد اور تفرقہ ڈالا ہے اسلام اور دین کے شرائط اور قواعد کو برباد کر کے اب ہم سے لڑنے کو آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین کی شریعت کے نور کو بجھا دیں اور امت رسول خدا میں تفرقہ ڈالدیں خدا کی قسم میں ہی خدا کا نور ہوں اگرچہ کافر ناخوش ہوں پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ فُلَّ حَدَّهُمْ وَشَتِّتْ كَلِمَتَهُمْ فَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ۔ اس ایک شامی بہادر عرار بن ادہم نام نکلکر میدان جنگ میں آیا اور دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر اپنی جنگ اور شجاعت کی شیخیاں بگھارنے لگا رجز پڑھا اور کسی لڑنے والے کو طلب کرتا تھا شامی لشکر میں اس شخص سے زیادہ بہادر اور جیت دار کوئی دوسرا سوار نہ تھا حضرت علی کا لشکر اسکی فرط شجاعت اور شدت جرات و جلادت سے واقف تھا کوئی مقابلہ پر آمادہ نہ ہوتا تھا۔ اسی اثنا میں کہ وہ لشکر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتا اور کسی مرد مقابل کو طلب کر رہا تھا اسے ایک شخص کو جسے عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کہتے تھے دیکھا اور پوچھا یہ کون سوار ہے لوگوں نے کہا عباس بن ربیعہ ہاشمی ہے عرار نے اسے آواز دیکر کہا اے عباس عباس نے جواب دیا کیا کہتا ہے اس نے کہا تو مجھ سے جنگ کرنے کی رغبت رکھتا ہے عباس نے کہا کیوں نہیں میں تو خود تیری تلاش ہی میں تھا اگر پسند خاطر ہو تو گھوڑے سے اتر آ کہ پیدل ہو کر جنگ کریں کیونکہ پیدل کو سلامتی کی بہت کم امید ہوتی ہے عرار نے کہا میں ایسا ہی کروں گا عباس مشکی گھوڑے پر سوار تھا جو کوے کے پر جیسا سیاہ تھا اور فراخ زرہ پہنے تھا اور ایک نہایت آبدار تلوار قبضے میں سر پر سنہری خود دھرا تھا اس کی دونوں آنکھیں خود کے نیچے سے اسی سانپ کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ عرار کے قریب آکر گھوڑے پر سے کود پڑا اور اس کے ایک حبشی غلام نے دوڑ کر اس کے گھوڑے کو پکڑ لیا عرار بھی گھوڑے سے اتر آیا اور عباس کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔ اِنْ تَرْكَبُوْا فَرُكُوْبُ الْخَيْلِ عَادَتُنَا + اَوْ تَنْزِلُوْنَ فَاِنَّا مَعْشَرٌ نُزُلٌ پھر دونوں نے ڈھال لپیٹ کر حملہ آور ہوئے دونوں فوجیں لڑائی سے ہاتھ روک کر انکا تماشا دیکھنے لگیں انہوں نے تلواریں گست کر وار کرنے شروع کئے دونوں کی زرہیں سخت اور مضبوط تھیں تلوار کام نہ کرتی تھی امیرالمومنین بھی ملاحظہ فرما رہے تھے مگر اپنی طرف والے شخص کو پہچانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے اسی حرب و ضرب میں عباس نے دیکھ پایا کہ عرار کی زرہ ایک جگہ سے کسیقدر کٹ کر کڑیاں ڈھیلی پڑگئی ہیں اسجگہ کو زیر نگاہ رکھا آخر موقع پا کر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ عرار دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا اور امیرالمومنین کے لشکر سے آواز تکبیر بلند ہوئی معاویہ کی فوج والے شرمندگی سے عرق عرق ہو گئے اور عرار کے مارے جانے سے بہت غمگین ہوئے عباس نے گھوڑا طلب کیا اور سوار ہو کر اپنی صف میں آ موجود ہوا ابو عمر تمیمی کا بیان ہے کہ امیرالمومنین نے مجھ سے دریافت کیا یہ بہادر سوار کس قبیلہ میں سے تھا اس نے آج مجھے بہت خوش کیا میں نے کہا ہمارے سردار کا بیٹا عباس بن ربیعہ ہے امیرالمومنین نے اسے آواز دیکر بلایا جب حاضر ہوا حضرت نے مرحبا کہکر فرمایا اے عباس کیا میں نے تجھے اور عبداللہ بن عباس کو حکم نہیں دے رکھا کہ کسیوقت اپنی جگہ کو خالی نہ چھوڑنا اور اپنے مورچے پر قائم رہنا عباس نے کہا یا حضرت دشمن نے مجھے لڑنے کے لئے بلایا تھا مجھے شرم آئی کہ اس کے مقابلہ پر نہ جاؤں آپ نے ارشاد کیا امام کے حکم کی فرمانبرداری دشمن کی بات قبول کرنے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے بہتر ہوتی ہے پھر آپ نے جانب آسمان دیکھکر کہا اے خدا عباس کے آج کے فعل کو ضائع نہ کرنا اور اسکا عمدہ بدلا دینا اس نے تیری راہ میں جہاد کیا ہے ادھر اپنے خواصوں سے معاویہ نے کہا یہ کون بہادر تھا جس نے عرار کو قتل کیا ہے لوگوں نے کہا عباس بن ربیعہ معاویہ نے کہا عرار جیسے شخص کا خون بغیر بدلا لئے نہ چھوڑنا چاہئے جو شخص میدان میں جاکر عباس کو قتل کرے گا اسے میں اسقدر مال دولت دونگا کہ باقی عمر کسیکا محتاج نہ ہوگا۔ بنی لخم کے دو جوان نکلکر سامنے آئے اور کہا اس خدمت کو ہم انجام دینگے اور اس مہم کو سر کریں گے معاویہ نے کہا تم میں سے جو شخص اسکے قتل کی پہلے کوشش کرے گا اسے میں ہزار درم دونگا اور دوسرے کو بھی اسیقدر۔ وہ دونو شخص میدان میں آئے عباس کو آواز دی اور جنگ کے لئے طلب کیا عباس نے کہا میرا امام موجود ہے اس کی اجازت بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا انہوں نے کہا اجازت لے لے عباس امیرالمومنین علی علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا خدا کی قسم معاویہ یہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم میں سے کوئی گھر میں آباد رہنے اور چراغ

روشن کر شیوا لائق نہ رہے اے عباس میرے پاس آ جب قریب آیا تو فرمایا کہ گھوڑے سے اتر اور بدن پر سے اسلحہ اتار ڈال اسکے بعد آپ نے اپنے ہتھیار عباس
کو دیدیے کہ انہیں لگا لے اور اس کے اسباب لگا لے پھر عباس کے گھوڑے پر خود سوار ہو گئے اور عباس سے کہا کہ تو میرے مرکب پر سوار ہو کر اسی جگہ ٹھہرا رہ کہ جب
تک میں واپس آؤں اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ آپ میدان میں تشریف لے گئے لخمیوں کو یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ یہ کون شخص ہے یہی سمجھے کہ عباس
نے کہا اپنے آقا سے اجازت لے آیا امیر المومنین نے جھوٹ بولنا نہ چاہا و فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ
ان میں سے ایک شخص نے آپ پر حملہ کیا اور آپ نے اسکی کمر پر شمشیر کا ایک ہاتھ اس زور سے رسید کیا کہ تلوار ایسی تن کی تیزی کے سبب درمیان سے گذر گئی اور
وہ شخص ویسا ہی گھوڑے پر سوار ہتھیار لگائے دیکھنے والوں کو گمان ہوا کہ وار خالی گیا مگر جونہی گھوڑا اچھلا اوپر کا آدھا دھڑ زمین پر آ رہا دونوں فوجوں کو اس ضرب کی صفائی
سے بہت تعجب ہوا اور قاتل کے دست و بازو پر آفریں کرتے تھے اب دوسرے لخمی نے بڑھ کر حملہ کیا اور اول کی طرح دو نیم ہو کر گرا اور مر گیا اسکے بعد امیر المومنین نے گھوڑے
کو کاوے دیے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اَلشَّھْرُ الْحَرَامُ بِالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ
مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۔ پھر پلٹ کر اسی جگہ پر آ کھڑے ہوئے اور کہا اے عباس معاویہ نے ان دونوں لعینوں کو مسلح
زرہ دیکر بھیجا تھا کہ شاید تجھ پر غالب آ جائیں اور عرار کے قتل کے عوض میں تجھے ہلاک کر سکیں اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور سزا کو پہنچا دیا پھر فرمایا اے عباس
میرے اسلحہ مجھے دے اور اپنے لے اور اگر پھر کوئی شخص میدان میں نکل کر تجھے طلب کرے تو مجھے اطلاع دینا معاویہ نے سمجھ لیا کہ لخمیوں کا قاتل امیر المومنین ہے کہا لجاج
پر کہ میری سواری کا گھوڑا ہے لعنت ہو کہ جب کبھی میں اس پر سوار ہوتا ہوں ذلیل و خوار ہوتا ہوں عمرو عاص نے کہا ذلیل و خوار لخمی ہیں نہ تو معاویہ نے کہا چپ رہ ایسی
باتوں کا وقت نہیں ہے۔ عمرو نے کہا اگر مرنے لڑنے کا وقت نہیں تو اللہ تعالیٰ لخمیوں کو بخش دے حالانکہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ہرگز نہ بخشے گا۔ معاویہ نے کہا اے
عمرو عاص تجھ پر سخت افسوس ہے عمرو نے کہا بیشک اگر ملک مصر مجھے نہ روکتا تو میں نجات اور جنت کا راستہ اختیار کر لیتا معاویہ نے کہا ہاں تجھے مصر نے اندھا کر دیا ہے
اور گمراہی کے بھنور میں ڈال رکھا ہے ورنہ تو سمجھ دار تھا اور اپنی صلاحیت اور نیکی کا راستہ جانتا تھا مگر تو بڑا ہی مکار دغا باز لالچی اور عجب کھردرا شخص ہے بلند آسمان
کے نیچے تجھ جیسا پست ہمت کوئی نہیں دیکھا اور مکر و بیوفائی کے شر اس کا سچو بھی تجھ سا اور ہوگا اب دو لشکر ملے اور دو شخصوں کی جنگ کا طریقہ ترک کر کے یک لخت حملہ کر دیا۔
قتل و قمع شروع ہوا آج بجیلہ قوم کا علم قیس بن مکشوح مرادی کے ہاتھ میں تھا آواز دی کہ اے قوم بجیلہ مجھ سے اپنا جھنڈا لے لو اور کسی اور شخص کے سپرد کرو کیونکہ میری نسبت دوسرا شخص
تمہارے حق میں اچھا ہوگا انہوں نے پوچھا کیوں اسنے جواب دیا میں نے عزم بالجزم کر لیا ہے میں اس شخص پر حملہ آور ہونگا جسکے سر پر سنہری ڈھال رہتی ہے یعنی معاویہ تک
جا پہنچنے کا قصد رکھتا ہوں اور جب تک اپنا ارادہ پورا نہ کر لوں گا واپس نہ ہونگا۔ انہوں نے کہا تو ایسا ہی کر اور اس مہم کو جلدی اختتام کو پہنچا ہم سب تیرے ساتھ
اور مددگار ہیں اس امر میں تجھ سے مخالفت اختیار نہ کرینگے اب قیس نے رجز خواں ہو کر حملہ کیا اور کاٹتا چھانٹتا اس جھنڈے تک جا پہنچا جو معاویہ کے سامنے موجود تھا۔
معاویہ چیخا کہ یہ کون شخص میری طرف بڑھا چلا آتا ہے اور بڑی جد و جہد سے کام لے رہا ہے اسکا سامنا کرو اور مجھ تک نہ آنے دو معاویہ کا ایک رومی غلام تھا اسنے
قیس پر حملہ کر کے تلوار سے ایک ہاتھ قطع کر دیا اور قیس نے بھی اسی گرما گرمی میں تلوار مار کر غلام کے دو ٹکڑے کر دیئے وہ گرتے ہی دوزخ میں جا پہنچا اب عبدالرحمن
بن قلع نے علم لیا اور جنگ کرتے کرتے شہید ہو گیا رحمتہ اللہ علیہ۔ پھر عباس بن شریک نے علم لیا حسب اتفاق ایسا زخم کھایا کہ جھنڈے کو نہ روک سکا مسروق
بن مسلم نے اس سے لے لیا مگر زخمی ہوا۔ صخر بن سمر نے اٹھایا وہ بھی زخمی ہو کر گر پڑا اور علم ابو تسبیح بن عقیل کے حوالہ کر دیا وہ بھی شہید ہو گیا رحمتہ اللہ علیہ
اس کے آقا مخارق نے علم لیا اور شہادت پائی اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ غرض اس حملہ میں امیر المومنین علی علیہ السلام کے لشکر کے کئی بہادر سردار شہید ہو گئے
اب عتبہ بن جوہ نے آگے بڑھ کر کہا اے لوگو تم دیکھ رہے ہو اور جانتے ہو کہ اس مقام پر سید الابرار کے اصحاب میں سے کئی نامور شخص شہید ہو چکے ہیں ایک دل
ایک جان ہو کر مردانہ حملہ کرو اور یاد رکھو کہ دنیا چھوڑ دینے کی جگہ ہے اور اسکی بہار کوندنے والی بجلی کی چمک کی طرح بے قیام ہے جہاں پر رنج اٹھائے بغیر خوشی

حاصل ہوگی کیونکہ بہت ہی بُرا مقام اور سخت ناپاک جگہ ہے دور کی دنیا سے دنیا کی امید رکھو اسکے خزانہ میں یوقیں اور موتی بلے جلے رہتے ہیں آگاہ ہو کہ میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ آج مرتبہ شہادت پر فائز ہوں جب سے یہ جنگ شروع ہوئی ہے میں ہمیشہ شہادت کا مشتاق رہا مگر آج تک نصیب ہوئی تھی کبھی زخمی ہو کر اور کبھی صحیح وسالم پھر آتا آج دوسرا معاملہ ہے اور مجھے یقین ہوتا ہے کہ آج اپنی مراد کو پہنچ جاؤنگا اور نخل امید سے ثمر تمنا حاصل کرونگا سب ملکر کوشش کرو کہ تمہارے ہاتھ سے ہم سرخرو ہوں اور اس دنیائے ناہنجار سے رستگاری پاویں اور انبیاء اور اولیاء اور شہیدوں کے ہمنشین ہوں۔ عقبہ نے یہ کہکر گھوڑے کو تازیانہ لگایا اور میدان میں نکلا اس کے دونوں بھائی عروہ اور عبید اللہ ہمراہ ہو لئے اور کہتے تھے اے خدا ہم نے اپنے آپ کو تیری رضامندی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کردیا ہے امید ہے کہ ہم مجاہدین اور غازیوں کے ثواب سے محروم نہ رہیں ان تینوں بھائیوں نے ملکر معاویہ کی فوج پر حملہ کیا اور اعلیٰ درجہ کی شجاعت اور دلیری کے آثار دکھا کر لشکر شام کے اسقدر نامور اور بہادر آدمی ہلاک کئے جسقدر اس روز علی کی فوج میں سے شہید ہوگئے تھے انجام کار خود بھی شہید ہوگئے انپر اللہ کی رحمت ہو۔ اس کے بعد امیر المومنین کے لشکر نے تمامی سپاہ پر حملہ کردیا اسقدر زور کی خونریز جنگ وقوع میں آئی اور بے انتہا گرد وغبار بلند ہوا الغرض لطف خدا سے فتح وظفر کی ہوا چلی اور معاویہ کے سواروں اور بہادروں کی آبرو خاک میں مل گئی اور ان کا ہاتھ جنگ سے رُک گیا۔ حجر بن عدی اور معقل بن قیس ریاحی نے اس گرد وغبار میں وہ کام کیا کہ شامی سپاہ حیران رہ گئی پھر تو شامی بھاگ نکلے اور پیٹھ دکھائی رات آپہنچی تھی اس لئے حضرت علی کی سپاہ واپس چلی آئی اور اسکے سردار اور امراء آلو واقف لیثی اور جویرہ بن سمی اور عبد الرحمٰن بن دریب اسلمی جیسے رونق والے رجز خوانی کرتے اور اشعار پڑھتے اور اپنی معرکہ آرائی پر فخر ومباہات کرتے ہوئے آتے تھے۔ یہانتک کہ اپنی صفوں میں آملے اور جناب امیر کی خدمت میں جنگ کی تمام کیفیت کہہ سنائی اور جو جو شخص مارے گئے اور زخمی ہوئے تھے ان کا حال بھی عرض کردیا آپ نے کشتوں کے حال پر بہت تاسف کیا اور زخمیوں کی تیمارداری کا حکم دیا آج رات بھر زخمی پڑے بھیجیں رہے یہانتک کہ اُن کی آہ وزاری کی آوازیں معاویہ کے لشکر تک جاتی تھیں اور اُسکے لشکر کے زخمیوں کے آہ ونالے امیر المومنین کے لشکر کے کانوں تک پہنچتے تھے معاویہ نے مجروحوں کی دردناک آوازیں سنکر عمرو عاص سے کہا اس جنگ سے ہمارے تمام چھوٹے بڑوں کو صدمہ پہنچا ہے اور جہانتک میں سوچتا ہوں اندیشہ ہے کہ شام کا ملک برباد ہو جائے اور عراق بھی ہمارے ہاتھ نہ آئے عبد اللہ بن عباس جو سادات کا سردار اور پیشوا اور مشہور شخص ہے علی بن ابی طالب کے ہمراہ ہے اور جو کچھ وہ مصلحت اور مناسب سمجھتا اور کہتا ہے حضرت علی اس کے خلاف نہیں کرتے اگر تو کسی حیلہ اور فریب سے اسکو توڑے اور وہ علی کو اس امر پر رضامند کردے کہ چند روز کے لئے جنگ ملتوی کردیجائے کہ ذرا دم لے لیں تو بہت اچھی بات ہو۔ عمرو عاص نے کہا تو عبد اللہ بن عباس کو بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ اس قماش کا آدمی نہیں جو فریب میں آجائے اور اگر بالفرض وہ دھوکہ کھا بھی گیا تو علی کو دھوکہ دینا ناممکن امر ہے۔ کیونکہ یہ سب عقل وفہم اور دانائی وبینائی اور ہوشیاری میں یکساں ہیں معاویہ نے کہا اس سے کوئی نقصان اور خرابی متصور نہیں تو ایک حیلہ چیز خط لکھ اور کچھ حالات درج کرکے روانہ کر دیکھیں وہ کیا جواب دیتا ہے پھر جس قسم کا جواب آئیگا ویسا ہی ہم لکھ بھیجینگے اور اس بات سے ہمارا مقصد صرف اسقدر ہے کہ کچھ دنوں تک جنگ بند رہے اور ہماری فوج والے آرام پائیں زخمیوں کا معالجہ ہو جائے اور جانوروں کا تکان جاتا رہے عمرو عاص نے کہا میں خوب جانتا ہوں کہ اس امر سے کچھ فائدہ حاصل نہوگا مگر تیرے بار بار کہنے سے حکم کی تعمیل بجا لاتا ہوں۔

امیر المومنین علی اور معاویہ اور عبد اللہ بن عباس اور عمرو عاص کی خط وکتابت

عمرو عاص نے عبد اللہ بن عباس کے نام پر خط لکھا تیری بزرگی اور سرداری اور شرافت کا حال تمام خاص وعام اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو معلوم ہے اور سب اس بات کے مقر ہیں کہ تمام عرب میں تیرے چچازاد بھائی علی بن ابی طالب کے بعد کوئی شخص تجھ سے زیادہ عالم فاضل اور کریم اور مہربان نہیں اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے عقبے کو چھوڑ کر معیشت ڈھونڈی ہو ہم ہی پہلے لوگ نہیں ہیں اور یہ امر واضح ہے کہ ان جنگ وجدال اور معرکہ آرائیوں میں ہماری تمہاری کیا نوبت

نوبت پہنچگئی ہے طرفین لشکروں کے اکثر سردار قتل ہوگئے ہیں ہماری یہ خواہش نہیں کہ اس جنگ کو جاری رکھیں بلکہ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہم میں اور تم میں یہ امر پیش نہ آتا ہوتا۔ اب بات انتہا درجہ کو پہنچگئی ہے اور چھری ہڈی تک اتر آئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی اسیطرح ایک ہفتہ اور جاری رہی تو طرفین میں سے ایک آدمی بھی باقی نہ رہیگا میں نے اس مضمون کے چند اشعار بھی تحریر کئے ہیں براہ مہربانی تم انکو پڑھو اور اُس کے مدعا پر کامل غور کرو۔ اشعار یہ ہیں طال البلاء فما یرجی له اسی + بعد الاله سوی رفق بن عباس + قولا له قول مسرور بحظوته + لاتنس حظك ان الخاسر الناس + یا ابن الذی زمزم سقی الحجیج له + اعظم بذلك من فخر علی الناس + تشر و اصحاب تشر والذین هم + دار العراق رجال اهل وسواس + قوم عراة من الحیرات کلهم + فما یساوی بهم حلق من الناس + فالوا یری الناس فی ترك العراق لکم + والله یعلم ما بالشام من الناس + فیه اللقاء وامر لیس ینکره + الا الجهول وما النوکی باکیاس + ان الشجاع شجاعا فی حلوقهم + مثل اللجام شجاة موضع الراس + فاصدع بامرکم امر القوم انهم + احساس طردات طیر باحساس +

جواب عبداللہ بن عباس بنام عمرو عاص

عمرو عاص یہ خط لکھکر معاویہ کے پاس لایا اس نے پڑھکر بہت پسند کیا اور کہا تیری نثر کی شیرینی اور نظم کی خوبی کو کوئی نہیں پہنچ سکتا روانہ کردینا چاہئے۔ عبداللہ بن عباس کے پاس یہ خط بھیجا تو بعد مطالعہ احوال مندرجہ سے واقف ہوکر امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا اور پڑھکر سنایا آپ نے تبسم فرمایا اور کہا اللہ ابن نابغہ کو قتل کرے بڑا ہی مکار آدمی ہے جسکا نام عمرو عاص ہے کس فریب سے چلا ہے اور کس بات کی خواہش کی ہے کہ تجھے دھوکہ دے اس کا جواب جسطرح تم پر مناسب اور موزوں معلوم ہو اور جو امور لائق مصلحت سمجھے جائیں لکھکر بھیجدو عبداللہ بن عباس نے یہ جواب لکھا میں جہانتک خیال کرتا ہوں تمام عرب میں تجھسا بے حیا شخص اور کوئی نہیں نہ تجھ جیسا مکار و دغا باز نظر آتا ہے۔ تو نے معاویہ کے پاس جاکر اپنا دین تھوڑی سی دنیا کی قیمت پر بیچڈالا اور ملک کی طمع سے خلق خدا کو تاریکی اور ظلمت اور فساد میں مبتلا کردیا ہے۔ پھر جو مطلب براری نہ دیکھی تو تو نے حیلہ جوئی اور مکر و فریب کو اختیار کیا۔ مجرم اور گنہگار اور ان لوگوں کیطرح جو دنیا کے نیک و بد سے واقف نہیں ہوتے دنیا کو بہت بڑی چیز سمجھ لیا بعد ازاں تو زہد اور پرہیزگاری کا اظہار کرتا اور لوگوں کو سناتا ہے کہ مجھے دنیا درکار نہیں میں نے اس سے قطع تعلق کرلیا ہے اور مدعا یہ ہے کہ لوگ تیری باتوں میں آکر تیری طرف متوجہ ہوجائیں اور تیرے فریب میں مبتلا ہوکر مغرور ہوجائیں اے عمرو ان حیلوں اور دھوکہ بازیوں کو ترک کر اگر تجھے خدا تعالےٰ کی رضامندی درکار ہے اور کچھ اسلام کی قدر جانتا ہے تو ملک مصر کی امارت کا خیال اور معاویہ کا ساتھ چھوڑکر رسول خدا صلعم کے اہل بیت کی اطاعت و متابعت کیطرف رجوع ہو تو نے شامیوں کی جو کیفیت درج کی ہے معلوم ہوئی عراق والوں سے امیر المومنین علی سے بیعت کی جو ان سے افضل ہے اور شام والوں نے معاویہ کی متابعت اختیار کی حالانکہ وہ معاویہ سے افضل تھے۔ اور اس جنگ میں۔ تو اور میں بھی برابر نہیں ہوسکتے کیونکہ اس جنگ سے میری غرض یہی ہے کہ رضاء الٰہی حاصل کروں اور تیرا مدعا یہ ہے کہ معاویہ کو خوش کرے اور ولایت مصر لے۔ الغرض جس امر نے تجھکو مجھ سے بہت دور جا پھینکا ہے۔ وہ ایسا صاف ظاہر ہے کہ جس امر سے تو معاویہ کا مقرب بنا چاہتا ہے اس کے متعلق تیری دوستی اور موافقت کو بھی معاویہ ایسی اچھی طرح نہیں جانتا۔ جیسے تو مجھے فریب نہیں دے سکتا اگر دے سکتا تو معاویہ کا مقرب بنجاتا اس کے بعد اپنے بھائی فضل بن عباس سے کہا کہ عمرو عاص کے ان اشعار کا جواب تصنیف کر اس نے اپنی بھائی عبداللہ کی زبانی بجواب عمرو عاص یہ اشعار لکھے ؏ یا عمرو حسبك من خدع ووسواس + فاذهب فما لك فی ترك الهدی اس + الا بوادر وصل فی نحورکم + تشجی الصدور بها فی النقع اقداس + هذا الله والذی یشفی جماجمکم + حتی تطیعوا علیا وابن عباس + اما علیا فان الله فضله + فضلا شرفا عالی علی الناس + ان تعقلوا الحیل نعقلها مخیسة + او تبعثوها فانها غیر انکاس + قد کان منا ومنکم فی عجاجتها + من لا یفر ولیس اللیث کالخناس + قتل العراق الشام معضلة + هذا بهذا وما بالحق من باس + لا بارك الله فی مصر لقد جلبت + شرا وحظك منها حشوة الخناس + یا عمرو انك عار من مکارمها + والراقصات لابواب الخناکاس + ان عادت الحرب عدنا فالتمس هربا + فی الارض او سلما فی الافق یا قاس

جب فضل بن عباس نے اپنے بھائی کے کہنے سے یہ قطعہ تیار کرلیا تو حضرت علی علیہ السلام کے پاس لیگئے آپ نے بہت پسند کیا اور فرمایا بہت ہی اچھا لکھا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ وہ کچھ سمجھ گیا

نامہ معاویہ بن ابی سفیان بنام عبداللہ بن عباس

تو کچھ جواب نہ لکھ سکیگا عبداللہ بن عباس نے یہ قطعہ جواب کے ہمراہ عمرو عاص کے پاس بھیجدیا وہ تمام مطالب شعر و نظم سے مطلع ہوکر معاویہ کے پاس گیا اور پڑھکر سنایا اور کہا میں ایسی باتوں کو سننا چاہتا تھا ہم بار بار ایسے آپ کو عبدالمطلب کے بیٹوں کے مقابلہ پر پاتے ہیں میں نے ہر چند اصرار کیا کہ عبداللہ بن عباس کے پاس خط بھیجنے سے فائدہ ہے وہ دھوکہ میں نہیں آسکتا تو نے نہ مانا اور مجھے مجبور کیا میں نے تیرے حکم کی تعمیل کی نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی سخت باتیں سننی پڑیں معاویہ نے کہا تو سچ کہتا ہے میں نے ہی اس امر میں اصرار کیا تھا کہ عبداللہ کے پاس خط بھیجا جائے اور خط و کتابت میں سعی کیجائے اس سے میرا مطلب صرف یہی تھا کہ آج لشکر کے بیشمار آدمی ہلاک ہوگئے ہیں اور میری طبیعت سخت پریشان ہے شاید اس خط و کتابت سے کچھ دنوں کے لئے جنگ ملتوی ہوجائے ورنہ تیرے خط لکھنے اور عبداللہ کے جواب لانے سے کوئی اور غرض نہ تھی اس میں شک نہیں کہ علی کل ضرور جنگ کے لئے نکلیگا اور اگر ایسا ہوا تو ہمارا کام تمام ہے میں چاہتا ہوں کہ خود عبداللہ بن عباس کو کچھ لکھوں اور ممکن ہو تو اسے خط و کتابت میں مشغول کرلوں شاید وہ کل لڑائی کے لئے نہ نکلیں اگر اس میں کامیابی ہوئی تو بہتر ہے ورنہ علی کے نام خط بھیجوں گا اور اسی کو خط و کتابت میں لگاؤں گا ممکن ہے کہ مطلب برآری ہوجائے اور اگر اس نے خط نہ پڑھا اور جواب نہ لکھا تو پھر جنگ ہی سے سروکار رکھونگا اور کبھی خط و کتابت نہ کرونگا دن رات جنگ پر مستعد رہونگا خواہ فتح میسر ہو خواہ شکست ذرا پروا نہ کرونگا یہانتک کہ یہ معرکہ طے ہوجائے اور یہ فتنہ مٹ کر معاملہ یکسو ہوجائے میری تو یہی رائے ہے اگر تیرے خیال میں اس سے بہتر کوئی اور بات ہو تو بیان کر عمرو عاص نے کہا تو اور عبداللہ بن عباس کسیطرح بھی برابر نہیں ہوسکتے نہ تو برابر آسکتا ہے کیونکہ وہ اور خیال میں ہے اور تو اور فکر میں وہ محض فنا ہونے اور درجہ شہادت پانے کے واسطے لڑتا ہے اور تو زندہ رہنے اور حکومت پر جلوہ گر ہونے کی امید سے جنگ کررہا ہے دوسرا امر یہ ہے کہ حضرت علی نے فتح پائی اور شام پر تصرف ہوگیا تو اہل شام کو امن اور فراغ حاصل ہوجائے گی اور وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ علی امیر ظلم نہ کریگے بلکہ فتحیاب ہوکر عدل و انصاف اور مساوات کے آئین جاری کرینگے منصفانہ برتاؤ سے پیش آئیں گے اور عراق والے تیری طرف سے مطمئن نہیں انکا خیال ہے کہ تو فتحیاب ہوا تو برائے بدلے لیگا اور اُن کے قول و فعل کے جواب طلب کریگا اور بڑھ بڑھ کے بدلے لیگا مجھے نظر آتا ہے کہ تو جو علی کو دبانا چاہتا ہے اسمیں ذرا کامیاب ہوگا کیونکہ علی کی روشن ضمیری اور تیری عقل و فہم اور کثرت علم و شجاعت کا حال عیاں ہے تو جس معاملہ کو آج سوچتا ہے علی اسکو بہت عرصہ پیشتر ہی سمجھا ہوا ہوگا تیرا وہم و خیال بھی اسکی سمجھ کے گرد تک نہ پہنچیگا اگر تیری ہمت و دوا سیہ بھی تاخت کریگی تو علی کے خیال کے غبار تک بھی نہ جائے گی معاویہ نے کہا یہ کیا بات ہے کیا میں اور وہ دونوں بنی عبد مناف میں سے نہیں ہیں عمرو عاص نے قہقہہ لگاکر کہا ہاں تم دونوں کا یہی نسب ہے لیکن پھر بھی بہت بڑا فرق ہے علی کو اس اعلےٰ نسب کے علاوہ خاندان نبوت کی قرابت کا شرف حاصل ہے اور اس کمال کے سوا محمد مصطفےٰ کی قربت کا جلال میسر ہے اور جناب رسول خدا کی خدمت میں جو جو مدارج اور مقامات عالی پائے ہیں وہ خود شمار سے باہر ہیں اور ماسوا علی اور بھی بیحد و شمار خصائل حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے مملو اور مزین ہے جن سے تو بالکل بے بہرہ اور خالی ہے تو صرف اس کہنے سے کہ ہم دونوں بنی عبد مناف میں سے ہیں علی کی ہمسری نہیں کرسکتا اور تو خود بھی اس امر کو سمجھتا اور تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہے پھر کیوں دیدہ و دانستہ انجان بنتا ہے اور مجھ سے ایچ پیچ کی لیتا ہے ہاں اگر تیرا یہی خیال ہے اور چاہتا ہے کہ عبداللہ بن عباس کو کچھ لکھے تو تجھے اختیار ہے لکھ میں عمرو عاص صاف صاف کہتا ہوں کہ میری سمجھ اور دلیری کے ٹکر کا کوئی دوسرا شخص پیدا نہیں ہوا صرف تیرے کہنے سے میں نے کچھ لکھا اور اس کی برابری کی پھر تو نے دیکھ بھی لیا کہ کیا جواب پایا اب تو بھی لکھ دیکھ حقیقت حال معلوم ہوجائے گی اور رہا سہا شک مٹ جائے گا اس کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن عباس کے نام اس مضمون کا خط لکھا میں جہانتک خیال کرتا ہوں اے بنی ہاشم امیرالمومنین عثمان اور اُن کے عزیزوں قریبوں رشتہ داروں اور متعلقین کے مددگاروں کے حق میں تم سے زیادہ عرصہ کسی اور قوم نے بسر نہیں کیا اور امیرالمومنین عثمان اور اس کے عزیزوں کے اعمال کی توہین میں بھی تم ہی نے تمام عرب سے زیادہ جلد بازی کی ہے اور اُن کے معاملات کی ابتری اور خرابی کی غرض سے فتنہ و فساد برپا کرنے میں تمہاری سعی و کوشش سب پر سبقت لے گئی اُن کے حقوق کی یہ نظراندازی جو تمہاری طرف سے ظہور میں آئی اور آرہی ہے اگر بنی امیہ کے غلبہ کے خیال سے ہے تو پیشتر بھی اسکو غلبہ حاصل تھا۔ اور تو دیکھتا ہے کہ

اسوقت معاملہ کس درجہ تک پہنچگیا ہے اس جنگ میں باہمی طرفین سے ہزارہا نامور آدمی مارے جاچکے ہیں اور ابھی تک فیصلہ کی کوئی صورت نمودار نہیں ہوئی جس امر
کی تم طمع کئے ہوئے ہو اُسی کے ہم امیدوار بیٹھے ہیں اور اگر تم شجاعت کا ارادہ کرتے ہو تو اسی قدر شجاعت ہمارے دلوں میں بھی موجود ہے اور اس معاملہ میں
خوف اور اُمید کا طریقہ اور مرنے زندہ رہنے کی آس دونوں کے لئے یکساں ہے اور نامور شخصوں اور بہادر لوگوں کے مارے جانے کے واقعات عام ہیں میں چاہتا
ہوں کہ جنگ کو طول نہ دیا جائے کیونکہ اگر ہم جنگ کو جاری رکھینگے تو کوئی نئی بات ظاہر ہوگی وہی دوستوں کی علیحدگی عزیزوں کی دوری نصیب ہوگی اس باہوش
امر کو ہم کب تک گوارا کئے جائیں اور کب تک ہمارے پیارے اور رشتہ دار مرکز ہستی کی خاک میں ملتے رہیں۔ خدا سے ڈرو اور اس جنگ و جدل کو ترک کرو ایسے عزیزوں قریبوں
اور قریشیوں کی خونریزی سے باز آؤ کیونکہ اکثر قریشی جوان ہلاک ہوچکے ہیں جہاں تک میں نظر ڈالتا ہوں قریش کے مشہور لوگوں میں سے چھ آدمیوں سے زیادہ باقی
نہیں رہے۔ شام میں میں اور عمرو عاص۔ عراق میں تو اور علی ابوطالب اور حجاز میں سعد وقاص اور عبداللہ بن عمر ہیں ان چار شخصوں میں سے دو تمہارے مخالف
ہیں اور دو موافق یعنے سعد وقاص اور عبداللہ بن عمر موافق ہیں اور عمرو عاص مخالف اگر تم میری التماس کو قبول کرو اور میری طرفداری کو ملحوظ خاطر رکھو تو یہ دشمنی
مٹ جائے گی اور محبت و الفت قایم ہوجائے گی ان چھ شخصوں میں علی کے بعد سب سے افضل و برتر اور سردار قوم تو ہے اگر عثمان کے حادثہ کے بعد لوگ تجھ سے بیعت کرتے
تو مجھ کو علی کی بیعت کی نسبت گوارا ہوتی میرے خیال میں یہی چند باتیں تھیں جو لکھی گئیں اور اُن سے تجھے اطلاع دی گئی جو کچھ تیری صلاح اور رائے ہوگی بہتر ہوگی والسلام
عبداللہ بن عباس کے پاس معاویہ کا یہ خط پہنچا تو پڑھکر ہنسا اور کہا معاویہ مجھے کب تک بیوقوف سمجھتا رہے گا اور میں کب تک خاموش رہ کر حق امر کو ظاہر نہ کروں گا کہا

جواب عبداللہ بن عباس بنام معاویہ

دوات قلم لاؤ کہ جو جواب دینا واجب آیا ہے لکھ بھیجوں اور جو امور میرے دل میں پوشیدہ ہیں صاف صاف بیان کردوں۔ کہ وہ بھی جان جائے کہ ہم خوب واقف ہیں اسکے
بعد معاویہ کے خط کا جواب اس مضمون کا لکھا۔ تیرا خط پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوا تیرا یہ کہنا کہ ہمنے عثمان کے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ مدد کی اور اُن کے
حقوق کی نظر اندازی اور فساد میں دوسرے شخصوں پر سبقت لے گئے ایسا ہے گویا تو ایسے حالات بھول گیا ہے اور اُس بات کو یاد نہیں رکھتا کہ ایسے مصیبت کے وقت
حضرت عثمان نے تجھ سے مدد طلب کی تھی تو نے اُسے مدد نہ دی حالانکہ تو اسکی امداد کرسکتا تھا اور مارے جانے سے بچا سکتا تھا تو نے محض اپنی غرض اور مطلب
کے لئے اسکی مدد نہ کی اور آج تو نے ان باتوں کو فراموش کرکے ہم پر اس کی توہین اور ایذا رسانی کی تہمت لگائی ہے مگر تیم اور عدی کا تذکرہ جس سے ہمیں
معترض ہوتا ہے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہے اور تمام عالم واقف ہے کہ ابوبکر اور عمر عثمان سے بہتر تھے جسطرح عثمان تجھ سے بہتر تھا اور تیرا یہ کہنا کہ قریشی نامور
شخصوں میں سے صرف چھ باقی رہ گئے ہیں غلط ہے قریش کے بہت سے نامور موجود ہیں اور تو جو دیکھتا ہے کہ قریش کے مشہور و معروف اشخاص میں سے کتنے ہی سوار
جرار تجھ سے اور تیرے لشکر سے برسر جنگ کررہے ہیں رہے وہ لوگ جو نہ ہمارے ساتھ ہیں نہ تیرے ہمراہ بلکہ اپنے گھروں کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور طرفین میں سے
کسی سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے احاطہ شمار سے باہر ہیں ہاں تو نے جو گریہ و زاری اور عاجزی سے درخواست کی تھی کہ جنگ موقوف کردی جائے اور جو ان ریزی سے ہاتھ اٹھایا جائے
تو اس آتشی دھوئیں کیطرف دیکھتا رہ کہ عنقریب اسکا شعلہ دیکھے گا اور یہ لڑائیاں اور مقابلے جو تو نے اب تک دیکھے ہیں بعد ظہور کے آنیوالے معرکوں کے سامنے ہیچ
نظر آئیں گے اور گذشتہ واقعات آنیوالے کے نزدیک بالکل بے حقیقت ہونگے بلکہ آیندہ کے ہنگاموں اور کارزار کو گذشتہ پر کامل ترجیح ہوگی۔ تیرا یہ لکھنا کہ عثمان کے
بعد لوگ تیری بیعت کرتے تو میں بہت جلدی بیعت اختیار کرلیتا اور تمہاری سرداری سے پیش آتا جبکہ تمام مہاجر و انصار اور عوام الناس نے یکدل و یک زبان ہوکر حضرت
علی کی بیعت اختیار کرلی اور یہی رسول خدا کا وصی پیغمبر کا بھائی وارث علم نبی اور مجھ سے بہتر اور امر خلافت کے لئے لائق تر ہے تو نے کس لئے ان کی بیعت نہ کی اور کیوں
مخالفت اور جنگ اختیار کی اور خود دعوئے خلافت کیا حالانکہ تجھے خود یقین ہے کہ تو خلافت کا سزاوار نہیں وہی شخص خلافت کی قابلیت رکھتا ہے جو لائق ترین
نامور اور موصوف ہو تجھے اور تیرے جیسے لوگوں کو خلافت سے کوئی سروکار اور نسبت نہیں کیونکہ تو طلیق اور طلیقہ کا بیٹا اور بد معاشوں کا سرگروہ ہے لوگ تجھے
جگر کھانے والی کا بیٹا کہتے ہیں۔ پس جو شخص ایسے عیبوں والا ہو وہ کب خلافت کا مستحق ہوسکتا ہے والسلام جو نہی عبداللہ بن عباس کا یہ خط معاویہ کے پاس پہنچا

خط معاویہ بنام امیر المومنین علی علیہ السلام

پڑھکر اپنے آپ کو بہت لعنت ملامت کی کہ یہ بلا میں نے اپنے اوپر خود نازل کی ہے خدا کی قسم پھر کبھی عبداللہ بن عباس سے خط و کتابت نہ کروں گا اس کے بعد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔ واضح ہو کہ جنگ بہت طول پکڑ گئی ہے اور بیشمار آدمی قتل ہو گئے ہیں طرفین کے لشکروں کے نامور بہادر اور نیکوکار صحابی کام آ چکے ہیں میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اس قرار داد پر شام کا علاقہ طلب کیا تھا کہ مجھ سے بیعت نہ لیجائے اور اپنی صحبت کی رضامندی اور قبولیت سے مجھے باز رکھیں آج بھی میں یہی کہتا ہوں کہ اگر مہربانی فرما کر اسی قرار داد پر شام کا ملک میرے قبضہ میں چھوڑ دیا جائے تو یہ جنگ و جدل موقوف ہو جائے اور یہ معرکہ آرائیاں دنیا سے نیست و نابود ہو جائیں عزیزوں کی خونریزیاں پھر ظہور میں نہ آئیں آپکی نہایت ہی شفقت ہوگی کیونکہ شدت و سختی انتہا کے درجہ کو پہنچ چکی ہے نیک لوگ قتل ہو چکے ہیں اور شریر باقی رہ گئے ہیں۔ اور اگر یہ فساد اسی طرح جاری رہا سب ہلاک ہو جائینگے اور جو لوگ بچ رہے ہیں وہ بھی زندہ نہ رہیں گے مناسب ہے کہ طرفین میں اسقدر مخالفت اور دشمنی باقی نہ رہے اور میری اس التماس کی قبولیت میں آپ کچھ مضائقہ نہ کرینگے۔ ہم سب ایک ہی شجرہ سے ہیں۔ ہم سب عبد مناف کی اولاد میں ہیں ہم میں کسیکو ایک دوسرے پر کچھ ترجیح نہیں والسلام

جواب امیر المومنین علیہ السلام بنام معاویہ

امیر المومنین علی نے جواب میں لکھا واضح ہو کہ تیرا خط آیا حال معلوم ہوا تو نے لکھا ہے کہ لڑائی کو بہت طول ہو گیا اور نیک آدمی مارے گئے اور شریر رہ گئے ہیں اور دونوں لشکروں کے بہادر کام آ چکے ہیں اگر فی الحقیقت یہی بات ہے جو تجھے نظر آ رہی ہے تو یہ لڑائی اور بھی زیادہ طول پکڑیگی اور یہاں تک نوبت پہنچیگی کہ بیشتر پہنچی تھی تمام کوششیں اور سختیاں رائیگاں ہو جائینگی اب تک جو کچھ تو نے دیکھا ہے دریا میں سے قطرہ اور دوزخ کا ایک شعلہ ملاحظہ کیا ہے تیری التماس اور درخواست کہ مجھ سے مری بیعت اور اطاعت بغیر علاقہ شام مانگتا ہے بالکل ناممکن ہے تو نے پہلے بھی یہی درخواست کی تھی جو منظور نہ ہوئی اب تو نے کونسا حق ثابت کیا ہے جس کے لئے دوبارہ اسکا خواستگار بنا ہے ہاں تیرا یہ لکھنا کہ ہم دونوں عبد مناف کی اولاد میں سچ ہے مگر امیہ ہرگز ہاشم کا ہمسر نہیں ہو سکتا اور حرب عبد المطلب سے برابری نہیں کر سکتا اور ابوسفیان ابو طالب کی غبار راہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ساتھ چھوڑ دینے والا مہاجر جیسا ہو سکتا ہے نہ باطل حق کا ہمپلہ اگرچہ تو عبد مناف کی اولاد ہے مگر ہمکو نبوت کا شرف حاصل ہے جس کے وسیلے سے ذلیل آدمی بھی معزز بنجاتا ہے اگر میں اپنے فضائل اور مناقب میں سے کچھ تحریر کروں اور اپنے محاسن اور مآثر میں سے کسیقدر بیان کروں تو سب دوست اور دشمن گواہی دیں گے میں اسیقدر لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں والسلام۔

معاویہ امیر المومنین علی کا یہ خط پڑھکر نہایت ہی شرمندہ ہوا کہتا تھا کاش میں علی کو خط نہ لکھتا افسوس میں نے پھر اپنے آپ کو اسکی ملامت کے حوالہ کر دیا عمرو عاص نے امیر المومنین علی کے خط کے مضمون سے واقف ہو کر بہت ملامت کی کہ میں نے تجھے بارہا روکا کہ علی سے خط و کتابت نہ کر اور ہر وقت اسکی ملامت نہ سن تو نے میرے کہنے کو نہ مانا اور دوبارہ خط و کتابت شروع کی انجام کار جیسا جواب پایا وہ پایا معاویہ نے عمرو عاص کی باتوں سے غضبناک ہو کر کہا تو ہمیشہ علی کی تعریف کرتا رہتا اور اسکی تعظیم اور تکریم کرتا ہے اور اسے بہم فضیلت دیتا ہے کیا وہ وہی شخص نہیں جس نے کل تجھے نیزہ مار کر گھوڑے سے نیچے گرا دیا تھا۔ اور تو نے اس لومڑی کیطرح جو خونخوار شیر کے پیچھے سے بچنے کے لئے بھاگتی ہے ننگ و عار سے منہ موڑ کر اپنی کون برہنہ کر دی اور بے ستر ہونے کے ذریعہ سے رہائی پائی عمرو عاص نے ہنسکر کہا جس شخص میں اسقدر قوت و قدرت ہو کہ علی ابو طالب کے مقابلہ پر میدان جنگ میں نکلے اور پھر اپنے آپ کو اسکے طعن و ضرب سے بچائے رکھے خواہ کسی طرح سے ہو داخل فضیلت نہیں اور جسمیں ذراسی بھی عقل ہے وہ اسے عیب اور رسوائی نہ سمجھیگا بلکہ علی سے جنگ کرنا اور اس شیر بیشہ کے چنگل سے بچ نکلنا بہت بڑا فخر اور شرف ہے اگر تو شجاعت اور قوت میں کچھ بڑھا ہوا ہے تو ابھی اپنے آپ کو بھی آزما دیکھ میدان میں قدم نکال ہم بھی دیکھیں تو اس کے پیچھے سے کسطرح رہائی پاتا ہے۔ غرض جب خط و کتابت سے کچھ فائدہ نہ نکلا اور کوئی مطلب برآری نہ ہوئی دوسرے دن معرکہ آرائی کے لئے مستعد ہوئے امیر المومنین علی نے طلوع صبح کے بعد اندھیرے منہ نماز صبح ادا کی اس کے بعد ترتیب لشکر کیطرف متوجہ ہوئے۔ فوج کے امیر اور سردار اپنے اپنے علم سنبھالے سامنے آئے شامی فوج نے بھی اسیطرح پرا جمایا اس ایک عراقی جوان اپنی صف سے نکلکر دونو صفوں کے بیچ میں آکر کھڑا ہو وہ دراز دم کمیت گھوڑے پر سوار تھا سر سے پاؤں تک اسلحہ میں غرق آنکھ کے سوا اور کوئی عضو نظر نہ آتا تھا نیزہ ہاتھ میں لئے امیر المومنین علی کی صفوف لشکر کے سامنے سے گذرتا اور نیزہ کی انی سواروں کے خودوں پر رکھکر کہتا تھا سب ایک دوسرے کے

پہلو بہ پہلو کھڑے ہوا اور اپنی صفوں کو سیدھا کر کوئی شخص اُسے نہ پہچانتا تھا جب صفیں سیدھی ہو گئیں تو ان کی طرف مخاطب ہو کر اور شامی فوج کیطرف پیٹھ کر کے کہا اے خدا کے بندو شکر کرو کہ اس نے تمہارا سر لشکر اور امام اپنے پیغمبر کے چچا زاد بھائی کو بنایا ہے وہ ایسا شخص ہے جو تمام کاموں میں کامل ہے پیغمبر خدا کا وصی اور خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے بہتر ہے وہ سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور ہجرت میں بھی اول مرتبہ حاصل کیا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی شمشیروں میں سے ایک شمشیر ہے جسنے اپنے دشمنوں کے سر پر بلند کیا ہے لازم ہے کہ جو وقت جنگ کی بھٹی بھڑک اٹھے اور غبار بلند ہو نیزے ٹوٹ جائیں اور تلواریں کند پڑ جائیں تو بہادر اور دلیر شمشیر زن یکبارگی حملہ کریں اسوقت زبان سے کچھ نہ بولیں بلکہ قصد مصمم اور عزم الٰہی کو دل میں جگہ دیکر یہ یقین رکھیں کہ بغیر موت کے کوئی نہیں مر سکتا یہ کہکر پشت موڑی اور اپنا نیزہ سیدھا کر کے شامی لشکر پر جا پڑا ادھر سے ادھر حملے پر حملہ کرتا اور بہادروں کو مار مار کر گراتا رہا یہاں تک کہ اس کا نیزہ ٹوٹ گیا۔ اسوقت پلٹا اور اپنی صف کے پاس پہنچ سر سے خود اٹھالیا معلوم ہوا کہ اشتر نخعی ہے اسکے بعد ایک شامی جوان اپنی صفوں سے نکلکر دونوں لشکر کے درمیان آکر کھڑا ہوا اور بآواز بلند کہا کہ اے ابوالحسن مجھے کچھ کہنا ہے مہربانی فرما کر ذرا آگے آئیے۔ امیرالمومنین اپنی صف سے نکلکر اُس شخص کے پاس گئے اور اسقدر قریب جا پہنچے کہ گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے آگے نکل گئیں اس شامی نے کہا اسلام میں آپ کو جو سبقت اور فضیلت اور رسول خدا کے ساتھ جو بھائی چارہ اور قرابت حاصل ہے وہ تمام اور تمام عالم کو معلوم ہے کوئی شخص آپ سے ہمسری نہیں کر سکتا اور نہ کوئی شخص آپکی بزرگی اور علم اور فضل اور شجاعت و مروت اور مہربانی کے کمالات کی برابری کر سکتا ہے میں آپکے ہوا خواہ دوستوں اور خیر خواہ یاروں میں سے ہوں اس معاملہ میں کچھ سوچا ہے اگر اجازت ہو تو عرض کروں اور اسکے سوا میری کوئی اور غرض نہیں کہ یہ جنگ موقوف ہو جائے اور مسلمانوں کی خونریزی آئندہ نہ ہو فرمایا جو کچھ کہنا ہے کہو شامی نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ بخیر و خوبی عراق کیطرف مراجعت فرما جائیں اور ہم شام کیطرف پلٹ جائیں اور یہ لڑائی اسوقت تک کے لئے بند ہو جائے کہ آپ اپنی رائے مبارک کسی ایک امر کی نسبت پختہ کر کے حکم فرمائیں پھر اس پر غور کروں گا اب تو یہی ہے یہ جنگ اسی طور پر بند کر دی جائے کہ ہم سب آرام پائیں امیرالمومنین علی نے کہا میں جانتا ہوں کہ تو یہ باتیں از راہ خیر خواہی و محبت کہتا ہے اور طرفین کی بھلائی مد نظر ہے مگر میں نے بہت سی راتوں اور دنوں تک اس معاملہ میں غور و فکر کیا ہے اور اس امر اہم کا ایک ایک بعد اور پیش و پس سوچا ہے اور اس جنگ کی نیچ اور جانچ پر نظر ڈالی ہے مگر جنگ کرنا ہی بہتر معلوم ہوا اور اس امر پر رائے مستحکم ہو گئی کیونکہ اگر اس جماعت کو اپنی اطاعت میں نہ لاؤں اور انہیں راہ راست پر نہ چلاؤں اور اسطرح خود سر اور بیکار چھوڑ دوں اور ان کے ظلم و گمراہی اور بدراہی پر رضامند ہو جاؤں تو میں حق تعالیٰ کی جناب میں گنہگار ہونگا اور خدا اور رسول کے احکام کو میں نے بھلا اور پس پشت ڈالدیا ہوگا اے شامی جوان آگاہ ہو کہ اللہ تعالےٰ اپنے اولیا کی اس کام کو پسند نہیں کرتا کہ وہ گنہگاروں کو چھوڑ دیں اور دنیا میں چین سے رہتے سہتے رہیں آج اس جماعت سے جنگ کرنا اور انہیں راہ راست کی طرف ملانا اس سے بہتر ہے کہ فردائے قیامت کو آتش دوزخ میں مبتلا ہوں والسلام۔ شامی نے امیرالمومنین کی یہ باتیں سنکر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن عجب بے نتیجہ کام اور بڑا ناخوش زمانہ ہمارے حال کا ہوا ہے جبتک ہم میں سے ایک آدمی بھی زندہ ہے یہ جنگ ختم نہ ہوگی الغرض دونوں لشکر ایک دوسرے کیطرف بڑھے اور جنگ شروع ہو گئی نیزہ اور شمشیر کا ستارہ چمکا اور آہنی گرز بلند ہوئے اس لوہے پر لوہے برسنے کے سوا اور کسی کی آواز نہ سنائی دیتی تھی اسی ہنگامہ کارزار میں عمار یاسر نے جانب آسمان سر اٹھا کر کہا اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اِنِّیْ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّ رِضَاکَ فِیْ اَنَّ الْفُرَاتِ نَفْسِیْ فِیْ ھٰذَا اَقْذِفُ فَاَغْرِقُھَا لَفَعَلْتُ یعنے اے خدا اگر میں جانتا کہ تیری خوشنودی اس امر میں ہے کہ میں دریائے فرات میں اپنے آپ کو غرق کر دوں تو ایسا ہی کرتا۔ پھر کہا اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اِنِّیْ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّ رِضَاکَ فِیْ اَنْ اَضَعَ سَیْفِیْ فِیْ بَطْنِیْ ثُمَّ اَنْحَنِیْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ ظَھْرِیْ لَفَعَلْتُ اگر میں جانتا کہ اے خدا تیری خوشی اس امر میں ہے کہ میں تلوار کی دھار پیٹ پر رکھکر اسقدر زور کروں کہ تلوار کمر سے نکل جائے تو میں ایسا ہی کرتا پھر تیسری مرتبہ کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ عَمَلًا ھُوَ اَرْضٰی لَکَ مِنْ جِھَادِ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ یعنے اے خدا میں تیری رضامندی حاصل کرنے کے واسطے کسی کام کو ایسا اچھا نہیں سمجھتا جیسا اس گروہ سے جنگ کرنے کو جانتا ہوں۔ پھر دعا اور مناجات سے فارغ ہو کر لوگوں

قصہ شہادت حضرت بزرگوار علمدار عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

کیطرف مخاطب ہوا اور کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ میں نے جناب مصطفےٰ کی خدمت میں رہکر اس جھنڈے کے نیچے جو معاویہ کے پاس دیکھتے ہو تین مرتبہ جنگ کی ہے اور یہ جنگ جو اس جھنڈے کے مقابلہ پر ہم اب کر رہے ہیں چوتھی جنگ ہے یاد رکھو کہ میں آج مارا جاؤنگا اور جسوقت میں مارا جاؤں تم میرے دوست میرے بدن پر سے میرے ہتھیار اوتار لینا اور مجھے کفن میں لپیٹ کر دفنا دینا اور مجھے میرے خدا کے حوالہ کر دینا کیونکہ حضرت علی جو ہمارے امام اور پیشوا ہیں قیامت کے دن خطاب کئے جائینگے اور آپ نیک لوگوں کا بدلہ چاہیں گے آپ کا ہر سردار اور ہر شیعہ بخشا جائیگا اسکے بعد کہا اے دوستو تم میں سے جس کسیکو جنت کے پانیکی آرزو ہو میرا ساتھ دے اور ہم نیزوں کے سایہ میں بہشت حاصل کریں مجھے یقین کامل ہے کہ ہم ضرور اسے حاصل کر لیں گے آج وہ دن ہے کہ ہمیں حضرت مصطفےٰ اور دوستوں کا دیدار مبارک نصیب ہوگا یہ کہکر مرکب کو تازیانہ کیا اور میدان میں نکلکر رجز پڑھتے ہوئے شامی سپاہ پر حملہ کر دیا پے در پے حملہ کرتا اور کہتا تھا اے شامیوں اگر تم ہمیں پسپا کرتے ہوئے ہجر کے باغ تک بھی لے جاؤگے تب بھی ہم تمہیں باطل پر اور اپنے آپ کو حق پر ہی سمجھیں گے القصہ چونکہ عمار یاسر زندگی سے دل برداشتہ ہو کر بے تحاشہ حملہ پر حملہ کرتا تھا اور دشمنوں نے اُسے ہر طرف سے بیچ میں لے لیا تھا جوی اسکونی کے بیٹے نے ڈھڑی پر نیزہ مارا اور عمار اس زخم سے سخت تکلیف زدہ ہو کر اپنی صف میں پلٹ آیا اور پانی طلب کیا اسکا ایک غلام راشد نام موجود تھا پانی کے عوض دودھ کا کٹورا بھر لایا اور کہا اے خواجہ پانی کے عوض یہ دودھ پی لو غالباً یہ بہتر ہوگا عمار یاسر نے وہ دودھ کا پیالہ دیکھکر تکبیر کہی اور کہا اے رسول خدا آپ نے سچ فرمایا تھا لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے اور آپ نے کیا فرمایا تھا کہا ایک دن میں جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا اے عمار دنیا کی آخری چیزوں میں سے جو تیرے حصے روزی ہوگی وہ دودھ کا پیالہ ہوگا اسکے بعد دودھ لے کر پی لیا دودھ فوارہ زخم سے نکل آیا اور عمار نے کلمہ شہادت پڑھکر جان خدا کے سپرد کر دی رحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہٗ علی روحہ ط

امیر المومنین عمار یاسر کی خبر وفات سنکر تشریف لائے اور اسے مردہ پا کر گھوڑے سے اُترے اور اپنے زانوں پر اسکا سر رکھکر یہ درد ناک اشعار پڑھے الا ایھا الموت الذی لیس تارکی + ارحنی فقد افنیت کل خلیل + اراک مصرا بالذین احبہم + کانک تنحوھم بدلیل + پھر فرمایا جو شخص عمار یاسر کی وفات سے غمگین نہ ہوگا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اللہ تعالےٰ عمار پر رحمت نازل کرے جبکہ وہ قبر سے اٹھایا جاوے اور خدائے کریم اسے بخشے جبکہ اس سے اعمال نیک و بد کا حساب لیا جاوے جب کبھی میں نے جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں تین شخص حاضر پائے ہونگے تو انمیں چوتھا شخص عمار ہوتا تھا اور اگر چار شخصوں کو موجود پایا تو انمیں پانچواں ہوتا تھا عمار کے واسطے ایک ہی مرتبہ نہیں بلکہ دو اور تین مرتبہ جنت واجب ہو گئی ہے اللہ تعالےٰ اسے جنت عدن میں جگہ عطا فرمائے افسوس ظالموں نے اُسے ہلاک کر دیا جبکہ وہ حق پر تھا جناب رسول خدا نے بھی فرمایا ہے الحق مع عمارٍ حیث ما دار + عمار کا قاتل اور اسکے اسلحہ لیجانے والا دوزخی ہے اس ارشاد کے بعد آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور اسی لباس سمیت جو وہ پہنے ہوئے تھا دفن کر دیا کہتے ہیں کہ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا عمار یاسر کو ہماری فوج نے قتل کر دیا اس نے کہا پھر کیا نقصان ہوا بڑا مارا جائے۔ عمرو نے کہا کیا تو نے جناب رسول خدا صلعم کی یہ حدیث نہیں سنی تقتلک الفئۃ الباغیۃ یعنے تجھے باغی لوگ قتل کریں گے معاویہ نے کہا انما قتلہ من اخرجہ یعنے اُسے تو اس شخص نے قتل کیا ہے جو اُسے لڑنے کے واسطے لیکر آیا ہے مطلب یہ ہے کہ علی ابن ابی طالب ہی جو اُسے جنگ کرنے کے لئے لیکر آئے تھے اسکے قاتل ہیں اور اُسنے یہ بات اس لئے کہی کہ شامی فوج امیر المومنین علی سے جنگ کرنے میں کچھ پس و پیش نہ کرے عبد اللہ بن عمرو عاص اسوقت موجود تھا بولا اس بات سے تو یہ لازم آتا ہے کہ جناب حمزہ سید الشہدا کو رسول خدا نے ہلاک کیا ہے کیونکہ آپ انہیں لڑنے کے واسطے لیکر آئے تھے اور وحشی قاتل گناہ سے پاک ہے معاویہ نے عمرو عاص کیطرف مخاطب ہو کر کہا اس بے وقوف لڑکے کو جو بے سوچے سمجھے بیہودہ بکواس کرتا ہے میرے سامنے سے دور کرو یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور اُدھر لڑائی بڑی شدت سے جاری تھی اشتر نخعی قیس بن سعد بن عبادہ اور قوم انصار کے اکثر آدمی عمار کے قتل ہو جانے سے بہت ہی غمگین اور غضبناک ہو رہے تھے پیہم حملے کرتے تھے۔ اور شامیوں کے غول کے غول ہلاک کر ڈالے مغیرہ بن حارث بن عبد المطلب نے گھوڑا آگے بڑھا کر فوج کا دل بڑھایا اور جنگ کی بڑی ترغیب و تحریص

ولائی غرض اسی طرح جنگ ہوتی رہی اور رات کی تاریکی دنیا پر چھا گئی اب لڑنے والوں نے اپنے اپنے قیام گاہ کو پلٹ جانے کا قصد کیا آج اسقدر آدمی مارے گئے تھے کہ کوئی خیمہ ایسا نظر نہ آتا تھا جسکی طنابوں سے کشتوں کے دست و پا اس غرض سے بندھے ہوئے نظر نہ آتے ہوں کہ ان کی شناخت کی جائے ابوسماک اسدی نے ایک چھرا اور پانی کا مشکیزہ اٹھایا زخمیوں اور مقتولوں میں گشت کرنا شروع کیا جس کسی زخمی کو زندہ پاتا اٹھا کر دریافت کرتا امیر المومنین کون ہے اگر یہ جواب سنتا کہ علی ہے تو اس کے بدن پر سے خاک و خون کو دھو دیتا اور پانی پلاتا اور اگر جواب میں معاویہ کا نام سنتا تو چھرے سے اس کا کام تمام کر دیتا اسی وجہ سے اس نے مخصص لقب پایا کیونکہ زخمیوں کو حرکت دیکر بٹھاتا تھا غرض شامیوں کی طرف سے بے شمار آدمی مارے گئے اور تمام رات بھر اپنے مردوں کو چیخیں مار مار کر روتے پیٹتے رہے ان کی آوازیں امیر المومنین علی کے لشکر میں سنائی دیتی تھیں ایک مشہور و معروف شامی معاویہ بن حدیج کندی نے کہا اے اہل شام ایسی زندگانی پر لعنت ہے جو حوشب اور ذوالکلاع کے قتل کے بعد بسر کیجائے خدا کی قسم اگر ہم ان کے مارے جانے کے بعد عراقی لشکر پر ظفریاب بھی ہو جائیں تو وہ فتحمندی نہیں بلکہ شکست سے بھی بدتر ہے یزید بن انس نے کہا خدا کی قسم تو سچ کہتا ہے اور جس کام کا انجام ابتدائی مانند ہو اس میں کوئی خوبی نہیں رہتی بہتر ہے کہ ہم زخمیوں کی تیمارداری چھوڑ کر جنگ پر ٹوٹ پڑیں کہ یہ فساد مٹے ہو جائے اور یہ تاریکی ہٹ جائے اگر ہمنے فتح پائی تو پھر زخمیوں کا بھی علاج کر لیں گے اور اپنے مردوں کو بھی رو پیٹ لینگے اور اگر ہمارے دشمن نے ہم پر فتح پائی تو اس ماتم داری کے صدمے سے بچ جائیں گے اور اس فعل عبث گریہ و زاری میں عمر بھر مبتلا رہنے سے رہائی پا جائیں گے۔ معاویہ نے یہ کلمات سن پائے آدمی بھیجکر سرداران لشکر کو طلب کیا اور کہا معرکہ آرائی کا ایسا ہی حال ہوتا ہے کبھی فتح ہے کبھی شکست اور جنگ کا خطرہ اور دشمن کی جرائی ظاہر ہے اور اسکام کا سرانجام جان اور تن سے تعلق رکھتا ہے اگر آج ہمارے لشکر کے کچھ آدمی مارے گئے ہیں تو کیا ہوا اس سے زیادہ فوج مخالف کے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں جسطرح ہم اپنے مقتولوں کے رنج و غم میں مبتلا ہیں اسیطرح وہ بھی اپنے مردوں کے ماتم دار ہیں اور ہمیں ہرگز شایاں نہیں کہ عراق والوں سے زیادہ گریہ و زاری کریں یہ امر ظاہر ہے کہ افسردہ دلی آدمی کو کمزور کر دیتی ہے اور غمگینی مردہ کو زندہ نہیں کر سکتی بلکہ گریہ و زاری پر دشمن طعنہ زنی کرتے اور خوش ہوتے ہیں اگر ذوالکلاع ہماری طرف سے کام آگیا ہے تو عمار یاسر ان کی طرف سے بھی مارا گیا ہے اور اگر حوشب قتل ہو گیا ہے تو ہاشم بن عتبہ اس طرف سے بھی بیجان ہو گیا ہے اسیطرح عبید اللہ بن عمر کے عوض عبداللہ بن بدیل بن ورقا مارا گیا ہے۔ خدا کی قسم ذوالکلاع عمار یاسر سے بہتر تھا اور حوشب ہاشم سے برتر تھا۔ عبید اللہ بن عمر عبداللہ بن بدیل سے زیادہ شریف تھا۔ ہاں درگاہ الٰہی سے معافی گناہان اور بخشش کی امیدواری چاہیئے مگر دل تنگ نہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ کئی وجہ سے دل شاد رہنا لازم ہے اور شکر الٰہی بجا لانا ضرور ہے کہ اس نے ہمیں تین بے بدل بہادر دلیر مردوں سے محفوظ کر دیا جو عرب بھر میں اپنی جوڑ نہ رکھتے تھے اور جن سے علی کو بڑی قوت حاصل تھی اور ہر ایک کام انہیں کے صلاح اور مشورہ اور تقویت سے انجام پاتا تھا وہ تینوں ہماری فوج کے ہاتھوں فنا کر دیئے گئے اور ہمارے سواروں کی طعن و ضرب سے ہلاک ہو گئے ان میں سے پہلا شخص عمار یاسر ہے دوسرا ہاشم بن عتبہ تیسرا عبداللہ بن بدیل بن ورقا جسے اماعل الافاعیل کہتے تھے اور جسکی تدبیر اور رائے اور دانائی و بہادری اور عقل و فہم کے سبب تمام اہل عرب کی انگلیاں اسکی طرف اٹھتی تھیں اب تین شخص اور باقی ہیں اشتر نخعی اشعث بن قیس عدی بن حاتم ان میں سے بھی ہر شخص دلیری و شجاعت اور مروت و خذاقت اور دانائی میں قطب کے درجے کو پہنچا ہوا ہے اور مشارٌ الیہ اور رکن اعظم بنے ہوئے ہیں من ذات باری تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب ان کا بھی کام تمام ہو جائے گا اور وہ ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ جب معاویہ گفتگو تمام کر چکا تو معاویہ ابن خدیج نے جو بڑا امیر کبیر شامی شخص تھا کہا اگر تیرے نزدیک تمام آدمی یکساں ہیں تو ہمارے خیال میں برابر نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ یعنے ہم نے بعض آدمیوں کو بعض پر فوقیت عطا کی ہے ہاتھ میں انگلیاں بھی سب برابر نہیں ہوتیں پھر لوگوں کا تو کیا ذکر ذوالکلاع حوشب اور عبید اللہ بن عمر خاندانی بزرگی اور شرافت سرداری اور قدامت اور دلیری و مردانگی اور عقل و فہم

اور گواہی میں ہرگز ان تین مکار بدکردار شخصوں کے مساوی نہ تھے بلکہ انہیں سے ہر ایک اس شخص پر جسکو تونے مقابلہ پر ڈالا ہے بڑی فضیلت اور ترجیح اور فوقیت رکھتا ہے۔ پھر اسی مدعا کا ایک شعر کہا اور غضبناک ہو کر چلا گیا معاویہ نے آدمی بھیجکر اسے واپس بلایا اور کہا اشعث بن قیس قبیلہ کندہ میں سے ہے اور وہ تیرا رشتہ دار ہے حضرت علی اسکی ہر ایک مصلحت اور تدبیر کو جو وہ اس معرکہ آرائی کی نسبت پیش کرتا ہے نظرانداز نہیں کرتے بلکہ اسی پر عمل کرتے ہیں مجھے یقین ہے کہ تیری رشتہ داری کے سبب سے اشعث تیرا کہا مان لیگا اور تیری درخواست کو رد نہ کرے گا تجھے معلوم ہی ہے ہماری حالت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ شام کے نامور بہت سے ہلاک ہو چکے ہیں اور اب کوئی ایسا بہادر باقی نہیں رہا جس پر اس مہم کا بھروسا کیا جائے اگر کچھ باقی بھی ہیں تو کاری زخموں کے کھانے سے اس قابل نہیں رہے کہ پھر میدان جنگ میں جا سکیں اسلئے غمخواری کی جائے ایک خط اشعث کے نام روانہ کر اور حالات جنگ تحریر کرنے کے بعد یہ لکھ کہ عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو کہ ہم انہیں قتل کریں پھر یہ جھگڑے طے ہو جائینگے اور فساد صلح سے مبدل ہو جائیگا ہم سب اپنے اپنے گھروں کیطرف واپس چلے جائینگے کیونکہ صفین میں قیام کئے ہوئے بہت عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ہمیشہ کی معرکہ آرائیوں سے بے طاقت ہو گئے ہیں معاویہ بن خدیج نے کہا ایسا ہی عمل میں لاؤں گا اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اس سے کوئی مطلب برآری نہ ہوگی اور نہ میری تحریر سے یہ آتش جنگ بجھ سکیگی لیکن تیرے حکم کی تعمیل میں خط لکھتا ہوں۔ مگر کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی کام بن پڑے اس کے بعد اشعث بن قیس کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔ میں ایسا امر پیش کیا چاہتا ہوں جسمیں طرفین کی بھلائی منظور ہے اور وہ بات عرض کرتا ہوں کہ انجام پاگئی تو ہمارا تعلق جو اس سحرا میں منسلک ہو گئے ہیں اور رنج ملا ہیں گرفتار ہیں جائیں گے اور اس معرکہ آرائی کے سخت ترین نتائج سے مخلصی پائیں گے میری التماس تیرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں۔ اور اگر تو علی بن ابی طالب سے کہیگا کہ یہی رائے اچھی ہے تو تیرے مشورہ سے درگذر نہ ہوگا کیونکہ حضرت علی کے نزدیک جو مرتبہ و عزت اور اقتدار و عظمت تجھے حاصل ہے وہ سب پر عیاں ہے اور تیرا رتبہ اعلیٰ اور منصب برتر محتاج بیان نہیں ہے اور تیرا مال زیادہ جاہلیت میں سے کسی نے بھی تیرے اور ذو الکلاع حمیری کے سوا شرف اسلام حاصل نہیں کیا تو عراق میں قیام پذیر رہا اور ذو الکلاع شام میں آ بسا اب تو علی بن ابی طالب کی خدمت میں پناہ لیگیا ہے اور ذو الکلاع معاویہ کی خدمت میں جا بیٹھا اور تم دونوں کی حرمت و عزت حشمت و مکنت اور رعب و شوکت ان دونوں ممالک میں بکمال جاہ و جلال عروج حاصل کیا ذو الکلاع کو معاویہ کی خدمت سے انواع و اقسام کی نعمتیں حاصل ہوئیں جن سے تا زندگی متمتع رہا اور وقت اجل آ پہنچنے کے سبب اس جنگ میں مارا گیا الحمد للہ کہ آج تجھی پر کاموں کا انحصار باقی ہے اور دونوں صف اللہ تعالے کے فضل کے بعد ایسی حسن انتظام و درستی اعمال کے لئے تیری شفقت و عنایت کی طالب ہیں اور منتظر ہیں کہ تو بیچ میں پڑ کر اس فتنہ و فساد کو دفع کرے ہماری درخواست صرف اسقدر ہے کہ امیر المومنین کے قاتل جو علی کی خدمت گذاری میں ہیں پکڑ کر ہمارے حوالے کر دیئے جائیں ہم انہیں قتل کر دیں ہم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتے ہمارا تمام مدعا یہی ہے اور جسوقت یہ مطلب پورا ہو گیا ہم فوراً واپس چلے جائیں گے اور ہمیں یہ بھی امید واثق ہے کہ تو اس امر کو قبول کرلے گا تو کام نبھ جائیگا۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو عثمان سے کبھی رنجیدہ نہیں ہوا اور نہ انہوں نے کسیوقت تجھے ایسے کام کا حکم دیا یا کوئی کلمہ زبان سے کہا جو موجب غبار خاطر ہوتا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تو علی سے اسقدر جوش نہیں کہ یہ بات علی سے نہ کہہ سکے اور تجھے یہ مرتبہ حاصل ہے اور ہمارا مدعا پورا کر سکتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ تو علی کو چھوڑ کر معاویہ کے پاس چلا آیا عراق سے نکلکر شام میں سکونت اختیار کر بلکہ اتنا چاہتے ہیں کہ تو علی کو آمادہ کر دے کہ وہ عثمان کے قاتلوں کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدے اگر یہ کام پورا ہو گیا تو خیر ورنہ ہم فی الفور معرکہ آرائی پر تل جائیں گے اور اپنی تمام باقی ماندہ عمر بھی اس جنگ میں صرف کر دینے سے بھی کچھ پس و پیش نہ کرینگے اور جب تک اسلام میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا طلب خون عثمان سے باز نہ آئے گا۔ یہانتک کہ قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل نہ کر ڈالینگے والسلام۔ جسوقت معاویہ بن حدیج کا یہ خط اشعث بن قیس کو ملا اور وہ مضمون مندرجہ سے آگاہ ہوا تو یہ جواب لکھا تیرا خط آیا احوال معلوم ہوا تونے بڑی مہربانی کی کہ اللہ تعالیٰ کی ان بے شمار نعمتوں

نامہ معاویہ بن حدیج بنام اشعث بن قیس

جواب اشعث بن قیس بنام معاویہ بن خدیج

بلحاظ تمہارے میرے تاثل حال میں خدا کا شکر ہے کہ اسکے الطاف و کرم مجھ پر مبذول ہیں اور اسکا شکر مجھ پر واجب و لازم ہے میں بھی اللہ تعالیٰ کے وہ فضل و کرم تجھے یاد دلاتا ہوں جو تیرے حال پر مبذول ہیں کہ تو انکا شکریہ ادا کرے اور جو کچھ مجھ سے درخواست کی ہے میں اس سے بھی زیادہ آسان بات بتاتا ہوں تو نے لکھا ہے کہ میری سکونت شام میں ہے اور تیری عراق میں۔ اب تو ان مہاجر و انصار کے پاس جا جو یہ علی کے ساتھ ہیں یہ معاویہ کے ہمراہ پھر ان سے دریافت کر کہ علی خلافت کے لئے زیادہ حقدار ہیں یا معاویہ اگر وہ جواب دیں کہ علی اس امر میں معاویہ سے زیادہ صاحب استحقاق ہیں تو ہم تم دونو کو علی کی مدد کرنی چاہیئے اور اسی کی اطاعت اختیار کریں اور اگر وہ یہ کہیں کہ معاویہ علی کی نسبت خلافت و امامت کا زیادہ حقدار ہے تو ہم علی کا ساتھ چھوڑ کر معاویہ کے ہمراہ ہو جائیں گے اور اسی کی فرمانبرداری اختیار کریں گے تیرا یہ تحریر کرنا کہ تو عثمان سے رنجیدہ ہوگا اور چلا گیا ہے اسقدر علی سے خوش ہوگا میں علی سے بجان و دل راضی ہوں اور عثمان سے بے پروا اور تمہارے ساتھ جو معرکہ آرائی کر رہا ہوں امیر المومنین کے حکم سے کر رہا ہوں کیونکہ تمام مہاجر و انصار نے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر کے بیعت کی ہے اور ہم سے تمہارا جنگ کرنا صرف ایسے شخص کے کہنے سے ظہور میں آ رہا ہے جسے شامیوں نے اپنا پیشوا قرار دے لیا ہے اور جسے مشورے سے کچھ کام ہے نہ خلافت سے بہرہ والسلام۔ اشعث بن قیس کا یہ خط معاویہ بن حدیج کے پاس پہنچا تو پڑھکر سخت نادم ہوا اور معاویہ سے کہا مجھے تعجب معلوم آتا ہے کہ یہ سب رنج تیری بدولت حاصل ہوا اور تو نے ہی یہ ملامتیں مجھے سنوائیں۔ تو نے اشعث کو خط لکھوایا جسکے جواب میں ایسا کچھ جواب پایا اسوقت عتبہ بن ابی سفیان حاضر تھا بولا اشعث کو تحریر کے ذریعہ سے جواب نہیں دے سکتے اور معاویہ بن خدیج نے جو بیہودہ پریشان باتیں یا بیہودہ عبارت کاغذ کے پرزے پر لکھکر بھیجی تھیں اشعث ان سے دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا یہ کام معاینہ اور مباحثہ کی نسبت دو بدو گفتگو کرنے سے بخوبی حاصل ہو سکتا ہے اگر حکم ہو میں اس سے جا کر ملوں اور اس معاملہ میں زبانی گفتگو کروں۔ عتبہ بہت بڑا فصیح و بلیغ اور گویا شخص تھا۔ سخن پردازی اور مطلب آرائی میں طاق تھا معاویہ نے کہا بہت اچھا۔ اب عتبہ سوار ہو کر امیر المومنین علی کے لشکر کی طرف چلا قریب پہنچکر ٹھیرا اور آواز دی کہ اشعث بن قیس کہاں ہے لوگوں نے اسے مطلع کیا کہ عتبہ بن ابی سفیان آیا ہے اور تجھے بلاتا ہے۔ اشعث نے کہا عتبہ عقلمند آدمی ہے اس سے ملنا ضرور ہے دیکھیں وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد سوار ہو کر آیا اور برابر میں آکر کھڑا ہوا اور کہا اے عتبہ کس لئے آیا ہے اور مجھ سے کیا کام ہے۔ عتبہ نے کہا اگر میرا بھائی معاویہ علی ابو طالب کے لشکر میں سے کسی نامدار اور مشہور و معروف سردار سے ملاقات اور گفتگو کرتا تو وہ تو ہی ہوتا کیونکہ تو اہل عراق کے سرداروں میں سب سے بڑا اور افضل ہے اور قبائل کندہ کا سردار اور پیشوا ہے نیز عثمان سابق ازیں مجھ پر بڑے بڑے الطاف و کرم اور انعامات مبذول کئے ہیں ماسوا علی کے لشکر میں کوئی نامی سردار ایسا نہیں کہ جسے قتل عثمان سے کچھ لگاؤ ہو مگر ایک تو ہے کہ اس نالائق حادثہ اور عظیم واقعہ سے بالکل بے لوث ہے تو نے قول و فعل کسی طرح سے بھی کوئی قصد یا ارادہ نہیں کیا بلکہ تو ہر طرح سے علی کے لشکر کے سرداروں اور امیروں سے جدا گانہ اور ہزار درجہ بڑھکر برتر و افضل ہے اشتر نخعی عثمان کا خاص قاتل ہے اور عدی بن حاتم طائی اس گروہ میں سے ہے جسنے قتل عثمان کی ترغیب دلائی ہے۔ سعید بن قیس کے ہاتھ سے کوئی ایسا کام بن نہیں پڑا کہ کچھ کام آتا شریح بن ہانی اور زحر بن قیس اپنی حکم میں مبتلا ہیں وہ اپنی آرزوں اور خواہشوں کی پیروی میں مشغول ہیں اور کسی کے کام سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے مگر تیرا حال ان سب سے علیحدہ ہے تیرے حسن اخلاق اور محامد آفتاب سے زیادہ روشن ہیں ہمنے اس معاملہ میں بہت کچھ سوچا اور تمام نشیب و فراز پر غور کیا یہی خیال میں آیا کہ تیری سعی بغیر یہ عقدہ حل ہوگا اور خطرناک مہم محض تیری توجہ سے سر انجام پائیگی اکثر انسان محض ناموری اور شہرت کے لئے بڑی بڑی کام کرتے ہیں اور اکثر اسی لئے مشکل کا مونکو حل کرتے ہیں کہ عرصہ دراز تک خلق خدا میں اُن کی نیک نامی کا چرچا باقی رہے ہم چاہتے ہیں کہ تو قوم کا شریک حال رہے اور ناموری اور شہرت کی غرض سے شامیوں کے ساتھ بجنگ پیش نہ آئے اور نہ عراق والوں کا ساتھ دے اور زمانہ جاہلیت کی حمیت کے سبب مسلمانوں سے معرکہ آرا ہو ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تو علی کا ساتھ چھوڑ دے اور معاویہ کی خدمت اختیار کرے بلکہ یہ آرزو ہے کہ مسلمانوں کی بھلائی کو مد نظر رکھکر ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے یہ لڑائی بند ہو جائے اور مسلمانوں کی خونریزی وقوع میں نہ آئے والسلام عتبہ یہ باتیں کہہ چکا تو اشعث نے جواب دیا اے عتبہ جو کچھ تو نے کہا میں نے سنا۔ خوب ہی

مناسب باتیں کہیں بشیر نے کہا کہ اس لشکر میں سے کسی سے معاویہ ملاقات اور گفتگو کرتا تو وہ تو بیہودہ بالکل لغو ہے اگر معاویہ میرے پاس آتا تو میں اسکی قدر و تعظیم
کرتا اور اسکی ملاقات سے مجھے کوئی فخر حاصل ہوتا اور یہ بات کہ میں اہل عراق کا سردار اور امیر ہوں اور قبیلہ کندہ کا امام۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی موجودگی
میں کسی شخص کو رتبہ سرداری و سروری اور مقام سیادت و بہتری کا دعوے سزاوار نہیں یہ تمام اوصاف حضرت علی کے لئے مسلم اور درست ہیں عثمان کے انعام و
احسان کی بات کا جواب یہ ہے کہ میں نے تھوڑے دنوں انکی خدمت کی ادا سے مجھے ایک علاقہ کا امیر مقرر کردیا تھا جس سے مجھے کوئی شرف اور رتبہ حاصل
نہیں ہوئی اور ہمارے لشکر کے نامور لوگوں کا جو تونے ذکر کیا اور ہر ایک کو عیب لگایا اسکی وجہ سے تو میری نگاہوں میں حقیر ہوگیا سرداروں کو عیبوں سے منسوب
کرنا اور ان کے اخلاقی برائیوں کو مشہور کرنا بڑی نالائق حرکت ہے اور اہل عراق کا حمایت کرنا اسلئے ہے کہ ہر شخص پر واجب و لازم ہے کہ جس ملک
یا موضع میں رہتا ہو وہاں کے باشندوں کی رعایت ملحوظ خاطر رکھے ہاں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا کہ جنگ موقوف ہوجائے اور خونریزی ظہور میں نہ آئے اسکے
لئے تم مجھ سے زیادہ سزاوار ہو تاہم میں بھی انشاء اللہ تعالے غور و فکر کرونگا۔ عقبہ کو اشعث بن قیس نے اس قسم کا لاجواب جواب دیا تو وہ مایوس اور خفیف ہوکر
اولٹا پھر گیا اور معاویہ کے پاس پہنچکر تمام کیفیت کہہ سنائی معاویہ نے نعمان بن بشیر کو بلا کر کہا شاید یہ معاملہ تیری حسن تدبیر اور سعی سے طے ہوجائے اور پھر
جنگ سے کام نہ پڑے۔ سچ یہ ہے کہ زمانہ جنگ کو بہت طول ہوگیا ہے اور انتہا درجہ کی خونریزی ہوچکی ہے۔ نعمان بن بشیر نے کہا جیسا تو حکم دیتا ہے ویسا ہی
عمل میں لاؤنگا اور سعی بلیغ کے ساتھ ان لوگوں سے جیسا مناسب ہوگا کہونگا یہ کہکر سوار ہوا اور علی کی لشکر گاہ کی طرف چلا قریب پہنچکر ٹھیرا اور پوچھا قیس بن
سعد بن عبادہ کہاں ہے اس سے کہدو کہ نعمان بن بشیر آیا اور تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ قیس کو خبر ہوئی تو سوار ہوکر اسکے پاس آیا پوچھا اے بشیر کیا کہتا ہے
نعمان نے کہا جو شخص ایسے گروہ کو جو تیروں سے جنگ کرتا ہو بیچ میں پڑ کر جنگ سے روک دے اور اس گروہ کو جو گمراہی میں مبتلا ہو راہ راست کی ہدایت کرے
گویا اسنے تمام جہان کا انصاف کیا ہوگا اے انصاریو تمنے بڑی غلطی کی ہے کہ عثمان کو خستہ حالت میں چھوڑ دیا اور اس کے دوستوں اور مددگاروں کو جنگ جمل
میں قتل کردیا اور اگر عثمان کو خستہ حالت میں چھوڑ دینے کے بعد بھی تم علی سے بیعت نہ کرتے اور اسے بھی بے یار و مددگار چھوڑ دیتے تو آسان امر تھا۔ مگر تمنے
تو حق کو ذلیل کرکے چھوڑ دیا اور باطل کی امداد کی ہے اور اسی پر اکتفا نہ کرکے شامیوں پر بڑے بڑے ظلم کئے ہیں ان سے مقابلہ آرا ہو تم نے نامی دلیروں
اور تجربہ کار بہادروں کو مار ڈالا ہے باوجود اس کے اگر تم میں سے کوئی ایسا شخص مارا گیا جس سے علی کو رنج ہوا ہے تو تم اس کے پاس جاجاکر تسلی دیتے اور فتح
و ظفر کا وعدہ کرتے ہو۔ اسوقت میں نے یہ دیکھا کہ ہم تم میں سے لے تمام آدمی کام آچکے ہیں اور معاملہ حد سے تجاوز کرگیا ہے واجب جانا کہ تجھسے اس امر کو
بیان کروں شاید تو کوئی تدبیر سوچے اور تمام قوم کی تباہی و بربادی سے پہلے اس خرابی کے دفعیہ میں کوشش کرے والسلام۔ قیس بن سعد بن عبادہ نے نعمان
کی باتیں سنکر قہقہہ لگایا اور کہا مجھے ذرا بھی اس بات کا گمان نہ تھا کہ تو ایسے کلمات زبان سے نکالے گا۔ عثمان کے بے یار و مددگار چھوڑ دینے کی یہ بات ہے
کہ لوگوں نے ایسے شخص کو خستہ حالت پر چھوڑا ہے۔ جو تجھ سے اور تیرے باپ سے بڑھکر تھا اور جنگ جمل کا واقعہ ایسا ہے کہ ہم ان سے اسوجہ سے لڑے کہ انہوں نے
امیر المومنین علی سے بیعت کرکے بدعہدی کی اور بیعت توڑ کر مخالفت اختیار کی تھی اسواسطے ان سے جنگ کرنا واجب ہوگیا تھا۔ رہا معاویہ خدا کی قسم اگر تمام
عرب بھی اس کی خلافت کے لئے بیعت کرلیتا تو انصار اسوقت بھی اسکی اطاعت اختیار نہ کرتے بلکہ اس سے بمقابلہ و مقاتلہ پیش آتے اور موجودہ معرکہ آرائیوں کا
یہ حال ہے کہ ہم امیر المومنین علی کی طرفداری میں جنگ کررہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا کے ہمرکاب ہوکر مشغول جہاد ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اس جنگ کو برقرار
رکھکر اپنے چہرے تلواروں پر نثار کریں اور سینوں کو نیزوں کے مقابلہ رکھیں یہانتک کہ امر حق اپنے مرکز پر آٹھیرے ظَهَرَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَارِهُونَ اے
نعمان دیکھ کہ معاویہ کے ساتھ طلیق اور اعراب کے سوا کوئی نہیں ہے مہاجر اور انصار کہاں ہیں اور کس شخص کی خدمت میں رہکر شمشیر زنی کررہے ہیں
کیا معاویہ کے ساتھ ہیں رہ اور تم دونوں اور مسلمہ بن مخلد کو بھی اسلام میں سبقت حاصل نہیں نہ باپ کیطرف سے نہ اولاد کی جانب سے اور آج تو ہم پر حجت لاتا ہے

کیا تو نے اپنے باپ کی سنت اختیار کی ہے۔ تیرے باپ نے بھی سقیفہ بنی ساعدہ میں اسی قسم کی باتیں کہی تھیں اور اسی طرح کے بیہودہ کلمے زبان سے نکالے تھے جا میرے سامنے سے دور ہو جا تیری ایسی باتوں اور تجھ جیسے چچازاد بھائی پر بھی لعنت ہے نعمان قیس بن سعد سے یہ سخت و سست کلمات سنکر نادم و شرمندہ اٹھا اور ہر وقت واپسی کہتا جاتا تھا میں ایسی ملامتوں اور اسطرح کی سخت باتوں کا سننے والا تو تھا۔ میں نے بڑی غلطی کی کہ پسر سعد سے سوال و جواب کیا۔ قیس بھی واپس چلا آیا اور اثنار راہ میں یہ کہتا تھا۔ والراقصات بکل اشعث اغبر + خوص العیون تحثها الرکبات + ما ان مخلد معلنا اسیا ما + عض بجارہ والا لنعمان +

امیرالمومنین علی کی خدمت میں معاویہ کا ایک جماعت کو بھیجنا

دوسرے دن فوج نے جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر معاویہ نے اجازت نہ دی اور نہ لشکر کو مرتب کیا بلکہ قریش میں سے عمرو بن عاص۔ عتبہ بن ابی سفیان۔ عبدالرحمن بن خالد بن ولید۔ ضحاک بن قیس۔ حبیب بن مسلمہ وغیرہ کو چند سرداران شام سمیت امیرالمومنین کی خدمت میں بھیجا۔ لشکرگاہ کے قریب پہنچکر قاصد بھیجا اور اجازت چاہی حضرت علی علیہ السلام نے انہیں طلب کیا۔ انہوں نے حاضر ہو کر سلام کیا آپ نے جواب سلام دیا اسوقت آپ کی مجلس میں اکثر مہاجر و انصار موجود تھے۔ آپ نے فرمایا اے اہل شام تم کس غرض سے آئے ہو اور کیا مطلب رکھتے ہو۔ عمرو عاص نے کہا اے ابوالحسن بہتر یہ ہے کہ پہلے آپ ہی کچھ ارشاد فرمائیں کیونکہ آپ کو ہر امر میں سبقت حاصل ہے سب سے پہلے جو شخص خدا پر ایمان لایا۔ اور جس نے وحدانیت کی پہلی گواہی دی اور محمد کی نبوت کو سچا جانا وہ آپ ہی ہیں اور جس نے سب سے پہلے قبلہ کیطرف رخ کرکے نماز ادا کی وہ بھی آپ ہی ہیں ان سابقہ اور گذشتہ فضیلتوں اور اوصاف حمیدہ کے سبب اور کسی کو رتبہ میسر نہیں ہو سکتا کہ آپ سے پیشتر گفتگو شروع کرے پس انسب و افضل یہی بات ہے کہ آنجناب ہی زبان اقدس سے کلام برکت التیام شروع فرمائیں امیرالمومنین علی نے فرمایا میں نے اپنی زندگی میں سب سے پہلے حمد و ثنائے الٰہی میں زبان کھولی اور بولنا شروع کیا ہے اور یہی ذکر جاری رہے گا اور امید رکھتا ہوں کہ بعد وفات بھی ایسا ہی عمل میں آئیگا اس لئے میں ابتدا میں حمد الٰہی جل ثنائہ بیان کرتا ہوں جس نے مجھے انواع و اقسام کے انعامات اور نعمہائے حسنہ کرامت فرمائی ہیں اور میرے ہی لئے مخصوص کی ہیں میں نے اپنی زبان کو ظاہر و باطن اور راحت و مصیبت میں ہمیشہ حمد و ثنا خالق کونین سے اشتغال رکھا ہے اور ہمیشہ رکھوں گا اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک اور ہر شے پر قادر ہے اسکا کوئی شریک یا مشیر یا مددگار نہیں اسی نے محمد کو جو تمام نبیوں کے سردار ہیں برحق طور پر خلقت کے لئے بھیجا اور اہل عالم کے واسطے باعث رحمت و برکت فرمایا اور خاتم پیغمبران کیا۔ جناب رسول خدا نے بھی پیغمبری کے فرض کو ادا کر دیا اور جو کچھ امر الٰہی تھا سب خلقت کو سنا دیا۔ جملہ شرائط نبوت و رسالت بجا لائے لوگوں کو راہ راست دکھایا امت نے آپ کی ہدایت کے ذریعہ سے سعادت ابدی حاصل کی کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکلے ؎ از خاک لالہ رست عکس جمال او + مہ سجدہ بہ پیش رکاب کمال او + از شرق تا بغرب دم از مثال او + سر دیدہ کہ دیدہ خطے از مثال او + صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ اس کے بعد آپ نے جناب رسالتمآب کے عہد مبارک کا ذکر کیا پھر خلفائے گذشتہ کے زمانہ کی آسائش اور فتنہ و فساد کی طرف سے امن و امان ہونے کا بیان فرمایا اور کہا جسوقت لوگوں نے عثمان کی مخالفت اختیار کی تھی میں ہر چند چاہتا کہ یہ آتش فساد بجھ جائے اور سعی کی کہ عثمان کو ان لوگوں کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھوں مگر عثمان نے صرف لوگوں کے بہکانے کے سبب اپنے نامناسب افعال سے روگردانی نہ کی اور وہ باتیں اختیار کیں جو قانون شریعت میں نہ تھیں بدکار لوگوں کے کہنے سننے پر چلتا تھا اور خیرخواہ دوستوں کی نصیحت پر ذرا توجہ نہ کرتا تھا میں یہ دیکھکر کہ نصیحت کی بات نہیں سنتا خانہ نشینی اختیار کر لی۔ پھر لوگوں نے عثمان کو مار ڈالا اس واقعہ کے متعلق نہ میں نے کوئی حکم دیا تھا نہ کچھ ارادہ کیا تھا۔ جب لوگوں نے اسے مار ڈالا تو سب ملکر میرے پاس آئے کہ اب کچھ چارہ جوئی کرنی چاہئے میں نہ چاہتا تھا کہ حضرت رسول خدا کے بعد ملت کے کسی کام میں مصروف ہوں مگر مہاجر و انصار نے متفق ہو کر مجبور کیا نا چار ان کی رضامندی مدنظر رکھنی پڑی

دوست خوشی خاطر میری اطاعت وبیعت میں اس شرط پر شامل ہو گئے کہ میں کتاب الٰہی اور سنت محمد مصطفے صلعم پر عملدرآمد کروں گا کچھ دنوں تک سب مجھ سے متفق رہے اور جملہ امور میں میرا حکم مانتے رہے پھر کچھ لوگوں نے بلا سبب مجھ سے مخالفت اختیار کی بدعہدی سے پیش آئے یہ سب حالات آفتاب سے زیادہ روشن ہیں بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں تم خود بھی سب کچھ سے سامنے ہوئے ہو کہ انجام کار یہ معاملہ کہاں تک جا پہنچا اور ان کے حق میں حکم الٰہی کیا تھا آج دوسرا فتنہ برپا ہوا اور اسکی آگ بھڑک اٹھی اب اسدرجہ کو پہنچگئی کہ تم دیکھ رہے ہو بہت سے پیارے عزیزوں کے خون خاک رہ گئے اور ابھی تک یہ فتنہ نہیں دبا۔ نہ منفرد جماعت کے سر میں سے سرکشی کی ہوا خارج ہوئی ہے۔ بیعت کی ابتدا میں یہی اقرار پایا تھا کہ میں خلق خدا کے ساتھ کتاب خدا اور سنت مصطفے کے مطابق عمل کروں گا۔ آج بھی یہی قرارداد ہے جو کل تھا اور وہی بات کہہ رہا ہوں جو پیشتر کہی تھی جس شخص نے مجھے قبول کر کے میرے حکم کو مان لیا اور دائرہ اطاعت وبیعت کے اندر آگیا اس نے سعادت حاصل کر لی اور ہر طرح کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو گیا اور جس نے انکار کیا اور سرکشی وخطاکاری پر مصر ہو بیٹھا وہ راہ راست سے دور جا پڑا اور جہالت وضلالت سے ملحق ہو گیا۔ امیر المومنین علی کے اس ارشاد کے بعد عمرو عاص نے تقریر شروع کی حمد خدا کے بعد رسول خدا پر درود بھیجا اور کہا اللہ تعالے عثمان کو بہشت کرامت کرے اور جو کچھ اس پر ظلم ہوئے وہ اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں رسول خدا کا برگزیدہ صحابی تھا صاحب نسب اور قدیمی خاندان کے لحاظ سے بلند مرتبہ تھا اور داماد رسول خدا کا دوسرا شرف حاصل تھا جس شخص نے قتل عثمان کی جرأت کی اور ایسا بڑا گناہ جائز سمجھا اللہ تعالے اس سے جواب طلب کر کے اسکی سزا دے گا اور جو کچھ اس کے اعمال کے لائق ہو گا دیگا خدا کی قسم ہم علی کے ان سابقہ اوصاف حمیدہ اور وسائل جلیلہ سے خوب آگاہ ہیں جو آپکو خدمت رسول خدا میں حاصل ہو چکے ہیں اور ان سب کو اول سے آخر تک اور اہل عالم کی نسبت واضح طور پر جانتے ہیں نیز آپ کے دوستوں مہاجر وانصار کے عالی مراتب اور اوصاف حمیدہ سے بھی ہم منکر نہیں ہیں کم وبیش ان سے واقف ہیں اور ان کی بزرگیوں اور خوبیوں کو جانتے پہچانتے ہیں پھر حضرت علی کے فضائل ومناقب اور حسن اخلاق دیگر سے کب انکار ہو سکتا ہے ؎ فضائلے ومناقب کہ خاندان راست ٭ بران سپہر دلیل است آفتاب گواہ ٭ علی بن ابو طالب کے مکارم حسنہ محتاج شرح وبیان نہیں ہماری غرض اس جلسہ سے صرف اسقدر ہے کہ کسی طرح یہ فساد مٹ جائے اور مسلمانوں کی خونریزی ہو اس امر میں ہم نے غور وفکر کے بعد ایک تجویز سوچی ہے۔ ہم امیدوار ہیں وہ پسند فرمائی جاوے اور توفیق الٰہی رفیق ہو کر ایسے طریق پر کہ طرفین راضی رہیں یہ کام انجام کو پہنچ جائے اور صلح وصفائی ہو جائے اسوقت تمامی سرداران عراق کے بزرگ خدمت اقدس حضرت علی میں موجود ہیں اور سب خواہشمند ہیں کہ آج یہ معاملہ طے ہو جائے اور شرف سعادت سے صبح راحت کا ظہور ہو جاوے اگر اجازت ہو تو جو کچھ سوچ رکھا ہے اسمیں سے کسیقدر خدمت بابرکت میں عرض کریں اگر رائے عالی کے موافق ہوا فہیں مراد پائی ورنہ اور کسی طریق پر جو از راہ مصلحت بہتر معلوم ہو اس آتش فساد کو بجھانا چاہئے۔ عمرو عاص کی اس گفتگو کے ختم ہونے پر امیر المومنین علی نے فرمایا چرب زبانی اور طول سخن کو چھوڑ کر وہ رائے بیان کر جو سوچ رکھی ہے تا کہ اسکی برائی بھلائی دیکھی جاوے شرجیل بن سمط کندی بولا اے معارف عراق آگاہ ہو کہ اللہ تعالے نے ہم میں انساب وارحام کے تعلقات کے ذریعہ سے بہت سے حق قائم کر دیئے ہیں جنکی رعایت واجب ولازم ہے اے ابو الحسن ہمیں معلوم ہے کہ رسول خدا کے ساتھ آپ کا سب سے اول اور اعلی درجہ کا تعلق ہے اور اللہ تعالے نے آپ کو بے اندازہ علم وحلم اور فضیلت وشجاعت اور تجربہ کاری وبزرگی وعزت اور حسن سخاوت وغیرہ اوصاف عطا کئے ہیں خدا خوب آگاہ ہے اور تم بھی جانتے ہو کہ ہم جہالت کیوجہ سے یہ جنگ کر رہے ہیں اور ہزارہا خلقت اس حادثہ قتل ہوئی ہے اور اگر ایک ہفتہ اور اسیطرح یہ جاری رہی تو ہم میں سے کوئی گھر میں نہ ہے اور چراغ جلانے تک کو زندہ نہ رہیگا اس لئے ہم نے سوچا ہے کہ آپ از راہ سعادت عراق وحجاز کی جانب مراجعت فرمائیں اور ہم شام کیطرف واپس چلے جائیں اور اس جنگ سے دست بردار ہو جائیں کہ زیادہ مسلمانوں کا خون نہ بہے اور عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہونے سے محفوظ رہیں اور یہ فتنہ وفساد دور ہو کر راحت وامن قائم ہو اللہ تعالے واقف ہے اور اسیکا علم کفایت کرتا ہے کہ میں نے یہ امر محض خدا کے واسطے اور طرفین کی درستی احوال اور بھلائی کی غرض سے کہا ہے اور حقوق ہمسائیگی

کے خیال کے سوا کوئی دوسری خواہش نہیں اور توفیق خدائے جل شانہ کی طرف سے ہے جب تقریر یہاں تک پہنچ چکی تو امیر المومنین نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اس معاملہ میں بہت کچھ غور و فکر کیا ہے اور تمام پہلوؤں پر نظر ڈالی ہر ایک پیش و پس کو سوچا اور بڑے غوض سے اس معاملہ کے ابتدا و انجام کا اندازہ کیا ہے لیکن انجام کار یہی واضح ہوا کہ یا تو تم سے جنگ کی جاوے ورنہ جو کچھ محمد رسول خدا صلعم پر نازل ہوا ہے اس سے کافر ہو جانا پڑتا ہے خدا کی قسم اگر اس واقعہ کے متعلق میری جان بھی مسلمانوں پر سے قربان ہو جاتی اور ان کی خون ریزی ظہور میں نہ آتی تو میں بخوشی گوارا کرتا اب مصلحت یہی ہے کہ تم معاویہ سے کہو کہ دشمنی ترک کر کے حق امر پر جو مہاجر و انصار رضامند ہیں وہ بھی رضامند ہو جاوے اور میں بھی خدا سے درخواست کرتا ہوں کہ حق کو باطل پر غلبہ کرامت فرمائے۔ خدا کی قسم مجھے صاف نظر آتا ہے کہ جو شخص معاویہ کا طرفدار ہو کر مجھ سے جنگ کر رہا ہے قیامت کے دن وہ آتش دوزخ میں جلے گا۔ شرجیل حضرت علی کا یہ کلام سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھیوں سے کہا کیوں بیٹھے ہو کھڑے ہو جاؤ کہ ہم یہاں سے چلے جائیں یہ شخص کسی بات کو نہ مانے گا اور ہمارے پاس اس کے واسطے بجز آب شمشیر اور کوئی شے نہیں وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے اور باہم کہتے جاتے تھے کہ ہم کو خدا کی قسم تمام عرب ہلاک ہو گیا اور سب کے سب اسی فساد میں مر مٹیں گے اب اس عظیم جنگ اور بے اندازہ مصیبت کا کوئی علاج نہیں خدا ہی مٹائے تو مٹے جب معاویہ کے پاس پہنچے تو جو کچھ امیر المومنین سے کہا سنا تھا سب کہہ سنایا معاویہ بہت گھبرایا اور بیقراری کے سبب رات بھر نہ سویا اور دونوں لشکروں نے جنگ کی تیاری کی اس رات بھر کوئی آدمی نہ سویا تھا امیر المومنین علی نے بعد نماز عشاء یہ خطبہ پڑھا اس خدائے جل جلالہ کے لئے حمد و ثنا زیبا ہے جس نے ایسے احکام اور تقدیری امور اور موت اور حیات کو ایسا منضبط اور مضبوط قائم کیا ہے کہ کوئی فرشتہ اور کوئی مخلوق اسکے قاعدوں اور ظہورات میں کسی طرح بھی ذرہ بھر ترقی یا نقصان نہیں کر سکتا اگر وہ چاہتا تمام عالم میں دو شخصوں کو بھی ایک دوسرے سے مخالفت نہ ہوتی اور امت میں عداوت اور فساد نہ پڑتا نہ باطل امر حق سے انکار کرتا نہ بیہودہ لوگ فاضلوں پر سبقت لے جانا چاہتے وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ یعنے اگر اللہ تعالے چاہتا تو قتل وقوع میں نہ آتا اور لیکن اللہ تعالے جو کچھ ارادہ کرتا ہے اسے ظہور میں لاتا ہے اور ہمیں اسی خدا کا حکم محکم اور ارادہ واثق یہاں پر لایا ہے اور اس بھنور میں پھنسایا ہے۔ ہم جسقدر سانس لے رہے ہیں اور قدم اٹھا اٹھا کر رکھ رہے ہیں اور کم و بیش کام کر رہے ہیں خواہ وہ خطرناک ہیں یا مامون وہ خدا ان سے آگاہ ہے بلکہ اسکا علم ہمارے ہر ایک وہم و گمان اور دلی خیالات اور ارادوں پر بھی محیط ہے اگر اسے منظور ہوتا تو بد افعال لوگوں کو سزا اور نیکوں کو نیک بدلہ اسی جہان میں بھی دے دیتا لیکن اس نے دنیا کو محض جائے اعمال بنایا ہے اور آخرت کو جائے جزا لیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی یعنے بیشک وہ بدلا دیتا ہے اس شخص کو جو برے کام کرتا ہے اور نیکوکاروں کو جزائے نیک عطا فرماتا ہے۔ آگاہ ہو کہ تمہیں کل اپنے دشمنوں سے جنگ کرنی ہوگی آج رات کو جسقدر بیدار رہکر ذکر خدا کرتے رہو نمازیں پڑھو قرآن کی تلاوت کرو اور خدا تعالے سے فتح و ظفر کی دعائیں مانگو اور جس وقت کل جنگ کی طرف متوجہ ہو کامل صبر و استقلال سے سعی کرو اور اسے موجب نجات و حسنات سمجھو دیکھتے ہو کہ تمہارا اور تمہارے دشمن کا معاملہ کس درجہ تک پہنچ چکا ہے اور کہاں تک پہنچیگا۔ مہم کا اعتبار آخری نتیجہ پر منحصر ہوتا ہے اور جبکہ خاتمہ فتح کے ساتھ نہ ہو تو اچھی بات نہیں تم نے شروع میں بڑی بڑی کوششیں اور محنتیں کی ہیں لازم ہے کہ اب انجام کار کے وقت بھی کسی قسم کی سستی اور کاہلی کو پاس نہ آنے دو اللہ تعالے کی مرضی اور حکم پر نظر رکھنا مقابل والے راہ باطل پر ہیں مگر پھر بھی وہ کسطرح سعی کر رہے ہیں الحمد للہ کہ تم حق پر ہو اور تمہاری سعی و کوشش ان سے بہت زیادہ ہونی چاہئے یاد رکھو کہ ہم کل علے الصباح جنگ کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہی سب سے بڑھ کر حکم صادر فرمانے والا ہے۔ جب امیر المومنین نے یہ خطبہ پڑھا فوج والوں نے بہ رغبت تمام تیاریاں شروع کر دیں اور انتظار کرنے لگے کہ کس وقت صبح نمودار اور دن روشن ہوتا ہے کہ معرکہ آرائی کریں سب کو یقین تھا کہ صبح کو سخت ترین جنگ واقع ہوگی امیر المومنین علی کے ہمراہیوں کی یہ کیفیت تھی اور ایک متنفس نے بھی ذرا آنکھ نہ جھپکائی دوسری طرف معاویہ نے اپنے لشکر سے کہا اے شامیو تم کو سخت مہم سے سابقہ پڑا ہے۔ کیونکہ تمہیں اپنے بھائیوں ہی سے جنگ کرنی ہے اس صورت میں جبکہ تم نے یہ جنگ چھیڑ دی ہے تو بالضرور اسے انجام تک پہنچانا لازم ہے تمہیں تین کاموں میں سے ایک کام ضرور کرنا چاہئے۔ یا یہ تصور کرو کہ تم یہ جنگ محض رضامندی خدا کے واسطے کر رہے ہو اور اسی گروہ میں

لڑتے ہو جس نے تم پر ظلم و ستم کئے ہیں یا یہ سمجھو کہ ایک غیر ملک کی طاقت نے تمہارے دروازوں پر حملہ کر لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے وطن سے نکال دیں اور تمہارے گھر چھین لیں یا یہ خیال کر لو کہ ایک گروہ تمہارے زن و فرزند کی گرفتاری کے واسطے آیا ہوا ہے پھر تم ضرور اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کے لئے جان لڑا دینی چاہیے معاویہ کے ایک ساتھی نے یہ کلمے سنے اور اس جنگ اور اسکے خطرہ کے متعلق یہ قطعہ کہا جس میں سے چند شعر جو نہایت ہی فصیح اور اچھے ہیں یہاں پر درج ہیں ؎ الا لیت هذا اللیل اطبق سرمدا + علینا وانا لا نری بعده غدا + فان یک لیلی حادا بصباحه + وحادت الی یوم الکواکب مصعدا + واما فراری فی البلاد فلیس لی + قرار ولو حاولت حاملتی مصعدا + حلا وعلی الدهر غیر مخلف به الدهر التی السلون موعدا + فقل لابن هند ما الذی انت صائم + الست ام الدعوک فی الحرب قعددا + معاویہ اس قطعہ کو سنکر بہت غصہ ہوا اور چاہا کہ اس شاعر کو مروا ڈالے اور کہا اللہ اسے ہلاک کرے جہاں بھاگ کر جائیگا میں اسے قتل کروں گا شاعر نے یہ ارادہ سنکر وقت شب گریز کی اور حضرت امیر المومنین میں آحاضر ہوا اور ملتجی حفاظت ہو کر تمام کیفیت عرض کی پھر آپ کے زیر سایہ حمایت امن سے ہو بیٹھا۔ معاویہ آج رات بھر بہت ہی مضطرب اور غمگین رہا اور اس معرکہ سے جی چھوڑ دیا پھر ایک شعر کہا اور اپنے دل کو تسلی دی اور اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشا پر مستعد ہو کر تیاری جنگ شروع کی جب سورج نکل آیا لشکروں میں زیادہ بے تابی پھیلی کیونکہ ہر ایک کو یہی خیال تھا کہ آج کی جنگ بڑی ہیبت ناک ہوگی اور بہادر لوگ جان توڑ کر جنگ کریں گے اب تمام جوانان لشکر بعجلت تمام جنگ کی تیاری میں مصروف تھے اور منتظر صدور فرمان روز روشن ہوتے ہی طرفین کی صفیں درست ہو گئیں اور ہر شخص نے جنگ کی پوری تیاری کر رکھی تھی امیر المومنین علیؑ نے حضرت مصطفےٰ رسول خدا صلعم کی زرہ طلب کر کے زیب بدن فرمائی اور آنحضرت کی شمشیر حمائل کر کے رسولِ خدا کی دستار سر پر باندھی اور انہی کی سواری کے گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں لشکروں کے درمیان تشریف لا کر کھڑے ہوئے اور باواز بلند فرمایا اے لوگو اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہے تو وہ آج ہی کا دن ہے کیونکہ یہ دن مدتوں یادگار رہے گا مجھے اسی خدا کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت و ارادت میں علی ابن ابو طالب کی جان ہے کہ اگر یہ لوگ دین کی حدود کو ضائع نہ کرتے اور حقوق کے باطل کرنے میں ساعی ہوتے اور ظالم گروہ سرکشی کے ساتھ ظہور نہ کرتے اور شیطان وسوسہ اور فساد برپا نہ کرتا اور یہ لوگ از راہ کفر و گناہ اور احیائے حقوق و نعمہائے رب العزت سرکشی نہ کرتے تو میں ہرگز ہرگز اس میدان میں قدم نہ رکھتا اور اپنے آرام و راحت پر اس جنگ و جدل کو ترجیح نہ دیتا لیکن کیا کروں کہ یہ امر نہایت ضروری تھا کہ اس گمراہ جماعت کو راہ راست پر لاؤں اور راہ حق راستہ پر چلنے اور دینی طریقوں کو برتنے کی ہدایت کروں اور جبکہ معاملہ اس درجہ تک پہنچ چکا ہے تو سوائے جنگ و جدال کے یہ مدعا پورا نہ ہوگا الغرض عورتوں کے ہاتھوں کا رنگ مہندی ہے اور مردوں کا خضاب خون ہے اور تمام امور میں صبر سب سے افضل ہے خاصکر میدان جنگ میں لکلکر سستی اور کاہلی سے کسی شخص نے ناموری حاصل نہیں کی اور انہی دو خصلتوں سے بدنصیبی اور مایوسی حاصل ہوتی ہے اقبال اور نصیبہ محنت و مشقت کے ساتھ ہے اور صبر و نصرت باہم ملحق ہیں اور ثابت قدمی اور استقلال سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں اگر آج گرد و غبار زبان کے ذائقہ کو تلخ کر دے گا تو کل فتحمندی اچھی طرح منہ میٹھا کر دے گی یاد رکھو ان لوگوں کے دلوں میں ابھی تک جنگ احد اور بدر کا کینہ باقی ہے اور معاویہ کے سینہ میں حوربانہ جاہلیت کا عناد بیٹھا ہوا ہے وہ اس سے آج کام لینا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے دل کے قدیمی اور دیرینہ زخموں اور رنجوں کا آج مداوا کرے اور اپنی دلی مراد پائے فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون عراق و حجاز کے نامور مہاجر و انصار نے کہا یا امیر المومنین ہم آج تک یقین کامل اور عقل سالم کی بدولت آپ کی رضامندی کے لئے ان لوگوں سے جنگ کر رہے تھے اور جبکہ عمار یاسر آپ کی طرف سے معاویہ کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہو گیا تو اگر کوئی قدرے قلیل شبہ تھا بھی تو وہ جاتا رہا ہے اور ہمیں صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ لوگ باغی ہیں اور ہمارا یقین اور خیال آپ کی جانب کامل اور خدمت و متابعت کے لئے زیادہ مستحکم ہو گیا ہے ہم سب آپ کے سامنے موجود ہیں

اور رہائیوں سے آپ کے ساتھ عہد کر لیا ہے اور خدمت گذاری اور فرمانبرداری کے لئے کمریں کس رکھی ہیں آپ سعادت واطمینان سے ہمارے پیشوا ہیں اور ہم آپ کی پیروی کریں گے اور مشکل سے مشکل کام کے لئے آپ ارشاد فرمائیں کہ ہم فرمانبرداری کے ساتھ اُسے انجام دیں گے امیر المومنین نے یہ کلمات سُنکر ان کی تعریف وتحسین کی اور مرکب اُٹھایا اور عراق وحجاز کے دس ہزار مسلح ومکمل سواروں نے بھی آبدار شمشیریں کھینچکر آپ کی متابعت میں باگیں اٹھائیں حضرت علی رجز خوانی فرماتے جاتے تھے اور عدی بن حاتم طائی عقب میں تھا جب معاویہ کے لشکر کے متصل پہنچے امیر المومنین نے فرمایا میں حملہ کرونگا اور تم دس ہزار سوار بھی میرے ساتھ ہی اسطرح حملہ کرنا کہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہونے پاؤ اور تمہارا حملہ محض ایک شخص کے حملہ جیسا ہونا چاہیئے یہ کہکر آپ نے حملہ کیا اور ان دس ہزار سواروں نے بھی آپ کا ساتھ دیا اور یکبارگی لشکر معاویہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کے لشکر کی صفوں میں سے ایک صف کو بھی درہم برہم کئے بغیر نہ چھوڑا اور اسقدر آدمی قتل کئے کہ گھوڑوں کے اگلے پچھلے تمام پاؤں خون سے رنگین ہوگئے اب معاویہ کا لشکر سرد پڑگیا اُنمیں ذرا بھی طاقت جنبش وحرکت نہ تھی معاویہ نے عمرو عاص سے مخاطب ہوکر کہا اے ابا عبداللہ آج صبر کا وقت ہے تاکہ کل کے دن فخر کر سکیں عمرو نے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن آج موت حق اور زندگی باطل ہے اور اگر علی نے اسیطرح ایک اور حملہ کیا تو ہم سب اور سارا لشکر فنا ہو جائے گا۔ اشتر نخعی اپنے چچازاد بھائیوں اور رشتہ داروں سے مخاطب ہوکر کہہ رہا تھا اے آل مذحج اگرچہ تمنے دانتوں سے پتھر پکڑ لیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہنوز حاصل نہیں کی کیونکہ دشمنوں میں ابھی تک آثار ہراس وکاہلی نمایاں نہیں ہوئے تم مردمیدان ہو پستان شجاعت سے تمنے دودھ پی رکھا ہے اور جنگ وجدال میں پرورش پائی ہے اے بہادر اور جری سوار و اور دلاور مردو تم کہاں ہو آج ہی کا دن شجاعت کا دن ہے کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کر و یہ کہکر حملہ کیا اور اس کے عزیزوں قبائل مذحج نے بھی اُسکے ہمراہ ہوکر حملہ کیا شامی اُن کے حملہ کو دیکھکر حیران ہوگئے ہاتھ پاؤں پھول گئے آج اشتر ایک بڑے قدآور سیاہ گھوڑے پر سوار تھا ایسا تیز رفتار تھا کہ سموں کی آہٹ نہ معلوم ہوتی تھی اور یمانی تلوار ہاتھ میں تھی اس کے جنبش کے ساتھ ہی لوگوں کو یہ گمان ہوتا تھا کہ یہ جلتا ہوا انگارا ہے اور ہاتھ کے بلند ہونے کے وقت اسکی چمک سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں وہ گھوڑا اتنا جیسے پیہم حملے کر رہا تھا اور یہ تلوار تھی جو برابر قطع وبرید کر رہی تھی خود اسکو کچھ تکان معلوم ہوتا تھا نہ مرکب ہی ڈھیلا پڑتا تھا نہ اس تلوار میں کچھ بل آتا تھا ایسی شمشیر بازی کے بعد اس نے تلوار کو نیام میں رکھکر نیزہ سنبھالا اور زیادہ سخت حملے کر کے شامیوں کو قتل کرنے لگا آخرکار اسکا نیزہ ٹوٹ گیا اور وہ رُک کر رجز پڑھنے لگا امیر المومنین علی کے طرفداروں میں سے ایک شخص نے دیکھکر کہا اللہ تعالیٰ اس شخص کا مددگار ہو جیو۔ اگر یہ شخص خالص نیت اور اعتقاد واثق سے جنگ کر رہا ہو لیکن مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض دکھاوے اور نمود کے لئے ایسا کر رہا ہے اور رضامندی خدا کی بجائے خلقت کی زبان سے تعریفوں اور برائیوں کا آرزومند ہے اشتر یہ بات سُنکر غضبناک ہوا اور کہا ؎ ایھا الجاھل المسیئی الظن ✤ مثلی مجوزبیہ الظنون ✤ لست ممن باع الھدیٰ سہواہ ✤ ان من باع دینہ مغبون ✤ وہ شخص اشتر کا یہ شعر سُنکر شرمندہ ہوا اور کہا ؎ اصابت طوبی فی رجال کثیرۃ ✤ واخطاظنی فی الاشتر المالک ✤ وما کان فیما قلت اثم وانما ✤ توھمتہ ان لا اعود للمالک ✤ غرض یہ جنگ اسی طرح جاری رہی یہانتک کہ آفتاب نصف النہار سے گذر گیا اور نماز ظہر کا وقت جاتا رہا نماز بھی قضا ہوگئی امیر المومنین علی نے عین کارزار کے وقت انصار کو آواز دیکر کہا آج کے دن جنگ سے مُنہ موڑنا دین سے پھر جانا ہے پھر یہ آیت پڑھی قال عز من قائل ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم ✤ اگر جنت کے طالب ہو اور خدا کی رضامندی درکار ہو تو سعی اور جنگ نہ کرو بلکہ سعی وکوشش عمل میں لاؤ سب سے پہلے جسنے یہ الفاظ سُنکر حملہ کیا ابو الہیثم بن التیہان تھا زخم کھا کر ہوکر پیہم حملے کرتا اور لڑتا تھا آخر قتل ہوگیا رحمۃ اللہ علیہ ایک انصاری عورت نے اسکا بہت اچھا مرثیہ کہا ؎ منع الیوم ان اذوق الرقاد ✤ مالک قد مضی وکان عتادا ✤ یا ابا الہیثم بن تیہان انی صرت ✤ للھم معیدا وسادا ✤ اصبحوا غرضۃ لکل عقاب ✤ رحم اللہ تلکم الاجساد ✤ ان کے

بعد خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین نے رجز پڑھی اور حملہ کرکے معاویہ کے لشکر کے کئی آدمی قتل کئے پھر شہید ہوا انکا مرثیہ اسکی بیٹی ضبیعہ نے کہا ؎ عینی جودی

علی خزیمۃ بالدمع + قتیل الاحزاب یوم الفرات + قتلوا ذالشہادتین عیانا + ادرک اللہ منہم بالثارات + لعن اللہ معشر اقتلوہ

ورماھم بالخزی والآفات + پھر ابو خالد انصاری کے دونوں بیٹوں خالد اور خلدہ نے میدان جنگ کی راہ لی خالد حملہ کرتا ہوا یہ کہتا تھا ؎ ھذا علی

والھدی یقودہ۔ من خیر عیدان قریش عودہ + اور بوقت حملہ خلدہ کی زبان پر جاری تھا ؎ ھذا علی والھدی اماما

ھذا الذی نتبعہ قداما + دونوں نے بڑھ بڑھ کر حملے کئے اور لشکر معاویہ کے چالیس بہادر قتل کر ڈالے آخر کار جام شہادت نوش کیا رحمہما اللہ

یہ دیکھکر اشتر رو پڑا امیر المومنین نے دیکھکر کہا اللہ تجھے نہ رلائے تو کیوں روتا ہے اشتر نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی آپ کی خدمت گذاری میں قتل ہو

ہوکر درجہ شہادت حاصل کر رہے ہیں اور میں ویساہی موجود اور سعادت شہادت سے محروم ہوں میں اس سبب سے رو رہا ہوں حضرت علی نے نوازش فرما کر تعریف

کی اور خوشخبری دیکر یہ اشعار فرمائے ای یومیک من الموت افر + یوم لم یقدر ام یوم قدر + یوم لا یقدر لا اخشی الردی + وعن

المقدور لا ینجی الحذر + اس جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے دیکھا کہ معاویہ کا کچھ لشکر ایک بلندی پر موجود ہے بڑی چستی سے حملہ کیا

اور انہیں وہاں سے ہٹا کر اکثروں کو قتل کر دیا سعد بن قایل عجلی نے اس حال کو نظم کیا ہے ؎ لست انسی مقام غسان باللیل + ولو عشت ما

اطل الغمام + القصہ لڑائی اس شدت کے ساتھ جاری رہی سواروں نے پیدل ہوکر اور گھٹنے ٹیک ٹیک کر ایک دوسرے کے سینہ پر شمشیر زنی کی جھنڈے زمین

پر پڑے تھے اور اس قدر گرد و غبار اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آتا تھا نمازیں بھی قضا ہوگئیں کسیکو اتنی مہلت نہ تھی کہ نماز پڑھتا۔ صرف اشارہ اور

اور تکبیروں سے ارکان نماز ادا کرتے تھے ہر شخص حرب و ضرب میں سعی بلیغ کر رہا تھا اور معاویہ کا لشکر بھی ثابت قدمی کے ساتھ جان لڑا رہا تھا یہانتک کہ رات ہوگئی اور لڑائی بدستور

ہوتی رہی بہادر قتل و قمع کر رہے تھے یہانتک نوبت آپہنچی کہ ہاتھوں سے پکڑتے دانتوں سے کاٹتے تھے امیر المومنین کبھی جنگ کرتے اور کبھی بجانب آسمان

سر اٹھا کر دیکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔ یَا اللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا اللّٰہُ یَا اِلٰہَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ نُقِلَتِ الْاَقْدَامُ وَ

اُفْضِیَتِ الْقُلُوْبُ وَرُفِعَتِ الْاَیْدِیْ وَامْتَدَّتِ الْاَعْنَاقُ وَشَخَصَتِ الْاَبْصَارُ وَطُلِبَتِ الْحَوَائِجُ

اِنَّا نَشْکُوْ اِلَیْکَ غَیْبَۃَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَکَثْرَۃَ عَدُوِّنَا وَتَشَتُّتَ اَھْوَائِنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا

وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ یعنے اے یکتا اور یگانہ اور پاک اللہ جہان کے پیدا کرنے اور محمد کے بھیجنے والے خدا پناہ

چاہنے والے تجھی سے پناہ چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف دل جھکتے اور ہاتھ بلند ہوتے ہیں گردنیں تیری طرف اٹھتی اور آنکھیں تیری طرف امید کی نگاہوں

سے تکتی ہیں تجھی سے آرزو طلب کیجاتی ہے بیشک ہم تیری جناب میں شکایت کرتے ہیں کہ ہم سے ہمارا پیغمبر علیحدہ ہوگیا ہے اور ہمارے دشمن ہشیار ہوگئے

ہیں اور ہمارے پریشان کرنے والوں کی تعداد بڑھ گئی ہے اے خدا ہمارے کاموں کو حل فرما اور ہم میں اور اس قوم میں حق کو ظاہر کر تو سب سے بہتر کارساز

ہے اسکے بعد لشکر کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا سیرو وعلی برکت اللہ یعنے خدا کے فضل و برکت کے بھروسہ پر حملہ کرو پھر فرمایا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کلمۃ التقوی

اب امیر المومنین نے شیر غضبناک کیطرح اسی تاریکی شب میں لشکر معاویہ پر حملہ کیا آپ کے طرفدار بھی پشت حملہ کناں موجود تھے جبوقت حضرت علی کسی شامی

کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے تھے تو زبان مبارک سے تکبیر فرماتے تھے ابو محمد احمد بن اعثم کوفی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ اس شب کو امیر المومنین علی کی پانسو

تئیس تکبیریں شمار میں آئیں اور ہر تکبیر پر آپ نے ایک شامی قتل کیا تھا شام کے بزرگ لوگ آج شب کو عین ہنگامہ کارزار میں زاری کناں تھے

اور فریاد کرتے تھے کہ خدا سے ڈرو اور ان تھوڑے سے باقی ماندہ آدمیوں کو جو ہزاروں میں سے باقی رہ گئے ہیں چھوڑ دو ان کے بیوی بچوں پر رحم کرو

اب تو جنگ سے باز آؤ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلتا تھا تمام رات اسی طرح جنگ جاری رہی سورج نکل آیا تب بھی وہ خونریز جنگ ہو رہی تھی اب دن چڑھا

مگر وہ آتش جنگ ذرا کم ہوتی تھی اور جوان پیہم حملے کرتے اور جوان مارے جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ بعض معتبر شخصوں نے اس رات اور اس دن کے کشتوں کو شمار کیا تھا تو طرفین کے چھتیس ہزار آدمی مارے گئے تھے ابھی جنگ جاری تھی کہ معاویہ نے یہ حال دیکھ کر عمرو عاص سے کہا تو نے جو تدبیر سوچ رکھی تھی وہ کہاں ہے اس کا وقت ہے کہ کسی تدبیر سے علی کی جماعت اور کام میں خلل ڈالے ورنہ ہم سب مارے گئے اور لشکر شام میں ایک شخص بھی زندہ بچیگا جو اسلحہ ہی اٹھا لیجائے۔ عمرو نے کہا حکم دے کہ خیموں میں جسقدر قرآن شریف ہیں انہیں نیزوں پر باندھکر لشکر علی کے سامنے بلند کریں اور بلند آواز سے کہیں کہ اے مسلمانوں اگر تم مسلمان ہو تو ان قرآن شریفوں کیطرف دیکھو جو ہمیں نیزہ کی نوکوں پر لٹکا رکھے ہیں تامل کرو یہ کلام الٰہی اور وحی منزل ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور اس کے مطابق تم سے پیش آتے ہیں اگر تم بھی مسلمان ہو اور خدا کو پہچانتے ہو اور قرآن شریف پر ایمان لائے ہوئے ہو تو اسی قرآن کے مطابق تم بھی ہم سے سلوک کرو اے معاویہ یہ وہ حیلہ ہے جو ایسے موقع کے لئے رکھ چھوڑا تھا میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے منشا اور مرضی کے مطابق کام نکالے گا ماسوا ہم نے اشعث بن قیس اور کچھ اسی سے ہمارا لشکر علی کو ذرب دیکر ڈگمگا دیا ہے اور وہ ایسے ہی حیلہ کے منتظر ہیں یقیناً جو وقت قرآن شریف نیزے کی نوکوں پر بلند ہو گئے لشکر علی کا ایک آدمی بھی جنگ کے لئے آگے نہ بڑھے گا اور جنگ رک جائیگی تمامیوں نے اس بات کو بہت پسند کیا اے العور جاکر قرآن شریف اٹھا لائے اور نیزہ کے سروں پر لٹکائے بلکہ بعض نے کلام الٰہی کے بجائے صرف اینٹیں ہی باندھ لیں اور بعض نے جلد باری سے ایسا ہی کیا کہ قرآن شریف کو نیزہ کی انیوں میں پرو کر بلند کر لیا۔ غرض یہ سب کچھ کرکے شور و دعا کرتے تھے اور کہتے تھے اے علی ہمارے ساتھ قرآن کے موافق برتاؤ کر۔ اور ان چند باقی ماندہ مسلمانوں کو چھوڑ دے اسکے بعد عثمان کا لکھا ہوا قرآن شریف لائے اور اسکو چار نیزوں کی نوکوں پر باندھکر امیر المومنین علی کے سامنے لائے اور بآواز بلند کہا اے عراق والو یہ اللہ جل شانہ کا کلام ہے جو احکام اور امر و نواہی اس کتاب خدا میں درج ہیں ہم انپر رضامند ہیں اور انہی کے مطابق تم سے پیش آتے ہیں ہم اسکے فرضوں سنتوں اور لوازم و شرائط کو عمل میں لاتے ہیں اگر تم بھی صاحب ایمان ہو تو اس کلام الٰہی کا اقرار کرو اور اس کے مطابق ہم سے سلوک کرنا لازم ہے ہماری عورتوں بچوں اور باقی ماندہ جوانوں پر رحم کرو جس وقت عمرو عاص کا یہ حیلہ ظہور میں آیا اور اشعث نے جو اس قرار داد سے آگاہ اور منتظر وقت تھا قرآن شریفوں کو سر نیزہ دیکھا تو امیر المومنین کیخدمت میں دوڑا آیا اور کہا اس کوئی عذر باقی نہیں رہا آپ ہر روز کہتے تھے کہ میں ان کے ساتھ کتاب خدا اور سنت رسول خدا کے مطابق کام کرتا ہوں اب وہ بھی یہی کہتے ہیں اور قرآن شریف لاکر جیسا آپ سن رہے ہیں آواز دے رہے ہیں آپ بھی انکو قبول کریں اور ان باتوں کو عمل میں لائیں ورنہ ہم آپکا ساتھ نہ دیں گے اور آپ کے حکم سے ایک تیر کا چلانا تک بھی دشمن کیطرف نہ پھینکیں گے امیر المومنین نے کہا تم مجھ سے کہتے ہو کہ کتاب خدا کے مطابق ہم سے برتاؤ کرو ہمیشہ سے میں اسی بات کو نہیں کہہ رہا ہوں اب جو ان لوگوں نے دیکھ لیا ہے ہمیں فتح حاصل ہو گی اور وہ اپنی شکست سے ناچار ہو گئے ہیں اسلئے یہ حیلہ گھڑ لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ اس بہانہ سے ہمیں پس پا کر دیں اور اپنی جانیں بچا لیں اے اشعث ہرگز اس فریب میں نہ آنا اور اس معاملہ کو مکر و دغا سمجھنا حسب قرار داد مصروف جنگ رہو کہ ہم فتح پا چکے ہیں لطف پروردگار حل شانہ سے ابھی نسیم ظفر چلا چاہتی ہے دم بھر اور خاموش رہکر اس بات سے باز آ۔ تجھ جیسے سردار قوم کی زبان سے ایسی کلمات کا نکلنا اوروں کو بھی وسوسہ میں مبتلا کرے گا۔ اور وہ بھی یہی کہنے لگیں گے اشعث نے کہا یا امیر خدا میں تو کبھی اس فعل سے راضی ہونگا ایک گروہ تو ہمیں کتاب خدا اور سنت رسول خدا کی طرف بلائے اور ہم نہ مانیں بلکہ ان پر تلوار کھینچکر جنگ کریں اور اگر اس امر میں آپ کو کسی قسم کا تردد واقع ہو تو مجھے اجازت دیجئے کہ معاویہ سے ملکر اس کیفیت دریافت کروں امیر المومنین نے فرمایا جو صحیح صحیح حال ہے اور ان لوگوں کا مکر و فریب مجھے معلوم ہے میں اس سے تجھے آگاہ کر دیا ہے آئندہ تجھے اختیار ہے اشعث معاویہ کیطرف روانہ ہوا اور قریب پہنچکر پوچھا اے معاویہ یہ قرآن شریف نیزوں پر کس لئے لٹکائے ہیں اس نے کہا اس لئے کہ ہم اور تم قرآن شریف کے احکام مندرجہ کے مطابق باہم صلح اور اتفاق پیدا کریں اور ان تمام مضامین الٰہی کے مطابق عمل در آمد کریں اشعث نے کہا درست ہے اس کے بعد پلٹ کر حضرت امیر المومنین میں حاضر ہوا اور معاویہ کی گفتگو عرض کی پھر ایک شامی ابلق گھوڑے پر سوار اور کھلا ہوا قرآن شریف ہاتھوں پر لئے دونوں صفوں کے

سکتے ہیں اکفرتم اور یہ آواز بلند کہا اے لوگو سنو پھر یہ آیات پڑھیں الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون نصیبا من
الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینہم ثم یتولی فریق منہم وہم معرضون وان یکن لہم الحق یاتوا الیہ مذعنین افی
قلوبہم مرض ام ارتابوا ام یخافون ان یحیف اللہ علیہم ورسولہ اولئک ہم الظالمون واطعنا واولئک ہم المفلحون خلاصہ
مطلب یہ ہے کہ ایک گروہ ہے جسے کتاب الہی کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ اس کے مندرجہ احکام کے مطابق ان کے ساتھ برتاؤ کیا جائے مگر وہ انکار کرتے اور
احکام الہی کو قبول نہیں کرتے اور شامی کا مدعا یہ تھا کہ اس مضمون کو لشکر امیر المومنین کی طرف عاید کرے غرض جسوقت شامیوں نے نیزوں پر قرآن شریف لٹکائے اشعث کے
دھوکہ اور فریب میں آکر راہ راست سے پھر گیا اور لشکر علی علیہ السلام میں ان باتوں کا چرچا ہونے لگا ہر شخص اپنی سی کہتا تھا اور سب کی رایوں میں اختلاف واقع ہوگیا
کوئی کہتا تھا کہ ہمیں کتاب خدا کی طرف بلاتے ہیں قبول کر لینا چاہیے اور کوئی یہ کہتا تھا کہ ہم ان لڑائیوں سے تنگ آگئے ہیں اور ہمارے سب بہادر ہلاک ہو چکے ہیں
آج مخلصی کی نوبت آپہنچی ہے ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے تاکہ باقی آدمی ہلاک ہو جائیں ایک اور گروہ یہ کہہ رہا تھا کہ یہ سب سازش اور مکر ہے جسطرح ہم کل جنگ کر
رہے تھے اسیطرح آج بھی ان سے مقابلہ کرنا چاہیے الغرض ہر شخص ایک نئی بات کہتا تھا اسی اثنا میں سفیان بن ثور الکری نے کھڑے ہو کر کہا اے اہل
عراق ہم شامیوں سے اسلئے لڑ رہے تھے کہ انہیں کتاب الہی کی طرف متوجہ کریں وہ انکار کرتے تھے آج وہ ہمیں اسی کتاب خدا کی طرف بلاتے ہیں پھر ہم کیسے انکار
کر سکتے ہیں اگر ہم انکار کریں گے تو ان کو ہم سے جنگ کرنا برحق ہو جائیگا جیسا کہ کل تک ہمیں ان کے ساتھ لڑنا حلال تھا اور علی ابن ابی طالب اس بات کو نہیں
مانتے اور جس امر کو شامی چاہتے ہیں اسکی پروا نہیں کرتے محض اپنے کام کی دھن میں مصروف ہیں اور ہمیں لڑنے کے لیے حکم دیتے ہیں کیا ہم اس جنگ سے کریں گے
ہمارے تمام بہادر ہلاک ہو چکے ہیں مصلحت یہی ہے کہ اب صلح اور صفائی ہو جائے پھر کردوس بن ہانی سکونی کھڑا ہو گیا اور بولا ہمنے معاویہ سے بیزاری اختیار
کی ہے اور ہمیں یقین کامل ہے کہ ہمارے کشتے شہید ہیں اور ہمارے زندہ مرد آتش دوزخ سے بری ہیں اور علی راہ حق اور طریق نیک پر ہے بس ان معاملات
میں انصاف ہی کی بات کہونگا اور جو شخص راہ حق پر ہوگا وہ ضرور منصف ہوگا ان تمام امور میں زیادہ قیل وقال کی حاجت نہیں علی حق پر ہے اور حق کی پیروی ضروریات
سے ہے جس شخص نے علی کا ساتھ دیا اسنے مخلصی پائی اور جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔ میرا تو یہی اعتقاد ہے اور سلام۔ اسکے بعد خالد بن معمر دوسی نے اٹھکر کہا اے
امیر المومنین ہم اسلئے خاموش بیٹھے ہیں کہ ہم سے بڑھکر اوروں کو طاقت گویائی حاصل ہے بلکہ ہماری طبیعتوں میں بھی جوش وخروش موجود ہے ہم بہت کم گفتگو کرتے ہیں
کہ قدر بخس نہ جائے اب تک ہم اسی خیال میں تھے کہ جبکہ مدعا حاصل ہے اور ہم حق پر ہیں اور آپ کی خدمت اور متابعت کے سبب ہمیں تمام سعادتیں حاصل ہیں
تو بے فائدہ بولنے کی کیا ضرورت ہے مگر اب بعض آدمی اپنی فصاحت کا استعمال کرنے لگے ہیں اور ہم سے بڑھکر چلنا چاہتے ہیں تو ضرور ہوا کہ ہم بھی کچھ بولیں
خلاصہ یہ ہے کہ ٹھیک رائے وہی ہے جو آپ کی رائے ہے اگر آپ مصلحت دیکھیں تو ان لوگوں کی بات جنہوں نے نیزوں پر قرآن شریف باندھ رکھے ہیں اور ہمیں احکام
خدا کی طرف ہدایت کرتے ہیں منظور فرمالیں اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ انکا مکر و فریب ہے اور وہ اس دغابازی سے آپ کے نیچے سے رہا ہونا چاہتے ہیں تو آپ کچھ فکر نہ
فرمائیں بدستور اپنے کام میں مصروف رہیں ہمیں آپکی اطاعت اور فرمانبرداری میں کچھ پس وپیش نہیں ہے ہر امر میں آپ کا ارشاد افضل اور بہتر ہے والسلام
پھر حصین بن منذر نے جو عمر میں اس سے کم تھا کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ اس دین کی بنیاد تسلیم و رضا پر ہے امور شرع میں خیالات اور قیاس کو دخل نہ دو۔
اپنے دین کو شک وشبہ سے خراب نہ کرو اور یقین جانو کہ امیر المومنین علی جو کچھ فرماتے اور عمل میں لاتے ہیں سب صحیح اور برحق اور موجب امن ہے اگر مخالف کے
کلام کے جواب میں آپ انکار فرمائیں تو ہمیں بھی انکار کر دینا چاہیے اور اگر آپکی زبان مبارک سے ہاں نکلے تو ہمیں بھی آپ کی متابعت اور اطاعت لازم ہے ہمیں
تمام امور میں فرمانبرداری اختیار کر رکھی ہے اور اب بھی مطیع ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے والسلام اب رفاعہ بن شداد بجلی اٹھا اور یہ رفاعہ اصحاب امیر المومنین علی
میں سب سے زیادہ فاضل شخص تھا بولا اے لوگو کوئی مشکل امر لاحق نہیں ہوا نہ یہ کوئی بڑی بات ہے یہ قوم آج ہمیں اس امر کیطرف توجہ دلاتی ہے جسکی طرف

ہم انہیں بلاتے تھے اب دیکھ لینا چاہئے اگر وہ راستی پر ہیں اور دغا و فریب سے کام لینا نہیں چاہتے تو ہمیں ان کی بات مان لینی چاہئے ورنہ کچھ اور غور ہو
اور امیرالمومنین سے اتفاق نہ کریں اور آپ کی خلافت اور امامت پر رضامند نہ ہوں تو ہمیں اپنا کام جاری رکھنا چاہئے یہ تلواریں ہمارے ہاتھوں میں ہیں انہیں
بدستور قتل کریں تاوقتیکہ راہ راست پر نہ آویں اور امیرالمومنین علی کی بیعت اور فرمانبرداری اختیار نہ کریں والسلام لشکر کے مشہور و معروف سرداروں اور امیروں میں
سے ہر شخص نے اسی قسم کی رائے دی پھر امیرالمومنین علی کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا جو کچھ آپ کی رائے مبارک ہو وہی ہماری رائے ہے آپ حکم دیں کہ ہم اسے بجا
لائیں اور بیس ہزار شمشیر زن آدمی جو سر سے پاؤں تک اسلحہ میں غرق تھے تلواریں کھینچے ہوئے آپ کے سامنے آئے یہ وہ لوگ تھے جن کی پیشانیوں پر سجدوں کے
نشان ہویدا اور ان میں کچھ لوگ قاری قرآن بھی تھے بعد ازیں ان کے دلوں پر شقاوت چھا گئی اور وہ داخل خوارج ہو گئے جسوقت یہ بیس ہزار مرد اس صورت
و ہیئت خدمت امیرالمومنین میں حاضر ہوئے تو سب نے اظہار اطاعت کیا مگر انمیں سے ایک قاری قرآن نے جو بعد میں خارجی ہو گیا آگے بڑھکر کہا تم جانتے ہو کہ ہم نے
عثمان کو اسی واسطے مار ڈالا تھا کہ ہم اس سے یہ کہتے تھے کہ ہمارے ساتھ قرآن شریف کے احکام کے مطابق عمل درآمد کر وہ انکار کرتا تھا اب یہ لوگ تجھے کتاب خدا
کیطرف بلاتے ہیں تو ان کا کہا مان ورنہ ہم تجھے گرفتار کرکے ان کے حوالے کر دیں گے یا جسطرح عثمان کو مار ڈالا اسیطرح تجھے بھی ہلاک کر دیں گے اب انہوں نے
تیرا انصاف کر دیا تو ان کا انصاف کر امیرالمومنین وہ مختلف باتیں اور کلمات مخالفانہ سنتے تھے اور تعجب و تامل کرتے ہوئے خاموش تھے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا اے قوم کیا میں ہی
شخص نہیں ہوں جس نے سب سے پہلے قرآن شریف کا اقرار کیا اور اسے مانا ہے اور شروع واقعہ سے اب تک یہی بات میں لئے کہہ رہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں اور انہیں کتاب
الہی کیطرف بلاتا ہوں پھر مجھ سے یہ کہنا کیسا کہ تو کتاب الہی کے احکام کے خلاف عمل کرتا ہے اول دن سے ان لوگوں کے ساتھ میرا یہی کلام ہے اور رہیگا لیکن اصلی
بات ہے کہ میں کل تک تمہارا حاکم تھا اور آج محکوم ہوں اور کل تک تمکو روکنے والا تھا اور آج روکا ہوا اب میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ تمہاری حالت برگشتہ دیکھتا ہوں
اور اس واقعہ کے سبب میری زبان بند اور طبیعت کند ہوگئی ہے۔ مجھ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں جبکہ میں کہہ چکا ہوں کہ یہ ایک مکر و فریب ہے جسکے ذریعہ سے وہ ہمارے
ہاتھ سے رہائی پانا چاہتے ہیں تم میرا حکم نہیں مانتے بلکہ مجھپر تہمت لگاتے ہو اصل بات یہ ہے کہ تم جنگ سے اکتا گئے ہو اور زندگانی کو اچھا سمجھتے ہو اب امر حق تمہارے
ہاتھ میں ہے اور میں تمہیں اس فعل کے لئے تکلیف نہ دونگا تم بچنا چاہتے ہو جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا آئندہ تمہیں اختیار ہے اگر میرے حکم پر چلتے سعادت اور ہدایت حاصل
کرتے اور جبکہ تم اپنی خواہشوں کو عمل میں لاتے ہو تو میں تمکو روک نہیں سکتا والسلام ان لوگوں نے کہا تو آدمی بھیجکر اشتر کو بلوالو جو برابر جنگ کر رہا ہے اور اشتر اسوقت عین معرکہ
میں مشغول تھا اور فتح یابی کے ظہور عیاں تھے قریب تھا کہ وہ معاویہ کو شکست دے اور اس کے لشکر کو ابتر اور پریشان کرکے بھگا دے امیرالمومنین علی نے اشتر کے پاس
قاصد بھیجا کہ جنگ سے ہاتھ روک کر واپس آ اشتر نے قاصد سے کہا جا امیرالمومنین سے کہدے کہ اب واپس آنے کا وقت نہیں ابھی فتح حاصل ہوا چاہتی ہے ذرا توقف
کرو اور مجھے واپس نہ بلاؤ قاصد نے واپس آکر اشتر کا جواب سنایا اور جس جگہ اشتر جنگ کر رہا تھا وہاں سے زیادہ تر غل و شور اور غبار عظیم اٹھا ان لوگوں نے امیرالمومنین سے
کہا ہمنے تو آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ اشتر کو واپس بلالو کہ وہ جنگ نہ کرے اور تم نے اسے یہ کہلا بھیجا کہ جنگ میں زیادہ سعی و کوشش کرے جب آپ کا قاصد وہاں سے
پھرا ہے اشتر زیادہ تندی و سختی سے جنگ کرنے لگا ہے امیرالمومنین نے کہا سبحان اللہ میں نے تمہارے سامنے ہی باواز بلند قاصد سے کہا تھا کہ اشتر سے کہہ کہ
جنگ سے ہاتھ روک لے اور واپس آ میں نے قاصد سے اس کے سوا تو کچھ اور نہ کہا تھا نہ اس سے تنہا یا کان میں کوئی کلام کیا تھا پھر فرمایا جا اور اشتر کو واپس بلالا
اور کہہ کہ میں تجھے جنگ کرنے کا حکم نہیں دیتا فوراً واپس آ کیونکہ یہاں ایک فتنہ برپا ہو گیا اور ایک واقعہ ظہور میں آیا ہے قاصد روانہ ہوا اور سب باتیں اسیطرح جاکر
کہہ سنائیں اشتر نے کہا شاید نیزوں پر قرآن شریفوں کے باندھنے کے سبب مجھے واپس بلاتے ہیں قاصد نے کہا ہاں اشتر نے کہا خدا کی قسم میں سمجھ گیا تھا کہ اسی وجہ
سے یہ امر واقع ہوا ہے کیا یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے یہ تو عمرو عاص کا محض ایک فریب ہے جسکے ذریعہ سے وہ بچنا چاہتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ہماری فتح قریب ہے اور
اب دم بھر میں فتحیاب ہوتا ہوں پھر کسطرح واپس چلوں قاصد نے کہا اگر فتح پائی اور پھر واپس جانے پر امیرالمومنین کو زندہ نہ پایا تو کیا ہوگا۔ اشتر نے کہا ایسی جگہ

پر لعنت ہے خدا کی قسم میں تمام جہان کی بادشاہت کو بھی گوارا نہ کروں اگر امیر المومنین کو نہ دیکھوں قاصد نے کہا یہی بات ہے اور صاف صاف تمام کیفیت جو اُن لوگوں نے امیر المومنین کے روبرو آکر بیان کیا تھا کہ اشتر کو جنگ سے واپس نہ بلایا تو ہم عثمان کیطرح آپ کو بھی قتل کر دیں گے کہہ سنائی اشتر سنکر سخت غضبناک ہوا تلوار پھینک اُٹھ کھڑا اور کہتا تھا اے اہل عراق اور اے منافق اور ذلیل لوگو اور اے فساق اور دشمن گروہ یہ کیا بیہودہ حرکت ہے جو تم نے اختیار کی ہے اس کہ مراد بر آئی اور فتح وظفر حاصل ہوئی اور فضل الہی اور مدد خدا سے حصول مقاصد کا جلوہ رونما ہوا تو تم نے فتنہ برپا کر دیا اور ابن ہانیہ کے مکر و فریب میں آکر گمراہ ہو گئے اور اس ظالم کی دغابازی میں آکر ایسے بیہودہ کلمے کہنے لگے مجھے جنگ پر سے واپس بلا لیا کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ عمرو عاص کا مکر و فریب ہے غرض رنج و الم سے نہایت دلگیر ہو کر اسی قسم کے کلمے کہے اور خاموش ہو کر کھڑا ہو گیا اشعث بن قیس نے کہا ہم کل تک خدا کیواسطے اُن سے جنگ کر رہے تھے اور آج بھی خدا کے لئے اُن سے جنگ موقوف کرتے ہیں اشتر نے کہا خدا کے واسطے ایسی باتیں نہ کہو اور اپنے آپ کو غلط فہمی میں نہ ڈال مجھے ایک لحظہ کی مہلت دے کہ فتحیابی کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں مجھے اجازت دے کہ واپس جا کر ابھی نہایت خوش اسلوبی سے اس مہم کا خاتمہ کئے دیتا ہوں اشعث نے کہا میں اجازت نہ دوں گا کیونکہ مصلحت وقت نہیں اشتر نے کہا صرف ایک ہی حملہ اور کر لینے دے اس سے زیادہ جنگ نہ کروں گا کہ فتح پا لونگا پورا یقین ہے کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے وہ پھر مجھے حملہ آور دیکھ پائینگے تو بھاگ نکلینگے اور فتح و نصرت ہمیں نصیب ہوگی اشعث اور دوسرے شخصوں نے جواب دیا تو اس جنگ کا مواخذہ دار رہے گا اور اگر ہم نے اجازت دی تو اس گناہ میں ہم بھی تیرے شریک حال ہو جائینگے اشتر نے کہا لشکر کے شریر مارے گئے اور کتنے لوگ زندہ رہ گئے اور تم آج تک راہ حق پر تھے اب راہ باطل پر چلنے لگے بہت جلدی اس کے وبال میں گرفتار ہوگے قاریوں اور لوگوں نے آواز دی کہ ایسے کلمات سے باز آ جب کہ ہم سروں پر قرآن شریف لٹکتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور آوازیں سن رہے ہیں کہ وہ ہمیں قرآن شریف کے احکام کیطرف بلا رہے ہیں تو ہم تیری اور علی کی فرمانبرداری ہرگز نہ کریں گے اشتر نے کہا افسوس تمہیں فریب دیا اور تم دھوکہ میں آگئے اور اس جنگ میں تمکو امر حق سے دور جا ڈالا تم نے یہ حالت پسند کر لی اور جنگ سے باز آگئے پھر اُن لوگوں کی طرف منہ کرکے کہا ہم سمجھتے تھے کہ تمہاری پیشانیوں پر سجدوں کے نشان دنیا میں پرہیزگاری و شرفیابی کی علامت ہے اور آخرت میں اللہ جل شانہ کی رضامندی کا موجب ہوگا۔ مگر آج سورج سے بھی زیادہ تر روشن ہو گیا کہ تم طالب دنیا ہو اور خواہشوں کے ہاتھوں میں اسیر۔ تم پر لعنت ہو کہ تم ہم سے دور جا پڑے کاش قوم ثمود کی طرح تم بھی برباد ہو گئے ہوتے اور ہم تمہاری ہم نشینی اور بداعتقادی کی آلائش سے بچے رہتے پھر انکو گالیاں دینے لگا اور وہ بھی گالیوں سے پیش آئے اور ایک کوڑا اس کے منہ پر مارا اشتر نے بھی انکے منہ پر کوڑا لگایا آخر کار ایک دوسرے کے قتل کا ارادہ کیا اشتر کے چچا کی اولاد اشتر کی طرفداری کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے قریب تھا کہ دوسرا فساد برپا ہو جائے امیر المومنین نے انہیں تسلی دی اور حضرت کے ایک ہوا خواہ نے کہا اے اشتر حضرت علی علیہ السلام نے اُن لوگوں کی بات قبول کر لی ہے تو کس لئے رضامند نہیں ہوتا اشتر نے کہا جس امر سے امیر المومنین رضامند ہیں میں بھی رضامند ہوں۔ الغرض معاویہ کا کام بن گیا حالانکہ وہ بالکل نا امید ہو چکا تھا بلکہ اُسے اپنے زندہ رہنے کی بھی آس نہ رہی تھی اب اس حیلہ سے فتح پائی اسنے اس واقعہ کے بعد خود بھی ذکر کیا ہے کہ جسوقت اشتر جنگ کر رہا تھا میں اس سے درخواست کرنیکو تھا کہ میرے واسطے علی سے امان طلب کر کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور ارادہ یہ تھا کہ اسی اثنا میں بھاگ جاؤں لیکن مجھے عمرو بن اطنابہ کے شعر یاد آگئے میں پھر دل کو مضبوط کرکے قدم جمائے اور جنگ کرتا رہا یہانتک کہ علی نے اشتر کو واپس بلا لیا اور وہ چلا گیا اسطرح مراد بر آگئی وہ اشعار یہ ہیں ؎ ابی لی عفتی و ابی بلائی + واخذ الحمد بالثمن الربیح + واعطائی علی المکروہ مالی + وضربی ہامۃ البطل المشیح + وقولی کلما جشأت وجاشت مکانک تحمدی او تستریحی + لادفع عن مآثر صالحات + واحمی بعد عن عرض صحیح + بذی شطب کلون الملح صاف + ونفس ما تقر علی القبیح۔ الحاصل امیر المومنین علی نے فرمایا جبکہ یہ لوگ ہمیں قرآن شریف کیطرف بلاتے ہیں اگر سچائی اور صفائی کے ساتھ یہ ارادہ رکھتے ہیں تو اس سے بہتر اور کیا ہے میں ان سب باتوں سے بہت خوش ہوں اور چاہتا ہوں ان امور کا رواج دوں جن کو کلام الہی رواج دینا چاہتا ہے اور ان طریقوں کو مٹا دوں جنکو قرآن شریف مٹانا چاہتا ہے اور تمکو بخوبی معلوم ہے کہ ہم حضرت رسول خدا صلعم کیساتھ میں حاضر رہکر جنگ حدیبیہ میں مصروف تھے اور صلح کر کے

چاہتے تھے اور یہی ارادہ رکھتے تھے کہ جنگ کریں آنحضرت نے ہمکو جنگ کرنے سے روکا اب یہ لوگ بھی بوجہ اضطراب ہمکو کلام الٰہی کی طرف بلانے لگے اسلئے ہم اُن کے کلام کو قبول کرتے ہیں۔ تم سب خاموش رہکر دیکھو کہ وہ کیا خواہش رکھتے ہیں۔ حریث بن جابر بکری نے کھڑے ہوکر کہا اے گروہ امیرالمومنین کی بات تو سنی میری بات بھی سن لو اگر امیرالمومنین اس مہم سے بے تعلق ہوتے اور اسکے شروع کرنے میں کم رغبتی شریک ہوتے تو ہمیں لازم تھا کہ تمام امور جنگ کے متعلق آپ سے مشورہ لیتے اور اگر جابر ہوجاتے تو آپ سے طالب پناہ ہوتے کہاں یہ کہ آپ خود ہمارے سردار حاکم پیشوا اور رہنما ہیں اور عرصہ سے کار خلافت کے لوازمات کو بہ احسن وجوہ انجام دے رہے ہیں خدا کی قسم امیرالمومنین آج بھی ان کی کسی اور بات کو قبول نہ کرینگے مگر اسی بات کو جس کی آرزو کل کی گئی تھی اور اگر کوئی خیال بدلیں گے اور کسی امر غیر پر رضامند ہوجائینگے تو ہم ناراض ہونگے اور ہمارے پاس ان لوگوں کے واسطے جو امیرالمومنین پر طعن کریں گے شمشیر کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس کے بعد بنی بکر بن وائل کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی حریث بن خالد اور خالد بن معمر شقیق بن ثور کردوس بن عبداللہ وغیرہ امیرالمومنین کے پاس آئے اور کہا حکم آپکا حکم ہے اگر آپ ان لوگوں کی بات کو قبول فرماتے ہیں تو ہم بھی قبول کئے لیتے ہیں اور اگر آپ انکار کرتے ہیں تو ہم بھی انکار سے پیش آئیں گے ہم سب آپ کے فرمانبردار ہیں آپ کی حضور میں حاضر اور کوشش پر آمادہ ہیں جو کچھ ارشاد ہو اسکی تعمیل میں بجان و دل سعی کریں گے اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوشش بلیغ کریں۔ امیرالمومنین نے فرمایا مجھے مناسب ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کے احکام پیش کرتے ہیں اُن کی عزت کروں اور جو کچھ وہ خواست کریں اُنہیں مدد دوں۔ لیکن معاویہ۔ عمرو عاص۔ پسر ابو معیط حبیب بن مسلمہ۔ ضحاک بن قیس اور پسر ابی سرح دیندار اور مطیع قرآن نہیں ہیں میں انہیں خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور اُن کے اخلاق و عادات سے پوری طرح مطلع ہوں کیونکہ پنگھوڑے میں ہونے کے زمانہ سے آج تک اُن کے ساتھ رہا ہوں اور ظاہر و باطن میں اسکے تمام افعال و احوال دیکھتا رہا ہوں لڑکپن۔ شباب اور جوانی کی جو کیفیت تھی وہ یہی تھی جب رجولیت اور پیری کا وقت آیا تو میں نے اسوقت بھی انکا کوئی نیک کام نہ دیکھا میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ قرآن شریفوں کا نیزوں پر باندھنا محض مکر و فریب ہے اُن کا مجھے قرآن شریف کیطرف بلانا اسلئے ہے کہ میں اسی اسی بات کی جحت رکھتا تھا اور اسی لئے جنگ ہو رہی تھی وہ قرآنی احکام پر رضامند نہ تھے اور خدا تعالےٰ کے اوامر و نواہی کو عمل میں نہ لاتے تھے کتاب الٰہی کو پس پشت ڈال رکھا تھا اب کہ اس مہم کا خاتمہ ہونے کو تھا تم نے میرا ساتھ نہ دیا بلکہ ان کے فریب میں آکر راہ راست سے پھر گئے پس جب تم نے اس مہم سے مخالفت اختیار کی تو میں کیا کرتا ناچار تمہارا کہنا مان لیا اور تم سے مخالفت نہ کی عنقریب تم اپنے اس فعل کا نتیجہ دیکھ لوگے والسّلام۔ اسوقت جو لوگ موجود تھے کچھ تو آپ کے کلام کی تصدیق کرنے لگے کچھ دعا اور ثنا کرنے لگے اور کچھ سر جھکائے خاموش تھے اسی اثنا میں ابوالاعور سلمی دکھائی دیا کہ معاویہ کی طرف سے قرآن شریف سر پر لئے گھوڑے پر سوار چلا آرہا ہے امیرالمومنین کے قریب پہنچکر گویا ہوا کہ ہم میں سے ایک فریق دوسرے کی فرمانبرداری نہیں کرتا۔ طرفین سے بے شمار آدمی ہلاک ہوچکے ہیں ہر ایک گروہ یہی سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں اور مخالف باطل پر ہیں اور اس مہم کا بقیہ حصہ گذشتہ سے دشوار اور خوفناک تر نظر آتا ہے قیامت کے دن ہم سب سے اس جنگ کی بابت حساب لیا جائیگا اور جس مقام پر ہم موجود ہیں اُس کے متعلق جواب طلب ہونگے میں نے اس معاملہ میں ایک بات سوچی ہے جسمیں طرفین کی بہتری منصور ہے اگر میری رائے کے مطابق عمل درآمد ہوا تو ہم تم میں الفت و محبت قائم ہوجائیگی اور خونریزی بند ہوکر یہ آتش فساد بجھ جائیگی اور وہ رائے یہ ہے کہ دو حکم مقرر کرلئے جائیں کہ کتاب الٰہی کے مطابق ہمارا تمہارا فیصلہ کردیں ان دونوں شخصوں میں سے ایک تمہاری طرف سے لیا جائے اور ایک ہماری طرف سے اے علی خدا سے ڈرو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اسکو منظور کرلو والسّلام امیرالمومنین کے لشکر کے ہر گوشہ سے آواز آئی کہ ہم قرآنی حکم پر رضامند ہیں ابوالاعور نے کہا الحمد للہ ہمیں اسکی توفیق نصیب ہوا اور یہ فساد اس طریق سے مٹ جائے پھر ابوالاعور جاکر معاویہ کے لشکر سے کہا کہ میں نے کیا کہا تھا اور اہل عراق نے کیا جواب دیا سب خوش ہوگئے اور تلواریں نیام میں رکھکر ہتھیار کھول لیے اور حکم مقرر کرنے کا قصد کیا عمرو عاص نے معاویہ سے کہا تو نے میری تدبیر کیسی دیکھی تو عراق دریا میں ڈوب چکا تھا میں نے ہی تجھے بچایا ہے معاویہ نے کہا تو سچ کہتا ہے اور مجھے تیری ذات سے جن امور کی امیدیں تھیں وہ سب ظہور میں آئیں اور جس مہم کو میں نے تیری صلاح و مشورہ سے اختیار کیا اسکا شروع بھی اچھا

اور انجام بھی ٹھیک ہوگا ہر ایک امر از مشورہ میں حکم تو مرا مددگار ہو میں قوی دست ہوں الغرض امیر المومنین نے معاویہ کو خط لکھا مضمون یہ تھا۔ بہتر یہ ہے کہ مسلمان آدمی ایسے اعمال میں مشغول ہو کہ جو شخص سنے اسے اچھا کہے اور ظلم اور جھوٹ سے لوگوں کو ہلاکت میں نہ ڈالے اے معاویہ دنیا سے پرہیز کر اور اس دنیا میں دل نہ لگا۔ آگاہ ہو کہ دنیا کی نعمتوں کو قیام نہیں اور یہاں کی راحتیں کوندنے والی بجلی کی طرح یا تیز رفتار ہوا کی مانند گزر جاتی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالٰی نے جس شخص کے لئے کوئی شے مقدر نہ کی ہو وہ اُسے نصیب نہیں ہو سکتی نہ وہ کسی ایسے درجہ کو پہنچ سکتا ہے بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے غیر حق کی طلبگاری کی اور اسے حاصل نہ کر سکے اور اگر حاصل بھی کر لیا تو چند روز سے زیادہ قابو نہ پایا اور کچھ فائدہ نہ اٹھایا انجام کار عذاب عاقبت میں بُری طرح سے مبتلا ہوئے تو اُس روز کا اندیشہ کر جس دن اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھیگا اور جس اعمال کا ترک تو شیطانی ترغیب سے ہوگا اس پر پشیمان ہوگا مجھے تعجب آتا ہے کہ تو مجھی کو حکم قرآن اور کلام الٰہی کیطرف بلاتا ہے حالانکہ تو خوب جانتا ہے کہ تو خود نہ اہل قرآن سے ہے نہ اُسکے حکم سے علاقہ رکھتا ہے تو سمجھے ہیں کہ سکتا کہ احکام قرآن اختیار کر کیونکہ تیری حالت ایسی اچھی طرح آشکارا ہے کہ ایسے کلمے کہنے کی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے تمہارا یہ کلام کہنا محض مکر و فریب سے علاقہ رکھتا ہے اور سب کو اسکا علم ہو گیا ہے مگر باایں سب کہ کلام الٰہی پر عمل کرتے ہیں میں نے منظور کر لیا کہ میرے اور تیرے درمیان اور دوسرے احکام قرآن تصفیہ ہو جائے اور جو شخص حکم قرآنی سے رضامند نہ ہوگا وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہوگا والسلام علی عبادہ الصالحین معاویہ نے جواب میں لکھا اللہ تعالٰی مجھے اور تجھے عافیت نصیب کرے میں اس جنگ میں محض طلب خون عثمان کے لئے سعی کر رہا تھا اور ڈر رہا تھا کہ مجھے لوگ اس معاملہ میں سستی سے منسوب کریں یا میں حق عثمان کو چھوڑ دوں میں سوچتا تھا کہ اس جنگ میں عثمان کا بدلہ لیلوں گا اور اگر مفلس ہوا اور میں اس معرکہ میں کام آگیا تو بھی اچھا ہوگا کیونکہ نیک نامی کا مرنا ذلت کی زندگانی سے بہتر ہوتا ہے جبکہ جنگ کو بہت طول ہو گیا اور طرفین سے بے شمار جانیں ضائع ہو گئیں تو میں نے اس معرکہ کو ختم کر دینے کا خیال کیا بہت سوچا تو یہی مصلحت دیکھی کہ میرے اور تیرے درمیان احکام قرآنی کے مطابق فیصلہ ہو جائے اسلئے تجھے حکم قرآن کی طرف بلایا۔ اور میرا اصل مطلب و مدعا یہ ہے کہ ظالم اور مظلوم میں امتیاز ہو جائے اور ہم امر معروف اور نہی منکر کے لوازم پر عمل کریں اور قرار داد یہ ہے کہ جس امر کو قرآن رواج دیتا ہے تم بھی اُسے رواج دو اور جسے روکتا ہے اس سے باز رہو پھر انشاء اللہ اس اہم کا فیصلہ ہو جائیگا اسکے بعد امیر المومنین نے عمرو عاص کو خط لکھا کہ دنیا بے بنیاد چیزوں سے آراستہ ہے اور جو شخص تھوڑی سی کوئی دنیاوی چیز حاصل کرتا ہے تو اس کی حرص بڑھ جاتی ہے اور وہ ذخیروں کے جمع کرنے کے لالچ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جسقدر زیادہ جمع کرتا ہے اوسی قدر زیادہ حریص بنتا جاتا ہے اور انجام کار تمام جمع کئے ہوئے سامانوں کو چھوڑ جاتا ہے اور دنیا سے اٹھ جاتا ہے اقبال اور ادبار پر ناز اور خیال کرنا کیا جب مر گیا تو نہ یہ رہی نہ وہ عقلمند وہی شخص ہے جو دنیا کی لالچوں میں نہ پھنسے اور اسکے فنا ہونے والی چیزوں پر نہ پھولے بلکہ اپنی ہمت کو نیکیوں پر منحصر رکھے اور دوں کی نصیحت مانے اے عمرو جس لالچ میں مبتلا ہے اور جس دولت اور ولایت کے لئے جھگڑا اٹھا کر بھروسہ کیا ہے کہ مراد حاصل ہوگی اسکی نسبت تو نے بڑی بھاری غلط فہمی کی ہے یقین جان کہ اگر تجھے وہ ملک مل بھی گیا تو ہمیشہ تیرے قبضہ میں نہ رہے گا اور اسمیں بہت جلدی بڑے انقلابات اور زوال واقع ہونگے کیونکہ دنیا مکار ہے اُسنے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی تجھسے بھی وفا نہ کرے گی تو ان باتوں کو ہیچ سمجھ دنیا کے مال و جاہ کے واسطے معاویہ کے اختیار کردہ اعمال باطل میں اسکی مدد نہ کر والسلام عمرو عاص نے جواب میں لکھا آپ کا خط اسمقدس پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوا جو جو وعظ اور نصیحتیں آپ نے فرمائی ہیں میں نے بسر و چشم قبول کی ہیں اسلئے میرے اور آپکے درمیان حق حق طور پر محبت اور الفت قایم ہو جائے گی جو شخص حادثوں کے زمانہ میں اپنے دشمن سے احکام قرآنی کے مطابق پیش آتا ہے گویا وہ اپنے دشمن کا انصاف چکا دیتا ہے اور ہم اس معرکہ میں حکم قرآن پر رضامند ہیں اور معاویہ بھی اس حکم پر جو قرآن سے ظاہر ہوگا راضی ہے اے ابا الحسن تم بھی رضامند ہو جاؤ کہ یہ فتنہ مٹ جائے اور مسلمان ان مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچ جائیں اور یقین جانو کہ ہم نہیں کوئی چیز کم یا زیادہ نہ رہیں گے اور نہ گوارا کریں گے مگر اسی قدر کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے لئے زیادہ ہوگا اور اس کے کلام پاک سے ظاہر ہوتا ہوگا والسلام اب اشعث بن قیس امیر المومنین علی

کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین میں دیکھتا ہوں کہ تمام لشکر حکم قرآنی پر راضی ہو گیا ہے اور معاویہ کی رائے سے متفق اور خوش ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں اور حکم دیں تو میں معاویہ کے پاس جاکر اسکا منشا اور مدعا دریافت کروں کہ کیا بات قرار دیتا ہے آپ نے فرمایا اگر تیرا دل چاہتا ہے اور معاویہ سے ملنے اور گفتگو کرنے کی خواہش ہے تو مجھے اعتبار ہے اشعث معاویہ کے پاس گیا اور کہا میں نے تمہارا کہا قبول کر لیا اور جنگ ملتوی کر دی اب تم کیا چاہتے ہو معاویہ نے کہا یہ رائے ہے کہ دو حکم مقرر کئے جائیں ایک کو تم پسند اور منتخب کرو اور ایک کو جسے ہم پسند کرتے ہوں ہم مقرر کریں اور یہ امر قرار دیا جائے کہ وہ مطابق احکام قرآن طرفین کے حق میں فیصلہ کریں اور ہم ان کے پس کردہ فیصلہ کو اختیار کر لیں اشعث نے کہا بہت خوب رائے ہے اور اس سے زیادہ بہتر اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی واپس آکر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام کیفیت کہہ سنائی۔

حکمین کا قصہ ۳۷ھ

اہل شام قرآن حوالی دونوں لشکروں میں جمع ہو کر قرآن شریف لائے۔ پڑھتے اور معانی اور مطالب پر غور و تامل کرتے تھے انجام کار سب متفق ہو کر کہا کہ جس طریق کو احکام قرآنی رواج دیتے ہیں اسے رواج دیا جانا چاہئے اور جنہیں مٹاتے ہیں انکو مٹانا چاہئے جب اس تجویز کو امیر المومنین علیؓ اور معاویہ اور دونوں لشکروں کے سرداروں اور امیروں سے کہا تو سب نے رضامندی ظاہر کی اور یہ بات قرار پائی کہ دو حکم مقرر کرکے انہیں ایک برس کی مہلت دیں کہ اس عرصہ میں اس معاملہ کی تمام برائیوں بھلائیوں اور نفع و نقصان پر خوب اچھی طرح غور و فکر کرکے تحریر پیش کریں انجام کار یہ بات اتفاق کے ساتھ منظور کر لی گئی امیر المومنین علیؓ اور معاویہ بھی رضامند ہو گئے کہ اب اس سے زیادہ کچھ نہ کریں اور جو کچھ حکم لوگوں کی رائے ہو اس پر عمل کریں شامیوں نے کہا ہے عمرو عاص کو مقرر کیا اشعث اور اس کے گروہ نے جو بعد میں خارجی ہو گیا کہا ہے ابو موسے اشعری کو منتخب کیا کیونکہ وہ رسول خدا کے اصحابوں میں سے ہے اور امیر المومنین ابوبکر کا قائم مقام اور عمر کا عامل رہ چکا ہے امیر المومنین علیؓ نے کہا میں اس معاملہ میں ابو موسے اشعری سے رضامند نہیں ہوں اور نہ اسکو اس امر میں ولی قرار دینا چاہتا ہوں اشعث بن قیس اور زید بن حصین اور عبداللہ بن کوا اور آپ کے ہمراہیوں میں سے اور بھی بعض لوگوں نے کہا ابو موسے اس کام کے لئے خوب ہے اور اس کے سوا ہمیں کوئی دوسرا حکم منظور نہیں ہے کیونکہ وہ ہمیں اس مہم کے خطرات اور نقصانوں سے جنہیں آج مبتلا ہیں پہلے سے ڈراتا تھا امیر المومنین نے فرمایا میں اس سے رضامند نہیں ہوں اور اس معاملہ میں اسے حکم مقرر کرنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ مجھ سے بھاگ چکا ہے اور عرصہ دراز تک میری پیٹھ پیچھے میرے کاموں میں خلل انداز رہا ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ دشمنی کا دم بھرا کیا ہے لوگوں کو میری بیعت اور فرمانبرداری سے روکتا اور نفرت دلاتا رہا ہے چنانچہ تم سب کو یہ امور اچھی طرح معلوم ہیں کہ وہ مجھ سے ہمیشہ خوف زدہ رہتا تھا میں نے اسے مطمئن کیا اور اپنے پاس بلایا مگر پھر بھی جب کبھی اُسے موقع ملتا رہا لوگوں سے میری برائیاں بیان کرتا اور انہیں مجھ سے نفرت دلاتا رہا کہ وہ میرے دشمن ہو جائیں اب تم خود انصاف سے دیکھو کہ میں ایسے شخص کو اپنا امین کس طرح تصور کر لوں اور کس بھروسہ پر اُسے ایسے ضروری اور اہم کام پر مقرر کر دوں میں تو اس کے تقرر پر کسی طرح بھی رضامند نہیں ہوں میں یہ کام اس کے حوالہ کرتا ہوں۔ اشعث عبداللہ اور حصین نے اس وجہ کہ معاویہ اور عمرو عاص سے وعدے وعید کر لئے تھے ابو موسے کو حکم مقرر کرنے پر اصرار کیا امیر المومنین نے فرمایا اگر حکم ہی مقرر کرنا ہے تو عبداللہ بن عباس موجود ہے اسے حکم مقرر کرلو اس گروہ نے کہا اس معاملہ میں تم اور عبداللہ ایک ہی ہو عبداللہ تمہارا ہے اور تم عبداللہ کے ہم اسے بالکل نامنظور کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر عبداللہ بن عباس کو پسند نہیں کرتے تو اشتر کو حکم قرار دے لو اشعث نے کہا یہ آتش فتنہ تو اسی کی بھڑکائی ہوئی ہے پھر اسے کس طرح حکم مقرر کریں امیر المومنین نے فرمایا اشتر کا حکم مقرر کرنا کچھ برا نہیں وہ کیا کرے گا کیا قرآن شریف کے احکام سے الگ ہو جائیگا اشعث نے کہا اشتر کی یہ کیفیت ہے کہ اُسے چھوڑ دو وہ شمشیر باری سے باز نہ آئیگا تاوقتیکہ اس مہم کو حسب مراد انجام نہ دے گا اشتر نے کہا اے اشعث تو یہ بات اس سبب سے کہتا ہے کہ امیر المومنین نے تجھے ریاست سے معزول

کر دیا ہے اور اس کام کے لائق نہ تھا۔ اشعث نے کہا خدا کی قسم جب مجھے مرتبہ دیا تھا میں خوش ہوا تھا اور جس وقت معزول کیا مجھے کچھ بھی رنج نہیں ہوا۔ امیر المومنین نے فرمایا معاویہ نے اس معاملہ میں عمرو عاص کو حکم مقرر کیا ہے کیونکہ اسے اس پر ہر طرح کا اعتماد اور بھروسہ ہے اور وہ جانتا ہے کہ تمام امور میں عمرو عاص میری رضامندی مد نظر رکھتا ہے عمرو قریشی ہے اور اس کے مقابلہ پر قریشی ہونا لازم ہے اس لئے عبداللہ بن عباس سے بہتر اور کوئی دوسرا شخص نہیں ہو سکتا وہی عمرو کے ہر عقدہ کو کھول سکتا ہے اور اس کے ہر ایک مدعا کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔ اشعث اور اس کے ہمراہیوں نے کہا ہم ہرگز اس بات پر رضامند نہیں ہو سکتے کہ دو قریشی ان کے حکم ہمارا تصفیہ کریں ایک نظری ہو تو دوسرا یمنی کہ اس کام کو اچھی طرح طے کریں۔ امیر المومنین نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ اس یمنی شخص کو عمرو عاص فریب دے گا کیونکہ وہ بڑا مکار ہے اور دو یمنیوں سے ابو موسیٰ کو حکم مقرر کرنا چاہئے اول یہ کہ وہ مجھ سے عداوت رکھتا ہے دوسرا یہ کہ وہ بے عقل ہے اس کام میں عمرو عاص جیسے شخص کے مقابلہ پر برسر نہیں آ سکتا۔ اشعث نے کہا اگر یمانی اور نظری کوئی ایسی تجویز پیش کریں گے کہ ہمیں اس کا کوئی پہلو پسندِ خاطر نہ ہوگا تب بھی ہم اس فیصلہ کو اس سے زیادہ اچھا سمجھیں گے کہ دونوں نظری ہماری مراد کے موافق تصفیہ کریں۔ امیر المومنین نے پوچھا تو تم ابو موسیٰ کے سوا اور کسی کو حکم مقرر کرنا نہیں چاہتے انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ہم اسی کو اس کام کے قابل سمجھتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ امیر المومنین نے فرمایا جب مجھے کچھ اختیار ہی نہیں اور تم خود مختار ہو تو تم جانو جو دل میں سماتا ہے کرتے ہو اے خدا تو گواہ رہیو کہ میں اس قوم کے افعال سے بیزار ہوں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس پر رضامند نہیں ہوں۔ احنف بن قیس تمیمی نے آ کر کہا اے لوگو امیر المومنین کا فرمانا سنو ابو موسیٰ اشعری اہل یمن سے ہے اور اس کے اکثر عزیز و اقربا اور چچا کی اولاد معاویہ کی خدمت میں موجود ہیں اور عمرو عاص جس کے مقابلہ پر اسے منتخب کیا ہے بڑا ہی مکار و عیار ہے۔ مناسب نہیں کہ ابو موسیٰ کو اس کام کے لئے مقرر کیا جائے تم مجھے منتخب کرو میں امید کرتا ہوں کہ عمرو عاص کی ہر بند کشاد کا جواب احسن وجوہ عمل میں لاؤں گا اور اگر تم مجھے پسند نہیں کرتے تو کسی اور شخص کو مقرر کرو مگر ابو موسیٰ کا تقرر کسی طرح بھی اچھا نہیں اس سے باز آؤ۔ امیر المومنین نے فرمایا اے احنف یہ لوگ عمرو کے فریب میں آ کر راہ راست سے منحرف ہو گئے ہیں یہ نصیحتیں انہیں کارگر نہ ہوں گی وہ ابو موسیٰ کے سوا اور کسی کو منظور نہ کریں گے اور نہ کسی کی کچھ سنیں گے میں نے اس معاملہ میں گفتگو ہی ترک کر دی ہے وہ خود ہی جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں واللہ بالغ امرہ یعنے اللہ تعالےٰ اپنے حکم کو ظہور میں لانے والا۔ الغرض اس گروہ نے ایک آدمی بھیج کر ابو موسیٰ کو بلایا وہ ان دنوں گوشہ نشین تھا اور اس جنگ سے کچھ دلچسپی نہ رکھتا تھا ایک قاصد نے اس سے کہا کہ باہم صلح کر لی ہے اس نے جواب دیا کہ شکر خدائے رب العالمین ہے۔ پھر کہا تجھے صلح کے متعلق حکم مقرر کیا ہے اس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر امیر المومنین علی کے لشکر میں آیا اور آتے ہی حضرت سے عرض کی خدا کی قسم جس وقت میں عمرو عاص کو دیکھ پاؤں گا قتل کر دوں گا اسی اثنا میں عبداللہ بن حریش طائی حاضر خدمت بابرکت ہوا اس وقت بوجہ زخموں کے نہایت ہی کمزور تھا آپ نے عبداللہ کو دیکھ کر مرحبا کہا اور نوازش فرما کر پوچھا کیا حال ہے جواب دیا جیسا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں میں نہایت ہی کمزور اور بے طاقت ہو گیا ہوں میری عمر کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا ہے اور زیادہ تر گزر گیا ہے اور میں اس حالت میں صرف ایک بات عرض کرنے آیا ہوں کہ حق امر کو ظاہر کر دوں آپ نے ارشاد کیا کیا کہنا چاہتا ہے بیان کر۔ عبداللہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر سے قربان کیا قرآن کے حکم اور کلام الٰہی کے فرمان کے سوا بھی کوئی اور حکم اور فرمان ہے یہ لوگ ہمارے ساتھ خونریزی سے پیش آ رہے ہیں کیا ہمارے اور ان کے درمیان خدا تعالےٰ کا حکم کافی نہیں جو کسی اور حکم کی تلاش ہے اور جس نے آپ کو اس امر پر مجبور کیا کہ ان سے صلح کر لی جائے اور آپ نے طرفین سے حکم مقرر کرنے پر رضامندی ظاہر کی آپ کو اپنا کام جاری رکھنا اور جنگ سے کام لینا چاہئے تا وقتیکہ اللہ تعالےٰ طرفین میں فیصلہ فرما دے۔ قاریوں کے گروہ نے عبداللہ کی بات سن کر بہت برا بھلا کہا اور اس کے منہ پر مٹی برسانی شروع کی اور کچھ آدمی اس کے قتل پر مستعد ہو گئے۔ امیر المومنین نے فرمایا اس سے باز آؤ جو کچھ اس پر فرض تھا اسے ادا کر دیا۔ عبداللہ انتہائے ضعف و نقاہت سے اٹھ کر چلا گیا اور دو یا تین دن بعد وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔ جب دونوں لشکر حکم مقرر کرنے پر رضامند ہو گئے تو اسلحہ کھول ڈالے اور طرفین کے اراکین اور سردار باہم مل کر بیٹھے اور ایک منشی کو طلب کیا عبداللہ بن ابی رافع حضرت امیر المومنین

علی کا منشی آیا آپ نے فرمایا لکھ کہ امیر المومنین علی اور معاویہ بن ابی سفیان نے یہ قرار دیا ہے۔ معاویہ بولا اگر میں تمکو امیر المومنین جانتا تو کیوں جنگ کرتا آپ نے فرمایا اللہ اکبر اے رسول خدا آپ نے درست فرمایا تھا جبکہ آپ نے مجھے طلب کر کے فرمایا تھا کہ لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ صلح محمد رسول اللہ کیطرف سے اہل مکہ کے ساتھ ہے معاویہ کے باپ ابی سفیان بن حرب نے اسوقت کہا تھا کہ اے محمد اگر میں تیری رسالت کا اقراری ہوتا تو تجھ سے کیوں جنگ کرتا حکم دے کہ تیرا اور تیرے باپ کا نام اور میرا اور میرے باپ کا نام لکھیں حضرت رسول خدا صلعم نے مجھ سے فرمایا جیسا وہ کہتا ہے اسیطرح لکھ دے میں نے رسول خدا کے حکم سے ابو سفیان کے کہنے کے مطابق لکھ دیا جناب رسالت مآب نے فرمایا اے علی تجھے بھی ایک دن ایسا ہی معاملہ پیش آئیگا میں باپ کو لکھتا ہوں تو بیٹے کو لکھنا چونکہ حضرت رسول خدا نے مجھے اس امر سے مطلع فرمایا ہے اب جیسا معاویہ کہتا ہے لکھ دے۔ عمرو عاص نے کہا سبحان اللہ تم ہمیں کافروں کی مانند سمجھتے ہو ہم اور تم دونوں مومن ہیں امیر المومنین نے درشت آواز سے ڈانٹا اور کہا چپ رہ او نابغہ کے بیٹے تو مشرکوں کا دوست اور مومنوں کا دشمن رہ چکا ہے گمراہی میں سب کا سردار اور اسلام میں سب سے گھٹیا اور کمینہ ہے کیا تو اس گروہ میں سے نہیں جسنے حضرت مصطفے سے جنگ کی ہے اور آنحضرت کی برائیاں کرتے رہے ہیں اور کیا ان کے بعد تمنے امت کو فتنہ و فساد میں نہیں ڈالا ہے کیا تو بدترین شخص کا بدترین پسر نہیں ہے اور کیا تو خدا اور اسکے رسول کا دشمن نہیں ہے کیا تو اہلبیت رسول کا بدخواہ نہیں ہے یہاں سے کھڑا ہوجا اور دور ہو کہ تو اسجگہ بیٹھنے اور بولنے کے لائق نہیں۔ عمرو عاص چپکے سے اٹھکر ایک گوشہ میں جا بیٹھا۔ عبداللہ بن خباب نے جو بڑا بہادر اور نامور شہسوار تھا اور فضیلت سابقہ بھی رکھتا تھا کہا اے امیر المومنین تمنے ہمیں جنگ جمل میں جن امور کا حکم دیا ہم نے انکی تعمیل کی اور آپ کے ارشاد کو بسر و چشم بجالائے آج بھی ہم وہی دوست ہیں جو کل تھے ہمارے اعتقاد اور احوال میں کوئی سستی یا کمزوری واقع نہیں ہوئی میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس جھگڑے اور تحریر صلح میں جس کی نسبت گفتگو درپیش ہے کراہت کرتے ہیں اور اس جنگ میں اس قوم کی جانیں تلف ہو چکی ہیں جب انہیں تاب مقابلہ نہ رہی تو کلام الہی سے پناہ گیر ہوئے اور ہماری تلواروں اور نیزوں کی ہیبت و دہشت نے انہیں کلام خدا یاد دلایا ہے آپ نے ان کی بات مان لی اگر آپ ان تمام امور کو منظور فرماتے ہیں تو آپ کی رائے سب سے برتر ہے کیونکہ تم نے ہی سب سے پہلے اسلام اختیار کیا اور تم نے ہی سب سے بعد تک جناب رسول خدا کا دیدار ملاحظہ کیا ہے اور اگر تم ان کے اس ڈھنگ کو منظور نہیں کرتے ہو تو ہم آپ کی حضور میں حاضر ہیں ہماری تلواریں ہمارے کاندھوں پر دھری ہوئی ہیں اور نیزے ہاتھوں میں ہیں ہم نے تم سے بیعت کی ہے اور ایسے اقرار پر ثابت قدم ہیں روگردانی نہیں کرتے آپ کی جو مصلحت ہو ہم اسکی تعمیل کے لئے مطیع و فرمانبردار ہیں والسلام۔ اسکے بعد صعصعہ بن صوحان عبدی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین ہمارے دل آپ کی اطاعت میں محو اور آنکھیں دشمنوں سے جنگ کرنے کی نگراں ہیں تم ہمارے والی اور امیر ہو اور ہم آپ کی رعیت اور فرمانبردار ہیں اور آپ احکام الہی کی بجا آوری اور لوازم دین اور شریعت ایمانی کے رواج میں ہم سے برتر و بہتر اور افضل و مقدم ہیں اور جناب رسول خدا کے بعد آپ ہی ہمارے پیشوا اور امام ہیں کوئی اور شخص آپ سے زیادہ سیاست بھی نہیں رکھتا اس معاملہ میں محض اپنی رائے اور کے مطابق عمل درآمد فرمایئے اگر آپ کو یہ قضیہ ناگوار خاطر ہے تو اسکا خیال نہ فرمائیں کیونکہ یہ آپ پر جبر ہی ہو سکتا ہے۔ کوئی آپ کے معاملہ میں خطا دار ہو سکتا ہے اور اگر اور سب آدمی بھی آپ کی فرمانبرداری سے باہر ہو جائینگے تو ہم تو مطیع فرماں ہیں اگر آپ اس امر کو جس کے لئے یہ لوگ خواہش رکھتے اور ہمیں اسکی طرف رجوع کرتے ہیں قبول فرمائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اگر انکار کرینگے تو ہم آپ کا فرمان بجا لائینگے آپ استخارہ دیکھیں اور جب ارادہ کر چکے ہو تو اللہ تعالے کے فضل پر بھروسہ رکھیں والسلام۔ صعصعہ اپنا خیال عرض کر چکا تو امیر المومنین کو اسکا کلام بہت پسند آیا تعریف و توصیف کی اسکے بعد منذر بن جارود عبدی نے کہا ہم نے معاویہ اور عمرو عاص کی بات سنی اور ان کے کلام کا ظاہر و باطن سمجھ لیا بات یہ ہے کہ جب کوئی ایسا معاملہ آپڑے کہ اسے انجام نہ دے سکتے ہوں تو واجب ہے کہ اسے مان لیا جائے ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ اس قوم کے ساتھ وہ برتاؤ کرتے جس سے انکو نقصان پہنچتا اور اس کے ضمن میں ہم فائدہ اٹھاتے اور یہ لوگ جو امر پیش کر رہے ہیں اسمیں دو امر مد نظر ہیں ایک یہ کہ جلدی برائے [illegible] اور نام اور [illegible] پیچھے جا پڑے مگر اے امیر المومنین آپ [illegible] کچھ اور خیال ہے پس اگر آپ اس قوم سے جنگ ہی کرنا چاہتے ہیں تو ابھی تک ہمارے [illegible] مقدور

لشکر موجود ہے کہ انکو تتر بتر کر کے شکست دے سکتے ہیں اور ہم کسی امر میں بھی آپ سے انکار نہیں کرتے سب کے سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں والسلام
پھر حارث بن مرہ نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو زبان سے کہتے ہیں مگر عمل میں نہیں لاتے اور کچھ وہ لوگ ہیں جو کچھ کر کے دکھانا
چاہتے ہیں مگر نہیں کر سکتے اور آپ کو صرف انہی لوگوں سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے جو کچھ کر سکتے ہیں اور کر کے دکھاتے ہیں مگر ایسے لوگ زندہ نہیں رہے اور اب
کوئی ایسا باقی نہیں رہا جسکے قول و عمل پر بھروسہ کیا جائے۔ ہم آپ سے اس عمل پر مخالفت کریں گے جسکے لئے آپ برائے جہاد معاویہ سے جنگ کر رہے ہیں اور ہم
خوب جانتے ہیں کہ معاویہ دنیا کے لئے آپ سے برسرِ مقابلہ ہے اگر آپ اس معاملہ سے جسکی نسبت گفتگو ہو رہی ہے نفرت رکھتے ہیں تو ان کے قول کو قبول کیجئے
جو کچھ گذر گیا گذر گیا از سر نو جنگ شروع کر دینی چاہئے یہاں تک کہ اللہ تعالٰے ہمارے اور اُن کے بیچ میں حکم صادر فرمائے والسلام۔ پھر اسی طرح ہر شخص نے جو کچھ
اس کے دل میں آیا بیان کیا یہاں تک کہ شریک اعور ہمدانی احنف بن قیس اور حارث بن قدامہ سعدی نے کھڑے ہو گئے اور کہا یا امیر المومنین حکم مقرر کرنے کی تجویز
کو آپ منظور فرمائیں اور جنگ ہی کو اختیار کریں اب معاویہ ڈر گیا کہ ایسا ہو کہ مکر و فریب ضائع جائے اور سوچا ہوا منصوبہ خراب جائے گھبرا گھبرا کر ان لوگوں
کے منہ تکتا تھا اور ایک ایک کو پہچانکر دل ہی دل میں غم و غصہ کھاتا تھا اب عبداللہ بن سوار الطائی وہی عبداللہ تھا جس نے عبید اللہ بن عمر خطاب کو قتل کیا تھا اُسے
لوگوں کو تسلی دیکر کہا تم خاموش رہو میں حضرت علی سے ایک بات کہہ لوں پھر کہا اے امیر المومنین خدا کی قسم ہمیں بخوبی معلوم ہے اور یقینی طور پر جانتے ہیں کہ تمام
معاملات میں آپ حق پر ہیں اور آپ کوئی ایسا کام یا تجویز پیش نہیں کرتے جس کے ساتھ دلیل کامل اور برہان قاطع لاحق نہیں ہوتی ہم وہ لوگ ہیں جنہیں حکم
دیا جائے اور تعمیل کریں اور ہم وہ آدمی نہیں کہ وہاں روا پر حکمرائی کریں اگر آپ نے حکم مقرر کرنے کے معاملہ میں ایسے ارادہ کو مصمم کر لیا ہے اور اس کام کے ظہور میں
لانے کا ارادہ ہے تو آپ مالک و مختار ہیں اور ہم مطیع و فرمانبردار اور اگر آپ اسے بہ نظر کراہت دیکھتے ہیں تب بھی آپ مجاز و مختار ہیں مگر اس وقت ہماری حالت
کچھ اور ہو گئی ہے زندگی مکدر ہے عقلمند لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اور جو اشخاص صبر و ثبات کی جان تھے باقی نہیں رہے صرف تنگی اور ضعیف الاعتقاد رہ گئے ہیں
انصاف پسند اور نیکوکار جنکی پیشانیوں سے اُن کے اوصاف حمیدہ ظاہر ہوتے ہوں بہت کم ہیں تاہم حکم آپکا حکم ہے جو کچھ آپ حکم دیں گے اور مناسب تصور
فرمائیں گے اس سے بڑھکر دوسری بات نہیں ہو سکتی ہم آپ ہی کے حکم میں اپنی بھلائی و بہبودی اور سلامتی جانتے ہیں ہر طرح سے آپ کے احکام کی تعمیل
کو اپنا فرض سمجھتے ہیں والسلام جب وہ یہ بات کہہ چکا اشتر نخعی کو غصہ آیا اٹھ کھڑا ہوا اور بولا اے لیسر سوار یہ کیا بکواس تو نے بکی اور بڑی بیجا بات منہ سے نکالی
تو بالکل ناسمجھ ہے اپنی جگہ پر خاموش ہو کر بیٹھ کہ جو امر از روئے مصلحت و مشورہ مفید اور انسب ہے میں امیر المومنین کی خدمت میں عرض کروں عبداللہ نے کہا
تو میں خاموش ہو رہا جو کہنا ہو کہو اشتر نے کہا اے امیر المومنین آپ کے اور معاویہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے وہ کسی طرح آپ کی برابری نہیں کر سکتا اگر
اس کے اہل لشکر آپ کے لشکر والوں جیسے اور ہم پلہ ہوں بھی تو کیا انکا صبر و ثبات اور علم و شجاعت آپ کے برابر نہیں ہے وہ دور بینی اور قیام میں آپ سے
کمتر ہے اب یہ معاملہ خاتمہ پر آگیا ہے آپ کی موجودگی میں ہمیں یہ درجہ حاصل نہیں کہ کوئی رائے پیش کریں یا مصلحت سوچیں جس طریق فیصلہ کو یہ پیش کرتے ہیں
اگر آپ کے پسند خاطر ہے تو آپ ہمارے پیشوائے کامل اور امام عالیمقام ہیں اور اگر آپ کو ناپسند ہو تو ہم شمشیر زنی کے لئے حاضر ہیں خدا سے مدد و اعانت چاہینگے
اور اُن سے جنگ کریں گے اور عطائے نصرت الٰہی کے منتظر رہیں گے امیر المومنین نے فرمایا اے اشتر بیٹھ جا جو کچھ تجھ پر فرض تھا تو نے کیا اور کہا اُس وقت معاویہ
عمرو عاص اور شام کے اور جسقدر اراکین اور سردار موجود تھے سب کے سب ان باتوں کو سنتے تھے اور خاموش تھے ذرا دم نہ مارتے تھے جب ہر شخص اپنی اپنی
سعی عرض کر چکا امیر المومنین علی نے منشی سے کہا لکھو کہ یہ اقرار نامہ علی ابو طالب اور معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے ہے ابو الاعور سلمی نے کہا شروع میں معاویہ کا
نام لکھنا چاہئے اشتر نے کہا او نالائق خاموش رہ تجھے اس معاملہ میں دم زدن کا یارا نہیں شروع میں علی ابن ابی طالب کا نام لکھا جائے گا کیونکہ آپ علاوہ
اور غیر معاویہ سب سے مقدم ہیں معاویہ نے کہا اے اشتر جانے دے تو جسے چاہئے شروع میں لکھوا دے غرض منشی نے لکھا کہ علی ابو طالب اور معاویہ بن ابی سفیان

اور اہل حجاز و اہل شام اور گروہ علی اور پیروان معاویہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم شروع کار سے انجام کار تک حکم الٰہی پر رضامند ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ جس امر کو قرآن شریف رواج دیتا ہے ہم رواج دیں گے اور جس فعل کو قرآن شریف منع کرتا ہے اس سے باز رہیں گے اور عبداللہ بن قیس اور عمرو عاص کو حکم مقرر کیا ہے کہ جو فیصلہ وہ دونوں کر دیں گے ہم اسکو منظور کریں گے۔ علی ابوطالب اور معاویہ بن سفیان نے عبداللہ بن قیس اور عمرو عاص کو اللہ تعالیٰ کی شدید قسمیں دلا دیں اور عہد و پیمان لے لئے کہ محض اس طریق پر فیصلہ کریں جو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہوا اور اگر کتاب الٰہی سے کوئی ایسا حکم ہویدا ہو تو سنت مصطفےٰ کے مطابق جس پر سب کا اتفاق ہو فیصلہ قرار دیں اور عبداللہ بن قیس اور عمرو بن عاص دونوں طرفین لشکروں کی طرف سے جان و مال سے محفوظ اور بے خوف رہیں۔ امت رسول اللہ ان دونوں کے قرارداد کو مانیگی اور دونوں لشکر اُن کے فیصلہ پر معترض نہ ہوں گے اور دونوں فوجیں ان تمام امور پر جو اس اقرار نامہ میں درج کئے گئے ہیں رضامند ہیں اور یہ امر بھی قرار یافتہ ہے کہ اہل عراق عراق کی طرف چلے جائیں اور اہل شام شام کی طرف پلٹ جائیں اور حکم لوگوں کا مجمع مقام دومۃ الجندل میں ٹھہرے اور اس تصفیہ کے لئے علی اور معاویہ میں ایک سال کی مہلت ہے والسلام امیر المومنین علی کے منشی عبداللہ بن ابی رافع نے اس اقرار نامہ کی ایک نقل شامیوں کو لکھ دی اور معاویہ کے منشی عمر بن عباد کلبی نے ایک نقل عراقیوں کو تحریر کر دیا عراقیوں نے شامیوں کی دستاویز اور انہوں نے عراق والوں کے دستاویز پر شہادتیں اور گواہیان درج کر دیں جس وقت یہ دونوں لکھی جا چکیں اور دستخطوں اور شہادتوں سے مرتب ہو گئیں تو علی کے لشکر میں سے ایک شخص نے جو ربیعہ قبیلہ سے تھا نکل کر اور گھوڑے پر سوار ہو کر پانی طلب کیا جب پانی پی چکا تو معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی شخصوں کو مجروح کرنے کے بعد دم لیا اور پانی مانگا اب پانی پی کر رجز پڑھی اور حضرت علی کے لشکر پر حملہ کیا غرض اسی طرح کچھ دیر تک معاویہ کے لشکر پر اور کچھ عرصہ تک حضرت علی کی سپاہ پر حملے کرتا اور بڑی دلیری سے لڑتا رہا اور بہ آواز بلند کہتا تھا اے لوگو آگاہ رہو کہ میں علی اور معاویہ اور ان کے حکموں سے بیزار ہوں خدائے جل جلالہ کے سوا کوئی حاکم نہیں اگرچہ مشرک نفرت کریں غرض جبکہ وہ علی کے لشکر پر حملہ آور ہو کر تلوار اور نیزے سے جنگ کر رہا تھا مارا گیا جو شخص سب سے پہلے خارجی ہوا یہی شخص تھا۔ الغرض جب اقرار نامہ مکمل ہو گیا اور مہریں اور گواہیاں ثبت ہو چکیں تو اشتر نخعی سعدی بن حاتم طائی۔ عمرو بن حمق خزاعی شریح بن ہانی و مذحجی۔ زجر بن قیس جعفی اور احنف بن قیس تمیمی اور انہی جیسے اور شخصوں نے جو لشکر امیر المومنین کے رکن اور سردار تھے اُٹھے اور معاویہ کے پاس جا کر کہا ہماری نسبت حق روی کے سوا اور کچھ گمان نہ کرنا ہم آج بھی اُسی ارادہ پر قائم ہیں جس پر کل تھے مگر اتنی بات ہے کہ تم نے عاجز آ کر قرآن شریف کا حیلہ اختیار کیا اور ہمیں اسکی طرف بلایا ہے تمہاری بات منظور کر لی اگر حکمین کا تصفیہ راہ راست پر ہوا تو اچھی بات ہے ورنہ یقین کر رکھو کہ ہم جنگ کئے بغیر نہ رہیں گے اور جب تک ہم میں سے ایک آدمی بھی زندہ رہے گا مقاتلہ سے باز نہ آئیں گے معاویہ نے کہا ایسا ہی کرنا اور جو کچھ ہمیں اور تمہیں لازم آئے اُس پر عمل کرنا اس کے بعد امیر المومنین علی نے حکم دیا کہ منادی کر دی جائے کہ اہل عراق اپنے وطنوں اور مکانوں کی طرف مراجعت کریں معاویہ نے بھی منادی کر دی کہ کہ شامی گروہ بسمت شام لوٹ جائیں ابو موسیٰ اشعری نے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا عمرو عاص بڑا مکار اور حیلہ ساز شخص ہے دور کی سوچتا ہے میں اس کے فریب سے اندیشناک ہوں مبادا مجھے غلطی میں مبتلا کر کے کوئی ایسا کام کر گذرے جس سے مجھے آپ کی جناب میں شرمندگی لازم آئے آپ اپنے صحابیوں میں سے کچھ معتمد آدمی میرے ہمراہ کر دیں کہ دومۃ الجندل میں ٹھیر کر میرے احوال کے جویاں و نگران رہیں اگر دیکھیں کہ عمرو عاص کوئی فریب کا نقشہ اور مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے تو مجھے متنبہ کرتے رہیں اور نیک صلاح دیں امیر المومنین نے شریح بن ہانی کو پانسو سواروں کے ساتھ بھیج دیا اور اس کے نام ایک حکم لکھ دیا کہ ابو موسیٰ کے حال سے باخبر رہے شریح نے بہ اقرار فرمان برداری سفر کیا اثناء راہ میں شریح نے ابو موسیٰ سے کہا خوب سمجھ لے کہ یہ کام نہایت ہی نازک تو نے اختیار کیا ہے اور اپنے آپ کو ایک بڑے خطرناک کام میں مبتلا کر لیا ہے اگر تیرے قول و فعل سے کوئی مشکل واقعہ پیش آگیا یا تو دھوکہ کھا گیا تو اسکی اصلاح کسی تدبیر سے ہو سکیگی اور اس سے بڑھکر کوئی اور خرابی عقل میں نہ آئے گی خوب یاد رکھ کہ تجھے عمرو عاص سے سابقہ پڑا ہے جو خدا سے نہیں ڈرتا اس نے دین کو بعوض دنیا فروخت کر دیا ہے وہ تجھ سے کچھ بھی اندیشہ نہ کرے گا بہت ہی خبردار رہنا کان کھول کر سن رکھ کہ وہ مکار و دغاباز دم بریدہ بد معاش ہے

مقابلہ پر رنگ آرائی نہ کرنے پائے اور تجھے غلط فہمی میں نہ ڈالے مبادا تیری زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل جائے جو زمانہ کے دراز تک معرض اعتراض میں رہے اور ہر وقت لوگوں کی زبانوں پر جاری رہے ابو موسےٰ نے کہا میں کسی امر میں کوتاہی نہ کرونگا جہانتک طاقت بشری سے ممکن ہے اس معاملہ میں سعی و کوشش بجالاؤں گا اور کوئی نکتہ یا پہلو فروگذاشت ہونے دونگا میں امید کرتا ہوں کہ اس معاملہ کو ایسے طریق پر انجام دونگا کہ جس سے دونوں گروہ رضامند ہونگے۔ غرض ابو موسےٰ اور شریح اپنے ہمراہیوں اور اتباع سمیت جانب دومۃ الجندل روانہ ہوئے معاویہ نے بھی شرحبیل بن سمط کندی کو سواروں کے انبوہ کثیر کے ساتھ عمرو عاص کی ہمراہی میں روانہ کیا ابو موسےٰ کے عزیز و اقربا اور دوست مشایعت کے طریق پر انکے ساتھ چلے جارہے تھے ابو موسےٰ نے ان سے کہا اب تم سلامتی سے الٹے پھر جاؤ اور یقین رکھو کہ میں اس معاملہ میں ذرا کمی نہ کرونگا اور امت کی بہبودی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوگا میرا ارادہ ہے کہ ایسے عمدہ طریق سے فیصلہ قرار دونگا کہ جس سے طرفین خوش ہو جائیں گے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اسکے بعد وہ لوگ اسے رخصت کرکے واپس چلے آئے احنف بن قیس بھی اُنکے ہمراہ تھا ابو موسےٰ سے کہا یقین رکھ کہ بہت نازک معاملہ ہے کوئی چھوٹا کام نہیں اور جو کچھ تو فیصلہ کرے گا زمانہ کے دراز تک اسکا ذکر ہوتا رہے گا اگر تجھ سے کچھ غفلت ظہور میں آئی یا حواس کو ضائع کردیا تو پھر کبھی اسکا تدارک ہو سکیگا یہ ایسا ہی کام ہے جس نے تجھے پھنسا دیا ہے اگر تو جانے ڈرکر جو عمرو مکر سے کام لے گا اور اس کے استقلال و استحکام کو اچھی طرح سمجھ سکے گا تو اس کا ایک ثمرہ بہت جلدی اور دائمی حاصل کرے گا اس جہان میں نیک نام رہیگا اور آخرت میں نیکوں اور صدیقوں کے گروہ میں شمار ہوگا اور اگر عمرو عاص کے مکر و فریب میں آگیا تو دنیا و آخرت دونوں تیرے ہاتھ سے جاتے رہیں گے اور تو خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق ہوگا دیکھ جب عمرو عاص سے ملے ہرگز اسکی تعظیم و تکریم میں مبالغہ نکرنا اور پہلے خود اسے سلام نکرنا اور تامل کرنا کہ پہلے وہ تجھے سلام کرے اور اگر وہ تجھے بلائے اور اپنی مسند پر بٹھائے تو مت بیٹھنا اُسکا کہنا نکرنا اور اسکے ساتھ ایک مسند پر نہ بیٹھنا کیونکہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں ایک نہ ایک مکر و دغا اور حیلہ پوشیدہ رکھتا ہے یاد رکھو کہ اُسکے ساتھ کسی ایسے مکان میں نشست و گفتگو نہ اختیار کرنا جس میں کوٹھریاں ہوں کیونکہ وہ از راہ مکاری ضرور بالضرور چند آدمیوں کو چھپا رکھیگا کہ جو کچھ تو کہے وہ اسی سن لیں اور تیرے مقابل گواہ بنجائیں ابو موسےٰ نے جواب دیا کہ جو کچھ تو نے کہا اور جتایا عین صواب ہے میں نے تیری نصیحتیں سنیں اور انہیں قبول کرلیا بیکہتی کے ساتھ واپس چلے جاؤ اور مطمئن رہو اور یقین رکھو کہ کسی امر میں خطا سرزد ہوگی انشاء اللہ مستقیم طریق سے منحرف نہ ہونگا اسی ڈھنگ سے فیصلہ قرار دیا جاویگا احنف نے حضرت امیر المومنین میں واپس آکر کہا میں ابو موسےٰ کو رخصت کر آیا اور ہر طرح سے جو مناسب سمجھا گیا اسے ہدایتیں کردی مگر وہ تو بڑا ہی سادہ لوح آدمی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس معاملہ کو کسطرح طے کریگا امیر المومنین نے فرمایا یہی بات ہے تیرا کہنا درست ہے مگر جو مرضی الٰہی اور حکم ربانی ہے وہ نہیں ٹل سکتا۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں اس معاملہ میں ابو موسےٰ کے بھیجنے پر رضامند نہ تھا اب راضی ہوں واللہ بالغ امرہ اللہ تعالےٰ اپنا حکم ظاہر کرنے والا ہے الغرض لوگ موضع دومۃ الجندل میں جمع ہوئے اور عمرو عاص ابو موسےٰ سے پہلے پہنچ گیا تھا جب ابو موسےٰ قریب پہنچا تو عمرو عاص استقبال کے لئے نکل آیا اور پہلے خود سلام کیا ابو موسےٰ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینہ پر رکھا اور کہا اے بھائی ہم تم عرصہ دراز سے جدا تھے اور تجھ سے ملنے کے لئے میں بہت ہی مشتاق تھا اللہ تعالےٰ ہمکو بھلائی اور بہبودی عطا کرے اسکے بعد عمرو عاص نے ابو موسےٰ کو اپنی مسند پر بٹھایا اور اسکی طرف مخاطب ہو کر کچھ دیر تک اُدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا پھر کھانا طلب کیا۔ جب خوان آیا ابو موسےٰ نے اسکے ساتھ کھانا کھایا اس کے بعد ابو موسےٰ پلٹ کر اپنی جگہ چلا آیا اب ہر روز دونوں ایک دوسرے کے پاس آنے جانے لگے کچھ کھاتے پیتے اور ہر قسم کی باتیں کرتے اور پھر اپنی اپنی جگہ پر چلے آتے اسی ربط وضبط میں کئی دن گذر گئے۔ عدی بن حاتم طائی نے کہا اے عمرو تو بیٹھے بیٹھے عجیب معتمد ثابت ہوتا ہے کیونکہ تیرا اعمال عیب سے خالی نہیں اور اے ابو موسےٰ تو ذرا قدرت نہیں رکھتا تیرا انجام کار بہت ضعیف ہے ہوگا۔ عمرو نے کہا اے عدی مجھے اور تجھ جیسے اور شخصوں کو اس معاملہ میں گنجائش دخل نہیں ہے تو ہماری باتوں سے ہاتھ اُٹھا نہیں اپنے حال پر رہنے دے پھر ابو موسےٰ کیطرف مخاطب ہو کر کہا لازم ہے کہ ہر شخص کو یہ مجال نہ ہونی چاہئے کہ وہ اس محفل میں آئے اور ہماری باتوں پر غور و فکر کرے اور معترض ہو الغرض حکمین کی یہ باتیں مشہور ہوگئیں جا بجا لوگ چرچا کرنے لگے کہ ابو موسےٰ اور عمرو عاص کے جو خیالات و اقوال ہم دیکھتے اور سنتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام کار ابو موسےٰ دھوکہ کھا کر

علی کو خلافت سے علیحدہ کر دے گا اور اُن کا کام بگاڑ دے گا کچھ لوگوں نے معاویہ سے جا کہا کہ عمرو عاص امر خلافت کو اپنی ذات کے واسطے قرار دینے کی فکر میں
ہے وہ نہ علی کی طرف مائل ہے نہ معاویہ کی طرف۔ معاویہ یہ بات سُن کر بہت گھبرایا۔ حیران تھا اور نہ جانتا تھا کہ اب کیا کرے مغیرہ ابن شعبہ کو جو طائف سے اس کے سلام
کو حاضر ہُوا تھا بلایا اور کہا مجھ سے آج کسی نے کہا ہے کہ عمرو عاص نہ تجھے دوست رکھتا ہے نہ علی کو چاہتا ہے۔ بلکہ وہ اس فکر میں ہے کہ کسی حیلہ سے امر خلافت
کو اپنے واسطے قرار دے تو اس خبر کی نسبت کیا کہتا ہے مغیرہ نے کہا اگر مجھ سے ہو سکتا تو تیرے حق میں رائے ظاہر کرتا یا مصلحت دیکھتا تو علی کی معرکہ آرائی میں
تیرا طرفدار ہوتا لیکن اب تو اس قدر ممکن ہے کہ دومۃ الجندل میں جا کر عمرو عاص و ابو موسیٰ کا حال دریافت کر کے واپس آؤں اور جو حقیقت حال ہو تجھ
سے کہہ دوں معاویہ نے کہا تیری رائے بہت ٹھیک ہے جلدی جا اور تمام کیفیت معلوم کر کے بعجلت واپس آ کیونکہ اس فکر کے سبب مجھ پر سونا اور آرام کرنا حرام
ہو گیا ہے۔ اس کے بعد مغیرہ روانہ ہو گیا اور دومۃ الجندل میں داخل ہو کر پہلے ابو موسیٰ کے پاس گیا اُسے سلام کیا اور کچھ عرصہ تک اُس سے ہر قسم کی باتیں کرتا
رہا پھر پوچھا تو اس شخص کی نسبت کیا کہتا ہے جو اس جنگ کے ہوتے ہی گوشہ نشین ہو گیا نہ علی کا ساتھ دیا نہ معاویہ کی طرفداری کی ابو موسیٰ نے کہا وہ بہت بڑا عقلمند
اور دانا شخص ہے مغیرہ نے پھر کوئی بات نہ کی اور وہاں سے اُٹھ کر عمرو عاص کے پاس آیا۔ سلام کیا کچھ دیر بیٹھا ادھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا پھر مغیرہ نے پوچھا اے
ابا عبداللہ اس شخص کے حق میں کیا کہتا ہے جس نے ان معرکہ آرائیوں میں جو رہی کرنے سے پہلو بچایا اور ان جھگڑوں اور کشت و خون سے الگ تھلگ رہنا اختیار
کر لیا ہو عمرو عاص نے کہا وہ شخص تمام انسانوں میں بدتریں اور بدبخت ہے کیونکہ نہ حق کو پہچانتا اور اس کی حرمت رکھتا ہے نہ باطل سے واقف ہے کہ اس سے پرہیز
رکھے اب مغیرہ وہاں سے مراجعت کر کے معاویہ کے پاس آیا اور کہا میں نے وہاں جا کر دونوں سے ملاقات کی ان کی باتیں سُنیں اس میں شک نہیں کہ ابو موسیٰ علی کو
خلافت سے علیحدہ کر دے گا مگر عمرو کا یہ حال دیکھا اور اس کی زبانی ایسا کچھ سُنا۔ شاید اُس کا خیال کچھ اور ہی ہے اس بات سے معاویہ کا فکر و تردد بہت زیادہ
ہو گیا۔ اس معاملہ کے متعلق ایک قطعہ لکھ کر عمرو عاص کے پاس بھیجا کہ ایسی ایسی باتیں سنتا ہوں مگر مجھے اعتبار نہیں آتا بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ تو میری رضامندی
کا خیال رکھے گا اور اس قسم کی باتوں سے الگ رہے گا۔ عمرو نے جواب میں سخت انکار کیا اور قسمیں کھائیں کہ نہ کوئی ایسی بات میری زبان سے نکلی ہے نہ دل میں
گزری ہے نہ خلاف اعتقاد کوئی ایسا خیال پیدا ہُوا ہے جب بہت عرصہ گزر گیا اور انہوں نے کوئی فیصلہ نہ سنایا آدمی رنجیدہ ہوئے۔ عمرو عاص اور ابو موسیٰ
سے کہا اس معاملہ کو بہت عرصہ گزر گیا ہے اور تم نے ابھی تک کوئی تجویز نہیں سنائی ہمیں اندیشہ ہے کہ مدت مقررہ گذر جائے گی اور یہ معاملہ غیر فیصل ہی رہ جائے
گا اور ہمیں پھر مصروف جنگ ہونا پڑے گا لوگوں نے جب یہ بات کہی تو عمرو عاص اُٹھ کر ابو موسیٰ کے پاس آیا اور کہا مجھے یقین ہے کہ عراق والے طلب خون عثمان
میں شامیوں سے کچھ کم سعی و کوشش نہ کریں گے اور تو معاویہ کے حال اور اس کے شرف سے واقف ہی ہے مجھ سے سچ کہہ کہ تو نے اس معاملہ میں کیا سوچا ہے
اور کس بات پر رائے قرار پائی ہے ابو موسیٰ نے کہا جن دنوں عثمان اپنے گھر میں محصور تھا اُس نے معاویہ سے مدد طلب کی تھی مگر اُس نے مدد نہ کی حالانکہ وہ حمایت
کر سکتا تھا اگر میں مدینہ میں ہوتا تو ضرور اس کی مدد کرتا اور تو خوب جانتا ہے کہ علی قبیلہ بنی ہاشم میں اُس سے زیادہ ممتاز ہے جس قدر معاویہ بنی امیہ میں عمرو نے
کہا تو سچ کہتا ہے لیکن لوگ آگاہ ہیں کہ تو اہل عراق کا اس قدر ہوا خواہ نہیں جس قدر شامیوں کا ہے اور تو علی کو اتنا عزیز نہیں رکھتا جس قدر میں معاویہ کو دوست
رکھتا ہوں مگر کوئی یہ کہے کہ معاویہ طلقاء میں سے ہے اور اس کا باپ احزاب تو اس کا قول صحیح ہوگا اور اگر کوئی یہ کہے کہ علی نے عثمان کے قاتلوں کو اپنے پاس
رکھ چھوڑا ہے اور اُن پر مہربانیاں کرتے ہیں اور علی نے عثمان کے دوستوں کو جنگ جمل میں قتل کر دیا ہے تو اس کا کہنا بھی درست ہوگا کیا تیری رائے میں یہ
بات ٹھیک ہوگی کہ میں معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کر دوں اور تو علی کو اور ہم دونوں متفق ہو کر خلافت عبداللہ بن عمر خطاب کو دیدیں وہ بڑا عابد زاہد اور نہایت ہی
نیک بخت ہے اس جنگ میں اس نے کچھ مداخلت نہیں کی اپنی زبان تک کو خون ریزی سے آلودہ نہیں ہونے دیا ابو موسیٰ نے کہا تجھ پر خدا رحمتیں نازل ہوں
خوب ہی تجویز پیش کی ہے اور نہایت عمدہ رائے دی ہے عمرو نے کہا یہ بات کس روز بیان کرنی چاہیے ابو موسیٰ نے کہا تجھے اختیار ہے زیادہ دیر لگانی

خلاف مصلحت ہے اگر تو پسند کرے کل پیر کا دن ہے، اور پیر کا دن مبارک ہوتا ہے۔ عمرو نے کہا ایسا ہی ہوگا میں کل یہ بات ظاہر کر دونگا۔ اسکے بعد پلٹ کر اپنے قیامگاہ پر آگیا اور اپنے چند معتمدوں سے یہ راز بیان کر دیا اور انہیں گواہ بنا لینے کے واسطے درست کر لیا۔ دوسرے دن پھر ابوموسیٰ کے پاس گیا اور جن گواہوں کو آمادہ کر لیا تھا اپنے ہمراہ لیتا گیا۔ جب ابوموسیٰ کے پاس پہنچا اور آدمی جمع ہوگئے کہ انکی تجویزوں اور گفتگو کو سنیں عمر نے کہا اے ابوموسیٰ تجھے اس خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جسکے سوا دوسرا خدا نہیں کہ خلافت کے لئے وہ شخص زیادہ سزاوار ہے جو قول کا پورا ہو یا وہ زیادہ مستحق ہے جو بیوفا ہو۔ ابوموسیٰ نے کہا یہ سوال تو کچھ مشکل نہیں۔ ہر کام میں وفاشعار غدار سے اچھا ہوتا ہے عمر نے کہا اے ابوموسیٰ تو عثمان کی نسبت کیا کہتا ہے وہ ظالم ہو کر مارا گیا ہے یا مظلوم۔ ابوموسیٰ نے جواب دیا مظلوم۔ عمر نے پھر پوچھا تو اسکے قاتل کی نسبت کیا کہتا ہے۔ اسکو عثمان کے قصاص میں قتل کرنا چاہیے یا نہیں اس نے جواب دیا بہرحال عثمان کے قاتل کو قتل کرنا چاہیے۔ عمر نے کہا کس شخص کو قصاص عثمان کا حق حاصل ہے اس نے کہا عثمان کے وارثوں کو یہ حق پہنچتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا۔ یعنی جسنے کسی کو بیجا قتل کر دیا ہے اسکے والی کو اسپر غلبہ عطا کیا ہے۔ عمر نے کہا اے لوگو ابوموسیٰ کی ان باتوں کے گواہ رہنا اور جو بات میں کہونگا اسکے بھی گواہ رہنا معاویہ عثمان کے اولیا میں سے ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا اے عمر اٹھ اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کر دے اور میں علیؑ کو معزول کر دونگا کیونکہ میں اسی کل والی تجویز پر قائم ہوں جو ہم دونوں نے قرار دی ہے۔ عمر نے کہا سبحان اللہ مجھے یہ مرتبہ حاصل نہیں کہ تجھ سے پیشتر کلام یا کوئی کام کروں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے ایمان اور ہجرت میں مجھ سے مقدم کیا ہے پھر میں تجھ سے آگے بڑھ کر کیونکر چل سکتا ہوں تو خود از راہ سعادت اٹھ کر اپنی مراد اور تجویز بیان کر جب تو اپنی دلی آرزو کو بیان کر چکے گا تو میں بھی جو کچھ کہنا ہے کہدونگا۔ ابوموسیٰ اٹھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ آج خلقت کا ہجوم بھی بہت ہی تھا۔ حمد خدا کے بعد کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور وہی سب سے اچھا ہے جو اپنی آرزوں کا غم کھاتا ہے تم جانتے ہو کہ اس جنگ میں ہزارہا آدمی مارے گئے ہیں اب میں نے اس معاملہ میں سوچ سمجھکر ایسی تجویز قائم کی ہے جسمیں مسلمانوں کی بھلائی شامل ہے اور یہ آتش فساد بجھ جائیگی۔ اور باقی ماندہ مسلمان ہلاکت سے بچ جائیں گے۔ میری یہ رائے ہے کہ ہم علیؑ اور معاویہ دونو کو خلافت سے برطرف کر کے کام لیلیں اور ان اختیارات عالیشان کی سپردگی کا انحصار مشورہ پر رکھیں۔ پس اے لوگو اب آگاہ ہوجاؤ کہ میں نے علیؑ کو خلافت سے علیحدہ کر دیا جس طرح میں نے اپنی انگلی سے یہ انگوٹھی علیحدہ کر لی ہے۔ پھر اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر خاموش کھڑا ہوگیا۔ اسکے بعد عمر عاص نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد ثنا بیان کی پھر کہا اے لوگو ابوموسیٰ اشعری نے جو رسولخدا کا امین کا قاصد اور ابوبکر کا قائم مقام اور عمر خطاب کا عامل اور اہل عراق کا حکم ہے اسوقت علیؑ کو خلافت سے علیحدہ کر دیا ہے چنانچہ تم سب نے بخوبی دیکھ لیا اور سن لیا ہے۔ اس نے علیؑ کو خلافت سے الگ کر دیا اور میں نے معاویہ کو خلافت پر اسطرح قائم کر دیا جسطرح اپنی انگلی میں یہ انگوٹھی پہن لی ہے۔ تم سب گواہ رہنا۔ یہ کہکر بیٹھ گیا۔ ابوموسیٰ نے کہا خدا کی قسم ہمنے یہ بات قرار نہیں دی تھی۔ اے مکار بدکار ظالم بیجا حیلہ ساز ہا ہا۔ تجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ تیری وہی مثل ہے جیسا اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے مثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث عمر نے کہا ہاں ایسا ہی کہا کرتے ہیں اسوقت جو تو چاہے کہہ لے تیری وہی مثل ہے جو کلام الٰہی میں درج ہے۔ کمثل الحمار یحمل اسفارًا الغرض جب یہ فعل ظاہر ہوا تو ابوموسیٰ عمر کو سخت سست گالیاں دینے لگا اور عمر ابوموسیٰ کے ساتھ دشنام دہی سے پیش آیا۔ اب باہم وحشیانہ گفتگو ہونے لگی۔ لوگوں کو غصہ آیا بعض کہنے لگے آخر کار عمر نے ابوموسیٰ کو دھوکہ دیا ابوموسیٰ کو حکم ہی مقرر نہ کرنا چاہیے تھا۔ امیرالمومنین اسکی عداوت اور حماقت سے مطلع تھے اسلئے ذرا رضامند نہ تھے کہ اسے حکم قرار دیں آپ ہرگز قبول نہ کرتے تھے اور اسکے روانہ کرنے کی نسبت سخت مصر تھے۔ انجام کار یہ نتیجہ نکلا اب ضرور ہے کہ ہم دشمنوں کی ملامت سنیں۔ لوگ

باتیں کرتے رہے تھے کہ عمرو انہیں سے اٹھکر باہر چلا گیا اور اپنے خیمہ گاہ پر آیا اور یہ اشعار معاویہ کو لکھ بھیجے ؎ اتاک الخلافۃ فی حد رها + هنیئا مریئا تقر العینا + تزف الیک زفاف العروس + باهون من سعیک الذارعینا + وما الاشعری بوادی الوفاء + ولا خامل الذکر فی الاشعرینا فقال وقلت کنت امرأ + اری الرای بالحصر حتی ملینا + فلما ابی هند علی باسه + فهد دافع الله ما تحذرینا + وقد دافع الله عن شامکم + عدوا اشتثا وحد با دیونا + اب اہل شام خوش ہو گئے اور اہل عراق کو ملامت کرنے لگے۔ سعید بن قیس ہمدانی نے کھڑے ہو کر کہا اگر ہم راہ راست پر ثابت قدم رہتے اور ان لوگوں سے برابر جنگ کئے جاتے تو ہمیں شامیوں کی ملامت نہ سننی پڑتی۔ خیر اب بھی کچھ نہیں گیا۔ ہم پر یہ واضح نہیں ہو گیا کہ عمرو کے فریب ہی اور ابو موسیٰ کی حماقت کے سبب راہ راست کو ترک کر دیں۔ ہم آج بھی اسی قول پر کمر بستہ ہیں جس پر کل تھے۔ امیر المومنین علیؑ کے لشکر کے تمام سردار اسی طرح اٹھ اٹھ کر یہ رائے زنی کرتے تھے کہ ہم ان حکمین کے اس قسم کے فیصلہ کو منظور نہیں کرتے اور جنگ اختیار کرینگے۔ اب تمام سرداران عرب اسی رائے پر متفق ہو گئے لیکن اشعث بن قیس خاموش تھا اشتر نے اس سے کہا اے اشعث کیا یہ کام تیرا ہی کیا ہوا نہیں ہے۔ کیا تو نے ہی مسلمانوں کے حق میں یہ عیب اور عار گوارا نہیں کی۔ اول حکم مقرر کرنے سے رضامندی ظاہر کی پھر ابو موسیٰ کے حکم مقرر کرنے پر مصر ہوا آخر کار یہ نتیجہ نکلا اشعث اس بات سے ناخوش ہو کر غصہ میں بھر آیا اور ایک شامی نے جو معاویہ کا طرفدار تھا کہا خدا کے لئے ذرا پھر جنگ نہ چھیڑو کیونکہ اگر خدا نخواستہ یہ جنگ پھر چھڑ گئی تو ہم تم میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ رہیگا۔ جب حکمین کے فیصلہ کی خبر امیر المومنینؑ علی کو ہوئی فرمایا یہی بات میں اس دن کہتا تھا جبکہ یہ امر قرار دیا جا رہا تھا اور میں سخت انکار کرتا تھا کہ ابو موسیٰ اس کام کی لیاقت نہیں رکھتا۔ تم نے لجاجت سے کہا کہ نہیں خدا کی قسم ابو موسیٰ اس کام کے لئے سب سے زیادہ لائق و فائق ہے۔ تم نے مرا حکم نہ مانا مجبور ہو کر تمہارا کہنا میں نے منظور کر لیا۔ اب پھر جنگ اختیار کرنا خلاف مصلحت ہے۔ مناسب ہے کہ سب اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس چلے چلو اور جب مقررہ میعاد گزر جائے اور لشکر بھی تکان رفع کر لے اسوقت پھر دشمن سے مقابلہ ہو۔ سب نے اس رائے کو قبول کر لیا اور لشکر نے اپنے وطنوں کیطرف مراجعت کی۔ ابو موسیٰ اشعری امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا بلکہ اسی جگہ سے بسمت مکہ روانہ ہو گیا ایک نے اسکے حق میں یہ نظم انشا کی ؎ یا رب ان کان ابو موسی ظالما + وجائرا فی حکمه حین حکم + فاقدر له نقمه من وحشا عمی اصم + لا یطار السهل و لا یرعی الاکم + بیان کرتے ہیں کہ ایک کوفی شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ یہ معرکہ آرائی جو ہم نے شامیوں کے ساتھ کی کیا مرضی الہٰی سے متعلق تھی امیر المومنین نے فرمایا اے شیخ اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو چیرا اور اس سے درخت اگایا اور انسان کو خلق کیا کہ اسکا کوئی بندہ اسکے ارادہ اور منشا کے خلاف ایک قدم اٹھا سکتا ہے۔ ایک سانس بھی لے سکتا ہے ؎ بے حکم او نفید برگے ز ہیچ شاخ + از حرم خاک تا بجلی که مستتر لیست + اس کوفی نے جناب امیر کا یہ کلام سنکر آپ کی مدح میں یہ اشعار لکھے۔ ؎ انت الامام الذی نرجو بطاعته یوم النشور من الرحمن غفرانا + اوضحت من دیننا ما کان ملتبسا + جزاک ربک عنا فیه احسانا + نفسی فداء لخیر الناس کلهم بعد النبی علی الخیر مولانا + اخی النبی و مولی المومنین معا + واول الناس تصدیقا وایمانا + وبعل بنت نبی الله فاطمه اکرم بها شرفا سرا و اعلانا + الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید النبیین و خاتم المرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین کہ جنگ صفین کے واقعات تمام ہو گئے +

جنگ صفین سے مراجعت کرنیکے بعد مسلمانوں کے ممالک کو معاویہ بن ابی سفیان کا غارت کرنا

ابو محمد احمد بن اعثم کوفی کا بیان ہے کہ مشہور راویوں نے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین علیؑ اور معاویہ میں ان تمام واقعات کے ختم

جیسا کہ شرح ذکر ہو چکا ہے صفین کی لڑائیاں وقوع میں آ چکیں اور عمرو عاص اور ابوموسیٰ اشعری نے مذکورہ بالا طریق پر فیصلہ ظاہر کیا اور شامی لشکر شام کی طرف اور اہل عراق عراق کی سمت مراجعت کر گئے اور امیر المومنین علیؑ نے کوفہ میں اور معاویہ نے شام میں قیام کیا اسکے بعد معاویہ نے ضحاک بن قیس فہری کو جو اسکی طرف سے ملک شام کا کوتوال اور سرداران لشکر میں سے مشہور شخص تھا طلب کر کے سواروں کا ایک لشکر حوالہ کیا کہ بنی کلب کے نواح کے راستہ سماوہ کو جہاں سے کوفہ اور اسکے نواح کو جاتے ہیں اپنے قبضہ میں کر کے اثنا راہ کی ہر بستی کو برباد کر ڈالے۔ وہ سواروں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پہلی منزل ثعلبیہ میں آیا پھر قطقطانہ میں اترا۔ امیر المومنین علیؑ کو بھی اس امر کی اطلاع ہوئی آپ نے ایک صحابی حجر بن عدی کندی کو بلا کر دو ہزار سوار حوالے کئے اور فرمایا بعجلت جا کر ضحاک کے دست برد سے اس علاقہ کو بچا۔ اسوقت ضحاک بنی کلب میں پہنچ کر قتل و غارت گری میں مصروف تھا اور اس نے ثعلبیہ کے رئیس عمر بن سعد علائی کو جو امیر المومنینؑ کا ایک بڑا دوست اور صحابی تھا قتل کر دیا تھا جب حجر بن عدی اور اسکے دو ہزار سواروں کی آمد آمد سے مطلع ہوا اپنی فوج سے کہا ہم کوفہ کے متصل آ پہنچے ہیں اور علیؑ کے ایک صحابی کو مار ڈالا ہے مگر حجر سے جنگ کرنے کی طاقت مجھ میں نہیں تمہاری کیا صلاح ہے۔ سب نے کہا ہمیں یہاں سے کوچ کر دینا چاہیئے۔ اگر حجر نے پیچھا کیا تو پھر اس سے جنگ کرینگے ورنہ سلامتی سے خدمت معاویہ میں پہنچ جائینگے۔ اور اُسے تمام کیفیت سے اطلاع دینگے ضحاک نے کہا تمہارا کہنا درست ہے اور اسی وقت بجانب شام کوچ کر دیا۔ حجر نے انکے بھاگنے کی خبر سنکر تعاقب کیا اور بنی کلب کے نواح میں جا لیا ضحاک نے ٹھہر کر مقابلہ کیا اور اسکے سات آدمی مارے گئے۔ اور حجر کی فوج میں سے چار آدمی کام آئے انجام کار حجر فتحمند ہوا اور ضحاک شکست کھا کر شام کی طرف بھاگ گیا۔ حجر نے اسکا پیچھا نہ کیا اور واپس آ کر امیر المومنینؑ کی خدمت میں تمام حال عرض کیا۔ جب ضحاک مغلوب ہو کر معاویہ کے پاس پہنچا تو معاویہ نے سرداران شام میں سے ایک شخص یزید بن شجرہ رہاوی کو بلا کر کہا میں چاہتا ہوں کہ تو مکہ میں جا کر میری ساخت میں حاجیوں کو سترالحج پر قائم کرے اور علیؑ کے نائب کو وہاں سے نکالدے اور حاجیوں کو جو تمام اطراف و جوانب سے آئے ہیں میری بیعت میں لائے اور کوئی ایسی تدبیر کرے کہ وہ علیؑ کی بیعت سے بیزار ہو جائیں اور مجھے خلیفہ مان لیں۔ یزید نے کہا جیسا امیر المومنین کا حکم ہے ایسا ہی کرونگا۔ معاویہ نے کہا مجھے تیری خصلت کی خوبی اور طریقہ کی پختگی معلوم ہو گئی ہے نیز رائے اور چلن سے خوب واقف ہوں۔ تجھے حرم خدا تعالیٰ میں جنگ کرنے کے لئے نہیں بھیجتا بلکہ اس لئے بھیجتا ہوں کہ جو لوگ ادھر ادھر سے اس پاک جگہہ پر آتے ہیں ان کے دلوں کو مائل کرے اور اچھے کلمات کہے۔ اور اگر ممکن ہو کہ حرم میں تلوار کھینچے اور خون بہائے بغیر علیؑ کا نائب مکہ سے چلا جائے تو اسے نکالدینا اور اگر دیکھے کہ جنگ و جدل بغیر اسکا نکالنا ممکن نہیں تو اس سے کچھ معترض نہ ہونا۔ یزید نے کہا میں تیرا مطلب سمجھ گیا ایسا ہی عمل میں لاؤنگا میں ایسا شخص نہیں کہ حریم الٰہی میں جسکی حرمت اس آیہ سے ثابت ہے کہ ومن دخله كان امنا کسی متنفس کو خوف زدہ کروں معاویہ نے کہا میں نے تیری بات سن لی اور مجھے پسند آئی شام کے اراکین اور لشکر کے بہادروں اور چیدہ چیدہ عربی جنگجو شخصوں میں سے تین ہزار سوار دیکر مکرر سمجھایا اور نصیحت کی اور کہا اے یزید بن شجرہ آگاہ ہو کہ میں تجھے مکہ میں بھیجتا ہوں اور مکہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور وہ میری جائے پیدائش و پرورش ہے اور اہل مکہ میری قوم اور گروہ کے لوگ ہیں خدا سے ڈرنا اور انہیں خوف زدہ نکرنا میں ہر جگہہ پر انکی زندگی اور درستی احوال کا آرزو مند ہوں اور ذرا گوارا نہیں کرتا کہ انہیں کسی طرح سے تکلیف پہنچے میری اس نصیحت کو جو ان کے حق میں کی ہے یاد رکھنا اور اس سے روگرداں نہ ہونا۔ خدا پر بھروسہ کر کے روانہ ہو جا۔ یزید نے سنکر کہا اللهم ان كنت اعظم مجاهدة من سعى على خليفتك عثمان وهتك حرمته ولا مبادرة من بغى عليه مجاهدة وحدثنا اللهم فان كنت قضيت بين هذه الجيش وبين اهل حرمك حربا فاكفني ذالك۔ یعنی اے خدا میں اس شخص کی حرمت نہیں کرونگا جس نے تیرے خلیفہ عثمان کے قتل میں سعی کی اسکا پردۂ حرمت چاک کیا اور اسپر ظلم و ستم جائز رکھکر تنہا چھوڑ دیا۔ اے خدا اگر کسی نے حکم دیا کہ اس لشکر اور باشندگان حرم

ہیں جنگ ہو تو مجھے اس معرکہ سے محفوظ رکھنا یہ دعا مانگ کر مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ اسوقت قثم بن عباس بن عبد المطلب امیر المومنین علیؑ کی طرف سے مکہ میں موجود تھا۔ یزید قریب مکہ پہنچا تو قثم نے لوگوں کو جمع کر کے حمد و ثنائے الٰہی اور درود رسالت پناہی کے بعد کہا اے لوگو شام کا لشکر جو ظلم و فساد کے لئے آمادہ ہیں اور عدل و مروت سے ذرا علاقہ نہیں رکھتے آیا چاہتا ہے انکا منشا یہ ہے کہ دینی شریعت میں تغیر پیدا کریں اور راہ حقہ کے طریقوں میں تبدیلیاں واقع کریں۔ تم کہو کہ کیا ارادہ رکھتے ہو۔ ان سے بجنگ پیش آؤ گے یا صلح کر لو گے۔ یہ سنکر تمام آدمی خاموش رہ گئے کسی نے قثم کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ قثم نے کہا اگرچہ تم نے بظاہر کچھ جواب نہیں دیا مگر مجھے حال معلوم ہو گیا کہ تمہارا دلی منشا کیا ہے۔ اب میں شہر سے نکل جاؤنگا اور اس پاس کے پہاڑوں میں قیام کرونگا اور دیکھونگا کہ اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے۔ شیبہ ابن عثمان عبدی نے کہا اے قثم تو ہمارا امیر اور ہم تیری رعیت ہیں اور سب تیرے حکم کے فرمانبردار ہیں اگر اس آنیوالے لشکر سے تو جنگ کریگا تو ہم سب تیرا ساتھ دینگے اور اگر صلح کر لیگا تو ہمیں اس سے بھی کچھ انکار نہ ہوگا۔ ہم ہر حال میں تیرے مطیع فرمان ہیں۔ جو تجھے مصلحت دیکھے اسپر عمل کر۔ والسلام۔ قثم نے کہا افسوس اے مکہ والو میں تمہاری باتوں کے دھوکہ میں نہ آؤنگا میں جانتا ہوں کہ جو کچھ کہتے ہو اسے پورا نہ کرو گے اور نہ اس سبب کہ میں دیکھتا ہوں تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو کچھ کر دکھائے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنینؑ کی خدمت میں عریضہ لکھکر تمام کیفیت سے مطلع کر دوں اور خود شہر سے نکلکر متصل کے پہاڑوں میں قیام کر کے منتظر رہوں اگر میرے واسطے مدد بھیجدی کہ اسکے قوی پشت ہو کر اس شامی لشکر کو منتشر کر دوں تو اپنی جگہ سے نکلکر انہیں پسپا کرونگا اور اگر مدد نہ پہنچی یا کسی اور تجویز کے متعلق کوئی حکم بھیجا تو حسب ہدایت عمل کرونگا والسلام۔ ابو سعید خدری نے کہا اے امیر حرم خدا کی بہت بڑی حرمت ہے جسوقت یہ شامی فوج آئے تو انکے مقابلہ کرنے میں جلدی نہ کرنا خاموش رہنا اور شہر سے باہر نہ جانا جب یہ لوگ آ جائیں اور تو دیکھے کہ ہم انسے زیادہ قوی دست ہوں تو باہر نکلکر انکو شکست دینا ورنہ شہر چھوڑ کر جیسا ارادہ ظاہر کیا ہے پہاڑوں میں جا ٹھہرنا اور سطرح کی احتیاط رکھنا پھر جسوقت تو چاہیگا وہاں سے باہر آسکتا ہے اور اب تو توقف کرنا ہی مناسب ہے۔ قثم نے کہا تو نے ٹھیک رائے دی۔ پھر اسکے کہنے کے مطابق مکہ میں ٹھہرا رہا اور امیر المومنینؑ کو یزید بن شجرہ کے مع لشکر آنے سے مطلع کیا۔ آپ نے خبر پا کر اور منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ پڑھا حمد و ثنائے باری تعالیٰ کے بعد اسکے ہر قسم کے عطیات اور نعمتوں کا ذکر کر کے رسولِ خدا پر درود بھیجا۔ پھر کہا اے لوگو مجھے خبر ملی ہے کہ معاویہ نے ایک شامی لشکر جو بڑے ظالم ہیں نہ کانوں سے کلمہ حق سنتے ہیں نہ آنکھوں سے راہ راست دیکھتے ہیں مکہ پر چڑھا کر بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ لوگوں سے معاویہ کی بیعت لیں اور اطاعت میں لائیں اور اسکی نیابت میں حج کی رسمیں ادا کرائی جائیں اور میرے نایب کو حج کے طریقوں کی ادائیگی سے روک کر شہر سے نکالدیں یہ شامی لشکر ظالموں اور مفسدوں کا مجمع ہے حق کو باطل سے پوشیدہ کرتے خلقت کو نافرمانی خدا میں مبتلا کرتے ہیں۔ یہ شیطان کے مددگار اور گمراہ و بدبختی فرقہ کے تابعین ہیں۔ دینداروں اور ایمان والوں کے دشمن ہیں۔ بہرحال انکو دفعہ کرنا ضرور ہے۔ تم تیار ہو جاؤ اور بعجلت تمام انکی خبر لو اور انکے مقابلہ سے ناموری اور باقی رہنے والا ذکر اور ثواب دارین حاصل کرو۔ معقل بن قیس کو جو بڑا متقی اور امین شخص ہے اور کثرت احتیاط اور پرہیزگاری کے علاوہ شجاعت و شہامت بے اندازہ رکھتا ہے اور عقل و فہم میں یکتا ہے اس مہم پر مامور کرتا ہوں اور جو سردار اس امر میں اسکا ساتھ دینگے انکو ہمراہ کرتا ہوں۔ لازم ہے کہ جلدی کرو اور اسکے ہمراہ روانہ ہو جاؤ۔ اور یقین رکھو کہ اس مہم میں تمکو قسم قسم کی سعادتیں حاصل ہونگی اور اس جہاد سے نجات اور بخشش کے دروازے تمپر کشادہ ہو جائینگے۔ اور وہ گروہ جو تابع شیطان ہے مقہور اور منتشر ہوگا۔ وان یصلح اللہ عمل المفسدین۔ والسلام۔ امیر المومنینؑ کے اس بیان پر اہل کوفہ جوش میں آئے اور ہر گوشہ مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ ہمنے سنا اور قبول کیا ایک ہزار سات سو بہادر عربی سوار جمع ہو گئے۔ ریان بن ضمرہ بن ہودہ خزمی ابو الطفیل عامر بن واثلہ کنانی اور ایسے ہی اور مشہور و معروف بہادروں نے اس جنگ کی رغبت ظاہر کی پھر یہ نامور ایک ہزار سات سو سوار لیکر کوفہ سے بجانب مکہ روانہ ہوئے۔ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ تھی اور جب پہنچے حج کا وقت گزر گیا تھا یزید بن شجرہ تردیہ سے دو روز پیشتر عرفات میں

بھیج گیا تھا۔ اس نے منادی کی کہ کسی شخص کو تم سے کچھ غرض نہیں ہے تم سب امن و امان میں ہو مگر صرف وہی شخص جو ہم سے جنگ کریگا۔ اور مخالفانہ طریقہ اختیار کریگا۔ پھر کہا کسی ایک نامور صحابی کو میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے کہا ابوسعید خدری یہاں موجود ہے۔ کہا اسکو لاؤ۔ جب آیا تو سلام کرکے بیٹھ گیا۔ یزید نے جواب سلام کے بعد کہا اے ابوسعید اللہ تعالیٰ تجھے بخشے آگاہ ہو کہ میں یہاں لوگوں کی دلداری اور دینی قاعدوں کی تاکید اور شرع مبین کی بنیاد کے استحکام کے لئے آیا ہوں۔ دلوں میں تفرقہ ڈالنے اور فساد برپا کرنے کے لئے۔ اگر میں چاہوں تو تمہارے امیر کو گرفتار اور قید کرکے معاویہ کے پاس بھیج دوں کسی کو یہ مجال نہیں ہو سکتی کہ مجھے اس ارادہ سے باز رکھے لیکن میں خود گوارا نہیں کرتا کہ حرم خدا میں جنگ کروں اور اس مبارک ٹوں میں فتنہ برپا کروں۔ مصلحت یہی ہے کہ تمہارا امیر امامت سے دست بردار ہو جائے اور میں بھی امامت نہ کروں تم سب اپنے اتفاق اور اجماع سے کسی اور شخص کو مقرر کرلو جو امامت کرائے تاکہ ہم میں کوئی گفتگو پیدا نہ ہو اور اللہ رحمان اور رحیم ہے۔ اس معاملہ میں میری کوئی اور غرض نہیں مگر یہ کہ طرفین کیلئے عافیت چاہوں اور اصلاحِ حالت میں سعی کروں۔ ابوسعید خدری نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے میں تمام شامیوں میں کسی کو تجھ سے زیادہ نیک اعتقاد اور مسلمانوں کی رعایت اور بہی خواہی میں کامل اور فاضل تر نہیں سمجھتا۔ اسکے بعد ابوسعید قثم کے پاس آیا اور یہ باتیں سنائیں اور نمازِ عید میں امامت کی بابت یزید کی خواہش بیان کرکے پوچھا کہ تیری کیا مصلحت ہے قثم نے کہا یزید جس امر کو مناسب سمجھتا ہے میں بھی اس سے رضامند ہوں۔ اسکے بعد تمام بزرگ و سردارانِ مکہ نے ملکر یہ امر قرار دیا کہ شیبہ بن عثمان عبدری امامت کرے اور مناسک اور مراسم حج ادا کرائے۔ آخر یہی بات قرار پاگئی اور شیبہ کو اجازت دی۔ جب شیبہ نے نماز پڑھادی اور مناسک حج میں قیام کیا تو یزید نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہوکر کہا اے اہل شام آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نیکی کرامت کی اور شر کو تم سے باز رکھا نیکی یہ کہ تم نے امامِ وقت اور خلیفہ زمان کی اطاعت میں حج کیا اور مناسک کے طریقوں پر قیام کیا اور شر یہ کہ تمہارے ہاتھ کو علیؑ ابوطالب کے لوگوں کی تعرض سے اور انکے ہاتھ کو تمہاری مخالفت سے روکا۔ اب تم نیک بختی اور اجر و شکریہ کے ساتھ واپس چلو۔ اہلِ شام یزید کی بات سے بڑے خوش ہوئے اور جانبِ شام مراجعت کی۔ معقل بن قیس جس وقت لشکر لئے کوفہ کیطرف سے آیا تو کچھ عرب ملے اور انہوں نے مطلع کیا کہ یزید اور اسکا لشکر شام کی طرف واپس چلا گیا۔ معقل بن قیس نے مکہ کا راستہ چھوڑ کر اور جانب شام روانہ ہوا اثنائے راہ میں خبر لگی کہ انہوں نے وادی القریٰ میں قیام کیا تھا۔ اسلئے بعجلت تمام وادی القریٰ کی طرف چلا اور قریب پہنچکر دیکھا کہ وہ وادی القریٰ کے دریا کے کنارہ اترے ہوئے تھے۔ قیس نے اپنے لشکر سے کہا میری بات سنو انہوں نے کہا بیان کر قیس نے کہا یہ بڑا خطرناک کام ہے جو مجھے انجام دینا پڑیگا۔ تم مردوں کی طرح رہنا اور بسعی تمام جنگ کرنا۔ اگر میں مارا جاؤں تو میری طرف سے تمہارا امیر ابوالطفیل عامر بن واثلہ ہوگا اور اگر وہ بھی کام آئے تو رمان بن حمزہ امیر ہوگا اور اگر وہ بھی قتل ہو جائے طبیان امارہ کو امیر سمجھنا اور وہ بھی زندہ نہ رہے تو ابو زراع شاکری امارت پر متمکن ہو۔ یہ وصیت کرکے آگے بڑھا جب وادی قریٰ میں پہنچا تو دیکھا کہ شامی لشکر کوچ کر گیا تھا صرف انکے دس آدمی رہ گئے تھے جو اپنے اونٹوں پر اسباب لاد رہے تھے معقل نے انہیں قید کر لیا اور جو کچھ بار و سامان اور اسلحہ انکے پاس تھے چھین لئے۔ شامی لشکر نے بھی سنا کہ معقل آ پہنچا اور اپنے امیر سے کہا مناسب ہے کہ الٹے ہٹ کر اپنے قیدی چھڑا لائے جائیں۔ یزید نے کہا الٹا ہٹنا خلاف مصلحت ہے جب تک یہ معلوم ہو جائے کہ انکی قوت کسقدر ہے آیا ہم فتح پا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر عراق والے اسقدر قوی ہوتے تو وہ ہمارا تعاقب کرتے یہ کہکر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور معقل نے یہ بات معلوم کرکے کہ تعاقب سے کوئی نتیجہ نہ نکلے گا کوفہ کی طرف مراجعت کی اور ان دس شخصوں کو امیر المومنین کے سامنے حاضر کیا اور تمام کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا کہ انہیں قید خانہ میں رکھو کیونکہ معاویہ نے بھی ہمارے چند آدمی قید کر رکھے ہیں جب وہ انہیں چھوڑ دیگا تو ہم انہیں چھوڑ دینگے۔ الغرض جب یزید نے معاویہ کے پاس پہنچکر شرح کیفیت سنائی اور کہا کہ ہمارے دس آدمیوں کو قید کر لیا ہے تو معاویہ نے کہا جلدی نہ کرو مجھے انکے چھڑانے کا تم سے زیادہ خیال ہے۔ اسکے بعد حرث بن نمر تنوخی کو بلا کر اور ایک امیر

جنگجو سوار حوالہ کر کے حکم دیا کہ بلاد جزیرہ رود کو اور ہر ایک اُس موضع کو جو علیؑ کی اطاعت کا دم بھرتا ہو قتل اور تاراج کر ڈال۔ حرث بن شمر ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ ہو کر نصیبین اور دارا کے علاقہ تک آیا اور بنی تغلب کے ایک گروہ کو جو علیؑ کی طرفدار تھی غارت کر کے آٹھ آدمی گرفتار کر لئے پھر شام کی طرف مراجعت کی۔ اب جزیرہ والوں میں سے ایک شخص مسمیٰ عقبہ بن وعل حرث کے فعل کی انتقام کشی کے لئے اُٹھا اور بنی تغلب کے کچھ آدمی جمع کر کے قصر مہیج کی طرف روانہ ہوا اور دریائے فرات کو عبور کر کے نواحِ شام کو جا لوٹا اور بہت سا مال و دولت اور اسباب و مویشی کثیر لیکر صحیح سالم واپس چلا آیا اور ایک قطعہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے ؎ الا ابلغ معاویۃ بن صخر + مالی قد اغرت بحما لعۃ۔ اب امیر المومنین علیؑ نے معاویہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ یہ خط امیر المومنین علیؑ کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام ہے۔ واضح ہو کہ اللہ جل شانہ منصف و عادل ہے وہ ظلم نہیں کرتا اور وہ جبار ہے کہ اُس پر کوئی غلبہ نہیں کر سکتا نیکی کا بدلا ایک عطا کرتا ہے اور اُسکے بندے جو کچھ ظلم و ستم اور جرم و خطا کرتے ہیں اس پر صبر کرتا ہے اور جب وقت آپہنچتا ہے تو ہر فعل کی سزا اور ہر ایک بُری بات کا بدلہ دیتا ہے۔ اے معاویہ تجھے دُنیا کیواسطے پیدا نہیں کیا تو اسمیں ہمیشہ زندہ نہ رہیگا۔ خواہ تیری عمر کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو انجام کار موت کا مزا چکھیگا۔ دُنیا گذر جانے والی اور دُنیا کی محبت بھی گذرنے والی چیز ہے۔ خدا سے ڈر۔ انصاف کو ہاتھ سے نہ کھو اور شیطانی وسوسوں میں پڑ کر باطل طریقے اختیار نہ کر میں اُس خدا کی جسکے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچی قسم کھاتا ہوں کہ جب عاقبت میں مجھے اور تجھے ایک جگہ کھڑا کرینگے تو میرے تیرے درمیان میں انشاء اللہ برحق فیصلہ ہوگا۔ آگاہ ہو کہ میں یہ خط اپنے قاصد سعد کے ہاتھ روانہ کرتا ہوں اور مدعا یہ ہے کہ جو قیدی ایک دوسرے کے ہمارے اور تمہارے پاس ہیں رہا کر دئے جائیں والسلام۔ جب سعد نے معاویہ کے پاس یہ خط پہنچا دیا تو معاویہ نے اپنے پاس کے تمام قیدی جو علیؑ کے طرفدار تھے چھوڑ دئے اور جب یہ خبر امیر المومنینؑ نے سُنی حکم دیا کہ معاویہ کے تمام قیدی رہا کر دئے جائیں۔ اسکے بعد لوگوں کو یہ خیال ہو گیا کہ اب معاویہ دست درازی نہ کریگا لیکن ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ معاویہ نے اپنے ایک امیر سفیان بن عوف کو بڑی بھاری جمعیت کے ساتھ عراق کی طرف بھیجا کہ اُس علاقہ کو تاخت و تاراج کر ڈالے اور شیعانِ علیؑ کو جہاں کہیں پائے قتل کر دے۔ سفیان حسب ایمائے معاویہ عراق کی طرف بڑھا اور شہر ہیت میں داخل ہوا کمیل بن زیاد جو امیر المومنین کی طرف سے وہاں حاکم تھا یہ خبر سنکر کہ شامی لشکر بقصد ہیت آرہا ہے اپنے دستہ میں سے ایک شخص کو پچاس پیدل دیکر وہاں چھوڑا اور خود باہر نکلا کہ اُس لشکر کا مقابلہ کرونگا۔ کمیل کے چلے جانے کے بعد سفیان نے اُس شہر اور تمام نواح کو تاراج کر ڈالا کوئی اُسکا مقابلہ کرنے والا نہ تھا پھر ہیت سے انبار کی طرف چلا۔ یہاں ایک شخص اشرس بن حسان بکری نام امیر المومنین کا صحابی موجود تھا۔ جب تک سفیان کے آنیکی خبر ہوئی اُس نے اُسے گرفتار کر کے قتل کرا دیا اور بھی چند کس ہوا خواہان امیر المومنین کو قتل کیا پھر تمام شہر کو غارت اور برباد کر کے کم و بیش جو کچھ پایا لوٹ لیا اور بجانب شام مراجعت کی جس وقت امیر المومنین علیؑ کو اس حال کی خبر ہوئی پہلے قصد کیا کہ خود جا کر اس حادثہ کا تدارک کریں مگر بعد کو مناسب سمجھا اور سعید بن قیس کو بلا کر اور کوئی سواروں کا جتھا ساتھ کر کے حکم دیا کہ سفیان بن عوف کے نشانِ قدم پر جائے اور تعاقب میں سعی بلیغ کر کے اُسے جا پکڑے۔ سعید حسب الحکم جناب امیرؑ بہ تعجیل تمام روانہ ہوا اور سفیان کو تلاش کرتا ہوا سرزمین عانات تک پہنچا مگر اُسے نہ پایا۔ اب اُسکے لشکر کے گھوڑے اور آدمی تکان سے چور ہو گئے تھے اُس نے اپنی فوج کے ایک نامور بہادر ہانی بن خطاب کو دو اسپہ سواروں کا دستہ دیکر اُسکی تلاش میں روانہ کیا ہانی بڑی تیز رفتاری سے کوچ کرتا ہوا شام کے دیہات تک گیا اور وہاں سے صفین کے مقام پر پہنچا پھر بھی سفیان کا کچھ پتہ نہ لگا اسلئے پلٹ کر سعید کے پاس آیا اور سب کیفیت کہہ سنائی۔ سعید نے کہا اُس ملعون کی تلاش اب بیفائدہ ہے۔ غرض وہاں سے مراجعت کر کے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا کہہ سنایا اور یہ بھی عرض کر دیا کہ کمیل بن زیاد ہیت سے نکل گیا ہے امیر المومنین نے کمیل بن زیاد کو خط لکھا اور شہر ہیت کے چھوڑ جانے پر ملامت کی چند روز کے بعد معاویہ نے ایک نامور شامی عبد الرحمن بن اشیم کو لشکر جرار دیکر ولایت جزیرہ پر بھیجا

اور حکم دیا کہ جہاں کہیں علیؑ کے طرفداروں کو پائے گرفتار کرکے مار ڈالے اور اُس مقام کو تباہ اور برباد کردے۔ عبدالرحمٰن حسب الحکم معاویہ بجانب جزیرہ روانہ ہوا۔ اُسوقت جزیرہ کے علاقہ میں امیر المومنین علی کا ایک صحابی شبیبؓ بن عامر حاکم تھا اور یہ شخص حدیع بن علی کرماخ کا دادا ہوتا ہے۔ اور اُس نے خراسان میں بصر سیار سے معرکہ آرائیاں کی ہیں نصیبین میں چھ سو جوانوں کے ساتھ موجود تھا جسوقت سُنا کہ عبدالرحمٰن ابن اشتم جزیرہ پر حملہ کرنے کے لئے چلا آرہا ہے کمیل بن زیاد کو خط لکھکر آگاہ کیا کہ عبدالرحمٰن بڑے جرار اور مستعد لشکر کے ہمراہ جو ہر طرح کے سامانِ جنگ سے آراستہ ہے شام سے چلا آرہا ہے اور اس نواح کی غارت گری کا قصد رکھتا ہے کمیل بن زیاد نے جواب میں لکھا۔ تیرا خط پایا مضمون معلوم ہوا۔ اس معاملہ میں جسقدر غور و فکر کیا میری رائے یہی قرار پائی کہ تیرے پاس پہنچوں۔ اب یہ خط روانہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی تیرے پاس پہنچتا ہوں والسلام۔ اسکے بعد کمیل نے عبداللہ بن وہب راسبی کو ہیت میں اپنا نائب مقرر کرکے چار سو سواروں کے ساتھ چھوڑا اور اسیقدر جمعیت لیکر خود بسمت نصیبین روانہ ہوا جسوقت شبیب سے ملا اُس کے پاس چھ سو سوار تھے۔ کمیل اُسکے ہمراہ ہوکر نصیبین سے نکلا اور عبدالرحمٰن کے مقابلہ کے لئے چلا۔ عبدالرحمٰن شہر کفرتوثا میں شامی لشکر کو لئے پڑا تھا کہ انکا حال سُنا اور شہر سے نکلکر انکی طرف بڑھا جب دو لشکر روبرو ہوئے کمیل بن زیاد نے رجز پڑھکر حملہ کیا شبیبؓ نے بھی اُسکا ساتھ دیا طرفین سے سخت جنگ ظہور میں آئی کمیل کے دو صحابی عبداللہ بن قیس اور مدرک بن بشیر عتری قتل ہوئے۔ اور عبدالرحمٰن کے بہت سے طرفدار کام آئے۔ انجام کار کمیل اور شبیب فتحمند ہوئے اور شامی لشکر بہت بُری حالت سے بھاگ نکلا۔ عبدالرحمٰن بُرے حالوں سے جانب شام مرداد ہوا کمیل نے اپنی فوج سے کہا تمہاری مراد برآئی اب اُنکا تعاقب نہ کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہمیں ظفریاب کیا پیچھا کرنے سے کچھ زیادہ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ اسکے بعد وہاں سے مراجعت کرکے نصیبین میں وارد ہوئے امیر المومنین علیؑ نے یہ خبر سُنکر کمیل کو خط لکھا مضمون یہ تھا۔ اُس خدائے جلیل کا شکر ہے جو اپنے بندوں پر مہربانیاں فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے فتح سے عزت دیتا ہے۔ وہی سب سے اچھا مالک اور سب سے افضل مددگار ہے۔ تو نے مسلمانوں کو عجیبی مدد دی اور اپنے امام اور دینداری کی جسقدر فرمانبرداری کی سب معلوم ہوا تیری نسبت ہمیشہ سے میرا یہی گمان رہا ہے اور ان مہمات کے انتظام میں تجھ پر ایسی ہی خدمات کا بھروسہ رہا ہے اللہ تعالےٰ تجھے نیک عوض کرامت فرمائے اور اُن لوگوں کو بھی جو مدد کیلئے تیرے ہمراہ آئے اور جنہوں نے اپنی جانیں خرچ کیں جزائے خیر عطا کرے اس دفعہ تو یہ مہم جو میری اجازت و اطلاع بغیر اختیار کی تھی حسب مراد انجام پاگئی لیکن لازم یہ ہے کہ اسکے بعد جو مہم پیش آئے اُسکے شروع کرنے سے پہلے مجھے اُسکی کیفیت سے اطلاع دو اور اجازت طلب کرو تاکہ میں جو کچھ مناسب سمجھوں اُسکی اجازت دوں اور اُسکے متعلق نیک و بد حالات سے مطلع کردوں اللہ تعالیٰ ظالموں کے ظلم کا بدلا دے اور فی الحقیقت وہی عزیز اور حکیم ہے۔ والسلام +

اہل یمن کا جھگڑا اور عثمان بن عفانؓ کی گروہ کا سرکشی کرنا

اسی اثنا میں کہ امیر المومنین علیؑ کے دوستوں اور معاویہ کے فرمانبرداروں میں جنگ و جدل ہورہی تھی خبر آئی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا گروہ یمن میں فساد پر آمادہ ہوگیا ہے اور امیر المومنین کی مخالفت اختیار کرکے آپ سے بیزار و منحرف ہوگیا ہے۔ اُسوقت امیر المومنین علیؑ کی طرف سے یمن میں عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب عامل تھا اور صنعا میں قیام رکھتا تھا۔ اُس نے آدمی بھیجکر اُس مخالف گروہ کے کچھ لوگ بلائے اور کہا کیا بات ہے کہ تم آتش فساد مشتعل کرنا چاہتے ہو۔ تم نے کیوں مخالفت اور فتنہ پردازی اختیار کی ہے۔ طلبِ خونِ عثمان سے تمہیں کیا تعلق۔ تم اُس سے کیا علاقہ رکھتے ہو محض رعایا میں شامل ہو جس طریق سے زندگی بسر کرنا چاہیے اُسی ڈھنگ سے رہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم لوٹ مار کی آرزو رکھتے ہو۔ اور اُسی وقت تک اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے اور اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتے تھے کہ یہ ہوس پیدا ہوئی تھی اب تم نے سر اٹھایا اور امیر المومنین

مخالفت اختیار کر کے طلب خون عثمان کا بہانہ بنایا ہے۔ اسکے بعد حکم دیا کہ اس گروہ کے چند آدمیوں کو قید خانہ میں قید کر دو۔ جب دوسرے لوگ اس واقعہ سے
مطلع ہوئے تو انہوں نے عبداللہ بن عباس کو خط لکھا کہ تو نے ہمارے عزیز دل قریبوں میں سے جن شخصوں کو قید کر رکھا ہے اگر ان کو چھوڑ دیگا
تو بہتر ہوگا ورنہ ہم نہ تیرا حکم مانینگے نہ امیر المومنین کا۔ عبیداللہ نے انکے چھوڑ دینے سے انکار کیا اور کہا میں اسوقت تک رہا کروں گا جب تک اس امر میں امیر المومنین
کے پاس سے کوئی حکم صادر ہوگا اور جیسا حکم آئیگا ویسا عمل کیا جائیگا۔ یمن والوں نے یہ خیال کر کے کہ ہمارا مطلب برآئیگا امیر المومنین کی مخالفت
کا اظہار کر کے زکوٰۃ کا روپیہ روک لیا۔ عبیداللہ بن عباس نے امیر المومنین علیؑ کو اس حال کی اطلاع دی اور یمن اور صنعا والوں کی بغاوت و
سرکشی کا مفصل حال لکھ بھیجا۔ امیر المومنین نے یہ خط ملاحظہ فرما کر یزید بن انس ارحبی کو بلا کر کہا کچھ خبر ہے کہ یمن اور صنعا میں تیری قوم نے کیسا
فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ میرے اور میرے عامل کے خلاف بغاوت اختیار کی ہے۔ یزید نے کہا میں اپنی قوم کی نسبت ایسی مخالفت کا گمان نہیں
کر سکتا اگر حکم ہو تو جا کر سب کیفیت معلوم کروں یا خط لکھکر ان کے دلوں کی کیفیت پر اطلاع پاؤں اگر تحریر ہی سے وہ سرداری اور اطاعت کے
راستہ پر آجائیں تو بہتر ورنہ خود جا کر انکو جو سخت ملامت کرونگا اور سب کو حضور کے زیر فرمان لاؤنگا۔ آپ نے فرمایا پہلے میں خود ایک خط لکھکر انکا
حال دریافت کرتا ہوں۔ پھر یہ خط لکھا۔ اے اہل یمن میں نے سنا ہے کہ تم طریق اطاعت سے منحرف ہو گئے ہو اور میرے عامل عبیداللہ بن عباس
کو چھوڑ کر مخالفت پر کمربستہ ہو تم نے اس سے پیشتر میری بیعت اور اطاعت اختیار کی ہے اب ایسا عیب اور طریق مذمت اختیار کرو۔ خدا سے
ڈرو اور فرمانبرداری و متابعت سے کام رکھو۔ تمہاری سب امیدیں پوری کیجائیں گی اور تمہارے حق میں عدل و مساوات کا طریق جاری
رہیگا میں تمہارے مجرم اور خیانت دار اور گنہگار شخصوں کو معاف کرتا ہوں۔ گزشتہ افعال سے باز پرس نہ کرونگا جو شخص میری اس نصیحت
کو مان لیگا اپنی ذات پر احسان کریگا اور جو فرد بشر انکار کریگا اسکا وبال اسکی جان پر پڑیگا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ وَالسَّلَام۔ یہ خط ایک
ہمدانی شخص حسین بن نوف بن عبید کے حوالہ کر کے حکم دیا کہ اہل یمن کے پاس لیجائے۔ وہ خط لیکر یمن والوں کے پاس پہنچا۔ خط حوالہ کیا اور انکو
پڑھکر سنا دیا۔ وہاں سے یمن کے ایک اور شہر جند میں پہنچا جند والے معاویہ کو خط لکھکر اظہار اطاعت کر چکے تھے اور ایک امیر کے مقرر کرنے کی درخواست
کی تھی کہ مشکلات اور واقعات کے وقت اسکی صلاح و مشورہ پر عمل کیا جائیگا۔ اسی اثناء میں حسین بن نوف قاصد امیر المومنین وہاں جا پہنچا اور
حضرت کا خط پیش کیا پھر کہا کہ تمہاری سرکشی اور بغاوت کی خبر سنکر امیر المومنین نے پہلے یزید بن انس ارحبی کو لشکر کثیر کے ہمراہ تمہارے پاس روانہ
کرنا چاہا تھا مگر پھر آپ ہی فرمایا کہ معرکہ آرائی میں جلدی نکرنی چاہیئے اسلیئے یہ خط لکھکر مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تمہیں اس خیال فاسد پر ملامت کروں
اور از راہ محبت و اخوت طریق دین و دیانت جو کچھ مناسب ہو سمجھاؤں۔ خدا سے ڈرو۔ فتنہ و فساد کو چھوڑو اور شرارت و خونریزی سے بچو
امام وقت پر جو محمد مصطفےٰؐ کا چچا زاد بھائی اور رسولخدا کا وصی ہے خروج نہ کرو۔ جب حسین بن نوف از راہ افہام و تفہیم یہ نصائح بیان کر کے حق
پیغام ادا کر چکا تو تمام بزرگ اور مشہور و معروف امراء و سردار آپسمیں بحث کرنے لگے اور کسیقدر گفتگو کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ اس سے کہو تو یہاں سے
چلا جا اور پھر ہمیں اطاعت علیؑ کے واسطے نصیحت نہ کرنا کیونکہ ہم علیؑ کی اطاعت پسند نہیں کرتے ہم اب تک عثمان ہی کی بیعت و اطاعت پر ثابت قدم
ہیں اور کہدیا کہ ہم تجھ سے برسر جنگ ہونے کی تیاریاں کر چکے ہیں تیرے پاس بھی فوج ہو تو ہمارے مقابلہ پر بھیجدے ہمارا تمہارا فیصلہ تلوار سے
ہوگا۔ یہ کہکر قاصد کو ناراضگی کے ساتھ واپس کر دیا اور فوراً معاویہ کو اس مضمون کا خط روانہ کیا۔ اہل جند کی طرف سے امیر المومنین معویہ کو واضح ہو کہ
علیؑ ابو طالب نے ہمیں کچھ تحریر کیا تھا اور حسین بن نوف کو ایلچی بنا کر بھیجا تھا۔ اور ہمیں اپنی بیعت اور اطاعت کی ترغیب دلا کر ڈرایا تھا کہ میری اطاعت
سے انکار کروگے تو لشکر بھیجکر تمہارے اعمال کی سزا دونگا۔ ہمنے قاصد کو جواب سخت دیکر الٹا پھیر دیا ہے۔ اب اگر تم کوئی ایسا عامل ہمارے پاس

بھیجدیگا جو ہماری جان و مال کی حفاظت کر سکے اور ہمیں لشکر عراق کی دست اندازی سے محفوظ رکھے تو ہمیں مراد حاصل ہو ورنہ اگر تو ہماری حمایت سے پہلو تہی کریگا تو جان جا کہ ہم ایلچی بھیجکر علیؑ ابو طالب سے اپنی خطاؤں کا عذر کر کے معافی مانگ لیں گے اس معاملہ میں بہت جلدی کرنی چاہیئے کیونکہ عنقریب ہی لشکر عراق ہمیں حملہ آور ہونیوالا ہے والسلام۔ معاویہ نے اہل جند کے خط کا مضمون پڑھکر بسر ابن ارطاہ کو طلب کیا یہ شخص شام کا فرعون تھا معاویہ نے اُس سے کہا آگاہ ہو کہ اہل یمن نے علیؑ سے مخالفت اختیار کی ہے اور ہماری اطاعت و بیعت کیطرف بہ نیت صادق و ارادہ واثق رغبت ظاہر کی ہے اور تمام ملک یمن نے اپنے افعال سے ہماری متابعت کو ظاہر کر دیا ہے ابھی اُن لوگوں کا قاصد آیا اور تحریر لایا ہے جسمیں اہل یمن نے اظہار اطاعت کر کے ایک بہادر اور باشوکت امیر کے بھیجنے کی درخواست کی ہے کہ علیؑ ابو طالب اگر ان پر فوج کشی کرے تو وہ سردار انکو روک سکے میں نے اس مہم کے انجام دہی کیلئے تجھسے زیادہ لائق اور کسی شخص کو نہ سمجھا کیونکہ تو سلطنت اور ملکداری کے قاعدوں سے خوب واقف ہے اور بہت سی غور و فکر کے بعد یہی رائے قرار پائی کہ تجھے لشکر شائستہ کے ساتھ وہاں بھیجوں اور تو مجھے اس مہم کیطرف سے ایسا مطمئن کر سکتا ہے کہ دوسرا نہیں کر سکتا میں نے چار ہزار سوار تیرے حوالہ کئے سوار ہو کر یمن کی طرف روانہ ہو جا جس موضع سے گزر ہو وہاں کے باشندوں کو میری اطاعت و فرمانبرداری میں لا اور اُنسے میری بیعت لے اور مکہ اور مدینہ کے راستے سے جانا اور وہاں کے باشندوں کو بھی میری بیعت و اطاعت کے حلقہ میں لانا۔ علیؑ سے بیزار کر دینا اور ہوا خواہان علیؑ کو سخت سست کہنا اور جو ملامت کرنا اور جہانتک ممکن ہو سختی کرنا اور اُنکے قتل و غارتگری میں کوتاہی نہ کرنا اور ادنیٰ و اعلیٰ جو کوئی اطاعت اختیار کرے اُس سے نیک سلوک کر کے اچھے اچھے وعدوں سے دل بڑھانا اور اسی قسم کے طریقے برتنا۔ بسر بن ارطاہ چار ہزار سواروں کی جمعیت سے سحاب میں روانہ ہوا پہلے مدینہ پہنچا۔ یہاں امیر المومنین علیؑ کی طرف سے ابو ایوب انصاری عامل تھا بسر کے آنے کی خبر سنکر بھاگ گیا اور اہل مدینہ جان کے خوف سے بسر کے استقبال کیواسطے شہر سے نکلے بسر نے انہیں دیکھتے ہی للکارا اور کہا تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں۔ خدا نے قرآن شریف میں یہ آیۃ تمہارے حسب حال ارشاد فرمایا ہے حیث قال عز من قائل ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً قَرْیَۃً کَانَتْ آمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَداً مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ مدعا یہ ہے کہ ایک بستی امن و امان والی فتنہ اور فساد سے خالی تھی ہر در ہر سمت سے وہاں وسیع رزق نازل ہوتا تھا اور نعمتوں کی ہوائیں اُنکے مال و دولت پر چلتی تھیں مگر اُن لوگوں نے اُن افضال الٰہی کی قدر نہ جانی اور اُن نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کیا بلکہ خدائے جلیل کے ساتھ ناشکری سے پیش آئے اور روگردانی اختیار کرلی اللہ تعالیٰ نے اُن ناشکریوں اور خطاؤں کے سبب اُنکی نعمتوں کو زائل کر دیا اور خوف و بھوک کا لباس پہنا دیا ہو بہو یہی تمہاری کیفیت ہے اور تمہارے ہی بدنوں پر یہ لباس چست ہو کر آیا ہے اور فی الحقیقت تم ہی اس آیہ کے مصداق ہو کیونکہ یہ شہر سید المرسلین خاتم النبیین کے ہجرت اور قیام کی جگہہ تھی اور اُنکے بعد خلفائے راشدین کی جائے سکونت بھی۔ تمنے اِن نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کیا اور اماموں اور پیشواؤں کے حقوق کا لحاظ نہ رکھا۔ یہانتک کہ خدائے جلیل کے خلیفہ کو لوگوں نے تمہارے درمیان میں قتل کر دیا بلکہ تمنے اُسکی خونریزی میں سعی کی اور اُسے تنہا چھوڑ دیا اور امداد نہ کی بلکہ طعن و تشنیع پر زبان کھولی اور بعض نے یہ امید قائم کی کہ اُسے ہلاک کر کے خلافت حاصل کریں اور محنت و ذلت کی پستی سے عزت و نعمت کی بلندی پر پہنچیں خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ وہ سلوک کرونگا کہ جبتک جہان قائم ہے اُسکا ذکر ہوتا رہیگا۔ اے شریر انصاریو اے یہودیوں کے دوستو اور اے وہ شخصو جنمیں بزرگی کی ذرا لیاقت نہیں ہے تمہیں بنو نجار بنو دینار بنو سالم بنو زریق بنو دیلم بنو عجلان اور بنو طریق کہہ رہا ہوں میں اسلئے آیا ہوں کہ خدائے قادر مطلق کی قسم تمہیں ایسے بھنبوڑ ڈالونگا کہ ایمان والوں کے سینوں سے پرانا کینہ نکل جائیگا۔ اسکے بعد وہ مدینہ میں داخل ہوا اور کسی مکان میں نہ اترا مسجد نبوی میں آ کر ممبر پر گیا اور اسی قسم کے سخت و سست کلمات کہتا رہا اور مدینہ والوں کو اسقدر لعنت و ملامت کی کہ یثرب کے باشندوں اور مدینہ کے رہنے والوں کو خوف پیدا ہو گیا اور سمجھے کہ یہ سب کو قتل کر ڈالیگا اسی سرزنش اور عتاب کے دوران میں حویطب بن عبدالعزیٰ نے اُٹھکر کہا اے امیر تحمل کر اور اس غصہ کی آگ پر حلم کا پانی چھڑک کر اپنے عزیزوں دوستوں اور ہمنشینوں کے ساتھ اچھا سلوک کر ہمیں کوئی موقع دے کہ سب کے سب معافی اور پناہ طلب کریں سیاست و نخوت کے اس جوش کو سر سے دور کر ہوا تو جان کو

پراگندہ کر دیتی ہے تو نے اُسے اپنے سر میں کیوں فراہم کیا ہے۔ تو اُن لوگوں کو جو مسجد نبوی میں موجود ہیں غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ اور وہ مصطفےٰ کے صحابی ہیں اور ہر ایک کو خاص خاص اقسام کی بزرگیاں اور شرف بارگاہِ نبوت سے حاصل ہیں یہی لوگ آپ کے حضور میں رہ چکے ہیں۔ اِنمیں اکثر انصار اور کچھ مہاجر اور بعض امور خفیہ کے واقف کار اور راز دار ہیں انکی طرف مکرر دیکھ اور ان کا برا نہ کہہ جس گمان سے تو نے انہیں کشندگانِ عثمان کہا ہے غلط ہے۔ خدا سے ڈر اور اے بسر بن ارطاۃ اس سے زیادہ ہمیں رنج نہ دے۔ بسر جو بطن کی باتیں سنکر چپ رہا اور تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ انصاریوں کے گھروں کو آگ لگا دو اور اُن لوگوں کے اموال غارت کر دیئے۔ پھر لوگوں کو معاویہ کی بیعت کیلئے طلب کیا سب نے ناچار و ناچار بادلِ ناخواستہ معاویہ کی بیعت اختیار کر لی۔ اسکے بعد آدمی بھیجکر جابر بن عبد اللہ انصاری کو بلایا مگر وہ نہ آیا کیونکہ یہ شخص نہایت ہی ضعیف اور سن رسیدہ تھا بسر نے چاہا کہ اُسے قتل کرا دے مگر ام سلمہ زوجہ رسول خدا نے اس حال سے مطلع ہو کر بسر کے پاس قاصد بھیجا اور اسکے لئے امان طلب کی بسر نے کہا خدا کی قسم میں اُسے نہ چھوڑونگا جب تک معاویہ کی بیعت اختیار نہ کریگا جابر نے بھی مجبور ہو کر اور ضرورتِ وقت سمجھ کر بیعت کر لی بسر نے چند روز قیام کیا کہ سب لوگوں سے بیعت لے لے۔ پھر منادی کر کے لوگوں کو طلب کیا جب سب حاضر ہو گئے کہا میں نے تمہیں معاف کیا اگرچہ تم قابل معافی نہ تھے کیونکہ جو لوگ خاموشی اختیار کر کے اپنے امام اور پیشوا کو آنکھوں کے سامنے قتل ہونے دیں وہ مستحق احسان و معافی نہیں ہو سکتے اگر تمہیں اس دنیا میں بھی اس گناہ کی سزا دیجاتی تو سزاوار تھے مگر میں اسوقت تمہاری سزا دہی اور عقوبت سے درگزر کر رہا ہوں اور مکہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ابو ہریرہ کو اپنا نائب مقرر کرتا ہوں لازم ہے کہ تم سب اسکا حکم ماننا اسکے فرمانبردار رہنا اور مخالفت سے بچنا خدائے واحد کی قسم اگر تم نے ذرا بھی نافرمانی یا سرکشی کی تو واپس آکر سب کو قتل کر ڈالونگا کہ تمہاری نسل تک باقی نہ رہیگی والسلام۔ اسکے بعد مدینہ سے بجانب مکہ روانہ ہوا۔ اسوقت امیر المومنین علیؑ کی طرف سے قثم بن عباس بن عبد المطلب حاکم مکہ تھا بسر کی چڑھائی کی خبر سنکر شہر سے نکلگیا اور جسوقت بسر مکہ کے متصل پہنچا تمام شرفا اور اکابر و امیر اور سرداران قوم نے اسکا استقبال کیا بسر نے انکو بھی دیکھتے ہی سخت و سست کہنا شروع کیا اور بہت سی گالیاں دیکر کہا خدائے واحد کی قسم اگر مجھے امیر المومنین معاویہ کی ہدایتیں اور نصیحتیں نہ روکتیں تم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا۔ بزرگان مکہ نے ایک زبان ہو کر کہا اے سردار ہمیں تجھ سے ایسے کلمات کی امید نہیں ہم سب تیرے عزیز اور رشتہ دار ہیں اس قسم کی باتیں کہنا اور اس طرح دھمکانا لازم نہیں خدا سے ڈر اور اس شہر اور ولایت اور اپنے کنبہ داروں کی حرمت قائم رکھ اور اسکا لحاظ کر کہ اللہ تعالیٰ کے حرم اور اسکے رسول محمد بن عبد اللہ کی حرمت اور تعظیم کے بارے میں تیرے سبب سے خلل واقع ہو اور خانہ کعبہ کی توقیر و احترام کے قاعدوں میں خرابی آ جائے۔ بسر مکہ کے بزرگ اور نامور شخصوں کی گفتگو سنکر چپ ہو رہا۔ پھر سر اٹھا کر دیکھا کہ لوگ اُسکے سامنے سے بھاگے چلے جاتے ہیں انہی میں دو خوبصورت اور پاکیزہ لڑکوں کو دیکھا کہ بڑی کوشش سے بھاگ رہے ہیں بسر نے کہا اِن لڑکوں کو میرے پاس لاؤ لوگ پکڑ لائے تو پوچھا تم کون ہو۔ ایک نے کہا میں قثم ہوں اور دوسرا میرا بھائی عبد الرحمٰن ہے اور ہم عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب کے فرزند ہیں بسر نے کہا اللہ اکبر مطلب حاصل ہو گیا یہ وہ لڑکے ہیں جنکی جستجو مدت سے تھی آج انکا درجہ حاصل کرونگا۔ پھر دونوں کو قتل کرا دیا۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ مکہ میں انکی ماں نے جب اِس حادثہ کی خبر پائی اسقدر روئی کہ اُس جیسا دیوانہ کوئی دوسرا شخص نہیں بتلایا جا سکتا بہت کچھ کہا اور مرثیے لکھے مگر دل کو تسلی نہ پائی۔ لا مرد لقضاء اللہ ولا معقب لحکمہ۔ شادیاں اور رنج محض خدا کی طرف سے جان۔ اگر تو گریہ و زاری سے آسمان کے کان بھی بہرے کر دے تب بھی۔ تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے کسی کو نقصان۔ الغرض بسر مکہ میں داخل ہو طوافِ کعبہ بجا لا کر دو رکعت نماز ادا کی پھر حمد و ثنا باری تعالیٰ کے بعد کہا کہ خدا نے ہمیں دشمنوں پر فتح دیکر صاحب عزت کیا ہے۔ ہمارے دشمن ذلیل و خوار اور قتل ہو گئے ہیں اور وہ سب اطرافِ دنیا میں پراگندہ ہو کر نکل گئے ہیں۔ علیؑ ابو طالب عراق کے نواح میں موجود ہے مگر وہ بھی قلت اور ذلت میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو جو نعمتیں اور کرامتیں اُسپر صرف مبذول رہتی تھیں اب اُنسے محروم ہو گیا ہے۔ عنانِ حکومت معاویہ کو ملگئی ہے اور خلیفہ بنگیا ہے عدل و انصاف کے طریق پر چلتا ہے۔ خونِ عثمان کا طالب ہے تم سب اسکی بیعت کرو اور اپنے خاندان اور جان و مال و زن و فرزند کی حفاظت کا خیال کرو۔ لوگوں نے گھبراہٹ اور مجبوری کی وجہ سے نہ دلی خواہش سے معاویہ کی بیعت اختیار کر لی مگر اثنائے بیعت میں بسر سے سخت ناراض تھے کیونکہ وہ حضرت علیؑ کے حق میں زبانِ بدگوئی دراز کر رہا تھا۔

بسر نے مکہ میں چند روز قیام کیا پھر شیبہ بن عثمان عبدی کو بلا کر مکہ میں اپنا نائب قرار دیا پھر اہل مکہ سے کہا آگاہ ہو کہ میرا ارادہ تھا کہ تم سب کو بیخ و بنیاد سے برباد کر دوں اور سخت سزا دوں مگر خانہ کعبہ کی تعظیم و حرمت کے سبب تم کو معاف کر دیا ہے۔ اب میرا ارادہ طائف کی طرف جانے کا ہے کہ وہاں کی سرزمین کا حال دیکھوں۔ تمکو لازم ہے کہ معاویہ کی بیعت پر ثابت قدم رہنا مخالف کے پاس نہ جانا کسی قسم کی نافرمانی اور کجروی اختیار نہ کرنا ورنہ میں واپس آ کر تم سب چھوٹے بڑے لوگوں کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا اور تمہارے خاندانوں اور مال و اسباب کو تاخت و تاراج کر ڈالونگا۔ تمہارے گھروں کو جلا کر ایسا بے نشان کر دونگا کہ کوئی چراغ جلا ہوا آنکھ نظر نہ آئیگا۔ اس قسم کی تاکید و تنبیہ اہل مکہ کو کر کے جانب طائف روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہنچا مغیرہ بن شعبہ استقبال کیلئے آیا اور اپنے اور اپنی قوم کے لئے سفارش کی اور کہا اے امیر جس وقت سے تو شام سے چلا تھا میں تیرا منتظر تھا اور یہ سنکر کہ تو طلب خون عثمان کے لئے آتا ہے مجھے نہایت خوشی حاصل ہوئی میں نے تیری تعریفیں لکھی ہیں جبکہ تیرے نزدیک دوست اور دشمن ایک سے ہو گئے تو ضرور کام میں خلل واقع ہوگا۔ دوستوں کو قاعدہ صداقت کی تمہید کے سبب نفرت ہوگی اور دشمنوں کو دشمنی کا حوصلہ ہوگا اور جرأت بڑھے گی پس شریعت کے لحاظ سے بھی اور طریقت کے قاعدہ سے بھی فعل بد کی سزا اسپر واجب و لازم ہے۔ بسر مغیرہ کے یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا کچھ نہ بولا۔ کسی اہل طائف کو کچھ ایذا دی نہ سخت و سست باتیں کہیں۔ شہر میں داخل ہو کر اپنے ایک سردار فوج کو بلایا اور کہا اپنے ساتھ کچھ آدمی لیکر تبالہ کی طرف جا اور وہاں امیرالمومنین کے دوستوں کی ایک جماعت موجود ہے انہیں قتل کر۔ اس نے بسر کے حسب الحکم وہاں پہنچکر بہت سے بیگناہ محض امیرالمومنین کی دوستی کی بنا پر تہ تیغ کر دئے وہاں سے پلٹ کر نجران میں آیا اور اصحاب مصطفےٰ میں سے ایک بزرگ شخص کو جسے اسلام سے پیشتر عبد المدان کہتے تھے اور حضرت رسولخدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہونیکے وقت آپ نے اسکا نام عبداللہ رکھدیا تھا بسر نے طلب کیا جب عبداللہ اور اسکا بیٹا مالک بسر کے سامنے حاضر ہوئے تو اس ناخدا ترس نے دونوں کے سر قلم کرا دئے اور کسی کی یہ مجال نہ ہوئی کہ اُسپر رو سکتا۔ اسکا ایک چچا زاد بھائی تھا اس نے یہ شعر کہا ؎ ولولا ان اخاف صیال بسر + بکیت علی بنی عبد المدان

اسکے بعد اہل نجران کو قتل تنبیہ کر کے سخت ایذائیں دیں اور کہا اے لوگو تم یہودیوں کے ہمنشیں ہو اور ترسا قوم کے دوست ہو تم دشمن دین اور شیطانی گروہ کہلاتے ہو تم میں دین اور دیانت کا کوئی اثر باقی نہیں۔ اسی خدا کی قسم جسکے قبضہ میں بسر کی جان ہے اگر میں یہ سنا کہ تمنے پھر علیؑ کی بیعت کا دم بھرا اور اسکی فرمانبرداری اختیار کی تو واپس آ کر سب کو قتل کر ڈالونگا۔ اب تمہیں اختیار ہے جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا والسلام۔ اب نجران سے ہمدان کی سمت باگ اٹھائی یہاں بھی ارحب کی ایک جماعت رہتی تھی اور یہ لوگ امیرالمومنین علیؑ کے محب تھے۔ بسر نے انہیں طلب کیا اور جو حاضر ہوئے سب کو ذبح کرا دیا۔ پھر بسمت شہر جیشان رخ کیا وہاں بھی جسقدر محبان علیؑ موجود تھے سب کو گرفتار کر کے ہلاک کرایا۔ اسکے بعد صنعا کی طرف چلا یہاں پر عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب امیرالمومنین علیؑ کی طرف سے مامور تھا اس نے بسر بن ارطاہ کی چڑھائی کی خبر سنکر اپنے سرداروں میں سے ایک شخص عمر بن اراکہ کو بلا کر اپنی جگہ مامور کیا اور خود ایک سمت کو نکل گیا۔ بسر نے داخل صنعا ہو کر عمر بن اراکہ کو پکڑوا لیا اور قتل کرایا۔ پھر حکم دیا کہ تمام صنعا میں امیرالمومنین کے ہواخواہوں کو تلاش کر کر کے جہاں کہیں پائیں پکڑ لائیں چنانچہ لوگ پکڑ پکڑ کر اسکے سامنے لاتے تھے اور وہ قتل کرا دیتا تھا یہانتک کہ تمام صنعا میں ایک بھی شیعہ علیؑ باقی نہ رہا۔ اسکے بعد حضرموت کا رخ کیا وہاں پہنچکر ہر ایک کا حال دریافت کرتا تھا جسکا ذرا سا تعلق بھی امیرالمومنین علیؑ کے ساتھ پاتا یا سنتا کہ لوگ اُسے امیرالمومنین کا دوستدار کہتے ہیں اسی کو تہ تیغ کر دیتا۔ غرض اسطرح سے بیشمار خلقت ماری گئی حضرموت کا ایک ملکزادہ عبداللہ بن ثوابہ خوف زدہ ہو کر ایک قلعہ میں محصور ہو بیٹھا بسر نے قول و قسم اور عہد پیمان کئے کہ تو قلعہ سے نکل آئیگا تو میں امان دونگا اور یہ عہد کئی دفعہ ہوئے آخرکار ملکزادہ اسکے قول و قسم کے دم میں آ کر قلعہ سے نکل آیا۔ بسر نے فوراً اسکے قتل کا حکم دیا۔ ملکزادہ نے کہا میں بیگناہ ہوں تو کس لئے قتل کراتا ہے۔ بسر نے کہا ہاں ایک گناہ ہے ملکزادہ نے کہا وہ کیا گناہ ہے بیان کر۔ اس نے جواب دیا علیؑ ابو طالب کی دوستی اور اسکو معاویہ سے بہتر سمجھنا اور معاویہ کی بیعت اختیار نہ کرنا۔ جب ملکزادہ نے سمجھ لیا کہ اسکے ہاتھ سے رہائی نہیں پا سکتا کہا اسقدر مہلت دے کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں اور اپنی عمر اسپر تمام کر دوں۔ بسر نے کہا پڑھ لے۔ وہ ابھی نماز سے فارغ نہ ہوا تھا کہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا رحمۃ اللہ۔ جب یہ خبریں جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کے گوش مبارک تک پہنچیں نہایت غمگین ہوئے اور منادی کر کے لوگوں کو

جمع کیا جب سب حاضر ہو گئے منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ پڑھا اور خدا کی تعریف کے بعد رسول خدا پر درود بھیجکر فرمایا اے لوگو آگاہ ہو کہ ہم سے جو کچھ بات وعدہ دن میں
یا رات کو کم یا زیادہ سرزد ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں رہتا اے خدا کے بندو خدا سے ڈرو اسکے حکم اور نہی میں کوتاہی نہ کرو خبردار ہو کہ معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو فوج
کثیر دیکر بھیجا ہے کہ حجاز کے راستہ سے حملہ کرے۔ اور اس دشمن خدا نے معاویہ کے حکم کے مطابق مدینہ اور مکہ میں پہنچکر بہت سے آدمی قتل کرائے اور مسلمانوں کے گھروں کو
لوٹنے کے بعد جلا کر خاک سیاہ کرادیا۔ اب اسکا دفعیہ واجبات سے ہے۔ تم میں سے کون شخص ہے جو جہاد کی خواہش رکھتا ہو وہ تیاری جنگ کرلے اور بسر کے دفعیہ کیلئے
نکلے اور اگر کوئی شخص قوت جہاد رکھتا ہوگا اور اس جہاد سے اپنے آپ کو باز رکھیگا تو اسکے دین اور دیانتداری میں خلل واقع ہوگا امیر المومنین نے یہ کلمات کئی مرتبہ فرمائے
مگر کسی نے اقرار کیا اور اس جہاد کی خواہش ظاہر کی۔ آپنے پوچھا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میری بات کا جواب نہیں دیتے میں تمہیں دشمن کے جہاد کیلئے رغبت دلاتا ہوں
اور تم قبول نہیں کرتے تمہارے ساتھ میرا یہ معاملہ نوح پیغمبر جیسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا یعنی میں
اپنی قوم کو رات کے وقت بھی اور دن میں بھی علانیہ بھی اور پوشیدہ بھی راہ راست کی طرف بلاتا ہوں مگر میرا سمجھانا الٹا ہی پڑتا ہے اور کوئی شخص بھی ایمان کے
اختیار کرنے کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ یہی کیفیت تمہارے ساتھ مجھے لاحق ہوئی ہے۔ تم عمریں اور معیشت اچھی طرح سے بسر کر رہے ہو۔ خوش دلی اور فرحت سے اشعار
پڑھتے ہو حصول دولت کے کاموں اور سیر رفتار گھوڑوں کے ذوق میں مصروف ہو یہی سبب ہے کہ گروہ شیاطین کے مقابلہ پر تمسے دین اور جنگ کی طاقت ظاہر
نہیں ہوتی تمنے اسلحے ڈالدئیے ہیں اور ننگ و ناموس کو فراموش کردیا ہے۔ تمہارے دلوں سے انکا خیال دور ہو گیا ہے۔ غرضکہ امیر المومنین نے اس قسم کی باتیں کہیں مگر تمام
آدمی خاموش تھے کسی نے بھی کچھ نہ کہا امیر المومنین نے فرمایا حال سب سے زیادہ عجیب ہے معاویہ اپنی گروہ کو جس کام کا حکم دیتا ہے وہ فرمانبرداری سے بجا لاتے ہیں اور جسوقت
انہیں طلب کرتا ہے سب آستانہ و صدق و صفا سے پیش آتے ہیں اور جس مہم پر بھیجتا ہے بلا تامل روانہ ہو جاتے ہیں بلکہ ایک دوسرے پر سبقت اختیار کرتے ہیں اور میں علیؑ ابو طالب
ہوں جسوقت تمہیں طلب کرتا ہوں تم جواب تک نہیں دیتے کیا کیا جائے جو لوگ صاحبان عقل و فہم اور بصیرت والے تھے وہ خاک کے پردہ میں منہ لپیٹ کر سو رہے اب کس سے گفتگو
کروں اور وفادار مددگاروں اور صاف دل دوستوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا کسکو طلب کروں۔ آج میں کیسے لوگوں کے حلقہ میں مبتلا ہوں جنہیں ملامت بھی کچھ اثر نہیں کرتی
نہ نصیحت ہی فائدہ بخشتی ہے انکی نگاہیں شہرت کے کاموں سے دور ہو گئی ہیں اور انکی ہمتیں جاہ و جلال کے حاصل کرنے میں کوتاہ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم میں سے چلا جاؤں اور
تمہارا کام تمہیں پر چھوڑ دوں اور پھر تمسے مدد و اعانت کی خواستگاری نہ کروں میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعد ایسے والی ہونگے جو تمہیں طرح طرح کے عذابوں سے تکلیفیں دینگے
اور تمہارے عطیات تمسے واپس لے لیں گے۔ غرضکہ آپ اس قسم کے کلمے فرماتے تھے مگر کوئی جواب نہ دیتا تھا امیر المومنین خاموش ہو کر کھڑے ہو گئے اور منبر سے تشریف لاکر اپنے مکان
پر چلے آئے رات بھر مسلمانوں کی حالت کے خیال سے بہت غمگین رہے اور نیند نہ آئی دوسرے دن پھر مسجد میں تشریف لاکر منبر پر گئے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد لوگوں
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو مجھے اندیشہ ہے کہ دولت و سعادت دشمنوں کو نصیب ہو اور مایوسی اور نحوست تمہارے حصہ میں آئے کیونکہ وہ لوگ اپنے امیر کا حکم مانتے ہیں اسکے
ارشاد پر کان لگائے رہتے ہیں اور تم میرے کہنے کو نہیں مانتے اور نافرمانی کرتے ہو۔ وہ معاویہ کے فرمان پر متفق ہیں اور تم میرے قول اور میری سوچی ہوئی مصلحت کو تفرقہ میں
ڈالتے اور مخالفت اختیار کرتے ہو میرا کہا ذرا نہیں سنتے اور اسطرف معاویہ جنپر کاموں کا بھروسہ کرتا ہے وہ انہیں امانت کے ساتھ بجالاتے ہیں حالانکہ تم خیانت ورزی سے
نہیں آتے ہو میں نے فلاں شخص کو کام سپرد کر کے فلاں ولایت پر مامور کیا کہ محاصل جمع کر کے میرے پاس لائے وہ گیا اور مال فراہم کر کے معاویہ کے پاس چلا گیا اور مسلمانوں
کا مال اسکے حوالے کر دیا۔ اسیطرح ایک اور شخص کو بھیجا کہ اس نواح کا محصول فراہم کرے اس نے بھی جاکر محاصل جمع کیا اور معاویہ کے پاس بھاگ گیا مجھے تم پر ذرا بھروسہ نہیں ہے
اور یہانتک نوبت آپہنچی ہے کہ ایک کاسہ آب کے لئے بھی تمہارا اعتبار کروں تو یقین ہے کہ تم وہ کاسہ آب بھی لیجاؤ گے اور ذرا اندیشہ نہ کرو گے میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہارے ساتھ
کس طریق سے زندگی بسر کروں۔ حاصل کلام اسوقت ایک دشمن سر پر موجود ہے اور مسلمانوں کے مال کی لوٹ اور غارتگری پر ہاتھ دراز کر رکھا ہے اور کمزوروں اور مظلوموں کے
قتل میں کوتاہی نہیں کرتا چنانچہ تم بھی یہ خبر سن چکے ہو میں ہر چند تمسے کہتا ہوں کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور دشمن کو دفع کرو لیکن تم ذرا نہیں سنتے اور کوئی شخص

میری بات کو قبول نہیں کرتا۔ ایسے ہو گئے ہیں گویا مٹی کے تودے ہیں اور منہ پر قفل خاموشی لگے ہوئے ہیں۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ ہر چند امیر المومنین نے اسی قسم کی بہت سی باتیں کہیں اور انہیں دشمن کے دفعیہ کی ترغیب و تحریص دلائی مگر کسی نے لب تک نہ ہلایا۔ کچھ جواب نہ پایا تو آپ نے ازراہ دل تنگی و ملامت یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ کَرِهْتُهُمْ وَکَرِهُوْنِیْ وَسَئِمْتُهُمْ وَسَئِمُوْنِیْ وَمَلِلْتُهُمْ وَمَلُّوْنِیْ اَللّٰهُمَّ فَاَرِحْنِیْ مِنْهُمْ وَاَرِحْهُمْ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اَبْدِلْنِیْ بِهِمْ خَیْرًا مِّنْهُمْ وَاَبْدِلْهُمْ بِیْ شَرًّا مِّنِّیْ اَللّٰهُمَّ اَمِتْ قُلُوْبَهُمْ مَیْتَ الْمِلْحِ فِی الْمَاءِ یعنی اے خدا یہ لوگ مجھ سے کراہت رکھتے ہیں میں ان سے کراہت کرتا ہوں وہ مجھ سے رنجیدہ ہیں میں ان سے تنگ آ گیا ہوں اے خدا مجھے ان کے عوض زیادہ اچھے صحابی اور مطیع اشخاص عطا کر اور انہیں میرے بدلے زیادہ اچھا پیشوا کرامت کر اور ان کے دلوں کو اس طرح نرم فرما جس طرح نمک پانی میں نرم ہو جاتا ہے جب امیر المومنین اس دعا سے فارغ ہو چکے تو جاریہ بن قدامہ سعدی نے کھڑے ہو کر عرض کی اے امیر المومنین آپ کا کیا حکم ہے میں خدمت کیلئے کھڑا ہوں آپ کے ارشاد پر کمر بستہ ہوں جس خدمت کا حکم صادر ہو اسے بجا لاؤں اور اسکے انجام رسانی میں حتی المقدور طاعت و عبودیت کی شرائط ادا کروں فرمائیے کس خدمت گزاری میں مشغول ہوں اور کس طرف جاؤں کہ انشاء اللہ اس مہم میں جان لڑا کر آپ کی رضامندی حاصل کروں۔ امیر المومنین کو اسکی بات پسند آئی دعائے خیر دیکر فرمایا میں ہمیشہ تجھ سے خوش رہا ہوں ہر مہم میں تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہونگا کیونکہ میں تیری نیت کی صفائی اور عادت کی خوبی سے واقف ہوں اور اس دشمن کا دفعیہ بھی تیرے سوا اور کسی سے نہ ہو سکیگا۔ اسکے بعد دو ہزار سوار ہمراہ دیکر فرمایا کہ اسی وقت چلا جا اور بسر بن ارطاۃ کو دفع کر جس وقت جاریہ تیاری کر چکا اور روانہ ہونے ہی کو تھا امیر المومنین نے اسے اس طریق سے نصیحت کی کہ اے جاریہ اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن میں ڈرتے رہنا اور ہر ایک حالت میں پرہیزگاری کو اپنا شعار اور لباس بنائے رکھنا اور جب ولایت یمن میں داخل ہو تو کسی شخص کو ادنیٰ ہو یا اعلیٰ معاہدی ہو یا ذمی اپنی جانب سے خوف زدہ نہ کرنا اور کسی شخص سے تھوڑا یا بہت مال و اسباب نہ لینا بلکہ ہمیشہ خدا کی یاد رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازیں وقت پر ادا کرنا اور جس کام کیلئے جاتا ہے اسکے متعلق اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم پر نظر رکھنا تاکہ تیرا مدعا آسانی اور خوبی حاصل ہو اور انشاء اللہ دشمن ذلیل و خوار اور منتشر ہو گئے۔ غرض جاریہ دو ہزار سوار لیکر مکہ کی طرف چلا کہ پہلے مکہ کی مہم سے فراغت حاصل کرے پھر یمن میں داخل ہو کر بسر بن ارطاۃ کو دفع کرے۔ بسر نے بھی جاریہ کے آنے کی خبر پائی یمن کے علاقہ سے نکل کر یمامہ کی طرف چلا اور یمامہ کے باشندوں سے معاویہ کی بیعت لیکر شام کی طرف متوجہ ہوا اور یمامہ کے کچھ مشہور اشخاص اپنے ساتھ لے لئے۔ الغرض اس جفا کار ظالم نے ملک یمن و حجاز وغیرہ میں اندازاً تیس ہزار مسلمانوں کو محض امیر المومنین علیؑ کی دوستی کے سبب قتل کیا تھا جب شام کی طرف جا رہا تھا عبید اللہ بن عباس نے خبر پائی ایک ہزار جنگی بہادر سوار لیکر اسکا پیچھا کیا اور شہر شام میں داخل ہونے سے پہلے اسے جا لیا اور جنگ شروع ہوئی اللہ تعالیٰ نے عبید اللہ کو فتح نصیب کی۔ اور بسر بن ارطاۃ کے لشکر میں سے بہت سی خلقت ماری گئی اور وہ خود اسیر ہو کر قتل ہوا اور اس خبیث کی لاش کو جلا دیا۔ باقی لشکر بہت بری حالت سے خراب و خستہ ہو کر معاویہ کے پاس پہنچا اور کیفیت عرض کی جاریہ بن قدامہ جو امیر المومنین کی طرف سے بسر کے دفعیہ کیلئے مامور کیا گیا تھا نہایت سرعت سے جا رہا تھا کہ اس تک پہنچ جائے اثنائے راہ میں خبر سن لی کہ عبید اللہ نے اسے قتل کر کے جلا دیا اور اسکی جمعیت کو منتشر کر دیا ہے اس خبر کو سنکر شکر الٰہی بجا لایا اور اس حسن اتفاق پر مکرر شکریہ ادا کرتے ہوئے آیہ کَفَی اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ پڑھا۔ پھر بجانب مکہ مراجعت کی اور داخل مکہ ہو کر باشندوں پر عتاب ظاہر کرتے ہوئے کہا اے مکہ والو میں ڈرتا ہوں کہ تم میں وہی صفتیں ہوں جنکا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور منافقوں کے حال سے خبر دی ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔ حیث قال عز من قائل وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ یعنی جب منافقوں کی وہ جماعت مومنین کو دیکھتی ہے کہتی ہے ہم ایمان لے آئے ہیں اور تمہارے ساتھ ایک ہی لڑی سے پروئے گئے ہیں اور جب اپنے پیشواؤں اور سرداروں کے سامنے جاتے ہیں تو کہتے ہیں معاذ اللہ ہم کہیں اپنا مذہب بدلتے اور اس گروہ کے ساتھ موافقت کرتے ہیں ہم تو اگر انکے ساتھ اٹھتے بیٹھتے یا گفتگو کرتے ہیں تو محض مصلحت وقت سمجھ کر اور انہیں ہنسی میں اڑاتے ہیں۔ ہمارے دل تمہیں سے متعلق ہیں اور ہم اپنے مذہبی قاعدوں سے منحرف نہیں ہوتے ہیں۔ اے مکہ والو خدا سے ڈرو۔ اہل مکہ نے اسے بہت ہی غضبناک پا کر عذر خواہی شروع کی اور امیر المومنین علیؑ کی خلافت و امامت پر بیعت کر لی۔ جاریہ نے انکی بیعت لیکر طائف کا رخ کیا

اور وہاں پہنچکر باشندوں کی دلجوئی کی اور اظہار مہربانی فرمایا پھر اپنے سب لشکر جاس میں روانہ ہوا۔ اور جناب امیر کی نصیحتیں مدنظر رکھتا تھا۔ اثنائے راہ میں کسی کو اجازت نہ دی کہ کھیتوں کے پاس جائیں یا چارہ کیواسطے کسی سے کچھ لیں یمن میں داخل ہو کر لوگوں پر بہت سی مہربانیاں کیں اور کسی کو کچھ کہا تاکہ وحشت اور بیزاری کا موجب ہو۔ پھر جس موضع سے گزرتا امیر المومنین علی کیواسطے بیعت لیتا گیا کسی ایک فرد بشر کو بھی قتل نہ کیا لیکن یہودیوں کی اس جماعت کو تہ تیغ کر ڈالا جس نے دین اسلام اختیار کرکے پھر اپنے یہودی مذہب کیطرف رجوع کی تھی اور مرتد ہوگئے تھے۔ بلاد یمن کی مہم سے فارغ ہو کر پھر مکہ کی طرف پلٹا اور تین دن وہاں ٹھہر کر از سرنو بیعت لی سب اسکا فرماں بجالائے اہل مکہ کے انتظام سے فارغ ہو کر مدینہ میں آیا۔ لوگ استقبال کے لئے باہر آئے اور بڑی تعریفیں کیں۔ جاریہ نے کہا اے اہل یثرب میں جانتا ہوں کہ تم میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو تمہیں بسر بن ارطاۃ کی طرح ملامت کرتے ہیں اور وہ اسی حالت سے خوش ہیں۔ خدا کی قسم اگر مجھے تحقیق طور پر معلوم ہوتا کہ وہ کون ہیں تو میں سب سے پہلے انہیں سزا دیتا مگر چونکہ تحقیق طور پر معلوم نہیں ہے کچھ کاروائی نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر اس دفعہ کے بعد مجھے انکا حال معلوم ہوا تو انہیں پوری پوری سزا دونگا۔ اسکے بعد اہل مدینہ سے سب لشکر جاس کو روانہ ہوا اور خدمت امیر المومنین علی علیہ السلام میں شرفیاب ہو کر علاقہ جات مکہ مدینہ یمن وغیرہ میں جو جو کارروائی کی تھی سب عرض کردی آنحضرت نے سب کارگزاری پسند کی اور بڑی تعریف کی۔ اب حج کا وقت قریب آپہنچا امیر المومنینؑ نے عبداللہ بن عباس کو جو آپکیطرف سے بصرہ میں نائب تھا قاصد بھیجکر پیغام بھیجا کہ مکہ میں جاکر حاجیوں کا امام بنے اور حج کی شرطیں ادا کرائے۔ عبداللہ نے اس حکم سے اطلاع پاتے ہی ابوالاسود اور زیاد بن ابیہ کو بلاکر کہا میں حسب الحکم امیر المومنین علی علیہ السلام مکہ کو جاتا ہوں کہ شرائط امامت اور مناسک حج بجالاؤں۔ تم دونو کو انتظامی امور کے انجام رسانی اور دینی اور دیانتداری کے کاموں کی نگرانی کے واسطے اپنا نائب مقرر کرتا ہوں ابوالاسود نماز پڑھائے اور امامت کا کام انجام دیتا رہے اور زیاد ملکی و مالی مقررہ کاموں کی نگرانی رکھے۔ اور لازم ہے کہ تم دونو آپسمیں اتفاق رکھو اور رعیت کی خاطرداری میں پوری توجہ کرتے رہو اور ایسا عمل درآمد رکھو کہ میری غیر حاضری میں کوئی دینی یا دنیوی خلل واقع نہ ہو بلکہ تمہارے اہتمام و انتظام سے کاموں کو زیادہ رونق حاصل ہو اور تمہارے اتفاق کی برکت سے دینی اور دنیوی امور اچھے طرح درست اور ٹھیک ہوتے جائیں ابوالاسود اور زیاد نے کہا انشاء اللہ ہم ایسا ہی کرینگے عبداللہ بن عباس انسے رخصت ہو کر جانب مکہ روانہ ہو گیا چند روز تو دونو میں محبت اور دوستی قائم رہی اور باہمی اتفاق سے امور سلطنت کو انجام دیتے رہے مگر پھر انمیں رنجش ظاہر ہوئی۔ ابوالاسود نے زیاد کی ہجو کہی اور زیاد نے سنکر غیظ و غضب کی حالت میں اسے گالیاں دیں۔

ابوالاسود نے اور زیادہ ہجو کہی اور اسکی مذمت میں دوسری ہجو لکھی۔ زیاد اس بات سے سخت رنجیدہ ہوا۔ اور دونو میں سخت مخالفت ظاہر ہوئی بصرہ کے نامور اشخاص نے چاہا کہ انمیں صلح و صفائی کرادیں مگر نہ کراسکے اب عبداللہ بن عباس حج سے واپس آگیا زیاد نے ابوالاسود کی شکایت کی اور جو ہجو لکھی تھی سنائیں عبداللہ بن عباس نے آدمی بھیجکر ابوالاسود کو بلایا اور بہت ملامت کی اور کہا خدا کی قسم اگر تو چوپایہ ہوتا تو اس سے بہتر ہوتا اور اگر شتربان ہوتا تو تجھمیں اسقدر تمیز بھی نہ ہوتی کہ اونٹوں کو چراگاہ اور پانی کے گھاٹ پر لیجاتا۔ تجھے بزرگوں اور آزاد لوگوں کی ہجو لکھنے سے کیا واسطہ تو نے کس قوت اور کس قدرت کے سبب طعنہ اور مذمت سے معاملہ صاحبان عقل و علم کا کام لیا اور زبان درازی اختیار کی اور نالایق باتیں کہیں میں سخت حیران ہوں کہ میں نے ایسے شخص کو عہدہ امامت کسطرح دیدیا۔ ایک خلقت کی نماز خراب کی اب میں کیا عذر کر سکتا ہوں۔ تو نے اپنی حیثیت کو کسلئے مدنظر نہ رکھا اٹھ اور میرے سامنے سے دور ہو جا۔ اور جہاں کہیں چاہے چلا جا۔ ابوالاسود نہایت ہی رنجیدہ خاطر اور غمزدہ حالت میں عبداللہ کے پاس سے اٹھکر باہر آیا تمام دن اس معاملہ سے پیچ و تاب کھاتا رہا اور اپنی اصلاح حالت کیلئے طرح طرح کے حیلے اور فکر سوچتا رہا انجام کار یہ بات قرار پائی کہ امیر المومنینؑ کو خط لکھکر اپنا کچھ حال عرض کرے۔ اسکے بعد اس مضمون کا خط لکھا اے امیر المومنین اللہ تعالے نے آپکے حق میں انواع و اقسام کی عطیات اور طرح طرح کے انعامات اس کثرت سے مبذول فرمائے ہیں کہ اگر انکو احاطہ شمار میں لانا چاہیں تو ممکن نہیں اور ان تمام بے تعداد عطیات عظمیٰ اور انعامات جلیلہ میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو اہل عالم کا پیشوا قرار دیا ہے اور جملہ انسانوں کے امر کا حل و عقد آپکے علم و عقل پر منحصر فرمادیا ہے۔ آپکے زمانہ کا راعی اور والی کیا ہے۔ عرصہ سے یہ خدمتگار آپکے حالات کو دیکھ رہا ہے اور بنظر امتحان آپکے صحائف اعمال کو زیر نظر

رکھتا ہے اور ہر ورق کو بغور و تامل مطالعہ کرتا ہے۔ آپ کے تمام اعمال اور احوال عقل و درسد کے راستہ پر پائے جاتے ہیں آپ امتِ محمد رسول اللہ کی رعایت بڑی خوبی سے کر رہے ہیں اور ہر ایک چھوٹے بڑے ادنیٰ و اعلیٰ غریب امیر کی حالت سے ماہر ہیں اور ہر شخص پر اُسکے اندازہ کے موافق مہربانی فرماتے ہیں اور ہر شخص کا حق اُسکے مرتبہ کے موافق ادا کرتے ہیں اور دنیوی واقعات اور مہمات میں جو مسلمانوں کو لاحق ہوتے ہیں آپ عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ آپ کو حق کے راستہ میں کوئی شخص ذرا ملامت نہیں کرسکتا اور آپ کی طبیعت دنیاوی زخارف کی طرف رغبت نہیں رکھتی۔ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا طَیِّبًا کَثِیْرًا۔ مگر تمہارے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباس کا حال اِن کے برخلاف ہے محض دنیاوی مال جمع کرنے پر ہمت کو کمربستہ کر رکھا ہے اور بیت المال پر محصول خرچی کا ہاتھ دراز کرکے ناجائز طور پر رکھا ہے اور اُن کاموں کو جو قانونِ شریعت سے بعید ہیں جائز کر رکھا ہے جس وقت مجھے یہ حالات معلوم ہوئے اپنے آپ کو ضبط نہ کرسکا کہ آپ سے پوشیدہ رکھوں اسلئے کسیقدر حالات عرض کر دئیے گئے ہیں۔ آیندہ جو امیر المومنین کی رائے ہو عین صلاح اور صواب ہے والسلام۔ امیر المومنین نے یہ خط پڑھکر جواب میں لکھا تیرا خط پہنچا احوال مندرجہ معلوم ہوا تیری حسنِ سیرت اور صدق دیانت سے اطلاع ہوئی مجھے اور بھی جیسے دوسرے شخصوں سے ایسی ہی امید ہوسکتی ہے کہ امانتداری کا طریقہ اختیار کریں اور نصیحت کا کوئی نکتہ اُٹھا نہ رکھیں اور مسلمانوں کی بہترائی کی نسبت جو کچھ معلوم ہو اُسے بے ابہام اور بے تنوع بے چھپائے ملکہ ظاہر کردیں میں نے اپنے چچازاد عبداللہ بن عباس کو میری تحریر کی نسبت کچھ نہیں لکھا تا ذکر تک نہیں کیا میں انتظر ہوں کہ وہ کیا جواب دیتا ہے تو بھی رفاقت میں مصروف رہ اور جو کچھ حالات معلوم ہوں اُنسے مجھے مطلع کرتا مجھے اُسکا مدلل بہت جلدی ملیگا والسلام۔ اسکے بعد عبداللہ کے نام اِس مضمون کا خط لکھا۔ عبداللہ کو واضح ہو کہ اُسکی نسبت بہت سی باتیں لوگوں نے ہمیں لکھکر بھیجی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اُنکی حقیقتِ حال سے واقف ہے اگر اُنکا کہنا صحیح ہے تو تجھ سے بہت ہی تعجب ہے اور نا پسندیدہ امر ہے اور اگر اُنہوں نے جھوٹ بولا ہے تو اُسکا وبال اُنکی گردن پر ہے لازم ہے کہ مضمونِ خط سے واقف ہوتے ہی مجھے محاصل بصرہ کے حال سے اطلاع دے کہ کس کس جگہہ سے اور کسقدر وصول ہوا ہے اور کس کس مد میں صرف کیا گیا ہے اور تفصیل وار لکھے تاکہ پوری واقفیت حاصل ہو ان شاء اللہ تعالیٰ۔ عبداللہ نے جواب میں لکھا۔ امیر المومنین کا فرمان صادر ہوا شرط تعظیم و تکریم بجالا نا اِس فرمان کی نسبت کہ لوگوں نے میری طرف سے کچھ باتیں حضور میں عرض کی ہیں مجھے معلوم ہے کہ کس شخص نے میری نسبت یہ باتیں بیان کی ہیں۔ جو کچھ اُس نے کہا ہے محض جھوٹ اور بہتان ہے اور از راہ عداوت و دشمنی ایسا کیا ہے۔ امیدوار ہوں کہ حضور خود غرض لوگوں کی باتیں میرے حق میں سماعت نہ فرمائیں اور چغلخوروں اور بدمیں لوگوں کی افترا پردازیوں میں آکر مشفق خادموں پر کبیدہ خاطر نہ کریں۔ ہاں محاصل بصرہ کا معاملہ جسکی نسبت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا ہے کوئی وقعت نہیں رکھتا خدا کی قسم اگر دنیا کا تمام سونا چاندی میرے قبضہ میں ہو تو بھی میں خلاف شرع تصرف نہ کروں قیامت کے دن اُسکے حساب سے آزادی پانے کو حاجت کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اسوقت تک تو جس طرح ہوسکا آپکے ارشاد کے موجب عملدرآمد کرتا رہا اب اِس خدمت کی شرائط بجا نہیں لاسکتا امیر المومنین مضمونِ عریضہ سے واقف ہوتے ہی کسی دوسرے شخص کو بصرہ میں بھیجدیں تاکہ وہ انتظام کی چارہ جوئی کرے اور اُسکے لوازمات کو انجام دے کیونکہ میں نے امارت کو ترک کردیا ہے اور اپنے آپ کو علیحدہ کردیا ہے والسلام۔ یہ خط امیر المومنین کے نام روانہ کرکے لوگوں سے کہا کہ میں اب سے امارت بصرہ کے کاموں میں دخل نہ دونگا تاوقتیکہ لوگوں کی زبانوں سے رہائی نہ پاؤں گا۔ پھر اپنے گھر میں ہو بیٹھا۔ عبداللہ کا خط امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا مضمونِ خط سے واقف ہو کر آپ نے خوض فرمایا اور بایں وجہ کہ عبداللہ کو ناخوش کرنا گوارا نہ تھا اُسیوقت جواب اُسکی دلجوئی کے ساتھ لکھا کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا محض اُس اعتماد کلی کے سبب لکھا تھا جو تیرے حُسنِ اخوت اور کمال شفقت پر عائد ہے اتنی سی بات پر اسقدر ناراض نہونا چاہئیے اور امارت بصرہ کو ترک کرنا چاہئیے ہمپر مثل آفتاب روشن ہوگیا ہے کہ جو باتیں لکھی اور بیان کی گئی تھیں وہ محض جھوٹ تھیں تو مطمئن رہ اور حسب معمول انتظام اور بندوبست کے کاموں میں مصروف رہ کیونکہ ہمیں دنیا میں اُسکی رضامندی مطلوب ہے والسلام جسوقت امیر المومنین کا یہ فرمان اُسکے پاس پہنچا اور پڑھا اُن مہربانیوں سے جنکا ذکر کیا تھا خوش ہوگیا اور اپنا کام سنبھال لیا۔ القصہ صفین کے واقعہ سے پیشتر امیر المومنین نے

[illegible] جواب عبداللہ بن عباس نامۂ امیر المومنین علیؑ

خریت بن راشد کو شہر اہواز کی امارت پر مامور فرما کر حکم دیا تھا کہ وہاں جا کر اس علاقہ کو استحکام دے اور وہاں کے کاموں کو انجام پہنچائے جب آنحضرت صفین سے کوفہ کو واپس آئے خریت نے اہواز میں حکمین کے فیصلہ کی خبر پائی اسکو لبید خاطر ہوا فوج فراہم کرکے حضرت علیؓ کے خلاف کھڑا ہو بیٹھا اور اہواز کا محاصل جمع کرکے فوج پر تقسیم کر دیا اور علانیہ سرکش ہو گیا امیر المومنین نے ایک بڑے نیک نہاد صحابی معقل بن قیس ناجی کو چار ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ خریت کو گرفتار کر لائے اور ولایت اہواز پر اپنا قبضہ کرے جب معقل اہواز کی طرف روانہ ہوا تو خریت نے اسکے آنے کی خبر سنکر اپنی فوج کا شمار کیا دس ہزار سوار اور پیدل گنتی میں آئے بات تیاری کر معقل کے مقابلہ پر آیا جب دونو فوجیں ایک دوسرے کے سامنے آگئیں تو معقل نے آواز دی کہ خریت کہاں ہے مجھے اس سے کچھ کہنا ہے خریت آواز سنکر اپنی قوم میں سے نکلکر سامنے آکھڑا ہوا اور کہا خریت میں ہوں معقل نے کہا اے خریت تجھپر افسوس ہے کسلئے امیر المومنین سے باغی ہوا اور کس لئے لوگوں کو تو نے علیحدہ ہو جانے اور بیزاری اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے تو ان تمام مہربانیوں کو جو تیرے حال پر مبذول فرمائی ہیں اور ان سب انعامات کو جو وقتاً فوقتاً تجھے عطا کئے ہیں کسلئے بھول گیا ہے ہر حالت میں تجھپر بہت بڑا اعتماد رکھتے تھے اور تجھے ایسے عالیشان مرتبہ پر پہنچایا تھا۔ تو نے سب باتیں فراموش کر بیٹھا اور تربیت اور احسان کے تمام حقوق بھلا دئے مجھے تیری عادت وخصلت کی خوبی سے یہ بات بہت عجیب اور بعید معلوم ہوتی ہے اس نے جواب دیا تو نے جو کچھ بیان کیا اور احسانوں کو یاد دلایا بیشک سب ٹھیک بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں لیکن انحضرت نے کسلئے حکم مقرر کیا حالانکہ امر حق آپکے قبضہ میں تھا معقل نے کہا اے خریت افسوس ہے تو جملہ مسلمانوں میں سے ہے یا نہیں کہ اس معاملہ کا راز تجھ سے بیان کروں اس نے کہا ہاں میں مسلمان ہوں میری حالت میں کوئی تغیر اور میرے اعتقاد میں کچھ خلل واقع نہیں ہوا اس معاملہ میں جو کچھ کہنا ہے بیان کر اگر معقول بات ہوگی منظور کر لونگا معقل نے کہا مثلاً تو مرد مسلمان ہے اور حج کو جاتا ہے اور تو نے حرم میں شکار کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ کیا تو اسوقت امیر المومنین کے پاس حاضر ہو کر مسئلہ دریافت کریگا یا نہیں کہ آپ شریعت کے موافق جو کچھ جواب مجھ سے فرمائیں۔ خریت نے کہا مجھے یقین ہے کہ جو کچھ فرمائیں گے بالکل صدق وصواب کی راہ سے فرمائیں گے کیونکہ جناب مصطفےٰ نے آپ کے حق میں فرمایا ہے۔ اقضاکم علیؓ یعنی کوئی شخص احکام شریعت کے صادر فرمانے میں علیؓ سے زیادہ واقف نہیں معقل نے کہا جب تو اس بات کا مقر ہے کہ آپ کو اسقدر علم ہے تو کس لئے تو آپکے حکم سے رضامند نہیں ہوتا اس نے جواب دیا اس وجہ سے کہ کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا جو اپنے حق کی نسبت حکم مقرر کرے معقل نے کہا جسقدر تجھے معلومات ہے اس سے بہت زیادہ امور سے آگاہی نہیں ہے اور نہ تو تمام امور کو سمجھ سکتا ہے نہ سب باتوں سے واقف ہی ہو سکتا ہے امیر المومنین مہموں اور مشکلات اور واقعات وحادثات کے متعلق جو حکم صادر فرماتے ہیں تمہیں اسپر رضامند رہنا چاہئے تو اپنے آپ کو فتنہ میں کیوں ڈالتا ہے اور کسلئے مخالفت اختیار کرتا ہے اس سرکشی کو چھوڑ دے متابعت وموافقت اختیار کر۔ اور جو کچھ امیر المومنین فرماتے اور ارشاد کرتے ہیں اسے قبول کرنا چاہئے۔ خریت نے کہا خدا کی قسم میں ہر گز راضی نہونگا اور ایسی مہمل باتوں میں مبتلا ہونے کو جائز نہ سمجھونگا کیونکہ عرب کے قبیلے مجھے ایسے نا اہل کاموں سے منسوب کرینگے میرے پاس تمہارے اور علیؓ کے واسطے شمشیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ کہکر بلند آواز سے اپنے لشکر کو طلب کیا اور معقل پر حملہ کر دیا معقل نے بھی یہ رنگ دیکھکر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جنگ کی طرف پیش قدمی کرے اور پھر خریت اور اسکے لشکر پر حملہ کر دیا اث دونو لشکر گٹ پٹ ہو گئے معقل نے عین ہنگامہ کارزار میں موقع پاکر خریت کو جا لیا اور اسپر حملہ کرکے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا اہواز اور بنی ناجیہ والے جو اسکے ہمراہ تھے گھیر لئے گئے انہیں سے اکثروں کو قتل کر دیا اور بہت سے قید کر لئے گئے اور انکا مال واسباب لوٹ لیا۔ اسکے بعد امیر المومنین کی خدمت میں واپس آیا

مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کا بھاگ کر معاویہ کے پاس چلا جانا

مصقلہ امیر المومنین کی طرف سے اہواز کا عامل تھا جب اس نے دیکھا کہ معقل نے خریت کا کام تمام کر دیا اور بنی ناجیہ کو اسیر کئے لیجاتا ہے ڈر گیا اور معقل سے کہا مہربانی کرکے ان قیدیوں کو میرے ہاتھ فروخت کر دے کیونکہ تو انہیں امیر المومنین کے سامنے لیجائیگا تو شاید سب کو قتل کر دیں معقل نے کہا خرید لے مال حاضر کر اور قیدیوں کو لیلے مصقلہ نے کہا مال کل حاضر کر دونگا معقل نے قیدی اسکے حوالے کر دئے اور مصقلہ نے سب کو اسیوقت آزاد کر دیا قیدی بلا توقف اپنے وطن کو

روانہ ہوگئے اور مصقلہ بھی شب کے وقت بھاگ کر بصرہ میں جا داخل ہوا دوسرے دن معقل نے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بصرہ کی سمت گیا ہے عبداللہ بن عباس کو خط لکھکر تمام کیفیت سے مطلع کیا اور لکھا کہ کوشش تمام مصقلہ کو گرفتار کرے اور اُس سے پانسو درم وصول کرے عبداللہ نے اُسے بُلا کر روپیہ طلب کیا مصقلہ نے کہا مُجھ آنکھوں سے ادا کرونگا معقل جانتا تھا کہ یہ مال مجھ سے لیکر اپنی ضرورتوں میں خرچ کرے میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ مال اُسکے حوالہ کروں اب تو طلب کرتا ہے تو حوالہ کردونگا اور احسان مانونگا عبداللہ بن عباس نے کہا مال ادا کرنا چاہیئے اور ابن مصقلہ نے کہا تمام روپیہ کل ادا کردونگا جب رات آئی بھاگ کر کوفہ میں چلا آیا معقل نے امیرالمومنین کی خدمت میں خط لکھکر تمام حال عرض کردیا کہ مصقلہ بھاگ کر بصرہ چلا گیا تھا اور وہاں سے بھاگ کر کوفہ میں آیا ہے امیرالمومنین نے صورت حال سے اطلاع پاکر آدمی بھیجا اور مصقلہ کو طلب کیا اور روپیہ مانگا اُس نے جواب دیا کہ معقل اور عبداللہ نے مجھ سے یہ روپیہ طلب کیا تھا مجھے خیال ہوا کہ یہ روپیہ آپ سے پوشیدہ رکھینگے اور یہ مال امیرالمومنین کا حق ہے اسلئے میں اسے اپنے ساتھ رکھا اور حضور کی خدمت میں لایا ہوں جب ارشاد ہوگا اسیوقت حاضر کردونگا آپ نے فرمایا ابھی حاضر کر مصقلہ نے کہا کسی آدمی کو میرے ہمراہ بھیج دیجئے کہ اُسکے حوالہ کردوں الغرض اُس روز ایک لاکھ درم اُس نے ادا کردیئے اور چار لاکھ درم اُسکے ذمہ باقی رہے جب رات آئی مصقلہ بھاگ کر معاویہ کے پاس چلا گیا دوسرے دن امیرالمومنین نے اُسے طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ معاویہ کے پاس بھاگ کر چلا گیا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ بنی ناجیہ کے قیدی آزاد ہیں اور روپیہ مصقلہ کے ذمہ باقی ہے مصقلہ کا بھائی نعیم بن ہبیرہ امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں بہت بڑا مرتبہ اور عزت رکھتا تھا اپنے بھائی کی حرکت سے نہایت شرمندہ ہوا اُسے سخت ملامت کی اور یہ دو بیت لکھکر اُسکے پاس روانہ کیں ۔ع ترکت نساء الحی بکر بن وائل + واعتقت سبیا من لوی بن غالب + وفارقت خیر الناس بعد محمد + لمال قلیل لا محالۃ ذاہب + اور اُسکے رشتہ دار قوم ربیعہ والے اس حال سے سخت ناراض ہوئے اور سب نے اُسے اس حرکت پر لعنت ملامت کی مصقلہ بھی معاویہ کے پاس چلے آنے سے بہت نادم اور پشیماں ہوا اور اپنے بھائی نعیم کے نام خط لکھا کہ امیرالمومنین کی خدمت میں میری طرف سے عذر معذرت کرکے اجازت حاصل کرے کہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوجاؤں جسوقت یہ خط نعیم نے پڑھا اپنے چچا کی اولاد بنی بکر وائل کو بلا کر کہا کہ میرے بھائی نے اس مضمون کا خط لکھا ہے اور چاہتا ہے کہ پھر امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوجائے مگر مجھے جناب امیر کی خدمت میں اُسکا حال عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے تم مہربانی کرکے فرصت کے وقت حال عرض کردینا اور اجازت لے لینا کہ اُسے کچھ لکھکر واپس بُلا لیا جائے۔ اُسکے چچا کی اولاد نے کہا ہم ایسا ہی کرینگے اور سب حال عرض کردینگے اسکے بعد انہوں نے خدمت امیرالمومنین میں حاضر ہوکر نعیم کی شرمندگی اور مصقلہ کا ذکر کیا اور کہا کہ امیرالمومنین کی طرف سے دلجوئی کیجائے اور واپس بُلا لیا جائے کیونکہ ہمیں سخت افسوس ہے کہ ایسا شخص معاویہ کے پاس رہے آپ نے فرمایا جیسا مناسب ہو لکھ بھیجو مگر میرا خیال یہ ہے کہ کچھ فائدہ نہ ہوگا اور مصقلہ واپس نہ آئیگا حصین بن منذر سدوسی نے کہا امیرالمومنین نے تمہیں اجازت دیدی ہے کہ مصقلہ کے نام خط لکھو اور مجھے بھی خط دکھانا کہ میں بھی اُسمیں کچھ تحریر کردونگا جس سے اُسپر زیادہ اثر ہوگا اُسکے چچا زاد بھائیوں نے کہا حصین بن منذر ہی خط لکھے حصین نے مصقلہ کو اس مضمون کے چند کلمے تحریر کئے۔ اے مصقلہ ہم تیرے عزیز بنی بکر وائل سمجھتے ہیں کہ تیرا معاویہ کے پاس جانا اور اُس سے ملتجی ہونا دین کیواسطے تھا نہ دنیا کے لئے اور نہ وہاں جانے سے علیؑ پر عتاب کرنا مدنظر تھا تو نے یہ ارادہ محض اسلئے کیا کہ اسقدر مال ادا کرنا پڑے۔ اسی خیال سے تجھے معاویہ کے پاس جانا مناسب معلوم ہوا اسکے بعد جب تو نے غور کیا تو سمجھا کہ ایسے حقیر مال کیواسطے یہ حرکت کرلی ریاست بھی اور معاویہ کو علیؑ سے اور شام کو عراق سے اور سکاسک کو ربیعہ سے بدلنا اچھا نہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے نزدیک ہے وہ معاویہ سے دور ہے اپنے آپکو مسافرت اور تکلیف میں مبتلا نہ کر اور متفکر نہ رہ اُٹھ اپنے وطن اور ملک کی طرف واپس آ اور یقین جان کہ آج کا واپس آنا کل کی واپسی سے بہتر ہے تجھے امیرالمومنین سے شرم کرنیکی ضرورت نہیں اور نہ تجھے ایسا کام کرنا چاہیئے اُس فعل پر لعنت ہو جسمیں اس دنیا کا آرام نہ آخرت کی سعادت ہو۔ والسلام مصقلہ نے یہ خط پڑھکر قاصد سے کہا یہ تحریر حصین بن منذر کی معلوم ہوتی ہے اُس نے کہا ہاں جو کچھ تو سمجھا درست ہے یہ خط اُسی کا لکھا ہوا ہے اے مصقلہ تو مطلب کو سمجھ اور جسمیں تیرے لئے دنیا اور عقبیٰ کی بھلائی ہو وہ کام اختیار کر جس نے جو کچھ لکھا ہے بالکل درست اور سچ لکھا ہے تو اب معاملہ کا خود فیصلہ کر اور سوچ کہ تو نے کس شخص سے علیحدگی اختیار کی ہے اور کس سے آملا ہے کسے ترک کیا ہے اور کسکا دامن پکڑا ہے عراق بہتر ہے یا شام علیؑ ابوطالب زیادہ برگزیدہ شخص ہے یا معاویہ مہاجر و انصار کی ہمیشہ پسندیدہ ہے یا طلقا اور ابنا

طلحہ کی صحبت۔ تو عراق میں محروم تھا اور شام میں خادم ہو کر رہیگا۔ مصقلہ نے قاصد کی باتیں سنکر سر جھکا لیا کچھ نہ بولا پھر خط لیکر معاویہ کے پاس گیا معاویہ نے اس خط کو پڑھکر کہا اے مصقلہ میرا تیرا معاملہ اس حد سے گزر گیا کہ مجھے تیری نسبت کچھ شبہ باقی رہا ہو مجھے تیری عقل و دانائی پر پورا بھروسہ ہے۔ اگر عراق سے تیرے پاس خط آگئے تو مجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ میرے پاس لائے اور مجھے دکھائے مصقلہ نے اس وثوق کے ساتھ واپس آکر قاصد سے کہا جس وقت سے میں بخوف جان علیؑ ابوطالب سے بھاگ کر شام میں داخل ہوا ہوں خدا کی قسم بھلائی کے سوا میں نے آپ کے حق میں کوئی اور کلمہ ایسا نہیں کہا جس سے آپ پر کوئی برائی عائد ہوتی ہو۔ تو میرے پاس خط لایا اب جواب لیکر واپس جا۔ قاصد نے کہا ایسا ہی کرونگا۔ اب مصقلہ نے اس مضمون کا جواب لکھا۔ تمہارا خط پہنچا مضمون مندرجہ سے اطلاع ہوئی حقیقت حال یہ ہے کہ جس شخص کو تھوڑا کہنا فائدہ بخش نہیں ہوتا اسکو زیادہ سمجھانا زیادہ نقصان کرتا ہے بات بڑھانے سے کچھ حاصل نہیں۔ تم جانتے ہی ہو کہ میں نے علیؑ کی خدمت کسلئے ترک کر دی ہے اور کیوں معاویہ کے پاس چلا آیا ہوں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر علیؑ کی خدمت میں واپس چلا آؤنگا تو وہ مجھ سے گزشتہ امور کا جواب طلب نہ فرمائینگے بلکہ معافی اور احسان کا برتاؤ اختیار کرینگے مگر میں بخوف علیؑ کا خطاوار ہوں اور چند روز تک معاویہ کی خدمت میں رہ چکا ہوں۔ اب خواہ علیؑ کے پاس آجاؤں خواہ معاویہ کے پاس رہوں عار اٹھانے سے خالی نہیں میں اس وقت دو ملامتوں کے درمیاں ہوں اول خیانت دوسرا عذر اور میں کوئی ساعذر پیش کروں تمہارے نزدیک مقبول نہ ہوگا۔ پھر میں جس قدر غور و فکر کرتا ہوں فی الحال شام میں مقام کرنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے اگر معاویہ کو غلبہ حاصل ہو کر اسکا کام استحکام پاگیا تو اس وقت میرا مقام ملک روم میں زیادہ اچھا ہوگا اور ابھی تک مجھے یہ قدرت حاصل ہے کہ علیؑ کے سامنے عذر کروں اور وہ قبول ہو جائے پس ان سے علیحدہ رہنا ہی بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ اس وقت علیحدگی اختیار کروں جبکہ مجھے اسکی مجال نہ ہو الغرض میں جہاں کہیں رہوں گا دل تمہارے خیال میں رہیگا اور زبان تمہاری دعاگو والسلام۔ یہ خط بند کر کے قاصد کو دیدیا اور کہا اے برادر زادہ اگر تیری مرضی ہو تو شام والوں سے دریافت کر لے کہ میں جب سے شام میں آیا ہوں علیؑ کے حق میں کیا کہتا رہتا ہوں۔ قاصد نے کہا یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی اور بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ تو نیکی کے سوا اور کچھ نہیں کہتا مصقلہ نے کہا خدا کی قسم میں آخر تک اسی طریق پر رہونگا۔ اور علیؑ کی مدح و ثنا کے سوا اور کوئی کلمہ زبان پر نہ لاؤنگا اور دل میں آپ کی الفت و محبت کو ہمیشہ جگہ دیتا رہوں گا اب قاصد نے واپس آکر وہ خط حصین بن منذر کو دیا اور وہ امیر المومنین کی خدمت میں لے گیا اور پڑھکر سنایا امیر المومنین نے کہا اس سے باز آؤ۔ وہ جہاں کہیں ہوگا مجھے یقین ہے کہ وہ دوبارہ ہمارے پاس نہ آئیگا حصین نے کہا یہی بات ہے اور لوگوں کا یہ کہنا کہ اسے شرم واپس آنے سے مانع ہے بے اصل ہے وہ اس وقت علیحدگی اختیار کرتا ہے اور جیسا آپ فرماتے ہیں وہ ہرگز نہ آئیگا۔ ہم نے اسے ترک کر دیا۔ اور پھر اسکا کبھی ذکر نہ کرینگے۔ نہ اسے کچھ لکھیں گے والسلام +

نہروان کے خارجیوں کے ظہور کا حال

جس زمانہ میں امیر المومنین کوفہ میں مقیم تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ وہ میعاد جو معاویہ کے ساتھ قرار پائی ہوئی ہے گزر جائے تو پھر شامیوں سے جنگ کیجائے آپ کے خواصوں میں سے جو بڑے عابد اور متقی تھے چار ہزار سوار متفق ہو کر کوفہ سے نکل کھڑے ہوئے اور آنحضرت کے خلاف ہو گئے اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا حکم نہیں اور جو شخص خدا کا گنہگار ہو اسکی اطاعت نہ کرنی چاہیئے۔ اب فوج فوج سوار و پیدل انکے شریک حال ہونے لگے اور انکا شمار بارہ ہزار تک پہنچ گیا۔ پھر نواح کوفہ سے کوچ کر کے موضع حروریں آپڑے عبداللہ بن کوا کو اپنا امیر قرار دیا امیر المومنینؑ انکا حال سنتے تھے اور متفکر تھے آخر کار عبداللہ بن عباس سے کہا تو انکے پاس جا اور دریافت کر کہ یہ جمعیت کس غرض سے ہے اور کیا چاہتے ہیں۔ عبداللہؓ انکے پاس گیا جونہی انہوں نے عبداللہ کو آتے دیکھا پکار کر کہا اے عبداللہ تو بھی خدا کا ویسا ہی گنہگار ہو گیا ہے جیسا علیؑ ابوطالب ہر طرف سے یہی آوازیں آنے لگیں۔ عبداللہ بن عباس نے کہا میں تم سب سے گفتگو نہیں کر سکتا کسی ایک شخص کو بھیجو کہ جو کچھ تمہیں کہنا ہو کہے اور جواب سنے۔ انہوں نے ایک شخص عتاب بن اعور ثعلبی کو بھیجا۔ وہ عبداللہ کے سامنے آکھڑا ہوا اور جو کچھ کہتا تھا قرآن شریف سے کہتا تھا اور اسکے معانی سے واقف تھا عبداللہ بن عباسؓ خاموش سنتا رہا یہانتک کہ جو کچھ اسے کہنا تھا کہہ چکا اس وقت عبداللہ نے کہا جو کچھ تجھے کہنا تھا تو نے

کہا کیا اگرچہ تو معانی قرآن سے واقف ہے لیکن تو غلط فہمی میں مبتلا ہو کر راہ راست سے دور جا پڑا ہے اب میں تیری باتوں کا جواب دوں اور ایک مثال بیان کروں عتاب نے کہا بیان کر میں سنتا ہوں عبداللہ نے کہا اے عتاب مجھے بتا کہ سرائے اسلام کس کی ملکیت ہے اور اُسے کس نے تعمیر کیا ہے عتاب نے کہا سرائے اسلام خدا کی ملک ہے اور اُسکی تعمیر اپنے برگزیدہ نبیوں کے اہتمام سے کی ہے اور نبیوں کی ایک جماعت کو وہاں بھیجا کہ اہل عالم کو ہدایت کریں کہ اُسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں کچھ لوگوں نے نبیوں کا کہا مان لیا اور ایمان لائے اور اُسکی عبادت میں مشغول ہو گئے اور بعض آدمیوں نے نبیوں کا کہنا نہ مانا نہ ایمان لائے اور کافر ہو گئے عبداللہ نے کہا سب سے آخری پیغمبر جو خدا نے سرائے اسلام میں بھیجا محمد علیہ السلام تھے اور علیؑ امیر المومنین آپکے خلیفہ اور وصی ہیں علیؑ سے پھرو اور حق راستہ کو چھوڑو اور اپنے آپ کو تباہی میں ڈالو الغرض ہر چند سمجھایا اور نصیحتیں کیں مگر انہوں نے اپنی گمراہی اور سرکشی پر اصرار کرتے گئے یہاں تک عبداللہ بن عباسؓ اور امیر المومنین علیؑ کو برا کہا اور گالیاں دینے لگے عبداللہ مایوس ہو کر واپس چلا آیا پھر حضرت خود بنفس نفیس اُنکے پاس تشریف لے گئے اور اُس طرف سے عبداللہ بن کوا اپنے دس مصاحبوں کو ہمراہ لیکر آنحضرت کے سامنے آیا اور چند فائدہ بخش نصیحتیں سنکر معلوم کر لیا کہ امیر المومنینؑ مدت مقررہ گذر جانے کے بعد شامیوں سے جنگ کرینگے تو ابن کوا دس آدمیوں سمیت مذہب خوارج سے نکلکر لشکر ہمایوں میں آملے۔ اسکے بعد خارجیوں نے عبداللہ بن وہب راسبی کو اپنا امیر مقرر کر کے نہروان کا راستہ لیا اور ایک خط بصرہ کے خارجیوں کے نام لکھا اور عبداللہ بن سعد عبسی کو اس طرف روانہ کر دیا کہ ان لوگوں کو بجانب نہروان چلتا کر دے۔ جب عبداللہ بصرہ میں داخل ہوا تو اُس علاقہ سے بہت بڑی جمعیت فراہم ہو گئی اور عبداللہ بن وہب راسبی سے جا ملی جس وقت امیر المومنین کو اُن لوگوں کی جمعیت کی خبر ملی تو ایک خط اس مضمون کا لکھکر اُنکے پاس بھیجا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من

عبد الله علي امير المؤمنين الى عبد الله بن وهب الراسبي و زيد بن الحصين ومن تبعهما سلام عليكم فان الرجلين اللذين ارتضيتما هما للحكومة خالفا كتاب الله واتبعا هواهما بغير هدى من الله فلما لم يعملا بالسنة ولم يحكما بالقرآن تبرأنا من حكمهما ونحن على امرنا الاول فاقبلوا رحمكم الله الينا فانا سائرون الى عدونا وعدوكم لنعود لمحاربتهم حتى يحكم الله بيننا وهو خير الحاكمين

جب یہ ہدایت اسلوب خط خارجیوں کے پاس پہنچا جواب میں لکھا کہ جس وقت تو نے حکمین کی اجازت دی تھی تو خدا کے نزدیک کافر ہو گیا تھا۔ اگر تو نے توبہ کر لی ہے تو ہم تیری مرضی کے تابع ہیں اور اگر اپنے گناہ پر مصر ہے تو ہم تجھے راہ راست کی طرف بلاتے ہیں اور اسمیں ذرا شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ خیانت والوں کو دوست نہیں رکھتا جس وقت یہ جواب خط شاہ ولایت کی نظر سے گذرا آپ اُس گروہ کی اطاعت سے مایوس ہو گئے اور اُنکی مہم کو آسان سمجھکر نخیلہ میں لشکر گاہ قائم کیا اور بہ ارادہ جنگ اہل شام ظفر پیکر علم بلند کیا اور حکم دیا کہ فوجیں فراہم ہو جائیں شمار کیوقت ساٹھ ہزار سے زیادہ جنگجو جوان برآمد ہوئے دمشق کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے ہی خبریں آنی شروع ہوئیں کہ خارجیوں نے عراق کی نواح میں لوٹ مار بردست درازی کر رکھی ہے اور ہر شخص کو جو انکا شریک نہیں ہے کافر کہتے ہیں اور عبداللہ بن خباب بن ارت اور اُسکی منکوحہ کو اس سبب سے کہ وہ حکمین کے تقرر کو خلاف شریعت سید المرسلین بتلاتے تھے قتل کر دیا ہے اور ام سنان صیداویہ کو بھی اسی بہانہ سے عالم آخرت میں پہنچا دیا ہے اور اب خونریزی اور غارتگری میں مصروف ہیں امیر المومنینؑ نے صحابۂ عظام کے مشورہ سے خارجیوں کا دفعیہ لازمی سمجھکر لشکر ظفر پیکر سمیت نہروان کی طرف کوچ کیا اور معسکر مارقین کے نزدیک پہنچکر فوج ظفر موج کو ترتیب دیا میمنہ کو حجر بن عدی کندی کے حوالہ کیا اور میسرہ پر شبث بن ربعی کو مقرر کیا اور تمام سواروں کا سر لشکر ابو ایوب انصاری کو کیا اور حکم دیا کہ تمام پیادے ابو قتادہ کے زیر فرمان رہیں طرف ثانی سے خارجیوں نے بھی اپنی صفوں کو آراستہ کیا میمنہ پر زید بن حصین کا جھنڈا نصب کیا اور میسرہ میں شریح بن ابی اوفی عبسی کا وجود مشئوم قائم ہوا سواروں کی سرداری پر حرقوص بن زہیر قائم ہوا اور ایک روایت کی رو سے عبداللہ بن کوا نے پیادوں کی سرداری لی جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف بستہ ہو گئیں امیر المومنین علیؑ نے حکم دیا کہ جھنڈا ایک خاص مقام پر قائم کریں اور دو ہزار آدمی اُسکی حفاظت پر مامور کئے کہ مستعد رہیں اسکے بعد منادی کرائی کہ خارجیوں میں سے جو شخص اس جھنڈے تلے چلا آئیگا وہ امان میں ہے اور جو شخص کوفہ کیطرف چلا جائیگا وہ بھی امن میں رہیگا اُس وقت فروہ بن نوفل اشجعی نے جو خارجیوں کا سردار تھا اپنے تابعین سے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ سب کس لئے علیؑ سے جو خدا کا ولی اور مصطفیٰ کا وصی ہے جنگ کروں پھر پانسو آدمیوں سمیت مارقین سے علیحدہ ہو کر دسکرہ کی طرف چلا گیا اور ایک اور جماعت بھی اُسی علیحدہ ہو کر کوفہ کیطرف روانہ ہو گئی اور کسیقدر جمعیت نے علم مذکور کے سایہ کے نیچے پناہ لی۔ اب عبداللہ بن وہب راسبی کے ساتھ چار ہزار آدمی باقی رہ گئے اور ان ملعونوں نے

زبان پر کلمہ لا حکم الا للہ ولو کرہ المشرکون جاری کر کے یکبارگی حملہ کر دیا اور عام جنگ شروع ہوا اور آتش حرب شعلہ زن ہوئی اسی اثنا میں عبد اللہ بن وہب نے نہایت ہی سنگدلی اور گمراہی کے ساتھ شاہ ولایت کو اپنے مقابلہ پر طلب کیا آنحضرت نے ضرب ذوالفقار سے اسے دوزخ میں پہنچا دیا اور فوج ظفر موج تمام خارجیوں پر چھا گئی اور حسب دلخواہ اس مہم کو ختم کر دیا حاصلہ ان لوگوں میں سے نو آدمیوں سے زیادہ زندہ نہ بچے اور امیر المومنینؑ کے لشکر کے کل نو آدمی شہید ہوئے۔ ثقہ لوگوں کی روایت ہے کہ امیر المومنین نے خارجیوں کے خروج سے پیشتر فرما دیا تھا کہ ایک گروہ دین سے اس طرح نکل جائیگا جس طرح تیر کمان سے۔ اگرچہ وہ قرآن شریف پڑھتے ہونگے مگر حلق سے نیچے نہ اتریگا اور انکے دل قرآن شریف کے احکام سے مبرا رہینگے اور اسی خدا کی قسم جو دانہ کو اگاتا ہے اور جس نے آدمی کو اپنے خزانہ کرم سے لباس وجود عطا کیا ہے کہ رسول خدا نے مجھے مطلع کیا ہے کہ تو ان سے جنگ کریگا اور وہ گمراہی کے گڑھے سے نکل کر ہدایت کے راستہ پر نہ آئیں گے جس طرح کمان سے چھوٹا ہوا تیر پھر نہیں آتا اور اس گروہ کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا شخص ہوگا کہ اسکے ایک شانہ میں گوشت کا ایک ٹکڑا عورتوں کی چھاتی جیسا ہوگا اور اس پر بال بھی ہونگے جیسے بلی کی مونچھیں۔ نیز آنحضرت نے جنگ خوارج سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اس معرکہ میں ہمارے شہیدوں کی تعداد اکائی سے گزر کر دہائی کے مرتبہ تک نہ پہنچے گی اور مخالفوں میں سے نو شخصوں سے زیادہ زندہ نہ بچیں گے۔ روایت ہے کہ جس وقت امیر المومنین نے حدیث ذو الثدیہ بیان فرمائی تو قتل خوارج کے بعد آپ نے حکم دیا کہ ذو الثدیہ یعنی چوچی والے شخص کو کشتوں میں تلاش کر دیکھو لوگ گئے اور سب کچھ ڈھونڈا مگر نہ پا کر کہا کہ اس خلقت کا کوئی شخص مقتولوں میں موجود نہیں آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم چوچی والا شخص انہی میں ہے۔ پھر کچھ اور آدمی اسکی تلاش میں نکلے اور چالیس کشتوں کے نیچے سے ڈھونڈ نکالا۔ وہ ہو بہو آپ کے ارشاد ہی کے مطابق تھا۔ حضرت علیؑ نے درگاہ جناب الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کیا اور اصحاب سے کہا اگر تم معترض ہوتے تو میں خبر دیتا کہ حضرت رسول خدا نے اس گروہ کے مقتولوں کے حق میں کیا فرمایا ہے۔ الغرض امیر المومنین نے خارجیوں کی مہم سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور جناب رسالت مآب پر درود بھیجا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر لطف و کرم کے دروازے کھول دیے ہیں اور دشمنان دین کو مغلوب و مقہور کر دیا ہے مناسب ہے کہ اہل شام کے گمراہوں سے معرکہ آرا ہونے کا قصد کرو اور قاسطین کی مہم کو بھی مارقین کے واقعہ کی طرح انجام کو پہنچا دو۔ اشعث بن قیس نے فوج کے اور چند ناموروں کو ہمراہ لیکر عرض کی کہ ہمارے تیر ختم ہو گئے ہیں تلواریں کند ہو گئی ہیں اور نیزے ٹوٹ گئے ہیں آپ ہمیں کوفہ واپس لے چلیں کہ اسلحہ کی درستی اور بہم رسانی کے بعد مضبوط و مستحکم ہو کر شامی ظالموں کی بیخ کنی میں مصروف ہو جائیں گے۔ انکی یہ درخواست قبول ہو گئی اور شاہ ولایت پناہ نے از راہ کراہت جانب کوفہ مراجعت فرمائی۔ شہر کے قریب نخیلہ میں چھاونی قائم کی اور ارشاد کیا کہ جس کسی کو کوئی کام درپیش ہو شہر میں جا کر ایک دن ٹھہر کر دوسرے دن لشکر گاہ میں چلا آئے تاکہ سفر شام کی مہم جلدی پوری کیجائے۔ اسکے بعد امیر المومنین کی خدمت میں صرف چند ہی غیرت والے رہ گئے اور سب نے لشکر گاہ کو خالی کر کے مشقت پر راحت کو اختیار کر لیا۔

آپ یہ حال دیکھکر رنجیدہ ہوئے اور کوفہ میں تشریف لائے۔ کوئی عذر و معذرت کرنے لگے مگر انکا عذر مقبول خاطر نہ ہوا جس وقت آپ خطبہ پڑھتے وہاں کے لوگوں کو ملامت کرتے کئی دفعہ اظہار رنجش ہو چکنے کے بعد وہاں کے کچھ اراکین نے حاضر خدمت ہو کر کہا جس طرف آپ کا قصد ہوگا ہم رکاب ہونگے اب اس بات سے علیحدہ ہو گئے امیر المومنین نے انکے کہنے کو قبول کر کے حارث ہمدانی کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ جو شخص صدق نیت اور نیک طینت سے بہرہ ور ہے اسے لازم ہے کہ کل فلاں جگہ پر جو واقعی لشکر کے لئے عمدہ مقام ہے حاضر ہو جائے۔ دوسرے دن امیر المومنین نے لشکر گاہ میں تشریف لا کر دیکھا کہ تین سو آدمیوں سے زیادہ جمعیت نہیں ہے۔ فرمایا اگر ان لوگوں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جاتی تو مجھے انکی فکر کرنی پڑتی پھر اس جگہ پر نہایت رنج و فکر میں دو روز ٹھہر کر کوفہ کو مراجعت فرمائی۔ اسی اثنا میں معاویہ نے فرصت کا موقع پا کر دو ہزار سپاہیوں کو بھیجا کہ عراق کے حاجیوں کے راستہ میں جسقدر حوض اور کنوئیں ہیں سب کو بند کر دیں اور مسلمانوں کو خانہ کعبہ کے طواف سے باز رکھنے میں سعی کریں۔ لوگوں نے معاویہ کو اس فعل پر ملامت کی تو کہا کہ میں اسلئے مسلمانوں کو حج سے روکتا ہوں کہ وہاں انکا کوئی امام موجود نہیں ہے۔ الغرض رمضان شریف کا مہینہ آگیا اور امیر المومنین مسجد کوفہ میں خطبہ کے ساتھ برابر کوفیوں کو ملامتیں کرتے رہے مگر انکو مطلق اثر نہ ہوا۔ راویوں کا بیان ہے کہ بدھ کی رات کو جس وقت اپنے گھر میں امیر المومنین نماز کیلئے کھڑے ہوئے آپ کی دختر ام کلثوم نے دو جو کی روٹیاں اور دودھ کا ایک پیالہ اور کسیقدر نمک خوان میں لگا کر حضور میں لا رکھا۔ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر خوان کو دیکھا اور فرمایا اے میری بیٹی تم ایک خوان میں دو کھانے کی چیزیں پیش کرتی ہو کیا تمکو معلوم نہیں کہ میں اپنے چچازاد بھائی رسول خدا کی پیروی کر رہا ہوں تم جانتی ہو کہ دنیا کی حلال باتوں کا حساب لیا جائیگا اور حرام کاموں کے لئے عذاب ہوگا۔ خدا کی قسم میں تو

دیکھ لوں گا حتیٰ کہ تم اس میں سے ایک چیز بھی اٹھا لو گی۔ ام کلثوم نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔ آپ نے نمک کے ساتھ نان جویں کے تین لقمے نوش فرمائے اور پھر نماز شروع کر دی۔ آپ اس رات کو بار بار صحن خانہ میں تشریف لاتے اور آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھے اور پھر اندر تشریف لیجا کر نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ آپ نے اس رات کو سورۂ یٰسین بھی تلاوت فرمائی۔ تعقیب نماز کے بعد آپ کو نیند آگئی مگر تھوڑی ہی دیر بعد خواب سے بیدار ہو کر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اے خدا مجھے اپنے پاس بلانے میں برکت کرامت فرما۔ فقال تلک اللیلۃ انی رایت رسول اللہ فشکوت الیہ وقلت ماذا لقیت من امتک من الاود واللدد فقال ادع اللہ علیہم فقلت اللہم ابدلنی بہم خیرا منہم وابدلہم لی شرا منی۔ پھر ارشاد کیا میں نے ابھی محمد صلعم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے امت کی نالائقی اور کج روی کی شکایت اور فریاد کی۔ آنحضرت نے فرمایا انکے حق میں دعا کر۔ پھر میں نے کہا اے خدا مجھے ان لوگوں سے بہتر آدمی عطا کر اور میری جگہ ان پر کسی شریر اور ظالم شخص کو مقرر فرما۔ اسکے بعد آپ گھڑی گھڑی صحن میں تشریف لاتے اور فرماتے۔ واللہ ما کذبت ولا کذبت وانہا اللیلۃ التی وعدت۔ یعنی خدا کی قسم میں جھوٹا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا ہے یہی رات ہے جس میں میرے شہید ہونے کی خبر رسول خدا نے مجھے دی ہے اور فرماتے تھے احببت لقاء اللہ تعالیٰ وانا حبیبہ۔ یعنی میں خدا سے ملنے کا مشتاق ہوں کیونکہ میں نے اس دنیا کو بہت دیکھا۔ یہاں محض عیش اٹھاتے ہیں۔ ام کلثوم نے عرض کی اے بابا تم آج رات کو اسقدر بیقرار کیوں ہو؟ آپ نے فرمایا ابھی میں اس رات کی صبح کو شہید ہونگا۔ جب صبح کا وقت نزدیک ہوا امیر المومنین نے لباس پہنکر گھر میں ٹہلنا شروع کیا اور مسجد میں جانے کا قصد کیا۔ صحن خانہ میں پہنچے تو ان بطخوں نے جو گھر میں پلی ہوئی تھیں خلاف عادت آپکا راستہ روکا اور پر پھیلا کر غل مچانے لگیں۔ کچھ خادمان گھر ان کو دوڑیں کہ انہیں آگے سے ہٹائیں۔ آپ نے فرمایا انہیں کچھ نہ کہو یہ اسلئے شور کر رہی ہیں کہ اسکے بعد انہیں میرا نوحہ گر ہونا پڑیگا۔ حضرت امام حسنؑ نے عرض کی آپ کیا فال بد زبان سے نکالتے ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا میں فال بد نہیں نکالتا بلکہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں آج مارا جاؤنگا۔ پھر عرض کی اے والد آپ جعدہ کو حکم دیں کہ وہ مسجد میں جا کر نماز پڑھائے۔ اسکے بعد آپ نے حکم دیا کہ جعدہ سے کہدو مسجد میں جا کر نماز پڑھائے پھر ساتھ ہی ارشاد کیا کہ حکم الٰہی یونہی جاری ہو چکا ہے خود ہی تشریف لیجانے کا ارادہ کیا اور یہ اشعار پڑھتے گئے۔ اشدد حیازیمک للموت + فان الموت لاقیکا + ولا تجزع من الموت + اذا حل بوادیکا + فان الدرع والبیضۃ + یوم الروع یکفیکا + کما اضحکک الدہر + کذاک الدہر یبکیکا + فقد اعرف اقواما + وان کانوا صعالیکا + مصاریع الی النجدہ + للغی متاریکا + الغرض جسوقت امیر المومنین گھر کے دروازہ سے باہر ہونے لگے ایک کیل پٹکہ میں الجھ گئی اور پٹکہ کھلکر کمر مبارک سے علیحدہ ہو گیا۔ آپ نے دوبارہ کسکر کمر باندھی اور فرمایا الٰہی تو موت کو میرے لئے مبارک کیجو اور اپنے دیدار کو متبرک۔ ام کلثوم یہ کلمے سنکر رونے لگیں اور امام حسنؑ آپکے پیچھے پیچھے ہو لئے اور عرض کی میں آپکے ہمراہ رہنا چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد کیا تجھے میری قسم کہ اپنے خوابگاہ کی طرف پھر جا۔ ناچار امام حسنؑ واپس ہو گئے۔ اور اس طرف ابن ملجم وشبیب اور وردان مسجد میں آپ کی تشریف لانیکا انتظار کر رہے تھے۔ اشعث بن قیس بھی جو انکے ساتھ ملا ہوا تھا موجود تھا۔ اسنے ابن ملجم سے کہا اے پسر ملجم اپنے ارادہ کے پورا کرنے میں جلدی کر مبادا صبح کی روشنی تجھے رسوا کر دے۔ اسوقت حجر بن عدی انکے پاس سے گزر رہا تھا اسنے یہ بات سنی اور اشعث سے مخاطب ہو کر کہا کیا تو امیر المومنین کو قتل کریگا۔ پھر مسجد کے دروازہ سے نکلکر امیر المومنینؑ کے گھر کا راستہ لیا کہ آپ کو اس سازش کی اطلاع دے۔ مگر امیر المومنینؑ سے نہ مل سکا کیونکہ آپ دوسرے راستہ سے مسجد میں تشریف لائے تھے۔ اب حکم الٰہی ظہور میں آگیا۔ جسوقت حجر بن عدی واپس آ رہا تھا اسنے سنا کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ امیر المومنین قتل ہو گئے۔ امیر المومنین جسوقت دوسرے راستہ سے مسجد میں تشریف لائے تھے تو مسجد کی قندیلیں گل تھیں۔ آپ نے اسی تاریکی میں چند رکعت نماز پڑھی اور کچھ دیر تک تسبیح وغیرہ میں مشغول رہے۔ پھر بام مسجد پر تشریف لا کر صبح کی سفیدی سے خطاب کیا تو ایک دن بھی ایسے وقت طلوع نہیں ہوئی کہ میں سویا ہوا ہوں۔ اسکے بعد کانوں پر انگلیاں رکھکر اذان دی۔ پھر اذان کی جگہ سے اتر کر یہ مصرعے پڑھے۔ خلوا سبیل المومن المجاہد + فی اللہ لا یعبد غیر الواحد + ویوقظ الناس الی المساجد + اور الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے ہوئے نماز کیلئے سوتوں کو جگاتے تھے۔ ابن ملجم بھی سونے والوں میں منہ کے بل پڑا تھا اور ایک تلوار دامن کے نیچے چھپا رکھی تھی۔ جب آپ اسکے قریب پہنچے کہا ارادہ نماز کے لئے اٹھ اور یہ بھی زبان مبارک سے فرمایا تیرے دل میں ایک ایسا ارادہ ہے جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین دھنس جائے اور اگر میں چاہوں تو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ تیرے دامن کے نیچے کیا چیز پوشیدہ ہے۔ پھر وہاں سے گزر کر محراب مسجد میں تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ لوگ بھی جمع ہو گئے

اور صفین یا مدینہ لیں۔ ابن ملجم نے اس سبب سے کہ رسولؐ اللہ سے سن رکھا تھا کہ امیر المومنین کو اس امت کا ایک شقی آدمی شہید کریگا ہر وقت اپنے دل میں پس و پیش کیا کرتا تھا انجام کار بدبختی کی طغیانی نے اُسے مثل گھاس پھوس کے برباد کر دیا اور اُس نے امیر المومنین کے قتل کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس شب کو ابن ملجم ایک عورت قطامہ نام کے گھر میں تھا اور شراب پی رکھی تھی قطامہ نے امیر المومنین کی اذان سنکر اُسے جگایا اور کہا تو نے علیؑ کی اذان کی آواز سُنی میں نے تیری حاجت پوری کر دی تو بھی اُٹھ اور ہماری ضرورت پوری کر اور پھر خوش خوش واپس آ کر عیش و عشرت میں مشغول ہو۔ پھر اُسے وہ تلوار جو زہر میں بجھا رکھی تھی لا کر دی۔ اُس ملعون نے کہا مجھے خوف ہے کہ اندھا اور سیاہ رو ہو کر واپس آؤں گا کیونکہ میں نے حضرت رسولؐ خدا سے سنا ہوا ہے کہ گزشتہ لوگوں میں سب سے بدبخت شخص قدار بن سالف ناقہ صالح کا قاتل تھا اور آئندہ لوگوں میں سب سے زیادہ شقی علیؑ ابو طالب کا قاتل ہوگا مجھے فکر ہے کہ وہ بدبخت میں ہی ہوں عورت نے جواب دیا دل کو مضبوط رکھ اور کچھ فکر نہ کر۔ اُس ملعون نے تلوار لی اور مسجد میں آیا ابھی کچھ لوگ مسجد میں سوتے تھے جو بھی اُنکے بیچ میں پڑ رہا جب امیر المومنین سوتے ہوؤں کو جگاتے اور الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے ہوئے محرابِ مسجد میں تشریف لائے اور نماز کی نیت باندھکر قرأت شروع کی اور رکوع بجا لا کر پہلا سجدہ کیا اور سجدہ سے اُٹھکر جو ہی چاہا کہ دوسرا سجدہ ادا کریں اُس ملعون نے موقع پا کر سرِ مبارک پر تلوار ماری حسنِ اتفاق یہ وار اُس جگہہ بیٹھا جہاں خندق کی جنگ کے دن عمر بن عبدود کی تلوار سے زخم آیا تھا تلوار مارنے کے بعد وہ ملعون بھاگا اور مسجد سے نکل گیا امیر المومنین اس زخم سے نڈھال ہو کر گر پڑے لوگوں نے داخلِ مسجد ہو کر آپ کو اس حال میں پایا بہت غمگین ہوئے۔ اُس وقت نماز کا وقت گزر رہا تھا اسلئے امام حسنؑ نے آگے بڑھکر دو رکعت نماز صبح پڑھائی۔ بعدہ امیر المومنین کو اُٹھا کر صحنِ مسجد میں لائے اور بہت خلقت جمع ہو گئی سب پوچھتے تھے کہ یا حضرت آپ کو کس ملعون شقی نے زخمی کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا جلدی مت کرو جس نے یہ زخم لگایا ہے ابھی لوگ مسجد کے اس دروازہ سے اسکو لائیں گے اور دستِ مبارک سے اُس دروازہ کی طرف اشارہ کیا قبیلہ عبد القیس کا ایک شخص اُس دروازہ سے باہر جاتا تھا عبد الرحمٰن بن ملجم کو وہاں کھڑے دیکھا اُسکی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی تھی اور کچھ نظر نہ آتا تھا کہ کدھر جائے اُس شخص نے اُسے گرفتار کر لیا اور کہا اے ملعون تو نے امیر المومنین کو زخمی کیا ہے۔ وہ انکار کیا چاہتا تھا مگر زبان سے بیساختہ ہاں نکل گئی کہ میں نے ہی تلوار ماری ہے وہ شخص اُسے مسجد میں پکڑ لایا۔ اور اُسکے منہ پر طمانچے مارتا تھا اور اور آدمی بھی اُسے مار پیٹ کرتے جاتے تھے اسی طرح امیر المومنین کے سامنے لا کر بٹھا دیا۔

آپ نے پوچھا اے بھائی کیا میں تیرے حق میں برا امیر تھا اُس نے جواب دیا نہیں۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کس امر کے سبب تو نے ایسا قصد کیا کہ مجھے زخمی اور میرے فرزندوں کو یتیم کیا۔ وہ ملعون کچھ نہ بولا۔ پھر آپ نے فرمایا وکان اللہ قدرا مقدورا یعنی حکم الٰہی یہی تھا۔ اسکے بعد حکم دیا کہ اسے قید خانہ میں لیجاؤ کسی طرح کی تکلیف نہ دو جب میں وفات پاؤں تو جسطرح اس نے مجھ پر وار کیا اُسی طرح اسے قتل کرنا بعد ازاں آپ ہر روز اُس قیدی کا حال دریافت کر لیتے تھے کہ اُسے کھانا کھلا دیا ہے اور اگر جواب میں کوئی یہ کہتا کہ ابھی نہیں کھلایا تو فرماتے اُسے کھانا کھلا دو طبیب اس زخم کا علاج کرتے تھے مگر کچھ آرام نہ ہوتا تھا جب آپ نے سمجھ لیا کہ اس زخم سے صحت یابی نہ ہوگی حسنینؑ اور تمام اولاد اور اہلبیت کو جو موجود تھے اپنے پاس طلب کیا اور کہا اے میرے فرزندو اور میرے اہلبیت میں تمکو وصیت کرنا چاہتا ہوں +

اپنے فرزندوں اور اہلبیتؑ کو امیر المومنین علیؑ کا وصیّت کرنا

جب سب فرزند اور اہلبیت آپ کے پاس جمع ہو گئے تو اُنسے مخاطب ہو کر فرمایا میری وصیت ہے کہ تم خدا سے ڈرنا اُسکی عبادت میں مشغول رہنا اس دنیا میں کسی پر فوقیت کا خیال نہ رکھنا اگرچہ لوگ تمہیں فوقیت کے خواستگار ہوں دنیا کی نعمتوں کے زوال کا غم نہ کرنا حق بات کے کہنے سے نہ رکنا اگرچہ اپنی ذات ہی کے متعلق ہو یتیموں پر رحم کرنا فقیروں کو کھانا دینا جسقدر ممکن ہو لوگوں کے ساتھ احسان سے پیش آنا ظالموں کے خلاف اور مظلوموں کے مددگار رہنا لازم ہے کہ طریقۂ حقہ کی پیروی میں لوگوں کی طرف سے کوئی ملامت تمہارے حال پر عائد ہونے پائے پھر محمد حنفیہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے میرے بیٹے تو نے میری وصیت جو تیرے بھائیوں کو کی ہے سنی میں تجھے ان ہی امور کی وصیّت کرتا ہوں اور سخت تاکید کرتا ہوں کہ تو انکی حرمت کا خیال رکھنا خلقت کی نگاہ اور خیالات میں اُنکی عظمت و وقعت بڑھاتے رہنا کسی کام کو انکے مشورہ بغیر نہ کرنا اسکے بعد حسنؑ اور حسینؑ سے کہا میں نے تمہارے بھائی محمد کو تمہارے لئے وصیت کی ہے اور تمہیں اسکے

واسطے وصیت کرتا ہوں وہ تمہارا بھائی اور تمہارے باپ کا بیٹا ہے تم جانتے ہی ہو کہ میں اُسے بہت چاہتا ہوں تم بھی میری محبت کے سبب اُس سے الفت رکھنا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اُسکے احکام پر ثابت قدم رہنا اور آپس سے علیحدہ ہو جانا بھی اصلاح بین کو نفس بلیغ کرنا کیونکہ میں نے جناب رسولخدا سے سُنا ہے کہ باہمی اصلاح میں سعی کرنا نماز اور روزہ سے بہتر ہے رشتہ داروں کی ساتھ الفت رکھنا اور صلہ رحم کرنا تاکہ اللہ تعالیٰ روز قیامت حساب کو تم پر سہل اور آسان کرے یتیموں بیوہ عورتوں کی دلجوئی کرو اُنکے حال پر رعایت رکھو جسقدر ممکن ہو اُنکے ساتھ دنیا کے مال و متاع سے سلوک کرو ہمیشہ قرآن شریف پڑھتے رہنا اور اُسکے مطابق کام کرنا ایسا ہونا چاہیے کہ قرآن مجید کے احکام اور نہی کی بجا آوری میں کوئی دوسرا شخص تم پر سبقت نہ لیجا سکے نماز کو قائم رکھنا کیونکہ وہ ستون دین ہے مال کی زکوٰۃ نکالتے رہنا اسکا نکالنا اللہ تعالیٰ کی آتش غضب کو بجھاتا ہے۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا کہ وہ دوزخ کی آنچ کی سپر ہیں حج اور مناسک کے ادا اور شرطیں ادا کرتے رہنا کیونکہ ہمارے لئے اُسکا حکم ہے پرہیزگاری کے لئے مدد کرنا اور ظلم و گناہ کے موقع پر ساتھ نہ دینا اے میرے اہلبیت خداتعالیٰ تمکو محفوظ رکھے اور محمد رسول اللہ کی کتنیں تم میں موجود رہیں۔ و استغفر اللہ العظیم۔

امیرالمومنین ۲۹ ویں رمضان تک مدہ رہے۔ جب وفات کا وقت قریب آیا آپ کے پاس ام کلثوم موجود تھیں۔ چاہا کہ اندر سے باہر آئیں آپ نے فرمایا دروازہ بند کردو ام کلثوم نے آپ کے ارشاد کے مطابق دروازہ بند کردیا حسن بن علیؑ کا بیان ہے کہ میں دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا سنا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے اَقدمَ اِلقیِ فی النّار حیراً مِن مالی امیلوم القیامۃ اور وہ جواب دیتا ہے بل من مالی اِمّا یوم القیامۃ پھر ایک اور آواز سنی جیسے کوئی دوسرے سے کہتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نے وفات پائی تھی اب علیؑ ابن ابیطالب کو شہید کردیا آج اسلام کا ستون گر پڑا۔ امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ یہ آواز سنکر مجھ سے صبر نہ ہو سکا دروازہ کھولکر اندر گیا امیرالمومنین جان بحق تسلیم اور دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اُس اللہ کی رحمت ہو ہمنے آپکا کفن جیسا کہا گیا رسولخدا کے حنوط میں سے حنوط لیا میں نے اور حسینؑ نے آپ کو غسل دیا۔ محمد بن حنفیہ ہاتھوں پر پانی ڈالتے تھے۔ پھر کفن پہنا کر حنوط کیا تابوت میں رکھکر اور کوفہ سے اُٹھا کر غری نام جگہ پر نعش مبارک کو دفن کیا بعض اشخاص کا بیان ہے کہ آپکے گھر سے جو جامع مسجد کو راستہ جاتا ہے وہاں دفن کئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ دوسرے دن امیرالمومنین حسنؑ بن علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے مسجد میں تشریف لاکر لوگوں کو نماز پڑھائی اور بعد نماز منبر پر بیٹھکر خداتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اسکے بعد حضرت مصطفےٰ پر درود بھیجا پھر فرمایا اے لوگو جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے جو شخص نہیں جانتا اُسکے جاننے کیلئے بتاتا ہوں اگرچہ مجھے یقین ہے کہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کل اس شخص کو خاک میں دفن کیا ہے جسکا مثل بلحاظ علوم گزشتہ لوگوں میں ہوا نہ آنے والوں میں ہوگا۔ رسولخدا جسوقت دشمنوں سے لڑنے کیواسطے بھیجتے جبرئیل داہنے ہاتھ کیطرف اور میکائیل بائیں ہاتھ کی جانب ہوتے اور زیادہ وقت نہ گزرتا تھا کہ فتح حاصل ہوجاتی تھی دشمن غارت اور پریشان ہوجاتے تھے۔ آگاہ ہو کہ دنیا کے مال و متاع میں سے اسکے پاس سات سو درم کے سوا کچھ نہ تھا۔ ارادہ تھا کہ اس زر سے میری بہن کے واسطے ایک لونڈی خریدیں لیکن یہ دیکھکر کہ وقت وفات آپہنچا مجھے حکم دیا کہ وہ سات سو درم بیت المال میں داخل کردوں اور لونڈی کے خریدنے کا خیال چھوڑ دوں۔ یہ کہکر منبر سے اُتر آئے اور حکم دیا کہ ابن ملجم شقی کو قید خانہ میں سے نکالکر حاضر کرو چنانچہ لایا گیا امام حسنؑ نے اپنے ہاتھ سے ایک تلوار مار کر اُسکا سر اُڑادیا اور امیرالمومنین کے خیرخواہوں نے اُسکے جسم کے پرزے پرزے کرکے جلادیا +

حسنؑ بن علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس بصرہ سے عبداللہ بن عباس کا خط آنا

امیرالمومنین علیؑ کی وفات کے بعد لوگوں نے حسنؑ بن علیؑ کی خلافت پر بیعت کی اور آپ کو خلیفہ مانکر آپکے بعد امام حسنؑ کو خلیفہ قرار دیا۔ امیرالمومنین حسنؑ نے لوگوں کو فراہم کیا جب سب حاضر ہوگئے منبر پر تشریف لیجاکر حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر درود بھیجا پھر فرمایا اے لوگو دنیا فتنہ اور فساد کی جگہ ہے اس کی جسقدر نعمتیں ہیں سب فنا و زوال اور منتقل ہونے والی ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا کے حالات سے مطلع کیا ہے جزا و سزا کا وعدہ فرمایا ہے کہ ہم عبرت حاصل کریں ظلم و فساد سے بچیں کہ قیامت کے دن ہمیں مار پیٹ نہ کھانی پڑے۔ تم اس ناپائیدار دنیا سے محبت نہ رکھو اپنے ارادوں کو صرف نیکیوں پر وقف کردو۔ تمسے امیرالمومنین علیؑ کے حالات پوشیدہ نہیں ہیں تمنے انکا حسن معاشرت اور حلم دیکھا ہے۔ خوب جانتے ہو کہ اپنی زندگی میں لوگوں کے ساتھ نیک زندگی بسر کی ہے اور جسوقت موت کا وقت آپہنچا تسلیم و رضا کے ساتھ

نامہ عبداللہ بن عباس بنام حضرت امام حسن

جام شہادت نوش فرمایا اور اپنے اہلبیت کو تم میں چھوڑ گئے میں حسن بن علیؑ بن ابی طالب ہوں۔ آج تم سے عہد کرتا ہوں ظاہر و باطن میں سختی و مصیبت میں تمہارا ساتھ دونگا بشرطیکہ تم بھی میرے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کرو گے۔ جس کے ساتھ میں جنگ کروں تم بھی اُس سے جنگ کرو اور جس سے صلح کروں اُس سے تم بھی صلح کرو۔ مسجد کے تمام اطراف سے سب نے سنا اور قبول کیا کہ صدائیں بلند ہوئیں سب نے ایک زبان ہو کر کہا اے امیرالمومنین جو کچھ زبانِ مبارک سے ارشاد ہوا ہم اس پر راضی ہیں جملہ احکام والاہی کی تعمیل کے لئے کمربستہ ہیں جس خدمت کا حکم ہوگا اُسے بجا لائیں گے آپ کے ارادوں اور مقصدوں کے پورا کرنے سے اپنے آپ کو باز نہ رکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ امیرالمومنین حسنؑ یہ فرما کر منبر سے اُتر آئے دو مہینے تک کوفہ میں رہے معاویہ کے پاس کوئی قاصد بھیجا نہ اُسے کچھ لکھا اور نہ کبھی پیغام سلام کا کچھ ذکر کیا۔ ابن عبداللہ بن عباس کا ایک خط بصرہ سے آیا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط عبداللہ بن عباس کی طرف سے امیرالمومنین حسن بن علیؑ بن ابی طالب کے نام ہے۔ اے رسولِ خدا کے فرزند آگاہ ہو کہ مسلمانوں نے آپ کے والد کی وفات کے بعد آپ سے بیعت کی ہے اور آپ کو امام بنایا ہے۔ سب فرمانبرداری کیلئے مستعد ہیں مگر جو آپ کے کہا ہی اور معاویہ سے ناحق طلب ہیں کرتے ہوا اس بات میں مصروف ہوا چاہتے ہیں لازم ہے کہ معاویہ سے اپنا حق طلب کرنے کیلئے سعی و کوشش کرو۔ اور اُس سے لڑنے کیلئے تیاری کر لینی چاہئے اپنے تابعین اور دوستوں کی خاطرداری اور رعایت کرنی لازم ہے۔ انکی دلجوئی اور تسلی و اطمینان میں سعی بلیغ کیجئے۔ اراکین و معزز لوگوں اور عاملوں کے ساتھ اچھے برتاؤ فرمائیے۔ اُنکے حسب حال عہدے اور کام سپرد کیجئے کہ اِن سلوک سے وہ آپ کے زیادہ ہوا خواہ بن جائیں۔ پیر اِن لوگوں کی دلداری کرنی چاہئے۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ امیرالمومنین علیؑ لوٹ کے مال تقسیم میں مساوی حصے لگاتے تھے اراکین و سرداروں اور عاملوں کی طمع کو فروغ ہونے دیتے تھے عطیات میں انہیں بھی دوسروں کی برابر رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ حضرت سے کشیدہ ہوتے جاتے اور اُن سے علیحدہ ہو کر معاویہ سے جا ملتے تھے آپ اس طریقہ کو اختیار کریں سب کی خوشی کو وسیع کریں۔ باہمی اصلاح کا زیادہ خیال رکھیں خاص و عام کے دل کو سخاوت اور احسانوں سے گرویدہ بنائیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ دل جلے عقلمند صاحب کمال دلاور مدبرین اور ہوا خواہ اشخاص بغیر یہ مہم سرانجام نہیں پا سکتی معاویہ جیسے دشمن سے اس وقت بغیر سر نہیں آ سکتے۔ واضح ہو کہ ایسی گروہ سے جنگ کرنی پڑیگی جس نے ظہور اسلام کے شروع زمانہ میں بہت سے معرکے کئے ہیں اپنے ترکشوں میں جسقدر تیر رکھتے تھے وہ سید المرسلین اور اُن کے دوستوں پر جو حق کی کجیاں بھی چھوڑے ہیں پھر جب کہ اپنی دشمنی سے اپنے سینے معمور کر چکے اور جان لیا کہ آپ کی نبوت و رسالت برحق ہے مسلمان بن بیٹھے اور محض زبانی کلمہ شہادت پڑھ کر اور دل سے تصدیق نہ کر کے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم امن کے گنبد میں ہو بیٹھے اور پناہ پائی۔ اگر قرآن شریف کی تلاوت کی تو تعظیم کلام ربانی بجا نہ لائے بلکہ ہنسی اور مذاق کے طور پر پڑھا۔ نماز کے وقت پر بہت بے دلی اور نفرت سے کھڑے ہو کر نماز پڑھ لی۔ اِن طریقوں سے اپنے آپ کو نیکوں اور برگزیدہ اشخاص کے زمرے میں شامل کر لیا خلقت کی نگاہوں میں پاک و پاکیزہ بن گئے۔ وھم عن آیات اللہ معرضون۔ اے امیرالمومنین ہم کو ایسی گروہ کے مقابلہ کے لئے نکلنا اور مستقل ارادوں اور کامل یقین اور قوی دل کے ساتھ اُسے جنگ کرنی ہے۔ انکے مکروں اور حیلوں پر نہ جانا کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے امیرالمومنین علیؑ کو حکم مقرر کرنے پر مجبور کیا تھا اور کہا تھا کہ ہم ابوموسیٰ اشعری کے سوا کسی اور کو عمرو عاص کے مقابلہ پر رکھنا نہیں چاہتے۔ اور اس معاملہ میں اسقدر ہٹ اختیار کی کہ آنحضرت نے مجبور ہو کر کمال نفرت سے بایں شرط اجازت دی کہ سرپنچوں کا فیصلہ از راہ مکر و فریب وقوع میں نہ آئے۔ جب عمرو عاص نے ابوموسیٰ کو دھوکا دیکر فیصلہ قرار دیا جسکا حال سب پر روشن ہے تو آنحضرت اس فیصلے پر صاد نہ ہوئے بلکہ معرکہ آرائی کا قصد کیا۔ اور عین اسوقت جنگ شام کی مہم کی تیاریاں کر چکے تھے اور شامی گمراہوں کی سزادہی کیلئے روانہ ہونے والے تھے شہادت کا بلند مرتبہ پایا اور شاملِ رحمت الٰہی ہو گئے۔ اے امیرالمومنین اب مسئلہ خلافت کی طرف متوجہ ہو جئے اور استحکامِ امامت کیلئے جو از روئے وراثت و استحقاق آپ کا حق ہے سعی کیجئے دینی اور دنیاوی انتظاموں قومی و ملکی اصلاحوں کو اپنے قبضۂ اقتدار میں لائے امیرالمومنین علیؑ کی وفات کے بعد جو جو خرابیاں ادھر ادھر امورِ خلافت و امامت کے متعلق واقع ہوئی ہیں انکو دور کیجئے مفسد لوگوں کی طمع کو امرِ خلافت سے جو آپکا حق ہے اور خود اپنی ذات بابرکات کیطرف سے قطع کر دیجئے والسلام۔ جس وقت امیرالمومنین حسنؑ کے پاس عبداللہ بن عباس کا یہ خط پہنچا آپ نے مضمونِ خط معلوم کر کے سمجھ لیا کہ عبداللہ ہماری خلافت سے رضامند ہے وہ ہمارے ساتھ مہر و محبت اور رشتہ داری کے حقوق کا برتاؤ رکھے گا مخفی کو طلب کیا اور ایک خط لکھا مضمون یہ تھا

مضمون خط امیر المومنین حسن بن علیؑ بنام معاویہ بن ابی سفیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ امیر المومنین حسن بن علیؑ کی طرف سے معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو پیغمبر بنایا اہل دنیا پر رحمت نازل کرنے کے لئے انکو برگزیدہ کیا اور ان کے ہاتھوں دین کو مضبوط کر کے کفر و شرک کی بنیادیں اکھیڑ دیں حاصل عام کی مثالیوں کو نور عزت سے مسعود کر دیا اہل عرب میں سے جس گروہ کو چاہا دوسروں سے ممتاز فرمایا قرآن جیسی کتاب عطا کر کے خصوصیت کرامت کی جب انکا زمانۂ حیات ختم ہو گیا اور دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرما گئے تو خلافت و امامت پر بحث ہونے لگی کچھ لوگوں نے جھگڑا کیا انصار کی ایک جماعت اور مہاجرین کے کچھ لوگوں نے کہا خلیفہ ہم میں سے ہونا چاہئے کہ خلقت کے کاموں کی اصلاح کرتا رہے۔ قریش کے قبیلہ نے جواب دیا اس بات کے تقرر کے لئے ہم تم سے افضل اور برتر ہیں کیونکہ ہم رسول خدا کے قریبی رشتہ دار اور ولی و وارث ہیں مناسب ہے کہ تم اس معاملہ میں دخل نہ دو ہمارے حق کے خلاف مت جھگڑو مہاجرین اور انصار نے جواب دیا ٹھیک یہی بات ہے اسکے بعد قریش کی مخالفت نہ کی۔ پھر قریش نے بھی دیدہ و دانستہ مخالفت اختیار کی اور طریقہ عدل و انصاف سے منحرف ہو کر ہمکو نظر انداز کر دیا ہم نے اس خیال سے صبر اختیار کیا کہ فساد و جھگڑا اور مخالفت کرنے سے امور دین اسلام میں خلل آ جائے ناچار ہم نے انکا ساتھ دیا اب ایک تیرے سوا ہم نے کسی میں اور کسی سے کچھ جھگڑا باقی نہیں رہا مجھے سخت تعجب ہے کہ باوجودیکہ تو نہ دین میں سبقت رکھتا ہے نہ اسلام میں کوئی نیک نشانی حاصل کی ہے۔ پھر کیوں ہمارے حق کے خلاف ہم سے جھگڑتا ہے ہمارے اور تیرے درمیان حکم الٰہی کافی ہے ہم نے جناب باری میں عجز و الحاح دعا کی ہے کہ ہمیں دنیا کی ناچیز زر و دولت سے الگ رکھے تاکہ آخرت کی نعمتیں محو ہو جائیں۔ چونکہ امیر المومنین علیؑ نے اپنی وفات کے وقت عہدۂ خلافت کو میرے حوالہ کر دیا تھا اس لئے امامت اور خلافت بلحاظ لیاقت و قابلیت اور نیز بخیال وراثت بھی میرا حق ہے اس بات کو تو بھی خوب جانتا ہے اے معاویہ خدا سے ڈر اور فساد اور ناجائز افعال سے باز آ سید المرسلین کی امت کا خیال کر اور ایسا کام کر جس میں مسلمانوں کا خون نہ بہے بلکہ انکے کام رونق پائیں اور اصلاح و سلامتی عائد حال ہو ولا حول ولا قوة الا باللہ والسلام۔ جب خط لکھا جا چکا

آپ نے دو صحابی جندب بن عبد اللہ اور الحارث بن سوید تمیمی کو دیکر فرمایا کہ معاویہ کے پاس لیجاؤ اسے سمجھاؤ اور دلیری و نافرمانی اور اطاعت کی رغبت دلاؤ شاید فساد و جھگڑے سے باز آ کر راہ راست پر آ جائے انہوں نے کہا جیسا آپ فرماتے ہیں ہم ایسا ہی کرینگے اسکے بعد ملک شام کی طرف روانہ ہوئے معاویہ کے پاس پہنچکر سلام کیا وہ خط دیدیا معاویہ نے مضمون خط سے واقف ہو کر جواب میں لکھا۔

جواب نامہ معاویہ بنام امام حسنؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم خط پہنچا اسکا مضمون معلوم ہوا۔ رسول خدا کے مدارج اور فضائل جسقدر بیان کئے اور آپکے اوصاف لکھے ہیں ہاں وہ ایسے ہی بلکہ ان سے زیادہ بھی تمام دنیا کے لوگ آپکے جلال اور مرتبہ عالیشان کو مانے ہوئے ہیں آپکی مدح اور توصیف میں اشعار تصنیف کئے گئے ہیں۔ از روئے اخلاص یہ اشعار زبان زد خاص و عام ہیں ؎

اے نام تو دستگیر آدم + وے خلق تو پائے مرد عالم + وارث درت کلیم عمران + جاروب کش رہت مسیح و مریم + از نام محمدت مسمّٰی + حلقہ سدرہ این بلند طارم + تو در عدم و گرفتہ قدرت + انقطاع وجود در ید خاتم + در خدمت انبیا مشرف + در حرمت اولیا مکرم + مالودہ لوقت حلوۂ تو + عرش و دہ جبرئیل محرم + ما باتہ عز التعالی + بہر تو زمین و آسمان ہم + آنجناب

رسالت کے تمام اوصاف اور مدائح احاطۂ تحریر سے باہر ہیں اور شرح کے محتاج نہیں ہیں اور خلافت کے جھگڑوں کے متعلق جو کچھ آپکا اشارہ ہے اور کنایۃً اراکین قریش کی شکایت کی گئی ہے گو بظاہر وہ شکایت زبان قلم سے ادا نہیں کی گئی اور کسی خاص شخص کی جانب شکوہ نہیں پایا جاتا مگر طرز بیان سے ظاہر ہے کہ بڑے بڑے رکن رکین صحابہ صدیق فاروق ابو عبیدہ طلحہ زبیر اور دیگر نیک لوگوں اور مہاجرین پر جنہوں نے حضرت مصطفےٰ کی وفات کے بعد خلافت تیرے باپ علی مرتضیٰ کو دلائی تہمت لگائی ہے اور اے ابو محمد مجھے اس بات پر تیری طرف سے بڑا تعجب آتا ہے کیونکہ تجھے خوب معلوم ہے کہ حضرت مصطفےٰ کی وفات کے بعد امت میں سے قریش کا قبیلہ امر خلافت کیلئے اور وں سے افضل و برتر تھا کیونکہ آنحضرت بھی قریش تھے۔ غرض انصار اور جملہ علماء و فضلاء اور مشہور و معروف اشخاص نے یہی مصلحت دیکھی کہ خلافت کسی ایسے شخص کو دیجائے جو زیادہ عالم اور زیادہ خدا ترس و مسلمان ہونے میں سب سے مقدم ہو۔ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو جن میں اوصاف موجود تھے خلیفہ بنالیا اور خلافت انکے حوالہ کر دی۔ اگر ابو بکر سے زیادہ عالم و افضل در اسلام کی حرمت کو محفوظ رکھنے والا کوئی اور شخص نظر آتا تو خلافت اسکے حوالہ کر دیجاتی۔ آج یہی صورت میرے اور تمہارے درمیان واقع ہوئی ہے اگر میں جانتا کہ اس کام کے لئے تو مجھ سے زیادہ لائق ہے اور اسے اچھی طرح انجام دے سکے گا تو میں ہرگز انکار نہ کرتا اور خلافت تیرے حوالہ کر دیتا لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ تجھ سے یہ کام پوری طرح انجام نہ پائیگا ان دشمنوں کو جو ادھر ادھر تاک میں لگے ہوئے اور خلافت کے آرزو مند ہیں جسطرح میں دفع کر سکتا ہوں اسطرح تو انہیں منتشر نہ کر سکے گا۔ اگر میں اس خدمت کو تیرے حوالہ کر دوں تو مسلمانوں کے معاملے غیر

فصیل اور بیکار پڑے رہیں گے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔ آج تیرا یہ دعویٰ کرنا کہ خلافت میرا حق ہے ظاہر ہے کہ تو نے ورثہ کے لحاظ سے یہ بات کہی ہے اور اپنا حق طلب کیا ہے لیکن تو خوب جانتا ہے کہ تیرے باپ نے بہت سی معرکہ آرائیوں اور لڑائیوں کے بعد جو بمقام صفین مجھ میں اور اُس میں ہوتی رہیں یہ امر قرار دیا تھا کہ میری اور اس کی طرف سے دو شخص بیچ قرار دیے جائیں اور وہ جو کچھ فیصلہ کردیں طرفین اُسے مان لیں اور سرپنچوں نے بہت کچھ غور و فکر کے بعد علیؓ کو خلافت سے علیحدہ کردیا تھا۔ پھر جبکہ علیؓ ہی کا کوئی حق خلافت میں نہ رہا تھا تو وہ کس طرح حقِ خلافت تجھے دلا سکتا تھا۔ پس آج تو اُسکی طرف سے اپنا حق کیونکر طلب کرتا ہے۔ اس امر میں جو کچھ تو کہتا اور دعویٰ کرتا ہے وہ ناحق ہے کوئی اس سے بہتر بات سوچ کیونکہ اگر یہ خدمت تجھے مل گئی تو تو اسے انجام نہ دے سکے گا۔ اسلئے یہی بہتر ہے کہ اس دعویٰ سے ہاتھ اُٹھا والسلام۔ پھر خط امیر المومنین حسنؓ کے قاصدوں کو دیکر انہیں رخصت کردیا۔ اسکے بعد ضحاک بن قیس فہری کو طلب کرکے اور اپنا نائب قرار دیکر شام میں چھوڑا اور خود لشکر فراہم کرکے ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے جانبِ عراق روانہ ہوا۔ امیر المومنین حسنؓ نے اس حال سے مطلع ہو کر اپنے عاملوں نائبوں اور جملہ اطراف و جوانب کے حاکموں کے نام فرمان جاری کئے اور معاویہ کی چڑھائی سے خبردار کرکے حکم دیا کہ مقابلہ کیلئے تیاری کرلیں ہم شام کے گمراہ لوگوں سے جنگ کرنے کیلئے روانہ ہوگئے۔ جب فوجیں جمع ہوگئیں اور جائزہ لیا گیا تو چالیس ہزار سوار اور پیدل شمار میں آئے۔ مغیرہ بن نوفل بن حارث کو کوفہ میں اپنی جگہہ نائب مقرر کرکے کوفہ سے نکلے اور شام کی طرف چلے اور عبدالرحمان کے دیر پر پہنچکر قیام کیا جب فوجوں نے ایک دن آرام کرلیا تو قیس بن سعد بن عبادہ کو طلب کرکے اور دو ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ بطور ہراول آگے بڑھکر معاویہ کو روکے قیس نے کہا میں فرمانبردار ہوں پھر وہ دریائے فرات کے کنارے سے ملک شام کی طرف بڑھا اور امیر المومنین حسنؓ اسجگہہ سے کوچ کرکے مداین کے مورچوں پر آ پڑے۔ یہاں پر کئی دن ٹھہرے کہ لشکر سفر کی تکان کو دور کرکے آرام پالے۔ جب یہاں سے آگے جانے کا قصد کیا تو فوج کے سرداروں اور امیروں کو بلایا۔ اُنکے حاضر ہونے کے بعد اُٹھکر خطبہ پڑھا حمد الٰہی اور حضرت مصطفےٰ پر درود بھیجکر فرمایا اے لوگو تم نے مجھ سے اس شرط پر بیعت کی ہے کہ جس شخص سے میں صلح کرونگا تم بھی اُس سے صلح رکھو گے اور جس سے لڑونگا تم بھی اُس کے ساتھ جنگ کروگے۔ خدائے قادرِ مطلق کی قسم میں کسی شخص سے کینہ اور عداوت نہیں رکھتا اور مشرق سے لیکر مغرب تک کسی سے بھی ذرا نفرت نہیں کرتا سب کے متفق اور محبت سے رہنے کو اور امن سلامتی اور باہمی اصلاح کو بہت اچھا جانتا ہوں اور پریشانی۔ عداوت اور تفرقہ اور دشمنی کو بُرا سمجھتا ہوں والسلام۔ لوگوں نے امیر المومنین حسنؓ کی زبانِ مبارک سے یہ باتیں سنکر خیال کیا کہ وہ خلافت کو ترک کرکے معاویہ سے صلح کرینگے۔ اسلئے بہت ہی برہم اور غضبناک ہو کر آپ پر جھپٹے اور لباسِ مبارک نوچ ڈالا اور نیچے سے مصلے کھینچ لیا۔ اُنکا تمام سامان اور اسباب بھی لوٹ لیا اور تمام لشکر والوں نے اپنی اپنی راہ اختیار کی۔ امیر المومنین حسنؓ نے یہ حال معاینہ فرماکر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور نہایت ہی رنج اور ملالِ خاطر کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ بنی اسد کا ایک شخص سنان بن جراح نام پہلے سے جاکر مداین کے مورچوں میں ایک تاریک جگہہ پر چھپ کر بیٹھا تھا جسوقت آپ وہاں سے گذرے وہ اسجگہہ سے نکلکر دوڑا اور جو حربہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اُس سے رانِ مبارک کو زخمی کردیا۔ آپ بیہوش ہو کر زمین پر آ پڑے جب ہوش آیا تو خون بہت نکل چکا تھا اور نہایت کمزور ہو گئے تھے۔ لوگوں نے آپکے زخموں کو باندھا اور مداین میں لیکر آئے۔ اسوقت وہاں کا حاکم مختار بن ابو عبیدہ کا چچا سعد بن مسعود ثقفی تھا۔ امیر المومنین کو اُس نے سفید محل میں ٹھہرایا اور ماہر حاذق طبیبوں کو علاج کے لئے بلایا۔ اُنہوں نے زخم کو دیکھکر کہا کہ علاج پذیر ہے اور جلدی اچھا ہو جائیگا۔ امیر المومنین کو مطمئن رہنا چاہیے کوئی خوف کا مقام نہیں ہے۔ ابھی طبیب معالجہ میں مصروف تھے کہ معاویہ منبج کے پل سے دریائے فرات کو اُتر کر قیس بن سعد بن عبادہ کے مقابلہ پر آیا دونوں میں خوب جنگ ہوئی قیس نے بڑے جوہر دکھائے اس روز کی سخت لڑائی میں طرفین کے بہت سے آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ قیس کو امیر المومنین حسنؓ کے تشریف لانیکا انتظار تھا وہ اس حادثہ اور لشکر کی ابتری سے بیخبر تھا مگر اُسی دن دونوں لشکروں میں یہ خبر مشتہر ہوگئی کہ امام حسنؓ کے لشکر نے باغی ہو کر آپکا تمام سامان لوٹ لیا اور ایک سخت زخم پہنچایا جس کے سبب آپ بہت تکلیف میں ہیں قیس اس خبر کو سنکر نہایت ہی مغموم اور رنجیدہ ہوا مگر پھر بھی اس امر کا کچھ خیال نہ کرکے اور لشکر کو ترتیب دیکر جنگ کیلئے مستعد ہوگیا۔ آج کی لڑائی میں معاویہ اور قیس کے کئی نامور سردار مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے معاویہ نے قیس کے پاس قاصد بھیجکر پیغام دیا کہ تو کس شخص کے لئے جنگ کررہا ہے اور کیوں بیفائدہ اپنے اور میرے دوستوں کو ہلاک کرا رہا ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ حسنؓ

لشکر نے برگشتہ ہو کر ساتھ چھوڑ دیا اور ران پر ایک بڑا زخم پہنچا یا ہے جس سے وہ خطرے میں ہیں۔ اب ہمارا تمہارا لڑنا بیفائدہ ہے بلکہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لڑنا موقوف کر کے کسی کو اس طرف روانہ کریں جو ٹھیک ٹھیک خبر لائے۔ قیس نے پہلے ہی یہ خبر سن لی تھی کہا ایسا ہی کرنا چاہئے۔ اسکے بعد اس نے خدمت امام حسنؑ میں خط لکھا اور حملہ حالات سے مطلع کیا۔ امیر المومنینؑ نے مضمونِ خط کو پڑھکر اپنے لشکر کے سرداروں اور معروف شخصوں کو طلب کیا اور اُنسے فرمایا اب میں تمسے کیا کہوں اور کیا کام کروں آیا تمہارے مکر و فریب اور جہالت اور گناہوں کا ذکر کروں یا تمہاری کمینہ خصلتوں اور نالائق افعال کا بیان کروں جو میں نے اُسوقت سے بھی زیادہ ملاحظہ کئے ہیں جبکہ تم میرے باپ سے مخالفت اختیار کر کے گروہ در گروہ علیحدہ ہو کر چلے گئے اور معاویہ سے جا ملے تھے اور اُنکے کاموں کو خراب کر دیا تھا۔ اگرچہ تمہاری ذات سے یہ باتیں کچھ بعید نہیں ہیں کیونکہ تم وہی شخص نہیں ہو جنہوں نے میرے باپ کو سرپنچ مقرر کرنیکے لئے مجبور کیا اور جسوقت آپنے اجازت دیکر فرمایا تھا کہ تمہارے مجبور کرنے سے میں نے اُنہی کے دل سے سرپنچوں کا مقرر کرنا تو منظور کر لیا ہے مگر میری طرف سے عبداللہ بن عباس کو سرپنچ قرار دو تو تم نے اس بات کو بھی نہ مانا تھا اور کہا تھا کہ ہم ابوموسیٰ اشعری کے سوا کسی دوسرے کا تقرر منظور نہیں کرتے حالانکہ تم بخوبی واقف تھے کہ ابوموسیٰ میرے باپ کا دشمن ہے۔ جب اس امر کو بھی منظور کر لیا اور اجازت دیدی تو اس نے جو کچھ کیا وہ کیا۔ مگر میرے باپ نے اُسکے فیصلہ کو قبول نہ کر کے تم سے معاویہ کی جنگ کیلئے کہا تو تم جی چرا گئے اور بزدلی اور کم ہمتی کے آثار ظاہر کر کے اُنکا ساتھ نہ دیا حتی کہ اسی رنج و ملال میں اُنکی اجل آگئی اور وہ رحمتِ الٰہی کے شاملِ حال ہو گئے۔ اسکے بعد تم نے کسی مجبوری اور دباؤ کے بغیر محض اپنی دلی خوشی اور مرضی سے مجھے خلیفہ بنا کر بیعت کی میں نے بھی تمہاری بات مان لی۔ تمہارے مکر و فریب اور دغابازی کا کچھ خیال نہ کیا۔ پھر تمہاری سستی اور امداد کے بھروسہ پر اپنے گھر سے نکلا۔ اللہ تعالیٰ خوب آگاہ اور عالم و دانا ہے کہ اس امر میں میری نیت بالکل درست اور صاف تھی میرا اعتقاد و ارادہ بے لوث تھا۔ میری خاص غرض اور منشا یہی تھا کہ مسلمانوں کو راحت میسر ہو۔ اُنکا معاملہ تفرقہ اور پریشانی کے بعد رونق اور یگانگی پائے۔ الغرض میرے ساتھ بھی تم نے جو کچھ کیا وہ کیا۔ اب میں اپنے آپ کو تم سے علیحدہ اور معاویہ سے صلح کر دونگا تاکہ تمہیں پھر رنج اور غصہ لاحق ہو اور پھر مجھے تمہاری شکلیں دیکھنی پڑیں۔ امیر المومنین حسینؑ نے کہا اے بھائی ایسی بات نہ کہو اور ایسا کام نہ کرو کہ ہمیں دشمن کی مراد ساد۔ امیر المومنین حسنؑ نے جواب دیا اے میری آنکھوں کی روشنی جو کچھ تو کہتا ہے بالکل درست ہے مگر کونسے مددگاروں اور وفاداروں کے بھروسہ پر دشمنوں سے جنگ کر سکتا ہوں اور کس یار و غمخوار کی امداد سے اپنا حق طلب کروں تو دیکھتا ہے کہ اس گروہ نے میرے باپ کے ساتھ کیا سلوک کیا اور آج میرے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ اس گروہ کا کیا اعتبار اور ایسے کس امر کی امید ہو سکتی ہے۔ امام حسینؑ اپنے بڑے بھائی کی یہ باتیں سنکر خاموش ہو گئے۔

معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ حضرت امام حسنؑ کا صلح کرنا

امیر المومنین حسنؑ نے عبداللہ بن حارث بن نوفل بن عبدالمطلب کو جو معاویہ کا بھانجہ تھا بلا کر کہا کہ تو معاویہ کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ میں نے یہ امر تجویز کیا ہے کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرے اور اُنکی جان و مال اور اولاد کی حفاظت رکھے خدا کے حکموں اور فرمانوں اور رسول خدا کی سنتوں پر کاربند رہے تو میں خلافت تجھے سونپ کر تیرے ساتھ صلح کر لونگا اگر تو اپنی آرزوں کے مطابق چلے گا اور خلقِ خدا پر بادشاہی کرنا چاہیگا اور اپنی نخوت اور غرور کو ترک نہ کریگا بلکہ اپنی طبیعت کے مذاق پر رہیگا شریعت کے احکام کے مطابق عمل نہ کرے گا تو میں بھی جہانتک ممکن ہوگا تیری مخالفت میں کوشش کرونگا جسقدر ہو سکے گا تیرے دفعیہ کیلئے لڑونگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ دونوں میں فیصلہ فرمائیگا اور وہی سب سے اچھا حاکم ہے۔ عبداللہ بن حارث امیر المومنین حسنؑ کے حسب فرمان معاویہ کے پاس گیا اُس نے اُسے دیکھکر پوچھا تو کس کام کے لئے آیا ہے عبداللہ نے اس تجویز کا کچھ ذکر کیا معاویہ نہایت ہی شاد ہوا کہا حسن بن علیؑ کی جو جو مراد اور آرزو ہو بیان کریں سب باتیں منظور اور قبول کر لونگا۔ عبداللہ نے کہا امیر المومنینؑ نے اس معاملہ کے متعلق کئی درخواستیں کی ہیں معاویہ نے کہا بیان کر۔ عبداللہ نے کہا خلافت اس قرار داد پر تجھے سونپی جاتی ہے کہ اگر تو پہلے مر گیا تو خلافت حسین بن علیؑ کو ملنی چاہئے۔ اور جب تک تو خلیفہ رہے ہر سال پانچ لاکھ درہم بیت المال میں سے

دیتا رہے اور دارالجبر اور فارس کا خراج امام حسنؑ کا حق سمجھا جائے تاکہ ہر سال حسب قاعدہ وصول کر لیا جائے معاویہ نے کہا مجھے یہ ساری باتیں منظور ہیں میں نے ان امور کو تسلیم کر لیا پھر ایک سفید سادہ کاغذ لیکر اور اسپر اپنی انگوٹھی کی مہر ثبت کر کے عبداللہ کے حوالہ کر دیا کہا اسے حسنؑ بن علیؑ کے پاس لیجا کہ تمہارے تمام مطالب کی منظوری ہے یہ کاغذ جسپر میری مہر ہے تمہارے حوالہ کرتا ہوں تم یقین رکھو کہ تمام امور حسب مراد ہونگے جو کچھ آپ چاہیں اس کاغذ پر تحریر کر دیں تاکہ میری اور تمہاری صلح اور اتفاق پر یہ کاغذ گواہ رہے۔ اپنے دوستوں کی گواہی اس کاغذ پر لکھوا دی جائے عبداللہ بن حارث وہ دستاویز لیکر امام حسنؑ کی خدمت میں واپس آیا معاویہ نے قریش کے مشہور اور نامور شخصوں عبداللہ بن عامر بن کریز، عبداللہ بن سمرہ اور اسی قسم کے اور شخصوں کو اسکے ہمراہ روانہ کیا جب امیرالمومنین حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے شرائط سلام بجالائے اور کہا معاویہ آپ کو سلام کہتا ہے اور قبول کرتا ہے کہ میں نے آپ کی تمام درخواستیں منظور کر لیں اور اقرار کرتا ہے کہ میں خلق خدا کے ساتھ اچھے سلوک کرونگا خاص و عام کی حفاظت رکھونگا امیرالمومنین حسنؑ نے فرمایا معاویہ سے جو یہ بات کہی گئی ہے کہ اسکے مرنے کے بعد میں خلیفہ ہونگا درست نہیں ہے میں خلافت کا خواہشمند نہیں اگر مجھے اسکی آرزو ہوتی تو آج ہی اسکے حوالہ نہ کرتا۔ پھر اپنے منشی کو طلب کر کے فرمایا لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ صلحنامہ حسنؑ بن علیؑ بن ابیطالب اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان ہے اس قرارداد پر معاویہ سے صلح اور خلافت اسکے سپرد کیجاتی ہے کہ جب اسکی وفات کا وقت آئے تو کسی کو اپنا ولیعہد مقرر نہ کرے خلافت کے معاملہ کو مشورہ پر چھوڑ دے کہ مسلمان اپنی رائے سے جس شخص کو اچھا سمجھیں مقرر کریں۔ دوسری شرط یہ ہے تمام مسلمان اسکی طرف سے امن و امان میں رہیں یعنی ہاتھ یا زبان کسی طرح سے انہیں آزار نہ پہنچایا جائے خلق خدا کے ساتھ اچھے سلوک کرے تیسری شرط یہ ہے کہ علیؑ بن ابیطالب کے دوست اور عزیز اور رشتہ دار جہاں کہیں ہوں اسکے ہاتھ سے محفوظ رہیں اور انمیں سے کسی ایک شخص سے بھی تھوڑا یا بہت کچھ تعرض نہ کرے۔ ان سب باتوں پر معاویہ نے عہد کر کے خدا تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ قرار دے لیا اور اقرار کیا ہے کہ ان تمام شرطوں اور اقراروں کو پورا کریگا کسی قسم کا مکر و حیلہ عمل میں نہ لائیگا اور حسنؑ بن علیؑ اور میرے بھائی حسینؑ اور ہمارے اہل و عیال اور عزیزوں قریبوں اور دوستوں اور رسول خدا کے اہلبیت کے حق میں علانیہ یا پوشیدہ کوئی بدی نہ کریگا وہ دنیا کے کسی حصہ میں اور خواہ کسی حالت پر ہوں اسکی طرف سے محفوظ رہیں گے کسی قسم کا خوف دلایا نہ جائیگا ان سب امور پر عبداللہ بن حارث بن نوفل، عمر بن ابی سلمہ اور کئی اور شخصوں کی گواہی درج کرائی گئی اور صلحنامہ لکھکر طرفین کی گواہیاں اور رضامندیاں درج ہو گئیں قیس بن سعد بن عبادہ نے یہ خبر سنکر اپنے ہمراہیوں سے کہا اب حضرت حسنؑ نے یہ معاملہ کر لیا ہے تم بھی دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو یا تو بغیر امام کے جنگ کرو یا گمراہ کی بیعت اختیار کر لو۔ اسکے ساتھیوں نے کہا اگرچہ بیعت گمراہ کے ساتھ ہوگی مگر اسکے ذریعہ سے ہمارے خون نہیں بہیں گے اور ہماری جان و مال محفوظ رہیں گے اس لئے اسی بات کو ہم اچھا سمجھتے ہیں۔ اب قیس نے عراق کی طرف مراجعت کی پھر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ داخل کوفہ ہوا۔ معاویہ بھی اسی اثنا میں لشکر سمیت کوفہ میں آیا اور دارالامارۃ میں قیام کیا امیرالمومنین حسنؑ کے پاس آدمی بھیجکر بلایا کہ مجھ سے بیعت کریں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے اسی شرط پر تجھ سے صلح کی ہے کہ تمام آدمیوں کو تیری طرف سے امن ملے معاویہ نے کہا میری طرف سے سب آدمی بے خوف رہیں لیکن قیس بن سعد بن عبادہ کو میں امان نہ دونگا حسنؑ نے کہلا بھیجا اگر یہ بات ہے تو جو عہد نامہ لکھا گیا ہے مجھے منظور نہیں اگر تو چاہتا ہے کہ یہ عہد نامہ قائم رہے تو قیس کیا تمام لوگوں کو پناہ دے معاویہ نے امام حسنؑ سے یہ جواب سنکر قیس کو بھی پناہ دی اور آپ کے تمام خواستہ امور کو مان لیا۔ اب امیرالمومنین حسنؑ نے معاویہ کے پاس تشریف لا کر ملاقات کی معاویہ نے کہا حسینؑ کو بھی بلاؤ کہ جو کچھ امور قرار پائے ہیں اسپر وہ بھی عمل درآمد کرے ایک آدمی آپ کے بلانے کیلئے گیا مگر آپ نے انکار کر دیا اور معاویہ کے پاس تشریف نہ لائے امیرالمومنین حسنؑ نے فرمایا اے معاویہ تو حسینؑ سے ہاتھ اٹھا اور اسکو اس معاملہ پر مجبور نہ کر کیونکہ وہ کبھی تجھ سے بیعت نہ کریگا خواہ قتل تک نوبت کیوں نہ پہنچے اور کوئی شخص اسے قتل نہیں کر سکتا تاوقتیکہ اسکے اہلبیت کام نہ آجائیں اور اسکے اہلبیت اسوقت تک قتل نہیں ہو سکتے جب تک اسکی تمام جماعت نہ ماری جائے اور یہ صورت تمام شامی فوجوں کی مصروفیت سے بھی ظہور میں نہیں آ سکتی معاویہ آپ سے یہ باتیں سنکر چپ ہو رہا پھر امام حسینؑ کو طلب کیا اسکے بعد آدمی بھیجکر قیس بن سعد کو طلب کیا اس نے بھی حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ امام حسنؑ نے اسے بلا کر سمجھایا کہ مصلحت یہی ہے جا کر معاویہ کے ساتھ بیعت کر۔ قیس نے جواب دیا اے رسول خدا کے بیٹے میں تو آپ سے بیعت کئے ہوئے ہوں جس سے باہر نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ میرا سر تن سے علیحدہ نہ ہو جائے آپ نے فرمایا میں نے سمجھا دی

بیعت سے انکار کر دیا اور چاہتا ہوں کہ تو معاویہ سے بیعت کر لے۔ قیس امیر المومنین حسنؑ سے اجازت پاکر معاویہ کے پاس گیا اور بیعت کر لی۔ معاویہ نے کہا میں چاہتا تھا کہ مجھے خلافت ملکر بھی تو زندہ رہے۔ قیس نے کہا میں بھی چاہتا تھا کہ تجھے خلافت بشہر سواد میں حیات رہوں۔ جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے دونوں کو سمجھایا اور دیکھا گیا حسنؑ سے طریقین کا عہد نامہ ہوا اب معاویہ کو خلافت مل گئی اور لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ دوسرے دن جناب امیر المومنین حسنؑ معاویہ کے پاس تشریف لائے کوفہ کے سرداران فوج اور مشہور و معروف امیر اور اکابر موجود تھے جلوت کی محفل میں معاویہ نے حسنؑ سے مخاطب ہو کر کہا اے ابا محمد تو نے بڑی جوانمردی کی جتنک دنیا قائم ہے کسی نے ایسا کیا نہ کبھی کوئی ایسا کام کریگا اور اس قسم کی سخاوت اور بخشش خاندان نبوت سے بعید نہیں اس کا آپ نے ایسا بڑا احسان فرمایا ہے اور آزادوں کی طرح امر خلافت مجھے حوالہ کر دیا ہے لیکن وجہ کو لوگوں کو بھی اچھی طرح خیال معلوم نہیں اور مجھے یہی خیال گزرتا ہے کہ شاید آپ کا دل ہنوز خلافت پر مائل ہو۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس بات میں کچھ کلمے زبان شریف سے فرمادیں تاکہ سب لوگ سن لیں اور آپ کے اس احسان سے جو مجھ پر کیا ہے واقف ہو جائیں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا آسان بات ہے ایسا ہی کرونگا۔ پھر آپ منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت رسولخدا پر درود بھیجا اور ارشاد کیا اے لوگو آگاہ ہو کہ پرہیزگاری سے زیادہ اور کوئی دانائی نہیں اور فسق و فجور سے بڑھکر کوئی بیوقوفی نہیں اگر تم آج مشرق سے مغرب تک بھی تلاش کروگے تو ایسا شخص جسکا نانا محمد مصطفےٰ اور باپ علی مرتضیٰ اور ماں رسولخدا کی بیٹی ہو سوا میرے اور میرے بھائی حسینؑ کے اور کوئی نہ پاؤگے تم نے ہدایت حاصل کر لی ہے ظلم و کفر کی تاریکی سے نکل گئے ہو ہمارے نانا کی بدولت اس سعادت کو پہنچے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میرے نانا کے طفیل تمکو ذلت کی پستی سے نکالکر عزت کے بلند مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ پہلے گمنام تھے اب تمام عالم میں مشہور ہو گئے ہو تمہاری تعداد بہت کم تھی اب بہت زیادہ ہو گئی یہ امر تمام لوگوں پر ظاہر ہے کہ میرے نانا کی خلافت میرے باپ کا حق تھا اور انکے بعد میرا حق تھا۔ اب میں نے فتنہ و فساد کے دفعیہ اور امت کی آسایش کے واسطے اس امر کو غیر شخص کے حوالہ کر دیا ہے اور جنگ و جدل بند کر کے مسلمانوں کی خونریزی گوارا نہیں رکھا ہے ہاں تم مجھے ملامت کرتے ہو کہ میں نے یہ امر غیر مستحق کے حوالہ کر دیا ہے۔ مگر میری نیت صرف امت کے امن سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ اسقدر فرما کر خاموش ہو رہے اسکے بعد عمر عاص نے اٹھکر کہا اے عراق والو ہم میں اور تم میں بہت سی معرکہ آرائیاں ہو چکی ہیں جنکے بیان کی ضرورت نہیں انجام یہ ہوا کہ پنچ مقرر کئے گئے اور انہوں نے اس کے فیصلہ پر جو کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق صادر ہوا رضامندی ظاہر کر دی۔ پنچوں کے فیصلہ نے اس بات کا خاتمہ کر دیا تم ہمیشہ عظمت چاہتے اور ظلم کرتے تھے اب حق بات اپنے مرکز پر آ ٹھہری ہے اور دنیا کے لوگوں کو جنگ و جدال سے امن مل گیا ہے تمکو گزشتہ باتوں کا عذر کرنا اور ہماری اطاعت و فرمانبرداری سے اپنی خطاؤں اور نافرمانیوں کا مداوا کرنا چاہئے تاکہ تمہارے دینی اور دنیوی امور رونق پائیں اور پریشانیاں اور خرابیاں مٹ جائیں والسلام۔ اسکے بعد معاویہ نے کہنا شروع کیا اے لوگو آگاہ ہو کہ پہلے جب امتوں نے اپنے پیغمبر کی وفات کے بعد راہ مخالفت فتنہ و فساد کا شیوہ اختیار کیا ہے تو نیک اور اچھے لوگ دب گئے ہیں اور فسادی اور شریر لوگ ہمیشہ غالب آگئے ہیں مگر حضرت محمد رسولخدا کی امت کی قسمت اللہ تعالیٰ نے ایسی قسم کی قرار دی ہے کہ ہر ایک امر میں نیک لوگ ہی غالب آئیں اور فاسق و فاجر ذلیل و خوار ہوں۔ اسوقت تک جسقدر معرکہ آرائیاں ہو چکیں اور خونریزیاں وقوع میں آئیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا ہے وہ سب رفع دفع ہو گیا ہے۔ الحمدللہ کہ آج تمام امور کا انتظام ہو گیا ہے اور خرابیاں جاتی رہی ہیں بہت سی اہل علم کے بعد حق اپنے مرکز پر آ ٹھہرا ہے میں نے اس معاملہ کی ابتدا میں جو شرطیں کی تھیں وہ محض باہمی میل ملاپ اور امت کے ایک مان ہونے کے واسطے تھیں۔ اب خرابیاں جاتی رہی ہیں اور فساد کی آگ بجھ گئی ہے اور ہمارا کہنا مسطور خاطر خلائق ہو گیا ہے اسلئے تمام شرطیں جو میں نے کی تھیں تعقیب ذکر دی ہیں اور جو وعدے میں نے کئے تھے اب مجھے انکا اختیار ہے چاہوں پورے کروں چاہوں نہ کروں تم میں سے اب کسی کو یہ مجال نہیں کہ میری مخالفت کرے تم سب کو اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے والسلام۔ معاویہ کی یہ باتیں سنکر تمام آدمی برہم اور غضبناک ہو گئے اور معاویہ کو گالیاں دینے لگے اور قصد کیا کہ اسے مار ڈالیں قریب تھا کہ بہت بڑا فساد اور خونریزی واقع ہو معاویہ ڈر گیا اور اپنی گفتگو سے پشیمان ہوا مسیب بن نجبہ فزاری نے امیر المومنین حسنؑ کے پاس آکر عرض کی میں ہر چند غور کرتا ہوں مگر کسی طرح یہ مشکل حل نہیں ہوتی اور بڑا تعجب آتا ہے کہ آپ نے معاویہ سے کیسے صلح کی حالانکہ آپ کے پاس چالیس ہزار تلواریں موجود تھیں۔ پھر کس واسطے ایسا کام کیا اور ساتھ ہی اپنی ذات خاص اور اپنے فرزندوں اور اہلبیت اور اپنے شیعوں کے بارہ میں اس سے کوئی صاف صاف اقرار نہیں کرا لیا گیا۔ اور صلح نامہ بھی صرف تمہارے اور اسکے درمیان لکھا گیا ہے دوسرے آدمی اس سے بہت کم واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاویہ نے

برسرِ منبر بیان کیا کہ میں نے جو وعدے کیے ہیں ان کا مجھے اختیار ہے کہ انہیں پورا کروں یا نہ کروں۔ اور یہ باتیں آپ کے سامنے کہی ہیں۔ خدا کی قسم اس نے محض آپ ہی کو سنانے کے لئے ایسا کہا ہے کسی اور کے سنانے کو نہیں کہا۔ مجھ سے بڑی چوک ہو گئی ہے دیکھیے اس معاملہ کا انجام کیا ہو۔ امیر المومنین حسنؑ نے فرمایا اے مسیب تو سچ کہتا ہے میرا یہ فعل بہت عظیم ہے مگر اب اس کا کیا علاج۔ مسیب نے کہا اس کی یہ تدبیر ہے کہ اس بیعت اور صلح سے آپ انکار کر دیں اور اپنا کام سنبھال کر اسے بتا دیں کہ تو نے عہد توڑ دیا اور میرے سامنے یہ کہا ہے کہ مجھے اپنے اقراروں کا اختیار ہے کہ پورے کروں یا نہ کروں۔ آپ نے مسیب کو جواب دیا میں نے اس امر کا خیال چھوڑ دیا ہے۔ اور مجھے اپنے قول سے پھرنا پسند نہیں۔ اگر مجھے عزت اور مرتبہ کی خواہش ہوتی تو معاویہ کو یہ نصیب نہ تھا کہ میرے برابر کھڑا ہو سکتا کیونکہ میں ہر ایک موقع و محل اور کام میں زیادہ ثابت قدم اور بہت ہی صابر ہوں پھر معرکہ آرائی کس حساب میں ہے۔ لیکن میں نے اس صلح کر لینے میں صرف مسلمانوں کی آسایش کا خیال مدنظر رکھا ہے۔ تم بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی رہو اور فیصلہ اسی پر چھوڑ دو لڑائی اور جھگڑا اختیار نہ کرو تاکہ نیک لوگ اور اصلاح کرنے والے آدمی راحت پائیں اور مفسدوں کے ہاتھوں سے بچے رہیں۔ ابھی امیر المومنین حسن مسیب سے یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ بصرہ کا ایک شخص عبیدہ بن عمر کندی نامی آیا اس کے چہرہ پر ایک مہلک زخم تھا۔ آپ اسے جانتے تھے پوچھا یہ زخم کیسا ہے اس نے کہا قیس بن سعد کے ساتھ ہو کر معاویہ سے جو جنگ کی تھی اس میں یہ زخم لگا تھا۔ حجر بن عدی کندی نے کہا کاش تو اس زخم سے اسی دن مر جاتا اور ہم بھی سب ہلاک ہو جاتے کہ یہ دن نہ دیکھتے۔ آج تمام کام دشمن کی مرادوں کے موافق بن آیا ہے اور ہم سخت ملول اور غمزدہ ہیں۔ ایسی زندگی سے ہمارا مر جانا ہی بہتر تھا۔ اس کی ان باتوں سے آپ نہایت رنجیدہ ہوئے اور افسردہ خاطر ہو کر اپنے مکان کو واپس تشریف لائے پھر آدمی بھیج کر حجر بن عدی کو طلب کیا اور بہت کچھ مہربانی اور شفقت فرما کر کہا میں تیری محبت اور اعتقاد سے خوب واقف ہوں تو نے جو باتیں معاویہ کے دربار میں کہیں مجمع مجلس میں اسی جگہہ تیری تسلی اور دلداری کی کوشش کرتا مگر غیر لوگ موجود تھے تو رنجیدہ نہ ہو اور دل کو خوش رکھ کیونکہ میں نے تمہاری ہی راحت کیلئے یہ کام کیا ہے اور چاہا ہے کہ تم مسلمان قتل سے بچ رہو۔ مجھے اس بیوفا دنیا کی عزت و مرتبہ اور دولت کثیر کی تمنا نہیں ہے ان وجوہات سے خلافت کے بزرگ عہدے کو اپنی گردن پر سے اتار کر اسکے سر پر رکھ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف متوجہ ہو گیا ہوں تمکو بھی میری خوشی سے خوش ہو جانا چاہیے پھر ایسی باتیں نہ کہنا۔ ابھی آپ حجر بن عدی کو سمجھا ہی رہے تھے کہ سفیان بن لیل تمیمی نے داخل ہو کر کہا السلام علیک اے مومنوں کے ذلیل کرنے والے تم نے یہ کیا کیا کہ ہمارے دل توڑ دئے اور مسلمانوں کو ذلت اور خواری میں مبتلا کر دیا تم کو تو لازم تھا کہ ہم تم سب مر جاتے اور یہ ذلت نہ اٹھاتے۔ امیر المومنین نے فرمایا اے جوانمرد میری بات سن بنی امیہ کے ملک پانے کا حال رسول خدا پر آخرت کے سفر سے پہلے ہی واضح ہو گیا تھا اور آپ دیکھتے تھے کہ وہ آپ کے ممبر پر چڑھتے اور گفتگو کرتے تھے۔ یہ امر آپ کو سخت ناگوار گزرا بہت ملول ہوئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی تسلی اور تشفی خاطر کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ مدعا یہ کہ بنی امیہ کی بادشاہت کئی ہزار مہینوں سے ایک شب قدر بہتر ہے۔ پھر آپ نے یہ بات کہہ کر صحابہ سے ارشاد کیا کہ صبر کرو اور راہ رضا پر چلو۔ مسیب بن نجبہ نے کہا ہمارا معاملہ بہت آسان ہے معاویہ کو ہماری ضرورت ہے اور وہ اس ضرورت کے سبب سے ہماری خاطرداری کریگا مگر ہمیں آپ کی طرف کا بہت اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو معاویہ عہد شکنی اختیار کرے اور آپ کا خیال چھوڑ دے۔ اس فقرہ پر گفتگو بند ہو گئی اور ہر شخص اپنے اپنے گھر چلا گیا اب معاویہ بھی اپنے لشکر سمیت شام کی طرف واپس چلا گیا اور امیر المومنین حسنؑ بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ چلے آئے۔ اور بر وقت مراجعت کمزوری لاحق تھی +

بصرے والوں کا حال اور معاویہ ابن ابی سفیان سے بگڑنا

جو وقت اہل بصرہ کو معلوم ہو گیا کہ امیر المومنین حسنؑ نے معاویہ سے صلح کر کے خلافت کا عہدہ اسے دیدیا ہے سخت غمگین اور ناراض ہوئے اور کہا ہم معاویہ کا خلیفہ ہونا منظور نہیں کرتے حمران بن ابان نے جو بصرہ کا مشہور رئیس تھا لوگوں کو دلاسا دیا اور شہر کو امیر المومنین حسنؑ کے واسطے مضبوط کر کے آپ کی بیعت کے لئے لوگوں کو طلب کیا۔ کچھ لوگوں نے آنحضرت کی ہوا خواہی اور فرمانبرداری کا دم بھرا اور معاویہ نے خبر سنکر بسر بن ارطاۃ کو طلب کیا اور لشکر کثیر دیکر حکم دیا کہ بصرہ میں داخل ہو کر دنگا

فساد رفع کرے۔ عمر کے آتے ہی حمران بن ابان کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ عمر نے قصر امارت میں قیام کیا۔ اُس دن تو کچھ نہ بولا دوسرے دن مسجد میں آکر منبر پر گیا اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور آپ کے فرزندوں اور اہلبیت کو سخت و سست کہا اور بُرے الفاظ سے یاد کیا پھر کہا اے بصرے والو میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ اگر تم جانتے ہو کہ میں سچ کہتا ہوں تو میرے کلام کی تصدیق کرو اور اگر یہ جانو کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں تو صاف کہہ دو کہ تو جھوٹا ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص بول اٹھا کہ اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔ علیؑ اور رسولؐ کی اہلبیت تجھ سے بہتر ہیں تجھ پر اور اُس شخص پر جس نے تجھے بھیجا کہ مسلمانوں کے منبر پر بیٹھکر خاندانِ نبوت کو بُرا کہے خدا کی لعنت ہو۔ عمر نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو۔ عمر کے ملازموں اور مددگاروں نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا مگر بنی ضبہ کا ایک آدمی بیچ میں آ پڑا اور اُسے عمر کے آدمیوں کے ہاتھ نہ آنے دیا۔ عمر چھ مہینے تک بصرہ کا حاکم رہا پھر معاویہ نے اُسے موقوف کرکے عبداللہ بن عامر بن کُریز کو جو عثمان کے خالو کا بیٹا تھا مقرر کیا اور ایک ہی مہینے کے بعد اُسے بھی علیحدہ کرکے زیاد بن امیہ کو حاکم کیا۔ اُسکا حال یہ ہے کہ معاویہ اُسے اپنا بھائی کہتا تھا۔ اور وہ شروع زمانہ میں امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں رہا تھا آنحضرت نے اُسے فارس کی حکومت عطا کی تھی اور اُس نے تمام فارس کو قبضہ میں لا کر گرد و نواح پر بھی تصرف کر لیا تھا۔ معاویہ نے اُسکے استقلال اور انتظام کا حال سُنا تو سخت ناگوار گزرا اور چاہا کہ کسی مکر و حیلہ سے اُسے علیؑ کی نگاہوں سے گرا دے اور اپنی طرف رجوع کرائے اسلئے اُسکو اس مضمون کا خط لکھا اے شخص مجھکو تیری بیوقوفی پر بڑا تعجب آتا ہے کہ تو فارس کے قلعوں پر قابض ہو کر اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے اور دور بیٹھا ہے اور پرندوں کی طرح جو اپنے گھونسلوں میں پناہ گزیں ہوتے ہیں تو اُن قلعوں سے اپنی حفاظت سمجھتا ہے۔ تو میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ خیال جو مجھے تیری نسبت ہے مانع نہ ہوتا تو سلیمان پیغمبر کا سا حال ہوتا جس نے بلقیس کے نام پیغام بھیجا تھا کہ ارجع الیہم فلنأتینھم بجنود لا قبل لھم بھا ولنخرجنھم منھا اذلۃ وھم صاغرون۔ پھر خط کے آخر میں یہ اشعار لکھے ؎ للہ در زیاد ایما رجل + لو کان یعلم ما یاتی وما یذر + الی یکون لہ رای یعاش لہ + وقی مضی خیر من بعدہ خیر + تنمی اباک عبید الی سجاوتہ + ان تخطاک الناس والوالی بہا عمر + فاخر بوالدک الادنی و والدہ + ان ابن حرب لہ فی قومہ خطر + والعین تعشا فان اللہ باعدھا + ولیس یجمعھا فی اصلھا مضر + والعقل مطرب والداعی بحریہ فیہ لصاحبہ الایراد والصدر + زیاد نے یہ خط پاکر سر منبر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد رسولؐ خدا پر درود بھیجکر کہا اے لوگو جگر کھانے والی کے بیٹے نے مجھے یہ خط لکھا ہے اور دھمکانے کیلئے بہت کچھ درج کیا ہے۔ مجھے بہت تعجب ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا آقا اور امام حضرت مصطفےؐ کا چچا زاد بھائی ہے جسکی خلافت اور امامت پر تمام مہاجر اور انصار رضامند ہوکر اطاعت و فرمانبرداری کے لئے کمربستہ اور خدمت گزاری کیلئے شمشیر بکف اور اشارہ کے منتظر ہیں اور آپ کی خوشنودی کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی سمجھتے ہیں معاویہ نے مجھے کیا سمجھا ہے اُس خدا کی قسم جو قادر مطلق ہے اگر مجھے امیر المومنین کی طرف سے اجازت ہوتی تو اُسے ایسا جواب دیتا کہ جہان کیلئے عبرت گاہ بنتا۔ یہ کہکر منبر سے اُتر آیا۔ امیر المومنین نے بھی معاویہ کی تحریر سے جو زیاد کے نام تھی خبر پائی اور زیاد کو لکھا کہ ہمنے ملک فارس تیرے حوالہ کر دیا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ تو اُس علاقہ کی حکومت و انتظام کی لیاقت رکھتا ہے چنانچہ تو نے عمدہ تدابیر اور ثابت قدمی سے اُس ملک کو تصرف میں کر لیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھ اور اُسی سے مدد کا خواستگار رہ معاویہ کے مکر و فریب سے خبردار رہنا۔ والسلام + یہ تحریریں حضرت علیؑ کی زندگی میں واقع ہوئی تھیں اور آپ کی شہادت کے بعد جب امام حسنؑ خلیفہ ہوئے اور معاویہ سے صلح کرکے خلافت اُسے دیدی جیسا کہ بیشتر بیان ہو چکا ہے تو معاویہ نے خلیفہ ہوکر اور ہر طرح کا انتظام کرکے یہ خواہش کی کہ زیاد اُسکی خدمت میں آ جائے تاکہ اُسکی لیاقت و قابلیت اور عزم و انتظام اور عقل و دانائی سے اپنی حکومت کو رونق اور برقراری بخشے۔ زیاد اپنا ثانی نہ رکھتا تھا وہ بہت بڑا دانا ہشیار مگر نطفہ بے تحقیق تھا اور بنی ثقیف کا ایک آدمی عبید نام اُسکے باپ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا چونکہ وہ غیر مشہور شخص تھا زیاد اُسکی ولدیت کو عار سمجھتا تھا۔ اب معاویہ نے سوچا کہ اُسے کس طریقہ سے وابستہ کرکے اپنے ملازموں کے سلسلہ میں داخل کرے۔ بہتر یہ ہے کہ اُسے اپنے نسب میں شامل کرکے اپنے باپ کا نطفہ قرار دے اور اُسے بنی امیہ میں سے ثابت کرے۔ امیر المومنین علیؑ کی زندگی میں اُسے کچھ لکھا بھی تھا اور اسی بات میں ایک اشارہ درج کیا تھا اور کئی اشعار اس مضمون کے موزوں کرکے بھیجے تھے جیسا کہ اوپر بیان آ چکا ہے امیر المومنین کی وفات کے بعد پیہم خط لکھنے شروع کئے اور کہا کہ تیرا باپ اور میرا باپ ایک ہے اور تو میرا حقیقی بھائی ہے حارث بن کلدہ کے

بھائی نے اس حال سے مطلع ہو کر کہا معاویہ زیاد بن ابیہ کو اس لئے اپنے سلسلہ میں شامل کرتا ہے کہ بہت سے مددگاروں کے سبب ابو العاص بن امیہ کے بیٹوں پر فخر کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ خلافت کی طرف سے خوف کرتا ہے کہ مبادا مروان غلبہ پا جائے۔ اب وہ زیاد کی مدد سے زیادہ مضبوط بننا چاہتا ہے۔ اس قسم کی اور باتیں بھی کہیں۔ معاویہ نے سنکر مروان بن حکم کو خط لکھا۔ وہ اُسوقت مدینہ کا حاکم تھا مضمون خط یہ تھا۔ واضح ہو کہ تیرے بھائی حارث بن حکم نے جو کچھ میری نسبت کہا ہے اور زیاد بن ابیہ کی وجہ سے مجھ پر جو الزام اور عیب لگایا ہے اور برے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ مجھے سب پہنچ گئے ہیں اُسکا یہ کہنا کہ میں امر خلافت میں تیری طرف سے ڈر رہا ہوں کاش تجھ میں خلافت کے کاموں کے انجام دینے کی لیاقت ہوتی تو میں یہ عہدہ تجھی کو حوالہ کر دیتا۔ خدا کی قسم اگر حارث ایسی باتوں کا کہنا ترک نہ کریگا تو میں اُسکے ساتھ بہت بری طرح پیش آؤنگا کہ وہ تاب برداشت نہ لا سکے گا۔ تجھے بھی یہ بات معلوم رہے اور تو اُسے پوری پوری تنبیہ کر دے والسلام۔ مروان نے اس خط کو پا کر اور مطلب دریافت کر کے حارث کو بلایا اور وہ خط دکھلا کر کہا ہم ہلاک ہو جائیں گے مناسب ہے کہ تو معاویہ کے پاس جا کر معافی طلب کر کہ میری خطا معاف کی جائے۔ حارث نے کہا میں ایسا ہی عمل میں لاؤنگا پھر معاویہ کے پاس گیا اور سلام کیا معاویہ نے بھی جواب سلام دیکر کہا بیٹھ جاؤ۔ حارث نے بیٹھکر کہا اگر ہمیں پہلے سے معلوم ہوتا کہ زیاد بن ابیہ کی طرف آپ کی طبیعت اسقدر مائل ہے اور اُسکے حال پر شفقت بیکراں مبذول ہے اور یہ امور جو اب معلوم ہو گئے ہیں پیشتر سے معلوم ہو جاتے تو ہر ایک امر میں زیاد کی فرمانبرداری کیجاتی اور ہر طرح سے اُسکی رضامندی کو اپنا فرض سمجھتے۔ اب زیاد امیر المومنین کا بھائی اور ہمارا بھی بھائی ہے پھر کبھی اُسکی نسبت کوئی بے توجہی نہ کیجائیگی اور جہاں تک ہو سکیگا اُسکے ساتھ مہربانی و شفقت سے پیش آئیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ معاویہ نے یہ گفتگو سنکر قہقہہ مارا اور حارث پر مہربانی فرما کر بھاری خلعت عطا کیا اور واپس جانے کی اجازت دی غرض زیاد بن ابیہ کی کیفیت یہی تھی اور اس طریق سے معاویہ نے اُسے اپنا بھائی قرار دیا تھا۔ جب بصرہ کا انتظام ہو گیا معاویہ نے زیاد کو بلا کر وہاں کا حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ مخالفت ترک کرے عدل و انصاف و مساوات کا قاعدہ جاری کرے اور نیک لوگوں کو آسودہ حال اور فسادی شخصوں کو گرفت میں رکھے اُس نے جواب دیا اے امیر المومنین میں ایسا ہی بندوبست کرونگا اور تیرے حکم کے متعلق کوئی بات باقی نہ چھوڑونگا۔ پھر داخل بصرہ ہو کر لوگوں پر خوب رعب داب بٹھایا اور معاویہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور بیعت کی طرف رغبت دلائی اور تمام آدمیوں کو اچھی طرح قابو میں لایا حتیٰ کہ مجرموں کو بھی معاف کرتا غرضکہ بصرہ کا ایسا اچھا اور مضبوط بندوبست کیا اور ایسا عدل و انصاف ظہور میں لایا کہ کسی شخص کو جانے کی شکایت نہ رہی راتوں کو مکانوں کے دروازے کھلے رہتے اگر کسی کی کوئی شے گلی کوچہ یا بازار میں گر پڑتی تو کسی کی کیا مجال تھی کہ اُسے اُٹھا لیتا۔ کوئی اُسے چھیڑ نہ سکتا تھا یہانتک کہ اُسکا مالک ہی آکر اُٹھا لیجاتا۔ غرض اس قسم کا انصاف اور انتظام کیا کہ نیک اور شریف آدمی اُس سے محبت کرنے لگے اور شریر اور بدمعاش خائف ہو گئے بصرہ کا علاقہ اُسکی حکومت کے سبب خوب آباد اور خوشحال و فارغ البال ہو گیا۔ باشندے مالدار ہو گئے اور تھوڑے دنوں میں اُس کی محبت دلوں میں جاگزین ہو گئی شاعروں نے اُسکی مدح اور تعریف میں قصیدے تصنیف کئے

زیاد بن ابیہ کا لاجواب خطبہ کہ اس سے پیشتر کسی نے ایسا نہیں کہا

اس عدل و انصاف کے دوران میں ایک دن منادی کرا کر لوگوں کو جامع مسجد میں طلب کیا۔ جب سب آگئے زیاد نے ممبر پر جا کر حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر درود بھیجا۔ اسکے بعد کہا اے لوگو تم نے مجھے ابھی تک اچھی طرح نہیں پہچانا۔ تم بڑی دھوکا اور غلطی میں مبتلا ہو کیونکہ جسطرح زمانہ جاہلیت میں جاہل گمراہی برابر اندھے گناہ کبیرہ اور بڑے بڑے جرموں کے کرنے پر دلیر تھے وہی طریقہ آج تم نے اختیار کر رکھا ہے۔ بدکاریوں اور بیحیائیوں پر دلیر ہو گئے ہو گویا تم نے پیغمبر کی ہدایتوں کو سنا اور کتاب خدا کی نصیحتوں اور تنبیہوں کو پڑھا ہی نہیں ہے۔ اور عبادت گزاروں کے ثواب عظمیٰ اور گنہگاروں کے عذاب دردناک کی کچھ خبر ہی نہیں ہے۔ تم نے فانی دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر اختیار کر لیا ہے۔ نئے نئے فسق و فجور کا پیشہ لیا ہے۔ تم میں عقل ہی نہیں رہی ہے جو بُرے کاموں اور بیہودہ شغلوں سے رُکتے نہ دنیا ہی باقی رہی ہے کہ چوروں کو رات کے وقت نکلنے اور مسلمانوں کے مال چرانے سے باز رکھتے۔ جو اب غفلت میں پڑے ہوئے ہو اور عورتوں کی طرح جیتے ہو نالائق کاموں کے انجام کی خرابیوں سے

ذرا نہیں ڈرتے اور روزِ قیامت کی کچھ پروا نہیں ہے حالانکہ یہ ضرور آنے والا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں کی پرسش ہونے والی ہے تم بڑے نڈر لوگ ہو۔ اے اس جگہ بیٹھنے والی گروہ کیسی دانائی ہے ھیہات ھیہات لما توعدون زیاد پر کھانا پینا حرام ہوا اگر اس شہر کو برباد کرکے زمین کے برابر نہ کر دیا کیونکہ اب اسکے سوا کچھ چارہ نہیں رہا اور سختی و درشتی بغیر کام نہیں نکل سکتا اسی خدا کی قسم جو سب سے بے پروا ہے کہ اس شہر کے ولی کو ولی کے جرم میں اور مقیم کو مسافر کے بدلے اور اقراری کو انکاری کے عوض اور تندرست کو بیمار کے بجائے گرفتار کرونگا تاکہ خرابیاں مٹ جائیں اور انتظام منتقل ہو جائے۔ واضح رہے کہ کسی والیِ ملک کا جھوٹ چھپا نہیں رہتا اگر میں جھوٹ بولوں تو جائز ہے کہ تم مجھ سے سرکشی کرو۔ اے اہلِ بصرہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ رات کے وقت اپنے گھر کے دروازے بند کر لو اور جس کسی کی کوئی شے جاتی رہے وہ مجھ سے لے میں اُس کے دینے کا ضامن ہوں جس وقت مسجد میں عشاء کی نماز پڑھ چکو لازم ہے کہ اپنے گھروں میں چلے جاؤ اور پھر باہر نہ نکلو یہ گلی کوچوں میں پھرو کیونکہ میں نے حکم دیا ہے کہ رات کے وقت جس کسی کو گلی یا بازار میں پڑے پھرتے پاؤ اُسے فوراً قتل کر دو۔ لازم ہے کہ زمانہ جاہلیت کی عادتوں سے پرہیز کرو جو کوئی کسی کو پکارے یا آلِ بنی فلاں یا آلِ فلاں کہہ کر پکارو اس رسم کو چھوڑ دو اس امر کی بابت سے باز پرس کرونگا اور جو کوئی جاہلیت کے زمانہ کے قاعدے پر پکاریگا اُسکی زبان قطع کرا دونگا میں دیکھتا ہوں کہ تم نے نئی رسمیں جاری کرتے جاتے ہو اور اس سے پہلے جو قاعدے رائج نہ تھے اُنہیں اختیار کر رہے ہو۔ اس ڈھنگ سے باز آؤ اور کوئی نرالی رسم مت نکالو۔ یاد رہے کہ جسے جو خطا سرزد ہوگی میں اُسکی جان سزا مقرر کر دی ہے اُس سے ذرا تجاوز نہ کرونگا۔ اگر کوئی کسی کو پانی میں دھکا دیگا میں اُسے پانی میں غرق کر دونگا۔ اور اگر کسی کو جلائیگا تو وہ بھی پھونکا جائیگا جو کسی کے گھر میں نقب دیگا۔ اُسکا پیٹ چاک کیا جائیگا مردہ کا کفن چرانے والا زندہ دفن ہوگا۔ تم اپنے ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھو تاکہ میرے ہاتھ اور زبان سے امن میں ہو کیونکہ جس کسی سے جو ادنیٰ ہو یا اعلیٰ جب کوئی خطا سرزد ہوگی وہ گردن مارا جائیگا۔ یہ بھی سمجھ لو کہ اس شہر کے بہت آدمیوں سے میری عداوت تھی اور میرے دل میں عرصہ دراز سے انکی طرف کا کینہ موجود تھا جس وقت مجھے اس جگہہ کی حکومت ملی اور امیر المومنین کی عنایت اور حکم سے میں یہاں کا حاکم مقرر ہو کر آنا چاہتا تو سب کو پکڑ کر برا بدلا لے لیتا اور اپنا دل ٹھنڈا کرتا مگر میں نے معاف کر دینے کو اچھا سمجھا اور دشمنی کا کچھ خیال نہ کیا گزشتہ باتوں کو فراموش کر دیا جو شخص احسان کریگا اُسکے ساتھ احسان کیا جائیگا اور جو دشمنی اور عداوت کریگا وہ اسی سزا کو پہنچیگا اِن سب باتوں کو بالکل درست اور صحیح سمجھ لو۔ باہم احسانوں سے پیش آؤ۔ دشمنی اور بُرائی کو ترک کر دو اور اچھی طرح جان لو کہ میں تمہارا محافظ ہوں اور اِس غلبہ کے ذریعہ سے جو خدا نے مجھے عطا کیا ہے تمکو مصیبتوں سے بچاتا ہوں اور ہر قسم کی سختیوں اور تکلیفوں کو تم پر سے ٹالتا ہوں۔ تمکو میری فرمانبرداری اور اطاعت لازم ہے اور مجھے تمہارے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنا۔ تم جسقدر میری اطاعت میں زیادتی کروگے میں اُسیقدر تمہارا انصاف زیادہ کرتا رہونگا۔ ولیوں کی محبت کو اپنے دلوں میں جگہہ دو اور انکی اطاعت اور محبت میں ثابت قدم رہو۔ کیونکہ حادثوں کے زمانہ میں ولی ہی تمہاری پشت و پناہ اور حفاظت گاہ ہیں ضرورت کے وقت تمکو وہی بچا سکتے اور امداد کرنے کے قابل ہیں ہرگز انکی دشمنی اختیار نہ کرنا کیونکہ انکا غصہ تم پر نازل ہو کر عرصہ دراز تک تمہارے رنجوں اور غموں کا باعث ہوگا۔

میری یہی نصیحت ہے اور تمکو اسیقدر سمجھانا تھا۔ استغفر اللہ العظیم لی ولکم انہ لغفار الرحیم والغفور الکریم یعنی میں اپنے اور تمہارے واسطے اللہ بزرگ و برتر سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور وہی خدا قدرت رکھنے اور رحم کرنے اور بخشنے اور کرم کرنے والا ہے۔ جس وقت زیاد نے یہ خطبہ پڑھا اہلِ بصرہ سے ایک شخص عبداللہ بن اہتم نے کھڑے ہو کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی سی عقل و حکمت عطا کی ہے۔ اسکے بعد زیاد منبر سے اُتر کر دار الامارت کو چلا گیا اور بصرہ کا انتظام درست ہو گیا نمایاں ترقی و تازگی ظاہر ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت زیاد کے خزانہ میں اتنی لاکھ درہم سالانہ خراج داخل ہوتا تھا ۴۲ لاکھ لشکر پر خرچ کرتا تھا اور ۱۶ لاکھ اپنے متوسلوں کو دیتا تھا اور ایک ایک لاکھ درہم سال میں دو دفعہ عماروں پر لگاتا تھا اور سال میں دو ہی دفعہ ایک ایک لاکھ درہم بیت المال میں جمع کرتا اور باقی معاویہ کو بھیجدیتا تھا معاویہ نے زیاد بن ابیہ کی لیاقتِ انتظامی اور دانائی کا مشاہدہ اور اُسکی عدالت کے نتیجوں کو ملاحظہ کرکے اُسکے اوصافِ حمیدہ اور صفاتِ پسندیدہ کی بڑی تعریف کی اور شہر کوفہ مع مضافات اُسکی حکومت میں اضافہ کر دیا۔ اب زیاد نے خوب ہی رونق و عظمت حاصل کی نہایت درجہ خوش ہوا اور عدل و انصاف میں زیادہ کوشش کرنے لگا چھ مہینے بصرہ میں رہتا اور چھ مہینے کوفہ میں قیام کرتا۔

معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں خراسان کی حالت

امیر المومنین علیؑ کے دوستوں میں سے ایک شخص خالد بن معمر آپ کی خدمت میں رہتا تھا اور جنگ صفین میں اس نے بڑے بڑے نمایاں معرکے کیے تھے جب امیر المومنین شہید ہو گئے اور حضرت امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کر کے خلافت اسکے حوالہ کر دی جیسا کہ بیشتر ذکر ہو چکا ہے خالد بن معمر اور اعور بن عبداللہ لیثی معاویہ کے پاس گئے دروازہ پر پہنچکر اجازت طلب کی اور جب معاویہ کے دربار میں پہنچے انہوں نے سلام کیا معاویہ نے انکے آنے سے بڑی خوشی ظاہر کی اور بہت اچھی طرح پوچھا اور چاہا کہ خراسان کی حکومت خالد بن معمر کو دے حسن اتفاق اس وقت عثمان کا بیٹا سعید آ پہنچا معاویہ نے بڑی تعظیم و تکریم سے اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ پھر مخاطب ہو کر کہا اے بیٹے تیری کیا باتیں سنی جاتی ہیں سعید نے کہا اے امیر المومنین بیان کرو وہ کیا باتیں ہیں معاویہ نے کہا تو کہتا ہے کہ معاویہ کے بعد بجز اسکے بیٹے یزید کی نسبت ● خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔ سعید نے کہا اگر میں نے ایسا کلمہ کہا بھی ہو تو کیا ہوا سچی اور حق بات ہے۔ خدائے واحد کی قسم میرا باپ یزید کے باپ سے اور میری ماں اسکی ماں سے افضل ہے اور میں خود اس سے بہتر ہوں لیکن ان سب باتوں کے باوجود تم نے یہ عہدہ اسی کے واسطے قرار دیدیا ہے۔ اور جو کچھ تو کرتا ہے ہم اس پر معترض نہیں ہیں معاویہ یہ باتیں سنکر ہنسا اور کہا اے بھتیجے تو سچ کہتا ہے عثمان مجھ سے اور تیری ماں یزید کی ماں سے بہتر ہے کیونکہ قریشی عورت تمیمی سے اچھی ہوتی ہے لیکن تیرا یہ کہنا کہ میں یزید سے بہتر ہوں میں تیری اس بات کو ہرگز نہ مانونگا مجھے اسی خدا کی قسم جسکے قبضہ میں تمام عالم کی جان ہے کہ اگر میرے بیٹھنے کی جگہ سے عراق تک ایک رسی تان دیں اور تمام اس رسی کو تجھ جیسے آدمی اپنے اپنے ہاتھ سے تھام لیں تو میں ان سب اشخاص سے یزید کو بہتر اور زیادہ اچھا سمجھونگا۔ مگر تیرے حقوق بھی بہت ہیں اور ان سے چشم پوشی کرنے کو میں خلاف شرع اور بعید از مروت خیال کرتا ہوں۔ تو خوش رہ میں نے خراسان کا ملک تجھے دیا فرمان اور جھنڈا لیکر وہاں جا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلطنت کو تیرے ہاتھ سے فتح کریگا۔ پھر حکم دیا کہ اسکے نام پر ایک فرمان لکھا جائے اور طبل اور علم دیکر زیاد بن ابیہ کو خط لکھ دیا کہ سعید کی تنخواہ مقرر کر دی گئی ہے اور اسے جسقدر ضرورت ہو روپیہ آدمی اور ہتھیار بہم پہنچائے جائیں اور ایک نہایت ہوشیار تجربہ کار شخص اس کے ہمراہ کر دینا جو خراسان کی آمد و خرچ اور وصولیت زر کی خبر رکھے اور تحریر میں لاتا رہے جب سعید نے شام سے چلنے کا ارادہ کیا عبیدہ بن ابی بکرہ اور اسکا بھائی عبدالرحمٰن جو عثمان کے سرداروں میں سے تھے اسکے پاس آئے اور کہا بصرہ میں ہمارا وکیل رہتا ہے یہ خط اسکے نام لکھ دیا ہے لیجا کر اسے دینا اور وہ جسقدر روپیہ تجھے دے لیکر سفر کا سامان تیار کر لینا سعید نے معاویہ کا فرمان اور عبیدہ کا خط لیا اور بصرہ میں داخل ہو کر زیاد کے پاس ٹھہرا معاویہ کا فرمان اسے دیا۔ زیاد نے مضمون سے واقف ہو کر کہا بجان و دل منظور ہے پھر حکم دیا کہ لوگ جنگ کے لئے جمع ہو جائیں اور قید خانہ سے مجرموں اور مفسد شخصوں کو نکال کر شمار کیا وہ چار ہزار آدمی تھے سعید کو دیدئے اور ادھر ادھر سے بھی آدمی فراہم ہونے شروع ہو گئے۔ اب سعید کے پاس بہت بڑی جمعیت ہو گئی زیاد نے چالیس لاکھ درہم سعید کو دئیے اس نے لیکر اپنے ملازموں میں تقسیم کر دئیے اور فوج کو مرتب کر لیا اسکے بعد عبید اللہ بن ابی بکرہ کے وکیل کو بلا کر وہ تحریر دی اس نے پڑھکر کہا میں حسب تحریر روپیہ دونگا مجھے حکم دیا گیا ہے تجھے بیس لاکھ یا چالیس لاکھ درہم حوالہ کر دوں سعید نے کہا غالباً اسقدر روپیہ کا حکم نہ دیا ہوگا۔ تو نے پڑھنے میں کچھ غلطی کی ہے وکیل نے کہا میں نے غلطی نہیں کی تو مال لے اور مطمئن رہ۔ سعید کو عبید اللہ کی اسقدر بخشش اور مروت پر نہایت تعجب آیا۔ اسکے ایک ملازم نے کہا اے جناب مصلحت یہ ہے کہ عبیدہ ہی کا عطیہ لیکر لوٹ جائیں اور خراسان نہ جائیں کیونکہ ہمیں اسقدر دولت کافی ہے سعید نے کہا لشکر فراہم ہو چکا ہے اور امیر نے ایک خدمت سپرد کر دی ہے ایسا نہ کرنا چاہئے۔ ہمکو خراسان جانا لازم ہے۔ پھر بصرہ سے نکلا عرب کے سردار اور علاقہ بصرہ کے مشہور و معروف آدمی اسکے ساتھ تھے اس لشکر جرار سمیت فارس کی طرف بڑھا جب وہاں پہنچا مالک بن ریب جو فارس میں رہتا تھا اسکے پاس آیا یہ مالک بن ریب بہت بڑا فصیح اور خوبصورت بہادر شخص تھا بیشتر مدینہ میں رہتا اور رستے لوٹتا تھا مروان بن حکم نے جو معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا کچھ لوگ بھیجکر اسے گرفتار کرنا چاہا۔ وہ یہ خبر سنکر بھاگ گیا۔ حارث بن حاطب جمحی نے جو مروان کا نائب تھا ایک انصاری کو اسکے تعاقب میں دوڑایا۔ اس نے جلدی سے پہنچکر مالک اور اسکے ایک غلام جرویہ کو گرفتار کر لیا۔ اور واپس پھرا۔ دونوں قیدیوں کو اپنے ایک غلام کے حوالے کر کے تاکید کر دی کہ انہیں بہت ہوشیاری اور حفاظت سے پیچھے پیچھے لیکر چلا آ

غلام انہیں لا رہا تھا جو سوار تھا اور ایک تلوار کمر میں لٹکتی تھی۔ یکایک مالک نے جھٹ کر تلوار کا قبضہ پکڑ لیا اور غلام نے میان پکڑ لیا مالک نے فوراً زور سے تلوار سونت کر اس غلام کے سر پر ایسی ماری کہ وہ قتل ہو کر گر پڑا۔ اب مالک نے اس غلام کے گھوڑے پر سوار ہو کر انصاری کا پیچھا کیا اور اس تک پہنچکر قتل کر دیا پھر بھاگ کر جرین میں اور وہاں سے فارس میں چلا آیا اور یہاں وہی رہزنی اور چوری کا پیشہ اختیار کر لیا جب سعد وہاں پہنچا تو یہ شخص بھی اسکے پاس حاضر ہوا سعد نے اسکا حال دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ کس طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ سعید کو تعجب ہوا کہ ایسی شکل و صورت اور قد و قامت کا حسین و شکیل جوان ہے بس کیا اور اس سے پوچھا کہ تو ایسا خوبصورت اور بہادر ہو کر کس لئے رہزنی اور چوری اور لوگوں کے ناحق مال کھانے کو گوارا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا محض کثرت افلاس کے سبب اور دوسرا امر یہ ہے کہ میں ہمیشہ بخشش کرنا اور دوستوں اور ملاقاتیوں کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہوں مگر میرے پاس دولت نہیں ہے اسلئے اس فعل کو اختیار کر رکھا ہے کہ کھاؤں اور کھلاؤں سعید نے کہا اگر میں تجھے فارغ البال کر دوں تو اس طریقے سے باز آجائیگا اس نے کہا کیوں نہیں پھر تو میں تیری خدمت میں رہکر نمایاں کام کر دکھاؤں گا اور تیری نعمت کا ہمیشہ شکریہ ادا کرتا رہونگا سعید نے کہا تو ہمیشہ میرے ساتھ رہا کرتا کہ جو کچھ خدا عطا کریگا ہم تم مل بانٹ کر کھائیں اور کھلائیں گے میں تجھے بہت اچھی طرح رکھونگا ہر مہینے میں پانسو درہم دیا کرونگا۔ پھر تو جسکو جی چاہے دینا مالک نے کہا میں نے منظور کیا غرض مالک اسکے ساتھ فارس سے نیشاپور میں آیا عبداللہ بن عامر بن کریز کے کچھ آدمی یہاں موجود تھے وہ بھی سعد سے آملے سعید نے انکی اچھی خاطر داری کی اور ایک مہینا ٹھہر کر اور اہل ذمہ سے جزیہ لیکر مرو کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے بھی محاصل وصول کر کے اور لشکر پر تقسیم کر کے سمرقند کا راستہ لیا بلخ کے قریب پہنچکر حکم دیا کہ کشتیاں اور ڈونگے فراہم کرو اور دریا کو انکے ذریعہ سے عبور کر جاؤ سب سے پہلے آپ دریا سے اترا جبوقت اسکا لشکر دریا کو عبور کر رہا تھا دو شخصوں کی آواز سنی جو اپنے غلاموں کو پکار رہے تھے ایک نے کہا اے علوان دوسرے نے کہا اے ظفر سعید نے علوان اور ظفر کو نیک شگون لیا اور کہا انشاء اللہ ہم دشمن پر غالب آئینگے اور فتح پائیں گے۔ پھر وہاں سے چلکر بخارا کے دروازہ پر پہنچے اسوقت بخارا کی بادشاہ ایک عورت خاتون نام تھی اسکا خاوند اس ملک کا بادشاہ تھا جب وہ مرگیا تو یہ عورت اسکی جگہ حکومت کرنے لگی سعید نے چاہا کہ لڑائی چھیڑے خاتون نے اسکے ارادے سے واقف ہو کر بخارا کے چند معزز آدمی سعید کے پاس بھیجکر صلح کی درخواست کی سعید نے دس لاکھ درہم لیکر اس شرط پر صلح منظور کر لی کہ ہمارے جانے کے واسطے سمرقند کا راستہ چھوڑ دے اور رہبر ساتھ کر دے۔ صلح ٹھہر گئی اور سعید نے روپیہ وصول کر کے بخارا کے شاہوں کے بیس لڑکے اول میں لئے اور خاتون نے بھی بہت سے تحفے پیش کئے اور رہبر ہمراہ کر دئے۔ سعید وہاں سے سمرقند پر آیا اسوقت وہاں سغد اور کش کے لوگوں کی جمعیت کثیر موجود تھی انہوں نے باہر نکلکر سعید سے جنگ کی اور سمرقند کے بادشاہ اخشید نے تیار کر کے اپنی فوج کو سعد سے لڑنے کا حکم دیا طرفین سے خوب جوش حملے ہوئے اور بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ اسی اثنا میں سمرقند کا ایک بہادر [illegible] رنگ کے گھوڑے پر سوار اپنی صف سے نکلا اور کاوے دیتا ہوا مرد مقابل کو طلب کرتا تھا سعید کی فوج میں سے کسی شخص نے اسکے مقابلہ پر نکلنا چاہا سب اس سے ڈرتے تھے مالک بن ریب نے پوچھا یہ شخص جو میدان میں نکلا ہوا ہے کیا کہتا ہے لوگوں نے کہا لڑنے والے کو طلب کرتا ہے۔ اس نے کہا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جو اسکے پاس جا کر اس سے مقابلہ کرے۔ لوگوں نے کہا اس سے سب ڈرتے ہیں اور کسی کو اس سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں۔ مالک نے کہا یہ تو بڑے عیب کی بات ہے اسکے دوستوں میں سے ایک آدمی بول اٹھا کیا تو اس سے لڑنا چاہتا ہے مالک نے کہا ہاں اور گھوڑے کو کوڑا کر کے میدان میں نکلا اور سغدی جوان پر حملہ کیا۔ دونوں ایک دوسرے سے لڑنے لگے سغدی نے ایک نیزہ مالک کی طرف مارا جو زین کی بندش پر پہنچا زین کٹ کر گر گیا اور مالک بھی زمین پر آرہا۔ مگر اس نے فوراً جست کر کے سغدی کو نیزہ مار کر گھوڑے سے گرا دیا۔ اب سغدی چاہتا تھا کہ اٹھ کھڑا ہو مگر مالک نے دوڑ کر اسکا سر جا پکڑا اور زمین سے اٹھا کر سعید کے سامنے لا پٹخا۔ سعید نے اسکی بہادری کی تعریف کی اور کہا اس قیدی کا تجھی کو اختیار ہے جو چاہے سو کر مالک نے اسے قتل نہ کیا بلکہ چار سو درہم کے عوض اسکی قوم کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اسکا گھوڑا اور ہتھیار بھی آٹھ سو درہم کو بیچ ڈالے سعید اور سمرقند کی فوجوں میں آج خوب جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ مغرب کی نماز کا وقت آگیا جب رات ہوگئی تو دونوں فوجیں اپنے اپنے قیام گاہوں پر چلی آئیں غرض اسی طرح ایک مہینے تک ہر روز جنگ ہوتی رہی اور سعید کی فوج ہر روز غالب رہتی اور سمرقندیوں کے بیشمار آدمی مارے گئے اور بہت سے قید ہو گئے۔ مالک بن ریب ہر روز مردانہ جنگ کرتا اور سعید اسکی شجاعت اور دلیری کو دیکھکر بہت خوش ہوتا مگر کوئی خلعت

یا انعام نہ دیا۔ مالک اس بات سے ناراض ہوا اور چاہتا تھا کہ انعام و اکرام ملے جب کچھ نہ ملا تو اس مضمون کا ایک قطعہ تصنیف کیا جس میں سعید کی شکایت شامل تھی سعید نے ان اشعار کو سنکر بھی کچھ توجہ نہ کی۔ اسکے بعد مالک نے سعید کی ہجو لکھی اب سعید نے چاہا کہ اُسے قتل کر دے مگر اُسکے عزیزوں اور دوستوں کے سبب سے باز رہا اور اُسے بلا کر بڑھیا خلعت اور بھاری انعام دیا اور عذر کئے۔ مالک نے اسکا عذر قبول کر کے وہ خلعت اور انعام لے لیا۔ سعید اسی طرح سمرقند کے دروازہ پر پڑا ہوا ہر روز جنگ کرتا تھا۔ انجام کار یہ دیکھکر کہ سمرقند کو غلبہ سے فتح نہیں کر سکتے اُس نے صلح کر لی شہر والوں نے بھی صلح کو غنیمت سمجھا اور پانچ لاکھ درہم دینے کر لئے اور یہ شرط قرار پائی کہ شہر کے دروازے کھولدئے جائیں اور سعید ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے دروازہ سے نکل جائیگا۔ شہر والوں نے روپیہ دیدیا سعید اقرار کے مطابق ایک دروازہ سے شہر میں داخل ہو کر دوسرے سے نکل گیا۔ سمرقند کے بادشاہ نے بھی بہت سے تحفے تحائف اسے دئے۔ سعید نے سب مسطور کر لئے اور لشکر کو تنخواہ دیکر سفر کی درستی کر لی۔ پھر سمرقند سے ملتا بخارا میں آیا کئی روز ٹھہرا رہا۔ ملکہ بخارا نے کہا میں نے اپنے وعدے پورے کر دئے تو بھی اپنے اقرار کو پورا کر اور جو میں شاہزادے اول میں لئے ہیں انہیں ہمارے پاس بھجوا دے۔ سعید نے شاہزادوں کی رہائی سے انکار کیا اور وہاں سے روانہ ہو کر دریائے بلخ کو عبور کرتا ہوا مرو میں آیا۔ مالک بن ریب یہاں پہنچکر سخت بیمار ہو گیا اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ اس بیماری سے تندرستی نہ ہوگی۔ مر جائیگا تو ایک قصیدہ تصنیف کیا جو آجتک لوگوں کی زبان زد ہے۔ اُسکے دو شعر یہ ہیں ؎

الا لیت شعری ہل ابیتن لیلۃ + بوادی الغضا ازجی القلاص النواجیا + الم ترنی بعت الضلالۃ بالہدیٰ + واصبحت فی جیش ابن عفان غازیا +

یہ قصیدہ بہت ہی مشہور ہے۔ مالک نے مرو ہی میں وفات پائی اور اسی جگہ اُسکی قبر ہے جو متبرک اور قابل زیارت سمجھی جاتی ہے جب سعید نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا تو اسکے پاس بیشمار دولت جمع ہو گئی۔ پھر وہ وہاں سے لوٹ کر مدینہ میں آیا اور معاویہ کو خط لکھکر خراسان کی حکومت سے استعفا دیا چاہا معاویہ بھی اُسکا مطلب سمجھ گیا کہ اُسکے پاس بہت سی دولت جمع ہو گئی ہے اب وہ سفر اختیار کرنا نہیں چاہتا۔ اُسکا استعفا قبول کر لیا۔ سعید نے مدینہ میں سکونت اختیار کر کے جن شاہزادوں کو بخارا سے لایا تھا انہیں اپنے باغ میں کھیتی اور باغبانی کے کام پر لگا دیا شاہزادوں کو یہ بہت ناگوار گذرا کیونکہ وہ کھیتی اور عمارت کا کام کرنیوالے آدمی نہ تھے ایک دن جبکہ سعید دل بہلانے کے لئے باغ میں گیا اُن شاہزادوں نے پکڑ کر مار ڈالا اور بھاگ کر مدینہ کے ایک پہاڑ میں جا چھپے۔ کچھ لوگوں نے انکا پیچھا کیا۔ انجام یہ ہوا کہ وہ شاہزادے بھوک اور پیاس سے اسی جگہ مر گئے۔ سعید کی ایک بیٹی تھی اُس نے اپنی ایک خوبصورت لونڈی کو بہت بیش قیمت لباس اور زیور پہنا کر گھر سے باہر نکالا اور منادی کر دی کہ جو شاعر میرے باپ کا مرثیہ میرے حسب دلخواہ لکھیگا یہ لونڈی زر و زیور اور لباس سمیت جو اسکے جسم پر ہے اُسکو ملجائیگی مدینہ کے شاعر آئے اور مرثیے کہے مگر سعید کی بیٹی کو کسی کا مرثیہ پسند نہ آیا یہاں تک کہ قبیلہ عبد القیس کے ایک شخص نے آکر کہا میں تیرے باپ کا مرثیہ جیسا تو چاہتی ہے ویسا ہی تصنیف کر دونگا۔ اُس نے جواب دیا اگر تو ایسا کہے گا تو لونڈی تجھے ملجائیگی۔ اس شخص نے یہ دو بیتیں جو درج کیجاتی ہیں تصنیف کیں سعید کی بیٹی کو پسند آئیں۔ کہا تو نے جیسا میرا جی چاہتا تھا ویسی ہی لکھی ہیں۔ پھر لونڈی مع زر و زیور اُسکے حوالہ کر دی۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

یا عین اذری دمعۃ + وابکی الشہید ابن سعید + فلقد قتلت بعزۃ + وحللت حقات من بعید +

سعید بن عثمان بن عفان کے بعد فتح خراسان کے حالات

سعید بن عثمان کے مارے جانے کے بعد خراسان میں کوئی طاقتور حاکم نہ رہا تھا معاویہ نے زیاد بن ابیہ کو خط لکھا کہ خراسان کا انتظام اور قبضہ بالکل ناتمام اور غیر مکمل ہے کسی ایسے شخص کو جو وہاں کی حکومت کے لائق ہو بھیج دے۔ زیاد نے معاویہ کے مضمون خط سے مطلع ہو کر ایک غلام کو حکم دیا کہ حکم بن بشر ثقفی کو بلا لا۔ غلام بھولکر حکم بن عمر غفاری کو لے آیا زیاد نے اُسے دیکھکر اور یہ جانکر کہ غلام کو سہو واقع ہوا ہے ہنسکر کہا میں کچھ ارادہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کو امر کچھ منظور ہے اور حکم بھی حق سبحانہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے کہا اے حکم تیاری کر میں نے خراسان کی حکومت تجھے دی۔ اور تجھے اس لئے اُس ملک پر حاکم مقرر کیا ہے کہ وہاں کا روپیہ وصول کرے اور دشمنوں سے لڑے حکم بن عمر بڑا صالح اور نیک بخت شخص تھا وہ جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں بھی رہ چکا تھا زیاد کی بات سنکر انکار نہ کیا فرمان لیکر زیاد کے پاس سے باہر آیا اور منادی کرا دی کہ جس شخص کو جہاد کا شوق ہو تیاری کر کے میرے ہمراہ خراسان چلے۔ اسکے پاس بہت بڑی جمعیت فراہم ہو گئی۔ زیاد نے سب کو تنخواہ اور رسد دی۔ اب حکم بن عمر

لشکرِ جرار کے ساتھ بسمت خراسان چلا اور فارس کے راستہ سے متوجہ مرکزِ مقصود ہوا۔ ہر ایک شہر سے گزر کر وصول کرتا ہوا مرو میں پہنچکر قیام کیا۔ فوج والے تھک گئے تھے جب آرام پا چکے تو خراسان میں بڑھا اور بیشمار لوٹ کا سامان اور روپیہ حاصل کیا۔ اسکے بعد مرو کی طرف مراجعت کی اور زیاد بن ابیہ کو خط لکھا۔ تمام فتوحات سے مطلع کیا اور جسقدر روپیہ فراہم ہوا تھا اس سے بھی خبردار کیا۔ زیاد نے اسکا وہ خط معاویہ کے پاس بھیجدیا اور پوچھا کہ اس مال کو جو حاصل ہوا ہے کیا کرنا چاہیے۔ معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ حکم بن عمرو کو لکھ بھیجو کہ بیت المال تمام کو روانہ کردے اور جو باقی ہے اسکو قاعدہ کے مطابق ہر ایک ضرورت میں خرچ کرے۔ جب زیاد کا جواب حکم کے پاس پہنچا اُس نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرکے حضرت مصطفےٰ پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو معاویہ نے حکم دیا ہے کہ جسقدر لوٹ کا مال چاندی سونا وغیرہ حاصل کیا ہے وہ شام کے بیت المال میں داخل کردوں مگر میں نے جناب رسولخدا سے سنا ہے کہ اگر زمین اور آسمان حلقہ بنکر کسی شخص کی گردن میں پڑیں اور وہ شخص خدا سے ڈرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کو اس بلا اور مصیبت سے بچا کر محفوظ رکھیگا۔ بس میں جناب رسولخدا کے قول کو معاویہ اور زیاد کے حکم سے برتر سمجھتا ہوں۔ میں نے جنگ کی ہے اور لوٹ کا مال پایا ہے اس مال میں سے پانچواں حصہ علیحدہ کردو باقی سب تمہارا ہے۔ غرض اسی طریق پر پانچواں حصہ نکالکر باقی مال کو مسلمانوں پر تقسیم کردیا۔ پھر بددعا مانگی۔ اللّٰھم انی قد قسمت بین المسلمین غنائمھم بالسویۃ اللّٰھم انی قد سئمت بنی امیہ وملّونی فارحمنی وارحنی منھم۔ یعنی اے خدا میں نے مالِ غنیمت کو مسلمانوں پر مساوی حصہ سے تقسیم کردیا ہے اے خدا میں بنی امیہ سے ناراض ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں تو مجھکو انکے ہاتھ سے بچا اور انہیں مجھ سے دور کر۔ اس دعا کے بعد وہ ایک ہفتہ سے زیادہ زندہ نہ رہا رحمتِ الٰہی کے شامل حال ہوگیا۔ زیاد بن ابیہ نے جبل سکر ایک شخص غالب بن عبداللہ لیثی کو بلایا اور وہاں لکھکر خراسان کی حکومت عطا کی۔ یہ شخص بہت مشہور اور جناب رسولخدا کی خدمت کی سعادت حاصل کئے ہوئے تھا اور فتح مکہ کے دن آنکے لشکر کا ہراول تھا وہ حسب الحکم خراسان کو روانہ ہوگیا اور مرو میں پہنچکر تھوڑے عرصہ تک قیام کیا کہ اُسکے لشکر نے آرام پالیا پھر علاقہ طخارستان اور اُسکے مضافات کی طرف بڑھا اور سب کو فتح کرکے بیحد دولت لوٹی۔ اس نے بھی مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالکر زیاد کے پاس بھیجدیا اور باقی اپنی فوج کے لوگوں میں بانٹ دیا۔ اسی اثنا میں غالب کے بہت سے دشمن جمع ہوکر اور لشکر لیکر اُسکی طرف بڑھے۔ غالب نے زیاد کو اس حال سے مطلع کرکے مدد مانگی۔ اُس نے ربیع بن زیاد حارثی۔ عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی کو جو حجاج بن یوسف کا چچا تھا بہت بڑی فوج دیکر بطور کمک روانہ کیا۔ جب یہ لشکر غالب کے لشکر میں جاملا تو اس نے قوت پاکر خراسان کا دورہ کیا اور بہت سے شہر فتح کرکے بیشمار مالِ غنیمت حاصل کیا جس میں سے پانچواں حصہ نکالکر زیاد کے پاس بھیجدیا اور باقی اپنی فوج میں بانٹ دیا۔ پھر خود شہر میں قیام کیا اور فوج کو ادھر اُدھر بھیجکر ملک کا بندوبست کرلیا

شیعانِ علیؑ بن ابیطالب علیہ السلام کے ساتھ زیاد بن ابیہ کا برتاؤ

اُس زمانہ میں زیاد بن ابیہ امیر المومنین علیؑ کے دوستوں اور محبوں کا سخت دشمن تھا۔ جہاں کہیں پاتا انہیں قتل کرادیتا۔ انکے ہاتھ پاؤں قطع کراتا۔ آنکھیں نکلوا دیتا تھا۔ اسی طرح اس نے شیعانِ علی میں سے بہت سے آدمی مار ڈالے تھے معاویہ بھی اسکو اسی فعل کی تحریک کرتا رہتا تھا جو لوگ حضرت علیؑ کی دوستی میں مارے گئے انہیں میں سے حجر بن عدی کندی اور عمرو بن حمق بھی تھے جو امیر المومنین کے بڑے نامور صحابی تھے امیر المومنین حسنؑ متواتر ایسی خبریں سنکر بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے ہاتھ بلند کرکے بددعا کی اور کہا اے خدا زیاد بن ابیہ کو پکڑ لے اور اس پر کسی بلا کو مسلط کر اور اسکو سزا دے تو تمام امور پر قادر ہے۔ آپ کی دعا کا تیر نشانہ پر بیٹھا۔ زیاد بن ابیہ کے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ایک درم کی برابر ورم پیدا ہوا اور وہ روز بروز بڑھتے بڑھتے تمام ہاتھ پر چھا گیا۔ زیاد اُسکے درد کی شدت سے بہت بیچین رہتا تھا طبیبوں کو طلب کیا سب نے متفق علیہ کہا اس ہاتھ کو قطع کرا دینا چاہیے کہ باقی جسم سلامت رہے۔ زیاد نے کہا مجھ میں ہاتھ کٹوانے کی طاقت نہیں۔ غرض روز بروز مرض بڑھتا گیا اور وہ رات دن درد کی شدت سے واویلا اور آہ و زاری کرتا تھا۔ اسی حال میں اُسکی جان نکل گئی۔ لوگوں نے اُسے ثویہ مقام پر دفن کردیا۔ زیاد کے مرنے کے بعد معاویہ نے بصرہ کی حکومت سمرہ بن جندب فزاری کو دی۔ اُس نے داخل بصرہ ہوکر چھ مہینے تک حکومت کی اسکے بعد معاویہ نے اسے معزول کرکے عبداللہ بن عمرو بن غیلان ثقفی کو اُسکی جگہ

مقرر کیا اور اُسے بھی چھ مہینے کے بعد معزول کر کے خالد بن اسد بن عاص بن امیہ کو مامور کیا۔ اسی اثنا میں عبید اللہ بن زیاد بن ابیہ نے معاویہ کے پاس حاضر ہو کر کہا اے امیر المومنین اگر تو مجھے عراق کی حکومت عطا کرے تو میں ایسا اچھا انتظام کروں کہ کوئی دوسرا نہ کر سکے معاویہ نے کہا تیرا باپ پانچ برس تک عراق کا حاکم رہا اُس نے تجھے کوئی خدمت کیوں نہیں دی۔ عبید اللہ نے کہا خدا کے واسطے یہ کیا بات ہے اگر امیر المومنین کی یہ بات لوگوں کے گوش زد ہو گئی تو وہ مجھے عیب دار سمجھیں گے معاویہ نے کہا میں عراق کا علاقہ ضرور تجھے تیرے باپ کا قائم مقام کر دونگا اور تیرے باپ کے حقوق کی رعایت اس طور سے ظہور میں لاؤنگا مگر اسوقت مجھے خراسان کا زیادہ خیال اور فکر لاحق ہے تو پہلے خراسان جا کر وہاں کی مہموں اور انتظام سے مجھے مطمئن کر دے پھر میں تجھے عراق کا علاوہ دیدونگا۔ عبید اللہ نے کہا میں فرمانبردار ہوں پس معاویہ کا فرمان لیکر خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ اور جو مقامات اب تک فتح نہ ہوئے تھے انہیں بھی اپنے قبضہ میں لا کر اور دولت کثیر جمع کی۔ پھر بخارا اور سمرقند کی طرف گیا وہاں سے بھی مال کثیر حاصل کیا۔ اب اسکو یہ عظمت و قدرت ہو گئی کہ خراسان کے شاہزادوں کو اپنا غلام بنا لیا اور انہیں اپنا نائب قرار دیکر لڑائیوں پر بھیجا۔ انجام کار طریق بن قرہ حمی کو سلطنت خراسان پر اپنا نائب مقرر کر کے خود معاویہ کے پاس آیا طرح طرح کے سامان غنیمت اور بیش قیمت چیزیں اور زر و مال پیش کیا معاویہ نے اُسکی بڑی تعریفیں کیں اور بصرہ کی حکومت دیکر اُسکو اُسکے باپ کا جانشین بنا دیا۔ عبید اللہ اپنے باپ کے ڈھنگ پر حکومت کرنے لگا اور خراسان کا انتظام بھی پورا ہو گیا۔ سالانہ خراج معاویہ کے پاس بھیجتا رہا یہانتک کہ وہ وفات پا کر اسی جزا کو پہنچا۔

امیر المومنین حضرت امام حسنؑ کے انتقال کا حال

ثقہ راویوں سے سنا گیا ہے کہ جسوقت معاویہ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد مقرر کرے تو اُس نے خیال کیا کہ امام حسنؑ کی زندگی میں یہ بات وقوع میں نہ آسکے گی کیونکہ صلح کی شرطوں میں ایک یہ بھی تھی کہ معاویہ اپنی وفات کے وقت خلافت کے معاملہ کو مشورہ پر چھوڑ جائے اسلئے اُس نے ہمہ تن کوشش کی کہ اس مسندنشین امامت کو دنیا سے رخصت کر دے۔ مروان بن حکم کو جسے حضرت رسولخدا نے شہر بدر کر دیا تھا مدینہ بھیجکر ایک رومال زہر آلودہ دیا اور کہا جس طرح ہو سکے جعدہ بنت اشعث بن قیس کو جو حسنؑ کی بیوی ہے فریب دیکر راضی کر کہ مباشرت کے بعد اس رومال سے حضرت کا جسم پونچھے اور میری جانب سے اُس سے وعدہ کرے کہ جسوقت تو یہ کام کر چکے گی اور حضرت حسنؑ کا انتقال ہو جائیگا تو میں اُسے پچاس ہزار درہم دونگا اور اپنے بیٹے یزید سے اُسکا نکاح کر دونگا۔ مروان نے معاویہ کے حکم کے مطابق مدینہ میں پہنچکر طرح طرح کے حیلوں اور فریبوں سے جعدہ کو راضی کر لیا کہ معاویہ کے حسب منشا عمل کرے اُس نے ایسا ہی کیا۔ زہر نے حضرت امام حسنؑ کے جسم میں اثر کیا اور آپ نے عالم آخرت کی طرف رحلت فرمائی۔ اور جعدہ نے مال کے لالچ اور گمراہوں کے سرگروہ کی وصال کی آرزو میں یہ نالایق حرکت کی۔ عمیر بن اسحاق کی روایت ہے کہ جسوقت اُس امام عالیمقام کے بدن میں زہر نے اثر کیا اور وہ صاحب فراش ہو گئے تو میں اور ایک میرا دوست آپ کی عیادت کیلئے گیا قریب پہنچکر ہمنے سلام کیا اور بیٹھ گئے ہمنے سنا کہ ایک شخص سے فرما رہے تھے کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے۔ اُس نے جواب دیا جب تک آپکو اللہ تعالی صحت نہ بخشے گا میں کچھ نہ پوچھونگا۔ آپ نے پھر یہی فرمایا کہ اس سے پیشتر کہ پوچھنے کا موقع نہ رہے مجھ سے پوچھ لے۔ اُس نے پھر وہی جواب دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا مجھے کئی مرتبہ زہر دیا ہے مگر اسکی دفعہ کچھ اور حالت ہے۔ دوسرے دن جب میں آپ کی خدمت میں گیا تو دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ آپکے سرہانے بیٹھے ہوئے دریافت کر رہے ہیں کہ اے بھائی کس نے آپ کو زہر دیا ہے اور کس شخص کی نسبت آپکا گمان ہے فرمایا اگر تجھ سے کہہ دونگا تو تم اُسے قتل کر ڈالو گے امام نے فرمایا ہاں۔ پھر آپ نے ارشاد کیا اگر میں اس زہر سے شہید ہو جاؤنگا تو اُسکی بدبختی اور گمراہی کا درجہ بہت ترقی پذیر ہوگا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو وہ بیگناہ مارا جائیگا۔ اسکے بعد جب آپ کا مرض بہت طول پکڑ گیا اور آپ نے جانا کہ وفات کا وقت ہے امام حسینؑ کو وصیت کر کے امامت کا مرتبہ حوالہ کیا اور کہا مجھے بعد وفات جناب رسولخدا کے پاس دفن کرنا اور اگر اس امر میں خونریزی کا اندیشہ ہو تو بقیع میں دفن کر دینا۔ غرض جب امام حسنؑ کی روح اقدس جوار رحمت الہی میں چلی گئی تو غسل اور کفن کے بعد آپکا جنازہ اٹھایا گیا اور حضرت رسولخدا کے روضہ مقدس کی طرف لیچلے تاکہ اپنے بھائی کو عالی مرتبہ نانا کے پہلو میں

دفن کریں۔ سعید بن ابی العاص مدینہ کے حاکم نے عائشہ کے پاس یہ کہلا کر اطلاع کی کہ جنازہ کو وہاں دفن ہونے دے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ اونٹ پر سوار ہو کر اور سعید عثمانی گروہ کے آدمی ہمراہ لشکر روکنے میں مشغول ہوئے۔ بعضوں میں سے بھی بعض نے للکارا کہ اے عائشہ ایک دن تو اونٹ پر سوار ہو کر لڑنے نکلی تھی اور آج اونٹ پر بیٹھکر پیغمبر کے نواسے کے جنازہ کو روکتی ہو اور ایسے اپنے نانا کے پہلو میں دفن نہیں ہونے دیتی ہے۔ اسوقت آدمیوں کے دو گروہ ہو گئے کچھ عائشہ کی طرف ہو گئے اور قریب تھا کہ تلوار چل جائے۔ امام حسینؑ نے حسب وصیت اپنے مقدس بھائی کا لاشہ نانی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے پاس دفن کر دیا۔ معاویہ نے امیر المومنین حسنؑ کی وفات کی خبر سنکر اپنے وعدہ کے مطابق مال جعدہ کے پاس بھیجدیا مگر یزید نے اس ملعونہ سے نکاح نہ کیا۔ طلحہ کی اولاد میں سے ایک مرد نے اسکو اپنے عقد میں لیلیا جس سے کئی اولادیں پیدا ہوئیں۔ اور جب کبھی ان میں اور قریشیوں میں کہا سنی ہوتی تو وہ انہیں مسمۃ الازواج کہکر طعنہ دیتے یعنی دو خصم والی کے بیٹے۔ ایکدن عبداللہ بن عباس معاویہ کی محفل میں موجود تھا معاویہ نے ملامت کی راہ سے کہا اے عباس تو نے سنا کہ حسن بن علیؑ نے ملک پر مرگ کو ترجیح دی اور عالم آخرت کو سدھارا۔ عبداللہ بن عباس نے ختم کلام کے بعد جواباً کہا اے معاویہ تیرے لئے جو عاقبت میں گڑھا کھودا گیا ہے وہ حضرت حسنؑ کی وفات سے بند نہیں ہو گیا اور تو اس دنیائے فانی میں ہمیشہ مسند حکومت پر قائم رہیگا۔ ہم اہلبیت مصطفےٰ اس سے بھی زیادہ مصیبتوں میں مبتلا ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمکو ان تکالیف سے راحت پہنچائے۔ پھر ابن عباس وہاں سے اٹھکر باہر چلا آیا معاویہ اسکی برجستہ حاضر جوابی سے بہت متعجب ہوا اور کہا میں نے اپنی تمام عمر میں عبداللہ بن عباس سے زیادہ عقلمند اور حاضر جواب کسی دوسرے شخص کو نہیں دیکھا۔ جب امیر المومنین حسنؑ کی وفات کی خبریں ہر طرف پھیل گئیں اور عمرو عاص نے بھی سن لی تو معاویہ کے پاس آ کر کہا امیر المومنین حسنؑ ابن علیؑ نے انتقال کیا اور اب میدان خالی رہ گیا ہے خلافت بغیر کسی جھگڑے کے تیرے اور تیرے فرزندوں کے لئے رہ گئی ہے اب مصلحت یہ ہے کہ اپنے کنبہ میں سے کسی کو جس سے سب لوگ رضامند ہوں ولیعہد بنالے تاکہ تیرے بعد وہ حکومت آرا ہو۔ اور لوگ اسکی فرمانبرداری کریں اور خلافت تیرے خاندان میں باقی رہے۔ معاویہ نے کہا تیری رائے بہت درست ہے میں اس معاملہ میں غور و فکر کرونگا اور ایسے شخص کو خلیفہ اور ولیعہد قرار دونگا جو ان عظیم الشان ذمہ داریوں کے عہدے کے لائق ہو اور بخوبی قبضے میں رکھ سکے اور جسمیں اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل ہو۔ اسکے بعد معاویہ نے اپنے عاملوں اور جملہ سرداروں کو لکھکر اطلاع دی کہ میں یزید کو اپنا ولیعہد قرار دینا چاہتا ہوں۔ جب یہ خبر ہر طرف پہنچ گئی تو مروان حاکم سعید بن عاص عبداللہ عامر نے معاویہ کے خط کے جواب میں لکھا کہ اس کام میں تامل کرنا چاہئے اسقدر جلدی نہ کر۔ پہلے مدینہ والوں سے اس امر میں مشورہ لیلینا چاہئے۔ معاویہ نے انکی رائے کے مطابق توقف کیا اور یزید نے اس سال مکہ کی زیارت کیلئے آکر اپنی شہرت اور ناموری کی غرض سے بہت سا روپیہ خرچ کیا اور لوگوں کو گرویدہ بنالیا۔ جا بجا اسکی مروت اور بخشش کا چرچا ہونے لگا۔ خاص و عام یہ خبر سنکر کہ معاویہ یزید کو ولیعہد قرار دیگا طرح طرح کے نتیجے نکالنے لگے اور بعض آدمی یزید کے خوف سے چپ رہے۔ معاویہ نے ہر شخص کو اسکے عہدہ اور مرتبہ کے موافق انعام و اکرام دیکر اور حد سے سیر کر کے لوگوں کو ترغیب دلائی کہ وہ یزید کی بیعت سے رضامند ہو جائیں حسد کرنیوالوں سے بھی مدارات سے پیش آیا اور اکثر بڑے بڑے سرداروں اور مشہور شخصوں کو بھی اپنی طرف کر لیا۔ پھر آدمی بھیجکر عبداللہ بن یزید کو بلایا اور اس امر میں مشورہ کیا۔ عبداللہ نے کہا کیا تیرا خیر خواہ وہی ہے جو تجھ سے حق بات کہے اس امر میں تجھے بہت کچھ سوچ سمجھ لینا چاہئے کیونکہ اگر تو اسے ولیعہد مقرر کریگا تو ایسا ہو کہ شرمندگی اٹھانی پڑے اور مجھے اس معاملہ میں غور کرنے کی ضرورت نہیں نہ میں اس بحث کو علانیہ بیان کرونگا۔ اپنا خیال تنہائی میں عرض کرونگا معاویہ اسکا بیان سنکر ہنسا اور کہا اے بھتیجے تو نے مجھے بڑھاپے میں شجاعت کا سبق دیا تو نے عجب دلیری کی کہ اپنے بھائی یزید کی نسبت یہ بات سوچی۔ پھر معاویہ نے آدمی بھیجکر احنف بن قیس کو طلب کیا اور یزید کے معاملہ میں اس سے مشورہ کیا۔ احنف نے کہا اگر سچ کہتا ہوں تو تجھ سے ڈرتا ہوں اور جھوٹ بولتا ہوں تو خدا سے خوف کھاتا ہوں۔ مجھ سے باز آ اور اس معاملہ میں مجھ سے کچھ نہ پوچھ۔ یہ معاملہ سات برس تک یونہی زیر تجویز پڑا رہا۔ مگر معاویہ اس سات سال کے عرصہ میں برابر لوگوں کو یزید کی بیعت پر مستعد اور رضامند کرتا رہا۔ ۵۶ھ ہجری میں تمام شہروں کے امرا اور رؤسا کو طلب کیا کوفہ و بصرہ و مصر کے بڑے بڑے سردار اور مدینہ کے بھی بعض نامور اشخاص جمع ہوئے اور تمام اراکین اور عہدہ داران ہر دیار و امصار معاویہ کے پاس حاضر ہوئے معاویہ نے ان سب سے یزید کی بیعت کی نسبت مشورہ کیا

مدینہ کے ایک شخص محمد بن عمرو بن حزم نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر بخشش اور مروت اور مالداری اور نیک نسب ہونے میں کوئی شخص یزید کی برابری نہیں کر سکتا۔ اور تو نے اس کام کیلئے اُسے تعلیم اور تربیت کیا ہے وہ اس عہدہ کے لائق ہے مگر مناسب یہ ہے کہ تو اس امر میں اور بھی زیادہ غور و فکر کرے کہ کس شخص کو رسول خدا کی امت کا سردار مقرر کرنا چاہئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ والیان ملک سے پوچھے گا کہ رعیت کے مال کو کس طرح خرچ کیا۔ معاویہ یہ بات سنکر ٹھنڈی آہ بھری اور کہا اے عمر کے بیٹے تو نے خیر خواہی کی ہے اور جو بات تو نے کہی ہے عقل و دانائی کے موافق کہی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ حضرت مصطفےٰ کے دوستوں کی اولادوں میں میرے بیٹے کے سوا اور بہت سے آدمی ہیں مگر میں اپنے بیٹے کو دوسرے شخصوں کے بیٹوں کی نسبت زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ تمام آدمی معاویہ کی یہ بات سنکر چپ ہو رہے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ دوسرے دن معاویہ نے ضحاک بن قیس کو جو شہر شام کا کوتوال تھا طلب کیا اور کہا میں آج ان مشہور اور نامور لوگوں کو جو چار طرف کے شہروں سے آئے ہوئے ہیں طلب کرونگا یزید کے حق میں جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں وہ کہونگا جب تمام آدمی جمع ہو جائیں اور تو مجھے خاموش دیکھے تو مجھے بولنے پر آمادہ کردیا اور یزید کے ولیعہد قرار دینے کی نسبت مجھے تحریص و ترغیب دلانا جو بھی اس امر میں کچھ اچھی باتیں کہنا۔ اُس نے جواب دیا میں فرمان بجا لاؤنگا۔ جب جملہ اطراف کے امیر اور سردار فراہم ہو گئے تو معاویہ نے تقریر شروع کی۔ پہلے جناب الٰہی کی تعریف بیان کی پھر اُسکی بے انتہا نعمتوں اور بخششوں کا ذکر کیا اسکے بعد حضرت رسول خدا پر درود بھیجا اُسکے بعد آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے متعلق چند باتیں بیان کر کے یزید کا ذکر چھیڑا اُسکی فضیلت اور شجاعت اور علم کا تذکرہ کیا۔ اب ضحاک نے موقع پا کر اور کھڑے ہو کر معاویہ سے کہا اے امیر المومنین جناب کی تقریر اصلی مدعا تک پہنچی ہے تو یاد رکھنا چاہئے کیونکہ دنیا کی کسی بات کو قیام نہیں اور انسان کا انجام موت ہے تیرے بعد بندگانِ خدا کے واسطے کسی والی کا ہونا نہایت ضروری بات ہے کہ وہ تیرے بعد خلافت کے کاموں کو انجام دے تجھے کوئی ولیعہد مقرر کرنا لازم ہے جو سلطنت اور رعایا کا انتظام قائم رکھے اور جسقدر معلومات ہیں آج یزید علم و شجاعت اور حسن سیرت و سخاوت میں تمام آدمیوں سے بڑھا ہوا ہے اُسے اپنا ولیعہد قرار دے اور حکم دے کہ ہم اُسکی فرمانبرداری اور اطاعت و خدمتگاری اختیار کریں۔ تاکہ تیرے بعد دنیا کے لوگ امن پائیں تنگیوں اور مصیبتوں کے زمانہ میں اُسکے زیر سایہ پناہ گیر ہوں مظالم کے وقت اُس سے انصاف طلب کر سکیں اور اُسکے رعب و داب کے سبب سب ملک تحت لوگ امن میں رہیں۔ براتنے بے خطر اور فساد کرنے والے مغلوب ہیں۔ ضحاک اتنا کہکر خاموش ہو گیا۔ پھر سعید بن عاص نے کہا امیر المومنین معاویہ کا بیٹا ایسا ولیعہد ہے جسکی ذات سے امیدوار رہ سکتے ہیں اور وہ ایسا سردار ہے جسکی بدولت امن قائم رہ سکتا ہے۔ وہ سخاوت اور شجاعت میں نام پائے ہوئے ہے اور عدل و حکومت میں مشہور ہے اگر تو اُس سے انصاف کی خواہش کریگا تو انصاف پائیگا۔ اور اگر کسی خوف و خطر کے وقت پناہ طلب کریگا تو امن و حفاظت میں رہیگا۔ اے امیر تیرا فرزند خلافت کا سزاوار ہے۔ معاویہ نے کہا بیٹھ جا مرحبا تو نے بہت اچھی صلاح دی اور کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا جو کچھ کہا بہت ٹھیک کہا ہے۔ اسکے بعد یزید بن مقنع کندی نے یزید کی طرف اشارہ کر کے کہا اے امیر المومنین ولیعہد یہ شخص ہے پھر تلوار کی طرف نظر ڈالکر کہا اگر کوئی اس امر سے راضی نہ ہوگا تو اُسکے واسطے یہ موجود ہے۔ معاویہ نے کہا بیٹھ جا تو نے بھی بہت اچھا کہا اسکے بعد حصین نمیر نے کہا اے امیر المومنین اگر تو یزید کو ولیعہد مقرر کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گیا تو خدا کی قسم امت محمدی برباد ہو جائیگی۔ اب معاویہ نے احنف بن قیس کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے ابا بحر تو کیوں نہیں کچھ بولتا۔ اُس نے جواب دیا تو یزید کے معاملہ میں اُسکے آمد و خرچ اور اُسکے دیگر حالات کو ہمسے زیادہ اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر تو جانتا ہے کہ وہ خلافت کے کام کو ایسے طریق سے انجام دے سکتا ہے جس سے خدا بھی خوش ہو اور امت رسول خدا بھی آسودگی سے بسر کرے تو اسکی نسبت کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں اُسکو خلیفہ بنا دے اور اگر تجھے یہ بات نظر آتی ہو کہ وہ عمدہ طور سے انجام نہ دے سکیگا تو مملکت اُسکے حوالے نہ کر اور آخرت کا عذاب اپنے سر پر نہ لے اور ہمکو فرمانبرداری اور اطاعت کے سوا اور کچھ کام نہیں ہے۔ معاویہ نے کہا اے ابا بحر تو نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تجھے نیک بدلہ دے۔ اسکے بعد تمام حاضرین نے یزید کی خلافت اور بیعت کو منظور کر لیا اور اپنے گھر چلے گئے معاویہ نے مروان بن حکم کو خط لکھکر بسمت مدینہ روانہ کیا اور یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا۔ مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح ہو کہ مصر کے بزرگوں اور شام و عراق کے نامور لوگوں اور جزیرہ کے رئیسوں نے میرے پاس حاضر ہو کر میرے بیٹے یزید کے ساتھ خلافت کیواسطے بیعت کر لی ہے اور میں نے اُسے اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے میرے فرمان کے مضمون سے مطلع ہو کر مدینہ والوں سے یزید کی خلافت کیلئے بیعت لیلے والسلام۔ مروان نے اس خط کو پڑھکر آدمی بھیجا اور مدینہ کے نامور اشخاص کو طلب کر کے ممبر پر چڑھا تقریر شروع کی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد رسول خدا پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو امیر المومنین پر اب بڑھاپا اچھی طرح چھا گیا ہے اُس نے خلافت کے باب میں ایک اچھی تدبیر

سوچی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور امتِ محمدی کی درستی کا سبب ہوگی اور ہمیں اُسکی اطاعت و فرمانبرداری لازم ہے لوگوں نے کہا بیان کر اُس نے کیا بات سوچی ہے اُس نے جواب دیا کہ وہ اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد مقرر کرنا چاہتا ہے تمام لوگ یزید کا نام سنتے ہی خاموش رہ گئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اور وہ شخص بھی جھوٹا ہے جس نے تجھے ایسے کلمہ کے کہنے کی جرأت دلائی ہے۔ خدا کی قسم یزید کے اعمال ایسے نہیں اور جن پسندیدہ خصلتوں کا تو نے ذکر کیا وہ اُس میں موجود نہیں ہیں۔ ہم ہرگز اُسکی خلافت کو منظور نہ کریں گے مروان غصہ ہوا اور کہا یہ شخص جو بول رہا ہے ایسا بزرگ شخص ہے جسکے حق میں اللہ تعالیٰ نے آیہ والذی قال لوالدیہ اُفٍ لکما نازل فرمائی ہے۔ عبدالرحمٰن کو بھی غصہ آگیا اور کہا اب تو اس لائق ہو گیا کہ میری نسبت قرآنی احکام کو مطابقت دینے لگا اے دشمن خدا تو وہ شخص ہے جسکے باپ کو اور خود تجھے بھی رسول خدا صلعم نے شہر سے نکال دیا تھا۔ اسکے بعد اُٹھکر اُسکا پاؤں پکڑ لیا اور کہا اے دشمن خدا اس منبر سے اُتر تو اس پر کھڑے ہونے اور تقریر کرنے کے لائق نہیں ہے۔ عبدالرحمٰن نے یہ کہکر اُسے منبر سے گھسیٹ لیا بنی امیہ کے جو لوگ وہاں حاضر تھے بگڑے اور چاہا کہ عبدالرحمٰن کو مار ڈالیں۔ عائشہ صدیقہ کو بھی خبر ہو گئی۔ حجرہ سے ایک بڑی چادر اوڑھے ہوئے نکلی اور قریش خاندان کی کچھ عورتیں ہمراہ لئے ہوئے مسجد میں آئی۔ مروان اُسے دیکھکر ڈر گیا اور قریب جا کر کہا اے مادر مومنان میں تجھے قسم دلاتا ہوں کہ جو کچھ تو کہے سچ سچ کہنا۔ اُس نے کہا میں حق بات ہی کہونگی اور گواہی دیتی ہوں کہ رسول خدا نے تجھپر اور تیرے باپ پر لعنت کی ہے اور تو مطرود اور مخروج کی اولاد ہے۔ تجھے یہ مرتبہ حاصل نہیں کہ میرے بھائیوں کے ساتھ اسطرح پیش آئے۔ مروان خاموش ہو رہا اور کچھ جواب دیا۔ عائشہ بھی واپس چلی گئی۔ اب مروان نے معاویہ کے نام خط روانہ کرکے تمام حالات سے اطلاع دی معاویہ نے مضمونِ خط معلوم کرکے ہمنشینوں سے کہا کہ مروان عبدالرحمٰن کی بہت شکایت لکھتا ہے مگر عبدالرحمان بہت بوڑھا اور ضعیف ہے اُس نے جو کچھ کہا ہے اپنی طرف سے نہ کہا ہوگا بلکہ کسی دوسرے کے کہنے سے اسطرح پیش آیا ہوگا۔ لازم ہے کہ میں اُسے مناؤں کیونکہ وہ بڑا بزرگ شخص اور بزرگ زادہ ہے پھر خط کے جواب میں کچھ لکھا اور حج کا قصد کرکے اُس سمت کو روانہ ہوا۔ مدینہ کے قریب آیا تو شہر کے تمام امیر رئیس اور نامور اشخاص پیشوائی کے لئے حاضر ہوئے امیرالمومنین حسینؑ۔ عبدالرحمان بن ابی بکر۔ اور عبداللہ بن زبیر نے بھی استقبال کی رسم ادا کی۔ معاویہ نے انہیں دیکھکر تیوری چڑھالی اور کہا میں تمہارے حسد اور دشمنی کو خوب جانتا ہوں امیرالمومنین حسینؑ نے فرمایا اے معاویہ ہوش میں آ ہم اس کلمہ کے سزاوار نہیں ہیں۔ معاویہ نے جواب دیا تم اسی کلمہ کے لائق ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ بُرے کلمہ کے سزاوار ہو اور زیادہ سختی سے کہا جو کچھ تم چاہتے تھے اللہ تعالیٰ اُسکے خلاف چاہتا تھا انجام کار ایسا ہی ہوا جیسا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ اور تمہارا چاہا ہوا کام نہ ہوا۔ اب معاویہ نے مدینہ میں قیام کیا اور آدمی اُسکے سلام کے لئے آنے جانے لگے۔ ابن زبیر اور عبدالرحمٰن اور امام حسینؑ بھی گئے معاویہ کے دروازہ پر پہنچکر اجازت طلب کی معاویہ نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ وہ ناراض ہو کر چلے آئے اور مدینہ سے نکلکر مکہ کا راستہ لیا۔ اسکے بعد معاویہ نے مسجد میں منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا حمدِ الٰہی کے بعد پیغمبر پر درود بھیجکر اپنے بیٹے یزید کا ذکر چھیڑا اور کہا میں نہیں جانتا آج کون شخص قریش میں ایسا موجود ہے جو میرے بیٹے سے خلافت کا زیادہ مستحق ہے اور جو فضیلتیں اُس میں ہیں وہ کس میں ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کچھ آدمی اُسے پسند نہیں کرتے اور اُسے وہ عیب لگاتے ہیں جو اُس میں موجود نہیں ہیں۔ وہ لوگ اِن باتوں سے باز نہ آئیں گے تاوقتیکہ اُن پر میری طرف سے کوئی ایسی بلا نازل نہ ہوگی جو انہیں بیخ و بنیاد سے برباد کردے۔ تم اپنے کاموں سے غرض رکھو دخل در معقولات مت دو ورنہ جو کچھ افتاد تم پر پڑے گی وہ تمہارے فعلوں کی وجہ سے ہوگی اسکے بعد امیرالمومنین حسینؑ۔ عبدالرحمان بن ابی بکر عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر کا نام لیکر کہا اگر ان چاروں شخصوں نے اپنی بہتری دیکھکر یزید کی خلافت کو مان لیا تو اچھا ہے ورنہ میں اُنکے ساتھ وہ سلوک کرونگا جو کرنا چاہئے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں کہیں اور منبر سے اُترکر گھر کا راستہ لیا۔ عائشہ نے بھی معاویہ کی یہ باتیں سُن لیں۔ معاویہ کے پاس آکر کہا اے معاویہ تو نے میرے بھائی محمد کو قتل کیا اور آگ میں جلا دیا اچھا نہ کیا۔ آج مدینہ میں آکر میرے دوسرے بھائی عبدالرحمٰن کو ستانا چاہتا ہے اور سخت باتیں کہتا ہے اور رسول خدا کے بعض ممتاز صحابیوں کے فرزندوں کو تاکید و تنبیہ کرتا ہے۔ کیا تو اس بات سے واقف نہیں کہ تو طلیق ہے اور طلقا کے لئے خلافت ناجائز ہے۔ تیرا باپ احزاب میں سے تھا۔ مجھے بتا تو نے اپنے آپ کو کیا سمجھا ہے اور کس شخص نے تجھکو مجھ سے بیخوف کر دیا ہے۔ اگر میں حکم دیدوں تو اسی وقت تجھکو گرفتار کرلیں اور تو میرے بھائی کے بدلے مارا جائے۔ مجھے اس حرکت سے کون روک سکتا ہے معاویہ نے جواب دیا اے مادر مومنان خاموش رہ۔ میں نے تیرے بھائی محمد کو نہیں مارا۔ مارنے کا حکم دیا تھا۔ ہاں وہ علیؑ ابو طالب کیطرف سے والی مصر تھا میں نے عمرو عاص اور معاویہ

بن بدیع کو وہاں بھیجا تیرے بھائی نے مقابلہ کیا اور انہوں نے اسے مار ڈالا میں نے اس بات کا حکم نہ دیا تھا نہ ایسے فعل سے خوش تھا۔ اور میری نسبت تیرا یہ کہنا کہ تجھے قتل کر دوں میں رسول اللہ کے شہر میں ہوں۔ عائشہ نے کہا بیشک جیسا تو نے بیان کیا یہی بات ہے مگر مجھ سے لوگوں نے کہا ہے کہ تو نے میرے بھائی اور حسین بن علی اور عبداللہ بن عمر اور زبیر کے بیٹے اور میرے بھائی کے بیٹے عبداللہ کو تنبیہ کی ہے تیری ان جیسوں کی یہ مجال نہیں کہ ان چار بزرگ زادوں کو تنبیہ کرے۔ معاویہ نے کہا خدا کی پناہ یہ لوگ تو مجھے آنکھوں سے زیادہ عزیز ہیں اور اگر ان میں سے کسی کو کوئی شخص مار ڈالے تو میں قاتل کو روئے زمین پر زندہ نہ رہنے دوں۔ مگر میں نے اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد مقرر کیا ہے اور اکثر معزز و ممتاز شخصوں نے اس سے بیعت کر لی ہے اور اسے خلیفہ مان لیا ہے۔ یہ چاروں شخص منظور نہیں کرتے کیا تو اس امر کو اچھا سمجھتی ہے کہ میں نے جو یزید کی بیعت لی ہے اور تاکید بلیغ کی ہے اس سے دست بردار ہو جاؤں عائشہ نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتی یہ چاہتی ہوں کہ تو نے جس امر کو کر لیا ہے اس سے پھر جائے۔ مگر ان چاروں شخصوں کی دلجوئی کر کہ وہ تیری مخالفت نہ کریں اور اس معاملہ میں تیری رضامندی کا خیال رکھیں۔ ہرگز انکے ساتھ بدسلوکی نہ کرنا اور کوئی ایسا حکم نہ دینا جس میں کچھ برائی شامل ہو اور مجھے اسکے تدارک کیلئے اٹھنا اور تجھے صدمہ پہنچانا پڑے خدا سے ڈر اس مکار دنیا سے گزر اور قبر میں جانے کا خیال کر اور وہ کام نہ کر جس سے شرمندہ ہونا پڑے۔ معاویہ نے کہا میں ایسا ہی عمل میں لاؤں گا اور تیری ہدایت کے مطابق چلوں گا اور جو کچھ تو کہتی ہے اسمیں عین بھلائی اور بہتری شامل ہے۔ اب عائشہ واپس چلی آئی اور معاویہ نے حسین بن علی عبدالرحمن بن ابی بکر عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بلایا۔ لوگوں نے کہا وہ مکہ کی طرف چلے گئے ہیں۔ معاویہ اس خبر کو سنکر فکرمند ہوا تھوڑی دیر سوچ کر آدمی روانہ کیا کہ عبداللہ بن عباس کو بلا لائے۔ جب عبداللہ آیا معاویہ نے بڑی خاطر تواضع اور عزت افزائی کی۔ اور کہا میں ہر امر میں بنی ہاشم کا شریک حال ہوں کیونکہ ہم سب عبد مناف کی اولاد ہیں اور ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے اور ایک ہی جگہ پرورش پائی ہے اور ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہے ہیں الفت و محبت سے بسر کی ہے۔ اور اب جو درمیان میں جو مخالفت اور عداوت واقع ہو گئی ہے اسکا سبب سلطنت تھی۔ اس سے پیشتر یہ اقتدار بنی تیم اور عدی کے قبیلہ کو حاصل تھا تم انسے رضامند تھے اور کبھی مخالفت نہ کی اور جب ہمیں یہ مخالف ہو کر جنگ و جدل کرنے لگے اللہ تعالیٰ کی مدد اور فضل سے اس امر کا خوب انتظام کر لیا جیسا کہ تمکو معلوم ہے میں نے تمہارے حق میں کچھ کمی نہ کی۔ درجے اور مرتبے بڑھائے تمکو بڑے بڑے انعام و اکرام عطا کئے مگر جہاں تک میں دیکھتا ہوں تم دوستی اور موافقت کی کوئی بات نہیں کرتے بلکہ طرح طرح کی دشمنی اور مخالفت کے آثار تمہاری طرف سے دیکھنے میں آتے ہیں خصوصاً حسین بن علی کی باتیں جو میرے کانوں تک پہنچائی جاتی ہیں اگر وہ ایسا ہی کہتا ہے تو مناسب ہے کہ تم ان لڑائیوں کو یاد کرو جو علی بن ابی طالب نے مع مہاجر و انصار میرے مقابلہ پر کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ان بخششوں اور برکتوں کو دیکھو جو میرے حال پر مبذول ہیں اس قسم کی باتوں اور حرکتوں سے باز آؤ اور یہ خیال مت کرو کہ تم میں سے کوئی شخص علی اور حسن کے مرتبہ کو پہنچے گا۔ ابھی بات کی فراغت نہ ہوئی معاویہ یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ عبداللہ بن عباس نے اسکی بات قطع کر کے کہا تیرا یہ کہنا درست ہے کہ ہم عبد مناف کی اولاد ہیں اور ہماری دوستی کی نسبت جو کچھ تیرا خیال ہے وہ بھی غلط نہیں ہے اور باہمی یگانگت کے خیال سے جو تو ہماری امداد کا آرزومند ہے وہ بھی کچھ بعید نہیں بیشک ابتدا میں جو پریشانی لاحق ہو گئی تھی وہ جاتی رہی اور کل اقتدار تجھے حاصل ہو گیا اور تیری امید بر آئی۔ اب لازم ہے کہ تو دلداری اور دلجوئی سے پیش آئے اور دلی محبت پیدا کرے۔ تیرا ہمارے ساتھ بخششوں اور احسانات سے پیش آنا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ تیری طبیعت سخاوت اور کرم کی طرف بہت مائل ہے اور خواہ کتنا ہی مال کثیر کیوں نہ عطا کرے تو کبھی احسان نہیں جتاتا۔ تو جنگ کر کے مال سمیٹتا ہے اور جنتوں میں اڑاتا ہے۔ مگر تیرا یہ کہنا کہ علی اور حسن دنیا سے چلے گئے اور ان جیسا تم میں سے کوئی نہ ہوگا یہ بات کہنی لازم نہ تھی کیونکہ حسین زندہ ہے اور وہ بھی اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ پھر ایسا کلمہ کہنا ہرگز اسے کچھ ضرر نہ دیگا اور تمام عالم تجھے ملامت کریگا۔ آج دنیا کے تختے پر اسکے سوا کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو ہمارے پیغمبر کی بیٹی کا بیٹا ہو۔ معاویہ نے جواب دیا اے عبداللہ تو نے بہت ٹھیک بات کہی میں نے تیری نصیحت مان لی اسکے بعد معاویہ مکہ کی طرف روانہ ہوا اور عبداللہ بن عباس کو ساتھ لیا۔ جب مکہ کے پاس پہنچے تو بڑے بڑے بزرگوں امیروں اور سرداروں نے مع عوام الناس شہر سے باہر آکر اسکا استقبال کیا۔ امیر المومنین حسین عبدالرحمن عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر بھی پیشوائی کے لئے آئے۔ معاویہ نے انہیں دیکھ کر کہا مرحبا مرحبا پھر حسین کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے ابا عبداللہ اور بہشتی جوانوں کے سردار تم بہت اچھے ہو۔ پھر عبدالرحمن کی طرف نظر اٹھا کر کہا اے صدیق کے بیٹے اور قریش کے سردار

مرحبا اسکے بعد عبداللہ بن عمر کو دیکھکر بولا اے فاروق کے بیٹے اور ہمارے پیغمبر کے دوست کے فرزند تم اچھی طرح ہو اور اسی طرح عبداللہ بن زبیر پر نظر ڈالکر کہا رسول خدا کے دوست کے بیٹے اور اُنکے خالہ زاد بھائی مرحبا۔ پھر حکم دیا کہ چار سواریاں لاؤ اور انہیں سوار کراکر اپنے ساتھ لیچلا۔ اُنسے باتیں کرتا جاتا تھا اور خندہ پیشانی پیش آتا تھا۔ پھر مکہ میں داخل ہوکر قیام کیا اور ان چاروں شخصوں کو بہت بھاری خلعت اور انعامات وافر عطا کئے اور حسینؑ کے خلعت میں کو بھی ایزادی کی اور نہایت ہی عمدہ ملبوس بھیجا۔ اوروں نے اپنا اپنا عطیہ لیلیا مگر حسینؑ نے نہ لیا معاویہ بہت دنوں مکہ میں رہا اور یزید کی خلافت اور بیعت کا کچھ ذکر نہ کیا۔ پھر ایک دن آدمی بھیجکر امیر المومنین حسینؑ کو طلب کیا جب آپ تشریف لائے تو معاویہ نہایت اچھی طرح پیش آیا اور بڑی مہربانی اور محبت ظاہر کی پھر کہا میں آپ کے سامنے کچھ مطلب ظاہر کرنا چاہتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ کم سے کم اس بات کو رد نہ کیجئے۔ اور اچھا جواب دیجئے۔ میں نے تمام شہروں میں فرمان بھیجکر وہاں کے اراکین اور نامور اشخاص اور ملازموں کو اپنے پاس بلایا تھا اور انسے یزید کی خلافت کیلئے بیعت لی تھی اور مدینہ والوں کی مرضی سب کے بعد رکھی تھی کیونکہ میں نے انکی رضامندی کو اس خیال سے سہل بات سمجھا تھا کہ مدینہ یزید کی جائے پیدائش ہے اور یہاں پر اُسکے عزیز اور کنبہ دار بکثرت موجود ہیں۔ پھر میں نے ایک فرمان بھیجکر مدینہ والوں سے بھی اسکے لئے بیعت لینی چاہی مگر کچھ لوگوں نے انکار کیا جسکی مجھے اُسکی توقع نہ تھی اگر میں کسی دوسرے شخص کو خلافت کیلئے یزید سے زیادہ لائق سمجھتا تو میں اُسی کو خلیفہ قرار دیتا حسینؑ نے جواب دیا اے معاویہ خاموش رہ اور اس معاملہ میں زیادہ اچھی بات کو اختیار کر کیونکہ یزید سے بہتر اور بھی کوئی شخص امور خلافت کے انجام دہی کے لئے موجود ہے اپنی ذات خاص سے بھی اور ماں باپ کی طرف سے بھی یزید سے زیادہ اچھا ہی معاویہ نے کہا کیا تمہارا مدعا اپنے واسطے ہے حسینؑ نے کہا اگر میں اپنے لئے خواستگار ہوں تو کوئی عجیب بات نہیں معاویہ نے کہا اسوا اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ تیری ماں یزید کی ماں سے بہتر ہے اور تیرے باپ کو بھی جو فضیلت اور شفقت اور نزدیکی جناب رسول خدا سے حاصل ہے وہ اور کسی شخص کو میسر نہیں مگر تو اور یزید بس خدا کی قسم امت محمدی اور امور خلافت کے انجام دہی کے بارے میں وہ تجھ سے بہتر ہے امیر المومنین حسینؑ نے کہا یہ بات نہیں ہے کیونکہ مجھے اپنے نانا کی امت اپنی ذات سے زیادہ عزیز ہے یزید فاسق و فاجر ہے تو اُسے مجھ سے اچھا بتاتا ہی معاویہ نے کہا اے حسینؑ خاموش ہو۔ یزید کی نسبت ایسا نہ کہو کیونکہ اگر لوگ اس سے تیرا تذکرہ کرتے ہیں تو وہ تیری نسبت اچھے ہی خیالات ظاہر کرتا ہی حسینؑ نے کہا میں جیسا کچھ اُسکا حال جانتا ہوں کہتا ہوں اور وہ بھی جو کچھ میری نسبت جانتا ہی بیان کرتا ہے پھر چھپانا کس لئے معاویہ نے کہا معلوم ہوگیا اے ابا عبداللہ سلامتی سے گھر چلے جاؤ اور اپنے حال پر رحم کرو اور شامیوں سے بچتے رہو یزید کی نسبت جو کچھ میں نے تیری زبان سے سنا ہے مبادا وہ بھی سن پائیں۔ وہ میرے اور تیرے باپ کے دشمن ہیں حضرت حسینؑ اٹھکر واپس چلے آئے پھر معاویہ نے آدمی بھیجکر عبدالرحمن کو بلایا اور باتیں کرنے لگا۔ عبدالرحمان نے معاویہ کے کہنے سے پہلے ہی کہا جیسے یزید کی کرتوت کو خدا کے حوالہ کردیا اور تو کتنے ہی اصرار سے کیوں نہ کہے کہ ہم یزید کی بیعت اختیار کرلیں بالکل بیفائدہ ہوگا۔ ہاں اس کام کو مشورہ پر چھوڑ دے۔ معاویہ نے کہا خدا کی قسم میں تجھے اور تیری گروہ کو خوب پہچانتا ہوں میں نے تیرے لئے وہ سزا سوچ رکھی ہے جو تیری لائق ہے اور انجام کار تو اُسے بھگتیگا۔ عبدالرحمان نے کہا اُسوقت اللہ تعالیٰ مجھے دنیا ہی میں اسکی عوض بکڑ لیگا اور عقبیٰ میں تجھپر عذاب نازل کریگا معاویہ نے کہا اے خدا تو اس شخص کا کام میرے ہاتھوں سے تمام کر۔ پھر کہا اے شخص چلا جا اور اپنی جان پر رحم کر اور شامیوں سے ڈرتے رہنا عبدالرحمن نے کہا ہم خدا سے بہت ڈرتے ہیں ہمیں یزید کی بیعت کے لئے کچھ نہ کہا اور ہمیں کچھ اندیشہ نہ رکھ۔ پھر غصہ میں بھرا ہوا وہاں سے اٹھکر واپس چلا آیا۔ اسکے بعد معاویہ نے آدمی بھیجکر عبداللہ بن عمر کو بلایا جسوقت وہ آیا بہت عزت سے بٹھایا کہا مجھے تیرا حال معلوم ہے تو ہر وقت امر کا خواستگار رہے اور چاہتا ہے کہ دن سے رات اور رات سے دن آجائے۔ اور مجھ کو کوئی شخص امیر یا خلیفہ فرمانروا نہو۔ لازم ہے کہ تو اس سلسلہ پر قائم رہے اور مخالف اختیار کرکے طرفین میں فساد نہ ڈالے کیونکہ لوگوں نے یزید کی خلافت کو منظور کرلیا ہی اور معاملہ خلافت اب مستقل اور مستحکم ہوچکا ہے عبداللہ نے کہا تجھ سے پیشتر بھی خلیفہ ہوچکے ہیں اور انکے بیٹے بھی موجود تھے اور سب کے سب تیرے بیٹے سے افضل و بہتر مگر کسی نے بھی اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ تو بھی ایسا ہی کر۔ اور میں خلاف پسند آدمی نہیں ہوں میں نہیں چاہتا کہ تو نے جس کام کو کرلیا ہے میرے واسطے اُسے درہم و برہم کردے اگر تمام مسلمانوں نے تیرے بیٹے کو خلیفہ مان لیا ہے تو میں بھی مخالفت اختیار نہ کرونگا اور اگر سب کا اتفاق نہیں ہے تو میں تو عبادت الٰہی کے لئے گوشہ نشین ہوچکا ہوں جسپر سب کا اتفاق ہوگا اُسی کو میں بھی تسلیم کرلونگا اور سمجھ لو کہ مسلمانوں کے ایک شخص میں بھی ہونگا معاویہ نے کہا تیری بات بہت ٹھیک ہے۔ اٹھ اور واپس چلا جا اور شامیوں سے بخوف رہنا۔ اب عبداللہ بن زبیر کو بلایا وہ آکر بیٹھ گیا تو معاویہ نے اسکی طرف نظر بھر کر کہا یہ تو لومڑی ہے اگر اسکے نکلنے کے تمام سوراخ بھی بند کردئے جائیں تو ایک اور نئے سوراخ سے باہر جائیگی

اے ربیع کے بیٹے آگاہ ہو کہ میں نے اُن تین شخصوں کو جن سے تو بھی واقف ہو بلایا اور انکی منصب پر ہاتھ رکھ کر جبکہ تیرے طرح کی کیفیت دیکھ پائی ہے تو اپنے واسطے ڈر اور مخالفت سے باز رہ۔ آگاہ ہو کہ خلافت یزید کیلئے قرار دیدی گئی ہے اور تمام انتظام ہو چکا ہے۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا اے معاویہ میرے دل میں تو کوئی مخالفت موجود نہیں۔ مگر لازم ہے کہ تو فتنہ اور فساد کی جڑ جمائے اور گزشتہ خلفا کے طریق پر ست رہے۔ اِس معاملہ کو اپنی وفات کے بعد مشورہ پر چھوڑ جا اور اگر تو اِس خدمت سے بیزار ہو گیا ہے تو علیحدہ ہو جا۔ اور اپنے بیٹے کو خلافت مت دے۔ یاد رکھ کہ خلافتِ رسولِ خدا بہت بڑا کام ہے۔ قیامت کے دن تجھ سے پوچھا جائیگا کہ اِس خدمت کو کس حالت پر چھوڑا اور اپنے بعد اُسے کس شخص کے سپرد کیا۔ اِس معاملہ میں دوبارہ غور کر اور اُسکے شروعات اور انجام کو خوب سوچ۔ معاویہ نے کہا اے شیخ اِس کلام سے باز آ اور شام والوں کی طرف سے بہت خبردار رہ کہ جو کچھ مجھے کہا ہے وہ نہ سُن پائیں۔ تو نے مجھ سے تنہائی میں کہہ لیا یہ سہل تھی میں نے برداشت کی مگر شامی اُسکی برداشت نہ کر سکیں گے اور تجھے حقیقت حال معلوم کرا دینگے۔ عبداللہ زبیر بھی وہاں سے چلا آیا۔ اسکے بعد معاویہ مکہ میں بہت عرصہ تک رہا قریش کے لوگوں کو انعام اور خلعت دیتا رہا مگر بنی ہاشم کے ساتھ کچھ سلوک نہ کیا۔ عبداللہ بن عباس نے اُس سے کہا کہ بنی ہاشم کو محروم رکھنا چاہئے اے معاویہ تیرے کرم اور سخاوت اور عادتِ حسنہ سے یہ بات بہت ہی بعید ہے کہ اپنی بخششوں سے بنی ہاشم کو محروم رکھے۔ اُس نے جواب دیا میں حسین سے رنجیدہ ہوں کیونکہ وہ میرے بیٹے سے بیعت نہیں کرتا اِس لئے میں آپ سے باہر ہوں کہ بنی ہاشم کو کچھ دوں۔ عبداللہ نے کہا حسینؑ کے سوا جنہوں نے بیعت کر لی ہے سب کے حال پر تو نے مہربانی فرمائی اور انہیں اپنے احسانات سے محروم رکھنا چاہا۔ وہ لوگ حسینؑ جیسا مرتبہ نہیں رکھتے۔ پھر عبداللہ بن عباس نے کہا اے معاویہ اگر تو بنی ہاشم سے اچھا سلوک کریگا۔ اور انکو اپنی بخششوں سے محروم رکھیگا تو میں اِس معاملہ میں خاموش رہونگا۔ تیری نسبت جیسا کہنا چاہئے کہونگا لوگوں کو تیری دوستی اور بیعت سے برگشتہ کرونگا۔ معاویہ نے کہا اچھا میں بنی ہاشم کو بھی انعامات دونگا۔ پھر ہر ایک بنی ہاشم کو بھاری اور بیش قیمت انعام و خلعت عطا کئے سب نے لیلئے مگر حسینؑ بن علیؑ نے قبول نہ کیا۔ جب معاویہ مکہ سے واپس جانے لگا حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے قریب ایک منبر نصب کریں۔ حسینؑ بن علیؑ۔ عبدالرحمان۔ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بلایا جب سب آ گئے اُن سے کہا مجھکو تم سے جسقدر محبت ہے تم اُس سے آگاہ ہو۔ مجھ سے جہاں تک ہو سکتا تھا تمہارے ساتھ صلہ رحم کیا گیا اور انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ اور بھی زیادہ حسن سلوک سے پیش آتا رہونگا یزید تمہارا بھائی اور تمہارے چچا کا بیٹا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اُسے خلیفہ مان لو اور انتظام خود کرو اور جو کچھ تمہارا دل چاہے اور جو تمہاری آرزو ہو اُسے عمل میں لاؤ۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا اے معاویہ تین کاموں میں سے ایک کام کر۔ اگر رسولِ خدا کے طریق پر چلنا منظور ہو تو حضرت نے کسی شخص کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا یہانتک کہ دارِ فانی سے انتقال فرمایا آپ کے بعد صحابہ نے مشورہ کر کے ابوبکر کو خلافت دی تو آرام سے خلافت کا کام انجام دئے جاتے تو انتقال کر جائیگا لوگ خود دیکھ لینگے اور جسے مناسب سمجھیں گے خلیفہ بنا لیں گے۔ معاویہ نے کہا میں ایسا نہ کرونگا کیونکہ میں تم میں ایک کو بھی ابوبکر کے برابر نہیں دیکھتا اور تمہاری مخالفت سے ڈرتا ہوں عبداللہ بن زبیر نے کہا اگر یہ امر منظور نہیں تو ابوبکر کا طریق اختیار کر۔ اگرچہ اُسکے بیٹے اور رشتہ دار موجود تھے اور سب خلافت کے لائق تھے مگر اُس نے اُنمیں سے کسی شخص کو خلافت نہ دی بلکہ ایک مضبوط قریشی یعنی عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا تو بھی ایسا ہی کر اور اپنے اقربا یعنی عبدالشمس کی اولاد میں سے کسی کو خلیفہ بنا۔ اگر تو اِس بات کو بھی نہیں مانتا تو جیسا عمر خطاب نے کیا کہ خلافت کو مشورہ پر چھوڑ دیا اور نامور صحابیوں میں سے چھ شخصوں کو مخصوص کر دیا کہ اُنمیں سے کسی ایک شخص کو باہمی مشورہ سے خلیفہ بنالیں۔ چنانچہ لوگوں نے جیسا مناسب سمجھا اِس عہدہ کا انتظام عثمان کے ہاتھ میں دیدیا اور عمر بھی فرزند اور رشتہ دار رکھتا تھا جو خلافت کے لائق تھے مگر اُس نے بھی اُنمیں سے کسی کو خلیفہ مقرر نہ کیا تھا تو بھی ایسا کر اور اِس کام کو مشورہ پر چھوڑ دے۔ معاویہ نے کہا میں نے تیری تینوں تجویزیں سُن لیں اور سمجھ لیا کہ اُنکے علاوہ کچھ اور بھی منظور ہے۔ عبداللہ نے کہا یہ غلط بات ہے تو اِن تینوں صورتوں میں سے ایک اختیار کر لے۔ معاویہ نے حضرت حسینؑ بن علیؑ۔ عبدالرحمان اور عبداللہ بن عمر کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم کیا چاہتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم بھی یہی چاہتے ہیں جو عبداللہ بن زبیر کہہ رہا ہے معاویہ نے کہا میرا ارادہ ہے کہ واپس جاؤں مگر جانے سے پیشتر چاہتا ہوں کہ یہ سر منبر کچھ عذر ظاہر کروں اور لوگوں کو نصیحت کروں۔ تمام لوگوں میں عقلمند وہی شخص ہے جو اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور ہماری جانب سے خوف و خطرہ سے بچے۔ میں تمہیں نافرمانی کی طرف سے ڈراتا ہوں اور انجام بخیر ہو۔ پھر سب اُٹھکر چلے گئے۔ معاویہ نے دوسرے دن مسجد میں آ کر لوگوں کو طلب کیا جب سب جمع ہو گئے اور حسینؑ بن علیؑ اور عبداللہ بن زبیر عبدالرحمان بن ابی بکر اور عبداللہ بن عمر بھی آ کر بیٹھ گئے تو آپ منبر پر جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور رسولِ خدا پر درود بھیجکر بیان نصیحت شروع کی اور بعد ازاں اپنے مطلب پر

آرہا کہ میں لوگوں سے طرح طرح کی باتیں سن رہا ہوں مگر انکا کچھ اعتبار نہیں کل میں نے سنا کہ کچھ آدمی آپس میں کہہ رہے تھے کہ حسین بن علیؓ۔ عبدالرحمان بن ابی بکر عبداللہ بن عمر
و عبداللہ بن زبیر یزید سے خوش نہیں ہیں اور اسکی بیعت اختیار نہیں کرتے مجھے انکی بات سے بہت تعجب ہوا۔ یہ چاروں مختار اور بزرگوں کے فرزند اور مسلمانوں کے سردار ہیں
میں نے انکو بلا کر یزید کی بیعت کا ذکر کیا انہوں نے لطف و کرم فرمایا اور یزید کی بیعت اختیار کر لی چنانچہ میں انکے روبرو یہ بات کہہ رہا ہوں اگر کسی کو کچھ شک و شبہ ہو تو اٹھ کھڑا ہو اور
یقین حاصل کر لے کہ ان بزرگزادوں نے یزید سے بیعت کر لی ہے اور اسکے ساتھی ہو گئے ہیں شام کے امیر اور سردار جو اس جلسہ میں موجود تھے تلواریں سونت کر بولے اے امیر ان
چاروں کی تعریفیں کب تک کئے جائیگا اور کب تک انکو بڑھاتا چڑھاتا رہیگا۔ وہ اسقدر عظمت والے نہیں ہیں۔ ہمیں اجازت دے کہ ابھی انکے سر قلم کر دیں۔ اگر انہوں نے سب کے
سامنے یزید کی بیعت مان لی تو بہتر ہے ورنہ ہم پوشیدہ بیعت کر لینے سے خوش نہیں ہیں۔ یزید کا کام مستقل اور مستحکم ہو چکا ہے اور خدا کا شکر ہے عظمت اور علم بدرجہ کمال
حاصل ہے پھر ان چار آدمیوں کی کیا ضرورت ہے حکم دے تو ہم ان چاروں کو قتل کر دیں معاویہ نے کہا چپ ہو اور تلواریں میان میں رکھ لو سبحان اللہ تم لوگ شر اور فساد
کے لئے کسقدر مستعد اور خونریزی پر تلے ہوئے ہو خدا سے ڈرو اے شام والو تم فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو۔ انکا قتل کرنا بڑا اہم کام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بنیادوں کو برباد کرنا اچھا
کام نہیں ہے۔ اور اسکا بدلہ لیا جائیگا غرض اسی قسم سے انکو سمجھا کر حکم دیا کہ تلواریں میان میں رکھ لو۔ شام کے امیروں نے اپنی تلواریں نیام میں رکھ لیں۔ اور وہ جوش و
خروش جاتا رہا حسین بن علیؓ اور وہ تینوں شخص حیران تھے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ سوچے اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بیعت نہیں کی تو ابھی مارے جاتے ہیں اور بہت بڑا فساد پھیلیگا
خاموش ہو رہے اور کچھ نہ بولے معاویہ بھی منبر پر سے اتر آیا اور لوگ چلے گئے۔ سب نے یہی خیال کیا کہ ان چاروں بزرگوں نے بھی یزید سے بیعت کر لی ہے اور اسکی خلافت برحق
ہو گئی ہے۔ اسکے بعد بڑے شان و تجمل سے لشکر ہمراہ لیکر مراجعت کی مکہ کے لوگ ان چاروں کے پاس آئے اور ملامت کرنے لگے کہ پہلے دن تمہیں معاویہ نے بلا کر یزید کی بیعت کیلئے
کہا تھا اگر تم راضی نہ ہوئے تھے۔ پھر پوشیدہ طور پر بیعت کر لی ہمیں تمہاری اس بات سے بڑا تعجب ہے۔ حسین بن علیؓ نے فرمایا ہم نے یزید کی بیعت اختیار نہیں کی نہ ظاہر میں نہ پوشیدہ
لیکن معاویہ نے دھوکہ دیا ہے۔ اور ایسے گروہ کے روبرو جو منبر کے نیچے کھڑا تھا اور شامیوں نے سرکشی کی راہ سے تلواریں سونت لیں ہم خیال دیکھکر ڈر گئے اور کچھ نہ بولے۔ اور یہی بات سچ ہے لوگوں
کو معاویہ کی مکاری کا حال معلوم ہو گیا سب نے بہت لعنت کیا۔ الغرض معاویہ نے واپسی کے وقت ابوا موضع میں قیام کیا۔ شب کے وقت رفع حاجت کیلئے خیمہ سے نکلا قریب ہی
پانی بھرنے کا ایک کنواں تھا معاویہ اسکے اندر جھانکنے لگا وہاں سے بخارات اٹھکر اسکے چہرہ کو لگے جس سے مرض لقوہ لاحق ہو گیا بمشکل تمام اسے خیمہ میں لائے اور بستر پر لیٹ گیا
دوسرے دن لوگوں کو خبر ہوئی۔ گروہ در گروہ بیمار پرسی کے لئے آنے شروع ہوئے۔ معاویہ نے کہا آدمیوں کی بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک گناہوں کے سبب جسکو اللہ تعالیٰ گنہگاروں
کو انکے کئے ہوئے گناہوں کے عوض عقوبت میں مبتلا کرتا ہے تاکہ اور لوگ اسکا حال دیکھکر عبرت پکڑیں اور گناہوں سے بچیں۔ دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی عنایت میں شامل ہے کہ چند روز
بیمار رہکر اور تکلیف اٹھا کر داخل ثواب ہو جائیں۔ آج میں بیماری میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ کیا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ میرا ایک عضو بیمار ہے مگر اللہ کا شکر ہے کہ اور اعضا تندرست ہیں۔
اگر میں چند روز بیمار رہوں تو وہ تندرستی اور آرام کے زمانہ کے مقابل میں بہت کم ہیں اور صحت کا زمانہ زیادہ۔ اب مجھے خدا سے کسی شے کی تمنا نہیں رہی کیونکہ اس نے اسقدر
مجھ پر بے انتہا مہربانیاں اور بخشش نازل فرمائی ہیں کہ میں انکی تفصیل نہیں کر سکتا۔ بیحد دولت اور نعمت کے ساتھ عمر دراز عطا کی یہانتک کہ آج ستر سال کی عمر میں مجھے یہ عارضہ
لاحق ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحمت نازل فرمائے اور میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت اور تندرستی عطا کرے جسقدر آدمی وہاں موجود تھے سب نے دعا کی اور خدا سے
اسکی تندرستی کے خواہاں ہوئے۔ پھر اسکے پاس سے باہر چلے آئے۔ جب معاویہ اکیلا رہ گیا تو بہت گھبرایا اور رونے لگا اسی وقت مروان جا پہنچا اور بولا اے امیر تو روتا ہے۔ کہا نہیں میں
روتا نہیں مگر اتنی بات ہے کہ ابھی بہت سے کام کرنے باقی تھے حکومت میں انجام دینے کا اس سبب سے افسردہ خاطر ہوں اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں انکا افسوس آتا ہے۔
دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ بیماری ایسے عضو پر واقع ہوئی ہے جو ہمیشہ کھلا ہوا رہتا ہے اور تمام اعضا سے زیادہ اچھا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ علی بن ابیطالب کی خلافت کے چھین
لینے اور انکے صحابیوں حجر بن عدی وغیرہ کے قتل کر دینے کے بدلے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بلا میں مبتلا کیا ہو اور عذاب مرگ میں پکڑا ہو میں یہ تمام مصیبتیں یزید کی
محبت کے سبب اٹھا رہا ہوں اگر میرے دل میں اسکی الفت غالب نہ ہوتی تو میں راہ راست پر چلتا اور اپنی بھلائی کا طریقہ اختیار کرتا مگر یزید کی محبت نے مجھے اس دن پر

چلیے اور جنگ و جدل اختیار کرنے پر مجبور کیا تھا یہانتک کہ آج دشمن محض قہقہہ لگا رہے ہیں اور دوست رو رہے ہیں اسی طرح کی اور چند باتیں کہکر وہاں سے کوچ کا حکم دیا سفر کرتے ہوئے شام میں داخل ہوئے اور اپنے گھر میں قیام کیا۔ اب اس عارضہ نے ترقی پاکر غلبہ کیا۔ راتوں کو پریشان خواب دیکھتا اور خوف زدہ ہوتا کبھی کبھی بڑبڑانے لگتا۔ پانی زیادہ پیتا پھر بھی پیاس نہ بجھتی۔ ہر دفعہ بیہوش ہوجاتا اور جب ہوش میں آتا چیخ چیخ کر کہتا تھا اے حجر بن عدی اور اے عمرو بن حمق مجھے کیا ہوگیا تھا کہ تمہارے ساتھ اس طرح میں آیا اور اے ابوطالب کے بیٹے میں نے تمہاری مخالفت کیوں اختیار کی تھی اے خدا اور اے میرے سردار اگر تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے تو میں اسکا مستحق ہوں اور اگر معاف کردے اور بخشدے تو تو خداوند کریم اور رحیم ہے۔ معاویہ اسی حالت میں بستر بیمار پڑا تھا اور یزید اسکے پاس سے دم بھر کے لئے علیحدہ نہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ اسی بیقراری میں سخت غشی طاری ہوئی ایک قریشی عورت پاس بیٹھی بولی امیر معاویہ مر گیا۔ معاویہ نے آنکھ کھولدی اور کہا وَاِنْ مَاتَ مَاتَ الْجُوْدُ وانقطع الندی من الناس الا من قلیل مصرد پھر ہاتھ مار کر اور گلے کا تعویذ توڑ کر پھینکدیا اور یہ شعر پڑھا ۔ واذا المنیة انشبت اظفارها + الفیت کل تمیمة لا تنفع۔ اسی اثنا میں یزید نے کہا اے امیر اپنی زبان سے کچھ کہہ اور مجھ سے بیعت کرکے سب لوگ سن لیں کیونکہ اب یہی امر مناسب ہے مبادا تیرا حال دگرگوں ہوجائے اور میرا معاملہ تیرے ہاتھ سے ناتمام رہجائے میں آل ابوتراب کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھاؤں۔ معاویہ اسکی باتیں سنتا اور خاموش تھا۔ دوسرے روز بدھ کا دن تھا آدمی بھیجکر اپنے تمام دوستوں امیروں اور سرداروں کو طلب کیا جب سب آگئے دربان سے کہا جو شخص آئے اسے اندر آنے سے نہ روکے جب لوگوں نے سنا کہ معاویہ کے پاس جانے کی ممانعت نہیں رہی آ آکر معاویہ کو سلام کرتے اور اُسے سخت بیمار دیکھکر واپس چلے جاتے تھے ضحاک بن قیس کے پاس جو معاویہ کا نائب اور کوتوال تھا بیٹھکر روتے اور کہتے تھے امیر سخت بیمار ہے خیال نہیں کہ اس مرض سے زندہ رہیگا پھر اسکے بعد کون خلیفہ ہوگا کیا تو پسند کرتا ہے کہ آل ابی سفیان کے خاندان سے خلافت نکلکر آل ابوتراب کے ہاتھ جا پڑے ہم اس بات کو گوارا نہیں کرسکتے بہت سے آدمی ضحاک بن قیس اور مسلم بن عقبہ مری کے پاس جمع ہوگئے کہا تم دونو معاویہ کے خاص دوست اور رازدار ہو اسکی حالت اب اس درجہ کو پہنچ گئی ہے جسے تم بھی دیکھ رہے ہو مناسب ہے کہ دونو اسکے پاس جاؤ اور ضرورت ہو تو اُسے سمجھاؤ اور کہو کہ خلافت اپنے بیٹے یزید کے حوالے کرجائے ہم سب اس بات کے آرزومند ہیں ضحاک اور مسلم دونو نے معاویہ کے پاس جاکر سلام کیا کہا آج امیر کا مزاج کیسا ہے کچھ آرام ہے معاویہ نے کہا میں بُرے بُرے گناہوں کے بوجھ سے دبا ہوا ہوں اور اُنکے معاوضہ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر رہا ہوں اور اسکی رحمت کا امیدوار ہوں ضحاک نے کہا ایک امر امیر سے کہنا ہے۔ تمام لوگ امیر کو سخت بیمار دیکھکر رنجیدہ ہیں اور بہت ہراساں ہوگئے ہیں قریب ہے کہ اختلاف واقع ہوجائے حالانکہ ابھی امیر شکر خدا زندہ ہے لیکن موجودہ حالت سے پایا جاتا ہے کہ واقعہ پیش آیا تو کیا حال ہوگا اسکے بعد مسلم نے کہا اے امیر تمام لوگوں کا دل یزید کی طرف رجوع ہے سب اسے پسند کرتے ہیں اور تمکو اسکے معاملہ میں تردد ہے تم آج بیمار ہو کسے معلوم کہ انجام کیا ہو مصلحت یہی ہے کہ بیماری کی زیادتی سے پہلے اور زبان بند ہونے سے قبل تو یزید سے بیعت کرلے اور اسکی خلافت کو مستحکم کردے معاویہ نے کہا اے مسلم تو سچ کہتا ہے ہمیشہ سے میں اس بات کا خواہشمند رہا ہوں کہ میرے بعد یزید خلیفہ ہو کاش قیامت تک خلافت میرے ہی خاندان میں چلی جائے۔ ابوتراب کی اولاد کو میری اولاد پر دسترس نہو۔ مگر آج بدھ کا دن ہے یہ کام کیونکر کیا جائے کیونکہ جو کام بدھ کے دن کیا جاتا ہے اسکا انجام اچھا نہیں ہوتا کل تک انتظار کرو کہ ذرا سی بھی قوت آجائیگی تو اس کام کو پورا کردونگا۔ ضحاک اور مسلم نے کہا لوگ جمع ہیں اور امیر کے دروازہ پر کھڑے ہیں جبتک تو یزید سے بیعت نہ کرلے واپس جانے سے انکار کرتے ہیں معاویہ نے کہا جو لوگ دروازہ پر موجود ہیں انہیں اندر آنے کی اجازت دے ضحاک اور مسلم نے باہر آکر شام کے نامور سرداروں میں سے ستر آدمی منتخب کئے اور معاویہ کے پاس لیگئے انہوں نے اندر پہنچکر معاویہ کو سلام کیا معاویہ نے بہت کمزور آواز سے جواب سلام دیکر کہا اے شام والو تم مجھ سے راضی ہو سب نے کہا ہم بہت ہی راضی ہیں اور شکر گزار ہیں کہ ہم پر اور شام کے عوام الناس پر بھی تو نے بڑی مہربانیاں اور شفقتیں فرمائی اور بڑے بڑے احسان کئے ہیں اور قیمتی انعام دئیے ہیں اسی قسم کی اور بہت کچھ تعریفیں کیں۔ امیر المومنین علیؑ کی نسبت بُرے کلمے کہکر اپنے سروں اور منہ پر نحوست کی خاک ڈالی اور بیہودہ باتیں کہیں معاویہ اور یزید کے خوش کرنے کیلئے بہشت کے عوض دنیا کو اختیار کرلیا۔ کہا علیؑ ابوطالب نے عراق سے لشکر کشی کرکے ہمارے بہت سے آدمی قتل کردئے ہمارا ملک خراب کرڈالا تھا ہم پر اسکی اولاد کو خلیفہ بنانا چاہے ہماری عین آرزو ہے کہ یزید خلیفہ بنے ہم سب اس بات پر متفق ہیں۔ اگر ہماری جانیں بھی اس معاملہ میں جاتی رہیں گی تب بھی ہم دریغ نہیں کرینگے معاویہ ان باتوں کو سنکر خوش ہوا اٹھکر بیٹھا اور دربان کو حکم دیا کہ سب دشمنوں کو بلالا۔ وہ جاکر بلالایا بیشمار آدمی گھر میں داخل ہوئے معاویہ نے کہا اے لوگو آگاہ ہو کہ دنیا کا انجام کار زوال ہے اور آدمی کی عمر کا نتیجہ مرنا

تم آج مجھے اسقدر کمزور دیکھتے ہو اور چند سانس سے زیادہ زندگی باقی نہیں رہی ہے مجھے تمہارا بہت خیال ہے جسکو تم کہو خلیفہ مقرر کر جاؤں اس عہدہ کا بوجھ اسکی گردن پر رکھ دوں سب نے بہ آواز بلند کہا ہم یزید کے سوا اور کسی کو خلیفہ بنانا نہیں چاہتے۔ معاویہ نے انہیں اس بات پر زیادہ مصر دیکھکر ضحاک سے کہا یزید سے بیعت کر اس نے بیعت کی اسکے بعد مسلم بن عقبہ نے پھر اور لوگوں نے بیعت کی یہانتک کہ تمام آدمی یزید کی بیعت میں داخل ہو کر چلے گئے اب معاویہ نے یزید سے کہا کہ خلافت کا لباس ہے۔ اس نے وہ لباس پہنا معاویہ کی دستار سر پر زرہ بدن میں اور انگوٹھی انگلی میں پہنی عثمان کا وہ خون آلودہ کرتا جسکو وہ پہنے ہوئے قتل ہوا ابھار رکھے اوپر پہنا۔ اور باپ کی تلوار کمر میں باندھکر مسجد میں آیا ممبر پر بیٹھکر خطبہ پڑھا اور دن ڈھلنے تک ممبر پر سے نہ اترا۔ ہر قسم کی باتیں کرتا رہا۔ پھر باقی ماندہ اہل شام نے بھی اسکی بیعت کی۔ اس زوال کے وقت ممبر سے اتر کر باپ کے سرھانے گیا دیکھا کہ وہ نزع کی حالت میں بیحس ہے اور عقل زائل ہو چکی ہے پھر پہر رات گزری ہوگی کہ آنکھیں کھولدیں اور ہوش میں آ کر اپنے بیٹے کو اپنے سرھانے موجود پایا پوچھا اے بیٹے تو نے کیا کام کیا اس نے کہا مسجد میں جا کر اور ممبر پر بیٹھکر خطبہ پڑھا تمام آدمیوں نے بخوشی خاطر اور دلی خواہش سے مجھ سے بیعت کی اور شاد شاد واپس چلے گئے۔ معاویہ نے ضحاک اور مسلم کو طلب کیا اور کہا سرہانے سے ایک کاغذ نکالو انہوں نے نکالا۔ وہ کاغذ معاویہ نے پیشتر سے بطور وصیت نامہ یزید کے لئے لکھوا رکھا تھا ضحاک نے اسے پڑھنا شروع کیا مضمون یہ تھا۔

یزید کے نام معاویہ کا وصیّت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ عہد نامہ معاویہ ابن سفیان کی طرف سے اپنے بیٹے یزید کے ساتھ ہے اور وہ اسکے ساتھ اسکی خلافت کے لئے بیعت کرتا اور عہدۂ خلافت اسکے حوالے کرتا ہے۔ اس شرط کہ وہ عدل و انصاف کے طریقہ پر چلے۔ میں اسے خلافت دیتا اور امیر لقب بخشتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ یزید انصاف کرنیوالوں اور صاحبانِ تسلیم و رضا کی خصلتوں پر قائم رہے۔ مجرموں اور خطاواروں کو انکی خطاؤں کے موافق سزا دے۔ عالموں اور اہل سند شخصوں کو اچھی طرح رکھے انکے حال پر احسان و شفقت کرتا رہے عوام الناس اور عربی قبیلوں خاصکر قبیلہ قریش پر رعایت کرنی چاہئے دوستوں کے قاتلوں کو اپنے پاس سے دور رکھے مظلوم مقتول یعنی عثمان کی اولاد کو اپنے پاس رکھے انہیں آلِ ابوتراب پر ترجیح دیتا رہے۔ بنی امیہ اور آلِ عبد الشمس کو بنی ہاشم اور دوسرے شخصوں سے مقدم رکھے اور جو شخص اس عہد نامہ کو پڑھے اسے امیر یزید کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ پس اسپر مرحبا اور شاباش ہے اور جو شخص اس سے منحرف ہو اور انکار کرے اسکے واسطے اجازت ہے کہ تلوار سے اسکی خبر لیجائے اور انہیں قتل کریں۔ جبتک کہ یزید کی خلافت اور امارت کا اقرار نہ کریں اور مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔ جس شخص کے ہاتھ میں یہ کاغذ ہو اور وہ اسے قبول کرے اسپر سلام ہو۔ پھر اس عہد نامہ کو لپیٹ کر اور اسپر مہر کر کے ضحاک کے حوالہ کر دیا کہ کل صبح کے وقت ممبر پر بیٹھکر اور اس کاغذ کو کھولکر تمام آدمیوں کے سامنے اسطرح پڑھکر سنا دے کہ سب چھوٹے بڑے اور ادنٰی و اعلٰی سن لیں۔ ضحاک نے کہا میں اسی طرح عمل درآمد کرونگا۔ پھر معاویہ یزید کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے بیٹے تو امت کے ساتھ کس طرح پیش آئیگا اور کس خصلت کے ساتھ عمر بسر کریگا آیا ابوبکر کے ڈھنگ پر چلیگا یا نہیں۔ یزید نے جواب دیا مجھ سے ابوبکر کے طریق پر نہ چلا جائیگا۔ مگر مجھ سے جسطرح ہو سکے گا اس طریقہ سے خلقت کے ساتھ پیش آؤنگا معاویہ نے کہا اے بیٹے کیا تو لوگوں کے ساتھ عمر بن خطاب کے طریقہ اور خصلت سے برتاؤ کریگا۔ عمر نے شہروں کو فتح اور آباد کیا اور خدا کے راہ میں معرکہ آرا ہوا ہے اور فوجیں بھیج بھیجکر فتوحات حاصل کی ہیں جب وہ مارا گیا تو سب آدمی اس سے خوش تھے اور وہ انسے راضی تھا یزید نے کہا میں یہی بات کہہ چکا ہوں مجھ سے یہ نہو سکے گا کہ عمر بن خطاب کی سیرت پر چلوں۔ مگر اللہ تعالٰی کی کتاب اور سنت رسول خدا کے موافق لوگوں سے برتاؤ رکھونگا معاویہ نے کہا اپنے چچازاد بھائی عثمان کے طریقہ کو اختیار کریگا جس نے اپنی زندگی میں خلافت کے خوب لطف اٹھائے اور اپنے عزیزوں قریبوں کو بیت المال کے روپیہ سے مالامال کر دیا اور بیشمار مال بخشا اور اپنی اولاد کے واسطے بہت میراث چھوڑ گیا اور بنی ہاشم کو ذلیل اور خراب حالت میں رکھا یزید نے کہا میں نے ایک دو دفعہ یہی بات کہدی اور جو کچھ اصلی بات تھی بیان کر دی کہ مجھ میں جیسی طاقت اور قدرت ہوگی اس طریق پر چلونگا اور قول الٰہی اور سنت رسول کو اپنی مد نظر رکھونگا۔ معاویہ نے اسکا جواب سنکر ایک سرد آہ بھری اور کہا اے بیٹے میں نے تیری محبت میں دنیا کو عقبٰی کے عوض اختیار کر لیا اور علی ابن ابیطالب کا حق چھین لیا۔ گناہ کا بوجھ اپنی پشت پر رکھا میں نے صرف تیرے لئے اپنی عاقبت خراب کر لی میں ڈرتا ہوں کہ تو میری نصیحت کو نہ مانیگا

اسی قوم کو ہلاک کریگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے گناہوں کا مرتکب ہوگا حرم کے رہنے والوں کو ڈرائیگا۔ انہیں بے حیا قتل کریگا اور جس سبب سے تو اس عمر سے بھی بہرہ ور ہوگا کوئی راحت اور لذت نہ پائیگا اور اس دنیا سے حسرت لیکر جائیگا۔ اے بیٹا میں تیرے لئے طلب کرچکا ہوں مدتِ محنت کے سخت کوئی بات اٹھا نہ رکھی ملک اور مال حاصل کرکے تیرے اور تیری اولاد کے لئے چھوڑا اگر کچھ بھی عقل سے کام لے تو اپنی اولاد کو بھی دے سکے۔ میں تو اتنا کام کرچکا ہوں بلکہ بہت کچھ زیادہ۔ آئندہ تجھے اختیار ہے میں تجھے اسوقت نصیحت کرتا ہوں اگر تو اسے مان لیگا اور میری نصیحت کے مطابق کاربند ہوگا تو تیرے معاملات کی ابتدا اور انجام بہت اچھے اور نیک ہونگے۔ شکر خدا کا تو مستقل ارادہ اور اچھی سمجھ والا ہے حق تو یہ ہے دشمنوں کے مقابلے کیلئے میدانِ جنگ میں نکلے تو شیر کی طرح دلیر رہا۔ لومڑی کی طرح ڈرپوک اور مضطرب۔ اب تجھے مال و دولت کے جمع کرنیکی ضرورت نہیں رہی جسقدر تجھے چاہئے خرچ کرنیکے کو میں نے بیشمار اشرفیاں اور جواہرات اور قیمتی سامان جمع کردیئے ہیں۔ اب وہ سب تجھے دیکر دنیا سے جانا چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے تجھے تیز طبیعت اور اعلیٰ لیاقت اور استقلال اور انجام بینی کی عقل عطا کی ہے دل لگا کر ان اوصاف کو اپنے اپنے محل و موقع پر برتنا۔ میں نے اپنے زمانہ میں جس سے تو بھی واقف ہے علم اور حلم سے کام لیا ہے۔ اور دلیرانِ عرب کے سر انکے پاؤں میں کاٹ کر گرادیئے ہیں اور ایسے شہروں کو جو مضبوطی اور استحکام میں اپنا مثل نہ رکھتے تھے محض شیریں کلامی اور حسن اخلاق کے برتاؤ سے فتح کرلئے ہیں اکثر دشمنوں کو بیحد بخششوں اور احسانوں سے اپنا ہوا خواہ بنالیا ہے تمام دنیا سے موافقت رکھی مگر کسی نے میرے راز کو نہ جانا۔ تو میرے علم و تواضع اور مروت و سخاوت کے ڈھنگ سے واقف ہے اسی طریق پر چلنا اور جو امور سہل معلوم ہوں انہیں اختیار کرنا مشکلات کو چھیڑنا کیونکہ سہولت کی رفتار سے مشکل کام بھی حل ہوجاتے ہیں خبردار اللہ تعالیٰ کی خلاف سعادت مندی کے ساتھ رہنے میں گراں کام نہیں ہے اور تو اس سے بہرہ ور ہوسکیگا مگر تین باتوں کے ذریعہ سے ممکن ہے۔ حوصلہ کو بڑھا ہوا۔ اور ہاتھ بخشش کیلئے کشادہ اور عفو میں بیباک رکھنا۔ اور تین باتوں کا خیال رکھنا۔ ظاہری باتوں کا علم۔ عمدہ امور کا مشاہدہ۔ اور کشادہ پیشانی رہنا۔ ان چھ چیزوں کے علاوہ دس باتیں اور بھی ہیں۔ صبر۔ دانائی۔ وقار۔ علم۔ مروت۔ سخاوت۔ بہادری۔ رعیت داری۔ رعایا کی فریاد کو غور سے سننا اور کسی قسم کی ناپسندیدہ یا ناگوار بات کہی جائے تو اُسے تحمل کرنا۔ اے میرے بیٹے تو جانتا ہے کہ خلافت کے معاملہ میں میرا نفس ایسا تھا جیسا کوئی بھوکا بھی ہو اور پیٹ بھرا ہوا بھی صبح کو اُٹھکر خلافت کے کاموں کو انجام دینا اور تحصیل کے لئے بے صبر رہتا اور جب رات کو سونے کے کپڑے پہنتا تو اور بھی زیادہ بے صبر رہتا۔ مگر کبھی کبھی غمگین بھی رہتا اور مایوس ہوجاتا تاہم ہر جانب میں کوشش کو جاری رکھتا تکلیفوں کو جھیلتا مروت کا برتاؤ قائم رکھتا ہر معاملہ میں بردباری اور تواضع سے کام لیتا یہانتک کہ تمام آدمیوں کو اپنی ذات سے رضامند کرلیا۔ سب میرے خیرخواہ اور مطیع و فرمانبردار ہوگئے۔ اے بیٹے اس دنیا کی حلال چیزوں پر قناعت کرنا اور حرام باتوں کے پاس نہ جانا۔ رعیت کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنا میں خلافت کے معاملہ میں تیری طرف سے چار قریشیوں سے ڈرتا ہوں یعنی ابی بکر کے بیٹے عبدالرحمٰن اور عمر بن خطاب کے فرزند عبداللہ اور عبداللہ بن زبیر اور حسین بن علی بن ابی طالب سے مگر ابوبکر کا بیٹا ایسا شخص ہے جو ہمیشہ عورتوں کی صحبت میں مشغول رہتا ہے۔ اپنے دوستوں کو جو کام کرتے دیکھتا ہے وہی کام خود کرنے لگتا ہے۔ عورتوں کی صحبت سے سیر نہیں ہوتا اُسے تو چھوڑدے جس حال میں ہے اسی میں رہنے دے کوئی اعتراض مت کر کیونکہ تو نے اسکے باپ کے حالات فضیلت و بزرگی سنے ہوئے ہیں باپ کی خاطر سے بیٹے کے حالات کی خبرگیری رہ اسکے ساتھ رعایت سے پیش آ۔ اور عبداللہ بن عمر تو بہت ہی نیک بخت شخص ہے لوگوں سے گھبراتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت اور رضاجوئی کے درپے ہے۔ اس نے دنیا کو ترک کردیا ہے باپ کی طرح بے آزار شخص ہے عبادت و صلاحیت میں مصروف جس وقت تو اس سے ملے میرا سلام کہنا اور مہربانی سے گراں بہا عطیہ دینا۔ عبداللہ بن زبیر میں تیرے حق میں اسکی طرف سے بہت ہی ڈرتا ہوں کیونکہ وہ بہت ہی مکار۔ فریبی اور بڑے مکر کا آدمی ہے معاملات میں اسکے قول و فعل کا اعتبار نہیں مردوں کی طرح اپنی بات اور ارادہ کا پورا نہیں۔ کبھی تیرے مقابلہ پر ہوکے شیر کی طرح جھپٹیگا کبھی لومڑی کی طرح ایسا دھوکا دیگا کہ تو حیران رہجائیگا اُس سے اسی طرح سلوک کرنا جس طرح وہ تجھ سے پیش آئے اگر وہ تیری دوستی کی خواہش کرکے مطیع و فرمانبردار ہوجائے تو اسکے ساتھ عمدہ سلوک کرنا۔ ہاں حسین بن علی! افسوس! افسوس میں اسکی نسبت کیا کہوں ہرگز ہرگز تو اُسے نہ ستانا جہاں جانا چاہے جانے دینا اور رہے تو کسی امر سے نہ روکنا۔ مگر کبھی کبھی تاکید و تنبیہ کرتے رہنا ہرگز ہرگز اس پر تلوار نہ اٹھانا اور اس سے نرمی کرنا جہانتک ہوسکے اسکی عزت اور حرمت کو قائم رکھنا جب کبھی اسکی اہلبیت میں سے کوئی شخص تیرے پاس آئے تو اُسے بہت سا مال و دولت دیکر خوش کرکے

واپس بھیجا وہ ایسے خاندان کے لوگ ہیں جو اعلیٰ مرتبہ اور شرف ہی کے ساتھ زندگانی بسر کر سکتے ہیں اے بیٹے ہرگز ایسا نہ کرنا کہ حسینؓ کا خون اپنی گردن پر لیکر خدا کے سامنے جائے ورنہ تو برباد ہو جائیگا ہرگز ہرگز حسینؓ کو کسی طرح کی تکلیف اور ایذا نہ دینا کیونکہ وہ رسول خدا کا فرزند ہے۔ تو رسول خدا کا حق ملحوظ خاطر رکھنا اے بیٹے خدا کی قسم تو نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ میں اپنے روبرو حسینؓ کی کیسی کیسی باتوں کو سنکر تحمل کرتا تھا اسکی یہی وجہ تھی کہ وہ رسول خدا کا فرزند ہے۔ اس معاملہ میں جو کچھ مجھے کہنا واجب تھا تجھ سے کہہ چکا۔ تجھ پر حجت قائم کر دی اور تجھے ڈرایا اور سمجھا دیا ہے۔ پھر معاویہ نے ضحاک کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم دونوں اس بات کے گواہ رہنا جو میں نے یزید سے کہی ہے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر دنیا کی بہتر سے بہتر چیز حسین مجھ سے لیلے اور مجھ سے بہت ہی بری طرح پیش آئے تب بھی میں برداشت ہی کرونگا۔ اور وہ شخص نہ ہونگا کہ اسکا خون گردن پر لیکر خدا کے سامنے جاؤں اے بیٹے تو نے میری وصیت سن لی اور سمجھ لی اور اچھی طرح جان لیا یزید نے جواب دیا ہاں۔ پھر معاویہ نے کہا کہ اور مدینہ والوں کی رعایت مدنظر رکھنا کیونکہ وہ تیری جڑ اور شاخ ہیں وہاں کا جو شخص تیرے پاس آئے اسپر مہربانی کرنا اور زر و مال دینا۔ جو شخص حاضر نہ ہو اسے نہ ڈرانا۔ یہ بھی یاد رکھ کہ عراق والے ہرگز تجھے اچھا نہ سمجھیں گے۔ نہ تیرے خیر خواہ ہونگے۔ یاد رکھ وہ ایسے ہیں اور تو انپر مہربانی کرتا رہیو۔ اگر تجھ سے ہر روز ایک نئے حاکم اور امیر کے تقرر کے واسطے درخواستیں کرتے رہیں تو پہلے کو معزول اور نئے کو مقرر کرتے رہنا کیونکہ کسی عامل کو علیحدہ کر دینا ہزار آدمیوں کو تلوار سے مار ڈالنے یا اپنے برابر کھڑا ہوا دیکھنے سے زیادہ آسان بات ہے۔ اے بیٹے شام والوں کے حال پر بہت مہربان رہنا وہ ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں تیرے خیر خواہ ہیں میں نے انکو بہت دفعہ آزمالیا ہے۔ بڑے بہادر ہیں۔ اگر تجھے کوئی مہم پیش آجائیگی اور لڑائی پڑیگی تو شامی لشکر پر بھروسہ رکھنا جب میدان جنگ سے واپس آئیں تو انہیں خلعت و انعام عطا کرنا۔ اسکے بعد معاویہ نے ٹھنڈی آہ بھری اور غش آگیا۔ پھر جب ہوش میں آیا تو کہا۔ آہ حق امر ظاہر ہوا اور باطل جاتا رہا۔ پھر کھڑے ہو کر مناجات کی۔ اسکے بعد اپنے گھر والوں خاص کر اولاد کی طرف دیکھا انہیں نصیحت کی کہ خدا سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنا چاہئے کیونکہ خدا سے ڈرنا سب سے اچھا اعتقاد ہے اور اس شخص پر سخت افسوس ہے جو خدا سے اور روز جزا کے عذاب سے نہ ڈرے۔ پھر کہا میں ایک دن حضرت مصطفےٰ صلعم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ناخن لے رہے تھے میں نے آپکے چند ناخن اٹھالئے اور ایک شیشی میں رکھ چھوڑے اور آج تک موجود ہیں جب میں مرجاؤں تو غسل و کفن کے بعد آنحضرت کے ان مبارک ناخنوں میں سے تھوڑے میری آنکھوں کانوں اور منہ میں رکھدینا۔ پھر نماز جنازہ پڑھکر دفنا دینا۔ اور مجھے غفور الرحیم خدا کے حوالہ کر دینا اسکے بعد اسکی آواز بند ہوگئی پھر کچھ نہ بولا۔ یزید اٹھکر باہر چلا آیا شام کے ایک موضع کی طرف جسے حواران ثنیہ کہتے ہیں شکار کھیلنے چلا گیا ضحاک سے کہہ گیا کہ میں وہاں جاتا ہوں اسکے حال کی برابر خبر دیتے رہنا معاویہ دوسرے دن مرگیا اور یزید اسکے پاس نہ تھا۔ انیس برس تین مہینے بادشاہت اور خلافت کی دمشق میں وفات پائی۔ رجب کا مہینہ اتوار کا دن تھا ۷۵ برس کی عمر پائی۔ آئندہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے۔ اب ضحاک بن قیس معاویہ کے گھر میں سے اسکی نعلین لئے ہوئے برآمد ہوا کسی سے کچھ نہ کہتا تھا جامع مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کو طلب کیا۔ جب سب آگئے منبر پر بیٹھکر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر رسول خدا پر درود بھیجکر کہا اے لوگو معاویہ کیلئے حکم الٰہی آپہنچا۔ اس نے وفات پائی یہ اسکی جوتیاں ہیں میں ابھی اسکی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرونگا۔ لازم ہے کہ تم نماز ظہر و عصر کے وقت حاضر ہو جاؤ۔ پھر منبر سے اتر کر یزید کو اس مضمون کا خط روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس خدا کی حمد و ثنا کے بعد جسکو ہمیشہ بقا ہے اور جسکے تمام بندے فانی ہیں جیسا کہ کلام الٰہی میں وارد ہوا ہے کہ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ یہ خط قیس کے بیٹے ضحاک کی جانب سے یزید کے نام ہے اور روئے زمین پر رسول خدا کی خلافت کی مبارکباد دیجاتی ہے کہ آسانی حاصل ہوئی اور معاویہ کی وفات کا پرسا دیتا ہوں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لازم ہے کہ یزید مضمون خط سے اطلاع پاکر بعجلت تمام آپہنچے تاکہ تمام لوگوں سے از سر نو خلافت کی بیعت لیلے۔ والسلام۔ جسوقت یہ خط یزید کے پاس پہنچا اور اس نے پڑھا کھڑا ہو گیا رونے پیٹنے لگا۔ کچھ دیر رو کر حکم دیا کہ گھوڑوں پر زین کسا جائے پھر سوار ہو کر جانب دمشق روانہ ہوا اپنے باپ کے مرنے کے تین دن بعد دمشق میں پہنچا لوگ استقبال کو نکلے جو شخص ہتھیار نہ اٹھا سکتا تھا وہ بھی اسلحہ اٹھا کر استقبال کو نکل آیا۔ جب یہ لوگ اسکے پاس پہنچے یزید رونے لگا اور باپ کی قبر پر گیا۔ وہاں بیٹھکر خوب رویا۔ لوگوں نے بھی رونے میں اسکا ساتھ دیا۔ پھر سوار ہو کر قبہ خضرا کا رخ کیا جو اسکے باپ کا بنایا ہوا تھا اسوقت سیاہ ریشمی عمامہ سر پر تھا باپ کی تلوار کمر سے لگی ہوئی تھی۔ جب یزید کو میں پہنچکر

قیام کیا لوگ چاروں طرف سے آنے شروع ہوئے۔ خدام نے بیٹھنے کے لئے قناتیں اور اطلس کا قبہ کھڑا کر رکھا تھا اُس کے اوپر دوسرے فرش اسقدر بچھا رکھے تھے کہ چند سیڑھیوں سے گزر کر اُس پر بیٹھ سکیں یزید اُس فرش پر بیٹھ گیا ادنیٰ و اعلیٰ تمام قسم کے لوگ آ کر اُسے خلافت کی مبارکباد اور معاویہ کے مرنے کا پرسا دیتے تھے۔ پھر یزید نے یہ تقریر کی اے شام کے لوگو تمہیں خوشخبری ہو کہ ہم حق پر ہیں اور دین کے مددگار ہمیشہ خیر و برکت اور سعادت تمہارے ساتھ رہی ہے۔ آگاہ ہو کہ عنقریب ہی ہم میں اور عراق والوں میں معرکہ آرائی ہونے والی ہے کیونکہ ابھی گزشتہ دو تین راتوں کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے اور عراقیوں کے درمیان تازہ خون کا دریا بہ رہا ہے ہر چند میں نے چاہا کہ اُس خون کے دریا کو عبور کر جاؤں مگر نہ کر سکا۔ عبیداللہ بن زیاد میرے سامنے آیا اُس دریا کو عبور کرنے لگا میں دیکھتا رہا۔ شام کے رئیسوں نے کہا ہم سب تیری خدمت گزاری کے لئے کمربستہ ہیں تیرے حکم اور اشارہ کے منتظر اور مستعد فرمانبرداری ہیں۔ تو جہاں بھیجے گا ہم وہیں جائیں گے تیرے واسطے حتی الامکان کوشش بلیغ کریں گے عراق والوں نے ہمیں دیکھ رکھا ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں ابھی وہی تلواریں موجود ہیں جن سے صفین کی لڑائیوں میں اُنکے خلاف کام لیا گیا تھا یزید نے کہا مجھے اپنے سر اور جان کی قسم کہ یہی بات ہے میں اپنے معاملات کی نسبت تمہیں پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ میرا باپ تمہارے حق میں شفیق باپ جیسا تھا عرب میں میرے باپ جیسا صاحب مروت و سخاوت اور بزرگ شخص کوئی دوسرا نہیں۔ وہ خوش بیانی سے عاجز نہ تھا گفتگو کے وقت کبھی لکنت ظاہر ہوئی نہایت نیک دنیا سے اُٹھ گیا۔ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ سب سے پچھلی صف سے آواز آئی کہ اے دشمن خدا تو جھوٹ بولتا ہے معاویہ میں یہ اوصاف نہ تھے اور یہ صفتیں حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہی میں تھیں۔ تو اور تیرا خاندان ان صفات سے بے نصیب ہے لوگ اُس شخص کا یہ کلام سنکر بگڑے اور وہ بھی جان بچا کر اُس انبوہ میں سے نکل گیا۔ ہرچند ادھر اُدھر تلاش کیا کہیں پتہ نہ لگا آخر کار وہ ہلچل جاتی رہی۔ یزید کے دوستوں میں سے ایک شخص عطاس ابی صیفی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر دشمنوں کے کہنے کا کچھ خیال نہ کر خوشی منا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے بعد خلافت کا مرتبہ تجھے عطا کیا آج تو ہمارا خلیفہ ہے تیرے بعد تیرا بیٹا معاویہ خلیفہ ہوگا ہمیں تجھ سے اور تیرے بیٹے سے زیادہ عزیز کوئی دوسرا شخص نہیں ہو سکتا یزید اُس کی باتوں سے خوش ہو گیا اور خلعت گراں بہا عطا کیا۔ اسکے بعد کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بیان کی حضرت محمد صلعم پر درود بھیجکر کہا اے لوگو معاویہ خدا کا ایک بندہ تھا خدا نے اُسے عزت بخشی وہ اِن تمام شخصوں سے زیادہ بزرگ شخص تھا جو اسکے بعد اب ہیں یا ہونگے۔ اگرچہ وہ خلافت میں اسقدر کا شخص تھا جو اُس سے پہلے تھا میں خدا کے سامنے اُسکی تعریف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جیسا وہ تھا خدا اُسکے حال سے خوب واقف ہے۔ اگر وہ اُس کے گناہ بخشدے تو اُسکی رحمت کے اندازہ سے بعید نہیں اور اگر مبتلائے عذاب کرے تو بھی امید ہے کہ انجام کار اُس پر رحم فرمائیگا خلافت کا معاملہ آج مجھ سے متعلق ہو گیا ہے اپنے حقوق کے حاصل کرنے میں ذرا کمی نہ کرونگا۔ اسکے انتظامات کیلئے حتی الوسع عدل و انصاف کے ساتھ کوشش کرونگا۔ والحکم للہ واذا اراد اللہ شیئاً والسلام یہ کہکر بیٹھ گیا اور ہر سمت سے لوگوں نے آواز دی کہ ہم نے سنا اور جان و دل قبول کیا۔ پھر سب نے از سر نو اُس سے بیعت کی۔ اب یزید نے حکم دیا کہ خزانوں کے دروازے کھول دئے جائیں ارا کین سلطنت امیروں رئیسوں سرداروں اور مامور لوگوں اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو بہت بہت سامان بخشا۔ پھر متوجہ ہوا کہ تمام اطراف سلطنت میں ہر جگہ بیعت لیجائے اُسوقت مروان بن حکم مدینہ کا حاکم تھا اُسے علیحدہ کر کے اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عتبہ کو اُسکی جگہ مقرر کیا اور اُسکے نام اس مضمون کا خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبد اللہ یزید بن معاویہ کی طرف سے یہ خط ولید بن عتبہ کے نام لکھا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ معاویہ خدا کا ایک بندہ تھا جسے خدا نے ممتاز فرمایا اور روئے زمین کی خلافت اُسے عطا کی تھی اب وہ وفات پا گیا ہے جبتک زندہ رہا نیک خصلتوں اور رضائے الٰہی کے طریقوں پر چلتا رہا۔ جب دنیا سے جانے لگا تو اپنی زندگی ہی میں مجھے اپنا خلیفہ اور ولی عہد مقرر کر گیا۔ تو اس خط کے مضمون سے واقف ہوتے ہی مدینہ والوں سے بیعت لے اور اُسکے بعد حسین بن علیؓ۔ زبیر کے بیٹے عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر سے بیعت لے اگر وہ بخوشی خاطر بیعت کرلیں تو اچھا ہے ورنہ اُن سے بجبر بیعت لے اور اُنمیں سے جو شخص بیعت نہ کرے اُسے قتل کر کے سر میرے پاس روانہ کر۔ ولید کے پاس جب خط پہنچا اور وہ مضمون سے واقف ہوا۔ تو بولا انا للہ وانا الیہ راجعون مجھے کس شخص نے یہاں کی امارت عطا کی ہے۔ مجھے حسینؓ سے کیا واسطہ پھر آدمی بھیجکر مروان بن حکم کو بلایا اور خط پڑھنے کیلئے دیا مروان نے خط پڑھکر کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون معاویہ پر خدا رحم کرے ولید نے پوچھا اِن چاروں شخصوں کی نسبت تیری کیا رائے ہے۔ اُس نے جواب دیا اسی وقت اُنکو طلب کرے اور یزید کیلئے بیعت لے اگر بیعت کرلیں اور فرمانبرداری اختیار کریں تو خیر اور اگر انکار کریں تو چاروں کو قتل کر۔ اور یہ کام معاویہ کی وفات کی خبر کسی کو معلوم ہونے سے پہلے کر لے ورنہ معاویہ کی خبر وفات سنکر منحرف ہو جائینگے لوگوں کو فراہم کر کے قوت پکڑ جائینگے۔ پھر تو اُن پر قابو نہ پا سکے گا۔ ہاں عبد اللہ بن عمر خلافت کا خواہشمند نہ ہوگا اور نہ مخالفت اختیار کریگا تاوقتیکہ اُسے خلافت بغیر کسی فساد کے

بھیجے سے پہلے اس بات پر وہ اپنے مسلط کر لے۔ اسلئے بالفعل اُسے تو رہنے دے اور کچھ نہ کہہ حسینؑ اور عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن زبیر کو بلا کر سب سے بیعت لے کہ سر کرا دو جو سمجھے حسینؑ
ہرگز یزید کی بیعت اختیار نہ کریگا۔ خدا کی قسم اگر میں تیری جگہ ہوتا تو حسینؑ سے کچھ بھی نہ کہتا اُسے قتل ہی کر ڈالتا اور ذرا نہ ڈرتا۔ ولید نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر تک غور و فکر کرتا رہا پھر
یہ کہا کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ اسکے بعد رونے لگا۔ مروان نے کہا اے امیر تو غمگین ہوتا ہے کام کی طرف متوجہ ہو آل ابوتراب ہمیشہ سے ہماری دشمن ہیں انہوں نے عثمان کو
مارا ہے معاویہ کے ساتھ جو معرکہ آرائیاں کی ہیں وہ تو نے بھی دیکھی اور ملاحظہ کی ہیں۔ اگر تو جلدی نہ کریگا اور حسینؑ کو معاویہ کی وفات کی خبر ہو جائیگی تو وہ تیرے ہاتھ نہ آئیگا۔ یزید
کی طرف سے تیری حرمت اور مرتبہ کو نقصان پہنچ جائیگا۔ ولید نے کہا اے مروان ان باتوں سے باز آ۔ فاطمہؑ کے فرزند کے حق میں سوائے نیکی کے اور کوئی کلمہ نہ کہہ کیونکہ وہ بقیۃ النبی کا فرزند ہے
القصہ ولید نے آدمی بھیجکر حسینؑ و عبدالرحمٰن و عبداللہ بن زبیر کو بلایا مگر جو شخص بلانے گیا تھا اُس نے انکو گھر پر موجود نہ پایا مسجد میں جا کر دیکھا تو تینوں بزرگوار موجود ہیں رسولِ خدا کی
قبر کے پاس بیٹھے ہیں انہیں سلام کیا۔ اور انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا پوچھا کس کام کیلئے آیا ہے۔ کہا امیر تمکو بلاتا ہے حسینؑ نے کہا جا ہم گھر جائینگے تو وہاں بھی ہو آئینگے قاصد نے
ولید کے پاس واپس جا کر جو کچھ اُسنے جواب دیا تھا عرض کر دیا۔ قاصد کے واپس جانے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے امام حسینؑ سے کہا اے ابا عبداللہ اسوقت تو امیر کے اجلاس کرنے اور اسوقت سلطنت
میں مشورہ لینے کا نہیں۔ معلوم نہیں اس نے اسوقت ہمیں کیوں بلایا ہے۔ میرے دل میں کھٹکا پیدا ہو گیا ہے تمہارا کیا خیال ہے امام حسینؑ نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ معاویہ
مر گیا کیونکہ کل شب کو میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ معاویہ کا منبر اوندھا ہو گیا اور اُسکے گھر میں آگ لگی ہے۔ بیدار ہو کر میں نے اس خواب کی تعبیر معاویہ کا مرنا خیال کیا تھا عبداللہ بن زبیر
نے کہا اگر یہ خواب سچا ہے تو ہمیں اسلئے بلایا ہوگا کہ یزید کیواسطے ہم سے بیعت لے۔ تم اس معاملہ میں کیا کرو گے امام حسینؑ نے کہا میں یزید کی بیعت اختیار نہ کرونگا۔ کیونکہ معاویہ نے میرے
بھائی کے ساتھ اس شرط پر عہد کر لیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ اُسکے مرنے کے بعد مجھے خلافت ملے گی اور وہ ہرگز اپنی اولاد میں سے کسی کو خلیفہ مقرر نہ کریگا۔ اگر معاویہ مر گیا ہے اور اس نے
اپنے قول و اقرار کو پورا نہیں کیا ہے تو بڑا اہم کام واقع ہوا ہے۔ کیا یہ خیال ہے کہ میں یزید کی بیعت اختیار کر لوں یزید شرابی۔ جھوٹا اور علانیہ فسادی شخص ہے وہ کتوں اور
چیتوں سے کھیلتا ہے۔ ہم رسولِ خدا کی اہلبیت ہیں ہم سے ایسی بات وقوع میں نہیں آسکتی۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دوسرا قاصد آیا اور کہا امیر تمہارا منتظر ہے۔ امام حسینؑ
نے کہا تجھ پر تعجب ہے کب تک بلائے جائیگا۔ اگر کوئی اور نہ آئے تو نہ آئے میں ابھی آتا ہوں۔ ولید کا قاصد اُلٹا چلا گیا اور جا کہا کہ حسینؑ نے تیرے کہنے کو منظور کر لیا ہے ابھی تیرے پیچھے آتا ہے۔
مروان نے کہا وہ نہ آئیگا۔ تجھے دھوکا دیا ہے۔ ولید نے کہا ایسی بات نہ کہہ حسینؑ بیوفا نہیں جو کچھ کہتا ہے اُسے پورا کرتا ہے۔ امام حسینؑ نے ہمراہیوں سے کہا تم چلے جاؤ میں بھی اپنے گھر جاتا ہوں
پھر ولید کے پاس جاؤنگا دیکھوں کیا کہتا ہے۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا میری جان تم پر سے فدا ہو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا جب تم اُسکے پاس جاؤ وہ تمہیں قید کر لے یا خدا
نخواستہ مار ڈالے۔ امام حسینؑ نے کہا میں اُسکے پاس تنہا نہ جاؤنگا اپنے دوستوں میں سے کچھ لوگ ہمراہ لونگا اور کہدونگا کہ ہتھیار لے لیں اور زیر دامن چھپا لیں۔ پھر اگر کسی نے میری
طرف بُری نگاہ سے دیکھا تو میں اُسے سیدھا کر دونگا۔ تو جسقدر آسان بات سمجھا ہے اُسقدر آسانی سے مجھ پر کوئی قابو نہیں پا سکتا بلکہ سخت مشکل کام ہے۔ اور جو لکھا جا چکا ہے
وہ ہو کر رہیگا۔ پھر سب رسولِ خدا کی قبر پر آئے اور ایک دوسرے کو رخصت کر کے اپنے اپنے گھر گئے۔ امام حسینؑ نے غسل فرمایا عمدہ لباس پہنا۔ دو رکعت نماز ادا کی پھر کسی شخص کو بھیجکر
اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بلایا سب جمع ہوئے تو سب کو کہا کہ اپنے اپنے اسلحہ زیر دامن چھپا کر میرے ساتھ چلو ولید کے دروازہ پر ٹھہرے رہنا اگر سنو کہ میں بلند آواز سے بول رہا ہوں
اور تمہیں طلب کرتا ہوں تو بلا روک ٹوک تم اندر چلے آنا جسے میرے در پے دیکھو اُسے ہٹا دینا اور اگر کسی کو میرے قتل کرنے پر آمادہ پاؤ تو اُسے مار ڈالنا جبتک تمہیں یہ معلوم نہ ہو
کہ کوئی میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تم خاموش بیٹھے رہنا ذرا نہ ہلنا۔ اسکے بعد رسولِ خدا کا عصا لیکر گھر سے باہر تشریف لائے تیس بہادر ساتھ تھے ولید کے دروازہ پر پہنچکر
انہیں بٹھا دیا اور تاکید انہیں سمجھا دیا اور اندر تشریف لیگئے ولید کو سلام کیا اور امارت کی مبارکباد دی ولید نہایت ہی تعظیم و تکریم اور عزت و آبرو سے پیش آیا اپنے برابر بٹھایا
امام حسینؑ نے پوچھا کیا حال ہے اور مجھے کیوں بلایا ہے ولید نے بہت اچھا جواب دیا مروان بھی وہاں موجود تھا اور پیشتر ان دونوں میں کچھ رنج و عداوت پیدا ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تم
دونوں میں صلح و صفائی ہو گئی ہے میں اس بات سے خوش ہوا اور یہی بات بہتر ہے باہم صلح سے رہو۔ انہوں نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ پھر امام حسینؑ نے پوچھا آجکل معاویہ کی بیماری
کی خبر نہیں ملی جلدی جلدی میں انکے حال کی کیا خبر ہے۔ ولید نے کہا آپ کی عمر دراز ہو معاویہ مر گیا ابھی یزید نے مجھے خط لکھکر اس حال سے مطلع کیا ہے۔ اے ابا عبداللہ معاویہ تمہارے حق میں مہربان چچا

اور نیک خو حاکم تھا۔ امام حسینؑ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اُسکی موت سے تمکو ثواب عظیم عطا کرے۔ اب بتاؤ کہ میرے بلانے کا کیا سبب ہے۔ ولید نے کہا اسواسطے کہ آپ یزید کی بیعت
قبول کرلیں کیونکہ تمام مسلمان اُس سے رضامند ہیں اور سب نے اُسکی بیعت اختیار کرلی ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا یہ معاملہ بہت مشکل ہے تنہائی کی بات ٹھیک نہیں ہوتی۔ کل جسوقت یہ جم عام ہو جائے تو
تو اور لوگوں سے بیعت لینے لگے اُسوقت مجھے بھی بلا لینا۔ پھر جو کچھ مناسب ہوگا دیکھا جائیگا۔ ولید نے کہا اے ابا عبداللہ تمنے ٹھیک بات کہی مجھے نیکی فضیلت اور بزرگی کے سبب یہی تمہ
کی امید تھی اس وقت تو یہاں سے واپس چلے جاؤ کل تمام آدمی جامع مسجد میں جمع ہونگے۔ مروان نے کہا اے امیر تو جو کہتا ہے ایسے جانے دے ابھی قید کرلے یا اُنکا گردن سے سر جدا کرادے۔ کیونکہ اگر حسینؑ
اس جگہ سے نکل جائیگا تو پھر تو اُس پر قابو نہ پائیگا۔ امام حسینؑ غصہ ہوکر اُسکی طرف پلٹے اور کہا کسکی مجال ہے کہ میری طرف تیز نظر سے بھی دیکھ سکے۔ اے مکار کے بچے تو میرا سر کاٹیگا یا
حکم قتل دیگا۔ اُٹھ دور ہو سامنے سے اگر تجھے حقیقت معلوم ہو جائے۔ پھر ولید کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ ہم رسول خدا کی اہلبیت ہیں ہمارا گھر نزول رحمت اور فرشتوں کی
آمد و رفت کا مقام ہے یزید کون ہوتا ہے جسکی بیعت کردوں وہ ایک شرابی فاسق آدمی ہے۔ مگر جیسا تو نے کہا ہے کل صبح کو تمام لوگوں کے مجمع کے وقت میں بھی آؤنگا اور جو کچھ کہنے کی بات
ہوگی سب کے سامنے کہدونگا۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ بلند آواز سے نکلے اور آپکے دوستوں نے جو آواز کے منتظر تھے سُنتے ہی تلواریں نکال لیں اور چاہا کہ ولید کے گھر میں گھس جائیں کہ اتنے میں امام
حسینؑ باہر چلے آئے اور کہا بس ٹھہر جاؤ۔ پھر امام حسینؑ اپنے گھر چلے آئے۔ مروان نے ولید سے کہا تو نے میری بات نہ مانی حسینؑ کو چھوڑ دیا۔ خدا کی قسم اگر قید یا قتل کردیتا تو ہم اس دغدغے سے
بیفکر ہو جاتے۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ غل و شور بلند ہوا مدینہ کے بہت سے باشندے ولید کے پاس آئے اور کہا تو نے عبداللہ مطیع کو کس قصور اور کس خطا پر قید کیا ہے اُس کی
رہائی کا حکم دے اگر اُس کا کوئی جرم ہے تو بیان کر ہم بھی سنیں اور تجھے منصف سمجھیں اگر اُس نے کوئی خطا نہیں کی اور تو نے غلط فہمی سے اُسے قید کرلیا ہے تو ہم ہرگز اُسکی قید کو گوارا
نہ کرینگے زبردستی اُسے قیدخانہ سے نکال لیجائینگے۔ ولید نے کہا میں نے اُسے بحکم یزید قید کیا ہے مناسب ہے کہ یزید کو میں بھی لکھ بھیجوں اور تم بھی وہاں سے جو کچھ جواب آئے ہم تم اُسپر عمل کریں۔ ابوجہم
بن حذیفہ عدوی نے کھڑے ہوکر کہا ہم تم جبتک یزید کے پاس تحریریں بھیجیں اور شام سے کوئی جواب آئے کیا اُسوقت تک عبداللہ مطیع قید ہی میں رہیگا۔ عبداللہ مطیع کے عزیز ہیں
کہا ہم ہرگز اُسے قید میں نہ رہنے دینگے۔ پھر قیدخانہ پر ٹل پڑے اور اُسے چھڑا لیگئے کسی شخص نے بھی کچھ مزاحمت نہ کی۔ ولید اس سرکشی سے بہت ناراض ہوا اور چاہا کہ یزید کو اطلاع دے
اور ابی عدوی کی شکایت کرے مگر کچھ مناسب نہ سمجھا اور اس واقعہ کا حال کچھ نہ لکھا۔ دوسرے دن امام حسینؑ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے کہ دیکھیں کیا کیفیت ہے۔ مروان کوچہ میں ملا
کہا اے ابا عبداللہ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اور تیری بھلائی کی بات کہتا ہوں کہ یزید کی بیعت منظور کرلے تاکہ تجھے کچھ صدمہ اور رنج نہ پہنچے اور یہ فساد مٹ جائے۔ یزید بھی جبھی
تُسکو تمہارے ساتھ بہت اچھے سلوک کریگا اگر میری بات مان لوگے تو دین اور دنیا دونوں جگہہ تمہارا بھلا ہوگا۔ امام حسینؑ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج اسلام گرد رہ گیا
اور آدمی مصیبت میں پھنس گئے اے مروان یزید کون شخص ہوتا ہے جسکی بیعت کیواسطے تو مجھے نصیحت کرتا ہے تو اسے جو جانتا ہے کہ وہ شراب خوار اور جھوٹا ہے۔ تو نے یہ بات بہت
ہی بیوقوفی اور نادانی کی کہی ہے میں تجھے اس نصیحت کیواسطے جو ہر بار ملامتوں سے زیادہ ہے بُرا نہیں کہتا کیونکہ تجھ سے ایسی قسم کے امور سرزد ہو گئے اور تو ابھی اپنی ماں کے
پیٹ سے بھی نہ نکلا تھا کہ رسول خدا نے تجھ پر لعنت کی تھی پھر تجھ سے کس بات کی توقع ہو سکتی ہے اے دشمن خدا تجھے معلوم نہیں کہ ہم رسول خدا کی اہلبیت ہیں ہم ہمیشہ سچ بولتے ہیں میں نے اپنے نانا محمد
رسول اللہ سے سنا ہے کہ آل ابی سفیان اور طلقا کیلئے خلافت حرام ہے جب معاویہ کو میرے ممبر پر بیٹھے دیکھو اُسکا پیٹ پھاڑ ڈالنا۔ خدا کی قسم مدینہ والوں نے اُسے میرے نانا کے ممبر پر بیٹھے دیکھا اور
کچھ نہ کہا۔ نہ اُسے اس حرکت سے روکا اور میرے نانا کا حکم ٹال دیا۔ اسلئے خدا نے انہیں یزید کے پنجے میں ڈالدیا۔ مروان امیر المومنین حسینؑ کی یہ باتیں سنکر غصہ سے بولا خدا کی قسم میں تجھے یزید کی بیعت
لئے بغیر نہ چھوڑونگا اے آل ابوتراب تم ہمیشہ بدگوئی سے پیش آتے ہو اور آل ابوسفیان کے دشمن ہو اور اس دشمنی کا حق تمہیں حاصل ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے دشمن خدا میرے سامنے سے دور ہو جا اے
علیہم ہم اہلبیت اور پاک پاکیزہ ہیں اور خدا نے ہماری شان میں یہ آیہ نازل فرمایا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اب مروان
جھکا کر خاموش رہگیا کچھ نہ بول سکا۔ امام حسینؑ نے کہا اے پسر زرقا رسول خدا نے تیری نسبت خبر دیدی ہے کہ قیامت کے دن جسقدر مکروہ امور ہو گئے تجھے اُنکی نسبت پرسش کیجائیگی اور تجھ سے
اور یزید سے میری نسبت سوال کیا جائیگا کہ کس لئے حسینؑ کو اُسکے حق سے محروم رکھا۔ مروان غصہ میں بھرا ہوا چلا گیا اور ولید کے پاس جاکر جو کچھ امام حسینؑ نے کہا سنا تھا سب کہ سنایا
پھر یزید کے نام خط لکھا اور مدینہ کے لوگوں کی کیفیت عبداللہ بن زبیر اور امام حسینؑ کے قول اور قیدخانہ کو توڑ کر عبداللہ مطیع کے نکال لیجانے سے مطلع کیا۔ اب یزید نے آدمی بھیجکر عبداللہ

بن زبیر کو طلب کیا۔ اس نے قاصد سے کہا جا کہدے کہ میں ابھی آتا ہوں۔ قاصد نے واپس آ کر اسکا پیغام ولید کو سنا دیا۔ ولید نے پھر آدمی بھیجا اور اس نے اسے بھی ٹال دیا۔ ابن زبیر نے در پے آدمی بھیجنے شروع کئے یہانتک کہ اصحاب صاف طور پر ولید کے خدمتگار کہنے لگے کہ امیر کے پاس چل اور بیعت اختیار کر ورنہ وہ تجھے قتل کرا دیگا۔ عبداللہ کا بھائی جعفر ولید کے پاس آیا اور کہا عبداللہ کی طلبی میں اسقدر سختی نکرنے دیجئے شام بھیجنے کی نسبت ڈر گیا ہے۔ آج کا دن چھوڑ دے اور دروازہ پر سے پہرہ والوں کو ہٹالے کل صبح کو وہ تیرے پاس حاضر ہو جائیگا۔ ولید نے کہا بات آسان ہے میری اور تیرے بھائی کی وہی مثل ہے جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب۔ پھر آدمی بھیجکر زبیر کے بیٹے عبداللہ کے دروازہ پر سے پہرہ داروں کو واپس بلالیا۔ جب رات ہو گئی عبداللہ نے اپنے بھائی جعفر سے کہا میری یہ رائے ہے کہ بھاگ کر مکہ چلا جاؤں۔ تم شاہ راہ سے جاؤ اور میں رستے سے علیحدہ علیحدہ پہنچ جاؤنگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ولید میرے بلانے کیلئے آدمی بھیجے گا جب میں نہ ملونگا تو میری تلاش کا حکم دیگا۔ اسکے بعد اس تجویز کے مطابق شاہ راہ پر روانہ ہوئے عبداللہ اور اسکا بھائی جعفر رستے سے علیحدہ ہو کر چل نکلے صبح ہوئی تو ولید نے پھر عبداللہ کو طلب کیا اور جب موجود نہ پایا تو جانا کہ بھاگ گیا ہے سخت غصہ ہوا اور گھبرایا مروان نے کہا اے امیر ایسے خیر خواہوں کی اچھی اور مناسب نصیحتوں اور تدبیروں کو سنے گا اور اسپر عمل نکریگا تو اور کیا ہوگا ایسا ہی کچھ ظہور میں آئیگا۔ عبداللہ مکہ کے سوا اور کسی جگہ نہ جائیگا کچھ آدمی اسکی تلاش میں بھیجدے کہ اسے پکڑ لائیں غرض بنی امیہ کے تیس ساٹھ سواروں کو اسکے پیچھے دوڑایا وہ لوگ نہایت سرعت سے روانہ ہوئے مگر اسے نہ پایا۔ آخر ولید عبداللہ اور اسکے بھائیوں ہی کی گرفتاری میں مصروف رہا حسین بن علیؓ سے کچھ نہ کہا پھر آدمی بھیجکر عبداللہ کے عزیزوں رشتہ داروں دوستوں اور خدمتگاروں کو پکڑوا کر قیدخانہ میں ڈالدیا۔ انہی شخصوں میں اسکا چچازاد بھائی عبداللہ بن مطیع بھی تھا جسکی ماں عجماء بنت فضل بن عصف کی بیٹی تھی وہ بھی قیدخانہ میں ڈالدیا گیا۔ اسکا ایک رشتہ دار عبداللہ بن عمر کے پاس گیا اور کہا ولید نے عبداللہ بن مطیع کو بیگناہ اور بیخطا قیدخانہ میں ڈالدیا ہے اگر تو اسے رہا کرائے تو ہم خود جائیں خونریزی اور جنگ اختیار کریں تاوقتیکہ وہ رہائی نہ پائے۔ اگر اس معاملہ میں ہم سب کی جانیں بھی جاتی رہیں تو کچھ پروا نہیں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا تم جلدی نکرو فساد سے باز رہو میں اس معاملہ میں غور و فکر کرتا ہوں پھر آدمی بھیجکر مروان کو بلایا اور سمجھایا کہ بنی امیہ کو ظلم نہ کرنا چاہئے کیونکہ ظلم کا نتیجہ بربادی ہے۔ ایسے معاملات میں خدا سے ڈرو تاکہ لوگوں پر تہمتیں نہ لگاؤ۔ اگر تم اس طریق پر چلو گے تو خدا ہر کام میں تمہارا مددگار ہوگا نہیں تو تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیگا عبداللہ بن مطیع نے کیا خطا کی اور اسپر کون جرم ثابت ہوا ہے جسکی پاداش میں اسے قید کردیا ہے۔ ابھی فیصلہ درپیش ہی تھا کہ یزید کے پاس سے انکی تحریروں کا جواب آگیا لکھا تھا تمہارا خط پہنچا حال معلوم ہوا مدینہ والوں کی نسبت جو لکھا ہے کہ وہ میری بیعت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے انکو دوبارہ طلب کرکے پھر تاکید شدید کر لی جائے اور ان سے بیعت لے لی جائے عبداللہ بن زبیر کو اسکے حال پر چھوڑ دو وہ جہاں کہیں جائیگا ہماری کمند اسکے گلوگیر رہیگی لومڑی جامد سے بھاگ کر کہاں جاسکتی ہے اور اس خط کے جواب کے ساتھ حسین بن علیؓ کا سر میرے پاس بھیجدے۔ اگر تو ان تمام احکام کو خاطر خواہ بجا لائیگا اور میری اطاعت و فرمانبرداری سے باہر نہ ہوگا تو میں تجھے بہت بڑا مرتبہ عطا کروں گا لشکر کبیر کی سپہ سالاری دونگا اور تو بیحد دولت و حشمت والا ہو جائیگا۔ والسلام۔ جب یزید کا یہ خط ولید کے پاس پہنچا اور اس نے مضمون پڑھا سخت فکرمند ہوا۔ کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اگر یزید تمام دنیا کی دولت بھی مجھے دے تب بھی میں فرزند رسول خدا کے خون میں شریک نہ ہونگا۔ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو+

سرور عالمیان محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والسلام کے مزار پر امیر المومنین حسینؓ کا شاکی ہونا

ایک رات کو امام حسینؓ اپنے مکان سے نکلکر اپنے نانا محمد مصطفےٰ صلعم کے روضہ اقدس پر تشریف لائے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں آپ کی فاطمہؓ کا بیٹا اور تمہارا فرزند ہوں جسکو دنیا سے رحلت فرماتے وقت آپنے امت کے حوالہ کیا اور انکو میری عزت و حرمت کرتے رہنے کیلئے وصیت فرمائی تھی واضح ہو کہ انہوں نے آپ کی وصیت کو بھلا دیا مجھے تنہا چھوڑ دیا میں آج کی رات آپ سے آپ کی امت کی شکایت کرتا ہوں اور جب آپکے پاس آ کر ملونگا تو درد دل کا مفصل حال عرض کرونگا۔ پھر یہ شکایت کرکے اٹھ کھڑے ہوئے۔ نماز پڑھنے لگے تمام رات رکوع اور سجود میں گزار دی۔ ولید نے اس دن بوقت شب آدمی بھیجکر امام حسینؓ کا حال معلوم کرنا چاہا۔ اور یہ سنکر کہ آپ گھر میں موجود نہیں ہیں ولید نے کہا شکر خدا کہ آپ اس شہر سے تشریف لیگئے اور مجھے یزید کے حکم کی تعمیل نکرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس بلا سے بچائے۔ جب صبح نمودار ہوئی امام حسینؓ اپنے گھر تشریف لائے دوسری رات

بھی اسی طرح حضرت رسولِ خدا کی قبر مقدس پر آئے چند رکعت نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی جناب میں مناجات کی کہ اے خدا یہ تیرے پیغمبر محمدؐ کی خاک ہے اور میں اُسکی بیٹی کا بیٹا ہوں مجھے ایسا کچھ معاملہ درپیش ہے جس سے تو ہی آگاہ ہے اور میرے حالات اور دلی کیفیتوں سے بخوبی واقف ہے کہ میں نیکی کو عزیز رکھتا ہوں اور بُرائی سے بیزار ہوں اے ذوالجلال والاکرام اس خاکِ پاک کے طفیل اور اُس شخص کے واسطے جو اِس تربت میں مدفون ہے مجھے اپنی اور اپنے رسول کی رضامندی کرامت فرما اسکے بعد آپ بہت روئے اور قبر مطہر پر سر رکھکر سو گئے خواب میں اپنے نانا محمد مصطفےٰ صلعم کو دیکھا کہ بہت سے فرشتوں کے ساتھ جو آپکے دائیں بائیں اور آگے پیچھے موجود ہیں تشریف لائے امام حسینؑ کو اپنے سینہ سے لگا لیا پھر پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ تو عنقریب ایسے شخصوں کے ہاتھ سے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہونگے زمینِ کربلا میں شہید ہوگا اسوقت تو پیاسا ہوگا اور وہ تجھے ایک قطرہ پانی نہ دینگے باوجود اِس شقاوت کے وہ امید کرینگے کہ میں قیامت کے دن انکی شفاعت کرونگا اے خدا تو انہیں شفاعت کی توفیق نہ دے اور انہیں اِس دنیا کی کوئی لذت نصیب نہ ہو میرے پیارے حسینؑ تمہارے ماں باپ میرے پاس ہیں اور تیرے دیدار کے مشتاق ہیں اور بہشت میں تیرے واسطے عالیشان درجے مقرر ہیں جو بغیر شہادت حاصل نہیں ہو سکتے اب امام حسینؑ خواب ہی میں جواب دیتے ہیں کہ اے نانا مجھے اپنے پاس ہی رکھ لیجئے مجھے دنیا میں واپس جانے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے فرمایا تجھے شہادت کی سعادت حاصل کرنی ضرور ہے اسکے بعد تجھکو وہ مدارج اعلیٰ نصیب ہونگے جنکا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے تجھے اور تیرے ماں باپ کو ایک دن خاکِ تربت سے اُٹھائیگا بہشتی نعمتیں کرامت فرمائیگا۔ اب امام حسینؑ نیند سے بیدار ہوکر بہت پریشان خاطر ہوئے اپنی اہلبیت سے یہ خواب بیان کیا اور اسقدر غمگین تھے کہ اُس دن آپکی اہلبیت میں سے کوئی اور اتنا غمناک نہ تھا پھر آپنے مکہ کی طرف جانے کا قصد کیا آدھی رات کے وقت روضۂ رسولِ خدا پر جاکر دو رکعت نماز پڑھی اپنے نانا سے رخصت ہوکر صبح کے وقت اپنے گھر واپس تشریف لائے۔ محمد بن حنفیہ بھی آگئے اور کہا اے بھائی میری جان تجھپر سے فدا ہو مجھے دنیا میں آپ سے زیادہ عزیز اور کوئی نہیں ہے تم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو میں نے کبھی تم سے کسی نصیحت کو باز نہیں رکھا۔ آج بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم دونوں ایک باپ کے بیٹے ہیں اور تم مجھے مثل نگاہ کے ہو اور اہلبیت میں سب سے زیادہ بزرگ اور جوانانِ بہشت کے سردار ہو میں آپکو نصیحت کرنا چاہتا ہوں آپ میری نصیحت کو مان لیں امام حسینؑ نے فرمایا اے بھائی بیان کر تمنے کیا سوچا ہے کیونکہ میرے حق میں تمہاری نصیحت فائدہ سے خالی نہ ہوگی محمد نے کہا آپ اپنے آپکو یزید اور اسکے شہروں سے جسقدر ممکن ہو دور رکھیں اور لوگوں سے اپنے واسطے بیعت لیں اگر انہوں نے بیعت کرلی اور فرمانبرداری سے پیش آئے تو شکرِ خدا کر کے رسولِ خدا کی سنت اور علی مرتضیٰ کی سیرت کے ساتھ زندگانی کیجئے تاکہ جب موت آجائے تو اللہ تعالیٰ اور ایمان والے اسی طرح آپ سے راضی ہوں جس طرح تمہارے باپ اور بھائی سے خوش تھے۔ اور اگر یہ لوگ کسی اور کی بیعت اختیار کرلیں اور آپکی طرف متوجہ نہوں تو خاموشی کے ساتھ شکرِ الٰہی بجا لاکر خانہ نشین ہوجائیے پھر گھر سے باہر نکلنے اور لوگوں سے ملنا جلنا بند کر دیجئے کیونکہ مجھے اِس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ آپ کسی شہر میں جائیں اور وہاں کے کچھ آدمی آپکی بیعت کرلیں اور کچھ مخالفت کریں پھر آپ میں اور انمیں معرکہ آرائی واقع ہو۔ امام حسینؑ نے جواب دیا تمنے بہت اچھی بات کہی اب کس شہر میں جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ محمد نے کہا فی الحال مکہ تشریف لیجائیے وہاں کے باشندوں نے آپ سے بیعت کرلی تو اچھی بات ہے اور اگر نہ کریں تو آپ یمن کو چلے جائیں، وہاں کے آدمی آپکا ساتھ دینگے ورنہ آپ وہاں سے پہاڑ کی گھاٹی میں شہر بشہر گشت کریں اور دیکھیں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم اگر دنیا بھر میں میرا ایک بھی دوست نہ ہوگا اور کسی جگہ بھی امن و امان نہ پاؤنگا تب بھی یزید کی بیعت اختیار نکرونگا کیونکہ رسولِ خدا نے آلِ ابی سفیان کے حق میں بددعا کی تھی۔ اللّٰھم لا تبارک فی یزید۔ یہکر محمد حنفیہ خاموش ہو رہے اور کچھ دیر تک اپنے بھائی کے ہمراہ روتے رہے پھر امام حسینؑ نے کہا اے بھائی اللہ تعالیٰ تجھے جزائے نیک عطا کرے کہ تونے مشفقانہ رائے دی اور اچھی صلاح دی ہے میں امید کرتا ہوں کہ تیری رائے کا نتیجہ اچھا ہوگا۔ میں اسوقت مکہ جانے پر کمربستہ ہوں بھائی بھتیجوں اور دوستوں کو اپنے ہمراہ لئے جاتا ہوں وہ سب اِس امر میں مجھ سے متفق ہیں اور مخالفت نکرینگے اگر تم مدینہ میں رہنا چاہو گے تو کچھ دقت کی بات نہیں تمہیں کوئی نہ ستائیگا مگر لازم ہے کہ اِن لوگوں کے قول و فعل اور حالات سے خبردار رہکر جو کچھ واقعات پیدا ہوں اُنسے برابر مجھے مطلع کرتے رہو۔ یزید اور اُسکے دوستوں کی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نرکھو۔ اسکے بعد ایک وصیت نامہ لکھا اور اپنے بھائی کے حوالہ کیا +

امیر المومنین حسینؑ کا وصیت نامہ اپنے بھائی محمد حنفیہ کے نام

جب امام حسینؓ نے مکہ تشریف لیجانے کا ارادہ مصمم کر لیا تو دوات اور قلم اور کاغذ طلب کر کے وصیت نامہ لکھا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وصیت حسینؓ بن علیؓ نے اپنے بھائی محمد حنفیہ کیواسطے لکھی ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اسکا بھیجا ہوا پیغمبر ہے۔ جو کچھ آنحضرت نے فرمایا سب سچ ہے بہشت اور دوزخ حق ہے۔ قیامت آنیوالی ہے۔ اسکے واقع ہونے میں ذرا شک نہیں اللہ تعالیٰ تمام آدمیوں کو قبروں سے زندہ کر کے اُٹھائیگا میں حسینؓ ہوں کسی ظلم یا فساد یا خواہش نادوری حق کے اہلیتہ کے سبب سے باہر نہیں جاتا ہوں بلکہ محض امت محمدی کی درستی کے واسطے جاتا اور چاہتا ہوں کہ نیکی کی ہدایت اور بدی کی ممانعت کے شرائط کو سر ظاہر کروں میں نے جناب مصطفےٰ صلعم سے اس امر کو سُنا ہے کہ حسینؓ کی عمر کا خاتمہ قتل سے ہوگا جب آپ یہاں تک فرما چکے تو عبداللہ بن عباسؓ نے کہا میری یہ رائے ہے کہ آپ یزید کی بیعت اختیار کر لیں اور جس طرح معاویہ کے زمانہ میں صبر کیا ہے یزید کے عہد میں بھی صبر کرتے رہیں یہاں تک کہ حکم خدا سے کوئی ایسا عمدہ موقعہ پیدا ہو جائے جس سے آپ کو فائدہ پہنچے۔ امیر المومنین حسینؓ نے فرمایا یہ کیا کہتے ہو میں وہ شخص نہیں ہوں جو یزید کی بیعت اختیار کر لوں اور اسکے کہنے پر چلوں حضرت رسول خدا نے اس کے اور اُسکے باپ کے حق میں جو کچھ فرمایا ہے وہ عیاں ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا اے ابا عبداللہ آپ جو کچھ فرماتے سچ ہے میں نے بھی آنحضرت سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے اے یزید مجھے تیرے ساتھ کیسا معاملہ پڑا ہے۔ خدا یزید کو برکت نہ دے کیونکہ وہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے فرزند حسینؓ بن علیؓ کو قتل کریگا اس خدا کی قسم جسکے قبضۂ قدرت و اختیار میں محمدؐ کی جان ہے کہ میرے فرزند کو اور کوئی قوم قتل نہ کرے گی مگر وہی لوگ قتل کرینگے اور کوئی شخص بھی اُسکی امداد نہ کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اُنکے دلوں میں مخالفت ڈالدیگا۔ پھر عبداللہ بن عباسؓ نے کہا خدا سچ ہے۔ اے حسینؓ میں نے سنا ہے کسی شخص کو رسول خدا کی بیٹی کا فرزند آپ کی ذات کے سوا نہیں پاتا اور اس امت پر حضور کی امداد و نصرت ایسی فرض ہے کہ اسکے بغیر اللہ تعالیٰ ایسے مومن بندوں کی نماز اور زکوٰۃ کو بھی قبول نہ فرمائیگا۔ امام حسینؓ نے فرمایا اے ابن عباس تو اُس گروہ کو کیسا سمجھتا ہے جو رسول خدا کے فرزند کو اُسکے گھر وطن اور جائے پیدایش سے نکالدے اور حرم میں نہ رہنے دے اور تربت رسول کی زیارت کرنے سے محروم کرے اور اسقدر ڈرائے کہ وہ کسی گاؤں اور جگہہ میں نہ ٹھہر سکے پھر اُسکے قتل کا ارادہ کرے حالانکہ اُسکی کچھ خطا اور قصور نہ ہو۔ وہ مشرک ہو۔ عبداللہ نے کہا اسکے سوا اور کیا سمجھوں کہ وہ لوگ کافر اور خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔ ولا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ ولا یذکرون اللہ الا قلیلا فلن تجد لہ سبیلا۔ اے فرزند رسول تم امراء اور سردار اور بزرگ شخص ہو رسول خدا کے بیٹے اور رسول کی بیٹی کے نور نظر اور علیؓ مرتضےٰ کے جگر گوشہ ہو یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے اعمال سے بیخبر رہیگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو شخص تیرے نانا کے راستہ اور طریقہ سے پھرے گا اُسے عاقبت میں کچھ نصیب نہ ہوگا۔ امام حسینؓ نے فرمایا اے خدا میں بھی گواہی دیتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا میری جان آپ پر سے فدا ہو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی وفات سے مطلع کرتے اور مجھے اپنے واقعات کی خبر دیتے ہو۔ اور امداد و اعانت کے خواستگار ہو اُسی خدا کی قسم جسکے سوا کوئی اور خدا نہیں کہ میں آپ کے آگے بڑھکر اسقدر شمشیر زنی کرونگا کہ میرے دونو ہاتھ کٹ کر گر جائیں۔ اور پھر بھی آپکے حق مجھ سے ادا نہ ہونگے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اے ابن عباس اس بات سے باز آ۔ پھر امام حسینؓ کیطرف مخاطب ہو کر بولا اے ابا عبداللہ تم اس ارادہ کو جو پیش نظر ہے ترک کر دو اور ہمارے ساتھ مدینہ کو پھر چلو اور جس طرح اور لوگوں نے یزید سے بیعت کر لی ہے تم بھی اُس سے بیعت کر لو اور اپنے مکان اور اپنے نانا کی تربت سے آپ علیحدہ نہوں اور اپنے اوپر اُس گروہ کی حجت قائم ہونے دو جسکے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اگر تم یہ جانتے ہو کہ یزید سے بیعت نہ کرو تو وہ تمہیں اسکے لئے ضرور مجبور کرینگے اور وطن میں اطمینان سے بیٹھنے نہ دینگے تاوقتیکہ آپ اُسکی بیعت اختیار نہ کریں۔ اور ممکن ہے کہ یزید کی عمر بہت تھوڑی ہو اور ہم تم اُسکی طرف سے بحت ہو جائیں۔ امام حسینؓ نے فرمایا ایسی باتوں پر تف ہے جبتک آسمان و زمین قائم ہیں کیا تو سمجھ سکتا ہے کہ میں غلطی پر ہوں۔ اُسے بیان کر کہ میں راہ آجاؤں عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آپ غلطی پر نہیں ہیں نہ آپ سے ایسا ہونا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کی دختر کے فرزند کو غلطی یا سہو میں مبتلا کرے مگر آپ نے بھی سُنا ہی ہوگا کہ زمانہ کا رنگ بدلا ہوا ہے مبادا آپکے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جسکے مقابلہ کی طاقت آپ میں نہو اسلئے مناسب ہے ہمارے ساتھ مدینہ کو واپس چلے چلو۔ امام حسینؓ نے فرمایا میں ہرگز یزید کی بیعت نہ کرونگا بلکہ اپنے نانا رسول خدا کی سنت اور اپنے باپ علیؓ مرتضےٰ کی خصلت اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر چلونگا جو شخص میری اطاعت کریگا اور حق بات کو سُنے گا نیکی اور سلامتی حاصل کریگا اور جو شخص انکار کر کے دائرہ اطاعت سے باہر ہوگا تو میں اسپر صبر کرونگا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ

مجھ میں اور اُن میں فیصلہ کر دیگا اور وہی سب سے اچھا حاکم ہے۔ میری یہی وصیت ہے۔ پھر اپنے بھائی محمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا اللہ تعالیٰ تمکو توفیق نیک عطا کرے۔ اے بھائی اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اُنپر سلام ہو جسنے ہدایت پائی اور خدائے بزرگ و برتر کے سوا اور کسی میں کچھ قدرت و طاقت نہیں ہے۔ اس وصیت نامہ پر مہر کر کے اپنے بھائی کو دیدیا اور اُنہیں رخصت کر کے خود رات کے وقت اہلبیت اور عزیزوں اور دوستوں سمیت سمت مکہ روانہ ہوئے۔ شعبان کی تیسری تاریخ اور ۶۰ھ ہجری تھا۔ شارع عام پر چلے جاتے تھے اور یہ آیت تلاوت فرماتے تھے۔ فخرج منها خائفا يترقب قال رب نجني من القوم الظالمين آپکے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل نے کہا اگر ہم شارع عام سے علیحدہ ہو کر غیر معین راستے سے عبد اللہ بن زبیر کی طرح چلیں تو بہتر ہے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ ولید کچھ آدمیوں کو ہمارے پیچھے بھیجدے۔ ہم شارع عام پر ہونگے تو آسانی سے ہمیں ملجائینگے اور مشکل واقع ہوگی امام حسین نے فرمایا شارع عام اور سیدھے راستہ پر ہی چلنا اچھا ہے ہم اُس راستہ سے چلینگے اور مکہ کے مکانات پر نظر جمائیں گے۔ اور جو حکم الٰہی ہے وہ ہو کر ہی رہیگا۔ غرض مشہور اور عام راستہ سے سفر اختیار کیا جب صبح ہو گئی تو عبد اللہ بن مطیع عدوی حاضر ہوا اور کہا میری جان آپ پر فدا ہو اے فرزند رسول خدا کہاں کا ارادہ ہے اور کس غرض سے آئے فرمایا فی الحال تو مکہ جانے کا قصد ہے اور وہاں پہنچنے کے بعد اپنے معاملات پر غور کر کے جیسا کچھ مناسب معلوم ہوگا اُسکے مطابق عمل درآمد کرونگا۔ عبد اللہ نے کہا سلامتی اور بہبودی خدا کرے آپکے ارادہ اور تجویز کے شامل حال رہے۔ اگر حکم ہو تو جو کچھ میرے دل میں ہے وہ بھی عرض کر دوں۔ امام حسین نے کہا ہاں کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ عبد اللہ نے کہا مکہ میں پہنچکر آپ اُسی جگہہ قیام رکھنا اور اہل کوفہ پر ذرا بھروسہ کرنا۔ آج آپ سردار عرب کے سر آوردہ شخص ہیں خدا کے گھر میں قیام رکھیں۔ کوفیوں کا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اُنکے کسی قول و اقرار کا بھروسہ۔ اگر خدانخواستہ آپ کو کوئی حادثہ پیش آگیا تو تمام اہلبیت ہلاک ہو جائینگے۔ حضرت اُسے دعائے خیر دیکر آگے روانہ ہو گئے۔ جب مکہ کے قریب پہنچے اور وہاں کے پہاڑ نظر آنے لگے تو یہ آیت پڑھی۔ ولما توجه تلقاء مدين قال عسى ربي ان يهديني سواء السبيل غرض داخل مکہ ہونیکے وقت وہاں کے تمام آدمی استقبال کے لئے آئے نہایت ہی شاد و مسرور ہوئے اب ہر روز صبح و شام لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے عبد اللہ بن زبیر بھی اُسی جگہہ تھا اُسکو آپکا تشریف لانا ناگوار گزرا کیونکہ وہ خود اس امر کا خواہشمند تھا کہ کوفہ والے اُس سے بیعت کریں لیکن اس مطلب کو ظاہر نہ ہونے دیتا تھا خود بھی ہر روز آپ کی خدمت میں آنے جانے لگا اور آپکے پیچھے نماز پڑھتا اور ہمراہ رہکر حالات سنا کرتا اور خوب سمجھتا تھا کہ امیر المومنین امام حسینؑ کے سامنے مجھے فروغ حاصل نہ ہوگا اور کوئی شخص مجھ سے بیعت نہ کریگا۔ شعبان کے مہینے کے چند روز باقی تھے کہ امام حسینؑ مکہ میں تشریف لاکر مقیم ہوئے اور رمضان و شوال و ذیقعدہ کا مہینہ آپنے مکہ میں گزارا۔ عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر بھی مکہ ہی میں تھے انہوں نے مدینہ جانے کا قصد کیا اور جب مصمم ارادہ کر چکے تو امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا اے ابا عبد اللہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ کوفہ والے آپکے خاندان کے کیسے دشمن ہیں آپ کو اُنکی طرف سے بہت کچھ احتیاط رکھنی اور اپنے آپ کو اُنسے بچانا لازم ہے آپ اُنکے قول و اقرار پر اعتماد نہ کریں دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں نے یزید سے بیعت کر لی ہے اور مکہ والے بھی دولت و زر کی لالچ سے اُسی کی طرف جھکیں گے آپکا ساتھ چھوڑ دینگے یا شہید کرینگے آپکے قتل ہو جانے سے تمام اہلبیت برباد ہو جائینگے اسلئے آپ امن و امان سے اپنے گھر میں بیٹھے رہیں اور تمام جھگڑوں اور مخمصوں سے الگ تھلگ رہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے ابن عمر افسوس تو اب کہتا ہے کہ یہ لوگ مجھے گھر میں بھی بیٹھنے دینگے مجھ سے اُلجھیں گے اور اگر میں یہاں سے نکل کر کسی نامعلوم جگہہ چلا جاؤنگا تو بھی ڈھونڈ نکالیں گے اور بیعت یزید کے لئے مجبور کرینگے اور اگر انکار کرونگا تو قتل کرینگے۔ اے ابا عبد الرحمن تونے سنا ہوگا کہ بنی اسرائیل نے پو پھٹنے سے سورج کے نکلنے تک ستر پیغمبروں کو قتل کر دیا تھا اسکے بعد اطمینان سے تمام بازاروں میں جا بیٹھے اور لین دین میں مصروف ہو گئے تھے خدا نے اُنکو ایسے بڑے گناہوں کے لئے سزا دینے میں ڈھیل کی اور عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی مگر انجام کار اُنکو پکڑ لیا اور خدا ہی سب سے بہتر بدلا لینے والا ہے اے ابا عبد الرحمن خدا سے ڈر اور میرا ساتھ نہ چھوڑ اور امداد سے منہ نہ موڑ تو میرا مددگار رہ اور بعد نماز دعائے خیر سے یاد کرتا رہ۔ اگر تو اس وقت مجبور ہے اور میرے ساتھ نہیں رہ سکتا تو میں تجھے معاف رکھتا ہوں۔ دعائے خیر سے تو فراموش نہ ہونا پانچوں وقت کی نماز کے بعد میرے لئے دعا کرتے رہنا۔ اُن لوگوں کی بیعت اختیار کرنے میں جلدی نہ کرنا اسقدر ضرور توقف کرنا چاہئے کہ تجھے انجام کار کی اطلاع ہو جائے۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں آپکے نانا کو برگزیدہ کیا اور انہوں نے دنیا کو ترک کر دیا تم اُسی رسول کے جگر پارہ ہو خدا کی قسم تمکو دنیا سے کچھ فائدہ نصیب نہ ہوگا اور نہ تمہارے اہلبیت ہی میں سے کسی کو میسر ہوگا کیونکہ تم سے دنیا دور کر دی گئی ہے اور آخرت جو سب سے افضل ہے تمہارا ہی حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اسکے بعد رو کر امام حسینؑ کو رخصت کیا۔ آنحضرت نے عبد اللہ بن عباس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تو میرے باپ کے چچا کا بیٹا ہے میرے باپ نے ہمیشہ تیری عمدہ رائے سے مدد لی ہے اب تونے مدینہ جانیکا قصد کر لیا ہے سلامتی سے

واپس چلا جاؤنگا جو کچھ امور وہاں پر تجھے پیش آئیں اور حالات معلوم ہوں اُسکی مجھے اطلاع دیتے رہنا۔ میں مکہ ہی میں قیام رکھوں گا جب تک یہاں کے لوگ میرے دوست رہیں گے اور میری مدد کرینگے جب معلوم ہو جائیگا کہ اُنکے ارادے بدل گئے ہیں اور میرا ساتھ نہ دینگے تو میں بھی اُسی کلمہ کو اختیار کرونگا جو ابراہیم نے آگ میں ڈالے جانے کے وقت فرماتے تھے کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل اور پھر میں کسی اور جگہ چلا جاؤنگا۔ اسکے بعد تینوں صاحب رونے لگے۔ امام حسینؑ نے عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر کو رخصت کر دیا وہ بسمت مدینہ روانہ ہو گئے۔ امام حسینؑ نے مکہ میں قیام کیا۔

اور نماز روزہ میں مشغول رہتے تھے

امیر المومنین حسینؑ بن علیؑ کے نام کوفیوں کا پیغام پہنچنا

جب کوفہ والوں نے سُنا کہ امیر المومنین حسینؑ مکہ میں تشریف لائے ہیں تو امیر المومنین کے دوستوں میں سے کچھ لوگوں نے سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں بیٹھکر جلسہ کیا۔ سلیمان نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان کر کے رسول اللہ پر درود بھیجا۔ پھر حضرت علیؑ کے کچھ مناقب بیان کئے۔ اور دعا خیر کے بعد کہا اے لوگو معاویہ کے مرنے کی خبر سُن لی اور جان لیا ہے کہ اُسکی جگہ یزید نے لی۔ اور جاہل لوگوں نے اُسکی بیعت اختیار کی ہے۔ امام حسینؑ کو اُسکی بیعت سے انکار ہے۔ آل ابوسفیان کی ریاست و سرداری منظور نہیں۔ اب مکہ میں تشریف لائے ہیں۔ تم اُنکے ہوا خواہ ہو اور اس سے پہلے اُنکے باپ کے دوستدار تھے۔ آج امام حسینؑ کو تمہاری امداد کی ضرورت ہے اگر تم مددگار ہو اور ساتھ دو اور کچھ پس و پیش نہ ہو تو اُنکے نام خطوط روانہ کرو۔ اپنے ارادوں سے آگاہی دو۔ اور اگر یہ جانتے ہو کہ تمکو کاہلی سستی اور دل پراگندگی پیدا ہوگی اپنے اقراروں کو پورا نہ کر سکو گے تو خاموش ہو رہو۔ کیونکہ ابھی اس مہم کا آغاز ہی ہے۔ آنحضرت کو اپنے وعدوں اور امداد کا بھروسہ نہ دلاؤ۔ اُن سب لوگوں نے رضامندی سے جواب دیا کہ جیسا تم نے کہا ایسا ہی منظور کر لیا۔ ہاں ہم آنحضرت کی مدد کرینگے اُنکی رضامندی میں ہماری جانیں بھی جاتی رہیں گی تو کچھ پروا کی بات نہیں۔ سلیمان نے اُنسے اس معاملہ کی بابت مستحکم اقرار اور وعدے لیلئے اور حجت قائم کی کہ بیوفائی نہ کرنا اپنے قول سے۔ پھر انہوں نے نہایت ہی سچائی اور دلی ارادہ سے جواب دیا کہ ہم بالکل ثابت قدم رہیں گے امام حسینؑ کی خوشنودی کیلئے جانیں تک دیدینگے۔ اب سلیمان نے اُنسے کہا کہ تم سب لوگ امام حسینؑ کے نام ایک ایک خط بھیجکر اپنے دلی ارادہ و اعتقاد سے مطلع کرو اور درخواست کرو کہ آپ یہاں آ جائیں۔ اُنہوں نے کہا تیرا ہی لکھا کافی ہے اپنی طرف سے ایک خط لکھکر ہم سب کے ارادوں سے مطلع کر دے۔ سلیمان نے کہا بہتر یہی ہے کہ تم سب علیحدہ علیحدہ ایک ایک خط لکھکر روانہ کرو۔ غرض سب نے اس مضمون کا ایک ایک خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط حسینؑ بن علیؑ امیر المومنین کے نام سلیمان بن صرد اور مسیب بن نجبہ حبیب بن مظاہر رفاعہ بن شداد عبداللہ بن وائل اور باقی اور تمام شیعوں اور اسلام کے خیر خواہوں کی طرف سے لکھا جاتا ہے کہ ہم سب تمہارے اور تمہارے باپ کے مکار دشمن کی موت سے خوش ہیں اور شکر الٰہی بجا لاتے ہیں کہ اُسکو ہلاک کر دیا جن حیلوں فریبوں اور مکاریوں سے اُس نے خلافت پر قبضہ کیا تھا اُن بُری خصلتوں اور مذموم حالات کی تشریح نہیں ہو سکتی وہ مسلمانوں کی رضامندی بغیر اُنکے سروں پر حکومت کرتا تھا امت کے اچھے اچھے لوگوں کو قتل کرتا بدترین اشخاص کو زندہ رکھتا تھا۔ انجام کار اللہ جل شانہ نے ظالموں میں غرق ڈالدیا۔ فبعداً اللہ کما بعدت ثمود اللہ شکر خدا کہ وہ دنیا سے اُٹھ گیا۔ اب سُنا جاتا ہے کہ اُسکا لعین بیٹا اُسکی جگہ بیٹھ گیا ہے ہم اُسکی خلافت اور امارت سے رضامند نہیں اور نہ کبھی پسند کرینگے۔ ہم پہلے آپکے باپ کے ہوا خواہ اور دوست تھے اب تمہارے مددگار اور معاون ہیں۔ ان خطوط کے مضمون سے اطلاع ہوتے ہی حضور سعادت و برکت کے ساتھ تشریف لائیں ہمارے پاس خوشی و خرمی کے ساتھ آئیں ہمارے سردار ہیں آپ ہمارے حاکم اور خلیفہ ہیں آج ہمارا نہ کوئی امیر ہے نہ پیشوا جسکے پیچھے ہم نماز جمعہ اور دوسری نمازیں ادا کریں۔ نعمان بن بشیر یزید کی طرف سے یہاں پر موجود ہے مگر اُسے کوئی عزت یا درجہ یہاں حاصل نہیں دن رات محل امارت میں پڑا رہتا ہے۔ کوئی اُسے خراج دیتا ہے۔ اُسکے پاس جاتا ہے اگر وہ کسی کو طلب کرتا ہے تو کوئی اُسکا کہا نہیں کرتا بالکل بے وقعت امیر ہے اگر آپ ہماری درخواست قبول فرما کر تشریف لے آئیں گے تو ہم اُسے یہاں سے نکال دینگے۔ بخیر و عافیت آپ کی تشریف لاتے ہی لشکر فراہم کر دینگے اچھی خاصی قوت ہم پہنچ جائیگی پھر شام پر چڑھائی کر کے بدخواہ دشمن کو دور کر دینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خدا ہمارے کاموں کو تمہارے وسیلہ سے درست کر دیگا۔ والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر خط لپیٹ کر اور مہریں لگا کر دو شخصوں عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن سمیع بکری کے حوالے کر دئے کہ امیر المومنین حسینؑ کی خدمت میں پہنچا دیں۔ انہوں نے مکہ پہنچکر وہ خط حوالے کر دئے۔ امام حسینؑ انہیں پڑھکر اور حال دریافت کر کے خاموش ہو رہے۔ قاصدوں سے کچھ فرمایا نہ خطوں کا جواب لکھا صرف اُنکو خوش کر کے واپس بھیجدیا۔ انہوں نے کوفہ میں پہنچکر تمام حال عرض کیا کہ وہ کچھ بڑے بڑے

صورت نامہ کوفیان بنام امام حسینؑ

سردار قیس بن مسہر صیداوی و عبداللہ بن عبدالرحمٰن ارحبی، عمارہ بن عبید اللہ آل تمیمی وغیرہ ڈیڑھ سو سے زیادہ مشہور و معروف اشخاص بجانب مکہ روانہ ہوئے اور امیر المومنین حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک نے کئی کئی خط رئیسانِ کوفہ کی طرف سے پیش کئے جن میں آپ کے بلانے کی درخواستیں شامل تھیں اور زبانی بھی کہا کہ آپ کوفہ تشریف لیجائیں ملک ہمارا ہے ہمراہ چلیں امام حسینؑ نے کوفہ جانے میں تامل کیا اور انہیں بھی کچھ جواب نہ دیا لیکن قاصد اور قاصد آتے رہے اور کوفیوں کے خط لائے۔ آخری خط جن میں امام کو بلایا تھا ہانی بن ہانی سبیعی و سعید بن عبداللہ حنفی نے اس مضمون کے خط لکھے کہ امیر المومنین علیؑ کے دوستوں کی طرف سے امیر المومنین حسینؑ کو معلوم ہو کہ تمام کوفہ والے آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں سب کے سب آپ کی خلافت اور امارت پر متفق ہیں اب ذرا تامل نہ کرنا چاہئے بہت جلدی تشریف لائیے یہاں پہنچنے اور فوج کشی کرنے کا یہی وقت ہے صحرا سرسبز ہیں میوے پک رہے ہیں دیہات میں چارہ بکثرت ہے ہی الغرض آنا چاہئے کسی قسم کا پس و پیش نہ فرمائیں جس وقت آپ کوفہ میں داخل ہو جائیں گے تو وہ تمام فوجیں جو آپ کے لئے فراہم کی گئی ہیں آپ کے پاس حاضر ہو جائیں گی اور خدمت گزاری اور جان نثاری کے لئے کمربستہ ہونگی والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امام حسینؑ نے ہانی اور سعید سے پوچھا یہ خط کن شخصوں نے لکھے ہیں انہوں نے کہا اے رسول خدا کے فرزند شبث بن ربعی۔ حجار بن ابجر۔ یزید بن حارث۔ یزید بن رویم۔ عروہ بن قیس۔ عمرو بن حجاج اور محمد بن عمیر نے متفق ہو کر یہ خط لکھے ہیں اب امام نے اٹھ کر وضو کیا اور رکن و مقام کے بیچ میں نماز ادا کی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگی اور اس معاملے کے خاتمہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہی۔ فان ولی خیر انہ القادر علیہ۔ اسکے بعد کوفیوں کے خطوں کا جواب لکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے مومنین کی جماعت کو واضح ہو کہ ہانی بن ہانی اور سعید بن عبداللہ نے حاضر ہو کر تمہارے خط دئیے احوال مندرجہ معلوم ہوا تمہارے مطلب و مدعا میں کوئی کمی نہ رکھی جائیگی میں اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل بن ابیطالب کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ تمام حالات اور تمہارے بیانات کی سچائی کا اندازہ کر کے مجھے اطلاع دے جب وہ تمہارے پاس پہنچے اسے حالات سے آگاہ کرو اگر تم اسی اقرار اور عہد پر قائم ہو جسکا ذکر خطوں میں درج ہے تو اس سے بیعت کرلو ہر طرح سے اسکی مدد کرو اسکے ساتھ سے علیحدہ نہ ہو وہ امام جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرتا ہے اور صاحب علم و انصاف ہے اس امام سے جو ظالم اور فاسق ہے بہتر ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں راہ راست اور پرہیزگاری کی توفیق عطا کرے وانہ سمیع الدعا القادر علی ما یشاء والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر خط کو تمام کر کے بند کر دیا مہر لگا کر مسلم بن عقیل کے حوالے کیا فرمایا میں تجھے کوفہ بھیجتا ہوں وہاں جاکر دریافت کرنا کہ ان لوگوں کی رائیں بھی ان تحریروں کے مطابق ہیں یا نہیں وہاں پہنچنے کے بعد ایسے شخص کے گھر اترنا جو سب سے زیادہ اعتماد کے لائق اور ہماری دوستی میں پورا ثابت قدم معلوم ہو۔ وہاں کے باشندوں کو میری بیعت اور فرمانبرداری کی ہدایت کرنا انکے دلوں کو آلِ ابوسفیان کی طرف سے پھیر دینا اگر یہ بات معلوم ہو کہ انکے اقرار سچے ہیں اور جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں اسکو پورا کریں گے تو بہت جلدی مجھے لکھ بھیجنا اور جو امور مشاہدہ سے گزریں انہیں مفصل درج کر دینا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور مجھے شہادت کا درجہ عطا فرمائیگا اسکے بعد آپس میں بغلگیر ہو کر ملے اور روتے ہوئے ایک دوسرے کو رخصت کیا مسلم نے کوفہ کا راستہ لیا پوشیدہ سفر کیا کہ بنی امیہ میں سے کسی کو اس حال کی خبر نہ ہو جائے مبادا وہ یزید کو خط لکھ کر تمام حالات سے مطلع کر دے جس وقت مسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو مسجد رسولؐ میں آکر دو رکعت نماز پڑھی آدھی رات کے وقت اپنے عزیزوں اور دوستوں سے رخصت ہو کر سفر کو اختیار کیا اور قیس بن عیلان کے قبیلہ کے دو رہبر ساتھ لئے کہ غیر معروف راستہ سے کوفہ میں پہنچا دیں۔ کچھ دور چلکر دونوں رہبر راستہ بھول گئے اور غلطی سے ایسے میدان میں جا پہنچے جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا انجام کار دونوں رہبر پیاس کی شدت سے مر گئے اب مسلم بہت ہراساں ہو کر ادھر ادھر پانی کی تلاش میں دوڑے مگر کسی جگہ پتہ نہ ملا۔ آخر کار ایک گاؤں مضیق نام میں پہنچ کر پانی پیا۔ ساتھیوں اور مویشیوں اور گھوڑوں کو بھی پانی دیا۔ پھر کچھ دیر آرام لیکر امیر المومنین حسینؑ کے نام خط لکھا تمام کیفیت درج کر کے یہ بھی تحریر کیا کہ مجھے یہ سفر مبارک نہیں ہوا فالِ بد معلوم ہوئی ہے آپ مجھے اس سفر سے معاف رکھیں والسلام جس وقت مسلم کا یہ خط امام حسینؑ کے پاس پہنچا احوالِ مندرجہ سے واقف ہو کر یہ جواب تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسینؑ بن علیؑ امیر المومنین کی طرف سے مسلم بن عقیل کو معلوم ہو کہ تمہارا خط آیا مضمون معلوم ہوا۔ تمہارا یہ لکھنا کہ مجھے اس سفر سے معاف رکھو بڑے تعجب کی بات ہے معلوم ہوتا ہے سستی اور شکستہ دلی کی وجہ سے یہ خط لکھا گیا ہے۔ تم اپنے دل کو مضبوط رکھو کسی امر کا خوف نہ کرو اور جس کام کا حکم ہے اسے انجام دو والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔ مسلم نے امام حسینؑ کا خط پڑھ کر کہا امیر المومنین نے مجھ پر وہ الزام قائم کیا ہے جسکا مجھے خیال تک نہیں مجھے کاہل اور شکستہ دل قرار دیا ہے سبحان اللہ مجھے کس وقت اور کس جگہ ایسا پایا پھر وہاں سے کوفہ کی سمت روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک ہرن کا شکار کیا ہے اور اسے گرا کر ذبح کرتا ہے مسلم نے اس مشاہدہ سے اچھی فال لی کہ انشاء اللہ ہم بھی اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے پھر داخل کوفہ ہو کر مسلم بن مسیب کے

گھر میں قیام کیا یہ مکان مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کا بنایا ہوا تھا۔ امیرالمومنین علیؓ کے دوست مطلع ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئے مسلم نے امام حسینؓ کا خط پڑھ کر سنایا جب انہوں نے حسینؓ کا خط اور علیؓ کا نام سنا خوب دھاڑیں مار کے روئے اور واشوقاہ الی اللقاء زبانوں سے ادا کیا۔ پھر ایک ہمدانی شخص عابس بن ابی شبیب مسلم کے پاس آ کر کہا میں اور لوگوں کے دلوں اور بھروسے سے بے خبر ہوں جو کچھ مجھے کہنا ہے محض اپنی طرف سے کہتا ہوں کہ میرا دل اور جان فرزند رسولؐ کی دوستی کیلئے وقف ہیں خدا کی قسم یہی بات ہے میں تمہارے آگے کھڑے ہو کر شمشیر زنی کرونگا تمہارے دشمنوں کو مارونگا یہاں تک کہ میری تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور صرف قبضہ ہی قبضہ ہاتھ میں رہ جائے اور اس جاں نثاری اور دوستی سے صرف خوشنودی خدا تعالیٰ مطلوب ہوگی۔ پھر حبیب بن مظاہر اسدی نے اٹھ کر کہا خدا کی قسم میں بھی تمہاری دوستی میں ایسا ہی نکلوں گا جیسا عابس نے بیان کیا ہے ان لوگوں کی ٹولیاں آنی شروع ہو گئیں اور سب اسی قسم کی گفتگو کرتے تھے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کی نسبت بڑے بڑے دعوے رکھتے تھے مسلم کیلئے ہر شخص طرح طرح کے تحفے پیش کرتا تھا مگر آپ نے کسی کا تحفہ قبول نہ کیا۔ اس وقت یزید کی طرف سے نعمان بن بشیر کوفہ کا حاکم تھا اس نے مسلم کے آنے کی خبر سنکر اور جامع مسجد میں آ کر لوگوں کو طلب کیا جب سب موجود ہو گئے تو ممبر پر بیٹھکر تقریر شروع کی کہا اے کوفہ والو تم کب تک فتنہ و فساد برپا رکھو گے کب تک نفاق کا دم بھرو گے۔ تم خدا سے نہیں ڈرتے اور نہیں جانتے کہ فساد کرنے سے محض بربادی اور اسیری اور خونریزی کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا فتنہ انگیزی سے جان اور مال دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔ خدا سے ڈرو اور اپنے حال پر رحم کھاؤ فساد سے بچو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ میں اس شخص سے جنگ نہیں کرونگا جو مجھ سے نہ لڑنا چاہے گا اور نہ سوتے ہوئے کو جگاتا ہوں اور نہ جاگتے ہوئے کو ڈراتا ہوں۔ کسی شخص کو محض خیال اور وہم کی بنا پر گرفتار کرتا ہوں مگر تم اپنی کرتوت مجھ پر ظاہر کرتے اور عہد نقصان کی راہ چلتے ہو یزید کی بیعت و اطاعت سے نکل گئے ہو اگر تم اس فساد سے باز آ گئے اور فرمانبرداری میں رہے تو تمکو معاف کر دونگا ورنہ خدائے واحد کی قسم تلوار سے کام لونگا اسقدر کشت و خون کرونگا کہ تلوار ریزے ریزے ہو جائیگی اگر میں تنہا بھی رہ جاؤنگا تب بھی اس معرکہ اور کوشش سے باز نہ رہونگا۔ مسلم بن عبداللہ بن سعد حضرمی نے کہا امیر کا بیان کمزور شخصوں کا سا ہے اور دشمن تو ابھی روبرو نہیں آیا جاتا تو جو کچھ کہہ رہا ہے اسے عمل میں نہیں لا سکے گا۔ نعمان نے کہا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں میں کمزور رہوں اس سے بہتر ہے کہ گنہگاروں کے ساتھ گمراہوں میں شریک ہو جاؤں۔ پھر یہ بات کہکر تاکید و تنبیہ کی اور ممبر سے اتر کر دارالامارت میں چلا آیا۔ عبداللہ بن مسلم نے جو یزید کا دوست تھا اور یزید کے نام اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ میرے کوفی دوستوں نے خاص میری طرف سے میرے امیر یزید کو معلوم ہو کہ مسلم بن عقیل نے وارد کوفہ ہو کر علی بن ابیطالب کے بہت سے دوستوں سے حسین بن علیؓ کیلئے بیعت لی ہے اگر تجھے کوفہ اپنے قبضہ میں رکھنا ہے اور کسی دوسرے کے قبضہ میں جانا گوارا نہیں تو کسی سخت گیر شخص کو یہاں بھیج کہ تیرے احکام اور فرامین کو حسب منشا جاری اور دشمنوں کو تیری منشا کے مطابق نیست و نابود کرے کیونکہ نعمان بن بشیر کمزور آدمی ہے اگر کمزور بھی نہیں تو وہ لوگوں پر اپنے آپ کو حقیر ظاہر کرتا ہے والسلام۔ عمارہ بن ولید بن عقبہ اور عمر بن سعد نے بھی اسی مضمون کے خط روانہ کئے۔ یزید ان خطوں کو پڑھکر نہایت رنجیدہ ہوا اپنے باپ کے ایک غلام سرجون نام کو بلا کر کہا مجھے ایک مہم پیش آ گئی ہے کیا تدبیر کیجائے اس نے پوچھا وہ کیا مہم ہے یزید نے کہا مسلم بن عقیل نے داخل کوفہ ہو کر علی بن ابیطالب کے دوستوں کی جمعیت فراہم کرلی ہے اور انسے حسین بن علیؓ کیواسطے بیعت لی ہے۔ اب کیا تدبیر کیجائے اور تیری کیا رائے ہے سرجون نے کہا اگر میری بات مانو تو کچھ کہوں۔ یزید نے کہا بیان کر اس نے جواب دیا کہ تو نے عبیداللہ بن زیاد کو حاکم بصرہ مقرر کیا ہے کوفہ بھی اسی کے حوالے کردے پھر اس طرف سے اطمینان ہو جائیگا وہ تیرے دشمنوں کو منتشر کردیگا۔ یزید کو اسکی رائے بہت ہی پسند آئی۔ عبیداللہ بن زیاد کے نام خط لکھا کہ مجھے میرے بعض دوستوں نے کوفہ سے اطلاع دی ہے کہ مسلم بن عقیل نے کوفہ میں آ کر بہت سے آدمیوں کو جمع کر لیا ہے ان سے حسین بن علیؓ کے واسطے بیعت لی ہے۔ تو اس خط کے مضمون سے واقف ہوتے ہی فوراً کوفہ کو چلا جا اور اس فساد کی آگ کو بجھا کر اس مہم کو انجام دے میں نے قبل ازیں تجھے بصرہ کی حکومت عطا کی تھی اب کوفہ کی امارت بھی تجھے دیتا ہوں مسلم بن عقیل کو اس طرح تلاش کر جس طرح بخیل آدمی گرے ہوئے روپیہ کو ڈھونڈتا ہے جس وقت اسے گرفتار کرلے تو فوراً قتل کر کے سر میرے پاس بھیجدے خوب یاد رکھ کہ میں اس معاملہ کی نسبت تیرے کسی عذر اور حیلہ کو نہ سنونگا۔ اس حکم کی تعمیل میں جلدی کر۔ والسلام۔ پھر یہ خط مسلم بن عمر باہلی کو دیکر کہا کہ بہت جلدی یہ خط بصرہ لیجا کر عبیداللہ کے حوالے کر اور راستہ میں کسی جگہ نہ ٹھہرنا۔ اس حال سے پہلے امیرالمومنین حسینؓ نے بصرہ کے نامور اشخاص احنف بن قیس مالک بن مسمع منذر بن جارود قیس بن ہیثم مسعود بن عمرو اور عمر بن عبیداللہ کے نام خط بھیجکر اپنی بیعت و اطاعت کی ہدایت کی تھی اور انہوں نے آپ کے خطوط کو ظاہر ہونے دیا تھا مگر منذر بن جارود کی بیٹی عبیداللہ کے نکاح میں تھی منذر اس سے بہت ڈرتا تھا اپنے نام کا خط جو امام حسینؓ کا بھیجا ہوا تھا عبیداللہ بن زیاد کو دیدیا۔ یہ خط دیکھکر بہت غصہ ناک ہوا اور ڈھنڈورا پٹوا دیا۔ پھر منذر سے کہا یہ

خط کون لایا ہے۔ اس نے جواب دیا حسین بن علیؓ کا ایک ہوا خواہ سلیمان نام لایا ہے۔ عبید اللہ نے کہا جا کر اُسے بلا لاؤ۔ اُس وقت سلیمان ایک شیعۂ علیؓ کے گھر میں پوشیدہ تھا۔ منذر اُسے بلا لایا۔
عبید اللہ نے اُس سے کچھ نہ پوچھا اور فوراً قتل کرا دیا اور سولی پر لٹکا دیا۔ جب سلیمان قتل ہو گیا تو خود ممبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا اے بصرے والو آج یزید کا ایک فرمان آیا ہے اُس نے
ولایت کوفہ بھی مجھے عطا کر دی ہے میں کل کوفہ کو جاؤں گا اپنے بھائی عثمان کو تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں لازم ہے کہ تم سب اُس کو عزت اور حرمت سے رکھنا ہر امر میں اُس کی رضامندی اور اطاعت
کو اختیار کرنا مخالفت سے دور رہنا۔ خدائے واحد کی قسم اگر میں نے سنا کہ تم میں سے کسی نے خلاف ورزی کی اور فرمانبرداری سے منہ پھیرا ہے تو اُسے مع اُس شخص کے جو اُس کا شریک حال
ہو گا قتل کر ڈالوں گا اور جس کسی سے نظام بگڑے گا دشمن کو دوست کے عوض گرفتار کروں گا۔ اب میں نے تمہیں سمجھا دیا ہے ہرگز ہرگز مخالفت کے پاس نہ جانا ورنہ تم مجھے جانتے ہی ہو
میں زیاد کا بیٹا ہوں میرے چچا اور ماموں بھی مخالفت سے پہلو بچاتے ہیں والسلام۔ اسکے بعد ممبر سے اُتر کر دوسرے دن کوفہ کی سمت کو روانہ ہوا اور بصرہ کے نامور اشخاص
مسلم بن عمر باہلی، منذر بن جارود عبدی اور شریک بن عبد اللہ اعور ہمدانی کو اپنے ہمراہ لے لیا۔ کوفہ کے قریب پہنچ کر ایک جگہ ٹھہر گیا۔ اتنی دیر انتظار کیا کہ آفتاب غروب ہو گیا
اور دو گھنٹہ رات گزر گئی۔ اسکے بعد سر پہ سیاہ عمامہ باندھا تلوار کمر میں لگا کر کمان کندھے پر لٹکائی ترکش لگا کر گرز ہاتھ میں لیا اور جنگی گھوڑے پر سوار ہو کر مع خدام و حشم
بیابان کی راہ سے داخل کوفہ ہونے کیلئے کوچ کیا۔ اتنے میں مہ بدر پوری روشنی ڈال رہا تھا۔ لوگوں کو خیال تھا کہ امام حسینؓ تشریف لائیں گے۔ عبید اللہ کے ترک و احتشام کو دیکھ کر خیال کیا
کہ امام حسینؓ تشریف لائے ہیں۔ گروہ در گروہ لوگ آنے شروع ہو گئے اور عبید اللہ کو سلام کرتے اور کہتے تھے کہ اے فرزند رسول مبارک ہو مبارک ہو آپ کی تشریف آوری مبارک ہو۔
عبید اللہ انکے سلام کا جواب دیتا تھا آخر کار مسلم بن عمر باہلی نے ایک شخص سے کہا یہ عبید اللہ بن زیاد ہے حسین بن علیؓ نہیں ہیں تم کو محض دھوکا ہوا ہے۔ کوفہ والے اس حال سے
مطلع ہو کر بھاگے اور منتشر ہو گئے۔ عبید اللہ نے دار الامارہ میں قیام کیا اور زخمی سور کی طرح جھلاتا اور سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتا تھا اس رات کو تو کچھ نہ بولا۔ کسی شخص کو بلایا
مگر دوسرے دن ڈھنڈورا پٹوایا کہ سب لوگ جامع مسجد میں حاضر ہوں۔ جب سب آ گئے اور بیشمار خلقت کا ہجوم ہو گیا تو عبید اللہ بھی داخل مسجد ہوا شمشیر لٹکائے ہوئے تھا سیاہ
عمامہ سر پر تھا ممبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا اے اہل کوفہ تمہارے امیر یزید نے مجھے حاکم کوفہ مقرر کیا اور حکم دیا ہے کہ عدل و انصاف سے پیش آؤں مظلوم کی فریاد سنوں ظالموں سے
بدلا لوں۔ درویشوں سے اچھا سلوک کروں دوستوں اور وفاداروں پر مہربانی اور بخشش کرتا رہوں۔ میں نے امیر کے حکم کی تعمیل کی اور بصرہ سے یہاں آیا کہ اسکا فرمان دل و جان سے بجا لاؤں
اس میں تمام معمولات اور احکام کو جاری کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ یہ کہکر ممبر پر سے اُترا اور دار الامارہ میں چلا گیا دوسرے دن وہاں سے نکل کر ممبر پر چڑھا۔ آج پہلے دن والا لباس
اور وضع قطع نہ تھا۔ حمد کے بعد کہا حکومت کیلئے سختی بھی ضروری امر ہے مگر ملاطفت یا نرمی لازم ہے مگر بغیر کمزوری۔ اور میری عادت ہے کہ گنہگاروں کے سبب سے بیگناہوں کو
پکڑ لیتا ہوں۔ اور غائب ہو جانے والوں کیواسطے موجودہ اشخاص کو تکلیف دیتا ہوں دوست کیلئے دوست سے باز پرس کرتا ہوں۔ اسد بن عبد اللہ نے اُٹھ کر کہا اے امیر خدا
فرماتا ہے۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ مرد کو وقت پر آزماتے ہیں تلوار کو سر کے ساتھ اور گھوڑے کو دوڑانے سے۔ ہمارا یہ کام ہے کہ جو کچھ تو کہے گا اُسے بجا لائیں گے امیر کے
احکام کو سر و چشم پورا کریں گے شروع میں حسابات کے علاوہ برا طریقہ جاری مت کرو والسلام۔ عبید اللہ ان باتوں کو سنکر خاموش ہو رہا ممبر سے اُتر کر دار الامارہ میں چلا آیا۔ مسلم بن عقیل
عبید اللہ کے آنے کی خبر سنکر گھبرائے آدھی رات کے وقت اپنے قیام کی جگہ سے ہانی بن عروہ مذحجی کے گھر تشریف لائے اور بغیر اجازت اندر داخل ہو گئے۔ ہانی انہیں دیکھ کر کھڑا
ہو گیا پوچھا آپ کی یہ کیا حالت ہے اور ایسا کون معاملہ پیش آیا کہ آدھی رات کے وقت یہاں آئے۔ مسلم نے کہا میں نے عبید اللہ سے ڈر کر تیرے پاس پناہ لی ہے۔ مجھے پناہ دے۔ ہانی
نے کہا مجھے آپ نے سخت مصیبت میں مبتلا کیا اگر تم میرے گھر تشریف نہ لاتے تو میں اس امر کو بہتر سمجھتا تھا کہ تم واپس چلے جاتے مگر اب تو آپ نے میرے مکان میں پناہ لی ہے۔ بڑے
شرم اور بے غیرتی کی بات ہے جو میں آپ کو یہاں سے واپس بھیج دوں۔ آپ آرام سے ٹھہریں۔ مسلم اُسکے گھر میں چھپے رہے۔ عبید اللہ نے آدمی مقرر کئے کہ مسلم کو ڈھونڈ لائیں مگر
کسی شخص نے آپ کا کچھ پتہ نہ بتلایا۔ لوگ پوشیدہ طور پر مسلم کے پاس حاضر ہوتے اور از سر نو بیعت کرتے تھے۔ مسلم اُن پر حجت قائم کرتے تھے کہ تم اپنے اقرار و عہد پر ثابت قدم رہنا
بیوفائی نہ کرنا۔ وہ قسمیں کھاتے اور عہد و پیمان کرتے تھے یہاں تک کہ بیس ہزار سے زیادہ آدمی بیعت کے حلقہ میں آ گئے۔ اب مسلم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں کو ہمراہ لیکر نکلیں اور
دار الامارہ پر حملہ کر کے عبید اللہ کو پکڑ لیں ہانی نے مناسب نہ سمجھا اور کہا آپ جلدی نہ کریں کیونکہ جلد بازی شیطان کا کام ہے ادھر عبید اللہ نے اپنے جیرو اہوں میں سے ایک

شخص کو جس کا نام معقل تھا ایک ہزار درہم دیکر کہا جا شہر میں مسلم کو تلاش کر اور علیؑ کی گروہ کے آدمیوں سے کہنا میں علیؑ اور اُنکے خاندان کا خیرخواہ ہوں جب تجھے مسلم کے سامنے لیجائیں تو اُنکی خیرخواہی جتا کر کہنا میں ایک ہزار درہم لایا ہوں آپ وہ روپیہ اپنے کاموں میں صرف کریں وہ روپیہ پاکر تجھے اپنا ہوا خواہ سمجھنے لگیں گے اپنا دوست جانکر بھروسہ کرینگے پھر تو سب باتیں کر جو کچھ حالات دیکھے اور سُنے گا مجھ سے بیان کردینا معقل عبید اللہ کی ہدایت کے مطابق روپیہ لیکر کوفہ کی جامع مسجد میں آیا حسب اتفاق امیر المومنین علیؑ کی گروہ کے ایک شخص مسلم بن عوسجہ اسدی کو دیکھا اُسکے پاس بیٹھکر کہا میں شام کا باشندہ ہوں ایک ہزار درہم میرے پاس ہیں سُنا ہے کہ خاندان نبوت میں سے کوئی شخص یہاں آیا ہوا ہے اور یزید پلید کے واسطے لوگوں سے بیعت لے رہا ہے۔ اگر تو مہربانی کرکے مجھے اُنکے پاس پہنچادے اور میں اُنکی زیارت سے مشرف ہو جاؤں تو یہ مال دیدوں کہ وہ اپنے خرچ میں لائیں اور تیرا بہت ہی احسان مند ہونگا۔ اگر تو چاہے تو میں اُس شخص کے پاس جانے سے پہلے تجھ سے بیعت کرلوں مسلم بن عوسجہ نے جانا کہ وہ سچ بولتا ہے سخت قول و قسم لیکر اور مضبوط عہد و پیمان لیکر کہا تو اب تو چلا جا کل میرے پاس آنا میں تجھے اُنکے پاس پہنچادونگا معقل وہاں سے چلا آیا اور عبید اللہ سے سب حال کہہ سنایا اُس نے کہا دیکھ مردوں کیطرح اس کام کو انجام دینا۔ پھر لوگوں سے شریک بن عبد الاعور ہمدانی کا حال پوچھا جو بصرہ سے اُسکے ساتھ آیا تھا اور کوفہ میں پہنچکر سخت بیمار ہوگیا تھا گھر سے باہر نہ آسکتا تھا انہوں نے کہا وہ بہت ہی ناتوان ہوگیا ہے عبید اللہ نے کہا۔ ہم کل اُسکی عیادت کیلئے جائینگے۔ شریک کو مسلم کا حال معلوم تھا اُس نے کہا اے مسلم کل عبید اللہ میری عیادت کیلئے آئیگا میں اُسے باتوں میں مشغول کرلوں گا اور تم اندر سے نکلکر اُسے بضرب شمشیر ہلاک کر دینا۔ پھر شہر کوفہ آپکے قبضہ میں آجائیگا اور اگر میں جیتا رہا تو بصرہ کو بھی تیرے تصرف میں لاؤنگا دوسرے دن عبید اللہ سوار ہوکر ہانی کے دروازہ پر آیا اور شریک کی عیادت کیلئے گھوڑہ سے اُتر کر اُسکے پاس جا بیٹھا شریک اُس سے گفتگو کرنے لگا اور جس امر کو وہ پوچھتا اُسے بتاتا رہا اور چاہا کہ مسلم نکل کر اُسکا کام تمام کردے۔ ادھر مسلم نے تلوار میان سے باہر کرکے چاہا کہ اندر سے نکلکر عبید اللہ کا کام تمام کرے ہانی نے کہا خدا کیواسطے ایسا کام نکر میرے گھر میں بہت سے بچے اور عورتیں ہیں قتل کے واقعہ سے بہت خوف کھا جائینگے مسلم بن عقیل نے ناراض ہوکر تلوار ہاتھ سے ڈالدی شریک بھی عبید اللہ کو باتوں میں مشغول رکھنے کی کوشش کرتا رہا اور کچھ کچھ باتیں روایت کرتا رہا کہ اب بھی مسلم بن عقیل آکر اُسے مارڈالے آخر عبید اللہ کو بھی کچھ شبہ سا ہوگیا دل میں ڈرا اور وہاں سے اُٹھکر چلا آیا۔ عبید اللہ کے جانے کے بعد مسلم اور ہانی باہر آئے شریک نے کہا ایسے اچھا موقع کھو دیا کیوں باہر آکر اُسے ہلاک کردیا مسلم نے کہا مجھے ہانی نے اِس امر سے روکدیا اور کہا میری عورتیں اور بچے اُسکے قتل سے خوف کھا جائینگے شریک نے دونو کو ملامت کی اور کہا اِس بداعتقاد فاسق کو بہت آسانی سے پکڑ سکتے تھے تم نے بڑی غلطی کی پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا شریک تین دن اور زندہ رہا پھر رحمت حق کے واصل ہو گیا یہ شخص بصرہ کے بزرگوں اور ارکین ملک سے تھا امیر المومنین علیؑ کا مداح شاعر تھا۔ اپنے کلام کو پوشیدہ رکھتا معتمد اشخاص کے سوا کسی غیر کو نہ سُناتا تھا عبید اللہ نے دار الامارہ سے نکلکر اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی۔ پھر اپنے مکان پر چلا گیا دوسرے دن معقل نے مسلم بن عوسجہ کے پاس آکر کہا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مکہ سے آئے ہوئے شخص کے پاس لیچلونگا کہ میں زیارت کرلوں اور یہ مال دیدوں شاید تو اپنے وعدہ سے پھر گیا ہے راہ مہربانی اپنے اقرار کو پورا کر مسلم نے کہا میں نیا اقرار پورا کرونگا شریک کی وفات کے سبب فرصت نہوئی تھی کیونکہ وہ بڑا نیک اور امیر المومنین علیؑ کے خیرخواہ شخصوں میں سے تھا معقل نے کہا وہ شخص جو مکہ سے آیا ہوا ہے ہانی کے گھر میں موجود ہے مسلم نے کہا ہاں پھر اُسے اپنے ہمراہ مسلم بن عقیل کی خدمت میں حاضر کیا مسلم نے اُسے مرحبا کہا اور اپنے قریب بٹھا کر اُس سے بیعت لی معقل نے روپیہ پیش کیا جسے مسلم نے قبول کرلیا معقل تمام دن آپکے پاس رہا اور طرح طرح کی باتیں اور دوستی کے دعوے کرتا رہا جب رات ہوگئی وہاں سے رخصت ہوکر عبید اللہ کے پاس آیا مسلم کا تمام حال کہہ سنایا اُس نے کہا تو مسلم کے پاس برابر آتا جاتا اور خدمت گزاری میں سعی کرتا رہ کیونکہ اگر تو اُسکے پاس جانے سے بیٹھ رہیگا اور نہ جائیگا تو تیری طرف سے شک پیدا ہوجائیگا اور مسلم اُس گھر سے نکلکر کسی دوسرے مکان میں جا رہیگا اسکے بعد عبید اللہ نے آدمی بھیجکر محمد بن اشعث اسماء بن خارجہ فزاری اور عمرو بن حجاج زبیدی کو بلایا اور کہا ہانی ایک دفعہ بھی میرے پاس نہیں آیا۔ میرا حال دریافت کیا کیا تمہیں اُسکا کچھ حال معلوم ہے کہ وہ کس سبب سے نہیں آیا انہوں نے کہا وہ بہت ناتوان اور کمزور ہو رہا ہے اسلئے امیر کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتا۔ اُس نے کہا ہاں پہلے تو علیل تھا اور اب تندرست ہے کسی قسم کی شکایت باقی نہیں ہے پھر کیوں خانہ نشین ہے اور میرے پاس نہیں آتا کل تم اُسکے پاس جاؤ اور اِس علیحدہ رہنے پر ملامت کرو۔ کہو مجھ سے ملنے کے لئے آئے اور جو خدمت و اطاعت اُسپر واجب ہے بجالانے میں ہمیشہ اُسپر مہربان رہا ہوں۔ اب اور زیادہ اچھا سلوک کرونگا انہوں نے کہا بسر و چشم ابھی یہ باتیں

ہوتی رہی حتیٰ کہ عبید اللہ کا ایک حلیف مسمّیٰ مالک بن یربوع تمیمی آیا اور کہا اللہ تعالیٰ امیر کو محفوظ رکھے ایک عجیب واقعہ اور حادثہ کی خبر ہے۔ اُس نے کہا بیان کر مالک نے کہا میں سیر کے ارادے سے شہر کے باہر گیا ہوا تھا ایسے میں دیکھ رہا تھا ایک شخص کو دیکھا کہ کوفہ سے نکلکر نہایت تیز روی سے مدینہ کی طرف جا رہا ہے میں نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اور جا لیا پوچھا تو کون شخص ہے اور کہاں جاتا ہے۔ اُس نے کہا میں مدینہ کا رہنے والا ہوں پھر میں نے گھوڑے سے اُتر کر دریافت کیا تیرے پاس کوئی خط ہے اُس نے انکار کیا تو میں نے اُسکے کپڑوں کی تلاشی لی ایک سربند خط پایا۔ وہ خط یہ ہے اور اُس شخص کو امیر کے دروازہ پر پہرہ کے اندر دیدیا ہے۔ عبید اللہ نے خط لیکر کھولا مضمون یہ تھا مسلم بن عقیل کی طرف سے حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب کو معلوم ہو کہ میں کوفہ میں پہنچا تمام شیعہ لوگوں سے ملا انہوں نے آپ کیلئے بیعت لی ہے میں ہزار شخصوں نے دلی رضا اور رغبت سے آپ کی بیعت اختیار کر لی ہے میں نے انکے نام لکھ لئے ہیں۔ آپ اس خط کے مضمون سے مطلع ہوتے ہی فوراً چلے آئیں کسی وجہ سے دیر نہ کریں کیونکہ کوفے والے دل سے آپکے خیر خواہ اور دوست ہیں اور یزید سے متنفر۔ والسلام۔ عبید اللہ نے کہا جس شخص کے پاس سے یہ خط ملا ہے اُسے میرے سامنے لا۔ مالک جلد لے آیا عبید اللہ نے پوچھا تو کون ہے اُس نے جواب دیا میں بنی ہاشم کا ہوا خواہ ہوں پھر پوچھا تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا عبد اللہ بن یقطین۔ پھر پوچھا یہ خط تجھے کس نے دیا تھا کہ حسینؑ کے پاس لیجائے اُس نے جواب دیا ایک بوڑھی عورت نے دیا تھا۔ کہا تو اُسکا نام جانتا ہے اُس نے کہا میں نام سے واقف نہیں۔ عبید اللہ نے کہا تو دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کر یا تو اُس شخص کا نام بتا دے جس نے تجھے یہ خط دیا تھا تاکہ تو میرے ہاتھ سے بچ جائے ورنہ میں تجھے قتل کرا دونگا۔ اُس نے کہا میں ہرگز نام نہ بتاؤنگا اور اگر میری جان جاتی ہے تو کچھ پروا نہیں۔ عبید اللہ نے حکم دیکر اُسے قتل کرا دیا رحمۃ اللہ علیہ۔ پھر محمد بن اشعث، عمرو بن حجاج، اسماء بن خارجہ کیطرف متوجہ ہو کر کہا جاؤ ہانی سے کہو میرے پاس آتا ہے۔ وہ وہاں سے اُٹھکر ہانی کے گھر آئے اور دیکھا کہ ہانی گھر میں موجود ہے اُسے سلام کیا پوچھا کہ تو امیر کے پاس کسلئے نہیں جاتا اُس نے تجھے کئی مرتبہ یاد کیا ہے اور تیرے حاضر ہونے سے آزردہ خاطر ہے اُس نے جواب دیا بیماری کی وجہ سے نہیں جا سکا چلنے پھرنے کی طاقت ابھی تک نہیں آئی۔ انہوں نے کہا ہم نے تیری طرف سے یہی عذر بیان کیا تھا اُس نے قبول کیا اور کہا میں سنتا ہوں کہ وہ تندرست ہو گیا ہے باہر نکلتا اور اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھتا ہے اور آدمی اُسکے پاس جمع ہوتے ہیں اب مناسب ہے کہ تو اُسکے پاس جائے کیونکہ وہ صاحب قوت ہے ایسے شخص سے ملنا بھلا اچھا ہے مبادا وہ کسی سختی اور ظلم کا خیال کرے جا کر بامور اشخاص کیطرف سے اور تو آج اپنے قبیلہ کا سردار ہے۔ ہم تجھے قسم دلاتے ہیں تو اپنے حال پر رحم کر اور ہمارے ساتھ امیر کے پاس چل ہانی نے کہا بہت اچھا میں چلونگا اسکے بعد اپنی پوشاک منگا کر پہنی گھوڑے پر سوار ہو کر اُن لوگوں کے ہمراہ دار الامارہ پہنچا۔ اُسکا دل گھبرایا اور بدی و شرارت کے برتاؤ ہونیکا خیال گزرا۔ اسماء بن خارجہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا اے بھائی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے ساتھ بدسلوکی وقوع میں آئیگی۔ اسماء نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے اے بھائی تیرے یہ خیالات بالکل غلط ہیں۔ اپنے دل سے وسوسہ دور کر اور ہر طرح سے مطمئن رہ۔ بھلائی کے سوا اور کوئی امر ظاہر نہ ہوگا غرض عبید اللہ کے پاس آگئے اُسوقت قاضی شریح عبید اللہ کے پاس بیٹھا تھا جسوقت دور سے ہانی کو آتے دیکھا قاضی شریح سے مخاطب ہو کر کہا ع ارید حیاتہ ویرید قتلی + عذیرک من خلیلک من مراد + ہانی یہ بیت سنکر گھبرایا اور کہا اے امیر یہ کیا مثل ہے جو تو نے زبان سے نکالی۔ اُس نے کہا خدا کی قسم اے ہانی تو نے مسلم بن عقیل کو اپنے گھر میں لاکر رکھ چھوڑا ہے اور سپاہ دیکر سب لوگوں کو مسلح کر کے مکان کے اردگرد فراہم کیا ہے۔ اور تو چاہتا ہے کہ میں اِن باتوں سے بیخبر ہوں یقین کر کہ تیری تمام کرتوت مجھے معلوم ہیں۔ ہانی نے کہا مجھے اِن امور کی کچھ خبر نہیں۔ عبید اللہ نے کہا میرا کہنا بالکل سچ ہے پھر معقل کو بلا کر ہانی سے کہا تو اسے جانتا ہے۔ اب ہانی سمجھ گیا کہ یہ کیا بات ہے اور معقل عبید اللہ کا جاسوس تھا قریب رسول کا دوست بنتا تھا عبید اللہ کو اُس سے سب حالات معلوم ہو گئے ہیں۔ اب ہانی نے اقرار کر لیا اور کہا اللہ تعالیٰ امیر کو محفوظ رکھے خدا کی قسم میں نے کسی شخص کو مسلم کے بلانے کیواسطے نہیں بھیجا۔ اُسے بلایا مگر نصف شب کے وقت میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ میرے گھر پر آکر پناہ کا طالب ہوا ہے مجھے اس بات سے شرم آئی کہ اُسے پناہ نہ دوں اور تنہا چھوڑ دوں اسلئے اُسکو پناہ دی اب تجھے اُسکا حال معلوم ہو گیا ہے اجازت دے کہ واپس جا کر اُس سے عذر کروں کہ کہیں اور چلا جائے اور میں عہد کرتا ہوں کہ جب اُس شخص کو اپنے گھر سے روانہ کر دونگا تو تیرے پاس حاضر ہو جاؤنگا۔ اُس نے کہا جب تک تو اسکو یہاں حاضر نہ کریگا میرے پاس سے نہ جا سکیگا ہانی نے کہا میں کبھی ایسی بات نہ کرونگا کیونکہ از روئے شرع و مروت جائز نہیں کہ پناہ دئیے ہوئے شخص کو دشمن کے حوالے کر دوں اہل عرب کی عادت اور خصلت ایسی نہیں ہے تو مجھے ایسے فعل کیلئے تکلیف نہ دے۔ میں ہرگز اُسے تیرے سامنے نہ لاؤنگا اور اپنے واسطے اس عیب و عار کو گوارا نہ کرونگا۔ مسلم بن عمرو باہلی نے کہا اے امیر ذرا سی دیر کی مہلت دے کہ میں ہانی سے دو دو باتیں کر لوں۔ عبید اللہ نے کہا اسی مکان میں جو کہنا ہو کہہ۔ مسلم بن عمرو نے ہانی کا ہاتھ پکڑا اور ایک کونے

میں نے کافر سمجھا تھا کہ تو اسی زندگی سے کیوں بیزار ہو رہا ہے اپنے بچوں اور کنبہ والوں کے حال پر رحم کر مسلم بن عقیل کیواسطے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر۔ اگر ہم حصوں میں سے کوئی رازدار تجھ سے طلب کرتا اور تو دیتا تو عیب کی بات تھی۔ مگر جب ایک زبردست شخص جسکے پنجہ میں تو گرفتار ہے مانگتا ہی تو حوالہ کر دینا کوئی عیب اور شرم کی بات نہیں۔ ہانی نے کہا خدا کی قسم بڑا عیب ہے بڑھکر یہ بات ہے میں اپنی حرم کو کبھی گوارا نکرونگا اور رسول اللہ کے بیٹے کے قاصد اور اپنے مہمان اور پناہ دئے ہوئے کو ہرگز دشمن کے سامنے نہیں کرونگا جب تک زندہ ہوں اور میرے ہاتھ پاؤں چلتے اور دوست آشنا عزیز و قریب میرے ہمراہ ہیں ایسا ہونا ممکن نہیں بلکہ خدا کی قسم اگر میں تنہا بھی رہجاؤنگا اور میرا کوئی مددگار اور یار و غمخوار بھی نہ رہیگا تب بھی یہ عار نہ اٹھاؤنگا۔ مسلم بن عمر اسے عبید اللہ کے پاس واپس لے آیا اور کہا اسے کوئی نصیحت کارگر نہ ہوگی اور وہ مسلم بن عقیل کو ہمارے حوالہ نکریگا۔ عبید اللہ زیادہ غضبناک ہو کر بولا خدا کی قسم اگر تو اسے میرے پاس نہ لائیگا تو تیرا سر اڑا دونگا۔ ہانی نے کہا کسکی مجال ہے جو میرے ساتھ اس طرح پیش آسکے اگر تو ایسا خیال بھی دل میں لائیگا تو جماعت کثیر میرے بچوں کے بدلے کیواسطے اٹھکر تیرے گھر کو گھیر لیگی۔ عبید اللہ نے کہا تو مجھے تلواروں اور اپنے عزیزوں سے ڈراتا ہی۔ یہ کہکر ایک آہنی لکڑی جو سامنے رکھی ہوئی تھی اٹھالی اور ہانی کے منہ پر ماری جس سے آنکھ پھوٹی اور ناک پھٹ کر خون نکلا۔ قریب ہی عبید اللہ کا ایک سپاہی تلوار ہاتھ میں لئے کھڑا تھا ہانی نے اسکے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ تلوار سوت لے مگر ایک دوسرے سپاہی نے ہاتھ پکڑ لیا اور عبید اللہ نے چیخ کر کہا اسے گرفتار کرکے اسی مکان کی ایک کوٹھڑی میں بند کر دو۔ اسما بن خارجہ نے کھڑے ہوکر کہا اے امیر تو نے ہمسے کہا تھا اور ہم اسے تیرے پاس لائے تھے اسکے آنے سے پہلے تو نے اسکے واسطے اچھے اچھے وعدے کئے تھے اب وہ آیا تو تو غیظ و غضب سے پیش آیا اور ناک توڑ دی اسکے چہرہ اور ڈاڑھی کو خون سے رنگین کر دیا۔ پھر اسے قید خانہ میں ڈالدیا۔ تیری رحمدلی سے یہ بات بہت ہی بعید ہے اور ان سب باتوں سے بڑھکر تو اسے قتل کرنا چاہتا ہے تجھے کوئی اختیار نہ کرنا چاہئے تھا۔ عبید اللہ نے اسے غصہ کی حالت میں حکم دیا کہ اسے مار مار کر مردہ ہو جائے جب اسکے زندہ رہنے کی امید نہ رہی تو اسما نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون اے ہانی ہم تجھے موت کا پیغام سناتے ہیں اور اب یہ معاملہ ہاتھ سے نکل چکا ہے ہانی کے رشتہ دار مذحج والے سوار ہو کر دار الامارہ پر آئے اور ہجوم کرکے بلند آوازوں سے بولتے تھے عبید اللہ نے پوچھا یہ کیسا غل و شور ہے لوگوں نے کہا ہانی کے عزیزوں کو خبر لگی ہے کہ امیر نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اسلئے وہ مجتمع ہو کر دروازہ پر آپہنچے ہیں عبید اللہ نے قاضی شریح سے کہا اٹھکر ذرا ہانی کو دیکھ پھر مکان سے نکلکر اسکے رشتہ داروں کو سمجھا دے کہ ہانی صحیح سلامت ہے تم کس لئے فریاد کرتے اور فتنہ اٹھاتے ہو جس کسی نے تمسے ایسا کہا کہ امیر نے ہانی کو مروا دیا ہے وہ جھوٹا ہے شریح نے مکان سے نکلکر اسکے عزیزوں کو یہی بات سنادی وہ سب واپس چلے گئے۔ عبید اللہ بھی محل سے نکلکر جامع مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھکر حمد و ثنا کے بعد دائیں بائیں جانب دیکھا کہ اسکے سپاہی ہر طرف شمشیریں اور گرز کاندھے پر رکھے کھڑے ہیں۔ کہا اے کوفہ والو اللہ جل شانہ کی عبادت اختیار کرو محمد مصطفےٰ کی سنت پر چلو اور خلفا کی روش سے نہ ہٹو صاحب حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری سے سر نہ پھیرو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤگے فتنہ اور فساد سے بچو نہیں تو پچھتاؤگے اور میں تم پر حجت تمام کئے دیتا ہوں اور یزید کی طرف سے خوف دلاتا ہوں اسی اثناء میں اس نے شور و غل سنا اور پوچھا یہ کیسا غل ہے لوگوں نے کہا اے امیر بچ کیونکہ مسلم بن عقیل نے جماعت کثیر کے ساتھ جنہوں نے حسین بن علی کی بیعت اختیار کرلی ہے چڑھائی کردی ہے اور وہ تیرے مارنے کے ارادہ سے آتا ہے۔ عبید اللہ فوراً منبر سے اترکر دار الامارہ میں چلا آیا اور دروازے بند کرلئے مسلم بن عقیل کے پاس بہت جماعت مسلح اور آراستہ لشکر جمع ہو گیا لوگ جھنڈے لے لیکر آپکے پاس آتے تھے یہانتک کہ اٹھارہ ہزار آدمی آپکے ہمراہ ہو گئے دار الامارہ کے دروازہ پر پہنچے عبید اللہ اور اسکے ماں کو سخت گالیاں دیتے تھے۔ ادھر سے عبید اللہ کا لشکر بھی فراہم ہو گیا اور مسلم کی فوج کے مقابلہ پر آکر جنگ کرنے لگا۔ سخت جنگ ہوئی عبید اللہ اور اسکے ارکین اور سرداران کوٹھوں پر سے یہ حال دیکھ رہے تھے اور عبید اللہ کا ایک دوست کثیر بن شہاب کوٹھے پر کھڑا ہوا آواز بلند کہہ رہا تھا اے لوگو اور اے حسین کے دوستو اور اے مسلم بن عقیل کے ساتھیو اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنے اہل و عیال کے دشمن ہو کیونکہ شامی فوجیں آپہنچا چاہتی ہیں اور امیر عبید اللہ نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم شام تک اسی طرح جنگ کرتے رہے اور مقابلہ سے باز نہ آئے تو تمہاری جاگیریں ضبط کیجائیں گی اور تمہارے جنگجو مردوں کو اس شہر سے نکالکر شام کو بھیجدونگا اور بے گناہوں کے عوض گنہگاروں کو گرفتار کرونگا اور بھاگ جانے والوں کے بدلے موجودہ اشخاص کو سزا دونگا۔ یہ باتیں سنکر جن لوگوں نے مسلم سے بیعت کی تھی وہ متفرق ہو گئے دس دس بیس بیس آدمیوں کا گروہ کھسکنے لگا اور یہ کہتے تھے۔ ہم اس فساد میں کس لئے شریک ہوں۔ اپنے گھر چلکر کیوں نہ بیٹھیں اور دیکھیں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ ہنوز ابھی آفتاب غروب نہونے پایا تھا کہ وہ اٹھارہ ہزار مسلح آدمی جو مسلم بن عقیل کے ساتھ تھے سب بھاگ گئے ایک شخص بھی آپکے ساتھ نہ رہا۔ مسلم نے اپنے آپکو بالکل تنہا اور بے یار و بے مددگار پاکر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ سب کے سب کیا ہوئے اور کہاں چلے گئے۔ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر کوفہ کی گلی کوچوں کا رخ کیا

ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں چلتے پھرتے یہاں تک کہ ایک بوڑھی عورت طوعہ نام کے دروازہ پر پہنچے۔ یہ عورت اشعث بن قیس کندی کی جورو تھی جسے اشعث کے بعد حضرموت کے ایک جوان سے نکاح پڑھا لیا تھا اور اُس سے ایک بیٹا اسید نام پیدا ہوا تھا۔ اُسوقت یہ عورت اپنے دروازہ پر موجود تھی مسلم نے سلام کیا اُس نے جواب سلام کے بعد پوچھا تیرا کیا مطلب ہے مسلم نے کہا مجھے تھوڑا پانی دے میں بہت ہی پیاسا ہوں۔ عورت گھر میں سے پانی کا آبخورہ بھر لائی مسلم نے گھوڑے سے اُتر کر اور اُسکے دروازہ پر بیٹھکر پانی پیا۔ پھر اُس عورت نے پوچھا اب تو کہاں جائیگا اور تیرا کیا حال ہے مسلم نے کہا اس شہر میں میرا کوئی گھر نہیں جہاں جا کے بیٹھ رہوں میں مسافر ہوں اور میرے جسقدر دوست اور ہمراہی تھے سب علیحدہ ہو گئے اور مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ میں ایک بہت بڑے بزرگ خاندان کا شخص ہوں اگر تو مجھ سے اچھا سلوک کریگی اور اپنے گھر میں پناہ دیگی تو اُسکی جزا دو جہان میں خدا اور رسول سے پائیگی۔ اُس نے پوچھا تو کون شخص ہے مسلم نے کہا اے عورت اس بات کو نہ پوچھ۔ اُس نے جواب دیا تو مجھ سے اپنا حال چھپا اور جبتک مجھے معلوم ہو جائیگا کہ تو کون ہے اُسوقت تک میں تجھے اپنے گھر میں جگہ نہ دونگی کیونکہ اس شہر میں فسادِ عظیم پھیلا ہوا ہے اور عبید اللہ بن زیاد بصرہ سے یہاں آیا ہے۔ مسلم نے کہا اے عورت اگر تو مجھے پہچان لیگی تو یقین ہے کہ بڑی مہربانی سے پیش آئیگی اور مجھے اپنے گھر میں پناہ دیگی میں مسلم بن عقیل بن ابی طالب ہوں میرے ساتھیوں نے آج مجھے تنہا چھوڑ دیا اور سب منتشر ہو گئے میں تنِ تنہا رہ گیا تو یہاں آیا۔ اُس عورت نے کہا مرحبا آئیے میرے گھر میں تشریف لے چلیے۔ مسلم اُسکے گھر میں چلے گئے اور اُس نے آپ کو کوٹھڑی میں بٹھا کر چراغ روشن کر دیا۔ اور کھانا سامنے لا رکھا مسلم نے کچھ نہ کھایا۔ اُسی وقت اُسکا بیٹا آیا اور ماں کو دیکھا کہ روتی ہوئی کبھی اندر جاتی اور کبھی باہر آتی ہے۔ پوچھا تیرا یہ کیا حال ہے اُس نے جواب دیا بیٹا ابھی مسلم بن عقیل نے ہمارے گھر آکر پناہ لی ہے وہ گھر میں موجود ہیں اور میں اُنکی خدمتگزاری میں مصروف ہوں کہ اللہ تعالیٰ ثواب عطا کرے۔ اُسکا بیٹا سنکر خاموش ہو رہا۔ پھر کچھ دیر کے بعد بولا کل عبید اللہ نے منادی کرا کر تمام لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کیا اور خود منبر پر بیٹھکر حمد و ثنا کے بعد کہا تھا کہ مسلم نے اس شہر میں آکر فتنہ اور فساد برپا کیا اور جب کوئی مطلب حاصل نہ کر سکا تو بھاگ گیا چنانچہ تم سب بھی اچھی طرح واقف ہو اور مجھے بھی یقین ہے کہ وہ شہر سے باہر نہیں گیا کسی نہ کسی گھر میں پوشیدہ ہے اسلئے آگاہ رہو کہ جس گھر میں سے مسلم پایا جائیگا میں اُس گھر والے کو قتل اور تمام مال و اسباب برباد کر دونگا اور جو شخص مسلم کو میرے پاس پکڑ لائیگا یا اُسکی خبر دیگا میں اُسکے ساتھ بیشمار انعام و اکرام سے پیش آؤنگا لہٰذا اے لوگو خدا سے ڈرو اور مخالفت کے پاس نہ جاؤ۔ اسکے بعد پھر کہا جو شخص مسلم کو میرے پاس لائیگا میں اُسے دس ہزار درم دونگا اور یزید اُسکی بڑی قدر و منزلت کریگا اور میں بھی اُسکی خواہشوں کو پورا کرونگا۔ اسکے بعد عبید اللہ نے حصین بن نمیر کو بلایا اور کہا تمام مکانوں کی تلاشی لیکر مسلم کو پکڑ لا حصین نے کہا بہت اچھا۔ اُسوقت محمد بن اشعث بھی عبید اللہ کے پاس آگیا عبید اللہ نے کہا خوب آیا تجھ سے ایک صلاح لینی ہے۔ اُس نے کہا اے امیر فرمائیے وہ کیا مشورہ ہے جو کچھ میرا خیال ہوگا عرض کر دونگا۔ عبید اللہ نے کہا مسلم اسی شہر میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ باہر نہیں گیا اب اُسے کس حیلہ سے پکڑ سکتے ہیں۔ محمد عبید اللہ کے پاس بیٹھکر اس معاملہ کی باتیں کرنے لگا اتنے میں اُس عورت کے بیٹے نے جسکے گھر میں مسلم چھپے ہوئے تھے عبد الرحمن بن محمد بن اشعث کو اس حال کی خبر کی اور عبد الرحمن نے اپنے باپ محمد کے کان میں آکر پھونکی۔ عبید اللہ نے کہا تیرے بیٹے نے تجھ سے کان میں کیا کہا۔ محمد نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کو عظمت بخشے بڑی خوش خبری کی بات ہے عبید اللہ نے کہا بس جلدی تیری زبان سے خوشخبری کی باتیں سننا چاہتا ہوں اُس نے کہا میرا بیٹا کہتا ہے کہ مسلم بن عقیل ایک عورت طوعہ نام کے گھر میں پوشیدہ ہے۔ عبید اللہ بہت خوش ہوا اور کہا تجھے بہت بڑا انعام اور خلعت دیا جائیگا جا اُسے پکڑ لا۔ عمرو بن حریث مخزومی کو جو اُسکا نائب تھا حکم دیا کہ تین سو نامور بہادر فوج میں سے چھانٹ کر محمد بن اشعث کے حوالہ کر دے کہ اُنہیں ہمراہ لیجائے اور مسلم کو گرفتار کر لائے۔ محمد تین سو سواروں کو ہمراہ لیکر جب اُس گھر کے قریب پہنچا مسلم نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنکر جان لیا کہ میری گرفتاری کے لئے آتے ہیں اُٹھکر اپنی زرہ پہنی۔ اب وہ لوگ بھی دروازہ پر آپہنچے تھے اور گھر کو آگ لگا دی تھی کہ اندر آئیں۔ مسلم نے یہ حال دیکھکر تبسم کیا اور کہا اے نفس مرنے کیلئے مستعد ہو جا آدم کی اولاد کا انجام یہی ہے۔ پھر طوعہ سے کہا خدا تجھکو بخشے اور ثواب عظیم عطا فرمائے۔ تیرا بیٹا اس ظالم اور ناخدا ترس قوم کو مجھ پر چڑھا لایا۔ گھر کا دروازہ کھولدے۔ اُس عورت نے دروازہ کھولا اور مسلم غضبناک شیر کی طرح جھپٹ کر گھر سے باہر نکلے اور ایک ہی حملہ میں کئی شخصوں کو مار گرایا۔ لوگوں نے عبید اللہ سے جا کہا کہ مسلم مقابلہ سے پیش آیا اور کئی شخص مار ڈالے۔ اُس نے محمد سے کہلا بھیجا کہ تجھے صرف ایک شخص کی گرفتاری کے لئے تین سو سوار جرار دئے گئے تھے کہ اُسے میرے پاس پکڑ لائے۔ تو نے اُسے کیوں جنگ کرنے اور کئی شخصوں کے ہلاک کرنیکا موقع دیا یہ کیسی کمزوری اور عاجزی کی بات ہے مسلم اگرچہ بہادر شخص ہے مگر ایک آدمی ہے

تو زیادہ نہیں محمد نے جواب میں کہلا بھیجا۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ مجھے کسی بنیے کے مقابلہ پر بھیجا ہے۔ خدا کی قسم وہ ایک ایسا بہادر جوانوں کے سلسلہ سے ہے اور اگر ایسے شخص کا کوئی ساتھ دینے والا مدد گار ہوتا تو دنیا کو ہماری نگاہوں میں تاریک کر دیتا۔ مسلم آسانی سے گرفتار نہیں ہو سکتا۔ کوئی اور تدبیر کرنی چاہئے۔ عبید اللہ نے کہلا بھیجا کہ اُسے پناہ دے تاکہ آسانی سے قبضہ میں آجائے کیونکہ پناہ دیئے بغیر وہ گرفتار نہ ہو سکیگا۔ محمد نے آواز دیکر کہا اے مسلم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال تجھے پناہ دیتا ہوں۔ اب ہاتھ سے تلوار ڈالدے اور میرے پاس چلا آ۔ مسلم نے کہا اے فاسق و فاجر گروہ تجھ پر اور تیری پناہ پر لعنت ہو۔ اُس نے کہا یہ بات نہ کہہ اور اپنی جان پر ظلم نہ کر میری بات کا بھروسہ کر کے امن و اماں سے میرے پاس چلا آ۔ مسلم نے کہا خدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ تمہارا قول و اقرار کوئی چیز نہیں تم میں نہ وفا ہے نہ دین۔ آئیں اگر ایسا ہوتا تو تم مجھ پر اس طرح پتھر کیوں پھینکتے جس طرح کافروں پر پھینکتے ہیں۔ کیا تم واقف نہیں کہ میں اہلبیت رسالت اور محمد مصطفٰے کے خاندان میں سے ہوں۔ اگر تم میں ذرا سی بھی مسلمانی کی بو ہوتی تو میرے ساتھ اس طرح میں نہ آتے۔ غرض مسلم نے زخموں کی کثرت کے سبب ناتواں ہو کر پھر حملہ کیا اور کئی شخصوں کو مار کر پلٹ آئے اور دروازہ سے کمر لگالی۔ محمد نے کہا ذرا لڑائی کو بند رکھو میں مسلم سے چند باتیں کر لوں پھر قریب آکر کہا اے مسلم افسوس ہے، تو اپنے آپ کو ہلاک نہ کر۔ تجھے اماں دیدی گئی ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ تجھے تکلیف نہ پہنچے گی اور میں اپنی حفاظت میں رکھونگا۔ مسلم بن عقیل نے کہا اے اشعث کے بیٹے کیا تو یہ جانتا ہے کہ جبتک میں سانس لے سکتا ہوں اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں نہ دیدونگا۔ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ پھر اُس پر حملہ کیا۔ محمد پیچھے ہٹ گیا اور آپ بھی واپس آکر اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور کہتے تھے اے کوفہ والو میں پیاس سے بیجان ہوا جاتا ہوں مجھے ایک پیالہ پانی پلا دو۔ ایک شخص کو بھی آپ پر رحم نہ آتا تھا کہ ایک جام آب پلاتا۔ اب محمد نے اپنے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا بڑی شرم اور عار کی بات ہے کہ ہم اسقدر جماعت کثیر ہو کر بھی ایک تنہا شخص کو گرفتار نہ کر سکے۔ سب ملکر ایک دفعہ ہی اس پر ٹوٹ پڑو اور پکڑ لو غرض سب نے متفق ہو کر حملہ کیا اور مسلم نے سب کو پیرہ مار مار کر ہٹا دیا۔ انجام کار ایک شخص بکر بن حمران نے آگے بڑھکر تلوار ماری جو مسلم کے نیچے کے لب پر بیٹھی اور مسلم نے بھی اسکے جواب میں ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار پیٹ کو چاک کرتی ہوئی کمر کی طرف نکل آئی ملکر وہ فوراً زمین پر گر کر دوزخ میں پہنچ گیا۔ اب ایک اور آدمی پیٹھ کے پیچھے سے آکر ایک نیزہ مارا جس کے صدمہ سے مسلم منہ کے بل گر پڑے اور لوگوں نے دوڑ کر آپ کو پکڑ لیا آپ کے اسلحہ اور گھوڑا چھیننے لگے اور بنی سلیم کے ایک آدمی عبد اللہ بن عباس نے آپکا عمامہ اُتار لیا مسلم بن عقیل ایک گھونٹ پانی مانگتے تھے مسلم بن باہلی نے کہا تو پانی کے بدلے موت کا مزا چکھیگا مسلم نے کہا تجھ پر لعنت ہے کیسی نارسا بات کہی اور تو بڑا ہی سنگدل شخص ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر تجھے قریشی کہیں تو بڑی غلطی ہے۔ تو کسی قرشی ماں کی اولاد نہ سمجھا جائیگا۔ مسلم بن عمر باہلی نے کہا مجھے بتا تو کون ہے۔ مسلم بن عقیل نے کہا میں وہ شخص ہوں جس نے اُسوقت خدا کو مانا جبکہ تو منکر تھا اور میں نے اُسوقت اپنے امام کی پیروی کی جبکہ تو گنہگار ہوا میں مسلم بن عقیل ابن ابیطالب ہوں اب تو بتا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا میں مسلم بن عمر باہلی ہوں۔ مسلم بن عقیل نے کہا اے باہلہ کے بیٹے تو آتش دوزخ اور جہنم کے گرم پانی کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر کہا اے کوفہ والو مجھے کچھ پانی پلا دو۔ عمر بن حرث مخزومی آگے بڑھکر پانی کی ٹھلیا لایا اور ایک آبخورہ بھر کر حاضر کیا۔ مسلم جونہی وہ پیالہ منہ کے قریب لے گئے اُسمیں آپکے دو دانت ٹوٹ کر گر پڑے اور وہ پیالہ خون سے لبریز ہو گیا۔ آپ وہ پانی نہ پی سکے اور پیاسے رہے۔ پھر آپ کو عبید اللہ بن زیاد کے سامنے حاضر کیا کسی نے کہا امیر کو سلام کر مسلم نے کہا بخدا وہ امیر نہیں جو اُسے سلام کروں دوسری بات ہے کہ اسوقت کا سلام مجھے کیا فائدہ دیسکتا ہے اگر وہ مجھے چھوڑ دے گا تو سلام کرونگا۔ عبید اللہ نے یہ گفتگو سنکر کہا اسکا سلام کرنا آسان بات ہے اگر سلام نہ کریگا تو مارا جائیگا۔ مسلم نے جواب دیا مجھے قتل کریگا تو کیا ہوگا پیشتر ازیں تجھ سے بھی بدتر شخصوں نے مجھ سے بہتر اشخاص کو قتل کر دیا ہے۔ عبید اللہ نے کہا اے عاق و شاق تو نے امام وقت پر خروج کیا امت اور مسلمانوں کی اجتماع میں اختلاف ڈالا اور فتنہ برپا کیا۔ مسلم نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے یزید و معاویہ امت کے اجماع سے مسلمانوں کا خلیفہ نہیں ہوا بلکہ دغا بازی اور تغلب سے وصی پیغمبر کے خلاف ہو کر خلافت چھین لی اور یہی یزید کی کیفیت ہے اور فتنہ تو نے برپا کیا اور تجھ سے پہلے تیرے باپ نے فساد کیا تھا۔ امید ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ بدترین شخص کے ہاتھ سے درجہ شہادت عطا کریگا۔ خدا کی قسم میں راہ راست پر ہوں میری نیت اور اعتقاد میں ذرا بھی تبدیلی اور تغیر نہیں آیا۔ میں حسینؑ بن علیؑ کی وفا سرداری میں جو امیر المومنین اور پیغمبر کا خلیفہ اور جانشین اور مسلمانوں کا امام اور پیشوا ہے ثابت قدم ہوں۔ یزید اور معاویہ کو فاسق اور فاجر جانتا ہوں۔ عبید اللہ نے کہا تو معاویہ کو فاسق کہتا ہے حالانکہ تو خود مدینہ میں شراب پیتا تھا۔ مسلم نے کہا اے کذاب بن کذاب شراب تو اُس شخص نے پی ہے جو ناحق مسلمانوں کا خون بہاتا ہے اور اُسے گناہ نہیں سمجھتا۔ اور

خونریزی سے ایسا دل خوش کرتا ہے گویا کچھ گناہ ہی نہیں ہے۔ عبید اللہ نے کہا اے فاسق تو نے یہ سمجھ کر ہم اختیار کی تھی کہ کام بن جائیگا مگر تو اس عہدہ کے لائق نہ تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے تجھے
کامیاب نہ ہونے دیا اور اُس شخص کو نصیب کیا جو اسکے لائق تھا۔ مسلم نے کہا الحمد للہ کہ ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے ہوگا۔ عبید اللہ نے پوچھا کیا تو سمجھتا تھا کہ
حسینؑ کو خلافت مل جائیگی۔ مسلم نے کہا جو کچھ میں سمجھے ہوئے تھا وہ محض خیال ہی نہ تھا بلکہ یقینی امر تھا۔ عبید اللہ نے کہا اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو خدا مجھے مار ڈالے۔ مسلم نے جواب دیا
تجھ جیسے خبیث ذلیل اور بدنسب والے شخص کے ہاتھ سے ناحق خونریزی کا ہونا کچھ مشکل بات نہیں ہے۔ خدا کی قسم اگر میرے ساتھ دو آدمی بھی ہوتے اور ذرا سا پانی مل جاتا تو تجھے اس قصر
میں مزا چکھا دیتا۔ فی الحقیقت جس شخص نے اس مکان کی بنیاد ڈالی ہے وہ ملعون تھا۔ اگر تو مجھے مار ڈالنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہے تو قریش میں سے کسی شخص کو میرے پاس بھیج کہ
اُس سے کچھ وصیت کی باتیں کہوں۔ عبید اللہ نے عمر بن سعد بن وقاص کو اُس کے پاس بھیجا کہ جو کچھ وصیت کرنی ہے اس سے کہدے۔ چنانچہ عمر سعد نے مسلم کے پاس آکر کہا جو وصیت کرنی ہے
مجھ سے کہہ میں اُسے بجا لاؤنگا۔ مسلم نے کہا تو میری اور اپنی قرابت کو جانتا ہے آج مجھے تیری ضرورت ہے اور وصیت کرتا ہوں واجب ہے کہ تو میری باتوں کو غور سے سنے اور
میری خواہش کو بجا لائے۔ عمر سعد نے کہا تو سچ کہتا ہے اور مجھ پر فرض ہو گیا کہ تیری وصیت کو پورا کروں گو تو نے اپنی جان پر ظلم کیا مگر تو میرے چچا کا بیٹا ہے۔ جو کچھ کہنا ہے بیان کر۔ مسلم
نے کہا میں اس شہر میں سات سو درم کا قرضدار ہوں میرے مارے جانے کے بعد میرے گھوڑے اور زرہ اور اسلحہ کو بیچکر قرضہ ادا کر دینا۔ پھر حسین بن علیؑ کو خط بھیجکر میرے حال سے مطلع
کر دینا اور میری طرف سے لکھ دینا کہ ہرگز ہرگز عراق کی طرف تشریف نہ لانا۔ ورنہ جو میرا حال ہوا ہے وہی تمہارے ساتھ سلوک ہوگا۔ عمر سعد نے عبید اللہ سے وصیت کا ذکر کیا اُس نے کہا گھوڑے
اور اسلحہ سے قرضہ کی ادائیگی کو ہمسے کچھ تعلق نہیں کوئی ممانعت کر سکتا ہے مگر مسلم کی لاش پر بعد قتل بھی ہمارا ہی اختیار رہیگا جو کچھ ہم چاہینگے کرینگے۔ اور حسین بن علیؑ کی نسبت
یہ بات ہے اگر وہ ہم پر حملہ نہ کریگا تو ہم بھی اس پر حملہ آور نہ ہونگے اور اگر ہمیں ایذا دیگا اور خلافت حاصل کرنے کے واسطے ہمسے لڑیگا تو ہم بھی خاموش نہ رہینگے۔ اے مسلم بن عقیل تو اس شہر
میں کس لیے آیا تھا حالانکہ اس جگہ کی حالت اور حاکم سب عمدہ حالت میں تھے تو نے آکر پریشانی ڈالی۔ مسلم نے کہا میں اس شہر کے لوگوں کو متفرق اور پریشان کرنے کی غرض سے نہ
آیا تھا مگر چونکہ تم نے بُرے بُرے قاعدے جاری کر دئیے ہیں مصر و روم کے بادشاہوں اور ایران کے حاکموں جیسے قوانین کا برتاؤ کر رکھا ہے خلق خدا کے ساتھ سنت کے خلاف عمل درآمد
ہوتا ہے امر معروف بالکل جاتا رہا کوئی شخص بدی سے نہیں روکتا اسلئے امیر المومنین حسینؑ نے مجھے اسجگہ بھیجا کہ امر معروف اور نہی منکر کے طریق کو جاری کروں خلق خدا کو اللہ تعالیٰ
کے احکام اور محمد مصطفےٰ کی سنت پر چلاؤں کیونکہ امیر المومنین علیؑ کی وفات کے بعد خلافت ہمارا حق تھا اور تم بھی اس بات سے خوب واقف ہو۔ خواہ اُسے مانو یا نہ مانو امیر المومنین
علیؑ بن ابیطالب برحق امام برحق اور خلیفہ مطلق تھے سب سے پہلے تم نے خروج کیا اور ہماری تمہاری وہی کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے۔ وسیعلم الذین ظلموا
ای منقلب ینقلبون۔ عبید اللہ بن زیاد نے یہ کلام سنکر بیحیائی کی زبان دراز کی اور خدا اور رسول کا ذرا پاس کیا اور امیر المومنین علیؑ و حسینؑ و مسلم کی نسبت نالائق الفاظ
مُنہہ سے نکالے۔ مسلم نے کہا تیرے اور تیرے باپ کے اور اُس شخص کے مُنہہ میں خاک جس نے تجھے امیر بنایا اے دشمن خدا ان کلمات کے تم خود سزاوار ہو۔ تیرے باپ دادا کا کوئی باپ ہی
معلوم نہ تھا صرف معاویہ نے دائرہ اسلام سے خارج ہونیکے بعد زیاد ولد الزنا کو اپنے خاندان سے ملحق کر لیا تھا۔ اور الخبیثات للخبیثین کا مضمون صادق آیا۔ اب تو جو چاہے کر
اور کرے ہم اہلبیت نبوت میں سے ہیں ہمیشہ ہم پر مصائب نازل ہوتے رہے ہیں۔ ہم راضی برضا ہیں۔ عبید اللہ نے کہا اُسے مکان کی چھت پر لیجا کر قتل کرو۔ مسلم نے کہا اگر تو قریشی ہوتا
اور ہمسے تیری رشتہ داری ہوتی تو مجھے اس طرح قتل نہ کرتا اور اگر تو اپنے باپ کا بیٹا ہوتا تو خاندان نبوت کے ساتھ ایسی عداوت سے پیش نہ آتا۔ عبید اللہ نے ان باتوں سے زیادہ غضبناک
ہو کر ایک حمیری شامی شخص کو جسکے سر پر اثنا جنگ میں مسلم نے تلوار ماری تھی بلا کر کہا مسلم کو چھت پر لیجا اور اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنا بدلا لے وہ شخص مسلم کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر لیگیا
اثنا راہ میں مسلم تسبیح اور استغفار میں مشغول تھے کہتے جاتے تھے۔ اللھم احکم بیننا و بین قوم ملحد لونا۔ غرض شامی نے ہٹھا کر جسم مبارک سے سر علیحدہ کر دیا۔ مسلم پر
خدا کی رحمت ہو۔ پھر وہ شخص لرزہ وار کوٹھے سے اُتر کر عبید اللہ کے پاس آیا اُس نے اُسے پریشان حال دیکھکر پوچھا تجھے کیا ہوا مسلم کو قتل کیا یا نہیں اُس نے جواب دیا ہاں مسلم
کو تو قتل کر دیا مگر مجھے عجیب ماجرا پیش آیا اُسکا سر کاٹنے کے بعد ایک سیاہ فام بد صورت شخص نظر آیا وہ دانتوں سے ہونٹ چباتا ہوا نہایت غصہ سے میری طرف دیکھتا اور
انگلی سے میری طرف اشارہ کرتا تھا میں اسقدر ڈرا کہ عمر بھر کسی نے ایسا نہ ڈرا تھا۔ عبید اللہ نے ہنسکر کہا تو نے پہلے کبھی ایسا کام نہ کیا تھا اس سبب سے تیری طبیعت میں وہم

ہوگئی اور کوئی بات نہیں۔ مجھے اندیشہ ہے مگر۔ پھر حکم دیا کہ ہانی کو قید خانہ سے نکالکر مسلم کے پاس پہنچا دیں۔ محمد بن اشعث نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کو تندرست رکھے ہانی بہت بڑا نامور اور بزرگ شخص ہے بصرہ میں تو بھی اسکے عالی مرتبہ اور بلند درجہ سے آگاہ تھا۔ اُسکے عزیزوں اور رشتہ داروں کا جتھا بہت زیادہ ہے اُسکی تمام قوم کو معلوم ہے کہ میں اور اسماء بن خارجہ اسے تیرے پاس لیکر گئے ہیں اسلئے یہ امر ہمیں سخت ناگوار ہے تجھے قسم دیتا ہوں کہ اسکی خطا بخشدے ہمیں اسکی قوم کے سامنے شرمندہ مت کر۔ عبید اللہ نے ایک ڈانٹ بتائی اور کہا چپ رہ کبتک ایسی بیہودہ گوئی کرتا رہیگا۔ غرض اُسکے حکم سے لوگ ہانی کو قید خانہ سے نکال بازار میں سے گزر کر قصابوں کے محلہ میں لیگئے جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں۔ ہانی سمجھ گیا کہ مجھے قتل کرینگے غل و شور مچایا کہ اے مذحج والو اور میرے رشتہ دارو دوڑو۔ ابن عبید اللہ کے ملازموں نے اسکے ہاتھ کھولدئے مگر پھر کھینچا اور کہا ارے کوئی ہتھیار ہی مجھے دیدو کہ اس بلا کے ہاتھ سے اپنے آپ کو بچالوں یہ سنتے ہی جلادوں نے پھر ہاتھ باندھ دئے اور کہا گردن ادھی کر۔ ہانی نے کہا سبحان اللہ کیا اچھی بات کہتے ہو میں اپنے قتل کیواسطے خود کوئی کوشش نہ کرونگا اتنے میں ابن زیاد کے ایک غلام رشید نام نے اسکی گردن پر تلوار ماری مگر وار پورا نہ بیٹھا اور ہانی نے کہا الی اللّٰہ المنقلب والمعاد اللّٰھم الی رحمتک و رضوانک اجعل ھذا الیوم کفارۃ لذنوبی۔ اس دوسرے وار میں ہانی کی گردن قطع کردی اور بحکم ابن زیاد ہانی اور مسلم کی لاشیں سولی پر الٹی لٹکادیں۔ اور دونوں کے سر ایک خط کے ساتھ یزید کے پاس بھیجدیئے مضمون خط یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم عبید اللہ بن زیاد کیطرف سے یزید بن معاویہ کو خدا کی حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے امیر کا بدلا دشمنوں سے لیلیا اور انکی طرف سے مطمئن کردیا میں اطلاع دیتا ہوں کہ مسلم نے کوفہ میں آکر ہانی کے گھر پناہ لی تھی اور حسینؑ کیواسطے خلقت سے بیعت لیتا تھا میں نے جاسوس مقرر کرکے بڑی تدبیروں سے نکالا جنگ وجدل کے بعد دونوں کو گرفتار کیا قتل کرکے انکے سر ہمراہ نامہ روانہ کرتا ہوں۔ ہانی بن حبوا مذحجی اور زبیر بن ارحواح یہ دو قاصد امیر کے فرمانبردار اور خیر اندیش ہیں ان سے اچھا سلوک کیا جائے والسلام۔ جب ان دونوں شخصوں نے شہیدوں کے سر اور خط یزید کے حوالے کئے تو اس نے خط کا مطالعہ کرکے حکم دیا کہ یہ سر دمشق کے دروازہ پر لٹکادئے جائیں اور خود جواب میں لکھا تیرا خط آیا مسلم اور ہانی کے سر پہنچے میں بہت خوش ہوا۔ تو مجھے بہت ہی عزیز ہے جیسا میں جانتا تھا تو ویسا ہی نکلا میں تجھ سے کسی امر کی بازپرس نہیں کرتا جو کچھ تونے کیا خوب کیا۔ قاصدوں کی نسبت جو لکھا تھا ہر ایک کو دس دس ہزار درہم عطا کرکے شاد و خرم واپس بھیجتا ہوں والسلام۔ ہاں یہ بھی سنتا ہوں کہ حسینؑ بن علیؑ مکہ سے نکلکر عراق کا ارادہ رکھتا ہے تجھے بہت ہی احتیاط رکھنی لازم ہے خبرداری کے ساتھ راستوں کی نگرانی اور حفاظت میں لیلینا چاہئے۔ اور جس شخص کو فسادی سمجھے خواہ قتل کریا قید میں ڈال تجھے اختیار ہے۔ اور حسینؑ کی جو خبریں تجھے معلوم ہوتی رہیں وقتاً فوقتاً مجھے انکی مفصل اطلاع دیتا رہ +

امیر المومنین حسینؑ بن علیؑ کو مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی اطلاع ہونا

جب کہ امیر المومنین حسینؑ کو مسلم کی شہادت کی خبر ہوئی اور وہ اس طرح کہ ایک شخص کوفہ سے وارد ہوا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کہاں سے آتا ہے۔ اس نے جواب دیا کوفہ سے پھر آپ نے پوچھا تجھے مسلم بن عقیل کی بھی کچھ خبر ہے۔ اس نے کہا اے رسول خدا کے فرزند جس وقت میں کوفہ سے باہر آرہا تھا تو عبید اللہ بن زیاد نے مسلم اور ہانی بن عروہ کی لاشیں بازار میں الٹی لٹکا رکھی تھیں اور انکے سر یزید کے پاس دمشق کو بھیجدئے تھے۔ آپ اس شخص سے یہ حالات سنکر زار زار روئے اور آہ و نالہ کرنے لگے سخت مغموم ہوکر بولے انا للہ وانا الیہ راجعون اور اسی وقت سفر عراق کا مصمم ارادہ کرلیا۔ عمر بن عبدالرحمن بن حرث بن ہشام مخزومی نے حاضر ہوکر کہا اے فرزند رسول میں آپ کو کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں اور محض آپ ہی کے فائدہ کیلئے ہے تمام عمر میں ایک لحظہ کیواسطے بھی آپ کی بھلائی کے خیال سے علیحدہ نہیں رہا ہوں۔ آپ سے کسی نصیحت کو چھپایا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میری نصیحت سن لیں اور بالکل خیرخواہی پر محمول فرمائیں اگر آپ کی رائے میں بھی درست ہو تو اس پر عمل فرمائیں۔ امیر المومنین حسینؑ نے کہا تجھ جیسا مرد بہبودی اور بھلائی چاہتا ہے بیان کر عمر نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ نے عراق تشریف لیجانے کا ارادہ کرلیا ہے مجھے آپ کے اس ارادہ اور سفر سے اندیشہ ہے کیونکہ جس شہر کا قصد ہے وہاں سب امیر اور بڑے بڑے مالدار ہیں تمام آدمی مال و زر کے دلدادہ ہو رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ عوام لوگ بھی روپیہ پیسہ کی تمنا میں امیروں کے شریک حال ہو جائیں اور آپ کے مخالف بنجائیں۔ آپ اپنی جان کا خیال فرمائیں اس بلا کے منہ سے بچیں اسی حرم والی جگہ پر اطمینان اور فراغت سے قیام رکھیں۔ امیر المومنین نے فرمایا نہایت ہی اچھی نصیحت ہے اور میں خوب سمجھتا ہوں کہ محض از راہ خیرخواہی و شفقت دلی تو نے یہ بات کہی ہے

اور اپنی کوئی غرض شامل نہیں کی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایک حکم لگا دیا ہے اور میرے واسطے جو مقرر کر رکھا تھا مقرر کر دیا ہے میں تیری نصیحت مانوں یا نہ مانوں وہ حکم ٹل نہ سکیگا موت ہر ایک برائی اور بھلائی کے ساتھ خلق کی باگ ڈوری اسطرح کھینچ رہی ہے کہ اُسکے خلاف ہر ایک کوشش بیکار ہے۔ عمر سنکر چپ ہو رہا اور واپس چلا گیا۔ اسی اثنا میں عبداللہ بن عباس بھی مکہ میں آ گئے اور امیر المومنین حسینؓ سے کہا میری جان آپ پر قربان سنتا ہوں کہ تم عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہو مجھے بھی معلوم ہو کہ آپ کس لئے اور کس امید پر ایسا کرتے ہو۔ آپنے فرمایا عنقریب ارادے سے مجھے وہاں جانیکی آرزو تھی اب ارادہ ہے کہ وہاں جاؤں۔ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا آپ عراق والوں کو بہت اچھی طرح دیکھے بھالے اور سوچے سمجھے ہوئے ہیں انہوں نے کبھی کسی کے ساتھ وفا کا برتاؤ نہیں کیا۔ کل ہی کا ذکر ہے کہ آپکے والد بزرگوار اور مشفق بھائی کو عراق میں مارا ہے۔ اب وہاں عبید اللہ بن زیاد جو شریروں کا شریر اور مایہ فساد ہے لشکر کثیر کے ساتھ موجود اور محاصرہ پر مامور ہے۔ چنانچہ اسی نے آپکے چچازاد بھائی مسلم کو پکڑ کر قتل کر دیا تمام لوگوں کو زر و سیم دے دیکر اپنا طرفدار بنا لیا ہے۔ وہاں کے تمام آدمی مال و زر کے بندے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا آپکے مار ڈالنے کا قصد کریں۔ آپکو اپنی ذات کیلئے احتیاط لازم ہے وہاں تشریف نہ لیجائیں اسی حرم میں ہیں آپنے فرمایا مجھے عراق میں کشتہ ہونا مکہ میں مارے جانے سے زیادہ پسند ہے اور جو کچھ مقدر میں لکھا جا چکا ہے وہ بیشک اپنے وقت پر ہو کر رہیگا علاوہ ازیں میں اس امر میں ابھی اور بھی غور کرونگا اور استخارہ دیکھونگا پھر جو سامنے آ جائیگی اسپر عمل کرونگا۔ اب عبداللہ بن زبیر بھی حاضر ہوا سلام کر کے بیٹھ گیا اور کچھ تامل کے بعد بولا خدا کی قسم اگر عراق میں جسقدر آپکے دوست ہیں انکا دسواں حصہ بھی میرے دوست ہوتے تو میں ایک دن بھی یہاں نہ ٹھہرتا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تم عراق چلے جاؤ تو تمہارا کام بن جائیگا۔ اور مراد حاصل ہوگی یاں اس سوختگی میں کیوں پڑے ہو۔ کس لئے بنی امیہ کے سامنے عاجزی کرتے ہو کیا ہم مہاجروں کی اولاد نہیں حالانکہ وہ فاسق کہے گئے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر نے یہ گفتگو امام حسینؓ کی خیر خواہی کی راہ سے نہ کہی تھی بلکہ اُسکا مدعا یہ تھا کہ امام حسینؓ مکہ سے چلے جائینگے تو میری قدر بڑھ جائیگی اور اہل مکہ میری بیعت اختیار کر لینگے امام حسینؓ اُسکی غرض کو سمجھ گئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرے دن عبداللہ بن عباس نے امام حسینؓ کے پاس حاضر ہو کر کہا آپکے معاملہ کی نسبت ایک اور بات میرے خیال میں آئی ہے اگر آپ قبول فرمائیں تو عرض کروں۔ آپنے ارشاد کیا جو کچھ کہنا ہے بیان کر میرے فائدہ سے ہرگز خالی نہ ہوگا۔ عبداللہ نے کہا مناسب ہے کہ آپ یمن کو تشریف لیجائیں کیونکہ وہاں آپکے ہوا خواہ بہت ہیں اور وہ جگہ بھی دور ہے وہاں ٹھہر کر اطراف و جوانب کو خطوط روانہ کریں لوگوں کو اپنی ریاست داری کیلئے بلائیں۔ امام حسینؓ نے فرمایا اے چچا کے بیٹے مجھے تیری محبت و شفقت اور خیر خواہی اور عقیدت کا حال بخوبی معلوم ہے مگر میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا ہے اور مصمم ارادہ ہے کہ سفر عراق اختیار کروں۔ اب کسی طرح سے یہ ارادہ فسخ نہیں ہو سکتا۔ عبداللہ بن عباس نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور کچھ دیر کے بعد کہا اگر آپ اس ارادہ کو پورا کرینگے اور کسی طرح اسکو ترک نہ فرمائینگے تو ان عورتوں بچوں اور عزیزوں رشتہ داروں کو اپنے ہمراہ نہ لیجائیے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ آپ شہید ہو گئے تو آپکی اولاد برباد اور ہلاک ہو جائیگی۔ خدا کی قسم آپ مکہ سے تشریف لیجا کر عبداللہ بن زبیر کو خوشدل کر دینگے اور وہ اپنی دلی مراد کو پہنچ جائیگا کیونکہ جب تک آپ مکہ میں موجود ہیں کوئی شخص اُسکی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ جب آپ یہاں سے چلے جائینگے تو وہ لوگوں کو اپنی بیعت کی ترغیب دیگا اور ریاست اختیار کریگا امیر المومنین حسینؓ نے فرمایا میں غور کرونگا اور اللہ تعالیٰ سے نیکی کا طالب ہونگا۔ عبداللہ بن عباسؓ آپکے پاس سے باہر چلے آئے اور کہتے تھے حسینؓ کی طرف سے افسوس صد افسوس ہے میں مجبور ہو کر انکا ساتھ چھوڑتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عراق میں انکا انجام کیا ہوگا۔ اثنائے راہ میں عبداللہ بن زبیر بھی ملگیا اس سے کہا۔ قد خلت لک ان رأیت معاشری + مالک ابن قبرة بمعجزی + خلا لک الجو فبیضی واصفری اے پسر زبیر خوش ہو کہ حسینؓ نے سفر عراق کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اب کچھ ہی ہو وہ یہاں سے تشریف لیجائیں گے اور حجاز تیرے حوالے کر دینگے اب تو میدان خالی پائیگا۔ عبداللہ بن زبیر نے ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا جسوقت مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ امام حسینؓ عراق کا ارادہ رکھتے ہیں عبداللہ بن جعفر نے امام حسینؓ کے نام خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ بہ نیت عراق تشریف لیجانا چاہتے ہیں اس ارادہ کا عمل میں لانا مناسب نہیں میں آپکو قسم دلاتا ہوں کہ ہرگز آپ عراق نہ جائیں مکہ ہی میں قیام رکھیں کیونکہ آپکے اس ارادہ سے اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ آپکو شہید کر دیں اور سب دوست اور عزیز اور متعلقین تباہ ہو جائیں اگر خدانخواستہ آپکو شہید کر دیا تو نور اسلام گم ہو جائیگا مسلمانوں کے دل جو آپسے وابستہ ہیں شکستہ ہو جائینگے اپنی جان پر رحم کر کے عراق کی طرف نہ جاؤ۔ میں آپکے واسطے یزید اور بنی امیہ اور امیروں کی طرف سے امان حاصل کرا دونگا پھر اطمینان کیساتھ حرم محترم میں بہ آپکی اہلبیت اور اولاد بھی امن و حفاظت سے زندگی بسر کرینگے میری یہ رائے ہے۔ ہرگز ہرگز میری التجا سے درگزر نہ کیجئیگا والسلام۔ امیر المومنین حسینؓ نے

اُس خط کو پڑھکر جواب میں لکھا تمہارا خط آیا میری نسبت جسقدر محبت و شفقت کا اظہار کیا گیا ہے مجھے سب معلوم ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ میں نے اپنے نانا حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ سے سُن رکھا ہے کہ میں چیونٹیوں کے بلوں میں بھی جا چھپوں گا تب بھی یہ قوم مجھے نہ چھوڑے گی اور ڈھونڈ نکالے اور قتل کرے گی اور میری ہلاکت میں ایسی بے رحمی اختیار کرے گی جیسی یہودیوں نے ہفتہ کے دن کی تھی۔ عمرو بن سعید بن عاص نے بھی مدینہ سے لکھا واضح ہو کہ میں نے سنا ہے آپ عراق جاتے ہیں اس ارادہ کو ترک کیجئے کیونکہ وہاں جانا اچھا نہیں۔ ان ہی دنوں میں آپ کے چچیرے بھائی مسلم کو کوفہ میں شہید کر دیا ہے اب مجھے آپکا اندیشہ ہے اسلئے یہ خط لکھکر اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں آپ اسکے ہمراہ مدینہ میں چلے آئیں یہاں پر امن و امان سے رہیں آپکے اہلبیت کیلئے بھی امان ہے اسکے علاوہ احسان و صلہ اور اچھا ہمسایہ بھی ہوگا میں اس امر پر خدا کو گواہ کرتا ہوں اور وہی وکیل و کفیل ہے والسلام۔ آپنے جواب میں لکھا واضح ہو کہ جو شخص حق تعالیٰ کی عبادت اور محمد مصطفےٰ کی سنت کی ترغیب دلاتا ہو ہرگز اسکی مخالفت نہیں کرتے اور تو نے بھی کچھ کمی نہیں کی کہ مجھے احسان و صلہ و امان کی طرف بلایا مگر سب سے اچھی خدا کی پناہ ہے اور جو شخص دنیا میں خدا سے نہ ڈریگا وہ قیامت کے دن پناہ نہ پائیگا میں اپنے اور تیرے واسطے خدا سے نیک عمل کا خواستگار ہوں جس سے خدا راضی ہو۔ اللہ تجھے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں جزائے خیر عطا کرے والسلام۔ اسی اثنا میں یزید کی طرف سے ایک منظوم تحریر مدینہ میں آئی۔ نہایت ہی عمدہ اشعار تھے اور ہر قسم کی باتیں تھیں حسین بن علیؑ کو تعظیم و تعریف سے یاد کیا تھا اعزہ اور رشتہ داریاں یاد کر کے کچھ فضائل سابق خاندانی فضیلت اور اخلاق حسنہ کا ذکر بھی تھا اسکے بعد یہ التجا تھی کہ حسینؑ مجھ سے موافقت اختیار کر کے آتش جنگ و جدل کو سرد کر دے دوستی و رضامندی سے پیش آئے۔ غرض یہ اشعار بہت طول طویل درج کی تھیں۔ مدینہ والوں نے یہ اشعار پڑھکر ایک معتمد شخص کے ہاتھ امیر المومنین حسینؑ کی خدمت میں بھیجدیے امام حسینؑ سمجھ گئے کہ یہ اشعار یزید نے لکھے ہیں انکے جواب میں کلام الٰہی کی یہ آیت تحریر فرما دی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بری مما تعملون۔ اب امیر المومنین حسینؑ نے عراق کا قصد کیا جس جس شخص کو ہمراہ لیا تھا دس دس دینار خرچ اور ایک ایک اونٹ دیکر کعبہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا پھر اہلبیت کیلئے کجاوے درست کرائے ترویہ کے وقت ۹۔ ذی الحجہ کو منگل کے دن مکہ سے نکلے عزیز رشتہ دار دوست اور ملازم سب ملکر ۸۲ آدمی ہمراہ تھے۔ جب عراق کے دیہات میں پہنچے بنی اسد کا ایک شخص ملا امام حسینؑ نے پوچھا تو کہاں سے آتا ہے۔ اُس نے جواب دیا عراق سے پوچھا وہاں کی کیفیت ہے اور تجھے کیا کیا حالات معلوم ہیں اُس نے کہا وہاں کے لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں اور انکی تلواریں بنی امیہ کی طرف جھکی ہوئی ہیں اور حکم خدائے جلیل کا حکم ہے آپنے فرمایا اے بھائی بنی اسد تو سچ کہتا ہے۔ یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید۔ اللہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور جس بات کا ارادہ حکم فرماتا ہے اُس نے کہا اے فرزند رسول اس آیت کے کیا معنے ہیں یوم ندعوا کل اناس بامامھم۔ آپنے فرمایا امام دو ہیں ایک سیدھے راہ کی ہدایت کرتا ہے دوسرا گمراہی کی طرف لیجاتا ہے۔ اور جو گروہ اسکی پیروی کرتا ہے وہ دوزخی ہے بالغرض جب ولید بن عتبہ کو امام حسینؑ کی روانگی اور سفر عراق کی خبر ہوئی اسیوقت عبید اللہ کو اس مضمون کا خط لکھا واضح ہو کہ حسینؑ بن علیؑ عراق کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ وہ فاطمہ کا بیٹا اور فاطمہ محمد مصطفےٰ کی بیٹی ہے ہرگز ہرگز اسے کچھ ایذا نہ دینا ورنہ تیری دنیا اور دین دونوں برباد ہو جائینگے اور کوئی خرابی بپا اور عائد نہ کرنا کیونکہ پھر کسی تدبیر سے اسکا معاوضہ ہو سکیگا اگر تو نے اسکے ساتھ بدی کی تو قیامت تک خلقت کو یاد رہیگی والسلام۔ عبید اللہ نے ولید کے خط پر ذرا توجہ نہ کی امام حسینؑ نے خزیمیہ منزل پر پہنچکر ایک دن قیام فرمایا دوسرے دن امام حسینؑ کی بہن زینب نے آپکے پاس آکر کہا بھائی کل رات کو میں نے ایک عجب آواز سنی۔ آپنے فرمایا تم نے کیا سنا زینب نے کہا میں خیمہ سے باہر نکل آئی تھی اور بہت متفکر تھی یکایک آواز غیب آئی اور وہ یہ دو شعر تھے۔ الا یا عین بجہد ومن یبکی علی الشہداء بعدی + علی قوم تسوقہم المنایا + بمقدار الی انجاز وعدی + آپنے کہا اے بہن جو کچھ حکم خدا ہے وہ ظاہر ہو گا اور ہم حکم الٰہی سے راضی ہیں۔ پھر اس منزل سے کوچ کر کے ثعلبیہ مقام پر ٹھہرے اور امام حسینؑ تکیہ پر سر رکھکر کچھ یونہی سوئے تھے کہ سخت بیقرار ہو کر اُٹھ بیٹھے اور آنکھوں سے اشک جاری تھے آپکے فرزند علی اکبر نے پوچھا اے والد بزرگوار میری جان آپ پر قربان ہو اور آپ کی آنکھیں کبھی آنسوؤں سے تر نہ ہوں اس رونے کا کیا سبب۔ فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور اسوقت کا خواب ہمیشہ سچا ہوتا ہے میں ابھی سو گیا تھا ایک سوار کو دیکھا کہ میرے پاس آکر کہتا ہے اے حسینؑ تم عراق کی طرف جانے میں جلدی کر رہے ہو اور موت تمہارے تعاقب میں

جلدی کر رہی ہے کہ بہشت میں لیجائے معلوم ہو گیا کہ موت بہت قریب ہے علی اکبر نے پوچھا کہ اے باپ کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ امیرالمومنین نے کہا بیشک ہم حق پر ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے علی اکبر نے کہا ہم حق پر ہیں تو موت سے کیا ڈر۔ امام حسینؑ نے کہا اے فرزند تو نے دل خوش کر دیا اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا کرے دوسرے دن صبح کے وقت ایک کوفی ابوہریرہ ازدی نے حسینؑ بن علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور کہا اے فرزند رسول تم کس لئے حرم خدا اور حرم رسول سے چلے آئے آپ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ بنی امیہ نے ہمارا مال مار لیا ہم نے صبر کیا ہمارا حق دبا لیا ہم نے صبر کیا ہمیں سخت و سست کہا ہم نے صبر کیا اب قتل کرنا چاہا تو میں ہاتھ سے نکل آیا اے ابوہریرہ خدا کی قسم میں باغیوں کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اور میری ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ذلت و خواری کا لباس پہنائیگا ایک زبردست قوم اُن پر مسلط ہو گی جو انہیں ایسا ذلیل و خوار کریگی جیسا زبردست کمزور کو خوار کرتا ہے اُس گروہ کی بادشاہ ایک عورت ہو گی وہ اُنکی جان و مال پر قبضہ کریگی اور یہ لوگ چار و ناچار اُسکے حکم کو مانینگے پھر امام حسینؑ اُس منزل سے کوچ کر کے مقام شقوق قیام فرما ہوئے فرزدق شاعر نے حاضر ہو کر سلام کیا بعد اسکے قلب مبارک پر بوسہ دیا۔ امام نے پوچھا تو کہاں سے آتا ہے اُس نے کہا کوفہ سے۔ پھر دریافت فرمایا وہاں کے لوگوں کا کیا حال ہے اور انکے دل کس طرف ہیں عرض کی انکے دل آپ کی جانب ہیں اور تلواریں بنی امیہ کی طرف مگر حکم الٰہی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور خدا جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے امام حسینؑ نے فرمایا سچ ہے ان اللہ یفعل ما یشاء وکل یوم ھو فی شان فرزدق نے عرض کی یا حضرت آپ کوفہ کیوں جاتے ہیں اور کس سبب سے ان لوگوں پر اعتماد کیا جاتا ہے وہاں کے باشندے اعتماد کے لائق نہیں ہیں۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ تمہارے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو کس طرح ہلاک کر دیا۔ امام رونے لگے اور فرمایا رحمۃ اللہ مسلماً فلقد صار الی روح وریحانہ وجنتہ وغفرانہ اُسکا جو فرض تھا اُس نے پورا کر دیا اور ابھی نہیں کی۔ فرزدق امام حسینؑ کو رخصت کر کے چلا گیا اور امیرالمومنین حسینؑ وہاں سے سفر کر کے قصر مقاتل کے قریب خیمہ زن ہوئے ایک سراپردہ نصب اور اُسکے سامنے نیزہ گڑا ہوا تلوار لٹکتی اور گھوڑا تھان پر بندھا ہوا دیکھا پوچھا یہ کسکا سراپردہ ہے۔ لوگوں نے کہا یہ ایک کوفی عبیداللہ بن حر جعفی کا سراپردہ ہے آپ نے ایک خدمتگار حجاج بن مسروق جعفی کو بھیجکر اُسے طلب کیا۔ حجاج نے اُسکے قریب جا کر سلام کیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے تجھے نعمت غیر مترقبہ عطا کی اور احسان بیکراں تجھ پر نازل فرمایا ہے اُس نے پوچھا وہ کون چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشی ہے جواب دیا امیرالمومنین حسینؑ رسول خدا کے فرزند اِس جگہہ مع کُل عزیز و اقربا اور اہلبیت اطہار اور اہالی و موالی اور خدمتگار سب ہمراہ ہیں اور تجھے طلب کیا ہے۔ اگر تو قبول کر کے اُنکی مدد کریگا تو ثواب عظیم پائیگا اور مارا گیا تو شہیدوں میں شمار ہوگا عبیداللہ نے کہا میں اسی لئے کوفہ سے نکل آیا ہوں کہ امام حسینؑ وہاں تشریف لائے اور میں نے مدد کرنی چاہی تو نہ کر سکوں گا کیونکہ تمام کوفہ والوں کی نیتیں بدل گئی ہیں دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر عبیداللہ بن زیاد کے طرفدار ہو گئے ہیں سعادتمندی کے ساتھ واپس جا کر میرا سلام پہنچا اور آپ کو یہ حالات سنا دے۔ حجاج نے امیرالمومنین کے پاس واپس آکر جو کچھ دیکھا اور سنا تھا عرض کر دیا امیرالمومنین حسینؑ اپنے چند رشتہ دار اور بھائی بند ہمراہ لیکر اُسکے پاس گئے عبیداللہ حضرت کو تشریف لاتے دیکھکر اٹھ کھڑا ہوا تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ امام حسینؑ کا دست مبارک پکڑ کر صدر جگہہ پر بٹھلایا آپ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا اے عبیداللہ تیرے شہر کے آدمیوں نے جو سب کے سب مرد اور کئی شہر میں نہیں خط بھیج بھیجکر وعدے کئے کہ ہم سب آپکے ہوا خواہ اور معاون و مددگار ہیں آپ ہمارے پاس چلے آئیں میں نے اُنکی عرض کو قبول کر لیا میں نے تامل کیا کسی خط کا جواب نہ دیا تو مکرر خط آئے ناچار میں نے اُن لوگوں کے قول و اقرار کی وجہ سے حرم خدا سے سفر کیا اور اِس طرف آیا اب دگرگوں معاملہ دیکھتا ہوں میرے چچازاد بھائی مسلم کی بیعت اٹھارہ ہزار آدمیوں نے کی اور جنگ کے لئے نکلے جب لڑائی شروع ہو گئی تو عین معرکہ میں اُس سے علیحدہ ہو گئے اُسے تن تنہا چھوڑ دیا اور ابن زیاد کے حوالے کر دیا۔ اُس نے بڑی ایذا دہی کے ساتھ شہید کیا اب سنتا ہوں کہ یزید کی فرمانبرداری کے ساتھ ابن زیاد کی طرف مائل ہو گئے ہیں اے عبیداللہ تو جانتا ہے کہ تجھ سے جو کچھ بدی مادی ظہور میں آئی ہے اللہ تعالیٰ ویسی ہی جزا دیگا میں چاہتا ہوں کہ تو اسوقت توبہ کرے تاکہ تمام گذشتہ گناہوں سے بری ہو جائے۔ ہم رسول خدا محمد مصطفےٰ کی اہلبیت ہیں ہماری امداد کر اور اِس معاملہ میں ہمارا ساتھ دے جسقدر ہو سکے ہمارے دشمنوں کو ہمارے مقابلہ سے دفع کر۔ عبیداللہ نے کہا اے فرزند رسول اگر کوفہ میں آپکے کچھ ایسے دوست اور مددگار ہوتے تو آپکا ساتھ دیتے تو میں سب سے پہلے آپکے واسطے جنگ کرتا مگر آپکے تمام دوست مددگار اور شیعہ اعتقاد بدل چکے اور عہدہ سے پلٹ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ گھوڑی ملحقہ نام لے لیں۔ خدا کی قسم اِس گھوڑی کو میں نے جس جانور کے پیچھے ڈالا ہے اُسی کو جا لیا ہے اور جب میں سوار ہو کر بھاگا ہوں تو کوئی شخص مجھ تک نہیں پہنچ سکا ہے۔ اور یہ تلوار بھی جس چیز پر لگائی ہے صاف اُس سے نکل گئی ہے۔ یہ دونوں چیزیں آپ میری طرف سے قبول فرما لیں۔ آپ نے فرمایا میں تیرے پاس اس گھوڑی اور تلوار کی لالچ سے نہیں آیا ہوں بلکہ یہ مدعا ہے کہ تو میرا ساتھ دے اور میرے دشمنوں سے لڑے اگر تو اپنی جان کو بہت عزیز رکھنا چاہتا ہے تو ہمیں

تیرے مال کی بھی کچھ ضرورت نہیں میں نے اپنے نانا محمد مصطفےٰ سے سنا ہے کہ جو شخص میرے اہلبیت کی فریاد اور طلب امداد کی درخواست سنکر مدد نہ کریگا وہ دوزخ میں جائیگا۔ یہ فرماکر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے قیامگاہ پر چلے آئے۔ دوسرے دن کوچ کرکے سمت کوفہ روانہ ہوئے۔ عبید اللہ بعدہ سخت شرمندہ اور نادم ہوا اور امام حسینؑ کی عذر گذاری نکرنے اور ساتھ ندینے پر ہاتھ ملتا تھا۔ الغرض اثنار راہ میں امام حسینؑ نے ایک لشکر اپنی طرف آتا ہوا دیکھا۔ قریب آگئے تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار سوار اسلحہ سے مکمل ہیں قاصد کو بھیجا کہ دریافت کرے انکا سردار کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا حُر بن یزید ریاحی۔ امام نے اُسے طلب کرکے پوچھا اے حُر تو ہماری مدد کیواسطے آیا ہے یا ہم سے جنگ کرنیکے ارادہ سے۔ حُر نے کہا مجھے عبید اللہ نے آپ سے لڑنے کیواسطے بھیجا ہے۔ حُر کا یہ کلام سنکر آپ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ظہر کی نماز کے وقت امام حسینؑ نے حجاج بن مسروق سے کہا اذان دیکر نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ کہ ہم نماز پڑھ لیں حجاج نے اذان دی اور امام حسینؑ نے حُر سے کہا تو اپنی جگہ پر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز پڑھے گا یا ہمارے پیچھے کھڑے ہو کر ادا کریگا حُر نے کہا میں تمہارے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھونگا امام حسینؑ نے دونوں فوجوں کو نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر تلوار پر سہارا لیکر کھڑے ہو گئے اور خطبہ پڑھا۔ حمد و ثنار الٰہی کے بعد محمد مصطفےٰ پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو میں تم سے عذر کرنے کیلئے کھڑا نہیں ہوا اور نہ میں نے اس شہر کیطرف اسوقت تک قصد کیا اور یہانتک آیا جبتک میرے پاس تم لوگوں کے خط نہ بھیجے اور مجھے میرے بلانے کیلئے درخواستیں نہیں بھیجیں اور تمہارے قاصد جنمیں بہت سے نامور اور رئیس اشخاص شامل تھے اہل کوفہ کی طرف سے خط لیکر میرے پاس آگئے انہوں نے کہا تھا کہ بہت جلدی کوفہ میں پہنچ جائیے کیونکہ یہاں کوئی امام موجود نہیں ہے جو نماز پڑھائے اور دینی و دنیوی امور کی اصلاح کرتا ہے۔ اگر تم آجاؤ گے تو شاید اللہ تعالیٰ ہمارے امر کاموں کو درست کردے اب اگر تم اپنے قول و قسم پر ثابت قدم ہو تو میں آہی گیا ہوں اور تم پر اعتماد کرنا چاہئے تو میں تمہارے ساتھ شہر میں داخل ہوں اگر تم اپنے عہد سے پھر گئے اور قول و اقرار سے شرمندہ ہوئے ہو اور میرے آنے کو بُرا سمجھتے ہو تو میں مکہ کو واپس چلا جاؤں حضرت کا کلام سنکر سب خاموش اور سر جھکائے ہوئے تھے کچھ نہ بولے اب حُر نے اپنا خیمہ کھڑا کیا اور اُسکے اندر جا بیٹھا امام حسینؑ بھی اُسکے مقابل بیٹھے اور تمام آدمی بھی اپنے اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے ہوئے بیٹھے تھے کہ اتنے ہی میں حُر کے پاس کوفہ سے اس مضمون کا خط آیا کہ حکم نامہ سے مطلع ہوتے ہی حسینؑ بن علیؑ اور اُسکے اصحاب کو نظر بند کر لینا اور خود اُنکے ساتھ سے علیحدہ نہونا یہانتک کہ اُنہیں میرے پاس حاضر کر۔ اور میں نے اس قاصد کو حکم دیا ہے کہ میرے ساتھ رہے جبتک کہ تو اس حکم کو پوری طرح انجام نہ دے لے اور میری فرمانبرداری کا حق ادا نہ کرے۔ حُر نے مضمون خط سے مطلع ہو کر اپنے لوگوں کو بلایا اور کہا یہ مردود کمبخت ابن زیاد مجھے خط لکھتا ہے کہ حسینؑ بن علیؑ کو گرفتار کرکے حاضر کر اور جہانتک میں سوچتا ہوں میرا دل مجھے ایسے کام پر آمادہ نہیں ہونے دیتا جس سے امام حسینؑ رنجیدہ ہوں میں اس امر سے سخت ہراساں ہوں حُر کا ایک ہمراہی ابو شعثا عبید اللہ کے قاصد کیطرف مخاطب ہو کر بولا تیری ماں تیری جدائی میں روئے تو کیسے کام کیلئے یہاں آیا ہے۔ اُس نے کہا میں نے اپنے امام کی فرمانبرداری کی اور اپنی بیعت کو پورا کیا ہے۔ اپنے امیر کا حکم حُر کو پہنچا دیا۔ ابو شعثا نے کہا مجھے اپنے سر اور جان ہی کی قسم تو نے امام کی فرمانبرداری کے سبب خدا کی درگاہ میں گنہگار ہو گیا تو نے اپنے آپ کو تباہ کر دیا دنیا اور آخرت دونو خراب کر لیں اور دوزخ کی آگ اپنے واسطے سلگائی تیرے امام کی یہ تعریف ہے جو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نماز عصر کا وقت آگیا امام حسینؑ نے موذن سے کہا اذان دے اور نماز کے لئے کھڑے ہوں آپ نے لشکر کو نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر حمد و ثنار الٰہی کے بعد کہا اے لوگو ہم تمہارے پیغمبر محمد مصطفےٰ کے اہلبیت ہیں اور تمہارے شہر میں جو لوگ امام اور والی بنے ہوئے ہیں ہم خلافت اور امامت کیلئے اُن سے بہتر ہیں۔ اگر تم ہمارا حق سمجھو گے اور خدا سے ڈرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو گا اور اگر میرے آنے کو بُرا جانو گے اور اپنے خطوط کی تحریروں اور اپنے قاصدوں کی زبانی وعدوں کو پورا نکرو گے تو میں تمہیں کچھ نہیں کہتا اور تمہیں کسی بات کیلئے مجبور کرونگا تم صاف صاف کہدو کہ میں مکہ کو واپس چلا جاؤں۔ حُر بن یزید جو لشکر کا سردار تھا آگے بڑھکر عرض کی اے فرزند رسول آپ نے دو مرتبہ خطوں اور قاصدوں کا ذکر کیا مگر مجھے کچھ خبر نہیں کہ کن لوگوں نے خط لکھے اور کون شخص قاصد بنکر حاضر ہوئے تھے۔ امام حسینؑ نے اپنے غلام عقبہ بن سمعان کو بلا کر کہا خطوں کی خرجیاں اٹھا لا عقبہ جاکر خرجیاں اٹھا لایا خط نکالکر زمین پر رکھدئے اور پیچھے ہٹ بیٹھا۔ فوج کے نامور اشخاص آگے بڑھے لفافوں کو پڑھا۔ حُر بن یزید ریاحی نے بھی انہیں دیکھا اور کہا ہم اُن شخصوں میں سے نہیں ہیں جنہوں نے یہ خط تحریر کئے ہیں اور عبید اللہ بن زیاد نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کو اُسکے پاس لیجائیں۔ امیر المومنین حسینؑ نے مسکرا کر کہا تم کام نہیں کر سکتے پھر حکم دیا کہ عورتوں کو کجاووں میں سوار کرا دو اور سوار ہو کر چلو دیکھیں یہ لوگ ہمارا کیا کر سکتے ہیں۔ لوگوں نے آپکے حکم کے موافق اہل و عیال اور بچوں کو

سوار کرادیا اور چل نکلے۔ کوفی لشکر نے راستہ روکا اور جانے سے مانع آئے اہلبیت کا راستہ روکتے ہی امام حسینؑ نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور کہا اے لشکر یزید کس لئے تو ان لوگوں کو نہیں
جانے دیتا تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے۔ حر نے جواب دیا اے رسول اللہ اگر کوئی اور شخص میری ماں کا نام لیتا تو میں تلوار کی دھار سے جواب دیتا مگر آپ اور آپ کے ماں باپ کی حرمت
بہت بڑی ہے۔ کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن ہم آپ کو عبیداللہ کے پاس ضرور لیجاؤں گا۔ حسینؑ نے کہا میں ہرگز نہ جاؤنگا اور تیرے ارادہ کی مجھے ذرا پروا نہیں تو کیا کر سکتا ہے حر نے کہا اگر
میری اور میرے لشکر کی جانیں بھی اس معاملہ میں جاتی رہیں تو بھی مجھے گوارا ہے میں عبیداللہ کے پاس ضرور لیجاؤں گا۔ امام حسینؑ نے کہا اچھا اپنے لشکر سے نکلکر سامنے آ اور میں بھی
اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو کر تیرے سامنے آتا ہوں کہ دونوں آپس میں جنگ کریں۔ اگر تو نے مجھے مار ڈالا تو تیرے امر کی اور تیری مراد بر آئیگی اور تو مارا گیا تو خلقت تیرے ہاتھ سے
آزاد ہو جائیگی۔ حر نے کہا یا اباعبداللہ مجھے آپ سے جنگ و جدل کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ کہدیا ہے کہ آپ کے ساتھ سے علیحدہ نہ ہوں یہاں تک کہ آپ کو عبیداللہ کے
پاس پہنچا دوں۔ خدا کی قسم مجھے سخت ناگوار ہے کہ کوئی ایسی بات کہوں یا کوئی ایسی حرکت کروں جو آپ کو ناخوش معلوم ہو مگر کیا کروں دوسرے کا مقرر کیا ہوا ہوں اور محکوم
مجبور ہوتا ہوں میں اس گروہ سے بیعت کر رکھی ہے اور انکے حکم سے آپ کے پاس پہنچا ہوں اور جانتا ہوں کہ قیامت کے دن تمام خلقت کو آپ ہی کے نانا کی شفاعت کی ضرورت
پڑے گی میں حیران و پریشان اور خوف زدہ ہوں کہ آپ سے لڑنے کی نوبت نہ آئے۔ پھر شفاعت کی امید کیا خاک ہو سکتی ہے خدانخواستہ مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو گئی جس سے
حضرت کے جسم مبارک کو کچھ تکلیف پہنچی تو دنیا اور آخرت دونو جگہہ میرے واسطے خرابی موجود ہے۔ اور اگر آپ کو عبداللہ کے پاس لیجاؤں تو مجھ کو دخل نہیں ہو سکتا۔ ہاں
دنیا وسیع ہے۔ خدا کی پناہ قیامت کے دن آپ کے نانا کی شفاعت سے محروم رہجانے کی نسبت یہی بہتر ہے کہ آپ کسی طرف نکلجاؤں۔ آپ شارع عام سے نہیں بلکہ کسی اور غیر مشہور رستہ
سے کسی اور سمت کو چلے جائیں اور میں عبیداللہ کو لکھدونگا کہ حسینؑ کسی اور طرف چلا گیا مجھے نہیں ملا پھر تو مجھے آپ کے نانا کی شفاعت کی کچھ امید باقی رہیگی اور اے حسینؑ میں
قسم دلاتا ہوں کہ اپنی جان پر رحم کرو کوفہ نہ جاؤ۔ آپ نے کہا اے حر کیا تو یہ بات اسلئے کہتا ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ حر نے کہا ہاں اے فرزند رسول اسمیں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے
آپ سلامتی سے مکہ کو واپس چلے جائیں امیرالمومنین حسینؑ نے اپنے دوستوں سے کہا تم میں سے کوئی شخص بجز شارع عام کے سوا کوفہ کے اور کسی غیر مشہور رستے سے بھی واقف ہے طرماح بن
عدی نے کہا اے فرزند رسول میں ایک اور راستہ سے بھی واقف ہوں آپ نے فرمایا اچھا اس راستہ سے آگے آگے روانہ ہو کر ہمیں لیچل طرماح آگے ہو لیا اور امیرالمومنین حسینؑ مع اہلبیت
واصحاب اسکے پیچھے پیچھے چلے دوسرے دن طرماح نے مقام عذیب ہجانات پر پہنچا دیا قیام کرنیکے بعد دیکھا کہ حر بھی اپنا لشکر لئے اس مقام پر آ پہنچا ہے امام حسینؑ نے پوچھا ہمارے
پیچھے پیچھے یہاں تک چلے آنے کا کیا سبب ہے کیا ہوا۔ کہا تھا کہ غیر معروف راستہ سے آپ جہاں چاہیں چلے جائیں ہم یہاں چلے آئے اور تو کیسے ہمارے نشان قدم چلکر یہاں آ پہنچا
حر نے کہا جب آپ اس جگہہ سے روانہ ہو گئے تھے تو عبیداللہ کا ایک اور خط آیا جسمیں مجھے بزدل اور کم ہمت کہکر سخت تاکید اور ملامت کی ہے کہ امام حسینؑ کو کیوں جانے دیا اور میرے
پاس لایا حسینؑ نے کہا اب ہمیں کوفہ جانے دے۔ حر نے کہا ہرگز نہ جانے دونگا اب میرے قابو کی بات نہیں رہی یہ قاصد عبیداللہ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے کہ میرے ہمراہ
رہکر ہر ایک گفتگو اور کارروائی کو اُس سے جا کہے امیرالمومنین حسینؑ کے دوستوں میں سے ایک شخص زہیر بن قین بجلی نے کہا آپ ہمیں اجازت دیدیجئے کہ انسے جنگ کریں ہمیں آن کے
کے موقعوں پر فوجوں کے مقابلہ کرنے کی نسبت انکے ساتھ لڑنا کچھ مشکل نہیں آپ نے فرمایا یہ سچ ہے مگر میں لڑائی میں پہل نہیں کر سکتا اگر یہ لوگ لڑائی شروع کر دینگے تو میں ان کے
دفعیہ کیلئے جنگ کرونگا۔ اور مناسب ہے کہ اسوقت ہم کربلا کی طرف روانہ ہو جائیں کیونکہ وہاں سے دریائے فرات قریب ہے یہ لوگ ہمسے لڑینگے تو ہم بھی انسے جنگ کرینگے اور اللہ تعالی سے
خواستگار اعانت ہونگے اس حضرت کی آنکھوں میں اشک بھر آئے اور آپ نے اسی جگہہ قیام فرمایا۔ حر بھی ایک ہزار سواروں سمیت مقابل میں آ اترا امیرالمومنین حسینؑ نے قلم دوات اور
کاغذ منگا کر ان کوفی سرداروں کے نام جنسے وفا اور مدد کی امید تھی اس مضمون کے خط لکھے بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف سے سلیمان بن صرد
مسیب بن نجبہ رفاعہ بن شداد عبداللہ بن وال اور جماعت مومنین کو معلوم ہو کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو جو حرام باتوں کو حلال سمجھتا اللہ تعالی
کا عہد توڑتا رسول خدا کی سنت کو مٹاتا اور خلق خدا کے ساتھ ظلم اور گناہوں کے ساتھ زندگانی بسر کرتا ہے اچھا سمجھے اور انکے قول و فعل کو پسند کرے اور اسکے کردار سے انکار کرے
اللہ تعالی اسے دوزخ میں ڈالیگا تم خوب جانتے ہو کہ اس جماعت نے ہمارا حق چھین لیا۔ گنہگار ہیں شیطان کی فرمانبرداری کرتے اللہ تعالی کے احکام کو پس پشت ڈالتے حرام کو

حلال اور حلال کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور میں اپنے نانا کی خلافت کیلئے اُن سب سے بہتر اور حقدار ہوں۔ تم نے جو خط مجھے بھیجے اور قاصدوں کی زبانی وعدے کئے ہیں وہ سب تمہیں یاد ہی ہوں گے اگر تم اپنے وعدوں کو پورا نہ کرو گے اور عہد شکنی گوارا ہو گی تو یہ امر بھی تم سے بعید نہیں ہے۔ میرے باپ بھائی اور چچیرے بھائی مسلم کے ساتھ تم نے ایسا ہی کیا۔ انکی مخالفت اختیار کی جو شخص تمہارے اقراروں پر بھروسہ کرے یا تمہارے قول کو سچ سمجھے وہ مغرور ہے۔ ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ وسیغنی اللہ عنکم والسلام۔ پھر اس خط کو بند کر کے مہر لگا دی اور قیس بن مسہر صیداوی کے حوالہ کر کے فرمایا۔ کوفہ بھیجکر وہاں کے نامی اشخاص کو دینا۔ قیس نے کہا بسر وچشم اور وہ خط لیکر جانب کوفہ روانہ ہوا۔ عبیداللہ نے پیشتر سے بہت سے اشخاص راستوں پر مقرر کر رکھے تھے کہ بہت ہوشیاری سے خبر لیتے رہیں کہ حسین بن علیؑ کی طرف سے کوئی شخص خط لائے تو اسے میرے پاس پکڑ لائیں۔ قیس نے کوفہ کے قریب پہنچکر دور سے عبیداللہ کے ایک ملازم حصین بن نمیر کو دیکھا اس سے ڈر کر خط چاک کر دیا۔ حصین نے اپنے ساتھیوں سے کہا قیس کو پکڑ لائیں اور خط کے پرزے اٹھا لیں۔ پھر اُسے عبیداللہ کے پاس لیگئے اسکا اور خط چاک کر دینے کا حال سنایا۔ ابن زیاد نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا علی بن ابیطالب کے گروہ کا ایک آدمی ہوں۔ پوچھا تو نے خط کیوں پھاڑ ڈالا کہا اسلئے کہ اسکے مضمون سے تو واقف نہ ہو جائے۔ پھر پوچھا وہ خط کس نے لکھا تھا کہا امیر المومنین حسین بن علیؑ نے۔ پھر پوچھا کن شخصوں کے نام تھا۔ کہا کوفہ کے اُن لوگوں کے نام تھا جنہیں میں نہیں جانتا۔ ابن زیاد نے غضبناک ہو کر قسم کھائی کہ تو میرے سامنے سے بچنے نہ پائیگا جبتک یہ نہ بتائیگا کہ وہ خط کن شخصوں کے نام تھا یا منبر پر چڑھکر علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو سخت سست نہ کہیگا۔ اِن دونوں باتوں میں سے ایک بات اختیار کی جائے تب میرے ہاتھ سے رہائی پا سکتا ہے ورنہ میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا۔ قیس نے کہا میں اُن لوگوں کو جانتا نہیں جنکے نام امام حسینؑ نے خط لکھا تھا اُنہیں کس طرح بتا سکتا ہوں ہاں سخت سست کہنا بہت آسان بات ہے جیسا تو کہتا ہے میں منبر پر بیٹھکر ویسا ہی کہدونگا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اُسے جامع مسجد میں لیجا کر تمام خلقت کے سامنے منبر پر بٹھائیں تاکہ وہ سب شخصوں کو سنا سنا کر علیؑ اور اُسکی اولاد پر لعن و تبرا کہے۔ قیس کو مسجد میں لیجا کر منبر پر بٹھا دیا اور لوگ آنے لگے حتیٰ تمام مسجد آدمیوں سے بھر گئی۔ قیس نے منبر پر کھڑے ہو کر بہت اچھا خطبہ پڑھا محمد مصطفیٰؐ پر درود بھیجکر اہلبیت نبوت کی تعریف و توصیف بیان کی اور امیر المومنین علیؑ حسنؑ و حسینؑ پر درود بھیجکر تمام اہلبیت کی مدائح اور اوصاف جمیلہ ظاہر کئے پھر عبیداللہ اور اسکے باپ زیاد پر اور بنی امیہ پر لعنت بھیجکر امام حسینؑ کا تمام حال کہہ سنایا اور آپکے بہت سے اوصاف اور اکرام بیان کر کے لوگوں کو بیعت کی ترغیب دلائی۔ لوگوں نے عبیداللہ سے یہ حال جا کہا حکم دیا کہ اُسے پکڑ لائیں اور کوٹھے پر لیجا کر سرنگوں گرا دیں جس سے سب ہڈیاں چور چور ہو جائیں جبکہ قیس شہادت پاکر رحمت الہٰی کے شامل حال ہو گیا امیر المومنین حسینؑ نے اس حال سے آگاہ ہو کر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور بہت دیر تک روتے رہے اور کہا اللہ تعالیٰ قیس پر رحمت نازل فرمائے اُس نے اپنا فرض ادا کر دیا خدا اُسے نیک جزا عطا کرے۔ آپکے اصحاب میں سے ایک شخص ہلال بن نافع نے عرض کی یا ابن رسول اللہ تمہارے نانا محمد مصطفیٰؐ تمام لوگوں کو اپنا دوست نہ بنا سکے بعض آدمی آپکے پکے دوست تھے اور کچھ منافق تھے ظاہر میں زبانوں سے دوستی کا دعویٰ کیا کرتے تھے اور کچھ لوگ اپنے دلوں میں عداوت کو پوشیدہ رکھتے تھے یہی آپکے والد علیؑ مرتضیٰ کی کیفیت تھی کچھ آدمی آپکے دوست اور ہوا خواہ تھے فرمانبرداری اور اطاعت سے پیش آتے تھے اور بعض زبانی دعویٰ کرتے رہتے تھے اب جو شخص اپنے عہد کو توڑ ڈالے اور آپکے خلاف ہو جائے وہ اُسکا بدلا دیکھ ہی لیگا۔ اللہ تعالیٰ آپکو اُنسے بے پروا کردے آپ مشرق و مغرب جس طرف جانا چاہیں گے ہم خدمتگاری کے لئے موجود ہیں۔ ہرگز آپ سے جدا نہ ہونگے اور حکم الہٰی پر راضی رہیں گے۔ ہمارا دوست وہی شخص ہوگا جو آپ کو عزیز سمجھے گا اور جو شخص آپ کو دشمن جانیگا وہ ہمارا بھی دشمن ہوگا۔ امام حسینؑ نے اُسے دعائے خیر دیکر اپنی اولاد بھائیوں اور خاندان کو اپنے سامنے طلب کیا اور انکے چہرہ پر نظر ڈالکر رونے لگے اور کہا اے خدا ہم تیرے پیغمبر کی عترت ہیں اُن لوگوں نے ہمیں گھر سے نکالا پھر نانا کے حرم سے علیحدہ کیا۔ بنی امیہ ہمارے قتل و گرفتاری اور ظلم و ستم میں دریغ نہیں کرتے۔ اے خدا تو ظالموں سے ہمارا بدلا لے۔ اسکے بعد وہاں سے بسمت کربلا سفر کیا منزل بمنزل چلے جاتے۔ بدھ یا جمعرات کا دن دوسری محرم ۶۱ ہجری کو وارد کربلا ہوئے۔ امام حسینؑ نے پوچھا یہی زمین کربلا ہے۔ ہمراہیوں نے کہا ہاں یہی میدان کربلا ہے۔ آپنے فرمایا ہاں یہ ابتلا اور مصیبت کی جگہ ہے ہماری قتلگاہ۔ ہمارے لوگوں کا اخاطہ اور ہمارے اونٹوں کی جائے خواب یہی جگہ ہو گی اسی خاک پر ہمارے خون بہیں گے۔ اسباب کو دریائے فرات کے کنارے ایک طرف اُتار اور خیمے کھڑے کئے بھائی اور چچا زاد بھائی ہر ایک نے اپنے واسطے ایک خیمہ لگایا تھا غرض امام حسینؑ کے خیمہ کے گرد آپکے دوستوں اور محبوں کے خیمے کھڑے ہو گئے۔ سب توجہ اپنے خیموں میں آرام سے لیٹ رہے اور امام حسینؑ اپنی تلوار کی صفائی میں مصروف ہوئے غلام ابوذر غفاری آپکے پاس حاضر تھا اور حضرت بحالت فکر یہ اشعار پڑھ رہے تھے

یا دہر اف لک من خلیل + کم لک بالاشراق والاصیل + من طالب وصاحب قتیل + ما اقرب الوعد من الرحیل + وکل

حتی سالت السیل + وانما الامر الی الجلیل + آپ کی بہن زینب ام کلثوم نے آواز سنکر کہا اے بھائی یہ کیسی آواز ہے جو اپنے قتل کا یقین کئے ہوئے ہے حضرت نے فرمایا اے بہن لو ترک القطا لنام زینب نے کہا واثکلاہ اے کاش میں مرجاتی اور یہ دن نہ دیکھتی میں نے اپنے نانا محمد مصطفےٰ کی وفات دیکھی اپنے باپ علیؑ کا مرنا دیکھا اپنی پاک و پاکیزہ ماں فاطمہ زہرا کا سر سے گزر جانے کا الم سہا۔ اپنے پیارے بھائی حسنؑ کی شہادت کی مصیبت جھیلی اب بھائی حسینؑ جو دنیا میں باقی رہگیا ہے مجھے ایسی خبر سناتا اور اپنے انتقال کی خبر دیتا ہے۔ ہائے میں تو مر گئی افسوس مصیبتوں اور بلاؤں کی مجھ مبتلا کے حال پر افسوس۔ اور اسی قسم کے کلمات فرماتی اور روتی تھیں تمام اہلبیت آپ کے ساتھ ملکر رونے لگے ام کلثوم کا بیان تھا وا محمداہ وا علیاہ بعدک یا ابا عبداللہ امام حسینؑ انہیں تسلی فرماتے اور کہتے تھے اے خواہر صبر کرو اور رضی الٰہی پر راضی رہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے زمین سے لیکر آسمان تک کسی کو ہمیشگی کی زندگی عطا نہیں کی۔ نہ کسی کو عطا کریگا سب فنا ہو جائینگے صرف ایک ذات پاک خدا کے سوا تمام مخلوقات ہلاک ہونیوالی ہے سب کو اس نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور سب کو اپنی مرضی اور ارادہ کے مطابق نیست و نابود کر دیگا میرے نانا ماں باپ اور بھائی مجھ سے بہتر اور زیادہ عزیز تھے اسی طرح وہ بھی جام فنا پیکر مٹی میں ملگئے تمام دنیا والوں کو حضرت محمد مصطفےٰ انہی کی وفات کا خیال انکی موت پر صبر لازمی ہے ارشاد کیا اے بہن اے ام کلثوم اے زینب اور اے فاطمہ جب مجھے مار ڈالیں تو سر کر گریبان نہ پھاڑنا منہ نہ نوچنا اور ایسے کلمے زبان سے نہ نکالنا جس سے خدا راضی نہیں ہے۔ اسی اثنا میں حر بھی آ پہنچا اور حضرت کے خیموں کے برابر اپنا خیمہ لگایا اور عبیداللہ بن زیاد کو خط لکھکر حسینؑ کے وارد کربلا ہونے اور قیام کرنے سے مطلع کیا۔ عبیداللہ بن زیاد نے امام حسینؑ کو خط لکھا کہ اے حسینؑ میں نے سنا ہے کہ تم نے کربلا کے دشت میں قیام کیا ہے اور آج ہی یزید کا خط میرے پاس پہنچا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب تک آپکو قتل نہ کر دوں بستر پر نہ سوؤں نہ کھانے کا مزہ چکھوں یا آپ اسکی فرمانبرداری اختیار کرکے بیعت کریں والسلام۔ جب یہ خط آپکے پاس پہنچا پڑھکر ہاتھ سے ڈالدیا اور کہا وہ قوم ہرگز فلاح نہ پائیگی جو مخلوق کی خوشامد کیلئے خالق کی ناراضی اختیار کرلی ہے عبیداللہ کے قاصد نے خط کا جواب مانگا آپ نے فرمایا اس کا جواب کچھ نہیں۔ وقد حقت علیہ کلمۃ العذاب قاصد جواب لئے بغیر واپس گیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا ابن زیاد سے بیان کر دیا۔ وہ بہت زیادہ غضبناک ہوکر اپنے ملازموں اور دوستوں سے بولا کہ حسینؑ کو جس طرح ہو سکے قتل ہی کرڈالنا ہے تم میں سے کون شخص اس خدمت کو اپنے ذمہ لیتا اور حسینؑ کو قتل کرتا ہے میں اسکے صلہ میں جو شہر اور علاقہ مانگو گے دونگا کسی شخص نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ اسی دن عمر سعد کے نام ایک فرمان جاری کیا اور شہر رے اور اسکا نواح عطا کرنیکا حکم دیا کہ وہاں جا اور خراسانیوں کو دور کر۔ عمر سعد نے فرمان لیکر اسطرف جانا چاہا ابن زیاد نے کہا اے عمر تو نے دیکھا کہ کسی نے امام حسینؑ سے جنگ کرنیکا ارادہ نہیں کیا بہتر ہے کہ تو اس مہم کو انجام دے اور حسینؑ سے لڑنے کیواسطے جا اور اس طرف سے مجھے مطمئن اور فارغ کرکے پھر شہر رے کی حکومت پر جانا اُسنے کانپ کر کہا اے امیر اگر تو مجھے حسینؑ بن علیؓ کے معاملہ پر جانے سے معاف رکھے تو بہت ہی بڑا احسان مانونگا ابن زیاد بولا اچھا میں نے معاف کیا مگر یہ فرمان واپس کر اپنے گھر میں ہو بیٹھ کیونکہ یہ علاقہ اُسی شخص کا حق ہے جو حسینؑ بن علیؓ کا کام تمام کریگا۔ عمر نے کہا تو مجھے ایک دن کی مہلت دیجئے کہ اس امر کو اچھی طرح سوچ سمجھ لوں ابن زیاد نے اجازت دی اور عمر نے اپنے گھر آکر دوستوں عزیزوں اور بھائی بندوں سے مشورہ کیا کسی نے اچھا نہ جانا کہ وہ حسینؑ کے قتل کیواسطے جائے سب نے اسے ڈرایا حمزہ بن مغیرہ جو اسکی بہن کا بھانجا تھا اسکی طرف متوجہ ہوکر بولا اگر تو حسینؑ سے لڑے اور انکے قتل کرنے کا فعل اپنے ذمہ لیگا اور یہ گناہ عظیم کا مرتکب ہوگا خدا کی قسم اگر دنیا میں تیرے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے تو اس سے بہتر ہے کہ تو آخرت میں حسینؑ کا خون گردن پر لیکر جائے۔ عمر یہ سنکر خاموش تھا اور اسکا دل حکومت رے سے باز نہ آتا تھا دوسرے دن بوقت صبح ابن زیاد کے پاس آیا اس نے پوچھا تیری کیا رائے قرار پائی۔ کہا اے امیر تو نے پہلے انعام عطا کیا بعدہ حسینؑ بن علیؓ کا تذکرہ کیا۔ لوگ مجھے مبارکباد دے چکے اگر تو آج مجھ سے فرمان واپس لیلیگا تو مجھے ندامت حاصل ہوگی تو مہربانی فرما کر مجھے حسینؑ کے قتل کیواسطے نہ بھیج اور رے کی حکومت میرے ہی پاس رہنے دے۔ کوفہ میں اور بہت سے نامور سردار اسماء بن خارجہ و محمد بن اشعث اور کثیر بن شہاب وغیرہ موجود ہیں انمیں سے ہر شخص اس خدمت کو منظور کرکے امیر کے دل کو اسطرف سے مطمئن اور فارغ کردیگا براہ مہربانی مجھے امام حسینؑ کے قتل سے معاف رکھ ابن زیاد نے کہا تو میرے سامنے سرداران کوفہ کا نام لیتا ہے وہ سب میری نظر میں ہیں اگر تو اس فکر سے مجھے مطمئن کردیگا تو میرے نزدیک تو بہت ہی عزیز ہوگا ورنہ رے کا فرمان واپس کرکے اپنے گھر جا بیٹھ پھر میں تجھے کسی کام کی تکلیف نہ دونگا عمر سنکر چپ ہو رہا اور ابن زیاد نے زیادہ ناراض ہوکر کہا اگر تو نہ جائیگا اور حسینؑ سے جنگ کرکے میرا حکم بجا نہ لائیگا تو میں تجھے ابھی قتل کرادونگا اور گھر لٹوادونگا۔ بعد میں کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ عمر نے کہا جب طلبی کی یہ صورت ٹھہری اور ضرورت لاحق

ہوگئی ہیں امیر کا فرمان بجالاؤنگا پس ابن زیاد نے اسکی تعریف کی اور انعام و اکرام میں اور بھی ترقی کرکے چار ہزار سوار ہمراہ کردئے اور رے کی حکومت برقرار رکھی وہ کمبخت سنگدل حکومت رے کی لالچ اور فرمانروائی کی ہوس میں اس خدمت کو منظور کرکے اور وہ لشکر ہمراہ لیکر امیر المومنین حسینؑ سے جنگ کرنے کیواسطے روانہ ہوا۔ آسمان اور زمین نے دانتوں میں انگلی دبالی اور اسکے اس فعل پر سجدہ زن بلکہ لعنت کناں تھے اور زبان حال سے یہ شعر سناتے تھے ؎ رے کا اگر امیر بھی تو ہوگیا تو کیا + انجام کار سوا کرے گی تجھے فساد + ہاں کہ ملک زمین سلیمان سے بڑھ گیا + وہ کٹ جائیگا جو تجھے کریگا فلک فنا + عرصہ دنیائے فانی پر بھولا ہوا مغرور محض مال و دولت کیواسطے۔ خدا سے نہ پایہ رسول خدا کی ناراضی سے ڈرا۔ ایسے برے کام کا بیڑا اٹھا کر دوستوں بستوں اور ہمیشہ کے لعن طعن کا نشانہ بنگیا جب تک دنیا قائم ہے اسپر برابر لعنت ہوتی رہے گی وہ مغرور دوبارہ واپس جاتا تھا کہ کہاں جاتا ہے اور کس کام کو اختیار کرلیا ہے۔ ابن زیاد بدنہاد نے اس ملعون نابکار کو سخت تاکید کی کہ ہرگز ہرگز حسینؑ بن علیؑ اور انکے اصحاب دینے فرات کے پاس تک آنے پائیں اور ایک گھونٹ پانی نہ پی سکیں۔ عمر نے کہا میں ایسا ہی کرونگا چنانچہ عمر بن سعد چار ہزار سوار لیکر کربلا میں پہنچا حر ایک ہزار سوار لیکر اسکے ساتھ جاملا۔ عمر نے اپنے ایک ہمراہی عروہ بن قیس احمسی کو بلاکر کہا کہ حسینؑ کے پاس جاکر دریافت کر کہ مکہ سے جو امن و امان اور حرمت کا مقام ہے کیوں نکلے اور اس میدان کربلا میں آئے۔ اس نے کہا اے امیر ان ہی دنوں میں میرے اور انکے درمیان خط و کتابت ہوتی رہی ہے اور میں نے ہر قسم سے انکی دوستی و محبت کے دعوی کئے تھے وہ پورے نہ ہوسکے اسلئے مجھے آپکے سامنے ہوتے شرم آتی ہے۔ عمر نے کہا میں نے تجھے اس خدمت سے معاف کیا۔ پھر ایک اور شخص بن عبداللہ سبعی کو بلایا یہ شخص بڑا بہادر تھا حاضر ہوا تو کہا کہ امام حسینؑ کے پاس جاکر پوچھ تم کس لئے مکہ جیسے مقام امن سے نکلکر اس دشت کربلا میں آئے اور یہاں قیام کرنے سے تمہارا کیا مطلب و مدعا ہے سبعی ملعون جو خاندان رسول خدا کا سخت ترین دشمن تھا بولا اسیطرح حکم بجالاؤنگا پھر آنحضرت کے خیمہ کیطرف چلا۔ قریب پہنچا تو ابو ثمامہ صائدی نے دیکھکر حضرت سے عرض کیا یا ابا عبداللہ میری جان آپ پر فدا ہو خاندان مصطفے کا سب سے بڑا دشمن جو روئے زمین پر موجود ہے اور خلائق میں بدترین شخص ہے اسطرف آرہا ہے آپ یہ بات سنکر کھڑے ہوگئے اور اسکی طرف نظر کی ابو ثمامہ نے کہا تلوار ہاتھ سے رکھکر آگے بڑھ اور جو بات کہنی ہے عرض کر سبعی نے کہا میں ایلچی ہوں ایک پیغام لایا ہوں اگر سنو تو بیان کردوں مگر تلوار ہاتھ سے علیحدہ نہ کرونگا۔ ابو ثمامہ نے کہا تلوار مجھے دیدے میں حفاظت سے رکھونگا اور جب پیغام پہنچا کر تو واپس جائیگا تو تیرے حوالہ کردونگا اس نے کہا میری تلوار تک کسی کا ہاتھ نہیں جا سکتا اور نہ میں کسی کو دونگا۔ ابو ثمامہ نے کہا اسی جگہ ٹھہر کر جو پیغام دینا ہے امام حسینؑ کو سنادے سبعی نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا اور ناراض ہوکر واپس چلا گیا عمر سعد سے کہا مجھے امام حسینؑ کے پاس جانے نہیں دیا کہ پیغام پہنچاتا۔ عمر نے قرہ بن قیس حنظلی کو امام حسینؑ کے پاس بھیجا جب قریب آیا امیر المومنین نے اسے دیکھکر اصحاب سے پوچھا تم اسے پہچانتے ہو یہ کون شخص ہے حبیب ابن مظاہر اسدی نے کہا میں جانتا ہوں وہ بنی تمیم میں سے ہے اور اچھے اعتقاد والا ہے میرا خیال تھا کہ وہ بھی اس لشکر کے ساتھ آیا ہوگا۔ الغرض قرہ نے آنحضرت کے سامنے حاضر ہوکر سلام کیا اور پیغام پہنچایا۔ آپنے فرمایا خود میرا ارادہ کوفہ جانیکا نہ تھا لیکن کوفہ کے نامور سرداروں اور شہر کے اراکین نے خط بھیجکر مجھے بلایا کہ ہم آپکے پیچھے نماز پڑھینگے اور بیعت کرینگے۔ جناب میں بہت کچھ اصرار اور مبالغہ کیا ناچار میں نے انکی باتوں کو سچ سمجھکر اور قول و اقرار پر بھروسہ کرکے مکہ سے نکلا اور اس طرف آیا۔ آج زمانہ کا رنگ دگرگوں دیکھکر وہ اپنے قول و اقرار سے پھر گئے اور اپنے وعدوں سے شرمندہ ہوکر منحرف ہو بیٹھے اب میرا ارادہ ہے کہ مراجعت کرکے مکہ کو چلا جاؤں تیرے پیغام کا یہی جواب ہے۔ اسیطرح عمر بن سعد سے جاکر کہدینا قرہ نے کہا یہی کہدونگا حبیب نے قرہ کی واپسی کے وقت اس سے کہا میں ہمیشہ سے تجھے نیک اعتقاد اور اہلبیت رسول خدا کا خیرخواہ سمجھتا تھا تعجب کرتا ہوں کہ اس دشمن خدا و رسول اور فاسق فاجر گروہ کے ہمراہ تو کیوں رہتا ہے اگر تیرا عقیدہ نہیں بدلا تو الٹا پھر کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمیشگی کی سعادت حاصل کر۔ قرہ نے کہا تو نے بہت اچھی بات کہی۔ خدا کی پناہ میں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا اور اہلبیت پیغمبر کی دوستی میں ذرا کمی نہیں آئی اسوقت تو مجھے ایلچی گری پر بھیجا ہے واپس جانا اور جواب پہنچانا ضروری بات ہے اسکے بعد کوئی تدبیر سوچونگا کہ تمہارے پاس آجاؤں غرض اس نے واپس جاکر امام حسینؑ کی زبان مبارک سے جو کچھ سنا تھا عرض کردیا۔ عمر نے کہا الحمدللہ شاید غیب ہی سے کوئی ایسی بات ظہور میں آجائے کہ حسینؑ بن علیؑ یہاں سے مراجعت کرجائیں اور ہمیں انسے جنگ کرنی پڑے اسکے بعد عبیداللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ میں نے تیرے حکم کی تعمیل کی اور حسب الحکم حسینؑ بن علیؑ کے مقابل آٹھہرا ہوں ایک قاصد انکے پاس بھیجا تھا کہ تم کیوں مکہ سے نکلکر اس میدان میں آئے اور قیام پذیر ہوئے جواب دیا کہ کوفہ والوں نے خط لکھکر اور نامور اشخاص کو قاصد بناکر میرے پاس بھیجا اور درخواستیں کی تھیں کہ آپ ہمارے پاس آجائیں ہم بیعت کرینگے

ہیں اہل کوفہ کی درخواست پر مکہ سے نکلکر جانب کوفہ آیا۔ اب میرے آنے کے بعد وہ لوگ عہد سے پھر گئے اور اقرار توڑ دیئے گئے اسلئے میں ابھی مکہ کو واپس جاتا ہوں حسینؑ بن علیؑ کی یہ سرگزشت ہے جو تحریر کرتا ہوں اور وہ واپس جانے کا قصد رکھتا ہی آئندہ تجھے اختیار ہے تیری آگاہی کیلئے لکھدیا گیا ہے والسلام۔ جب عمر کا یہ خط ابن زیاد نے پڑھا کچھ دیر تک سوچتا رہا اور بولا اب ہمارے پنجہ میں پڑکر واپس جانیکا ارادہ رکھتا ہی یہ چاہتا ہوگا کہ اس حیلہ سے ہمارے ہاتھ سے بچ کر نکلجائے۔ جواب میں لکھا اسکی بات پر ذرا توجہ مکر اس خط کے دیکھتے ہی حسینؑ سے یزید کی بیعت کیلئے کہہ اگر وہ منظور اور قبول کرکے بیعت یزید اختیار کرلے تو مراد برآئی ورنہ جسطرح ہو سکے انہیں میرے پاس بھیجدو والسلام۔ عمر سعد نے اس تحریر کو پڑھتے ہی کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس مہم کا انجام اچھا ہوتا نظر نہیں آتا۔ حسین سے یزید کی بیعت لینے کی نسبت جیسا کہ ابن زیاد نے لکھا تھا کچھ کہا کیونکہ وہ بخوبی سمجھتا تھا کہ اس گفتگو سے کچھ فائدہ نہیں حسینؑ بن علیؑ ہرگز یزید کی بیعت اختیار نہ کرینگا۔ عبیداللہ نے اس حکم کی روانگی کے دوسرے دن جامع مسجد کوفہ میں جاکر لوگوں کو طلب کیا جب سب حاضر ہوگئے ممبر پر چڑھکر حمد وثنائے الٰہی کے بعد مصطفےٰ پر درود بھیجا اور کہا اے لوگو تم نے آل ابوسفیان کو آزمالیا ہے انکو ظاہر وباطن سچی اور بری ہر حالت میں دیکھ لیا ہے کہ تمہاری دلداری کرتے رہے ہیں یزید کی نیک خوئی نیک چلن اور خوش اعتقادی سے اور رعیت کے حق میں اسکی لطف وکرم اور جود وسخا رحم وانصاف اور حسن سلوک سے بھی تم آگاہ ہو۔ تمام اقسام کے فتنہ وفساد اور بلاؤں کو استحکام سلطنت کے واسطے دور کیا اور ہر طرف راحت وآرام کا دور ہوگیا راستوں کا خطرہ جاتا رہا ایسے زمانہ میں مفسدوں اور سرکشوں کے قلعے مسمار کردئے مال ودولت کی کثرت محاصل کی فراوانی ہر قسم کی برکتوں کا نزول تنخواہوں اور وظیفوں کی ترقیاں معاش اور رزق کے طریقوں کا دوامی انتظام جو محض اسکے اخلاق حسنہ اور عادات کریمانہ سے وقوع میں آئے ہیں تم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ آج اسکا فرمان آیا ہے مجھے حکم ہے کہ تمہارے حال پر زیادہ مہربانی کروں تنخواہوں اور وظیفوں میں ایک دینار کی جگہ سو سو دینار بڑھاکر تکمیل کروں اور تمہیں اسکے دشمن حسینؑ بن علیؑ سے لڑنے کیلئے بھیجوں تم ان باتوں کو سن رکھو اور اطاعت وفرمانبرداری سے منہ نہ موڑو والسلام۔ ممبر سے اترکر حکم دیا کہ فوجوں کو زر ومال اور رسد کا سامان عطا کیا جاوے کہ وہ جنگ کی تیاریاں کرکے دشت کربلا میں عمر سعد سے جاملیں حسینؑ بن علیؑ سے لڑنے کیلئے سب سے پہلے جو نامور شخص آمادہ ہوا وہ شمر ذی الجوشن تھا چار ہزار سوار لیکر عمر سعد سے جاملا اب اسکے پاس نو ہزار سپاہ ہوگئی یزید بن رکاب کلبی دو ہزار کی جمعیت لیکر گیا۔ اسکے پیچھے ہی پیچھے ایک اور سردار حصین بن نمیر سکونی چار ہزار آدمی لیکر پہنچا مصار بن مرینہ مازنی تین ہزار ایک اور شخص نو ہزار کی جمعیت سے جاملا۔ پھر اور اور سردار یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے عمر سعد کی فوج کی تعداد بیس ہزار ہوگئی اب عبیداللہ نے آدمی بھیجکر شبث ربعی کو کہلا بھیجا حسینؑ بن علیؑ سے جنگ کرنے کیلئے مستعد ہو جا وہ سخت ناراض ہوا۔ کوئی بہانہ نہ پایا اتمام کار کیلئے آپ کو مریض بنایا اور جواب میں کہلا بھیجا کہ میں امیر کا فرمانبردار ہوں مگر مجھے ضعف لاحق ہے۔ مہربانی فرماکر مجھے اتنی مہلت دیجائے کہ عارضہ جاتا رہے جسوقت صحت حاصل ہوگی امیر کے فرمانیکے مطابق جاکر خدمت بجالاؤنگا عبیداللہ نے لکھا تیری بیماری کا حال مجھے خوب معلوم ہے بیمار نہیں اور اس گروہ میں شامل ہو جسکی نسبت کلام مجید میں صاف فرماتا ہے۔ واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الیٰ شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستہزءون اگر حسینؑ سے لڑنے اور عمر سعد سے جاملنے کے ساتھ میری فرمانبرداری مدنظر ہے تو بلا عذر بعجلت تمام چلا جا۔ یہ پیام سنکر شبث سمجھ گیا کہ بہانا کارگر نہوا اور عبیداللہ میری بناوٹ سے واقف ہوگیا ہے۔ فوراً نماز عشا کے وقت کہ اسکے چہرہ اور رنگ کو تمیز نہ کرسکے عبیداللہ کے پاس گیا۔ وہ اسے آتے دیکھکر خوش ہوا مرحبا کہکر اپنے پاس بٹھالیا اور کہا لازم ہے کہ تو آج رات ہی کو سامان سفر درست کرکے علی الصباح ایک ہزار سواروں کے ساتھ چلاجا اور عمر سعد سے جاملے شبث نے کہا امیر کا جو حکم ہے اسے بجالاؤنگا دوسرے دن صبح کے وقت ایک ہزار سوار لیکر چلا گیا۔ عبیداللہ نے ایک ہزار سوار اور فراہم کرکے حجار بن حجر کو ان کا سردار مقرر کیا اور حکم روانگی دیدیا۔ الغرض عمر سعد کی فوج میں بائیس ہزار سوار اور پیدل ہوگئے اب عبیداللہ نے عمر سعد کو خط لکھا کہ حسینؑ سے جنگ کرنیکے لئے اب کوئی بہانہ نہیں رہا۔ فوج کی کمی کی شکایت تھی سو اب وہ بھی نہیں رہی تیرے پاس بائیس ہزار سوار وپیدل کی جرار فوج موجود ہے جو ہر طرح سے ساز وسامان اور اسلحہ سے مکمل اور آراستہ ہے اب تیرا تمام انتظام درست ہوگیا ہے لازم ہے کہ تمام حالات سے جو امام حسینؑ کے ساتھ تجھے پیش آئیں مثل جنگ وجدال وغیرہ سب سے مجھے مطلع کرتا رہے۔ ہر روز صبح اور شام کے وقت میرے پاس تیرے قاصد پہنچتے رہیں اور تیری تحریریں مشتمل حالات وواقعات مجھے ملتی رہیں اس انتظام کو نہایت ضروری اور فرض سمجھنا والسلام۔ غرض اس قسم کی اور اور ضروری تاکیدیں لکھ لکھکر اور متعدد قاصد بھیجکر عمر سعد کے حالات سے مطلع ہوتا اور اس مہم سے بسرعت وعجلت فارغ ہونے کی تشدید کرتا رہا اور عمر سعد حسینؑ سے جنگ کرنے اور خون اپنی گردن پر لینے سے ڈرتا اور برا سمجھتا تھا یہانتک کہ محرم کے چھ دن گزر گئے

عبیداللہ برابر خط پر خط بھیجکر عمر سعد کو قتل امام حسینؑ کی ترغیب و تحریص دلا رہا تھا قصہ کوتاہ عمر سعد کا لشکر آب فرات کے کنارے آ پڑا امام حسینؑ اور انکے دوستوں کو پانی سے روکدیا۔ اسلئے انپر تشنگی نے غلبہ کیا امیر المومنین حسینؑ نے تبر لیکر اور عورتوں کے خیمہ سے بجانب قبلہ انیس قدم چلکر زمین کھودی فوراً پانی کا ایک چشمہ نہایت صاف اور خوشگوار شیریں برآمد ہوا۔ آپنے حکم دیا کہ سب لوگ پانی پی لیں اور مشکیں بھر لیں جب سب سیراب ہوگئے اور مشکیں بھر کر چلے گئے وہ چشمہ اسی جگہ غائب ہوگیا اور پھر کسی نے اسے نہ پایا عبیداللہ کو بھی یہ خبر لگی اس نے عمر سعد کو لکھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسین بن علیؑ اور انکے ہمراہیوں نے کنویں کھود کر پانی حاصل کیا ہے اور انہیں کوئی تکلیف اور دقت نہیں آتی ہے اس خط کے پہنچتے ہی حسین بن علیؑ اور انکے دوستوں کو کنویں کھودنے سے روکدے اور ایک قطرہ پانی حاصل نہ کرنے دے جس طرح انہوں نے عثمان کو پانی نہیں پلایا تو بھی انکو پانی کا ایک قطرہ دریائے فرات سے پینے دے۔ اس حکم کے پہنچتے ہی اس نے حسین بن علیؑ کے خلاف زیادہ سختی اور سخت احتیاط کی اور دریائے فرات پر پہرے بٹھا دئیے کہ انکی نظر تک پانی پر نہ پڑنے پائے پھر اپنی گروہ میں سے عمرو بن حجاج زبیدی کو سوار اور پیدل دیکر کہا کہ فرات کے کناروں کی حفاظت کرو اور حسینؑ یا کسی ہمراہی کو ہرگز ایک قطرہ پانی نہ لینے دے۔ پھر ایک اور شخص کو بلاکر منادی کرادی کہ اے پسر فاطمہ و فرزند رسولؐ اب تجھے اس پانی کا ایک قطرہ نصیب نہ ہوگا تا وقتیکہ موت کا ذائقہ چکھے گا یا عبیداللہ بن زیاد کی فرمانبرداری اختیار کریگا امیر المومنین حسینؑ نے آواز سنکر کہا تو کون شخص ہے جو یہ صدا دے رہا ہے اس نے کہا میں عبدالرحمن بن حصین ازدی ہوں آپنے فرمایا اللھم اقتلہ عطشا ولا تغفر لہ ابداً یعنی اے خدا تو اسے پیاس سے ہلاک کر اور اسے کبھی نہ بخشیو روایت ہے کہ وہ مدت بیمار رہا اور تشنگی اسقدر غالب ہوئی کہ جسقدر پانی پلاتے تھے پیاس میں ترقی ہوتی تھی اور وہ پیاس ہی پیاس پکارتا ہوا مالک دوزخ کے حوالے ہوگیا۔ القصہ حسینؑ اور اصحاب پر تشنگی کا بہت غلبہ ہوا آپنے اپنے عزیز بھائی عباس بن علیؑ کو بلاکر اور بیس سوار اور تیس پیدل دیکر کہا میں مشکیں لیجاؤ اور دریائے فرات سے بھر لاؤ عباس بن علیؑ نے منظور کرلیا اور اس گروہ کو لیکر دریائے فرات کے کنارے گئے پہرہ دار نے پکارا کون شخص پانی لیتا ہے۔ ہلال بن نافع نے کہا میں تیرے چچا کا بیٹا پانی پینے آیا ہوں۔ عمر نے کہا پانی تجھے گوارا ہو۔ ہلال نے کہا اے عمر تجھپر لعنت ہے میں کس طرح پانی پی سکتا ہوں جبکہ حسین بن علیؑ اور انکے فرزند پیاس سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں عمر نے کہا مجھے حالات معلوم ہیں مگر میرے بس کی بات نہیں میں مقرر کیا ہوا ہوں اور محکوم مجبور ہوتا ہے ہلال نے اپنے دوستوں سے کہا آؤ پانی بھر لو۔ عمر بھی سمجھ گیا کہ حسینؑ کے دوست پانی لینے آئے ہیں۔ روکنے کے لئے جنگ پیش آیا۔ حسینؑ کے دوستوں میں سے کچھ لڑنے لگے اور بعض مشکوں کے بھرنے میں مصروف ہوئے اور پانی سے سیراب ہوکر بھری ہوئی مشکیں لیں اور صحیح سلامت واپس چلے آئے انمیں سے کوئی شخص شہید نہیں ہوا اور عمر کے چند طرفدار مارے گئے۔ امام حسینؑ کے ساتھی ان مشکوں کا پانی پیکر سیراب ہوگئے دوسرے دن امام حسینؑ نے عمر سعد کے پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ تجھ سے کچھ کہنا ہے رات کیوقت مجھ سے ملنا اور میری باتیں سن لینا۔ عمر ایک سو بیس سوار ہمراہ لیکر اپنے لشکر گاہ سے نکلا امیر المومنین حسینؑ نے اپنے ہمراہی سواروں سے کہا تم پرے ہٹکر کھڑے ہوجاؤ وہ پرے سرک گئے۔ عباس بن علیؑ اور علی اکبر آپکے ساتھ رہے عمر نے بھی اپنے ساتھ کے سواروں کو اسی طرح پیچھے ہٹا دیا۔ اسکا غلام لاحق اور بیٹا حفص اسکے پاس ٹھہرے رہے امام حسینؑ نے فرمایا اے عمر سعد تجھپر افسوس ہے کیا تو اس خدا سے جسکی طرف تمام مخلوق مرکر رجوع کرنیوالی ہے نہیں ڈرتا اور مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں کون شخص ہوں تو اس ناواجب اور ناسزا کام سے باز آ اور جس کام میں دین اور دنیا کی بھلائی شامل ہے اسے اختیار کر میرے پاس چلا آ۔ اس گمراہی سے نکل اس مکار دنیا نے مجھ اور تجھ جیسے بہت شخصوں کو دیکھا ہے اس پر مغرور نہ ہو اور یقین کر کہ نیکی اور بھلائی اسی امر پر موقوف ہے جو میں تجھ سے کہہ رہا ہوں۔ اس نے کہا سبحان اللہ آپنے بہت ٹھیک بات کہی ہے لیکن آپکے پاس چلے آنے میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ میرے مکان کو برباد کردینگے حسینؑ نے کہا سبحان اللہ یہ کیا ہوس ہے۔ اگر خاندان مصطفےٰ کی دوستی کے سبب دنیا میں تیرا مکان برباد کیا جائے تو بھی کچھ نقصان کی بات نہیں اسکے عوض بہشت میں تیرے لئے کئی محل مقرر کئے جائینگے۔ علاوہ ازیں جب تو میرے ہمراہ رہیگا تو میں تیرے موجودہ گھر سے بھی اچھا گھر بنوا دونگا۔ عمر نے کہا میرے پاس زرخیز اور شاداب جاگیر ہے ابن زیاد اسے ضبط کرلیگا اور میری اولاد محروم رہجائیگی امام حسینؑ نے کہا اس بات سے بھی مطمئن رہ تجھے اسکی عوض اس سے بھی زیادہ زرخیز اور سرسبز و شاداب جاگیر وہ حلال سے حجاز میں عطا کرونگا عمر سنکر خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا امیر المومنین حسینؑ یہ حال دیکھکر واپس چلے آئے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے اور عاقبت میں نہ بخشے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ تجھے عراق کی گیہوں کھانی نصیب نہ ہوگی عمر نے کہا اے حسینؑ اگر گیہوں نہ ملینگے تو اسکے عوض جو ہی کھالونگا یہ کہکر اپنے لشکر گاہ کو واپس چلا گیا۔ دوسرے دن علی الصباح ابن زیاد کا ایک فرمان عمر سعد کے پاس پہنچا

حسین سخت سرزنش اور ملامت کرتے ہوئے ایسے بزدل کمزور نے بہت لکھا تھا اور پوچھا تھا کہ اسقدر دیر اور تامل کس واسطے کر رکھا ہے اور کیوں ڈھیل ڈال رکھی ہے اگر حسینؓ اور اسکے دوست یزید کی بیعت اختیار اور اسکی فرمانبرداری قبول کر لیں تو خیر ورنہ تیرے پاس ہتھیار لشکر موجود ہے حملہ کر کے سب کو قتل اور اعضا بریدہ کر دے کیونکہ وہ اسی سزا کے مستحق ہیں اور اگر تو اس کام کو کرنا اور حسینؓ سے لڑنا پسند نہیں کرتا تو اس خط کے پہنچتے ہی لوگوں کی حکومت اور امیر الامرائی کا عہدہ شمر ذی الجوشن کو دیکر خود علیحدہ ہو جا ہم نے شمر کو سردار لشکر کیا ہے حسینؓ کا معاملہ اسپر چھوڑ دے ہم نے تجھے ایسی عظمت و بزرگی عطا کی مگر پھر بھی سمجھتا ہوں کہ حسینؓ کے جنگ کا فیصلہ اور خاتمہ کر کے اُسے قتل کرتا کہ تجھے وفاداری اور اطاعت کا صلہ ملے ورنہ تو خود جانتا ہے کہ ان دو امور میں سے ایک ضرور اختیار کرنا پڑیگا جب یہ خط لکھکر چاہا کہ کسی آدمی کو دیکر بھیجے ایک شخص عبداللہ بن محل عامری کھڑے ہو کر کہا اللہ امیر کو تندرست رکھے مجھے کچھ عرض کرنا ہے اگر قبول ہو جائے ابن زیاد نے کہا بیان کر اس نے کہا علیؓ ابن ابیطالب جس وقت کوفہ میں تشریف لائے تھے تو میری چچازاد بہن ام البنین سے نکاح کیا تھا اس سے تین بیٹے عباس جعفر اور عبداللہ پیدا ہوئے میرے وہ تینوں بھانجے حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ ہیں اگر تیری اجازت ہو تو تیری طرف سے انہیں امان لکھ بھیجوں بڑی ہی عنایت ہوگی ابن زیاد نے کہا میں نے تینوں کو امان دی عبداللہ بن محل نے عباس و جعفر و عبداللہ کے نام خط لکھکر انکو صورت حال سے مطلع کیا اور اپنے ایک غلام عرفان نام کو خط دیکر کہا کہ خاص انہی کو دینا اور جواب لیکر جلدی واپس آنا وہ گیا اور خط عباسؓ جعفرؓ و عبداللہؓ کو دیا انہوں نے پڑھکر کہا ہمارے ماموں کو ہمارا سلام کہنا اور سنا دینا کہ ہمیں تمہارے امان کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ خدا کی امان ابن مرجانہ کی امان سے افضل اور بہتر ہے۔ غلام نے واپس آکر جو کچھ سنا تھا ابن محل سے کہدیا امیر المومنین حسینؓ نے اپنے دوستوں ملازموں بھائیوں اور اہل خاندان کو طلب کیا جب سب جمع ہو گئے حمد و ثنا الٰہی کے بعد یہ کلمے فرمائے۔ اللھم انک احمدک علی ما علمتنا من القرآن وفقہتنا فی الدین واکرمتنا من قرابۃ نبیک محمد وجعلت لنا ابصارا واسماعا وافئدہ وجعلنا من الشاکرین پھر سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا میں تمام دنیا میں تم سے زیادہ وفادار اور اچھے دوست نہیں دیکھتا اور نہ اپنے اہلبیت سے زیادہ مشفق و مہربان اور نیک خو کسی اور کے اہلبیت کو پاتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا بدلا دے تم نے میرے حق میں ذرا کمی نہیں کی اور میں تمہاری بہترائی اور بھلائی اسی بات میں سمجھتا ہوں کہ جب رات ہو جائے اے میرے دوستو رفیقو اور خاندان والو بھائی بند اور ملازمو تم میں سے ہر شخص میرے بھائیوں اور فرزندوں میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ کر جس طرف دل چاہے چلا جائے کیونکہ تم جہاں کہیں جاؤ گے لوگ اچھی طرح پیش آئیں گے۔ کوئی شخص تم سے تعرض نہ کریگا۔ تم مجھے اس جگہ تنہا چھوڑ جاؤ کیونکہ ان لوگوں کو صرف مجھ سے دشمنی ہے وہ مجھے تنہا پاکر قتل کرینگے اور تم سے کچھ نہ کہیں گے۔ میرے مارے جانے کے بعد تم زندہ رہو گے۔ حضرت امام حسینؓ سے یہ باتیں سنکر بھائیوں اور اہلبیت نے کہا معاذ اللہ ہم اس امر سے ہرگز رضامند نہیں کہ آپ کے دوست ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہر جگہ لئے پھریں۔ لوگ ہمیں کیا کہیں گے اگر ہم اپنے امام اور پیشوا اور سردار کو چھوڑ کر چلے جائینگے ابھی تک دشمن کے مقابلہ پر ایک تیر بھی نہیں چھوڑا نہ تلوار ہی کا وار کیا ہے۔ ایسے کام میں ہمیں آنے پائے ہیں اے فرزند رسول پھر ہم حضور کو تنہا کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم ہرگز آپ سے جدا نہ ہونگے جبتک بدن میں جان ہے آپکے دشمنوں سے جنگ کرینگے۔ ہماری جانیں اور سر آپ پر قربان ہوں ایسی زندگی پر لعنت ہے جو آپکے بعد باقی رہے۔ مسلم بن عوسجہ اسدی نے کہا اے فرزند رسول کیونکر ممکن ہے کہ ہم آپ کو اس جگہ چھوڑ کر اپنی خوشی حاصل کریں پھر ہم سے زیادہ کمبخت شخص دنیا میں اور کون ہوگا ہم ایسے فعل سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور آپ کی رکاب اقدس سے علیحدہ نہ ہونگے۔ میری جان آپ پر فدا ہو جبتک ذرا سی طاقت بھی بدن میں باقی رہیگی اور سانس چلتی ہوگی اسوقت تک بھی ہم آپکے سامنے دشمنوں سے لڑتے رہیں گے۔ یہانتک کہ ہمارے نیزے ٹوٹ جائیں گے اور تلواریں کند ہو کر شکستہ ہو جائینگی۔ خدا کی قسم اگر ایک ہتھیار بھی ہاتھ میں نہ رہیگا تو جبتک تن میں جان رہیگی حتی الامکان ان دشمنوں سے لڑینگے اور تا دم آخر حضور کی رضامندی حاصل کرنے میں ساعی ہونگے اور انشاء اللہ ہم آپ کی خدمتگاری میں اپنی جانیں صرف کر دینگے اسی قسم کی گفتگو اور اور دوستوں اور عزیزوں کی زبانوں سے بھی ادا ہوئی۔ پھر بریر بن حضیر ہمدانی کی نوبت آئی یہ شخص بہت ہی بڑا عابد زاہد تھا دن بھر روزہ سے رہتا تھا اور شب بھر عبادت خدا میں مصروف رہتا بولا اے فرزند رسول خدا اور اے نور دیدہ فاطمہؓ اور اے قرۃ العین علیؓ مرتضےٰ و برادر حسنؓ مجتبیٰ میں اس معاملہ میں سخت حیران اور متفکر ہوں کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی میرا دل چاہتا ہے کہ عمر بن سعد کے پاس جاکر سمجھاؤں شاید اسکی غفلت اور سستی کو دور کر سکوں۔ اور وہ میری نصیحت مان لے اگر آپ کی

مصلحت کو پسند اور قبول فرمائیں تو اجازت عطا کیجائے امام حسینؑ نے فرمایا جو کچھ تجھے مناسب معلوم ہوتا ہے عمل میں لا۔ یزید عمر سعد کے پاس گیا وہ خیمہ میں بیٹھا تھا حصول اجازت کے بعد اندر گیا اور بسلام کئے بغیر بیٹھ گیا۔ عمر سعد ناراض ہوا اور بولا کیا میں مسلمان نہیں ہوں اور خدا و رسول کو نہیں پہچانتا ہوں جو تو نے مجھے سلام نہیں کیا۔ یزید نے کہا اگر تو مسلمان ہوتا اور خدا اور رسول کے دین پر چلتا تو رسول خدا کے فرزند اور انکے اہلبیت سے جنگ کیوں کرتا۔ اس پانی پر نظر کر اے عمر تو مسلمان ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہے اور محمد مصطفےٰ سے دشمنی بھی کر رہا ہے۔ کیا اچھا مذہب اور دین ہے جو تو اختیار کئے ہوئے ہے۔ دریائے فرات امام حسینؑ اور اہلبیت رسولؐ اور فرزندان امام حسینؑ کے سامنے لہرا رہا ہے اسکا صاف چمکتا ہوا پانی نظر کے سامنے ہے اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے پیاس کی شدت سے بیجان ہوئے جاتے ہیں اور تیرا لشکر اور درندے چرندے اور تمام پرندے بلکہ کتے اور سور تک اس سے سیراب ہوتے ہیں پھر تو ہی انصاف سے کہہ کہ تجھے مسلمان کیونکر کہا جائے تو بے رحم ناخدا ترس سنگدل ظالم شخص ہے۔ عمر سعد نے یہ باتیں سنکر سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر سر اٹھا کر بولا اے یزید تو سچ کہتا ہے جو شخص حسینؑ بن علیؑ اور انکی اولاد سے لڑیگا اور انکا حق چھینے گا وہ دوزخ میں جائیگا مگر اے یزید رے کا علاقہ بہت وسیع اور زرخیز ہے مجھ سے وہ نہیں چھوڑا جاتا۔ میرا دل حکومت اور فرمانروائی کی ہوس سے باز نہیں آتا بلکہ میرے دل پر شقاوت چھا گئی ہے اور میری آنکھوں میں نعمت و دولت اور آسودگی و عظمت و حکومت کا رنگ جم گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی برا کام کرتا ہوں مگر کیا کروں سلطنت و حکومت عجب شے ہے اس سے منہ نہیں موڑ سکتا۔ یزید کو اسکی بدبختی اور سنگدلی پر سخت تعجب آیا وہ واپس آکر حضرت امام حسینؑ سے کہا عمر سعد سخت گمراہی میں مبتلا ہو گیا ہے حکومت رے کی لالچ میں آپ کے قتل کو آسان بات سمجھتا ہے اور ذرا پروا نہیں کرتا میں نے دیکھ لیا کہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیگا اور جو خدمت انکے سپرد کی گئی ہے جلد اسے عمل میں لائیگا۔ امام حسینؑ سمجھ گئے کہ صورت واقعہ کیا ہے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ خیموں کے گرد خندق کھود کر لکڑیوں سے بھر دو اور ہر طرف سے آگ دیدو کہ یہ لوگ ہمارے خیموں تک نہ آسکیں اور ہمیں ایک سمت کے سوا اور کسی طرف میں معاملہ کرنے کی ضرورت لاحق نہ ہو۔ اصحاب وہاں بجالائے لشکر عمر میں سے ایک ملعون سوار مالک بن جورہ نام خندق کے پاس آکر کھڑا ہوا اور بولا کہ اے حسینؑ بن علیؑ تو نے آگ کی طرف بہت جلدی کی آتش دوزخ میں جانے سے پہلے ہی اس دنیا میں اپنے گرد آگ جلائی آپ نے جواب دیا اے ملعون تو جھوٹ بولتا ہے تو خدائے کریم و رحیم کا دشمن ہے۔ پھر لوگوں سے پوچھا اسکا کیا نام ہے کہا مالک بن جورہ۔ امام حسینؑ نے کہا اے خدا تو اسے دنیا ہی میں آگ کی گرمی کا مزا چکھادے اور عقبیٰ سے بیشتر دنیا کی آگ سے جلا۔ یہ دعا فوراً قبول ہو گئی مالک نے گھوڑا آگے بڑھایا اور وہ آگ سے بھڑک کر بھاگا۔ لگام ہاتھ سے نکل گئی گھوڑا اسے ہر طرف دوڑائے پھرتا تھا یہاں تک کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اور اسکا ایک پاؤں رکاب میں الجھ گیا۔ گھوڑا اسے بدستور تمام جگہ پر گھسیٹتا ہوا پھرتا تھا انجام کار خندق کے پاس سے گرا اور وہ رکاب سے چھوٹ کر جلتی ہوئی آگ میں گر پڑا اور چیختا چلاتا ہوا جلکر مر گیا۔ امیر المومنین حسینؑ نے کہا اے خدا تو نے میری دعا قبول فرمائی تیرے فضل و رحمت سے یہی امید ہے اے خدا ہم تیرے پیمبر کے اہلبیت اور جگر گوشہ ہیں جو شخص ہم پر ظلم کرتا اور ہمارا حق چھینتا ہے اس سے ہمارا بدلا لے اماں سمیع اللہ عاہد دافع البلاء عمر کے لشکر میں سے محمد بن اشعث نے آواز دی کہ اے حسینؑ محمد مصطفےٰ سے تجھے کیا قرابت حاصل ہے آپ نے دست بدعا ہو کر کہا اے خدا اشعث دعویٰ کرتا ہے کہ تیرے پیمبر سے میری کوئی قرابت نہیں۔ تو اسے بھی آج ہی ذلیل و خوار کر اور بہت جلدی اسے اس کہنے کی سزا دے اسوقت ابن اشعث کو پیشاب کی ضرورت ہوئی لشکر سے پرے ہٹ کر ایک جگہ بیٹھ گیا حسن اتفاق ایک سوراخ پر پیشاب کیا اس سوراخ میں سے ایک سیاہ بچھو نے نکلکر اسکے عضو پر ڈنک مارا فوراً ورم ہو گیا اور اپنی نجاست میں گر کر لوٹنے لگا انجام کار دوزخ میں جا داخل ہوا۔ اب عمر نے حکم دیا کہ لشکر گھوڑوں پر سوار ہو کر حسینؑ بن علیؑ کے خیموں کی طرف بڑھے۔ امام حسینؑ اسوقت سر زانو پر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اور غنودگی آگئی تھی آپ کی بہن زینب خاتون نے سرہانے آکر کہا اے بھائی رسول خدا کے فرزند دشمن کا لشکر قریب آپہنچا۔ فرمایا اے بہن اسوقت ذرا آنکھ جھپک گئی تھی خواب میں دیکھا کہ میرے نانا محمد مصطفےٰ اور بابا علیؑ مرتضیٰ اور عصمت مآب والدہ فاطمہ زہرا اور مہربان بھائی حسن مجتبیٰ سب ایک جگہ جمع ہیں اور کہتے ہیں اے حسینؑ شاد ہو کہ ابھی ہمارے پاس آپہنچیگا میں انکی باتیں سن ہی رہا تھا کہ تم نے جگا دیا۔ اے بہن یقین ہے کہ تم سے عنقریب جدا ہو جاؤنگا۔ زینب گریہ و زاری کرنے اور منہ پیٹنے لگی۔ آپ نے فرمایا اے بہن خاموش رہ آواز سے نہ رو کیونکہ یہ لوگ تیری آواز سنکر ملامت کرینگے پھر اپنے بھائی عباسؑ کی طرف مخاطب ہو کر کہا جا کر ان لوگوں سے پوچھو کہ تم کیوں آئے ہو۔ عباس نے اپنے بھائیوں سے کہا میرے ساتھ چلو بیس سوار ہو کر عمر کے لشکر کے مقابل جا کھڑے ہوئے اور پوچھا تم کیوں آئے ہو انہوں نے کہا عبید اللہ بن زیاد کا فرمان آیا ہے کہ حسینؑ بن علیؑ اور انکے بھائیوں سے یزید کی بیعت لو اگر وہ اختیار کریں تو بہتر ہے ورنہ ہم ان سے جنگ کریں

عباس نے کہا ذرا توقف کرو کہ امیر المومنین حسینؑ سے عرض کر دوں وہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر گئے اور عباس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حال عرض کیا امام حسینؑ نے سر جھکا لیا اور عباس کھڑے تھے اور اصحاب اُن لوگوں سے گفتگو میں مصروف تھے حبیب ابن مظاہر اسدی نے کہا قیامت کے دن جس تم اللہ تعالیٰ کے سامنے جاؤ گے تو بہت ہی بری قوم ہوگی اور پیغمبر کے فرزند اور اہلبیت اور متقی عابد زاہد نیک لوگوں کے قاتلوں میں شمار ہو گے امام حسینؑ بیابان میں بیٹھے ہوئے اُن لوگوں سے لڑنے کی تدبیر سوچ رہے تھے اپنے بھائی عباس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہوں اور خدا سے بخشش طلب کروں اور اس قوم کے مقابلہ پر جنگ و جدل کرنے کیلئے مدد اور اعانت چاہوں تم اِن لوگوں سے کہو کہ آج واپس چلے جائیں اور عبادت خدا کے لئے رات بھر کی مہلت دیں کل صبح کو ہم معرکہ آرا ہو گے عباس نے انکے پاس جا کر پیغام سنا دیا اور کہا اسوقت واپس چلے جاؤ باقی دن اور آج کی رات کی مہلت دو۔ عمر نے شمر سے پوچھا کہ تیرے نزدیک کیا مصلحت ہے مہلت دوں یا نہیں شمر نے کہا امیر تو ہے میں کچھ نہیں جانتا عمر نے کہا اے کاش میں امیر لشکر نہ ہوتا اور اس مخمصہ میں پڑتا۔ عمر بن حجاج زبیدی نے کہا سبحان اللہ یہ لوگ جن سے ہمیں لڑنے بھیجا ہے اگر ترک اور دیلم بھی ہوتے تو انکی اتنی سی درخواست کو ضرور منظور کر لیتے حالانکہ یہ تو پیغمبر و دین کے سردار محمد مصطفےٰ کے اہلبیت ہیں عمر نے کہا انسے کہدو میں نے تمہاری درخواست منظور کی اور کل صبح تک کی مہلت دی اور لشکر سے کہا واپس چلو عمر سعد کے لشکر کے واپس جانیکے بعد امیر المومنین حسینؑ نے تمام رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری رکوع و سجود میں مصروف رہے اور گریہ و زاری کے ساتھ اپنی بخشش اور نجات کی دعا مانگتے تھے اسی طرح آپ کے بھائی اور فرزند اور تمام اہلبیت اور دوست رات بھر مصروف عبادت رہے دم بھر کے لئے بھی کوئی نہ سویا سب اپنی مغفرت کی دعائیں مانگتے اور تسبیح و تہلیل میں محو تھے صبح کے وقت جب سپیدۂ سحر آشکارا ہوا حادثہ کے خوف سے لرزاں و ترساں بام فلک پہ نمودار ہوا تو عمر بن سعد لشکر کی ترتیب کے لئے اٹھا دائیں بازو پر عمر بن حجاج زبیدی کو اور بائیں پہلو پر شمر ذی الجوشن کو مقرر کیا سواروں پر عروہ بن قیس کو اور پیادوں پر شبث بن ربعی کو سرداری دی اور اپنا جھنڈا درید کے حوالے کیا امیر المومنین حسینؑ نے بھی زہیر بن قین کو جانب دست راست اور حبیب بن مظاہر کو بائیں طرف قائم کیا اور جھنڈا اپنے بھائی عباس کو دیا جسوقت طرفین کی صفیں قائم ہو گئیں یزید بن حصین ہمدانی نے آگے بڑھکر عمر سعد سے کہا کیا تو امیر المومنین حسینؑ سے جنگ کریگا اُس نے جواب دیا ہاں لڑونگا اور اس معرکہ میں بہت سے تن بے سر ہونگے یزید بن حصین نے کہا تم انہیں واپس کیوں نہیں جانے دیتے کہ مکہ یا مدینہ چلے جائیں اے کوفہ والو کیا تمہیں نے خط پر خط بھیجکر امیر المومنین کو طلب نہیں کیا تھا کیا تم بھول گئے اور اس مضبوط عہد و پیمان کو جس میں خدا کو گواہ کیا تھا توڑ ڈالا یا خاطر رکھتے ہو۔ پھر آپ کی طلبی میں اسقدر مبالغہ اور تاکید کسلئے تھی تم تو یہ لکھتے اور دعوے کرتے تھے کہ جسوقت تم یہاں آجاؤ گے ہم سب تمہارا ساتھ دینگے اور جاں نثاری سے پیش آئینگے۔ تمہارے اقراروں پر بھروسہ کرکے یہاں آئے تو تم انکے دشمنوں کے دوست بن گئے اور تلواریں سونت کر مقابلے پر آ گئے آپکی اولاد پر پانی بند کر دیا۔ آب فرات جس سے عام آدمی فائدہ اٹھاتے رہیں یہودی مجوسی ترسا اور جنگلی جانور درندے سب پی رہے ہیں اور تم کتوں اور خنزیروں تک کو اس سے نہیں روکتے کیا سبب ہے کہ پیغمبر کی ذریت اور اطفال کو پیاسا مارتے ایک قطرہ پانی نہیں دیتے ہو یہ کونسا مذہب ہے اور قیامت کے دن محمد مصطفےٰ کو کیا جواب دو گے اور اس گناہ کا کیا عذر کرو گے۔ مالکم لاسقاکم اللہ یوم القیامۃ فبئس القوم انتم۔ عمر کے لشکر میں سے کچھ لوگوں نے آواز دی اے یزید ہم نہیں سمجھتے کہ تو کیا کہہ رہا ہے یزید نے کہا میں تمہیں جسقدر سمجھاتا ہوں اسیقدر تمہاری گمراہی اور زیادہ ہوتی جاتی ہے اور مجھے تمہارے افعال سے زیادہ عبرت ہوتی ہے اے خدا تو جو جانتا ہے کہ میں اس قوم سے بیزار ہوں تو انہیں ہلاک کر اور انکے ظلموں کی سزا دے۔ اِن لوگوں نے تیر کماں پر ہاتھ ڈالا اور کئی تیر اسکی طرف چھوڑے یزید واپس چلا آیا امیر المومنین حسینؑ آگے بڑھکر اُس گروہ کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور لشکر گروہ پر نظر ڈالی عمر کو دیکھا کہ سردارانِ لشکر کے بیچ میں کھڑا ہے۔ تھوڑی دیر تک تعجب سے دیکھا پھر فرمایا الحمد للہ کہ دنیا فانی اور نیست و نابود ہونے والی جگہ ہے سب ہلاک و گزر جاتے ہیں محنت اور راحت کسی شے کو قیام نہیں۔ نیک بخت وہ شخص ہے جو اس دنیا کی نمائش اور بے اصل چیزوں کی طرف میل نہیں کرتا اور بد نصیب وہ ہے جو اسکی فنا ہونے والی بے قیام امور کی خواہش رکھتا اور اسکی وفاداری کے بھروسہ پر غفلت میں رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسکی نعمتیں ہمیشہ برقرار رہینگی۔ غرض اسی قسم کی باتیں اپنے دل سے فرما رہے تھے۔ پھر باواز بلند انکو نصیحتیں کرنے لگے اور نہایت عمدہ تقریر کی اور نیکوکاری کی تاکید کی عمر سعد نے کہا آپ کا کلام قطع کرو کیونکہ وہ اپنے باپ کا بیٹا ہے اگر اسے بولنے دو گے تو دن اور رات اسی میں گزر جائیگا اور بولنے سے نہ تھکیگا شمر ذی الجوشن نے آگے بڑھکر کہا

اے حسین کب تک طول طویل نصائح بیان کرتے رہو گے تمہارا اِن سے کیا مطلب ہے امام حسینؑ نے کہا میں یہ کہتا ہوں کہ میں محمد مصطفےٰؐ کا فرزند ہوں میں نے کوئی جرم نہیں کیا حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار نہیں دیا جسکے سبب میرا ہلاک کرنا واجب ہو جاتا۔ مجھ سے باز آؤ مجھے ستاؤ مت جانے دو اگر تم مجھے نہیں جانتے تو ایک دفعہ اور سنو میں اپنا حسب و نسب بتائے دیتا ہوں میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور جس نے سب سے پہلے محمد مصطفےٰؐ کی پیغمبری کو سچ مانا میری ماں فاطمہ زہراؑ رسول خدا کی بیٹی ہے۔ تمہیں سُنا ہی ہوگا کہ میرے بھائی اور میرے حق میں حضرت نے فرمایا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ شمر ذی الجوشن نے کہا میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہتے ہو۔ حسین بن علیؑ اُسکا یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہے۔ حبیب ابن مظاہر نے کہا اے دشمن خدا مجھے یقین ہے کہ تو خدا کو ایک نہیں سمجھتا بلکہ ستر حرفوں سے پوجتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جو کچھ کہتا ہے اُسے خوب سمجھتا ہے اور خدا نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے۔ امیر المومنین حسینؑ نے کہا تو نے اپنا حق ادا کر دیا انکو یہ باتیں ذرا موثر نہ ہونگی حکم صادر ہو چکا ہے اسمیں ذرا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا میں اپنے نانا اور ماں باپ اور بھائی گزشتہ بزرگوں کے دیدار کا مشتاق ہوں اور اللہ تعالیٰ نے میری نسبت حکم لگا دیا ہے جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں ہے۔ جو کچھ مقدر میں ہے بہر نمط میں اُس سے راضی ہوں اور حکم الٰہی پر چلا جاتا ہوں ولہ الحکم والیہ ترجعون

ابن عمر سعد نے آگے بڑھکر اور امام حسینؑ کے مقابل کھڑے ہو کر ایک تیر کمان میں جوڑ کر آپ کی طرف پھینکا اور پکار کر کہا گواہ رہو اور عبید اللہ کے سامنے گواہی دینا کہ سب سے پہلے امام حسینؑ کی طرف میں نے تیر چھوڑا ہے وہ تیر امام حسینؑ کے سامنے زمین پر آ پڑا اور آپ نے پیچھے ہٹ کر قیام کیا ابن عمر کا لشکر آگے بڑھا اور تیر برسانے شروع کئے امیر المومنین نے اپنے اصحاب سے کہا یہ تیر جو ہماری طرف آتے ہیں موت کے قاصد ہیں موت سے چارہ نہیں اور بالضرور موت کا مزا چکھنا ہے اے دوستو تیار ہو جاؤ اور حکم الٰہی کیلئے کمریں کس لو الغرض امیر المومنین کے اصحاب کا شمار ۸۲ تھا اور عمر کا لشکر بائیس ہزار۔ اس جنگ کیلئے بڑھے تو امام حسینؑ کے اصحاب نے ان پر حملہ کیا اور قتل کا بازار گرما دیا پچاس آدمی مار ڈالے امیر المومنین حسین بن علیؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قوم گبر پر اسلئے ناراض ہوا تھا کہ وہ چاند سورج اور آگ کو پوجتے تھے اب اس قوم پر سخت غضب نازل ہوگا کیونکہ وہ پیغمبر خدا کی دختر کے فرزند کے قتل کرنے پر مستعد ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم وہ اپنی کسی مراد کو نہ پہنچیں گے اور میں اسی طرح چہرہ پر خون لگائے جناب الٰہی کے سامنے حاضر ہونگا۔ اسکے بعد بلند آواز سے فرمایا کوئی فریاد رس ہے جو میری فریاد سنے یا کوئی مددگار ہے جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے اہلبیت پیغمبر سے اس بلا کے دور کرنے میں سعی کرے۔ حر بن یزید ریاحی نے امیر المومنین کی آواز سُنی اور گھوڑے کو پھیر کر لشکر عمر سے نکل آیا امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ سے لڑنے کیواسطے سب سے پہلے میں نکلکر آیا تھا اب آپ کے پاس اسلئے حاضر ہوا ہوں کہ سب سے پہلے جو شخص آپ کے ہمرکاب ہو کر مارا جائے وہ بھی میں ہی ہوں تاکہ قیامت کے دن تمہارے نانا کی شفاعت مجھے نصیب ہو۔ غرض سب سے پہلے جس شخص نے اُس قوم سے جنگ کی وہ حُر بن یزید ریاحی تھا۔ رجز خواں ہو کر حملہ کیا اور متواتر حملے کرتا رہا یہانتک کہ اُسکے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دئیے اور حُر زمین پر گر پڑا اور پیدل ہو کر لڑتا رہا پیہم اُسپر حملے کرتا اور شمشیر سے کام لیتا تھا کتنے ہی آدمیوں کو ہلاک کیا انجام کار سخت زخمی ہو کر گرا اور امام حسینؑ کے آدمی اُسے اٹھا لائے ابھی کچھ جان باقی تھی امیر المومنین دستِ مبارک سے اُسکے چہرہ کی خاک پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تیری ماں نے تیرا نام حُر بے شک رکھا تھا اب دنیا میں تیرا نام حُر تھا اور عاقبت میں تو دوزخ کی آگ سے حُر یعنی آزاد ہے حُر کی روح یہ خوشخبری سُنکر جانب جنت پرواز کر گئی اُسپر اللہ کی رحمت ہو۔ اب بریر بن حضیر ہمدانی جو بڑا عابد و زاہد تھا حملہ آور ہوا اور خوب جنگ کی حملوں کے وقت کہتا جاتا تھا اے فرزند رسول خدا کے قاتلو میرے سامنے آؤ عمر کے طرفداروں میں سے ایک شخص بحیر بن اوس نے اُسپر حملہ کرکے تلوار ماری اور زمین پر گرا کر مار ڈالا بریر پر اللہ کی رحمت ہو۔ اب تمام لوگ بحیر کو لعنت ملامت کرنے لگے کہ تو نے بریر جیسے عابد زاہد شخص کو قتل کر دیا۔ اُسکے چچیرے بھائی عبد بن جابر نے بھی بریر کے قتل پر اُسے شرم دلائی۔ وہ کمبخت بھی ایسے وقت پشیمان ہوا کہ اُسکی پشیمانی بے فائدہ تھی اور وہ اسی شرمندگی میں مر گیا۔ بریر کے بعد عمرو بن خالد ازدی نے نکلکر مردانہ جنگ کی شہادت پائی۔ پھر مسلم بن عوسجہ اسدی حملہ آور ہوا سخت خونریزی کے بعد زخم شدید کھا کر شہید ہو گیا اُسپر خدا کی رحمت ہو۔ اب ایک مالک بن اوس مالکی تلوار سونت کر جا پڑا اور کئی بہادروں کو قتل کرکے درجہ شہادت حاصل کیا اور رحمت الٰہی کے شامل حال ہو گیا۔ اسکے بعد ہلال بن نافع نے ان اشقیا پر حملہ کیا اور کشت و خون کرتا ہوا شہید ہو گیا۔ پھر جناب بن حارث انصاری معرکہ آرا ہوا اور کچھ عرصہ تک جنگ کرکے جوار رحمت الٰہی میں جا پہنچا۔ عمرو بن جنادہ نے بھی حملہ کرکے

خوب جوہر دکھائے اور انجام کار جام شہادت نوش کیا۔ عصابہ کریمہ یعنی اہل خاندان میں سے جس شخص نے سب سے پہلے اُس فاسق اور ظالم گروہ پر حملہ کیا وہ عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھا اسی
مردانگی اور جنگ کی جسکی تعریف نہیں ہو سکتی آخر کار بہت سے فاسق اور ظالم لوگوں کو قتل کرنے کے بعد شہید ہوگیا پھر جعفر بن عقیل بن ابی طالب نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور رجز خوان
ہو کر اس کافر گروہ سے مقابلہ کیا اور انکا قتل و قمع کرتے ہوئے درجہ شہادت حاصل کیا۔ اسکے بھائی عبداللہ نے بھی رجز خواں ہو کر حملہ کیا اور اس کافر گروہ سے خوب داد جنگ کی انجام کار
شہادت پائی اب عبداللہ بن حسن بن علی ہتھیار سج کر میدان میں آیا نہایت ہی صاحب جمال حسین اور ملاحت حسن میں بے نظیر تھا۔ اسنے نام بتا کر اور شعر پڑھکر اُن ظالم گروہ پر حملہ کیا
اور کچھ دیر تک خوب لڑتا رہا آخر کار اُس خدا ترس اور ظالم گروہ نے ایسے جوان کو بھی درجہ شہادت کو پہنچا دیا اُس پر اللہ کی رحمت ہو۔ امام حسینؑ کو اسکی شہادت سے سخت رنج
ہوا۔ بہت روئے اور افسوس کرتے تھے اور آواز دیکر کہا اے عزیزو اور اے میرے اہلبیت اس جان دینے پر جو مجھے پیش آیا ہے اور اس مصیبت اور بلا پر جو لاحق حال ہے صبر کرو اور خوش رہو
کہ اس تکلف کے بعد راحت ہی راحت ہے اور اس ذلت کے بعد عزت ہی عزت میسر ہوگی۔ امام حسنؑ کے بھائیوں میں سے جو شخص سب سے پہلے معرکہ آرا ہوا ابوبکر بن علیؑ نام تھا اور
عبداللہ بھی کہتے تھے اسکی ماں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد تھی میدان میں نکلکر رجز خواں ہوا اور اُس ملعون گروہ پر حملہ کرکے کچھ دیر تک خوب جنگ کی کئی شخصوں کو دوزخ میں بھیجا
کیا۔ اسی گیر و دار میں عمر کے طرفداروں میں سے زحر بن بدر نخعی نے حملہ کیا اور کچھ عرصہ تک مقابلہ کرتا رہا انجام کار اُس ملعون کے ہاتھ سے شہید ہوگیا رحمۃ اللہ علیہ اسکا دوسرا بھائی
عمر بن علیؑ جنگ کی تیاری کرکے نکلا زحر کو جس نے اسکے بھائی کو قتل کیا تھا جنگ کیلئے طلب کیا۔ زحر حملہ آور ہوا اور عمر بن علیؑ نے ذرا مہلت نہ دیکر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ وہ دو ٹکڑے
ہو کر زمین پر آرہا۔ پھر رجز خوانی کرتے ہوئے گھوڑے کو میدان جنگ میں کاوے دیتا اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا اور جو شخص مقابلہ پر نکلتا اسی کو مار گراتا تھا انجام کار کئی بہادروں
کو واصل جہنم کرکے شہید ہوگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ اب تیسرا بھائی عثمان بن علیؑ جسکی ماں ام البنین دختر حزام بن خالد عامری تھی نکلکر حملہ آور ہوا اور لشکر کفار کی قطع و برید کرتا ہوا داخل
جنت ہوا پھر اُسکا بھائی جعفر بن علیؑ جو سگا بھائی تھا نکلا اور خوب لڑا کئی شخصوں کو قتل کرکے شہید ہوگیا۔ پھر اُسکا ایک اور بھائی عبداللہ بن علی حملہ آور ہو کر اُس ظالم گروہ سے
مردانہ وار لڑا اور شہید ہوگیا۔ اب عباس بن علیؑ نے معرکہ آرائی پر کمر کسکر اہل بغاوت پر حملہ کیا اور ہر طرح سے معرکہ آرائی اور شجاعت کی داد دیکر اور لشکر عمر کے کئی نامور بہادروں کو
مار کر داخل جنت ہوگئے۔ امام حسینؑ عباس کی شہادت سے بہت غمناک ہوئے زار زار روتے اور فرماتے تھے۔ الآن انکسر ظہری وقلت حیلتی یعنی اب میری کمر ٹوٹ
گئی اور میری طاقت گھٹ گئی۔ عباس بن علیؑ کے بعد علی بن حسین بن علیؑ نے لشکر کفار کا رخ کیا اٹھارہ برس کا نوجوان شخص تھا حسینؑ بن علیؑ اپنے دلبند علی اکبر کو اُن ملعونوں سے
جنگ کرتے ہوئے دیکھکر مضطرب ہوئے آنکھوں میں اشک بھر لائے ہاتھ اٹھا کر کہا اللھم اشھد علی ھؤلاء القوم یعنی اے خدا تو اس قوم پر گواہ رہنا ایک بچہ اس شریر
گروہ سے جنگ کر رہا ہے وہ صورت شکل گفتگو اور عادت میں تیرے رسول سے بہت ملتا جلتا ہے اے خدا تو اس فاسق قوم سے آسمان کی بارش اور زمین کی برکتوں کو علیحدہ کر
انہیں روئے زمین پر پریشان اور بیوی بچوں سے بے لطف کر پھر آواز دیکر عمر سعد کو بلایا اور کہا اللہ تعالیٰ تیرا رحم قطع کرے اور ایسے شخص کو تجھ پر مسلط کرے جو سوتے ہوئے کو گرفتار کرکے
مار ڈالے پھر بلند آواز سے یہ آیت پڑھی ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع
علیم۔ علی اکبر دشمنوں سے لڑتے رہے حملہ پر حملہ کرتے تھے ایک سو بیس آدمی قتل کئے تمام لشکر فریاد کرنے لگا۔ علی اکبر کے جسم پر کئی سخت زخم آئے اور پیاس نے غلبہ کیا۔ باپ کے پاس
آکر کہا یا ابتاہ العطش العطش یعنی اے باپ میں پیاسا ہوں پیاسا ہوں تشنگی مجھے ہلاک کئے دیتی ہے اگر ذرا سا پانی بھی مل جائے تو پھر ان فاسقوں کا کام تمام کردوں۔ امام حسینؑ
نے رو کر کہا اے باپ کی جان تجھ سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے صبر کر ابھی اپنے دادا کے ہاتھ سے سیراب ہوگا۔ علی بن حسینؑ واپس چل کر تشنہ دہاں اُن ظالموں سے مصروف جنگ ہوئے اور
کشت و خون کرتے ہوئے شہید ہوگئے رحمۃ اللہ علیہ۔ اب حسین بن علیؑ تنہا رہ گئے کوئی ایک شخص بھی پاس نہ رہا صرف سات برس کا بھتیجا عمر نام اور بھائی کا ایک شیرخوار پوتا باقی تھا
آپ گھوڑے پر سوار عورتوں کے خیمہ کے دروازہ پر تشریف لائے اور کہا میرے بھتیجے کو میرے پاس لاؤ کہ اسے دیکھکر رخصت کردوں عورتوں نے اس شیرخوار کو آپکے دست مبارک پر رکھدیا
آپ اسے پیار کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک تیر اس بچہ کے سینہ پر لگا اسوقت جان بحق تسلیم ہوگیا آپ نے کہا میرے نانا محمد مصطفےٰ کی دشمنی کی وجہ سے اس قوم کے حال پر صد افسوس
ہے۔ پھر گھوڑے سے اتر کر تلوار سے گڑھا کھودا اور اس بچے کی لاش دفن کردی اسکے بعد اپنے شیرخوار بچہ علی اصغر کو جو پیاس کی شدت سے نہایت مضطر تھا اپنے آگے زین پر رکھکر

صفوں کے سامنے لیگئے اور آواز دی کہ اے ظالم قوم اگر تمہارے خیال میں میں گنہگار ہوں تو اس بچے نے کوئی خطا نہیں کی اسے ایک گھونٹ پانی پلا دو حسین بن علی کی آواز سن کر ابھی
ایک شقی نے حضرت کیطرف تیر مارا جو شیر خوار کے گلے کو چھیدتا ہوا حضرت کے بازو میں پیوست ہوگیا تیر کے نکالتے ہی بچہ کی روح پرواز کرگئی امیر المومنین لاش لیکر واپس آئے اور اسکی
ماں کو دیکر کہا یہ بچہ حوض کوثر سے سیراب ہوگیا۔ امام حسین نے لشکر کفار کا رخ کیا اور یہ رجز پڑھکر ؎ کفر القوم وقدما رغبوا + عن ثواب اللہ رب الثقلین
فقتلوا قدما علیا وابنہ + حسن الخیر کریم الابوین + یا قوم من اناس رذل + جمع الجمع لاہل الحرمین + ثم صاروا وتواصوا
کلہم + باحتیاجی لرضا الملحدین + لم یخافوا اللہ فی سفک دمی + لعبید اللہ نسل الکافرین + وابن سعد قد رمانی عنوة
بجنود کوکوف الھاطلین + لا لشیئ کان منی قبل ذا + غیر فخری بضیاء الفرقدین + بعلی الخیر من بعد النبی + والنبی
القرشی الوالدین + کوفیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم پر افسوس ہے اپنے پیغمبر کے اہلبیت کو تم نے قتل کر دیا۔ بچے اور بوڑھے کسی کو باقی نہ چھوڑا اور ہماری خونریزی میں
بیحد غلو کیا حالانکہ تم سب جانتے ہو کہ ہم کون ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہو کہ تمہارا دشمن کون شخص ہے۔ کیا تم نے ہی مجھے نہ بلایا اور وعدے نہ کئے تھے جب تمہاری رضامندی کے لئے
میں جلدی کرکے آیا تو وہی تلواریں جو تم نے دشمنان دین کے واسطے فراہم اور تیز کر رکھی تھیں سونت سونت کر میرے مقابل آئے اور میرے دشمنوں سے مل بیٹھے حالانکہ میری طرف سے تمہارے حق
میں کوئی کمی یا بے پروائی وقوع میں نہیں آئی تھی۔ میں نے کوئی گناہ ہی کیا تھا کاش تم دشمنوں سے ملنے سے پیشتر مجھے خبر کر دیتے اور اپنے وعدوں سے پھر جانے کا حال کہلا بھیجتے میں ادھر آنے کا
ارادہ ترک کر دیتا یہ میری تقصیر تھی کہ میں یہاں آیا تو تم نے پروانہ وار شمع ہدایت پر گر کر ایمان کے چراغ کو اپنے ہاتھوں گل کر دیا آپ یہ فرماتے تھے اور کوئی شخص کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ اس کے
بعد آپ نے اس طرح تلوار گھسیٹ کر جیسا کوئی جان سے ہاتھ دھو لیتا اور زندگی سے مایوس ہوتا ہے۔ ان بدبختوں کیطرف بڑھے اور لڑنے والے کو طلب کیا۔ بہت سے آدمیوں کو شمشیر کے
گھاٹ اتار کر دوزخ میں گرا دیا۔ انجام کار شمر ذی الجوشن بہت سے سوار اور پیدل لیکر آپ کی طرف بڑھا۔ آپ کچھ دیر تک تن تنہا اس فوج کثیر سے لڑتے رہے۔ اثنا میں ملعونوں نے
بیچ میں پڑکر آپ کو اہل حرم سے علیحدہ کر دیا اور اہلبیت رسول خدا کے خیموں کیطرف جھکے امیر المومنین نے اس حال کو مشاہدہ کرکے زیادہ غضبناک ہوکر آواز دی کہ آل ابوسفیان مانا کہ تم میں
دین کی تو کچھ باقی نہیں مگر کیا تم قوم عرب بھی نہیں ہو تمہیں شرم نہیں آتی کہ میرے اہل حرم سے تعرض کرنا چاہتے ہو۔ شمر نے کہا حسین تو کیا کہتا ہے اور تیرا مدعا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا
تم میرے اہلبیت پر کیوں حملہ کرتے ہو۔ تمہارا مدعا تو صرف میرا ہلاک کرنا ہی میں یہاں کھڑا ہوں اور تم سے جنگ کر رہا ہوں کسی کو میرے اہل حرم کے خیموں کے پاس جانے نہ دو۔ شمر نے کہا اے
فاطمہ کے بیٹے تیری بات مجھے منظور ہے اسیوقت ان لوگوں کو ڈانٹا جو آپ کے خیموں کی طرف جارہے تھے اور کہا واپس چلے آؤ ان خیموں سے کچھ تعرض نہ کرو حسین پر لوٹ پڑو کہ اسکے سوا اور
کسی سے کچھ غرض نہیں ہے الغرض سب کے سب حسین پر ٹوٹ پڑے حملوں پر حملے کرتے تھے امام حسین مار مار کر ہٹا دیتے تھے اسی معرکہ آرائی کے اثنا میں آپ پر پیاس نے غلبہ کیا گھوڑے
کو بجانب فرات چھوڑا۔ ملعون آپ کو روکتے اور فرات پر جانے نہ دیتے تھے۔ ایک ملعون ابوالحتوف نے ایک تیر آپ کی پیشانی پر مارا۔ آپ نے وہ تیر نکال کر پھینک دیا خون سے تمام
چہرہ اور ریش مبارک تر ہوگئی اسوقت امام حسین فریاد کرتے تھے کہ اے خدا تو دیکھتا ہے کہ اس قوم کے ہاتھ سے میرا کیا حال ہو رہا ہے اے خدا تو انہیں ہلاک کر اور نجات نصیب
نہ کیجیو۔ پھر شیر غضبناک کیطرح حملہ کیا اور ان فاسقوں کو مار مار کر ڈھیر کر دیا۔ آخر کار ان بھگوڑوں نے تیر برسانے شروع کئے آپ ان کے تیر اپنے سینہ پر کھاتے اور فرماتے تھے کہ اے
بدبخت امت تو نے اپنے پیغمبر کا ذرا پاس نہ کیا اور ان کی اولاد کو قتل کرنے میں بڑی بیباکی سے کام لیا خدا کی قسم اس ذلت کی عوض مجھے درگاہ الٰہی سے بہت بڑی عزت کی
امید ہے اور یقین جانتا ہوں کہ تم ذلیل و خوار ہوگے اور خدا تم سے میرا بدلا لیگا حصین بن نمیر سکونی نے پکار کر کہا اے پسر فاطمہ کس طریق سے اللہ میرا بدلا تم سے لیگا۔ آپ نے فرمایا
کہ تم میں دشمنی اور عداوت ڈالیگا اور تم آپس میں ایک دوسرے کو مار مار کر مر جاؤ گے اسکے بعد وہ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائیگا۔ شمر ذی الجوشن نے کہا تم کیوں دیر لگا رہے ہو یہ شخص زخموں کی
کثرت سے بہت ناتواں ہوگیا ہے اور ایک آدمی سے زیادہ بھی نہیں سب ملکر اس پر حملہ کرو۔ سب چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور گھیر کر تیر اور تلواریں مارتے تھے۔ ایک ملعون زرعہ
بن شریک نے آپ کے بائیں ہاتھ پر تلوار ماری اور ایک اور بدبخت عمرو بن عقبہ جعفی نے پشت کیجانب ہوکر دوش مبارک پر تلوار لگائی اور ایک تیسرے لعین نے جسے سنان بن
انس نخعی کہتے تھے سینے پر تیر مارا چوتھے بدکار صالح بن وہب مری نے پہلو پر نیزہ مارا کیا امیر المومنین گھوڑے سے گر پڑے اور زمین پر بیٹھکر سینہ سے تیر نکالا خون نکلا دونوں

ہاتھ ملا کر زخم کے نیچے رکھتے تھے اور جب لپ بھر جاتی تھی تو اپنے سینہ اور ریش مقدس پر مل لیتے تھے اور کہتے تھے میں اسی طرح چہرہ پر خون لگائے اور داڑھی کو خون سے رنگین کئے
اپنے نانا کے پاس جاؤنگا۔ عمر سعد نے آپ کا یہ حال دیکھکر گھوڑا آگے بڑھایا اور سر مبارک کے قریب پہنچکر اپنی سپاہ سے کہا گھوڑوں سے اتر کر اسکا کام تمام کردو اور سر تن سے اتار لو۔ نصر بن حرشہ
ضبابی گھوڑے سے اتر کر آگے بڑھا۔ وہ برص کی بیماری میں مبتلا تھا جب قریب پہنچکر ریش مبارک پکڑلی اور چاہا کہ سر تن سے جدا کرے امام حسینؑ نے کہا تو وہی مبروص کتا ہے جسے
میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ نصر نے کہا تو میری نسبت ایسا کہتا ہے۔ تلوار نکالکر گلوئے مبارک پر رگڑنے اور کہنے لگا: اذبحك اليوم ونفسي تعلم علما يقينا ليس فيه
مرء بكلام ولا كهلا ولا تكلم ان اباك خير من تكلم۔ ہر چند تلوار کو خوب زور سے رگڑتا تھا مگر وہ کاٹ نہ کرتی تھی عمر سعد نے غصہ ہو کر ایک شخص خولی بن یزید
اصبحی ملعون کو جو جانب دست راست کھڑا تھا کہا جاؤ حسینؑ کا کام تمام کرو۔ خولی نے گھوڑے سے اتر کر فرزند رسول خدا قرۃ العین علی مرتضیٰ اور راحت جان فاطمہ زہرا کا سر مبارک
بدن سے علیحدہ کردیا۔ الغرض امیر المومنین حسینؑ بن علیؑ کے شہید ہونے کے بعد بنی تمیم کے ایک شخص اسود بن حنظلہ نام نے آپ کی تلوار اٹھالی جعونہ بن حویہ حضرمی نے جسم مبارک کے کپڑے اتار
لئے تھے وہ اسیوقت برص کے مرض میں مبتلا ہوگیا اور سر کے بال جھڑ گئے۔ بحر بن عمر حرمی نے ازار اتار لی تھی اسیوقت اسکی ٹانگیں بیکار ہوگئیں اپنی جگہ سے ذرا نہ ہٹ سکا اور عمر بھر کھڑا نہ ہو سکا
جابر بن یزید اودی نے دستار لیکر سر پر لپیٹ لی اسے مرض جذام لاحق ہوگیا مالک بن بشیر کندی نے زرہ لی وہ دیوانہ ہوگیا کچھ نہ سمجھ سکتا تھا کہ کیا کہتا اور کیا سنتا ہے اسی اثناء
میں ایسی سخت آندھی نمودار ہوئی کہ دنیا اندھیر ہوگئی کوئی شخص ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا سب کو یہی خیال ہوگیا کہ عذاب خداوندی نازل ہونے کی علامت ہے اور اسیوقت سے
عذاب شروع ہو جائیگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آندھی جاتی رہی امام حسینؑ کا گھوڑا میدان میں دوڑتا پھر رہا تھا۔ اس نے واپس آکر اپنا سینہ اور پیشانی حسینؑ بن علیؑ کے خون سے رنگین
کی اور ہنہناتا ہوا چلا لوگوں نے چاہا اسے پکڑ لیں وہ بھاگ کر عورتوں کے خیمہ کے گرد پھرنے اور ہنہنانے لگا اہلبیت نے امام حسینؑ کے گھوڑے کی آواز سنکر خیال کیا کہ وہ تشریف لائے ہیں بچے اور
بیبیاں خیموں سے نکلکر اسکی طرف دوڑے دیکھا کہ آپ کی سواری کا گھوڑا خالی کھڑا ہے اور خون میں تر ہے سمجھ گئے کہ امام نے شہادت پائی رونے پیٹنے لگے زینب بین کرکے روتی اور سینہ
پیٹتی تھی اور کہتی تھی واجداہ واحمداہ علیک السلام کیا آپ کو کچھ خبر نہیں کہ آپ کے حسینؑ پر کیا گزری اور کس طرح اسے قتل کردیا اور اسکی نعش پاک کو میدان میں پھینکدیا واحمداہ آپکے اہلبیت
قید ہوگئے اور دربدر جنگل میں بے حفاظت پڑے ہیں دوست دشمن انکے حال پر روتے ہیں۔ ابن عمر مستورات کے خیموں کے پاس آکر کھڑا ہوا اور فوج کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر کر خیموں میں
گھس جاؤ۔ جو ملے کم یا زیادہ پاؤ سب لوٹ لو لشکر والے خیموں میں گھس گئے اور جو چیز دیکھی اٹھالی شمر نے علی بن حسینؑ کے خیمہ میں جا کر دیکھا کہ وہ بستر بیمار پڑے ہیں تلوار کھینچکر چاہا کہ انہیں بھی
قتل کردے حمید بن مسلم نے کہا سبحان اللہ اس بیمار کے قتل سے تو عار آئیگا یہ تو بیمار ہے شمر نے کہا عبید اللہ بن زیاد کا یہی حکم ہے مسلم نے کہا پھر افسوس ہے محمد مصطفےٰ کو کیا جواب دیگا آخر
کیا تو نہیں جانتا کہ یہ پیغمبر کے اہلبیت ہیں شمر ان باتوں سے شرمندہ ہو کر الٹا پھر گیا علیؑ بن حسینؑ کے قتل سے باز آیا پھر حکم دیا کہ رسول خدا کے اہلبیت کے خیموں کو آگ لگادو۔ لوگوں نے آگ لگا کر
خاندان نبوت کو برباد کردیا امیر المومنین حسینؑ کے اہلبیت اور عزیز و اقربا اور دوستوں میں سے کربلا میں بہتر آدمی شہید ہوئے تھے دوستوں میں صرف دو شخص مرقع بن ثمامہ اسدی اور
سکینہ کا ایک غلام اور اولاد میں سے بھی دو جانیں علیؑ بن حسینؑ جو بیمار تھے اور ایک لڑکا عمر بن حسینؑ جو سات برس کا تھا جیتے بچے۔ عمر سعد نے امام حسینؑ کا سر مبارک بکیر بن مالک
کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس بھیجدیا۔ اس نے آپ کا سر مقدس ابن زیاد کے سامنے رکھکر یہ اشعار پڑھے ؎ املأ ركابي فضة وذهبا انا قتلت الملك المحجبا ومن
يصلي القبلتين في الصبا وقتلت خير الناس اما وابا وخيرهم اذ ينسبون النسبا یعنی مجھے بہت دولت عطا کر کیونکہ میں نے ایسے بادشاہ کو قتل
کیا اور اسکا سر تیرے سامنے لا کر رکھدیا ہے جو بہت ہی شان و شکوہ اور رعب و داب والا تھا بچپن میں اس نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور اہل عالم میں نسب کے مقابلہ میں
ماں اور باپ کی طرف سے سب سے زیادہ بڑھا چڑھا تھا عبید اللہ یہ اشعار سنکر غضبناک ہوا اور کہا جب جانتا تھا کہ حسینؑ ایسا شخص ہے تو کس لئے اسے قتل کیا خدا کی قسم تو مجھ سے
کچھ نہ لیگا تجھے بھی اسی کے پاس بھیجتا ہوں یہ کہکر اسے قتل کرادیا امیر المومنین حسینؑ کو شہید کرنے اور سر مبارک عبید اللہ کے پاس روانہ کر چکنے کے بعد وہ ملعون اس شب کو کربلا میں
رہے دوسرے دن کوفہ کی طرف چلے اہلبیت رسول خدا کو ہمراہ لیا ملعونوں میں بہت سے آدمی اپنے فعل پر سخت نادم اور پشیمان تھے روتے پیٹتے تھے علیؑ بن حسینؑ نے جو اسوقت بیماری سے
بہت ہی ناتواں ہو رہے تھے فرمایا یہ لوگ میرے باپ اور بھائیوں کے قتل پر کیوں روتے ہیں کیا قتل کرنے والا کوئی اور شخص تھا عمر سعد نے اسی کے وقت شہیدوں کے سر قبیلوں پر تقسیم کر دیئے

کے نیزوں پر رکھے لعین بائیس سر ہوازن قبیلہ کو چودہ بنی تمیم کو جنکا سردار حصین بن نمیر تھا اور کندہ کو جنکا سرگروہ قیس بن اشعث تھا چھ سر بنی اسد کو لشکر داری ہلال بن اعور اور باقی سر اور کو دئے باقی ماندہ سر ثقیف کے حوالہ کئے امیر المومنین حسینؑ کی عورتوں بچوں اور لونڈیوں کو محملوں اور کجاووں میں سوار کرکے کوفہ کیطرف روانہ ہوئے عمر سعد کے چلے جانے کے بعد غاضریہ کے باشندوں نے شہیدوں کی لاشیں اسی جگہ دفن کردیں جسوقت یہ شقاوت اثر لشکر کوفہ کے قریب پہنچا ابن زیاد ملعون نے حکم دیا کہ حسینؑ بن علیؑ کے سر کو تمام شہیدوں کے سروں سے آگے نیزوں پر رکھکر شہر میں داخل ہوں اس شقی ازلی کے فرمانبرداروں نے ایسا ہی کیا سروں کو نیزوں پر رکھکر کوفہ کے گلی کوچوں اور بازاروں سے گزرے جب دربارہ امام حسینؑ کا سر مقدس ابن زیاد کے سامنے لائے تو وہ بدبخت لعین چہرہ اور بالوں کو اٹھا کر دیکھنے لگا ناگاہ اسکے منحوس ہاتھوں کو رعشہ ہوا اس نے وہ مقدس سر اپنے زانو پر رکھ لیا اسیوقت گلوئے مبارک سے خون کا ایک قطرہ نکلکر زانو پر گرا جو کپڑوں سے گزرتا اور ران میں ناسور کرتا ہوا نکل گیا۔ وہ ناسور بحد بدبودار تھا ہر چند جراحوں اور طبیبوں نے علاج کیا کچھ فائدہ نہوا اسی لئے وہ شقی ہمیشہ اس ناسور پر مشک رکھتا تھا کہ بدبو ظاہر نہو جسوقت امام زین العابدینؑ اور اہلبیت رسول اللہ کو ابن زیاد کے دربار میں لیگئے تو سب دربار ابن زیاد میں طعن وتشنیع ہونے لگے اور علیؑ بن حسینؑ نے مناظرہ کیا ابن زیاد لعین نے آپکے قتل کا ارادہ کیا مگر زینب خاتون کی بیقراری کے سبب سے ارادہ سے رکا پھر بار آیا حکم دیا کہ مجھے اس گروہ کی دردسری سے بچاؤ۔ یہاں سے نکالکر اس مکان میں لیجاؤ فرمانبردار حکم بجالائے اسکے بعد ابن زیاد نے زحر بن قیس محفر بن ثعلبہ اور شمر ذی الجوشن کو حکم دیا کہ علیؑ بن حسینؑ اور مخدرات عصمت کو شہیدوں کے سروں کے ساتھ دمشق میں یزید کے پاس لیجائیں۔ وہ ملاعین اس لعین کے حکم سے خاندان نبوت کو لیکر بجانب شام روانہ ہوئے جب دمشق میں پہنچے شہیدوں کے سر اور علیؑ بن حسینؑ اور مستورات اہلبیت رسول اللہ کو یزید کے سامنے پیش کیا اس لعین نے حکم دیا کہ خاندان نبوی کے سرگروہ کا سر طلائی طشت میں رکھیں اور ابن زیاد کے قاصدوں سے کیفیت پوچھنے لگا شمر ذی الجوشن نے اس واقعہ کا حال تفصیل وار بیان کیا کہ امیر حسینؑ بن علیؑ اٹھارہ عزیزوں اور ساٹھ دوستوں کے ہمراہ کربلا میں وارد ہوا ہم لشکر کثیر سے مقابلہ کیلئے پہنچے۔ لڑائی کے شروع کرنے سے پہلے ہمنے کہا عبیداللہ کا حکم قبول کرو یا اسکے لئے مستعد ہو جاؤ حسینؑ نے جنگ کو اختیار کیا۔ لڑائی کا سماں صبح کے نکلنے سے دوپہر تک رہا ہم اسپر بلاؤں کی طرح ٹوٹ پڑے تھوڑی دیر میں سب کا خاتمہ کردیا۔ انکی لاشیں خون میں لتھڑی ہوئی میدان میں پڑی ہیں دھوپ سے سوکھ رہی ہیں۔ ہوا اسپر خاک اڑا رہی ہے۔ گدھ اور چیلیں انکے خادم ہیں۔ یزید نے حالات سنکر کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر یہ اشعار پڑھے ؎ لیت اشیاخی ببدر

شهدوا + وقعة الخزرج من وقع الاسل + لاهلوا واستهلوا فرحا + واستحر القتل في عبد الاشل + لست من عتبة

ان لم انتقم + من بني احمد ما كان فعل + لعبت هاشم بالملك فلا + خبر جاء ولا وحي نزل + امام زین العابدین اور بعض

مخدرات سراپردہ عصمت وطہارت نے یزید سے مناظرہ کیا سخت وسست اور کڑوے جواب سنائے یزید نے دیکھا کہ خلقت امیر المومنین حسینؑ کے قتل کے سبب مجھے برا کہہ رہی ہے شمر اور اسکے ہمراہیوں پر بظاہر غصہ ہوا اور کہا میں تمہاری فرمانبرداری سے حسینؑ کے قتل بغیر بھی خوش ہوتا۔ مرجانہ پر لعنت ہو کہ ایسے برے کام کا مرتکب ہوا پھر علیؑ بن حسینؑ اور جملہ اہلبیت کی روانگی کا سامان مہیا کرکے اور شہیدوں کے سر دیکر نعمان بن بشیر انصاری کو تین سو سواروں کی جمعیت سے ہمراہ کیا اور اس واجب التعظیم گروہ کو رخصت کردیا۔ علیؑ بن حسینؑ بہنوں چچیوں پھپھیوں اور تمام عزیزوں کو ہمراہ لیکر مدینہ طیبہ کیطرف روانہ ہوئے صفر کی بیسویں تاریخ امیر المومنین حسینؑ اور تمام شہیدوں کے سر اپنے جسموں سے ملحق کرکے دفن کئے۔ پھر وہاں سے کوچ کرکے اور اپنے نانا بزرگوار کی تربت مقدس پر پہنچکر قیام فرمایا + + +

الحمد للہ کہ کتاب تاریخ اعثم کوفی بفضلہ وکرمہ باہتمام کارپرداران مطبع یوسفی دہلی ۱۹۱۰ء میں چھپکر شائع ہوئی۔ یہ کتاب حسب ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۷ء داخل فہرست رجسٹری گورنمنٹ ہوچکی ہے چونکہ اسکے ترجمہ میں زر کثیر صرف ہوا ہے کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں بخیال نفع قلیل نقصان زر کثیر نہ اٹھائیں۔ بروقت بلاغ باضابطہ دیں۔ جسقدر کتابوں کی ضرورت ہو بصیغہ ویلیو پے ایبل طلب فرمالیں فوراً روانہ کیجائینگی + العبد سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی +

اعلان واجب الاذعان

اِس کتاب کا ترجمہ بصرفِ زرِ کثیر کرایا گیا ہے مترجم نے جان کاہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرمایا اِس بنا پر اِس کتاب کی رجسٹری بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کے درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ کرادی گئی ہے۔ تاجرانِ کتب و مالکانِ مطابع کی خدمت میں گذارش ہے کہ کوئی صاحب اِسکے چھاپنے یا چھپوانیکا قصد نفرمائیں۔ نفع کی امیّد میں ضررِ عظیم نہ اُٹھائیں۔ جسقدر کتابوںکی ضرورت ہو۔ مطبع سے بصیغہ ویلیو پے ایبل طلب فرمالیں۔ فوراً تعمیل ہوگی ✣

العبد

سیّد علی حسین مالک مطبع یوسفی شہر دہلی